طلسم ہفت پیکر

جلد اوّل

۲۳

22

22

TILISM

HAFT

PAIKAR

Vol.

I

[illegible] ۲۲

دیوان

[illegible]

[illegible]

Jap
s.
of
trac
Bo
Go
his
hi

ooking will be
th instant as

BRIDGE

ve
sat **During**
ason

ly 26

received
Rawal-
—The
rium at
ly oy the
st yay be
orroyed
have
t any
August
indefinite
annot, thus,
continu to
or a e

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نورسیدۂ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد اول

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیرین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمد للہ کہ اِس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم ونثر اردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہی اُسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق وقدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت ہوتی ہین جلد اول - از حضرت نسیم دہلوی
ایضاً - جلد دوم از منشی طوطارام شایان -
ایضاً - جلد سوم - از منشی طوطارام شایان -
ایضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراء وسلاطین کے دربارونمین داستان گویان کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی اور اِسکے نامون کی تصریح حسب ذیل ہی -

۱- نوشیروان نامہ جلد اول
۲- " جلد دوم
۳- کوچک باختر
۴- بالا باختر
۵- ایرج نامہ جلد اول
۶- " جلد دوم
۷- طلسم ہوش ربا جلد اول
۸- " جلد دوم
۹- " جلد سوم
۱۰- " جلد چہارم
۱۱- " جلد پنجم کا حصہ اول
۱۲- " حصہ دوم
۱۳- " جلد ششم
۱۴- " جلد ہفتم
۱۵- " بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول
۱۶- " " جلد دوم
۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم
۱۸- تورج نامہ دفتر ہفتم
۱۹- طلسم نور افشان جلد اول و دوم وسوم
۲۰- لال نامہ جلد اول و دوم

بمعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد اول

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنائے بے عد اُس خالق کونین کو سزاوار ہی کہ جو کل مخلوق کا پروردگار ہی زمین کو ہفت پیکر کیا جوہر خاکساری عطا فرمایا اُسی خاک پاک سے پتلا آدم کا بنایہ شرف مرحمت ہوا کل ملائک آسمان نے حضرت آدم کو سجدہ کیا شیطان علیہ اللعن نے انکار کیا کہ بندۂ خاکی کو کیا سجدہ کرون مغضوب درگاہ الٰہی ہوا کیا مصلحت و مشیت تھی چونکہ شیطان نے ہر آسمان پر عبادت بے نہایت کی ہے اُسکا بدلا یہ ملا کہ اُسکو انسان پر اختیار رہی لیکن یہ بھی رحمت واسطے بندگان خدا کے ہوئی کہ کلمۂ لاحول جو پڑھے گا شیطان ملعون اُسکے پاس نہ آسکے گا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ براے شیطان کوڑا ہی جب لاحول پڑھا شیطان بھاگ جاتا ہی اپنے کو اس کوڑے سے بچاتا ہی ہر شخص کو لازم ہی کہ ہر وقت لاحول پڑھے کہ وسوسہ شیطان سے بچے کیا رحیمی اور کیا کریمی ہی کیا کلمہ مقرر کیا شیطان کے وسوسہ سے اپنے بندون کو بچایا کیا رحم فرمایا زہے بندہ نوازی و خہے کارسازی کہ اپنے بندون کے واسطے کیا کیا نعمتین مقرر کین رنگ آمیزی گلشن سرسبزی صحن چمن عشق بلبل گل پیچ و تاب مسلسل براے سنبل خوش بیانی واسطے سوسن صد زبان کے نگاہبازی واسطے نرگس شہلا کے بہ نگاہ حسرت طرف چمن کے دیکھتی ہی کبھی آنکھ نہ اُٹھائی کبھی پلک نہ جھپکائی قدرت پروردگار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی سوسن چاہتی ہی کلام کرون فصل بہار مین اپنا نام کرون کہ چراغ لالہ نے روشنی دکھائی باغ کی رونق بڑھائی سوسن سے اشارے

کر رہا ہی کہ مین چراغ گلشن ہون کلام کرنے والے کا رہبر ہون نرگس شہلا نے یہ معاملہ بچشم غور دیکھکر اشارہ کیا ای ساکنان گلشن مقام عبرت ہی باغبان قضا و قدر کی عنایت ہی کہ رنگ آمیزی بہار جوش پر ہی نہرون کی روانی خروش پر ہی چشم حباب بہ نگاہ حیرت سمت گلشن نگران سنبل حیران و پریشان بھی خیال ہی کہ رنگ پربال بال ہی ہواے گرم خزان سے رنگ آمیز عالم بچائے رنگ خزان نہ دکھائے عجب دور خزان ہی بعد بہار کے خزان کا آنا بربادی چمن کا دکھانا پتون کی زرد رنگت باغ کی عجب کیفیت صیاد و باغبان خوشی خوشی پھرتے ہین پتے زرد ہوکر شاخہاے نخل سے گرتے ہین یکایک جھونکے ہواے گرم کے چلے خزان کی ہوا بندھی عندلیبان خوشنوا سر پیٹنے لگین طائرون کی زمزمہ سرائی کا یہ بدلا ہوا کہ فریاد کرنے لگے صیاد بیداد کرنے لگے دام بے دام کے کاندھون سے اُتارے عندلیبان خوشنوا کو دام مین پھنسایا ظلم کا رنگ جمایا صدہا بلبلین گرفتار کرلین باغبانون نے نخل ہرے بھرے کاٹے پودے خوش ہوکر چھانٹے نخلہاے پرثمر کو یہ پھل ملا کہ غنچہ آرزو نہ کھلا پھل گل کر زمین پر گرے تھوڑے عرصے مین خزان کا رنگ جم گیا باغ ویران ہوا جس مقام پر عندلیبان خوشنوا چہچہہ زن تھین اُسی جگہ پر زاغ و زغن کا ہجوم خوشی کی دھوم پر دن کے انبار اب ساکنان باغ کو آمد بہار کا اشتیاق ہی ناگوار فراق ہی باغبان قضا و قدر پردۂ فراق اُٹھائیگا پھر رنگ بہار دکھائیگا وہ مالک حقیقی رب تحقیقی خزان مین بہار و بہار مین خزان نئے سامان دکھاتا ہی اس رنگ کو دیکھکر ترددِ بڑھ جاتا ہی اُسکی صفت نہایت دشوار ہی ہر شی پر اُسی کو اختیار ہی رنج کو راحت سے بدلتا ہی نخل بے برگ و بار پھولتا پھلتا ہی اُسکی صفت کیا تحریر کرون دنیا مین عجب رنگ دکھائے مثل خزان و بہار ہر رنگ دکھاتا ہی راحت دیکر رنج کو مٹاتا ہی یہی آرزو ہی یہی ہر وقت جستجو ہی کہ ای کریم کارساز ای بے نیاز وقت مدد ہی نظم

اثر یارب کرامت کن بیان را　　بآتش آب دہ تیغ زبان را
زخاک پای عشقم آبرو بخش　　زبانی درخور این گفت وگو بخش
ازین گلبن پدید آید گل نو　　گلستان سخن را بلبل نو
کہ عالم پر شود زآوازۂ عشق　　سرایم داستان تازۂ عشق
دلم را مایہ بخش از نقد توفیق　　زبانی دہ کلید گنج تحقیق
مگر اکنون خدایا چند گاہست　　کہ اقلیم سخن بے بادشاہ ہست

نعت سرور کائنات اشرف موجودات پیغمبر آخرالزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ زہے رتبہ بادشاہ ذیجاہ کیا اپنے حبیب کا رتبہ بڑھایا معراج قرار دیکر اپنے پاس بُلایا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ لقب دیا قریب پردۂ اسرار جب حضرت حضوری رب اکبر سے سرفراز ہوے کیا کیا کلام راز و نیاز ہوے حضرت نے عرض کی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم تو نے جبرئیل کو ستر ہزار بال و پر دیے اُسکا بدلا مجکو کیا ملا حکم ہوا کہ ای پیغمبر تجکو اُسکے ستر ہزار پر کا بدلا تیرا ایک تار مو جو تیرے گیسوے عنبرین کی زیارت کریگا اگر اُسکے گناہ از حد ہونگے مثل ریگ روان و ستارہاے آسمان عوض مین زیارت موے سر کے گناہ اُسکے بخش دونگا حضرت نے عرض کی کہ کل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اُسکا بدلا مجکو کیا ملا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز و افتخار تھا اُس سے ترک اولے ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ داخل فردوس برین کرینگے ابدالآباد وہ اُسی مین رہینگے الغرض جو حضرت نے سوال کیا اُسکا جواب باصواب پایا جس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر اشرف انبیا ہین فخر دوسرا ہین نظم

احمد مرسل آن خلاصۂ کون	پردہ پوش امم بدامن عون	احمد اندر احمد کمربند است
یعنی این بندہ آن خداوند است	عاصیان را در آفتاب نشور	ظل ممدود دارد از منشور
نور او آفتاب را مایہ	سایۂ خلق را ابر و سایہ	بہر تعظیم وے ارادت پاک
سایہ او در ارہ کردہ بخاک	پایۂ قدر رش آسمان پیوند	سایۂ نور رش آفتاب بلند
روشنائی دہ چراغ یقین	نور بینین و شمع پاربیین	نور او کرسپہر صد چند ست
مہ شگاف و سپہر پیوند ست	انبیا پیش آن خجستہ چراغ	طفل گہوارہ در مقام بلاغ
کار پرداز کارنامۂ غیب	خازن گنج خانۂ لاریب	امی و حرف سنج تختۂ کن
قلمش راست کار دست سخن	کاف و نون یک رقم زنامۂ او	لوح محفوظ زیر خامۂ او
بہترین نقطۂ رسل بشمار	آسمان دائرہ است او پرکار	در سرشت خود آن دقیقۂ عون
ذات پاکش خمیر مایۂ کون	درة التاج کن فکان نسبش	قرة العین انس و جان لقبش
ہستی از وے علم برآوردہ	او تفاخر بہ نیستی کردہ	ذات او خلق را کلید نجات
ہم حیات جہان ہم آب حیات	کیا صفت اُس حبیب رب دو جہان کی لکھون وائی سے پاے قلم کور و کون	

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار جناب امیر المومنین علیہ السلام

کیا وصی برحق و جانشین مطلق پروردگار نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا اپنے حبیب کا مرتبہ بڑھایا کہ اُس شیر بیشۂ جلال و کمال نے بڑے بڑے پہلوان مارے ساحرون کو قتل کیا کافرون کو مٹایا کفر و شرک سے خانۂ خدا کو پاک کیا بتون کو دوش حق نیوش احمد مختار پر چڑھ کے توڑا اس مضمون مین ایک شعر قصیدے کا مصنف نے لکھدیا فرد دستِ خدا کے ہاتھ سے پائی جو ہی شکست + لعنت کا لام سر پہ ہمیشہ ہی لات کے جب خانۂ خدا کو بتون سے پاک کر چکے خوشی خوشی خدا کے گھر سے نکلے جناب احمد مختار نے فرمایا یا علیؑ آج تمنے عجب مرتبہ پایا خدا کے گھر کو لوٹ کفر سے پاک کیا نظم

ابن عم مصطفاے مرسل ۔ ادراک بسین و عقل اول ۔ فردوس گلے ز بوستانش
عرش آمدہ فرش آستانش ۔ خاک قدمش کہ بر کہ و مہ ۔ زاب رُخ قدسیان بود بہ
ادراک ملائک است نامش ۔ آب خضر است رشحہ جامش ۔ جبریل بجبر مثے کہ بود دستش
آمد گمسے ز خوان جو دستش ۔ بحر کرم است دکان انصاف ۔ سنگی ست ز کوہ حلم او قاف

ہر زبان مین آپ کی صفت و ثنا ہی ہر کتاب مین نام آپ کا لکھا ہی آپ کے اوصاف با انصاف کیا لکھ سکتا ہی مرتبہ اُس شیر کا اعلیٰ ہی چند اشعار ایک قصیدے کے جو صفت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کے عرض کیے ہین اُسکو تحریر کرتا ہون قصیدۂ مصنف

شمع بزم حب حیدر کا یہ دل پروانہ ہی ۔ نور خالق سے سدا روشن چراغ خانہ ہی
اس قصیدے مین جو وصفِ نرگس مستانہ ہی ۔ چشم حق بین حرف ہی ہر دائرہ پیمانہ ہی
وصف زلفِ حیدر صفدر سے دل دیوانہ ہی ۔ روح کو قید تعلق صاف زندان خانہ ہی
ہین منور داغ عشقِ پنجتن مانند مہر ۔ آفتابِ صبح محشر یان چراغ خانہ ہی
ہی ہمیشہ دور دور بادۂ خم غدیر ۔ ساقیا مجھ رند میکش کا نجف میخانہ ہی
مرتضےٰ کے وصف لکھتا ہی جو عاشق عشق مین ۔ کلک کی رفتار طرز ناز معشوقانہ ہی
حضرتِ موسےٰ سے ہو گی لنترانی طور پر ۔ طالب دیدار محوِ جلوۂ جانانہ ہی
بابِ خیبر جب اُکھیڑا دی فرشتون نے ندا ۔ یا علیؑ تجھپر فدا یہ ہمت مردانہ ہی
اے ولی اللہ تو ہی رونقِ بزم بنی ۔ تیری شمع حسن کا روح الامین پروانہ ہی

لوٹ کر دریا مین دیتے ہین صدا ہر دم حباب
ہان کنارہ کش ہو غافل یہ مسافر خانہ ہی

دل مین ہی نور ولاے حیدر روشن ضمیر
طور موسےٰ سے فزون روشن مرا کاشانہ ہی

حضرت روح الامین کا بھی معلم تھا یہی
مظہر اعجاز خالق مرتضےٰ ہی یا نہ ہی

ہو شب مرقد منور مثل ماہ چاردہ
مدح حیدر لکھہ قمرؔ گر عاقل و فرزانہ ہی

سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر

ایک دن یہ حقیر بعد ختم کرنے بقیۂ طلسم ہوشربا کے حاضر خدمت فیضدرجت جناب مستطاب معلی القاب فصیح و بلیغ قدردان اہل سخن سخن شناس فلک اساس فرزند دلبند تاج جلیل سخن سنج کے کفیل جناب منشی نولکشور صاحب مرحوم سی۔ آئی۔ ای۔ یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ ہوا بعنایت و مرحمت ارشاد فرمایا کہ طلسم ہفت پیکر کا اشتہار آپ نے طلسم فتنۂ نور افشان کے آخر مین دیا ہی فرمائشین بھی اُسکی آگئین لہذا قلم اُٹھائیے جودت طبع دکھائیے ناظرین مشتاق ہین حقیر نے ارشاد فیض بنیاد مالک مطبع بسر و چشم قبول کیا یقین کامل ہی کہ اس طلسم ہفت پیکر کو دیکھکر ناظرین باتمکین طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے تین جلدین اس طلسم کی قرار پائی ہین کہ جلد اول چالیس جزو جلد دوم بیالیس جزو جلد سوم چھپن جزو اب ناظرین والا مقام اس طرف متوجہ ہون طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کرین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بصد کر و فر تحریر ہوتا ہی۔ فتنۂ نور افشان کی تیسری جلد مین لکھہ چکا ہون قاسم ولندھور ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہین امیر کے مقابلے کو آتے ہین یہین سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہی۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
مجھے بلبلین ... سنانے لگین
چل اے کلک جادو نگار و فصیح
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان
پلا ساغر بادۂ دلفریب
سمان دیکھہ لون رنگ گلزار کا

طبیعت کا ہوتا ہی پھر امتحان
اُٹھا اے قمر کلک نصرت نشان
لکھون ... پھر مین بلیغ و ملیح
ارے ساقی بادہ وش لاجواب
کہ ہی ہجر ساقی سے دل ناشکیب
ہوئے طائران چمن نغمہ سنج

گھٹائین فرح خیز آنے لگین
کہ اُٹھتا ہی آہونکا دل سے دھوان
لکھون ہفت پیکر کی اب داستان
ہوا فضل خالق سے مین کامیاب
جمے جلسہ پھر رند میخوار کا
کہ غنچے لٹانے لگے اپنا گنج

ہر اک پھول ہی عارضِ مہوشان
صبا کر رہی ہی جو اٹکھیلیان
درختانِ صحرا ابھی ہین وجد مین
کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
ہوا فخر پھر روح فرہاد کو
سنبھالا نہ کیون جانِ ناشاد کو
محبت مین شیرین کے سودا ہوا
کہ تیشہ لیا کوہ کن بن گیا
ہر اک سنگ سے آرہی ہی صدا
کہ ای کوہ کن یہ شرف مل گیا
کہ شیرین پہ ہی جانِ شیرین فنا
گُلِ امتحان نے دکھائی بہار
یہ انجام الفت کا بیجا ہوا
کہ آخر کو فرہاد مردا ہوا
اگر جانِ شیرین نے بھی آکے دی
کہ انجام الفت کی خوبی ہوئی
مرے ساقیِ سیمتن مہ لقا
مجھے جلد راز محبت سُنا
لکھون ہفت پیکر کو باشد و مد
طبیعت کرگئی ہر اک جا مدد

چہرۂ شہسواران ہر اک جا بنا ہی و تہور شعاران میدان سرفرازی گوہر آبدار سخن کو اس طرح زیب گوش ناظرین ذی ہوش کرتے ہین شعر دبیر سخن سنج شیرین مقال + جبین مینگار رز کاکِ خیال + سابق مین تحریر کرچکا ہون جن حضرات نے تمام وکمال تیسری جلد طلسم فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیا ہوگا اُنکو معلوم ہی کہ قاسم و لندھور نے جاکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا کئی دن قصر عشرت مین رہے بعد اُسکے نخل وحی سے حکم ہوا کہ ہمارے سپہ سالار قدرت کو جاکر سمجھا کے لاؤ قاسم جس معشوق پر عاشق ہین اُسکا فراق ناگوار ہی قاسم نے عرض کی کہ فراق اس مہ جبین کا مجھ پر شاق ہی وہ نازنین بھی رو رہی ہی دوسرا پتہ نخل وحی سے گرا اُسمین مرقوم تھا کہ ای یکہ تاز میدان جلالت وای سرفروش معرکہ ہیبت جس منزل پر اُترو گے وہان معشوق ملیگی نازنین کو بھی تسکین ہوئی قاسم و لندھور بیرون قصر عشرت آئے دیکھا فوج جمی کھڑی ہین لندھور کے سات لاکھ ہندی جوانان خوشرو و خوشخو جمے ہوے موجود ہین ایک جانب قیماس خان خاوری فوج قاسم کے افسر بادشاہ لشکر شاہزادہ عمر گوہر زاد ختنی تخت پر سوار قاسم کا انتظار کررہے تھے جیسے ہی یہ دونون جوان باہر آئے داراب عیار نے فیل میمونہ مبارک لندھور کا حاضر کیا سیارہ بن عمرو مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سامنے لایا دونون جوان سوار ہوے کل اہل لشکر دم محبت کا خداوند ہفت پیکر کی بھرتے ہوے سیر صحراے سبزہ زار کرتے ہوے بڑے کروفر سے دونون شیر چلے صاحبقران پر یہ معرکہ گذرا کہ جب لشکر مین مشہور ہوا کہ قاسم و لندھور جاکر مطیع مذہب ہفت پیکر ہوے کل فرزندان صاحبقران مثل نور الدہر و بدیع الزمان و ایرج و جہانگیر صاحب جاہ و توقیر فرداً فرداً نکل گئے ایک شب بادشاہ نے جو دنگل خالی پاے

دل بھر آیا شب کو ایک عرضی بخدمت صاحبقران لکھی مضمون یہ تھا کہ کل فرزندان صف شکن علمشاہ
تیغزن وغیرہ بہ فکر قاسم گئے یہ غلام بھی خدمت سے رخصت ہوتا ہی یہ عرضی لکھکر پلنگ پر ڈالدی
فیروزہ بن عمرو عیار کو ساتھ لیا پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوے طرف صحرا کے
روانہ ہو گئے صبح کو جو صاحبقران کو معلوم ہوا خواجہ کو بلا کر فرمایا خواجہ تحقیق معلوم ہوا کہ سب جوان
قاسم کی فکر مین گئے خدا سب کی خیریت کرے اب مین پیر نحیف وضعیف ان سب کی جدائی کا صدمہ
کیونکر اُٹھاؤن پہلوان عادی کو لاؤ اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر بڑھے عمرو نے عرض کی کہ مقام
سخت وصعب ہو اُدھر کا حضور قصد نہ کرین امیر نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کب ممکن ہو کہ فرزند
میرے جائین اور مین تامل کرون اُسی وقت اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہلوان عادی چلے کل
لشکر ساتھ ہو گیا عیارون سے فرمایا تم لوگ تلاش کرو کہ فرزندون پر کیا گذری جو صاحب جہان مین
ہمارے چلنے کی خبر پہونچا دے بھاگ اُن شیرون کو ہمارے پاس لاؤ چند عیار شاگردان عمرو نامدار
بہ تلاش فرزندان عالی وقار چلے لیکن امیر با توقیر رہ روی کرتے ہوے آتے ہین ہر روز
آب تو وجا سے تو لیکن کل صحراے سبزہ زار ونواح دلکشا ملتے ہین صاحبقران سیر کرتے ہوے
منزل بمنزل جاتے ہین ہر منزل پر خواجہ سے فرماتے ہین کہ خواجہ سرحد طلسم ہفت پیکر عجائب وغرائب
سے مملو ہو ذرا سمجھکر چلنا عمرو نے کہا مین تو خداوند ہفت پیکر کا مطیع ومنقاد ہون جاتے ہی
اُسکو سجدہ کرونگا چھٹے دن صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین جا کر اُترے نہایت صحراے فرح خیز
بو پھولون کی عنبر آمیز نخل سر سبز وشاداب حوض مملو از آب نایاب حباب شناوری کر رہے ہین
اُبھر کر کبھی ہٹ جاتے ہین ناپائداری دنیا کا رنگ دکھاتے ہین کبھی آہوان صحرا سے آنکھ ملاتے ہین
امیر نے اُس صحرا کو بہت پسند فرمایا الشکر وہین ٹھہرا صاحبقران تماشا صحرا کا دیکھا کیے طائرون
کی زمزمہ سرائی نخلستان کی رعنائی وزیبائی بعد خاصے کے جب چھپر کھٹ پر تشریف لائے آوازین
کان مین آنے لگین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہو امیر گھبرا کر اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی خواجہ کو جگا کے
فرماتے ہین کہ خواجہ سُنتے ہو کیا آوازین آرہی ہین خواجہ کہتے ہین حضور میرے کان مین آوازین آتی
نہایت پریشان ہون صاحبقران کو شب بھر نیند نہ آئی آوازین سُنتے ہین سر دھنتے ہین یکایک
ستارہ سحری آسمان پر چمکا مقبل نے آکر امیر سے عرض کی کہ وقت نماز قریب ہو امیر فوراً اُٹھے

ضروریات سے مہلت پاکر نماز ادا کی حکم دیا کہ پہلوان عادی سے کہو بارگاہ سلیمانی لیکر آگے
بڑھے عادی نے بوق ترکی بجایا بارہ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ارادہ ہی عادی کا کہ اٹھالے
بارگاہ کا لیکر بڑھوں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی امیر دیکھنے لگے ناگاہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا اسپ
شبرنگ تازی پر قاسم لندھور بر سر فیل میمونہ پشت پر دونوں کے لشکر جمے ہوئے اٹھائے بارگاہین
کے ساتھ لشکر صاحبقران جو دونوں شیروں نے دیکھا گھوڑے سے اتر پڑے حکم دیا کہ کل لشکر
یہیں ٹھہرے بارگاہیں استادہ ہوں ایک جانب بارگاہ لندھور ایک جانب بارگاہ قاسم قائم
خرامان خرامان جب در بارگاہ پر پہونچے دیکھا در بارگاہ پر محلدار کرسی پر بیٹھی ہی کساریان چوبدارنیان
صفیں جمائے کھڑی ہیں قاسم کو سب نے سلام کیا قاسم نے سب کو پہچانا کہ یہ سب نازنیان جنہیں
ساتھ والیاں اُس معشوق گلعذار کی ہیں پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئیں سب نے عرض کی قدرت نے
آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر مقام پر معشوق بہ چہرہ موجود ہو آج ہم سب کو حکم ہوا کہ فرزند سپہ سالار
قدرت فلان منزل پر مقابلۂ صاحبقران میں پہونچا اپنے کو جلد پہونچاؤ ملکۂ عالم تشریف لائی ہیں
ہم سب اُنکے ساتھ آئے ہیں ملکۂ عالم اندر بارگاہ کے تشریف رکھتی ہیں قاسم تعریفیں خداوند
ہفت پیکر کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا وہی مہ جبین حور پیکر قمر منظر آنکھوں میں جادو
بھرے استقبال کو کھڑی ہی قاسم کا استقبال کیا برائے تسلیم خم ہوئی ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای
شہریار حکم خداوند صادر ہوا کہ جلد اپنے کو پہونچاؤ قصر عشرت میں بیٹھی تھی پیک صبا نے مثل بوے
گل مجکو پہونچایا شکر ہی کہ آپ کو بخیر و خوبی پایا لاکے قاسم کو مسند پر بٹھایا کنیزیں برائے خدمتگزاری
حاضر ہوئیں دور جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا قاسم نے بعد تھوڑی دیر کے حکم کیا کہ ہمارے
لشکر میں طبل جنگ بجے ہرکاروں نے امیر کو خبر پہونچائی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں صاحبقران کو بڑا افسوس ہی کہ اپنے روح روان قاسم عالیشان سے کیونکر
مقابلہ کرینگے کیا انجام ہوگا اسی فکر میں چار پہر رات گذری مرغ زرین مہر اعظم کاشانۂ مشرق سے اڑا
شاخ نخل شعاع پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اودھر سے صاحبقران سوار ہوئے تمام فوج ہمراہ
میدان کارزار میں پہونچے خواجہ عمرو صاحبقران زمان کے ساتھ ہیں صدائیں سُن رہا ہی کہ ہر شجر و ہر طائر
یہی آواز دیتا ہی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی خواجہ عمرو مضطر ہیں امیر انتظار میں ہیں کہ

لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو لیکن نہایت متردد و متوحش ہین کہ دیکھیے قاسم سے کیا گذرے ہین لیے زمانہ
طفلسنی مین زیر کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی قاسم و لندھور آگے آگے بشت پر فوج ہندیان
بڑے زور و شور سے آکر پہونچے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کر ہٹے کہ قاسم نے
مرکب نکالا لندھور نے جھکر عرض کی کہ اے شہنشاہ اقلیم جلالت و اے مقبول بارگاہ قدرت
آپ تامل فرمائیے ایسا ایک گرز دو دستی امیر کو مارون کہ پیوند خاک ہون قاسم نے کہا کہ آپ کی
ضرورت نہین آپ تامل فرمائیے اے دارائے ہند وحی بھی میرے نام آئی ہو لندھور کو سمجھا کر پھیرا
تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے صاحبقران حیران حیران
قاسم کی جانب دیکھ رہے ہین قاسم مرکب اڑاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان مین آئے
اسپ تازی چوگان بازی فنون نیزہ و تیر اندازی صاحبقران کو دکھا رہے ہین مرکب کو روک کر ارادہ
کیا کہ صاحبقران کو آواز دون صحرا سے گرد اڑی خورشید بن ہاشم تیغ زن پشت مرکب پر سوار رہمتر
خورشید مہتر کوکب عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے خورشید آکر پہونچے صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی کہ کیون جد جالی تبارہ یہ خاوری حضور کے مقابلے کو میدان مین آیا ہی اگر حکم ہو
تو مشکین باندھ کر لاؤن امیر نے فرمایا اے نور نظر قاسم فرزند رستم صاحب شوکت و حشم ہی ایسا نہ ہو کہ
تمپر کوئی افتاد پڑے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے ہرچند امیر نے روکا خورشید نے نہ مانا امیر کو
سلام کرکے مرکب بڑھایا سامنے قاسم کے آئے نگاور زن ہوئے تین قدم مرکب قاسم کا ہٹا پانچ
قدم مرکب خورشید قاسم نے کہا کہ اے خورشید اپنے خداوند حقیقی کو نہین پہچانا مقام تعجب ہی خورشید
ہنس پڑے کہا اے قاسم مزاج کیسا ہی عجب کلمہ تمنے اسوقت کہا کہ لائق کہنے کے نہ تھا خداوند حقیقی
کو چھوڑا معبود برحق کی محبت سے منہ موڑا دین باطل اختیار کیا الٹا آپ مجھے سمجھاتے ہین اے قاسم
شرم نہین آتی قاسم نے نیزہ مارا کہا بس خاموش رہو بمقدمہ مذہب کوئی کلمہ نہ کہو ورنہ زبان سنان
دلستان سے چھید لونگا دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا چند طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ قاسم نے
طرف آسمان کے دیکھا منہ سے نکل گیا کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار یہ کہکے نیزہ
کا ٹھکر یکہ مارا کہ ہاتھ سے خورشید کے نیزہ نکل گیا خورشید نے کمر دین ہاتھ ڈالا دونون شیر پشت ہائے
مرکب سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی شام قریب تھی لیلائے شب گیسوئے عنبرین کھولا چاہتی ہی

نقاب چہرے سے اُٹھائی ہی مجنونِ روز داخل بیشۂ مغرب ہوا چاہتا ہی کہ قاسم خورشید کو لے دوڑے
دس بارہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لا کر ایک مارا کہ دونوں گھٹنے خورشید کے آشنائے زمین ہوے قاسم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر لنگر نہ قایم ہونے دیا خداوند ہفت پیکر کہکے زور جو کیا لنگر خورشید کا اُکھاڑا تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا خورشید کا چہرہ زرد دل میں درد بیہوش ہو گیا قاسم نے زمین پر مارا خورشید
کی مشکیں باندھیں عیارہ کو دیا عیارہ خورشید کو لے گیا دونوں لشکر پلٹے صاحبقران رنجیدہ و
کبیدہ واپس ہوے خواجہ سے فرماتے ہوے کہ ذرا دریافت تو کرو خورشید پر کیا گذری ہرکاروں نے
راہ میں خبر دی کہ خورشید قید خانے میں پہونچا لیکن آب و دانے کا حکم دیا ہی عیار سے تاکید کی کہ توقیر
کا اس جوان کی خیال رہے صاحبقران خاموش ہو رہے قاسم جو بارگاہ میں آئے لندھور بھی
ساتھ پہونچے کہا ای شہریار کس لطف سے آپ لڑے ہیں کس دھوم سے خورشید کو زیر کیا قاسم نے کہا
کہ ای دارائے ہند جب دادا جان سے مقابلہ پڑے تب حال کُھلے لندھور نے کہا کہ ای
صاحبقران ہفت پیکر تجھ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی تمپر نگاہ مہر و محبت خداوند ہی قاسم مونچھوں پر تاؤ
پھیر رہے ہیں بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی پشت اشقر پر سوار ہو کے
طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے قاسم و لندھور بقاعدۂ دیرینہ میدان کارزار میں آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئیں قاسم نے مرکب نکالا میدان کارزار میں آکر نعرہ کیا کہ یا صاحبقران زمان
مقابلے میں اس حقیر کے آئیے امیر نے اشقر کو پھیرا عمرو قدموں سے لپٹ گیا کہتا ہی کہ ای آقائے نامدار
و ای مولائے قدر شناس آپ مقابلے میں قاسم کے نہ جائیں بڑا مقام تعجب ہی کہ حضور سے اور قاسم
سے مقابلہ پڑے نہیں معلوم کیا گذرے امیر نے فرمایا خواجہ وہ پکار رہا ہی نام میرا لیتا ہی کیونکر نہ جاؤں
یہ کہکے اشقر کو مہمیز کیا تین ٹھیکوں میں مرکب مقابلہ قاسم میں آیا قاسم نے امیر کو سلام کیا ہاتھ باندھکر
عرض کی غلام براہ خیر خواہی عرض کرتا ہی حضور نے بڑے بڑے شاہوں کو شکست دی آج تک مذہب
کو نہ تحقیق کیا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے امیر نے جھلا کر جواب دیا کہ او بے غیرت کیا بیہودہ
بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر قاسم نے نیزہ اُٹھایا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
چنگاریاں آگ کی گریں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں امیر ہر مقام پر نیابادی کرتے ہیں قاسم

تنگ ہو رہا ہی جب صاحبقران نے کئی مرتبہ چاہا کہ نیزہ اسکا نکالدون مگر ممکن نہین ہوتا قاسم اپنے کو بچاتے ہین قاسم نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کیجیے اگر نیزہ نکالا تو اپنے کو ہلاک کرونگا جیسے ہی قاسم نے یہ پکار کر کہا صاحبقران کا قلب تھرایا دل گھبرایا امیر سمجھے کہ یہ تاثیر سحر ہی فوراً اسم اعظم پڑھا گانٹھ کر نیزۂ قاسم کو جھٹکا دیا کہ نیزہ ہاتھ سے قاسم کے نکل گیا قاسم غصے مین کانپا آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج جھلا کر تیغۂ بلارک کے قبضے پہ ہاتھ ڈالا برق شمشیر جہاں نکلی ہاتھ صاحبقران پر مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکنا ارادہ ہوا کہ ہاتھ عقرب کا ماردون محبت نے روکا مگر ہاتھ تلوار کا الگ سے لگایا قاسم تو بیخوف ہاتھ لگاتے ہین صاحبقران قاسم کو بچا کے ہاتھ لگا دیتے ہین حیران ہین کہ مین کیا کرون اگر خدانخواستہ قاسم کو کوئی چشم زخم پہونچا تو مین رستم کو کیا منھ دکھاؤنگا ایسے ایسے خیال دل مین ہین مگر ہاتھ تلوار کا لگایا قاسم نے بلا تکلف کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا امیر کو ناگوار تو ہوا گریبان قاسم کا پکڑا دونون پہلوان گھوڑون سے کود کے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین امیر و قاسم سے کشتی کس زور و شور سے ہو رہی ہی دوپہر کامل آپس مین کشتی ہوئی دوپہر کا وقت تھا ایک مقام پر صاحبقران کو ریل کرکے دوڑا امیر چند قدم جاکر پلٹے جتنا ہٹے تھے اُس سے دونا قاسم کو ریل کرلے گئے چاہتے ہین کہ ماردون قاسم نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یہ جو قاسم نے بیقرار ہو کر کہا زمین برابر سے پاے صاحبقران کے شق ہوئی امیر و قاسم غرق زمین ہوے لشکر مین امیر کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو گھبرا کر دوڑا صاحبقران کی آنکھ بند ہوگئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک کمرے مین پایا ایک جادوگر کو دیکھا کہ سیاہ رو بدخو ہتھکڑی ہاتھ مین ہاتھ صاحبقران کا تھام کر چاہتا ہی کہ ہتھکڑی پہناؤن صاحبقران نے فرمایا او ملعون تو کون ہی کہ پہلو سے قاسم نے آواز دی دادا جان سرکشی کو کام نہ فرمایئے سر جھکا دیجیے یہ شخص فرشتۂ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی اسکے سامنے سرکشی بہتر نہین ورنہ بہت پچتائیے گا امیر نے قاسم کی طرف سے تو منھ پھیرا جادوگر کی کلائی پہ ہاتھ ڈالا معلوم ہوا شعلۂ آتش پہ ہاتھ رکھدیا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرمی شعلہ کی موقوف ہوئی صاحبقران نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر ساحر کا اُڑ گیا جہان قاسم کھڑے تھے اُس مقام کی زمین شق ہوئی قاسم تو غرق زمین ہوے جب اُس ساحر کا سر اُڑ گیا تو وہان اندھیرا ہوا آوازین مہیب آنے لگین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود بعد عرصۂ دراز

جوانند بصیر ادفع ہوا امیر نے اپنے کو لشکر کے کنارہ پر پایا سردار امیر کو دیکھکر دوڑے اُدھر قاسم نے
اپنے کو اپنے لشکر کے کنارے پر پایا قیماس خان وغیرہ نے قاسم کو بیچ مین لیا طرف اپنی بارگاہ
کے پلٹے صاحبقران جو کنارے پر اپنے لشکر کے نمایان ہوے عمرو یا تو بدحواس تلاش امیر مین
دوڑتا پھرتا تھا اپنے آقا کو جو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا کہا کہ آقا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا ایک ساحر
نے چاہا تھا کہ گرفتار کرون مگر بہ عنایت پروردگار واصل جہنم ہوا جب اسم اعظم مین نے پڑھا تب
وہ ملعون دبا یہ تو خواجہ عمرو کو بخوبی ظاہر ہوا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہی زمین و آسمان سب بحر بند
ہین خدا اسکے شعبدون سے بچائے اپنے کو بہت محفوظ رکھنا یہ ثابت ہوا کہ ہر مقام پہ ساحر موجود ہین
خواجہ امیر سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے قاسم جو لیٹ کر بارگاہ مین آئے لندھور سے
کہا کہ ای عم نامدار عین وقت پر قدرت نے مدد کی لیکن امیر بچ گئے کل انشاء اللہ گرفتار کرونگا یہ
کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب طبل جنگی بج چکا امیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی حکم دیا کہ
یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑے تیاریان ہونے لگین لیکن جہتر کوکب عیار خورشید بن ہاشم شغرین
فراق مین اپنے آقا کے دیوانہ وار وحشی مثال ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر قاسم مین آیا پھرتا پھرتا
سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اُسکے دروازے پر حسن خان خاوری برادر
قیماس خان مع چالیس جوانون کے بیٹھے ہین کوکب عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خورشید اسی
مقام پر قید ہین حال دریافت کرکے کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کلوار کی شکل بنکر
تیار ہوا سر پر انگوچھا آدھا کھلا آدھا بندھا ہوا جسقدر انگوچھا کھلا ہی زمین پر لٹک رہا ہی دھوتی
آدھی کھلی آدھی بندھی ایک گھڑا شراب کا سر پر رکھا ہے گاتا ہوا چلا حسن خان نے اپنے
ساتھ والون سے کہا کہ اسکو بلاؤ نشے مین ہی شراب چھین لو چند ملازم دوڑے عیار نے انکو دیکھکر
گھڑا زمین پر رکھدیا آپ الگ جا کر گرا ظاہر مین سب کو معلوم ہوا کہ بیہوش پڑا ہی فرزند عمرو ہے
دیکھ رہا ہی کہ اُن سب نے شراب اُٹھائی آپس مین تقسیم ہونے لگی تھوڑے ہی عرصے مین سب کے
سب بیہوش ہوے کوکب اُٹھا خنجر کھینچا پھر خیال آیا کہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا مناسب
نہین بیہوش پڑے ہین مین چلکر آقا کو رہا کرون اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ خورشید بن ہاشم سر بزانوی
سرخم کیے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کوکب نے آگے بڑھکر سلام کیا کہ آقا چلیے آپ کو لیچلون

خورشید نے کہا کہ اے کوکب ہر چند کہ قاسم میرا افسر ہے کسی دست راستی کے ہاتھ سے مین زیر نہین ہوا قاسم
سردار دست چپی ہے مگر مقام غیرت ہے اگر قاسم مجھکو ایک ہاتھ تلوار کا مارتا کہ دو ٹکڑے ہو جاتے تو بہتر تھا
لشکر مین جد امجد کے قاعدہ بندھا ہوا ہے کہ کل فرزندان صاحبقران ایک کو ایک زیر نہین کر سکتا
دست راستی مضحکہ کرینگے کہ خورشید کو قاسم نے زیر کیا اُس وقت کیا جواب دونگا کیسا شرمندہ
ہونگا بس یہ تیرا احسان ہے کہ ایک خنجر اور دے کہ میرا خاتمہ ہو کوکب نے باتون مین لگا کر عطر بیہوشی
سنگھایا خورشید کو بیہوش کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کے وہین ڈالدین پشتارہ باندھ کر لے بھاگا
لیکن جب لشکر سے نکلا پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہے دبا جاتا ہے لیکن بھاگا ہوا چلا آتا ہے اتنی دور
نکل آیا کہ لشکر صاحبقران کے نشان معلوم ہونے لگے خوشی خوشی جاتا ہے کہ خدمت مین امیر باتوقیر
کی پہونچون یقین ہے کہ بہت خوش ہون قریب ایک چشمے کے پہونچا خیال مین گذرا کہ پشتارہ بہت
بھاری ہو گیا ہے تھوڑی دیر ٹھہر جاؤن یہ سوچ کر پشتارہ ایک تختۂ سنگ پر رکھا چشمے سے ہاتھ منھ
دھو یا ٹہل رہا تھا کہ چشمے سے ایک مچھلی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ اے عیار طرار تو خداوند
ہفت پیکر کو بالکل دور جانتا ہے وہ خداوند برحق ہے اگر اُسکو بھولیگا اُسکو یاد کریگا کوکب کے
ہوش اُڑ گئے کہ مچھلی مثل انسان کے سمجھا رہی ہے پکار پکار کے کہتی ہے کہ او عیار خداوند ہفت پیکر
کو سجدہ کر ورنہ بہت پریشان ہوگا کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہے بھاگ جا ورنہ آفت آیا چاہتی ہے
یہان سیارہ بن عمرو عیار قاسم پڑا سو رہا ہے کہ ایک آواز ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار
فرزند سپہ سالار قدرت ہوشیار ہو قیدی کی خبر لے تیرا بھائی اُسکو لیے جاتا ہے فلان چشمے پر ٹھہرا ہے
سیارہ گھبرا کر اُٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا طرف قیدخانے کے گیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین
اندر قیدخانے کے جا کر ہتھکڑیان بیڑیان دیکھین سیارہ کو ثابت ہوا کہ خورشید کو کوئی چھڑا لے گیا
بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر کدھر تلاش مین جاؤن آواز آئی کہ فلان چشمے پر جا کر
کوکب سے مقابلہ کر اُسکی بھی مشکین باندھ لا سیارہ یہ آواز سُنکر بھاگا یہان مہتر کوکب جب
مچھلی نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اعتقاد خداوند ہفت پیکر کیون نہین کرتا پیدا کرنے والے کو
بھولتا ہے تیرا سر کوب آیا چاہتا ہے خوف سے ذرا جھپٹ کر چاہا کہ پشتارہ اُٹھالون آواز آئی کہ او
کوکب خبردار آگے نہ بڑھنا غضب کیا تو نے کہ عیاری کر کے آقا کو اپنے لیے جاتا ہے کوکب نے

پلٹ کر دیکھا کہ سیارہ نیمچہ کھینچے ہوئے آتا ہو جھپٹ کر چاہا لپشتارہ اُٹھاؤن کہ سیارہ نے آکر نیمچہ مارا کوکب سے اور سیارہ سے نیمچہ چلنے لگا کوکب دیکھتا ہو کہ میرا نیمچہ پوری چوٹ پر نہین پڑتا اور سیارہ جب نیمچہ مارتا ہو یقین ہوتا ہو کہ سر اُڑ جائیگا بمشکل چوٹ کو بچاتا ہو کہ آواز آئی او گستاخ خوف خداوند بالکل دل مین نہین نیمچہ پھینک دے تیرا اٹرا جاتی ہو اسکے قدمون پر گر خطا معاف کرا پلٹ کر دیکھا کہ وہی مچھلی چشمے سے آواز دے رہی ہو ذرا ملک جو کوکب کی جھپکی سیارہ نے حلقہائے کمند مارے گلے مین حلقے پڑے چاہا جست کرکے نکلون سیارہ نے حباب مار دیا کوکب گرا سیارہ نے مشکین باندھین مچھلی نے جھپٹ کر خورشید کو مُنھ مین دبا لیا چشمے مین پھاند پڑی سیارہ کوکب کو لیکر تعریف ہفت پیکر کی کرتا ہوا پلٹا یہان قاسم اُٹھکر دربار مین بیٹھے ہین قیماس خان وغیرہ نے عرض کی کہ کوکب عیار خورشید آپ کے سردارون کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لے گیا مگر آپ کا عیار سیارہ فکر مین گیا ہی لندھور نے کہا کہ ہمین ان باتون سے کیا کام خداوند ہفت پیکر کو سب طرح کا اختیار ہی قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ مین ابھی جا کر سامنے سے صاحبقران تیغ خورشید کو لاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا کہ سیارہ پشتارہ بدوش آتا ہو قاسم نے کہا کہ ارے یہ کس کا پشتارہ ہی کہا حضور عیار خورشید جہتر کوکب کو پکڑ لایا لیکن پشتارہ خورشید پر عجب معرکہ گذرا کہ ایک مچھلی چشمے سے نکلی پشتارہ خورشید کا مُنھ مین دبا کر چشمے مین کود گئی لندھور و قاسم نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ خورشید آتے ہین ہتھیار باندھے ہوئے پوچھ رہے ہین کہ ہمارا افسر شاہزادۂ خاور سپاہ کس مقام پر ہی قاسم نے چند سردارون کو اشارہ کیا کہ خورشید کا استقبال کرو قیماس خان وغیرہ باہر نکلے دیکھا خورشید بن ہاشم مسلح آتے ہین تعریف خداوند ہفت پیکر کی کرتے ہوئے سامنے قاسم کے آئے قاسم کو جھک کر سلام کیا کہا کہ اے نور نگاہ رستم تمھارے بڑے مرتبے ہین مچھلی مجکو اُٹھا کر کوہ زبرجد ہی پر لیگئی تصویر خداوند حقیقی کو دیکھا پردے جو آنکھون پر پڑے تھے وہ اُٹھ گئے آپ کو پہلوے تخت خداوند پر پایا عیار بھی سامنے حاضر تھا اُسکو بھی حکم ہوا کہ سجدہ کر مین نے اور عیار نے ملکر سجدہ کیا حکم ہوا کہ لشکر مین فرزند سپہ سالار قدرت کے جاؤ اُسی کے ساتھ رہو قاسم نے پہلو مین جگہ دی سیارہ نے عیار کو ہوشیار کیا اُٹھتے ہی قدمون پر قاسم کے گرا

کہا آپ مقبول بارگاہ خداوند ہین مین نے دربار خدائی کو دیکھا آج اعتقاد ہوا اگر حکم ہو تو خواجہ کو
پکڑ لاؤن قاسم نے کہا کہ مقدمے مین اُسکے قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے
مجھے تو مقدمے مین داداجان کے حکم ہی کہ آج سر میدان زیر کرونگا خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب
تم کیون تکلیف کرو مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین آفتاب آشیانہ مغرب سے
اُڑا شاخ نخل شعاع پر جا کر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ضیاء مہر نے دنیا مین اپنا عمل کیا قاسم اُٹھے
چند ساعت ہفت پیکر کی تعریفین کین حکم ہوا کہ مرکب لاؤ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے
خورشید بھی مثل سرداروں کے ساتھ ہین مہتر کوکب بل کرتا ہوا سیارہ سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب
مین عمرو کو گرفتار کرونگا سیارہ کہتا ہی تامل کرو کیا جلدی ہی بڑا تردد یہ ہی کہ آقائے نامدار
صاحبقران عالی وقار سے کیا گذرے کل لشکر کو لیکر قاسم میدان کارزار مین آئے یہان ہرکارون
نے امیر کو خبر دی کہ شاہزادہ خورشید و مہتر کوکب پر یہ معرکہ گذرا کہ قاسم کی اطاعت کی امیر کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ دیکھیے میدان کارزار مین کیا گذرے عمرو کہتا ہی کہ یا امیر
ہفت پیکر کو سجدہ کرنا ہوگا امیر فرماتے ہین کہ خواجہ اپنی حیات مین تو ممکن نہین شیطان رہزن
دین و ایمان نہ ہو یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے صف بندی ہوئی
جب نقیب نقابت کہکے ہٹے شاہزادہ خاور سپاہ نے مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلمشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے صاحبقران نے اشقر صف سے
نکالا مقابلے مین قاسم کے آئے قاسم نگاہ ور زن نہ ہوا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ
آپ کو خداوند ہفت پیکر نے صاحبقران اعظم کیا کن کن مقام پہ مدد کی بڑے بڑے ملک آپ نے
فتح کیے مقام افسوس ہی کہ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا امیر نے فرمایا کہ ای قاسم توبہ
کرو ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہی اُسپر لعنت کرو قاسم نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا صاحبقران نے قصد کیا کہ بند
صاحبقرانی کا نٹھون نیزہ قاسم کا نکالون کہ ہوائے تند چلی نخل اُکھڑ کے گرنے لگے اسقدر اندھیرا
ہوا کہ عمرو نے دیکھا صاحبقران و قاسم نہین معلوم ہوتے گرد اُڑ رہی ہی کہ دونون پہلوان
چھپ گئے عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا صاحبقران مع مرکب

نذار دہین اور قاسم بھی نہین عمرو گھبرا گیا حیران تھا کہ کہان جا کر ڈھونڈھون لشکر کو لیکر پلٹا حیران ہی
کہ کہان تلاش کرون مگر صاحبقران زمان اُس اندھیرے مین ایسا گھبرائے ہر چند چاہتے تھے کہ
دیکھون کیا معرکہ ہوا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا یکایک زمین شق ہوئی نیزہ ہاتھ سے صاحبقران کے گرا
صاحبقران و قاسم غرق زمین ہوے بعد تھوڑے عرصے کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا دو زنگی
صاحبقران کو کشان کشان لیے جاتے ہین امیر جو اسم اعظم یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش ہر چند
چاہا کہ یاد کرون اسم اعظم یاد نہ آیا زنگی امیر کو لیے ہوے بر سر کوہ فیروزہ آئے پہاڑ پر دیکھا ہوا ہی
تصویر فیروزہ بیچ مین کھڑی ہی گرد بت ہاے سنگین فیروزہ تاجدار دست بستہ کھڑا پوچھ رہا ہی
کہ کیون خداوند سپہ سالار قدرت سے کیا گذری تصویر نے آواز دی یہان حاضر ہوا چاہتا ہی
کہ صاحبقران سامنے اُس تصویر کے آکر پہونچے مثل اہل اسلام کے امیر نے صاحب سلامت کی
تصویر سے قہقہے کی آواز آئی صدا دی کہ کیون سپہ سالار قدرت قدرت نے کس کس مقام پر تمھاری
مدد کی باختر ایسا ملک تمھارے ہاتھ سے فتح کرایا لقا آخر بدحواس ہو کر بھاگا پردۂ قاف مین
تمھارے ہاتھ سے دیوزادون کو قتل کرایا ثانی سلیمان لقب دلوایا مگر تمنے قدرت کو اب تک نہین
پہچانا صاحبقران جواب و سوال تصویر سے کر رہے ہین تصویر سے ہر مرتبہ آواز آتی ہی امیر بھی
ویسا ہی جواب دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسم اعظم تو صاحبقران کا بند ہو گیا لیکن حرز ہیکل
گلے مین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جب ساحر نے اسم اعظم بند کیا تھا اُسکو حرز ہیکل امیر کا
حال معلوم نہ تھا یہ وجہ ہی کہ صاحبقران ہوشیار ہین اور سوال و جواب بھی کر رہے ہین پھر تصویر
سے آواز آئی کہ ای سپہ سالار قدرت تمکو قدرت نے کہان کہان بچایا ہوش رہا ایسا طلسم تمھارے
نواسے کے ہاتھ سے فتح کرایا حیرت ایسی شاہزادی نے چالاک ایسے عیار کو شوہری قبول کیا
یہ بھی قدرت نمائی قدرت کی ہی اگر سجدہ نہ کروگے قید کر کے ہلاک کرونگا اگر قدرت چاہین تو ابھی برق
قہر و غضب کو حکم دین کہ تم پر گرے ابھی تمھارے دو ٹکڑے ہون اور کیون ای حمزہ تمکو اُس ناعیار
ساربان زادے کی ذات کا بڑا گھمنڈ ہی کہ آکے عیاری کریگا تمکو چھڑا لیجائیگا یہ کہکے آواز دی کہ
ای فیروزہ جادو امیر کو لیجا کر قلعۂ فیروزہ نگار مین قید کردے یہ کہکے تصویر نے مُنہ کھولا دھوان مُنہ سے
نکلا پھر تصویر سے آواز آئی کہ ای بندگان خداوند ہفت پیکر عمرو کو فوراً گرفتار کر کے لاؤ دیر نہ ہو

ساربان زادے کے نام سے لوگ بہت ڈرتے ہین یہ آواز سُنکر دھوئین سے ایک طائر پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ مین جاتا ہون عمرو کو لینے طائر آسمان مین ڈوب کر غائب ہوا فیروزہ تاجدار صاحبقران کو مسلسل و مطوق کرکے اپنے قلعے مین لایا دیکھا امیر نے کہ دروازہ بہت بلند ہے بالاے قلعہ گولہ انداز و برق انداز ٹہل رہے ہین فیروزہ لیے ہوے صاحبقران کو داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دل شاد زنجیر کو سنبھالے ہوے ارابے پر سوار شہر کی سیر دیکھتے ہوے چلے چلے دارالارۂ شاہی ملا ایک قصر مین لاکر صاحبقران زمان کو بند کیا نگہبان مقرر کیے مگر جب لشکر صاحبقران پلٹا خواجہ عمرو حیران و پریشان کمیدان و رسالہ دار مضطر و حیران عمرو نے سب کو تسکین دی کہا کہ یارو تم سب اسی مقام پر ٹھہرو مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون یا تو انشاء اللہ آقا کو لیکر آؤنگا یا جان دونگا عمرو بصورت اصلی لشکر سے نکلا دیکھا کہ لشکر قاسم و لندھور ندارد معرکہ لندھور و قاسم پر یہ گذرا کہ یا تو قاسم صاحبقران سے لڑ رہے تھے یا یکایک آنکھ بند ہوئی اپنے کو قصر فیروزہ پر پایا تصویر خداوند کو دیکھا آواز آئی کہ ای فرزند سپہ سالار قدرت دو چار دن مین تکلیف اُٹھاکے داد امتحان دے قدرت کو سجدہ کرینگے قاسم نے عرض کی کہ قدرت اُنکو قتل کیون نہین کرتے آواز آئی کہ ای تیرہ بخت جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت وہ سپہ سالار قدرت ہے وہ جو قدرت کو سجدہ کریگا ملک باختر و سنجان وغیرہ مین مذہب قدرت جاری کریگا تمکو اُسپر بھی افسر کرینگے قصر عشرت مین جاکر مصروف عیش و نشاط ہو داراب کشورکشا و شاہزادہ جہانگیر بھی اُسی مقام پر موجود ہین جب کوئی جنگ درپیش ہوگی تمکو اور اُنکو تکلیف دیجائیگی یہ باتین سُنکر قاسم کی آنکھ بند ہوئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قریب قصر عشرت پایا لندھور فیل میمونہ سے اُتر رہے ہین قاسم نے لندھور سے کل کیفیت بیان کی کہ قدرت نے یہ پرورش فرمائی لندھور نے سجدۂ شکر خداوند ہفت پیکر کیا یہ بھی نہ پوچھا کہ امیر پر کیا گذری لندھور و قاسم ہاتھ پکڑے ہوے داخل قصر عشرت ہوے دونون کی معشوقین پریچہرہ گل اندام مقبول طبع خاص و عام عارض رشک ماہ تابان گیسو مشکین نشان شام غریبان ایک نے لندھور کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ایک قریب قاسم آئی جہانگیر و داراب اپنے اپنے قصر سے نکل کر براے تعظیم قاسم آئے جہانگیر سے قاسم نے حال پوچھا جہانگیر نے کہا کہ

ای فرزند آج حال ہمپر تمھارے مرتبے کا کھلا کہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر ہو ہمکو بھی اسی قصر مین رہنے کا حکم ملا ہی یہ چارون شہزادے داخل قصر عشرت ہین ناظرین پہ واضح رہے کہ عیار انکے اور مقام پر قید ہین کہ اُنکا ذکر بھی وقت پر کیا جائیگا اب حال خیریت آل خواجہ عمرو تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش مین صاحبقران کی صحرا صحرا مارے مارے پھرتے ہین ایک دن عمرو پھرتے پھرتے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ پانچ سات عورتین ملی ہوئی گا رہی ہین خواجہ عمرو اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئے تھوڑی دور چلکر دیکھا کہ ایک باغ کے آگے ایک نخل کلان ہی اُسمین جھولا پڑا ہوا بارہ چودہ نازنینان مہ جبین اُس پر بیٹھی ہوئی تانین اُڑا رہی ہین ایک نازنین بیچ مین تاج سر پر سب کی افسر معلوم ہوتی ہی ڈھول آگے رکھا ہوا بجا رہی ہی سب کنیزین گا رہی ہین خواجہ کنارے کھڑے دیکھا کیے ایک کنیز اُنمین سے براے رفع حاجت اُٹھکر ایک جھاڑی کے قریب آئی براے ضرورت بیٹھی عمرو نے کنارے آکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُس کنیز کی شکل بنکر تیار ہوئے اُسی کے کپڑے پہنے اُسی کا زیور زیب جسم کیا جب چلے تو خیال آیا کہ اسکا نام نہ پوچھا ٹہلتے ہوے طرف جھولے کے چلے ایک نے اُنمین سے آواز دی کہ اری غنچہ دہن جلدی آ آکر پینگ لگا خواجہ نہ بولے ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیون تو اکیا گونگی ہو گئی ہو بات کا جواب نہین دیتی ہو ملکہ گلشن گلرخسار یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اُسکے ساتھ چلے نام بھی اپنا سمجھ گئے اُچک کے پیڑے پر آئے کہا واری آپ کی خوشی ہو تو ایک چیز مین گاؤن اُس شاہزادی نے کہا کہ اری غنچہ دہن تجکو تو گانے سے نفرت ہی تو گانا کیا جانے کہا واری ابھی نیا معرکہ گذرا لونڈی جو ابھی واسطے پیشاب کے گئی خود بخود آنکھ بند ہوئی دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ ہمنے تجکو علم موسیقی عطا کیا جا کر ہماری معشوقہ گلشن گلرخسار کے سامنے گا اپنا کمال دکھا گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن مین ڈھول بجاتی ہون تو گا خواجہ نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

کشتہ ہی گرم جوشی ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہی فصلی بہار کا

نا فہمی کی دلیل یہ تکیہ ہی دار کا
منصور پر یقین ہی مجھے نی سوار کا

بلبل کو ساز دار ہو موسم بہار کا
عہد شباب تجکو مبارک ہو یار کا

رنگِ طلائی رکھتا ہی اندام یار کا — موے کمر کو رتبہ ہی سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے — دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہی مجھسے ابلقِ ایام شوخیان — پہچانتا نہین مگر آسن سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہی گویائی کا نشان — طوطے کا پر ہی سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روے یار کے ہی دل مین روشنی — ماہ چہاردہ ہی چراغ اس دیار کا
اللہ سے دعا ہی یہی عندلیب کی — گلچین کے ہاتھ کے لیے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہی سامنے — پھرتا نہین ہی تیر سے منھ اس شکار کا
کُشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین — نازک ہی سنگ شیشے سے میرے مزار کا
اہلِ صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز — روشن ہی حال آئنے سے زنگبار کا
چلنا پڑیگا ملک عدم کو پیادہ پا — اس راہ مین نہین ہی گذار اسوار کا
آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم — وہ دلربا ہی دشمن جان دوستدار کا

خواجہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ گلشن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای غنچہ دہن تو نے تو دل ٹکڑے کر دیا چلو باغ مین جاو حقیقت مین تو منظور نظر خداوند ہفت پیکر ہوئی مین نے تمکو مصاحبون مین درج کیا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا اندر باغ کے لائی عمرو نے دیکھا کہ باغ پُر بہار پھول کھلے ہوے طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلشن غنچہ دہن نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری مین لائی اپنے مقام پر بیٹھی کہا غنچہ دہن آج جو رازدار جادو آئین گے اُنکو تیرا گانا سنوائین گے اُنکو گانے کا بڑا شوق ہی غنچہ دہن نے گھبرا کر کہا کہ واری میرا مزاج بھی بنا ہو گیا مین نہین سمجھی کہ رازدار جادو کون صاحب ہین میرے منھ سے اگر کوئی بات خلاف نکلے غصہ نہ فرمائیے گا مین اگلی سب باتین بھولگئی اب مجکو بالکل یاد نہین ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلسہ جمع ہی خداوند ہفت پیکر بیٹھے ہین مین اُنکے سامنے گا رہی ہون گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن رازدار جادو وہ شخص ہی کہ مدت سے مجپر عاشق ہی ہفتے مین ایک مرتبہ آتا ہی کہ شاید ملکہ قبول کرے مین نے ابھی تک اُسکا کہنا نہین مانا دو چار دن سے بڑے تردد مین ہی صاحبقران کو قدرت نے اُسکے سپرد کیا ہی دو عیار فرزندان عمرو بھی اُسی کی قید مین ہین دیکھیے آئے یا نہ آئے لیکن آج اُسکے وعدے کی شب ہی یقین تو ہی کہ ضرور آئے

عمرو کی تلاش مین کرتا ہو امیر کی حفاظت الگ ہی یہ بھی اُسکو حکم ملا ہو کہ عمرو کو گرفتار کرکے لا آج کل بڑے
بڑے اُسکو کام ہین یہ سب حال اُسنے رقعے مین لکھے تھے عمرو یہ سُنکر خاموش ہو رہا خیال مین گذرا کہ
اچھے مقام پر پہونچے اسی کی تو مجکو فکر تھی وہ آج آئین گے مین اُنکی گردن لونگا گلشن نے صحن باغ مین
فرش کرایا شامیانہ استادہ ہوا باغ مین روشنی کرائی خود مسند پہ آکے بیٹھی خواجہ مسخرہ پن کر رہے ہین
کبھی گاتے ہین کبھی صفت ہفت پیکر کبھی حال قید صاحبقران پوچھتے ہین گلشن کہتی ہی کہ قلعہ
فیروزہ مین قید ہین تھوڑی رات گذری ہی چاندنی باغ مین پھیلی ہوئی ہی گلشن انتظار مین رازدار
کے بیٹھی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا خواجہ نے کہ ایک ساحر تخت پر سوار تاج سر پر تخت اُڑاتا ہوا آیا
سب کھڑے ہوگئے اُس جادوگر نے آکر گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا بخوشامد پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہی گلشن نے کہا کہ ای رازدار آج نیا معاملہ درپیش ہوا ہماری کنیز غنچہ دہن نظر کردہ ہوئی
قدرت نے اُسکو علم موسیقی تعلیم کر دیا ایسا گاتی ہی کہ اسکا مثل نہین ہین تو اُسکا گانا سُنکر عرصہ دراز
تک رویا کی ایسا گاتی ہی کہ جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گانا سُنیے رازدار نے کہا کہ ملکہ اُسکو بلاؤ گلشن نے
کنیزون سے کہا کہ غنچہ دہن کو بُلاؤ کہنا کہ میان رازدار آئے ہین تمکو گانا پڑیگا ای رازدار
کیا کہون اُسکا تو مزاج بدل گیا سب باتین بھول گئی جب مین بتاتی ہون تب اُسکی سمجھ مین آتا ہی
کنیزین گئین پکارتی ہوئی کہ ای غنچہ دہن کہان گئی خواجہ صحنچی مین بیٹھے تھے کہ کنیز کی آواز کان
مین آئی حاضر حاضر کہتے ہوے دوڑے کنیز نے کہا کہ چل تجکو ملکہ بلاتی ہین اُنکے عاشق صاحب
آئے ہین خواجہ چست و چالاک ہو کر چلے آگے دیکھا کہ ایک ساحر تاجدار مسند پہ بیٹھا ہی ملکہ گلشن
مسند سے الگ بیٹھی باتین کر رہی ہین کہ غنچہ دہن نے آکر سلام کیا گلشن نے کہا کہ بُوا غنچہ دہن
آؤ شہنشاہ تمھارا ذکر سُنکر مشتاق ہوے خواجہ نے رازدار کو سلام کیا رازدار جادو نے کہا کہ
بی غنچہ دہن خداوند کی ملاقات کا حال ہمسے بھی بیان کرو عمرو نے اٹھلا اٹھلا کے باتین کین رازدار
بیقرار ہو کر کہا ای غنچہ دہن کچھ گاؤ ملکہ تمھاری بڑی تعریفین کرتی ہین خواجہ نے بایان کھینچا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کے چند اشعار ایسے سامنے رازدار کے گائے کہ رازدار نے کلیجہ پکڑ لیا
چوٹ کھائے ہوے اشعار عاشقانہ سُنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای غنچہ دہن حقیقت مین خوب گاتی ہو
دل کے ٹکڑے کر دیے بلاشک تیرے گانے مین تاثیر ہی غنچہ دہن نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

ابھی کمال کیا سُنا مین ساقی گری خوب کرتی ہون رازدار نے کہا کہ شراب اونڈیل کر پلانا یہ کتنی بڑی بات ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے کنجی میخانے کی مجکو ملے تو حضور کو میرا کمال ظاہر ہو گلشن نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب پینا ہو لیجائے ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنٹر و گلابیان و چپلے اُٹھا اُٹھا کر کنیزین لے گئین خواجہ نے چالیس گلابیان سے ارغوانی اُسمین بھر کے کشتی مین لگائین محفل مین لیکر بہ تکلف آئے رازدار نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہی اسکا بھی دل چاہے کہ ایک جام پی لے عمرو نے لا کر گلابیان سامنے رکھین غزل ہاے عاشقانہ گائین گانے پر تو رازدار مبہوت ہو رہا ہی خواجہ نے کہا کہ دو ایک جام بھی پیجیے تو رنگ جمے آپ کو راضی کرون مجھے کچھ آپ سے عرض بھی کرنا ہی کنارے چلیے تو کہونگی یہ کہکے جام لبریز کیا کئی شعر مضمون شراب کے پڑھے

نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
مٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای ستم
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

یہ اشعار پڑھ کر بصد ناز و ادا جام طرف رازدار کے بڑھایا نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے کچھ آواز دی رازدار نے سر اُٹھا کے دیکھا پکار اُٹھا کہ ای طائر قدرت خداوند اگر شراب کا پینا نا منظور ہی تو لے تو ہی پی لے شراب شعلہ بنکر اُڑی اُس طائر نے وہ شعلۂ شراب دہن مین اپنے لیا پکار اُٹھا کہ ہم تجکو آگاہ کر چکے اب بھی تجکو غفلت ہی رازدار نے کہا کہ کیون غنچہ دہن یہ معاملہ تمنے دیکھا قدرت خداوند ہفت پیکر کو ملاحظہ کیا سچ بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ مین وہی کنیز نظر کردۂ خداوند ہون کیا تمکو کچھ شک گذرا ہی مفصل حال مجھسے کہو ذرا کنارے چلو تو ایک مژدہ سُناؤن یقین ہی کہ خوش ہو جاؤ گے رازدار نے باتین کرتے کرتے مُنہ سے اُف جو کی دھوان نکلا عمرو کا رنگ و روغن اُڑ گیا انتو صحبت مین ہلڑ ہوا کہ ارے یہ مانس کہان سے آیا خواجہ خیال کرتے ہین کہ پاؤن زمین نے تھام لیے رازدار نے کہا کہ او سارہ بان زادے

خداوند نے فرمایا تھا کہ اب جو باغ گلشن مین جاؤ گے عمرو کا ضرور سامنا ہوگا پھر گلشن سے کہا
کہ مین اس ظالم کو لیجاؤن قید خانے مین پہونچاؤن جب یہ ظالم تڑپ تڑپ کر مرے تب یہ معاملہ
صاف ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ غل مچاتے ہین کہ ای گلشن مجھے بچالے یہ ظالم
لیجا کر مار ڈالیگا گلشن نے کنیزون سے کہا کہ ارے جا کر میری کنیز کو تلاش کرو کہ غنچہ دہن پر کیا
گذری ادھر کاہ فروشون نے غنچہ دہن کو ہوشیار کیا غنچہ دہن روتی ہوئی آئی کہا حضور مین
جنگل مین پڑی تھی بڑا مقام شکر ہی کہ کوئی شیر بھیڑیا نہین آیا رازدار نے کہا کہ ملکہ مین کل
حاضر ہونگا اب مین اس ساربان زادے کو لیے جاتا ہون قید خانے مین اسے پہونچاؤن یہ
کہکے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا خواجہ متموج ہوا سے بیہوش ہوگئے قریب ایک کوہ کے رازدار پہونچا
کان مین آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر آیئے آج اکیلے کیون آئے پھر آواز آئی کہ بندۂ
خاص الخاص عیار کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی اُسکی خاطر کرو ہمسے ملواؤ ہم اُسکو فرشتۂ رحمت
بنائین گے اپنے ساتھ آسمان پر لیجائین گے رازدار یہ آواز سُنکر ملیٹا پہاڑ پر آکے دیکھا
کہ ایک منڈیا پڑی ہی اُسمین ایک درویش بیٹھا ہوا ہفت پیکر کو یاد کر رہا ہی جوڑا بندھا ہوا دھونی
آگے لگی ہی اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی رازدار نے عمرو کو گوشے مین ڈالدیا آپ آکر سلام کیا کہا کہ
ای مقبول بارگاہ ہفت پیکر کیا خداوند اس پہاڑ پر آتے ہین فقیر نے سونٹا اُٹھایا کہا اوا ندھے
دیکھتا ہی خداوند سامنے کھڑے ہین سجدہ کر خداوند فرماتے ہین رازدار ہاتھ باندھکر واسطے سجدے
کے جھکا ہفت پیکر پکارنے لگا فقیر نے اُٹھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گزاری
منم منم قران شیر ژیانم | بہ میدان اژدر آتش فشانم

بغدہ ارا کہ رازدار کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے گلشن باغ
مین بیٹھی کہہ رہی ہی عجب معرکہ درپیش ہوا کہ عمرو میرے باغ مین آیا رازدار گرفتار کرکے لیگیا یہ کہتی
تھی کہ طائر نے آواز دی کہ ای گلشن رازدار مارا گیا گلشن ہاے رازدار کہکے اُٹھی ہی کہ
برق چمکی گلشن پر گری گلشن کے دو ٹکڑے ہوے یہان خواجہ عمرو و قران پہاڑ پر ہین عمرو نے
ہوشیار ہوتے ہی قران کی تعریف کی کہ ای قران خوب وقت پر پہونچے یکایک پہاڑ پھٹا عمرو و
قران کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھُلی اپنے کو قلعۂ فیروزہ نگار مین پایا صاحبقران کو

اسم اعظم یاد آیا اُٹھ کر قید توڑ ہی جنگ کر رہے ہین فیروزۂ جادو کے ملازمون نے چار جانب سے گھیرا ہی امیر مسلح و مکمل مصروف جنگ ہین فیروزۂ تاجدار سوار ہوا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ حمزہ یکہ و تنہا ہی اسکو مار لو معلوم ہوتا ہی کہ راز دار مارا گیا جب تو یہ معرکہ گذرا کل فوج امیر پر آپڑی صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا باز سفید سر پر سایہ فگن دریاے خون سے زمین رشک گلشن باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہی وہ جل کر رہجاتا ہی نقابدار زرین پوش لڑتا بھڑتا قریب امیر کے آیا کہاکہ ای شہریار نکل چلیے بڑی خبر یہ ہی کہ آج کو وہ فیروزہ پر ہفت پیکر نہین ہی امیر نے فرمایاکہ مین بدون قتل فیروزۂ تاجدار نہ جاؤنگا نقابدار نے زبردستی امیر کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا کہا یار و نکل چلو یہ بھی عرض کیا کہ ای شہریاران ملکون کا فتح ہونا کمال دشوار ہی ہفت پیکر بڑا مکار و غدار ہی اس ملک مین حضور تشریف لائے ہین اب یہان کا حال کھلیگا ساتھ والون سے کہاکہ نکل چلو دیوزادون نے ہوادار صاحبقران کا اُٹھا لیا نقابدار ساتھ صاحبقران کے دیوزادون نے مع مرکب نقابدار کو اُٹھایا بیرقین چمکاتے ہوے چلے نقابدار نے امیر کو لاکر قریب لشکر پہونچایا دیوزادون سے کہاکہ امیر کو اُتارو و آپ اُسی طرح نوبت و نقارے بجاتا ہوا روانہ ہو گیا سرداران صاحبقران امیر کو بارگاہ مین لائے امیر نے فرمایا عجب طرح کی مشکل ہی کہ آج مجکو نقابدار نے قلعۂ فیروزہ سے نکالا ورنہ پھر کسی بلا مین پھنستا عجائب و غرائب یہانکے ذہن مین نہین آتے کہ عمرو و قران آکر پہونچے امیر نے فرمایاکہ خواجہ یہانسے کوچ کرو قصد کیا کہ لشکر تیار ہو صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج وہین سے پکارتا ہوا کہ ادھمزہ تو قید سے چھوٹا خداوند پر سب حال کھل گیا مجکو بھیجا ہی کہ مین تجکو گرفتار کرکے لیجاؤن قدرت کو سجدہ کرنا پڑیگا یہ کہکے مقابلۂ صاحبقران مین اُتر پڑا امیر کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کُطلان نیزہ باز اسکا نام ہی امیر بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے کوچ کرنا موقوف رہا اب امیر کو انتظار ہی کہ کُطلان طبل جنگی بجوائے تو مقابلہ ہو امیر اسی فکر مین تھے کہ زبانی ہرکارونکے معلوم ہوا کہ کطلان کسی کے انتظار مین ہی وقت پر یہ داستان حیرت بیان تحریر ہوگی

یہان حال نورالدہر بن بدیع الزمان کا تحریر کرنا منظور ہی

و شگفتہ داستان جلالت عنوان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ جات پر اور پہلوانون سے مقابلے بمشکل فتح و رسیدہ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقیِ لاجواب
کہ آئی ہے اس باغ مین پھر بہار
عروسان گلزار ہین سبز پوش
تو گرداب ہے خنجر لاجواب
اکڑنے لگے نخلِ گلزار بھی
کہ لالے نے روشن کیے ہین چراغ
اُدھر سرو پر قمریان وجد مین
عروسانِ گلشن کے دیکھو سنگار
لکھون داستان جلالت نشان

کہ لکھنا ہے مجھکو یہ ساری کتاب
چھکتے ہین ہر سمت مرغانِ باغ
ہے نہرین تو بحرِ محبت کا جوش
حبابون کو آنکھین ہرن کی لکھون
کہ ہین جوش مین آج میخوار بھی
یہ منظور ہے باغ مین دھوم ہو
اِدھر بلبلِ خوش بیان وجد مین
جو آمد ہے فصل بہاری کی آج
کہ ہو شاد جس سے دل ناظران

چلے دورۂ بادۂ خوشگوار
کہ ہے رنگ پر آج سامانِ باغ
جو ہر موج ہے تیغۂ برق تاب
کہ تعریف سیر چمن کی لکھون
چلے رند ہنستے ہوے سوے باغ
کہ کیفیتِ رنگ معلوم ہو
ہوا رشک سے لالہ کیون داغدار
ہر اک گل کے سر پر شگفتہ ہے تاج

چھرد مرحلہ پیمایان منازل حیرت و ہمت وطی کنندگان مراحل مصیبت و محنت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیالِ سخن آفرین + سخن را کسی نشاند این چنین + کہ جسوقت گلِ نودمیدہ گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کیفیت قاسم کی سُنی اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ لندھور کو بھی ساتھ لے گئے نہایت قلق ہوا منظور ہی کہ چل کر ہفت پیکر کی سرکوبی کرین طہماس سے اشارہ کیا کہ آج رات کو لشکر تیار رہے ہم چھوٹے قبلہ و کعبہ کی فکر مین جائین گے اُنکو بدعت سے ہفت پیکر کی بچائینگے یا موت اُس طرف لیے جاتی ہی طہماس نے لشکر تیار کیا شبرنگ بن عمرو کو ساتھ لیا مع لشکر ایک جانب روانہ ہوگئے سات منزلین طے کی تھین کہ ایک صحرا مین پہونچے شب کو اُسی مقام پر فروکش ہوئے صبح کو بہ قاعدۂ قدیم اُٹھے پشت اسپ پر سوار ہوے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر روانہ ہون کہ توپ کی آواز کان مین آئی نور الدہر نے شبرنگ سے کہا کہ کوئی قلعہ کسی مقام پر لڑ رہا ہی ذرا بڑھ کر دریافت تو کرو کہ یہ کس مقام پر لڑائی ہو رہی ہی شبرنگ بڑھا صحرا سے نکل کر دیکھا کہ ایک قلعہ ہی

سر بہ فلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر بالائے قلعہ خوف سے تھر تھر کانپ رہا ہی ایک پہلوان زبردست بلوہ کرتا ہوا قلعے پر جاتا ہی وہ پہلوان گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچ چکا ہی للکار رہا ہی کہ او بادشاہ دروازہ کھولدے اگر دروازہ توڑکر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی کہ کوئی مجھ مسلمان کا بچانے والا نہین کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے دیکھیے یہ کیا بدعت کرتا ہی شبرنگ نے پلٹ کر نورالدہر سے بیان کیا کہ ایک بادشاہ نحیف وضعیف طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مرد مسلمان ہی اُسپر ایک پہلوان بدعت کر رہا ہی نورالدہر کو یہ سُنکر نہایت بیقراری ہوئی فرمایا اہل اسلام کی مدد ضرور ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طہماس پیچھے پیچھے صدران ماہ منظر و دراج در در گوش لشکر کو سنبھالے ہوے عقب مین آتے ہین نورالدہر اُس وقت سامنے قلعے کے پہونچے کہ وہ پہلوان قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اُترا چاہتا ہی کہ خندق فراوان دامن گردان رہا ہی آستینین چڑھاتا ہی نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او ظالم کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا اُس پہلوان نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف نورالدہر کے دیکھا گینڈے پر سوار ہوکے پلٹا مقابلے مین نورالدہر کے آیا بعد نگاہ کے پوچھا کہ او جوان تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے نام اصلی بتادیا وہ پہلوان قہقہہ مارکر ہنسا کہا کہ تم لوگون کی تلاش خداوند ہفت پیکر کو ہی ہرچند کہ مین اُنکا معتقد نہین ہمارا بادشاہ سلطان تیزہ باز بہادر بے نظیر وہ کسی قدر خراج دیتا ہی میرا نام مفتوح فیل پیکر ہی اس بادشاہ نے کہ کیوان یمنی اسکا نام ہی کئی سال سے خراج نہین دیا سلطان نے مجکو حکم دیا کہ اِسکی مشکین باندھکر لاؤ یا خراج وصول ہو تم لوگون کے مقدمے مین غلغلہ سُنا کہ ہفت پیکر سے آپ لوگون نے بگاڑی اُٹھائی اکثر سردار اُسکے برائے مدد بادشاہ نورافشان گئے وہان جاکر قتل ہوے اب ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ سب کو گرفتار کرکے لاؤ بڑے بڑے پہلوان آپ لوگون کی تلاش مین نکلے ہین ای جوان مجھے تیری صورت پر رحم آیا لیکن اُن پہلوانون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی ایک ایک پہلوان کوہ پیکر لڑائیان جھیلے ہوے ہی بڑے تکلف سے آکر خداوند ہفت پیکر نے طلسم مین خدائی جمائی ہی مین تیری گستاخی معاف کرتا ہون اس سرحد سے نکل جا اپنی جان کو بچا نورالدہر نے کہا کہ او مفتوح انشاءاللہ اس طلسم ہفت پیکر کو

مثل ہوش ربا و نورافشان فتح کرینگے ہرچند مفتوح نے سمجھایا نورالدہر نے نہ مانا
مفتوح نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی نورالدہر نے
گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتوح کے نکل گیا اُسنے جھلاکر تلوار کا ہاتھ مارا نورالدہر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اب جو تیغ خارہ شگاف سلیمانی کو کھینچا بجلی تڑپ کر ابر نیام سے نکلی
مفتوح کانپنے لگا دل کو یقین ہوا کہ اس تلوار کا وار نہ رکیگا کہا ای جوان تو ظاہر مین
جری و بہادر ہی باطن مین یہ کیا کہ تیرے ساتھ دوسرا جوان ہی مجھکو تیر مارا چاہتا ہی نورالدہر
غصے مین پلٹے کہ کون سردار آگیا منھ جو پھیرا مفتوح نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا تا دو ابرو
تلوار پہونچی نورالدہر نے زخم کاری کھایا چاہا تلوار ماروں غش آنے لگا سر ہر نہ زمین پر جھک گیا
مفتوح نے چاہا کہ سر کاٹ لون طہماس جو سر پر کھڑا ہی عاشق جمال نورالدہر خون کے
قطرے جو سر سے ٹپکے کلیجہ خون ہو گیا وہین سے گینڈا اُڑایا آواز دی کہ او قابو پرست کیا کرتا ہی
اتنے جلدی طہماس آئے کہ گینڈا بیچ مین ڈالدیا ہاتھ مفتوح کا بلند ہو چکا تھا وہی وار اُسنے
طہماس پر کیا طہماس نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر جو تلوار پڑی دو ٹکڑے ہو گئی قبضہ
اُسنے کھینچ مارا طہماس غصے مین گینڈے پر سے کود ے زیر شکم کر گردن ہاتھ دیکر مفتوح کو مع
گینڈے اُٹھالیا اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان مفتوح کے چور چور ہوے اہالی فوج مفتوح طہماس
پر آپڑے فوج نورالدہر نے طہماس کی مدد کی ساتھ والون کو مفتوح کے شکست ہوئی
لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے وہ بادشاہ بہ خوشی خوشی قلعے سے نکلا نورالدہر کو سلام کیا
کہا کہ حضور نے غلام کو تو نہ پہچانا ہوگا ہم نمکخوار قدیم ہین ای شہریار بھائی میر النعمان بن
منظر ملازم نوشیروان تھا جب وہ امیر پر چڑھ کے گیا صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہوا بھائی صاحب نے مجھکو لکھا کیوان بن منظر میرا نام ہی صاحبقران کو دعا
دیا کرتا ہون اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین آج بڑی مراد حاصل ہوئی کہ پوتا امیر کا
میرے قلعے مین آئے آج نہایت روز سعید ہی نورالدہر نے کیوان پر بڑی مہربانی فرمائی
ساتھ کیوان کے قلعے مین تشریف لائے لشکر باہر اُترا بعد زخم دوزی دارالامارہ مین آئے
کیوان نے کہا کہ تخت پر بیٹھیے نورالدہر نے انکار کیا کیوان تخت پر بیٹھا شاہزادہ نورالدہر

دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی سرداران نورالدہر بھی آئے جب ہنگامۂ صحبت گرم ہوا نورالدہر نے پلٹ کے دیکھا کیوان رو رہا ہی اسقدر بیقرار ہی کہ رومال پر رومال تر ہوتا ہی نورالدہر نے گانے والے کو منع کیا فرمایا کہ کیون کیوان خیر تو ہی کہا کہ ای شہریار آپ مصروف عیش و نشاط ہون میرے مقدمے مین دخل نہ دین نورالدہر نے فرمایا کہ آپ ہمارے بزرگ ہین آپ کی پریشانی کیونکر دیکھون قسم ہی آپ کو سر صاحبقران کی جلد مفصل حال بتائیے کیوان بہت رویا دل تھام کر کہا کہ ای شہریار ایک فرزند دلبند پروردگار نے عنایت فرمایا تھا حسین و جمیل تیغ زن صف شکن ایک دن برائے شکار نکلا یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا کو صحرائے عجائب کہتے ہین اُس صحرا مین جا کر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آج تک اُسکا نشان نہین ملا کئی سال سے فراق مین فرزند کے بیقرار ہون اس وقت یاد آگیا ساتھ والون نے اُسکے آکر خبر دی کہ جسوقت سے مرکب عقب مین ہرن کے لے گیا پھر پتہ نہ لگا نہین معلوم اُس دلیر پر کیا گذری الماس خسرو اُسکا نام ہی اُسکے فراق مین زندگی دشوار ہی نورالدہر نے فرمایا کہ کل ہم اُسکا پتہ لگائین گے لاکر تمسے ملائین گے کیوان قدمون پر گر پڑا کہ برائے خدا ایسا نہ فرمائیے آپ کا میرے ملک مین تشریف لانا میرے لیے سعادت دارین ہی بخیر و خوبی دو چار روز تشریف رکھیے پاس اپنے دادا جان کے جائیے ورنہ پریشان ہو جیے گا نورالدہر خاموش ہو رہے بوقت سحر مسلح ہو کر سامنے کیوان کے آئے کہا کہ ای کیوان وہ صحرا ہمکو چل کر دکھا دو کیوان نے بہت بہت سمجھایا نورالدہر نے نہ مانا طہماس سے کہا کہ تم لشکر لیکر یہان ٹھہرو ہم اندر ایک ہفتے عشرے کے آتے ہین طہماس بہت بیقرار ہوا ہر چند کہا کہ مین آپ کے ساتھ چلون شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ لشکر بے سردار رہیگا شبرنگ بھی یہین ٹھہریگا شبرنگ نے کہا کہ آقا مین ضرور چلونگا نورالدہر نے منع کیا کہ ای شبرنگ تم بھی ساتھ نہ چلو شبرنگ خاموش ہو رہا کیوان کو ساتھ لیکر نورالدہر چلے شبرنگ کنارے کنارے چلا نورالدہر جب قریب اُس صحرا کے آئے کیوان نے رو رو کر عرض کی کہ اسی صحرا مین میرا فرزند گم ہوا نورالدہر نے کیوان کو رخصت کیا آپ گھوڑا بڑھا کر صحرا مین چلے جب صحرا مین پہونچے شبرنگ

چھپا ہوا دیکھ رہا ہی کہ ایک ہرن سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے ہرن پر گھوڑا ڈالا ہرن بھاگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نورالدہر پیچھے ہرن کے کوس بھر گئے وہان پر آکر گھوڑے سے اُترے ہرن کھڑا تھا ارادہ ہوا کہ کمندون سے پکڑ لون شبرنگ گوشے سے دیکھ رہا ہی نورالدہر نے حلقہاے کمند ہرن پر مارے جب حلقہاے کمند آہو پر پڑے آہو نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا بعد عرصے کے غبار ہٹا شبرنگ نے دیکھا کہ مرکب نورالدہر کا کوتل ٹہل رہا ہی نہ آہو ہی نہ نورالدہر شبرنگ حیران ہوگیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مرکب تو اُسنے لشکر مین روانہ کردیا آپ پھر جنگل مین آیا جس مقام پر نورالدہر غائب ہوے ہین وہان آتا ہی نورالدہر کو چہار جانب دیکھتا ہی کہین پتہ نشان نہین معلوم ہوتا نہ کوئی گانون اور نہ کوئی قریہ اُس جنگل مین حیران و پریشان ہی کہ ای شبرنگ کون آقا کو لے گیا شبرنگ تو جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا وقت پر حال شبرنگ لکھا جائیگا اب حال نورالدہر تحریر ہوتا ہی کہ جب نورالدہر نے حلقہاے کمند اُس آہوے وحشی پر مارے غبار بلند ہوا آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ چند زنگی مجھکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک بارگاہ کلان مین لیکر نورالدہر کو آئے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای جوان تونے اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالا یہ سرحد طلسم فرنگ ہی بڑے بڑے لوگ فتح کرنے کی امید پر آئے اور شرمندہ ہوکر پلٹ گئے آپ کو مناسب ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے نورالدہر نے کہا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر بہ عنایت پروردگار اس طلسم کے مٹنے کا وقت قریب آیا یہ سُنکر اُس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر صحراے مصیبت خیز مین چھوڑ دو زنگی کشان کشان نورالدہر کو لے چلے جب شہر کے باہر آئے اُن زنگیون نے طرف آسمان کے دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند طلسم اس جوان کو صحراے مصیبت مین پہونچا دیجیے یہ کہکر زنگی الگ کھڑے ہوے آسمان پر برق چمکی برق سے ایک پنجہ نکلا پنجہ مثل برق چمکتا ہوا قریب نورالدہر آیا کمر مین نورالدہر کی پنجہ پڑا آسمان پر پنجہ اُٹھا کر لے گیا تموج ہوا سے نورالدہر بیہوش ہوگئے بعد تھوڑے عرصے کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون اور دو تین سو جوان

صحرا مین چمنہاے طولانی ہین اُن چمنون مین گل چینی کر رہے ہین نور الدہر ٹہلتے ہوے جو اُن
سب کے پاس آئے جمال کو دیکھکر وہ لوگ افسوس کرنے لگے نور الدہر بگڑکے کہا کہ او بیحیاؤ
افسوس کیا کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ آپ کے حُسن و شباب پر افسوس آتا ہی کہ آپ کیونکر
قید ہوے نور الدہر نے کہا کہ قیدی وہ جو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہو ہم اپنے قابو اور اختیار مین
ہین جہان چاہین وہان جائین اور جہان چاہین بیٹھین ان باتون پر نور الدہر کی وہ
لوگ رونے لگے کہا کہ اے نوگرفتار ابھی یہانکے مزے سے آگاہ نہین ہو بڑی بُرائی یہ ہی کہ
کھڑے کھڑے پھر رہے ہو گل چینی کرو کچھ بناؤ نور الدہر نے کہا کہ ہم کیا مالی ہین ایک نے کہا
کہ بھائی یہ نئے نئے آئے ہین جب تکلیف اُٹھائینگے پھر راہ پر آئینگے ابھی تو ہماری
باتون پر خفا ہوتے ہین سمجھ جائینگے نور الدہر کنارے آکر بیٹھے وہ لوگ جب گل چینی
کر چکے کنارے بیٹھکر زیور بنانے لگے اپنے اپنے طور پر سبھون نے بنایا جب دن پہر بھر
باقی رہا تو اُس صحرا سے ایک جانب چلے نور الدہر سوچے کہ دیکھین یہ لوگ کہان جاتے ہین
الگ الگ اُنسے چلے جنگل مین ایک مقام پر ایک چبوترہ تھا وہان جاکر سب بیٹھے اپنے
دونے زیور کے آگے رکھ لیے کہ ایک طرف سے ایک نازنین پیدا ہوئی آگے آگے وہ نازنین
پیچھے ایک عورت کے سر پر خوان رکھا ہوا اُس عورت نے آکر خوان طعام اُسی مقام پر رکھا
دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا سب کو بانٹا نور الدہر کی طرف پلٹ کر نازنین
نے کہا کہ اے جوان تو نے کچھ نہین بنایا نور الدہر نے کہا کہ کیا ہم مالی ہین ہنسکر اُسنے کہا کہ جب
بھوکون مروگے تب مالی بننا اچھا معلوم ہوگا نئے نئے آکے قید ہوے اور یہ نخرے کرتے ہین
خدا ہماری ملکہ کو سلامت رکھے کہ اُنکی وجہ سے یہان کھانا نصیب ہوتا ہی یہ صحراے مصیبت خیز
ہی مصیبت کی یہان انتہا نہین اس سال مین ہماری مالک نے کیا کیا کوشش کی تو یہ سامان
مقرر ہوا یہ کہکے ہنستی ہوئی چلی گئی دن بھر نور الدہر کو گذرا شب بسر ہوئی نوجوان شاہزادے
بھوک سے بیقرار ہوے ٹہلتے ہوے اُن سب کے پاس گئے اُن سب نے کہا کہ اے نوجوان
آج تو تکلیف کر اگر کچھ مشقت نہ کریگا تو کھانا نہ ملیگا نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا جب تیسرا پہر
ہوا خیال مین گذرا کہ تھوڑی دور بڑھکر کھانا وہ جو لاتی ہی اُس سے چھین لین یہ سوچ کر نخل سے

ایک لاٹھی توڑی جب یہ سب بناچواے زیور گل بنا کر اُس طرف چلے نور الدہر اُنکے پیچھے ہو لیے
وہ تو جا کر ایک مقام پر ٹھہرے کہ صحرا سے وہی نازنین آگے آگے ایک مزدورنی پشت پر
نور الدہر نے للکارا کہ اری خوان رکھ دے اُسنے پُکار کر کہا کہ بی بی دیکھیے یہ قیدی کھانا
چھینتا ہی نور الدہر نے بڑھ کر ایک لاٹھی ماری مزدورنی خوان رکھ کے بھاگی اُس عورت نے
اُن قیدیون کو پکارا کہ ارے قیدیو دوڑو تمھارا کھانا آج یہ مسٹنڈا چھینے لیتا ہی قیدی سب
دوڑے جو قریب آیا نور الدہر نے ایک لکڑی ماری وہ بھاگا پانچ چھ کو جو نور الدہر نے
چوٹیلا کیا اب سب دور سے لینا لینا کہ رہے ہین قریب نہین آتے نور الدہر نے جھُک کر روٹیان
کھانا شروع کین بارہ پہر کے بھوکے تھے پیٹ مین آگ لگی ہوئی تھی آدھی آدھی روٹی کا نوالہ
منھ مین ڈال گئے حلق سے نہ اُترا تو پانی پینے لگے بمشکل پانی سے نوالے حلق سے اُتارے وہ نازنین
روتی پیٹتی سامنے قصر تھا اُسمین پہونچی پکار کر آواز دی حضور آج ایک بڑا ظالم جنگل مین آیا
ہی مزدورنی کو لاٹھی ماری مجھپر چلایا تھا مین تو بھاگی کہ مجھپر جو شاخ تر کی لکڑی پڑیگی زندہ نہ ہونگی
کیونکر یہ مصیبت سہونگی یہ کہکے جو غل مچایا پردہ قصر کا اُٹھا ایک نازنین گلنار پوش جوڑا
سُرخ پہنے ہوے بانکی ترچھی ادا دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین نکلی نگاہ اُسکی شاہزادہ
نور الدہر پر پڑی کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل غبار چہرے پر پڑا ہی یا ذرے چمک رہے ہین
صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین نور الدہر نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین
پشت پر کئی سو کنیزین جھنڈے ہاتھون مین لیے ہوے ساتھ آگے وہ ماہ تابان عقب مین ہجوم
سیارگان مگر نور الدہر کھانے مین مصروف ہین اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی غصے مین کہا
کہ او گلشن کیون اسقدر غل مچاتی ہی دو دن کا بھوکا تھا کیا کرتا قیدی کیون چیخ رہے ہین
انکو منع کرو غل نہ مچائین اور کھانا بھیجا جائیگا شمشاد قد وزیرزادی برابر کھڑی تھی کہا کہ اے
شمشاد قد اس جوان کو یہان بُلالے خشک روٹی اُس سے کھائی نہین جاتی کوئی شاہزادہ
جلیل ہی بھوک سے پریشان ہی شمشاد قد نے کہا کہ واری مقدمہ طلسم ہی کوئی خرابی نہ ہو
ملکہ نے کہا کہ قیدی کو کھانا کھلانے مین خرابی کیسی مین تو حکم دے چکی ہون کنیزون نے بموجب
اشارہ وزیرزادی پکارا کہ او جوان وہ کھانا چھوڑ دے ملکۂ عالم بُلاتی ہین نور الدہر

دیکھ رہے تھے بیقرار ہو کر دوڑے جب قریب قصر کے آئے کنیزون نے دروازہ کھول دیا
نورالدہر سیڑھیان طی کر کے بالاے قصر آئے اُس نازنین کو بخوبی قریب سے دیکھا اور
زیادہ مبہوت ہوے وہ نازنین فرش پر آ کے بیٹھی نورالدہر بھی اُسی مقام پر آئے بیٹھنے کا
اشارہ ہوا نورالدہر مسند پر آ کے بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین خاصہ لائین
کہا اے شہریار اب نوش فرمائیے نورالدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ اے شہنشاہ خوبی نہین معلوم تمھارا
مذہب کیا ہے اس وجہ سے عذر ہے اُس نازنین نے کہا کہ اس طلسم مین خداوند نہنگ دریاے
قہار سے پیدا ہوتے ہین اُنھین کو سب سجدہ کرتے ہین مین اپنے حال سے خود آگاہ نہین
اُنھین خداوند نہنگ کو سجدہ کرتی ہون نورالدہر نے کہا کہ کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا اُسکو
خدا جانتی ہو پروردگار وہ ہے کہ جسنے تمام عالم کو ایک کلمۂ کُن سے پیدا کیا چند کلمے مذمت
کفر کے اور چند تعریف خدا مین بیان کیے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ مہمان کی خاطر ضرور ہے
جو تم کہتے ہو وہی اعتقاد کیا ملکہ نے اور کنیزون نے کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا کہ اب تو نوش فرمائیے شاہزادہ
نورالدہر نے کہا کہ اگر خاطر ہماری مد نظر ہے تو آپ بھی شریک ہون ملکہ نے بھی ہاتھ بڑھایا
نورالدہر نے نوالہ بنا کر ہاتھ بڑھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب میرے ہاتھ موجود ہین یہ تکلیف کیا
ضرور نورالدہر نے شرما کر سر جھکایا ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا کہا کہ صاحب کیون رنجیدہ
ہوتے ہو لاؤ مین تمھارے ہاتھ سے نوالہ کو کھالون مطلب تمھارا یہ ہوگا کہ مین بھی نوالہ تمکو دون
یہ کہکے نوالہ نورالدہر کو دیا نورالدہر نے بھی کھایا از و نیاز سے دونون نے خاصہ نوش کیا
بعد خاصے کے شراب طلب کی نورالدہر نے جام پیا ایک جام ملکہ کو پلایا کنیزین چپ حیران
ہین کہ آج ملکہ عالم نے غضب کیا دیکھیے کوئی آفت نہ آجائے قیدی طلسم صحراے مصیبت خیز
کو بالاے قصر بلا لیا پہلو مین لیے بیٹھی ہین شراب چل رہی ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے بعض
بعض تو ایسی باتین سوچ کر گوشے مین ہٹ گئین کنارے جا کر بیٹھین یہان یہ دونون شراب
پی رہے ہین ملکہ نے باتون باتون مین حال پوچھا نورالدہر نے کہا کہ واسطے رہا کرنے فرزند
کیوان بن منظر کے آیا ہون ملکہ نے زانو پہ ہاتھ مار کے کہا کہ اے شہریار دو برس سے پیشتر کا
وہ قیدی ہوگا دو برس تک قیدی اس صحرا مین رہتے ہین بعد دو برس کے قیدی زندانخانہ

طلسم مجنون مین بھیجدیے جاتے ہین وہانتک جانا بہت دشوار ہی نورالدہر نے کہا کہ مالک پروردگار ہی انشاء اللہ وہان تک پہونچین گے اور اُسکو رہا کرین گے اُسکے باپ سے وعدہ کرکے آئے ہین انشاء اللہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگے ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ طلسم بہنایت پر آشوب ہی مقام شور و شر لوح طلسمی جو کلید فتح و ظفر ہی سُنتی ہون کہ اُسکا نشان نہین اہالی طلسم یہ بھی ذکر کرتے ہین کہ لوح طلسم مجنون نابود ہی جب تک لوح نہ دستیاب ہو طلسم فتح کیونکر ہوسکتا ہی نورالدہر نے کہا کہ پروردگار عالم سب خبرین جاننے والا ہی وہ نشان بتائیگا تا بہ لوح پہونچائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اُس ابر سے برقین چمکنے لگین ایک برق چمک کر گری اور آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ یہ تو نے کیا کیا گنہگار کو پہلو مین جگہ دی بالاے قصر بُلا لیا نتیجہ کمر مین ملکہ کی پڑا ایک پنجہ کمر مین نورالدہر کی پڑا کنیزین سب گرفتار ہوئین فریاد فریاد کی صدائین بلند کرتی تھین کہ یا خداوند شناگ فریاد ہی ہمپر ناحق یہ بیداد ہی ہمنے ملکہ کو سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا قیدی کو بالاے قصر بُلا لیا ہم بےخطا ہین یہ غلغلہ ہوتا ہوا وہ ابر سب کو لیکر چلا جس ساحر نے ابر گرایا شعبان جادو اُسکا نام ہی لیکر ان سب کو ابر پر ڈال لیا اور طرف خاص طلسم کے چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا قضاے کار راہ مین باغ ہی ملکہ ہوشربا کے شیرین کلام کا باغ مین بیٹھی ہین کنیزین خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان پر ابر نمایان ہوا کنیزون نے کہا کہ واری کوئی ساحر زبردست جاتا ہی ملکہ نے جو ابر کو دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر اُسی مقام پر رُک گیا پُکار کر آواز دی کہ ارے اس ابر مین کون ہی ہمارے مکان کے سامنے سے جاتا ہی جواب نہین دیتا ہی شعبان نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ ہوشربا نے کان سے بجلی اُتار کر پھینک ماری برق ابر پر گری کہ ابر پھٹا شعبان جو بڑھا لچھا برق کا گرا کہ شعبان کے دو ٹکڑے ہوے ابر پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا نورالدہر ابر سے گرے ملکہ نے ہاتھ پر دکا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی پسینے پسینے ہوگئی قلب کانپا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے دل کو سنبھالا نورالدہر کو مسند پر لٹا دیا شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش تھا کہ ابر سے کنیزین گرنے لگین ملکہ کی کنیزون نے دوڑ کر عرض کی کہ حضور کنیزین ابر سے گر رہی ہین بعد اُسکے دیکھا کہ ایکہ ابر سے ایک برق چمکی ایک نازنین گرتی ہوئی آتی ہی ملکہ ہوشربا نے اسکو بھی ردکا پہلو مین بٹھا لیا

بیہوش تھی ہوشیار کیا پوچھا کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی کہانسے آپ لوگون کو شعبان اُٹھا کر
لے آیا ملکہ نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین اپنے قصر مین تھی یہ بیچیا جا کر پہونچا اُٹھا لایا ملکہ
نور الدہر کو بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہی ہوشربا نے کہا کہ خاموش رہو سمجھا جائیگا مین جانبازی
کو موجود ہون جہان تک ہوگا کہ وہ کوشش کرونگی اور لوح طلسمی کی بھی کوشش کیجائیگی تھارے
حال زار پر رحم آیا مین لوح کا حال خود شاہ سے پوچھونگی دیکھون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ کہکے
نور الدہر کو ہوشیار کیا ہوشربا نے بڑی خاطر کی نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ قریب آکے
بیٹھی کہا کیون صاحب کیا قصد ہی نور الدہر نے کہا کہ فتاحی طلسم مجنون کی آرزو ہی خواہ اسمین
جان جائے خواہ جان رہے جو زبان سے کہا ہی وہ کرینگے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین
یہ معاملہ درپیش ہوا ہوشربا نے کہا کہ ای شہریار اگر آپ عمر بھر رہ روی کرتے تو بھی سرحد
طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچتے لیکن راستہ دربندہای طلسم ہفت پیکر کا اسی جگہ سے متعلق ہی
جب تک آپ طلسم مجنون نہ فتح کرینگے تب تک سرحد طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچینگے
اور بھائی بھتیجے آپ کے جو اسی فکر مین نکلے ہین سالہا سال مارے مارے پھرینگے اور سرحد
طلسم ہفت پیکر مین نہ پہونچینگے آپ کی اقبالمندی ہی کہ شعبان کا اس طرف سے گذر ہوا
اور مین نے چھڑایا سیر اعجب طرح کا معرکہ ہی بہن میری ملکہ نرگس حیرت افزا اُسپر بادشاہ
طلسم مجنون عاشق ہوا دعوت کے نام سے بلا بھیجا قید کر لیا کنیزون نے اکثر نامے لکھے اُس
ملعون نے جواب دیا کہ اپنی بہن کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ عمر بھر قید مین رہیگی
جفا قیدخانے کی سہیگی ہم بادشاہ طلسم مجنون ہین اور ہمسے انکار وصل ای شہریار مین بہانے
گئی بموجب حکم مجنون جادو بہن سے ملاقات کی ناچار ہو کے یہ بھی پوچھا کہ تم وصل شاہ کا
کیون نہین قبول کرتین جفائین اُٹھاتی ہو بہن نے مجھسے کہا کہ بہن مین نے خواب مین دیکھا
ہی کہ نبیرہ صاحبقران اس طلسم مین آئینگے مین اُنکی زوجہ کہلاؤنگی بزرگان دین میرے
خواب مین آئے مجکو مسلمان کر گئے بہن تم بھی اعتقاد اسلام کرو مجکو جبسے آپکے آنیکا اشتیاق
تھا شاہور عجائب دان وزیر اعظم مجنون مجپر عاشق ہی روز آتا ہی منتین خوشامدین کرتا ہی
مین نے اب تک اُسکو عقلمندی سے ٹالا ہی امروز فردا کرتی ہون چونکہ ساحرہ ہون اطاعت

دین اسلام کی قبول کی آج جو وہ بیچ آئے تو مین اُس سے حال لوح کا پوچھون اُسکی ذات سے
لوح کا پتہ ملیگا نور الدہر خاموش ہو رہے جب شام ہونے لگی وہ نازنین جو باغ سے ساتھ
آئی ہی گلشن دریا بار اُسکا نام ہی اُسکو اور نور الدہر کو ایک گوشے مین چھپا دیا آپ
سامان کر کے بیٹھی نور الدہر نے گوشے سے دیکھا کہ پہلے آندھی چلی برق چمکی ایک تخت نمایان ہوا
اُسپر ایک جادوگر سیہ فام بد انجام تخت اُڑاتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہوا آ کر پہونچا ملکہ کو دیکھکر مثل گل
شگفتہ ہوا کہا کہ کیون جان جہان مزاج کیسا ہی آج تمکو پریشان پاتا ہون ہوشربا نے آنکھون
سے آنسو ٹپکائے کہا کہ ای شاہ ہور عجائب دان کیا پوچھتا ہی آج ہمکو بڑا قلق ہی اب تک
تو ہمکو یہ خیال تھا کہ بہن نرگس کی شادی شاہ کے ساتھ ہوگی ہم گھر مین وزیر کے رہین گے
سلطنت طلسم مجنون پر ہمارا اختیار ہوگا آج جان کا خوف پیدا ہوا تمھاری زندگی کیونکر
ہوگی بادشاہ کیونکر بچیگا ہمنے خبر سُنی ہی کہ طلسم کشاے اصلی نے طلسم سرحد مجنون مین دخلہ
کیا اگر طلسم کشاے اصلی آیا اور اُسنے کد و کوشش کی لوح طلسمی پا گیا پہلے ہمین قتل کریگا کہ ہم
متعلقین وزیر طلسم کہلاتے ہین شاہ ہور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوح طلسمی کون پا سکتا ہی
کوئی ایسا ہو کہ اس باغ کے بائین جانب ایک صحرا ہی وہان جا کر زیر نخل چنار آواز دے
کہ ای داؤد حبشی جلد آؤ جب داؤد حبشی بشکل طائر آئے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ صحرائے
ریگستان مین پہونچائے صحراے ریگستان مین جا کر ایک آواز دے کہ ای ماہی تازہ کہ
لقب جسکا ریگ ماہی ہی جلد میرے پاس آ ایک جوان زمین سے پیدا ہوگا ہاتھ مین اُسکے
ریگ ماہی ہوگی جب وہ جوان ایسا زبردست ہو کہ اُس جوان کو زیر کرے وہ بخوشی مچھلی
اُسکو دے وہ مچھلی کا شکم چاک کرے تب شکم ریگ ماہی سے لوح طلسم مجنون نکلے گی کون ایسا
ہوگا اور یہ حال کسے معلوم ہی کہ داؤد حبشی کو پکارے اور داؤد صحراے ریگستان مین
لیجائے تم ناحق پریشان ہو رہی ہو ای ہوشربا ے شیرین کلام تمھاری بھی شرکت
ضرور رہی قواعد مین لکھا ہی کہ ہوشربا شریک ہوگی بس تمکو کب منظور ہی اور تم کا ہے کو شریک
ہوگی طلسم مجنون تمھارا ہی جب تک تم مدد نہ کروگی تب تک طلسم کشا صحراے ریگستان تک
نہ پہونچیگا یہ کہہ کے کہا کہ صاحب شراب پیو گانے کو بلاؤ ایک دو غزلین گائے طبیعت کو

بہلائے یہ خیالات مہمل ہین مجکو کون مار سکتا ہی اگر سحر کرون زمین ہلا دون لاکھ دو لاکھ کو ایک
دم بھر مین قتل کرون ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا گانا ہونے لگا شراب چلی رات بھر اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی صبح ہوتے آواز الفراق والوداع بلند ہوئی شاہ ہور عجائب وان رخصت ہوکر
روانہ ہوا ملکہ نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار حال آپ نے سُنا تلاش لوح مین چلیے
نورالدہر آمادہ ہوئے ملکہ ہوشربا نے نورالدہر کو تخت پر سوار کیا ملکہ گلشن کو
کنیزون کے سپرد کر دیا نورالدہر کو لیکر صحراے عجائب مین آئین کہا کہ اے شہریار داؤد جنی
کو پکارئیے مع عقب سے حاضر ہونگی نورالدہر نے بہ فصاحت آواز دی کہ اے داؤد جنی
جلد آؤ تین آوازین جو دین آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی جثہ اُڑتا ہوا آیا زمین
پر آکے قایم ہوا نورالدہر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر اُڑا عقب مین
ہوشربا چلی صحراے ریگستان مین لاکر داؤد نے نورالدہر کو اُتارا نورالدہر پشت طائر
سے اُترے طائر تو یہ کہکر چلا گیا کہ جب مجکو طلب کیجیے گا مین حاضر ہونگا طائر تو اُڑ گیا
کہ ملکہ ہوشربا بھی پہونچین کہا کہ اے شہریار آواز دیجیے کہ اے ماہی تازہ جلد ہمارے
پاس آؤ نورالدہر نے آواز دی زمین شق ہوئی ایک جوان قوی تن و قوی من نکلا ایک
ماہی پھڑکتی ہوئی ہاتھ مین کہا کہ اے جوان ریگ ماہی میرے پاس موجود ہی اسکو لیکر
مین تیرا زور مین امتحان چاہتا ہون اگر اپنے زمانے کا تو صاحبقران ہی مجکو زیر کریگا
پھر لوح طلسمی کا اختیار ہی اگر مین غالب آیا ہرگز لوح نہ دونگا افسوس کا مقام ہو کہ شاہ ہو
نے سب حال کہہ دیا یہ کہکے ہاتھ سے اشارہ کیا مچھلی مثل ہیکل گلے مین اُسکے لپٹ گئی
اب خم مار کر سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر بھی آمادہ ہوئے قریب تھا کہ کشتی
شروع ہو ملکہ ہوشربا آکر پہونچین آواز دی کہ اے برادر داؤد طلسم کشا سے مقابلہ کرتے ہو
تم قید سے رہا ہوگے اس حفاظت سے بچوگے تمہارا بھائی یہان تک پہونچا گیا وہ بھی قید سے
رہائی پائیگا ہمیشہ بشکل طائر رہتا ہی یہ جو ہوشربا نے سمجھا کر کہا وہ جوان دوڑ کر قدمون پہ
گرا کہا کہ اے شہریار ہم آپ کے آنے کے مشتاق تھے ہم دونون بھائی مدت سے اس طلسم مین
پھنسے ہین جمجم جنی میرا نام ہی وہ طائر بنے رہتے ہین مین زمین پہ رہتا ہون خدا آپ کو

مظفر و منصور کرے قید طلسم پروردگار ہمارے جسم سے دور کرے کئی سال ہوے کہ عزیز و
اقارب سب چھوٹے یہ ریگ ماہی موجود ہی بسم اللہ شکم چاک کیجیے لوح طلسمی لیجیے نورالدہر نے
ریگ ماہی اُسکے ہاتھ سے لی رحیم حبشی بھی دیکھ رہا ہی کہ نورالدہر نے خنجر کمر سے نکالا شکم مچھلی کا
چاک کیا ایک برق چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہو گئیں اب جو نورالدہر نے دیکھا ایک تختی الماس کی
مدور حروف اُسپر یاقوت احمر کے نورالدہر نے لوح کو ہاتھ مین لیا ماہی مردہ کو ہاتھ سے پھینکا
لوح کو دیکھنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار شکر ہی کہ آپ نے لوح پائی ہوشیار رہیے
ذرا غلام بھی دیکھ لے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو عیار جست و خیز
کرتا ہوا آتا ہی قریب پہونچا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین لوح طلسمی ملی مین
ذرا دیکھوں جبھدن سے آپ سے چھوٹا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا آج حضور کے سامنے
پہونچا یہی لوح طلسم محبوں ہی نورالدہر نے خوش ہو کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا کہ
ای برادر یہ دیکھو لوح طلسمی موجود ہی شبرنگ نے لوح کو ہاتھ مین لیا دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے
کہا کہ دیکھیے ابر اُٹھا ہی کوئی ساحر آتا ہی ذرا اپنے کو بچائیے نورالدہر اُدھر پلٹے شبرنگ
نے پر پرواز پیدا کیے آواز دی کہ منم ماہور جادو دیکھ یون لوح لیجاتے ہین نورالدہر تو
دیکھ کے رہگئے ہوشربا نے جو دیکھا کہ ماہور اُڑ کر چلا آواز دی کہ منم ملکہ ہوشربا ے
شیرین کلام ادا ماہور کہان جاتا ہی جست کر کے بلند ہوئین برق بیکر ماہور پہ گرین کہ
ماہور کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ زمین پر گرا نورالدہر نے دوڑ کر لوح اُٹھا لی لوح کو چوم کر
گلے مین ڈال لی فرمایا کہ ای ہوشربا بڑا کام کیا ہوشربا نے کہا کہ اب حضور پر بڑی سختیان
پڑینگی جہان تک ہو سکیگا مین ہر وقت سامنے پہونچونگی یہ کہکر ہوشربا ایک کبوتر کی شکل بنکر
بلند ہوئی آسمان مین ڈوبی نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھو
داؤد حبشی حاضر ہو اُس سے کہو کہ مجکو ملغ مین موشک زمین کن کے پہونچا دے شاہزاد
نورالدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا داؤد حبشی بشکل طائر حاضر ہوا بشکل انسان کے
گویا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو ہر وقت ہر مقام پر ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو
کہ اہالی مرحلہ دم دیگر لوح لے لین لوح سے خبردار رہیے گا نورالدہر نے کہا کہ ہمکو

باغ موشک زمین کن مین پہونچاؤ یہ کہکر پشت پر داؤد کی سوار ہوے داؤد اڑتا ہوا چلا
بعد تھوڑے عرصے کے صحرا مین ایک باغ معلوم ہوا لیکن باغ ویران پتے درختون کے
زرد زرد شاخین ٹوٹی ہوئین داؤد نے کہا کہ ای شہریار یہی باغ موشک زمین کن ہی یہ بولے
باغ پر نورالدہر کو لاکر اُتارا نورالدہر اُترتے ہی لوح کو دیکھتے ہوے طرف باغ کے
چلے بعد ملاحظہ مضمون لوح بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے کہ تڑپنے کی آواز کان مین
آئی نورالدہر اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے پے درپے صدا آتی ہی کہ ای پروردگار یہ مصیبت
ہمسے نہین اُٹھتی ہمارا جلد خاتمہ ہو نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نخل مین طہماس بندھے
بیٹھے ہین بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوے نورالدہر دیکھکر بیتاب ہوگئے پکار کر آواز دی کہ
ای طہماس تم کیونکر گرفتار ہوے رو رو کر طہماس نے عرض کی کہ حضور نے جو لوح طلسمی
حاصل کی تھی اُسکا کیا انجام ہوا نورالدہر نے کہا کہ میرے پاس موجود ہی کہا حضور اس
باغ کی مالک ملکہ موشک زمین کن ہی وہ مجکو پکڑ لائی طالب وصل ہوئی ابھی تک تو مین نے
قبول نہین کیا نورالدہر نے قریب آکر کمندین توڑین عکس جو نورالدہر کا جسم پر طہماس کے
پڑا مار سیاہ بدن سے گر گئے طہماس نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ حضور موشک آئیگی آپ
بہت ہوشیار رہین یہ کہتا ہوا طہماس نورالدہر کے ساتھ چلا وسط باغ مین بارہ دری ہی
نورالدہر اُس بارہ دری مین آئے طہماس ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ غلام کئی دن سے
یہان قید ہی موشک زمین کن شب کو آتی ہی کبھی سمجھاتی ہی کبھی وعدہ کرتی ہی کہ تیرا مرتبہ
عالی کرونگی پھر کہا ارے کوئی اس مقام پر نہین کہ شاہزادے کے واسطے شراب و کباب لائے
تھکے ہوے آئے ہین ذرا طبیعت کو ڈھارس ہو یہ کہکے طہماس خود اُٹھا الماری کھولی گلابی
شراب کی مع جام نکالی جام لبریز کیا کہا کہ ای شہریار غلام کے ہاتھ سے ایک جام نوش فرمائیے
نورالدہر نے ہاتھ سے جام طہماس کے لیا چاہا کہ نوش کرین ایک سوکھا ہوا درخت تھا
اُسپر ایک عندلیب خوشنوا یا تو پرون کو کرید رہی تھی یا تڑپ گئی جیسے ہی نورالدہر نے
ہاتھ مین جام لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے نورالدہر اُسکو دیکھنے لگے اُس عندلیب
نے آواز دی کہ مقام افسوس ہی اُستاد پاس ہو اُس سے نہ پوچھے نورالدہر کی جیسے سوتے سے

آنکھ کھلی جام تو بائین ہاتھ مین لیا لوح پر جو نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ ہوشنگ زمین کن
ہو اگر ایک قطرہ شراب کا حلق سے اُترا جسم پانی ہو کر بہ جائیگا مناسب ہو کہ یہ جام پھینک مارو
اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو نورالدہر نے فوراً کہا کہ ای طہماس لو شراب تم بھی
پیو طہماس نے ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے جام پھینک مارا قطرات شراب جو جسم پر طہماس
کے پڑے ایک چیخ ماری کہا کہ او ظالم یہ فعل تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکے جلنے لگا باغ مین بھی
آگ لگ گئی سارا باغ جلنے لگا طہماس نقلی جل کر خاک ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
ہوشنگ زمین کن ہو د زمین کا طبقہ اُڑ کر آسمان پر گیا ایک قصر ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے
چند زنگی سیاہ رو بیٹھے تھے اُنکو نورالدہر نے مارا اور دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا ہزارہا
بندگان خدا مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہ رہے ہین کہ آج ماران جسیم کیون جل گئے کیا
کسی نے اُس ظالم کو مارا کہ نورالدہر سامنے آئے بارہ ہزار جوان قیدخانے مین تھے
تاجدار و وزیرزادے و تاجبخے بیٹھے رو رہے تھے نورالدہر نے آکر سب کی قید کاٹی جو اُٹھا
قدمون پر گرا تعریفین کرنے لگا کہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ بلا آپکے سر سے
دور کرے ایک جانب دیکھا کہ ایک تاجدار حسین و جمیل سرنگون رستم صولت اسفندیار جرأت
بیٹھا ہوا رو رہا ہی نورالدہر اُسکے قریب آئے فرمایا کہ ای جوان تو کس حال مین ہی مین تجکو بہت
پریشان پاتا ہون کہا ای شہریار میرا الماس خوشرو نام ہی باپ میرا کیوان بن
منظر فراق مین میرے روتا ہوگا مان باپ کا عجب حال ہوا ہوگا تیسرا برس ہی مجکو
ہوشنگ زمین کن اُٹھا لائی مجھپر عاشق ہی رات کو بلاتی ہی وہ وہ صدمے پہونچاتی ہی کہ
عرض نہین کر سکتا اُسکی بدعت سے موت مانگتا ہون نورالدہر نے فرمایا بہ عنایت خدا
ہوشنگ کو قتل کیا جب تو ماران سیاہ تمھارے جسم سے گرے ای برادر مین تمھاری ہی
تلاش مین آیا تھا کوٹھے وہانکے کھلوائے الماس خوشرو رہا ہوتے ہی کوٹھون سے
ہتھیار نکالنے لگا اُن سب جوانون کو مسلح کیا بارگاہ بھی اُس مقام پر نکلی بارگاہ کو باہر لا کر
ایستادہ کرایا نورالدہر اُن جوانون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے شبرنگ بن عمر و صحرا
مین مارا مارا پھر رہا تھا کہ یکایک صحرا مین آگ لگ گئی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا

نام مین موشنک زمین کن ہو دشبرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا یہاڑ سامنے تھا وہ گر گیا سمجھا کہ آقا
پہونچے جو ساحر یہان کا منتظم تھا وہ مارا گیا اُس وقت شبرنگ آکر پہونچا کہ بارگاہ استادہو رہی ہی
بارہ ہزار تاجدار اُس صحرا مین پھر رہے ہین نورالدہر کرسی پہ بیٹھے ہین کہ شبرنگ نے آکر
سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر چونکہ دھوکا کھا چکے تھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ تمھارا عیار ہی براے انتظام اشارہ کیا شبرنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمے واسطے سردارون
کے جا بجا نصب کیے نورالدہر داخل بارگاہ ہوے فرما رہے ہین کہ کل انشاءاللہ مرحلۂ
ثانی پر جاؤنگا لیکن موشنک جو قتل ہوئی مجنون جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہی شاہو
عجائب نگار وزیر اعظم کرسی وزارت پر اور جملہ سردار و تاجدار جمع ہین کہ چند جادوگرنیان
روتی پیٹتی حاضر ہوئین کہا کہ اے بادشاہ طلسم طلسم کشاے اصلی طلسم مین آگیا لوح اُسنے
پائی موشنک نے مار لیا ہوتا لیکن کسی نے خبر کر دی کہ لوح اُسنے دیکھی اب اُسی صحراے
موشنک مین موشنک کو قتل کرکے طلسم کشا فروکش ہی بارہ ہزار تاجدار ہمراہ ہین کل
مرحلۂ ثانی پر جائیگا حضور کیا غافل بیٹھے ہین فکر کیجیے مجنون یہ حال سُنکر دیوانہ ہوگیا کہا یارو
موشنک کا مارا جانا بڑا غضب ہوا بڑی مکارہ کارگزار تھی جسکا مثل نہ تھا ارے تم مین
کوئی ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو مارے لوح لائے ساحرون نے کہا کہ حضور بسبب لوح کے
ہمارا سحر تاثیر نہ کریگا غیر ساحر جائے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے خرطوم فیل دندان اپنے
مقام سے اُٹھا کہا کہ غلام طلسم کشا کی مشکین باندھ کر لائیگا یا اپنی جان دیگا لاکھ سوار و پیدل
مجنون نے ساتھ کیے خرطوم قلعے سے نکلا گینڈے پر سوار ہو کے چلا جنگلون کو طی کرتا ہوا جاتا
ہی قضاے کار ایرج نوجوان پھرتے پھراتے سرحد کیوان بن منظر مین پہونچے کیوان
نے جو خبر سُنی کہ قاسم کا بیٹا آتا ہی قلعے سے نکلا استقبال کرکے ایرج کو قلعے مین لایا سامان
دعوت کیا عین گرمی صحبت مین اسنے جانے کا نورالدہر کے ذکر کیا کہ میرے بیٹے کور باگنی
گئے ہین یقین ہی کہ لیکر آئین ایرج کے تیور پر بل پڑ گئے کہا کہ وہ کشتی گیر زادہ حیلہ کرکے
بھاگ گیا ہمین وہ سرحد دکھا دو کل ہی تمھارے بیٹے کو رہا کرکے لائینگے لاکے تمسے ملائینگے
ہرچند کہ کیوان نے منع کیا ایرج نے نہ مانا صبح کو مع فوج دریافت کرکے اُس صحرا مین آئے

پہاڑ وغیرہ نمودار ہوچکا ہی راستہ کُھلا ہوا ہی ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہین پشت پر
فوج شاہ اور ایسا عیار ساتھ باتین کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچے تھے کہ دن کم باقی تھا اُسی مقام
پر اُترپڑے اُسی پر آگے بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل آکر اُسی صحرا مین یہ بھی اُترا دریافت کیا
کہ یہ کس کا لشکر اُترا ہی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان ہمچشم نورالدہر بن بدیع الزمان واسطے
طلسم کشائی کے جاتے ہین خرطوم نے شاطر سے کہا کہ اگر یہ جوان بھی وہان پہونچ گیا تو دونون ملکر
طلسم کشائی کرینگے بادشاہ کو بڑی مشکل پڑیگی ایک نے تو جاکر ہنگامہ ڈالدیا مین پہلے اسی کو قتل کرونگا و
بعد اُسکے جاکر طلسم کشا کو لونگا بارگاہ استاد کرائی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ایرج
کو خبر کی ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُس ملعون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین
جمین خرطوم نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج
نے مرکب بڑھایا گرز بن اشقر طرارہ بھر کے چلا سامنے خرطوم کے پہونچے بعد تکاور خرطوم
نے جو جمال بے مثال دیکھا کہا کہ ای جوان میرے ساتھ چل شاہ طلسم سے تیری خطا معاف کرادونگا
شاد و تجھ افسر کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیر کلمۂ عمود
سے کلام کرنا چاہیے خرطوم نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر ایرج نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے خرطوم کے نکل گیا
خرطوم نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گردہ سپر کا
آگے کیا تلوار نے خرطوم کی سپر کو کاٹا اور چار زخم سر پر ایرج کے آیا جیسے شیر زخم کھاکر بپھرتا ہی
خبردار خبردار کہکے تیغۂ دودم ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار جوگری خود کو کاٹا
تا دو ابرو تیغہ پہونچا خرطوم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا اس زور مین تیغہ جاتا تھا کہ
گردن گینڈے کی کٹی گینڈا و خرطوم تہ و بالا ہوا فوج والون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا
لاکھ سوار و پیدل لینا لینا کہکر آپڑے اِدھر سے نیلم و غیلم پہونچے دونون لشکر مل گئے تلوار
چلنے لگی لشکر والون نے خرطوم کو ہوادار پر سوار کرلیا خرطوم نے زخم باندھا دوسرے

گھوڑے پر سوار ہوا لڑائی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان کے فوج والے لڑے بھڑے ہو
صف شکن تیغ زن چند حملون مین پانون فوج دشمن کے اُٹھا دیے خرطوم بھاگا ہوا جاتا ہی
ملازمان ایرج تعاقب کیے ہوے آتے ہین قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان
بارگاہ مین بیٹھے ہین شبرنگ نکس رائی کر رہا ہی کہ صداے ہا ہوے دلیران کان مین آئی
شبرنگ نے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ چند ملازم دوڑے ہوے آے
کہا حضور ایک لشکر بھاگا ہوا آتا ہی ایک لشکر والے تعاقب مین ہین گر جنے شکست دی ہی
وہ جوان بالکل آپ کے ہمصورت ہی کس زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے ہنسکر کہا
کہ ای شبرنگ سمجھے ایرج کا پتہ دیتے ہین اس تاجزادے کو بھی چین نہین لشکر ہمارا ابھی
تیار کرو تاجدار فوراً تیار ہوے نورالدہر نکل کر اسپ پر پوش پہ سوار ہوے دیکھا کہ
ایرج نے قیامت برپا کردی ہی مگر فوج کفار بہت ہی ملازمان ایرج زخمی ہورہے ہین ایرج
پہلوانون کو قتل کرتے ہوے آتے ہین چاہتے ہین کہ خرطوم پر جا پڑون افسر کو مارون تو
فتح ہو آگے خرطوم کے پرے بندھے ہوے ہین سب افسر سینہ سپر کیے کھڑے ہین اپنے آقا کو
بچاتے ہین اسی سمت بھاگے ہوے آتے ہین نورالدہر بھی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ نورالدہر
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + بارہ ہزار جوان جو
آگے گرے اور نورالدہر کے نعرے کی آواز جو ایرج نے سُنی بیقرار ہوگیا سر اُٹھا کے جو
دیکھا گلے مین نورالدہر کے لوح طلسمی مثل ماہ تابان چمک رہی ہی اور نورالدہر شیرانہ
لڑتے ہوے آتے ہین ایرج نے دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے میرے
مقام پر کیون آیا مین تو شکست دیچکا ہون اسی مین بہتر ہی کہ ہٹ جا نورالدہر نے کہا کہ
او تاجزادے تجھے کچھ شرم بھی آتی ہی یہ کلمہ جو نورالدہر نے کہا ایرج نوجوان بگڑ گیا
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا قریب نورالدہر پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا
مارا سپر نورالدہر کی کٹی ہر طرح چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر نہ ممکن ہوا سر بھی کسی قدر زخمی ہوا
نورالدہر نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر نکلا ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا کہ سر ایرج کا بھی
زخمی ہوا ایرج کو خوف ہی کہ مین گھوڑے سے گر نہ پڑون گھر پلے پڑتے ہین کئی تلوارین چلین

خرطوم والون نے جو دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑنے لگے فوراً راہ صحرا لی بھاگ کر نکل گئے
یہان ان دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہے دونون سردار زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف
ہین ہنگامہ گیر ودار بلند ایک طور پر جنگ ہو رہی ہے اب دونون جوانون کو منظور ہوا کہ گھوڑون
سے کود ین آپس مین کشتی لڑین دامن گردانے آستینین چڑھائین قصد ہے کہ کودین مصروف
جنگ وجدل ہون کہ آسمان پہ نوبت ونقارے کی صدا بلند ہوئی دیکھا نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار دونون شیرون کو جو لڑتے ہوے دیکھا نقابدار نے زانو پہ ہاتھ مار کے کہا کہ کیا
غضب کی بات ہے آپس مین شکست یا فتح ایک کے مرنے پر ہوگی وہین سے نعرہ کر کے نقابدار
گرا بیچ مین دونون شیرون کے جا پڑا دونون کو گھر کا کہا یارو یہ کیا حرکت ہے غیر ملک مین آئے ہو
اور آپس مین یہ فساد خبردار اب کبھی ایسی حرکت ہوگی تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا تم دونون
جوانون نے نام اہل اسلام کا مٹایا یہ کہکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا کہا کہ چلو یہان تمھارا
رہنا بہتر نہین اور نورالدہر سے کہا کہ فتاحی مین مصروف ہو ایرج کو ساتھ لیکر نقابدار
چلا گیا رہ بارہ کوس پہ جاکے ایرج کا ساتھ چھوڑا کہا خبردار اب اگر اُس طرف گئے تو تم جانو گے
ایرج کو چھوڑ کر نقابدار چلا گیا ایرج ایک جانب چلے کہ ذکر انکا الگ تحریر کرونگا لیکن بعد
جانے ایرج کے نورالدہر نے سب جوانون کو اُسی مقام پہ چھوڑا قصد ہوا کہ لوح دیکھون
خرطوم جو شکست کھاکے صحرا مین اُترا تھا ایک عرضی مجنون کو لکھی کہ ای بادشاہ طلسم غلام
اس طرح جاتا تھا یہ معرکہ درپیش ہوا غلام شکست خوردہ زخمدار فلان صحرا مین فروکش ہے
یہ عرضی پاس مجنون کے پہونچی مجنون نے توسن بلند رکاب کو تین لاکھ فوج دیکر روانہ کیا
کہدیا کہ فلان صحرا مین خرطوم موجود ہے اُس سے ملاقات کرنا وہ تجکو بہ مقابلہ نورالدہر لیجائیگا
تو طلسم کشا سے مقابلہ کرنا توسن بلند رکاب مع اپنی فوج کے پاس خرطوم کے پہونچا
خرطوم توسن کو دیکھکر خوش ہو گیا اُسی دن فوج کو تیار کیا زخم ابھی سر پہ باقی ہے پٹی چڑھی ہے
کوچ کر کے مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا شب کو طبل جنگی بجوایا نورالدہر سے شہر نگ نے
خبر کی نورالدہر نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدہ قدیم
میدان مین آئے توسن آگے بڑھا خرطوم انتظام فوج کرتا ہوا نورالدہر اُن بارہ ہزار

جوانون کو لیکر میدان مین آئے صفین جمین کمی فوج نور الدہر کی دیکھکر توسن ہنستا ہی کہتا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ قیدیان طلسم کو ہمارے مقابلے مین لایا ہی یہ ہمسے کیا لڑسکین گے جب صفین
جم چکین توسن نے اپنا گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے الماس خوشرو نے قصد کیا تھا کہ نکلے نور الدہر نے اُسکو روکا اسپ
پرپوش بڑھایا گھوڑا جو اُٹھایا مرکب طلسمی طرارہ بھر کے چلا گینڈا مثل ماہ نو کے گیا دُم سے
چنور کرتا ہوا توسن نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی یہ تو
جوان معشوق وضع ہی اگر ہاتھ رکھدونگا کلائیان ٹوٹ جائینگی یہ سوچ کر گینڈا برابر اسکے تگاور
بڑھایا تگاور جو آپس مین چلی چھ قدم گینڈا توسن کا اور چار قدم اسپ پرپوش ہٹا جلوہ
نور جمال نور الدہر سے تمام صحرا روشن ہوگیا توسن چہرۂ بے نظیر دیکھکر حیران جمال خودیدا
ہوا کہا ای جوان اگر میری اطاعت کرے تو تجھے سپہ سالار طلسم مجنون کرا دون یا اپنے لشکر کا
بادشاہ کردون مجھ ایسا پہلوان سپہ سالار تجھ ایسا لشکر کا تاجدار ہو تو تمام دنیا کو تسخیر کردون
نور الدہر نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہم برائے قتل مجنون آئے ہین اُسکی ملازمت
کرینگے اُسکے قتل کی فکر مین ہین آخر توسن نے نیزہ مارا مگر سینہ بچا کر نور الدہر نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ
چلا ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ توسن کا گانٹھا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے توسن کے
سن سے نکل گیا یا تو نیزہ بازی کر رہا تھا یا ایک چیخ ماری کہ او جوان دو دریاے لشکر
دیکھ رہے ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغۂ بے دریغ ہو ایک ہی وار مین خاتمہ ہی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی سر پر آکے تلوار پڑی
زخم کاری نور الدہر نے کھایا مگر زخم کھا کر تیغۂ خارہ شگاف کھینچا ہاتھ مارا سر توسن کا
بھی زخمی ہوا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جھپٹا کر گردن پر گینڈے کی پڑا گینڈا جو مارا گیا ساتھ والے
اسکے دوڑ پڑے طرف سے نور الدہر کے بارہ ہزار تاجدار آ پڑے توسن کی فوج جنگی
ہی یہ سب اپنے اپنے ملکون کے تاجدار بہت لوگ مارے گئے شاہزادہ نور الدہر کے
سر سے اسقدر خون جاری ہی کہ یقین ہی غش کھا کر گر پڑونگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن اسپ

گھوڑے کی ڈالدیے اسپ پرپوش طلسمی نے جو راکب کو اپنے سُست پایا ایک جانب لے نکلا
پشتگین دولتیان مارتا ہوا ایکبار نکل گیا یہان پر تاجدار جب ضعف سے بھی کم رہگئے شکست کھائی
ایک صحرا کی جانب رُخ کیا توسن کو غنیمت ہوا مال و اسباب لوٹنے لگا یہ لوگ جا کر ایک رُہ
کوہ مین چھپے شبرنگ نے جو اپنے آقا کو نہ پایا الماس خوشرو سے کہا کہ تم اسی مقام پر
رہنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون بنتا ہی تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون یہ سمجھ کر چلا مرکب شاہزادہ
نورالدہر کو لیے ہوے جاتا ہی قضائے کار غزال آہو چشم کوٹے کے بنگلے پر بیٹھی ہی وہ بنگلہ
پھاٹک پر بنا ہی ملکہ غزال نے دیکھا کہ ایک گھوڑا ایک زخمی کو لیے ہوے آیا سامنے زیر نخل
راکب کو گرایا ملکہ غزال نے کنیزون سے کہا کہ کسی مسافر کو قزاقون نے زخمی کیا گھوڑے
نے لاکر گرایا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہماری حوالی مین یہ بدعت ہو ذرا اس جوان کو
اُٹھا کر لاؤ جب اسکو ہوش آئے تو اس سے وضع قزاقون کی پوچھی جائے اُنکو گرفتار کر کے
سزا دیجائیگی لیکن یہ جوان بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر زخم کھائے مگر اسباب
جسم کا نہین دیا کنیزین ذرا اُرکین غزال خود اُٹھی کہا کہ ارے ڈرتی ہو زخمی سے ڈرنا کیا
غزال خود اُٹھکر آئی اب جو نگاہ جمال جہان آرائے نورالدہر پر پڑی بیقرار ہوگئی کلیجے پر
ہاتھ رکھ لیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد چہرے سے پاک کر کے کہا کہ ارے
باغ سے چارپائی لاؤ اسکو اُٹھا کر لے چلین ایک کنیز جراح کو بُلانے جائے ایک کنیز دوا سے
لینے جراح کے چلی گئی کنیزین دوڑی ہوئی گئین چارپائی اُٹھا کر لائین ملکہ نے سر کے نیچے
ہاتھ دیا اب تو کنیزین بھی لپٹ گئین اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا ملکہ نے خود پائے پر ہاتھ رکھا
کنیزین بھی ساتھ ہین دس بارہ نے کاندھا دیا چند نے مرکب کو چمکار کے بُلایا گھوڑا ابھی
سرنگون حال پر اپنے آقا کے آنکھون سے اپنی اشک حسرت ٹپکاتا چلا کنیزون نے کہا کہ
واری گھوڑا روتا ہی غزال نے جھلا کر جواب دیا کہ مرکب قدیم ہی خدمت مین مدت سے
رہا اب جو آقا کو اس پریشانی مین دیکھا آنکھون سے آنسو ٹپکائے اسکا تعجب کیا یہ کہتی ہوئی
باغ مین لائین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جراح آیا کنیز نے عرض کی حاضر ہی کہا ہمارے سامنے لاؤ جراح
جب آیا زخم دیکھ کر گھبرایا مگر دیکھا کہ کوئی رگ و پٹھا نہین کٹا کہ جس سے خوف جان کا ہو یہ کہکے

جراح نے زخم دھویا پٹی چڑھائی لوح طلسمی گلے مین نور الدہر کے پڑی ہو غزال کبھی کبھی گلی
ذیور ہی گلے سے سینے اُتاری اشتیاق مین کلام کرنے کے نرگس برائی کرہی ہو کبھی تلوے
سہلاتی ہو کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا پہر دن رہے نور الدہر نے آنکھ کھول سرہانے اپنے
ایک نازنین کو دیکھا خوش نگاہ آسمانِ خوبی کا ماہ تجلی گلشن جہان کی کر رہی ہو نور الدہر
جون ہی آنکھ کھولی غزال نے شرما کر ڈال رخ لیا نور الدہر اٹھ بیٹھے ملکہ غزال نے چپکے
سے کہا کہ دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹین نور الدہر نے نہ سنا اُٹھکر بیٹھے تکیہ پشت پر لگا دیا گیا
غزال نے محبت پوچھا کہ کیون صاحب کیا کیفیت گذری کس صحرا مین قزاقون نے گھیرا تھا
نور الدہر نے جواب دیا قزاق ہمکو کیا گھیر سکتے تومسن نامے ایک پہلوان بادشاہ طلسم کا
ہمپر چڑھ کے آیا اُسکے ہاتھ سے زخم کھائے گھوڑا اس طرف نکال لایا اور نور الدہر نے
ملنا لوح کا بھی بیان کیا غزال کو سناٹا آگیا چپ خاموش بیٹھی ہو سوچ رہی ہو کہ کیا کرون
آخر کچھ دن رہے سا آیا نور الدہر کو پھر غش آگیا غزال نے پلٹ کر کنیزون سے کہا کہ صحن
باغ مین فرش بچھاؤ نور الدہر کو غش سے کہ نہ افاقہ ہوا اب دونون شیدا یک دیگر
ارادہ ہوا کہ ساتھ بیٹھیں شاہزادہ نور الدہر کو بوجہ زخمداری کے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی چند
ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے کمرے مین جا کر لیٹ رہے یہان غزال خاموش بیٹھی ہو حیران ہو
کہ کیا کرون اطاعت شاہ یہ کہتی ہو کہ اسکو گرفتار کرون الفت دل مانع ہو کہ معشوق گرفتار
نہین معلوم کیا بنے لیکن جب لوح دیکھیگا پہلے میرے ہی قتل کا ارادہ کریگا اس سوچ مین
تھی کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک جوان تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا کہا کیون ملکہ پریشان کیون ہو
ملکہ نے ٹھنڈی سی سانس کھینچی فرمایا کیا بیان کرون یہ مقدمہ کہنے کے لائق نہین ہو تاجدار نے
کہا کہ صاحب مجھسے چھپاتی ہو تمھارا برسون سے طالب دیدار ہون جو کہوگی وہ بجا لاؤنگا
غزال کا دل بھرا ہوا تھا کہا کہ اے نرگس شیر سوار عجب معرکہ گذرا کہ طلسم کشا زخمی ہو کر میرے
باغ مین آگیا مین نے علاج کیا تب مجھکو یہ حال معلوم ہوا کہ یہی جوان طلسم کشا ہو اب مجھکو
یہ تردد ہو کہ کیا کرون نرگس یہ سنکر اُچھل پڑا کہا کہ ملکہ غزال تمھارا اقبال دوسرے
مرحلے کی تم ہی تو مالک ہو وہ جب لوح دیکھیگا تمپر ضرور ہاتھ ڈالیگا تم کنارے رہو مین

جا کر گرفتار کر لون خدمت مین شاہ کی لیجاؤن اگر یہ جوان بچا پہلے تمھارا ہی ملک تباہ کریگا
غزال نے کہا کہ ای نرگس میرا دل نہین مانتا عجب بھولی بھولی باتین ہین آج یہ سوال
تھا کہ اگر کہو تو میرا سے فتاحی طلسم جاہین مین نے باتون مین روکا کہ زخم اچھا ہولے تو جانا
نرگس شیر سوار نے کہا کہ وہ جوان کہان ہی کہا ذرا کھڑے ہو جائیے جب نرگس کھڑا ہوا
غزال نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے کمرے مین طلسم کشا چھپر کھٹ پر سو رہا ہی نرگس
اپنے مقام سے چلا کہا کہ مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ای ملکہ بڑے بڑے جھگڑے ہین اگر
طلسم کشا قتل ہو جائے تو شاہ طلسم کی جان بچے ورنہ لوح خبر دیگی تا بہ قلعہ طلسمی پہونچائیگی
یہ کہتا ہوا چلا غزال کہتی ہی کہ ای نرگس بات کو سمجھ تو لو نرگس دوڑا جاکے دروازہ
کمرے کا کھولا دروازہ جو کھلا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحر سحر کرتا ہوا
آتا ہی لوح کا تو نرگس کو خیال نہ رہا چند دانے اسکے پھینکے سمجھا کہ شاید یہ جوان
میرے سحر مین پھنس گیا غزال دور سے دیکھ رہی ہی نرگس نے قریب آکر قصد کیا کہ ہاتھ پکڑکے
کھینچون نورالدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا منہ کے بل نرگس گرا ایک طمانچہ مارا
کہ سر نرگس کا اڑ گیا غزال زور بازو کو دیکھکر کانپ گئی کچھ کہہ نہ سکی نورالدہر نے جو
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ غزال صاحب مرحلہ ہی نورالدہر کا ارادہ ہوا کہ چلکر اسکو
قتل کرون غزال دوڑکر قدمون پہ گری کہا کہ ای شہریار یہ بادشاہ کا بھائی تھا مگر
اب اسکا مرنا بڑی قیامت برپا کریگا مجنون کو ضرور خبر پہونچیگی کیونکر گوارا کریگا کہ بھائی
مارا جائے اور صاحب اختیار ہو کر دخل نہ دے اور مین تو کنیز ہون یہ بھیجا آیا اسنے جو
حال سنا قتل کا قصد کیا مجھے آپ کو صدمہ دینا گوارا نہین جو حکم دیجیے بجا لاؤن شاہزادہ
نورالدہر خاموش ہو رہے یہان تو یہ رنگ ہی غزال ہاتھ باندھے ہوئے کہہ رہی ہی
کہ اب یہان سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ مجھپر بھی کوئی افتاد پڑے مجنون تخت طلسم مجنون پر
بیٹھا تھا وزیر و مشیر حاضر ہین کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی سر اٹھاکر دیکھا کئی سو طائر درختون پر
آکے بیٹھے ایک طائر کلان سامنے بیٹھکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکانے لگا مجنون نے پوچھا
ای طائر طلسمی خیر تو ہی طائر اور زیادہ چیخین مار کر رویا کہا کہ ای بادشاہ آپ کے بھائی صاحب

ہاتھ سے طلسم کشا کے باغ مین غزال کے مارے گئے مجنون نے تاج دے مارا کہا کہ اے طلسم کشا
نے بھائی کو کیونکر پایا کہا غزال پہ عاشق تھے برائے نظارہ بازی جاتے تھے طلسم کشا کو دیکھکر
جا پڑے طلسم کشا نے مار ڈالا یہ سُنکر مجنون اُٹھا کہا کہ یار دوسر پیٹنے کی جگہ ہی وزرا و اُمرا نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار آپ قصد نہ کرین ہم جائینگے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین گے
علاوہ اسکے توسن قریب طلسم کشا جاتے ہین اُنھین کے ہاتھ سے طلسم کشا زخمی ہوکر باغ
غزال مین پہونچے نامہ لکھیے بنام توسن کہ وہ غزال اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے بھیجدے
یہ رائے سب کی پسند آئی توسن وخرطوم کو نامہ لکھا کہ اے توسن وخرطوم طلسم کشا باغ مین
غزال کے آج کئی روز سے فروکش ہی دونون کو گرفتار کرنے کا تمکو حکم دیتے ہین ایسی کبھی
طلسم کشا پر افتاد نہ پڑی ہوگی باغ غزال مین اکیلا ہی شاطر تک ساتھ نہین یہ نامہ روانہ کیا توسن
تاجدارون کو بھگا کر اُسی مقام پہ اُترا تھا کہ نامہ لا کر ایک ساحر نے ہاتھ مین دیا توسن نامہ
پڑھ کر بہت خوش ہوا کہا کہ ابھی چل کر گھیر لو یہ کہکر لشکر مین ڈنکا کرائی اور طرف باغ غزال کے
چلا یہان جب غزال نے سامنے نورالدہر کے عذر کیا نورالدہر نے کہا کہ اے ملکہ غزال
صاف تو یہ ہی کہ ہم تمھارے شکرگزار ہین تم اپنے باغ مین ہمکو لائین آپ سب صاحبون سے
ملاقات بدی تھی جو گذرا وہ گذرا اسکا ذکر نہ کرو اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم یہان سے چلے جائین
غزال نے کہا کہ مین تو یہ نہین چاہتی کہ آپ میرے باغ سے جائین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین جُھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور کیا غافل بیٹھی ہین سارا باغ گھر گیا
توسن بلند رکاب طرف در باغ کے آتا ہی کہتا ہی کہ مین ہی نے تو طلسم کشا کو زخمی کیا تھا
غزال اُٹھنے لگی کہ مین جاکر سب کو ہٹائے دیتی ہون ایک سحر مین سب بھاگ جائین گے
نورالدہر نے کہا کہ ملکہ خبردار تم سحر نہ کرنا زخمی کرکے اسکو بڑا گھمنڈ ہوا ہی ہمارا مرکب تیار کرو
کنیزون نے اسپ پری وش کو تیار کیا نورالدہر اُسپر سوار ہوے طرف در باغ کے چلے
پیچھے غزال ہی رو رو کر کہتی ہی اے شہریار یہ آپ کیا غضب کرتے ہین نورالدہر نے غصّے مین
جواب دیا کہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی غزال خاموش ہو رہی
دروازہ کھلوا کر نورالدہر باہر نکلے توسن نے دیکھا کہ وہی جوان آفتاب جمال خورشید مثال

دروازے سے نمایان ہوا توسن نے گینڈا بڑھایا نورالدہر جا پڑے نیزہ چلایا نورالدہر نے
نیزہ اُسکا نکالا اُسنے قبضے پر شمشیر کے ہاتھ ڈالا نورالدہر پر وار کیا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر
روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ توسن ساری بدلگامی بھولا
تلوار جو پڑی مع مرکب چار ٹکڑے ہوے توسن کا مارا جانا کہ اہالی فوج نورالدہر پر آ پڑے
نورالدہر نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ تھی کہ صحرا سے گرد اُٹھی
الماس خوشرو تلاش کرتا ہوا نورالدہر کو آتا تھا شاہزادے کو جنگ مین دیکھکر شریک
جنگ ہوا توسن کا لشکر بے سردار سب شکست کھاکر بھاگے جس فوج کے افسر گرفتار ہوے تھے
وہ شریک ہوے نورالدہر فتح کرکے پلٹے غزال استقبال کرکے باغ مین نورالدہر کو
لائین تصدق اُتارے نورالدہر آکر داخل باغ ہوے لشکر بیرون باغ اُترا فرمایا صبح کو واسطے
طلسم کشائی کے جاؤنگا شب بعیش و راحت گذری بوقت سحر نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا
شبرنگ سے کہا کہ تم فوج اور ملک کے نگہبان رہو باغ سے باہر نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے
لیکن یہ ملحوظ رہے کہ توسن کے مارے جانے کی خبر جو مجنون کو پہونچی مرحلون پر نامے لکھے
کہ طلسم کشا آتا ہی ہوشیار رہنا اہالی مرحلہ مشتاق ہین کہ نورالدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
داؤد حبشی حاضر ہوا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار اب اہالی طلسم میری فکر مین ہین
صورت جو طائر کی بنا رہتا تھا وہ توڑ دفع ہوئی اب صورت کا مجکو اختیار ہی وہ جو قوم آتشی کا
طریقہ ہی کہ جو چاہون بنجاؤن لیکن سرحد طلسمی سے نکل نہین سکتا اہل طلسم نے مجبور راستہ روکا ہی
اب جو یہ چند مرحلے باقی ہین انپر بڑی بڑی سختیان پڑینگی حضور لوح سے نہایت ہوشیار رہین
ایسا نہ ہو کہ اہالی طلسم دھوکا دین نورالدہر نے کہا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہمکو
باغ رنگین جادو مین پہونچا دو داؤد حبشی لوٹ کر بشکل طائر بنا نورالدہر اُسکی پشت پر
سوار ہوے داؤد اُڑتا ہوا جاتا ہی کہ ایک طرف سے صداے ہیبتناک آئی کہ او داؤد
طلسم کشا کو کہان لیے جاتا ہی دیکھا کہ ایک دیو سیاہ دوڑتا ہوا آیا داؤد نے نورالدہر کو اپنے
کاندھے سے اُتارا دیو نے نورالدہر پر ضرب لگائی نورالدہر نے تلوار کھینچی اُسکی دار
پر ہاتھ مارا دار اُسکی کٹی اُسنے ڈنڈ کو کھینچ مارا نورالدہر نے اُسکو خالی دیا ہاتھ تلوار کا

دیوپر مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے داؤد تعریفین کرنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ پلٹون پھر
پشت پر داؤد کی سوار ہون کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا داؤد کو منھ مین دبا کر لے بھاگا
نورالدہر دوڑے ہر چند چاہا کہ داؤد کو چھڑاوَن شیر داؤد کو لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ
نورالدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ باغ رنگین کا راستہ داؤد ہی کو معلوم تھا جب
تک داؤد نہ ممکن ہوگا اسی صحرا مین سرگردان رہو گے نورالدہر چہار جانب جاتے ہین
صحرائے ہولخیز وحشت انگیز جنگل سے نکلنے کی صورت نہین معلوم ہوتی چہار جانب پھر رہے ہین
راستہ نہین ملتا مین دن نورالدہر کو اسی پریشانی مین گذرے تیسرے دن وقت صبح لوح کو دیکھا
وہی حکم نکلا کہ سوا داؤد کوئی باغ رنگین مین نہین پہونچا سکتا پریشان ہو کر اپنے
مقام سے اُٹھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی صدائے دردناک سے
رو رہا ہی یہی آواز دیتا ہو کہ ای لات ومنات ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح
کرے اب مجھسے مصیبت نہین اُٹھتی نورالدہر نے ایک نخل کے سائے مین آکر دیکھا کہ ایک
مرد نحیف وضعیف بیٹھا ہوا رو رہا ہی نورالدہر کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا کیون
اسقدر بیقرار ہوتے ہو کیون بلک بلک کے روتے ہو حال اپنا بیان کرو اُسنے رو کر کہا
کہ ای شہریار مین اور میرا بیٹا شیدائے تیغزن واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا میرا
نام فیروز تاجدار ہی بیٹا میرا اس صحرا مین شکار کھیلتا پھرتا تھا ایک شیر پیدا ہوا اُسکو
اُٹھا کر لے گیا مین اُسکی یاد مین نہایت پریشان ہون اُسکے سوا اور کوئی اولاد نہین سلطنت
چھوڑ کے آسایش سے منھ موڑ کے اس تنہائی مین آبیٹھا نجومی رمال جمع کیے اُن سب نے
بیان کیا کہ جو طلسم مجنون کا فتاح ہوگا وہی تمھارے فرزند کو رہا کریگا مین پیر زمین گیر
دست و پا شکستہ فتاح طلسم مجنون کو کہان تلاش کرون نورالدہر نے کہا کہ فتاح طلسم
مجنون مین ہی ہون مقام اُس شیر کا بتاؤ نام ونسب جو اپنا نورالدہر نے ظاہر کیا وہ
شخص وجد کرنے لگا کہا کہ آپ اُسکے فرزند ہین جنھون نے ہمیشہ غربا کی دستگیری کی مین اسوقت
مسلمان ہونگا جب میرا بیٹا مجکو ملے چلیے مقام شیر آپ کو بتاؤن ایک پہاڑ ہی کہ شب کو
اُسپر صحبت عیش وعشرت ہوتی ہو وہ شیر آکر مسند پر بیٹھتا ہی جب ہم لوگ قریب کوہ کے

جاتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ ہوتا ہے خوف معلوم ہوتا ہے اکثر جو آگے بڑے سامنے مین پہاڑ کے جاکر بیہوش ہوے باقی جو بچے وہ بھاگ آئے نور الدہر نے کہا مجھے اُس مقام پر لے چلو کہا کہ دن کو تامل کیجیے قریب شام چلیے چند ملازم فیروز تاجدار کے آئے فیروز نے سامان جشن طلب کیا نور الدہر کو بارگاہ مین داخل کیا خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب دن قلیل باقی رہا کہا کہ اے شہریار چلیے نور الدہر فیروز کے ساتھ چلے جب دوسرے صحرا مین آکر پہونچے دور سے ایک پہاڑ دیکھا ویران و سنسان نہ اُس پہاڑ پر حیوان نہ انسان کف دست میدان شاہزادہ نور الدہر نے فیروز کو علیحدہ کیا آپ لوح کو چمکاتے ہوے بالاے کوہ پہونچے ایک درخت کی آڑ پکڑ کے بیٹھے شام ہوئی دیکھا کہ چند زنگی سیاہ رو پیدا ہوے اُنھون نے فرش بچھایا مسند لگائی دست بستہ بیٹھے نور الدہر نے سُنا کہ صحراے شیر کی آواز آئی دیکھا ایک شیر ڈکارتا ہوا آتا ہو جست کر کے پہاڑ پر آیا مسند پر بیٹھا غلامان زنگی سے اشارہ کیا دو غلام اُٹھے ایک قفس لائے قفس مین ایک نوجوان بند ہو غلامان زنگی نے قفس سے اُس جوان کو نکالا شیر نے غلطک مار کر ایک نازنین کی شکل بنا اب نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہو اُس جوان سے کہہ رہی ہو مین فتور جادو اپنے نام کی ہون مجکو قبول کرو ورنہ عمر بھر قید مین رکھکر مار ڈالونگی ہمیشہ آزار اُٹھائیگا صدمے پائیگا میرا قیدی کبھی چھوٹتا نہین داؤد حبشی کہ جو طلسم کشا کا مددگار تھا اُسکو مین نے قید کر لیا اسی صحرا مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین عمر بھر اسی مقام پر رہین گے صحرا سے نکل نہ سکین گے کسی دن لوح بھی لے لونگی اور روز فکر مین رہتی ہون آخر تجکو کیا عذر ہو وہ جوان جواب دیتا ہو کہ قتل کر ڈال مگر تجکو نہ قبول کرونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا او فتور جادو مین تیرے قتل کرنے کو آپہونچا نور الدہر جو نعرہ کر کے پہونچے فتور نے جو دیکھا آواز دی کہ ارے طلسم کشا آگیا اسکو مار لو پہاڑ شق ہوا ہزارہا زنگی تیغ ہاے برہنہ لیے ہوے نور الدہر پر آپڑے نور الدہر لڑ رہے ہین ہر مرتبہ طرف اُسی کے قصد کرتے ہین زنگی نہین جانے دیتے اپنے کو قتل کراتے ہین فتور نے کہا ارے شیدا اے تیغزن کو پنجرے مین بند کرو دو زنگیون نے شیدا کو کھینچکر قفس مین بند کیا کھڑے کھڑے اُسی مقام پر غائب ہوے فتور زمین پر گری غلطک مار کر

پرپرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی تھی کہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح مین نوشتہ پایا کہ اگر یہ نکل جائیگی
پھر دستیاب نہ ہوگی نورالدہر نے دیکھا کہ قندیل فلک ہوا چاہتی ہے جلدی سے کمان کاندھے
سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا تاک کر ارا فتور کے سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا فتور
زمین پر گری شعلے جسم سے نکلے زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے کے بعد سب جل کر خاک ہوے آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من فتور جادو بود یکایک کو شق ہوا دیکھا کہ ایک قصر ہے اُسمین دو قفس لٹکے ہین
نورالدہر نے پڑھ کر داؤد و شیدا سے تعرض کو قفس سے نکالا داؤد قدمون سے لپٹ گیا
شیدا کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترے فیروز بیٹے کو دیکھکر دوڑا بیٹے سے ملا کہا اب اپنے ملک مین جاکر
سب کو مسلمان کرو دین اسلام جاری ہو نورالدہر نے فیروز و شیدا کو رخصت کیا آپ
داؤد سے کہا کہ اب مجکو باغ رنگین مین پہونچاؤ جہانتک ہوسکے جلدی کرو داؤد نے اپنی
پشت پر نورالدہر کو سوار کیا بلند ہوا تھوڑے ہی عرصے مین ایک باغ دلکشا دکھائی دیا
داؤد سے کہا کہ اُتار دو داؤد نے دربارگاہ پر لاکر نورالدہر کو اُتارا کہا حضور بہت
ہوشیار رہیے گا سارا باغ سحر سے مملو ہے ساحرون کو آپ سے لوح لینے کی آرزو ہے نورالدہر
بسم اللہ کہکر باغ مین آئے جیسے ہی نورالدہر باغ مین پہونچے غنچے چٹک کر گل ہونے لگے
پھول لہرائے شاخین جھکین چاہتی ہین کہ قدمون سے لپٹ جائین نورالدہر رنگ باغ
دیکھتے ہوے لوح کو ملاحظہ کرتے ہوے طرف بارہ دری کے جاتے ہین یکایک ہزارہا طائر
شاخون سے اُڑے غل مچانے لگے طائرون نے غل جو مچایا پہلوے باغ سے ہزارہا جادوگر
اسباب سحر لیے ہوے سامنے آئے نورالدہر پر سحر کرنے لگے غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار
کرو لوح چھین لو نورالدہر اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین جس ساحر کو مارا لاشہ زمین پر
گرا اور غائب ہوگیا نورالدہر حیران اسقدر ساحرون کا بلوہ ہے کہ نورالدہر نکل نہین سکتے
چاہتے ہین کہ قریب بارہ دری کے پہونچون ناممکن ہے پہونچ نہین سکتے یکایک پردہ بارہ دری
کا اُٹھا برق چمکی ایک ساحرہ بارہ دری سے نکلی ایک تیغ ماری کہ برق چمکی نورالدہر پر گری
نورالدہر نے لوح کو چمکایا برقین غائب ہوئین ردل کر ساحرون کو ہٹایا آپ ایک نخل کے
سائے مین آئے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح پڑھ کر دستک دو کہ رنگین جادو

ظاہر ہو جب تک اُسکو قتل نہ کرو گے یہ ہنگامہ برطرف نہ ہوگا نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام لباس سیاہ پہنے ہوئے کھڑی سحر کر رہی ہی نور الدہر نے کمان
کاندھے سے اُتاری اسم یا مالک پڑھکر تاک کر تیر مارا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مرتے ہی
رنگین کے ہاہو کی صدا بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من رنگین جادو
بود داؤد نے آکر مبارکباد سُنائی کئی مرحلے اسی باغ مین تھے نور الدہر نے بحکم لوح ختم کیے
اب باہر باغ کے نکلے باغ غائب ہوا نور الدہر تھوڑی دور چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
طہماس آکر پہونچا دوسری طرف سے گرد اُڑی الماس آکر پہونچا شبرنگ بھی ساتھ آیا
دونون لشکر مل کر اُترے نور الدہر داخل بارگاہ ہوئے مجنون جادو کو خبر پہونچی کہ
رنگین جادو قتل ہوئی مرحلہ جات شکست ہوئے گھبرایا مشیرون وزیرون کو جمع کیا سب سے
کیفیت بیان کی سب نے کہا کہ حضور لشکر کشی کرین طلسم کشا صحرائے رنگین مین فروکش ہی یہ
رائے مجنون کو پسند آئی سات لاکھ جادوگر تیار کیے ہوشیار آسمان سیر وزیر اعظم کو حکم دیا
کہ تم لشکر لیکر چلو مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون یا لوح لایا یا طلسم کشا کو لیا یہ کہکر مجنون جادو
روانہ ہوا ہوشیار لشکر کو لیکر چلا مجنون لشکر مین نور الدہر کے پہونچا بصورت مبدل
پھر رہا ہی کہ شبرنگ کو دیکھا واسطے انتظام لشکر کے نکلا مجنون نے سحر کیا شبرنگ بیہوش ہوا
شبرنگ کو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ بصورت شبرنگ بارگاہ نور الدہر مین آیا
نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ دریافت تو کرو سُنا ہی کہ لشکر مجنون آتا ہی شبرنگ
نے کہا کہ کیا عرض کرون آج غلام کو بڑا تردد ہی ذرا حضور کنارے چلین تو عرض کرون
شبرنگ کے ساتھ کمیل کر پرورش پائی ہی ساتھ شبرنگ کے تخلیے مین آئے شبرنگ نے
کہا کہ آقا مین نے سُنا ہی شب کو مجنون آیا لوح سرکار سے لے گیا غلام سمجھنا چاہتا ہی کہ کیا
دشمنون نے یہ مشہور کیا ذرا لوح تو اُتاریے غلام دیکھے نور الدہر نے بلا تکلف لوح
گلے سے اُتاری شبرنگ نقلی لوح لیکر دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا ایک دو ہتڑ مارا کہ
نور الدہر بیہوش ہوئے لوح جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا اہل لشکر
نے دیکھا کہ ایک ساحر نور الدہر کو لیے جاتا ہی طہماس گھبرا کے لشکر سے نکلا شبرنگ

ہوشیار ہوکر آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوا مجکو ساحر بیہوش کرکے ڈال گیا تھا طہماس نے کہا
کہ آقا کو لیے جاتا ہی یہ کہکر طہماس نے اُسی وقت لشکر تیار کیا شبرنگ آگے بھاگا گریہ
کہ گیا کہ ای طہماس تم لشکر لیکر آؤ مین آگے جاتا ہون شاید کوئی تدبیرین ٹہرے یہ کہتا ہوا
بھاگا طہماس نے کل لشکر تیار کیا کل لشکر کو لیکر چلا ہوشیار آسمان سیر ساحرون کو
ساتھ لیے ہوے ایک مقام پر اُترا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرون آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا
کہ منم مجنون جادو ای وزیر اعظم طلسم کشا کو مع لوح لا یا یہ کہکے اُترا آہنگرون کو طلب کیا کہا کہ
اس جوان کو مسلسل و مطوق کرکے بارگاہ مین لاؤ وزیر نے نورالدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین طرف بارگاہ کے لیکر چلا مجنون تخت پر بیٹھا ہی لوح سامنے رکھی ہی وزرا و امرا سب
جمع ہین تعریفین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ بڑا کام کیا مگر طلسم کشا کو فوراً قتل کیجیے انکا زندہ
رہنا اچھا نہین کہ وزیر نورالدہر کو لیکر آیا نورالدہر نے مثل اہل اسلام کے
سلام کیا مجنون نے آواز دی کہ او ظالم تو نے سارا طلسم تہ و بالا کر دیا اب بچنے کی کون
صورت ہی ارے جلاد کو بلاؤ شبرنگ بھی آکر یہ سوچا چاہتا ہی کہ جلاد بنکر جاؤن اپنے آقا
کو چھڑاؤن لیکن حیران ہی کہ لوح تو تخت پر رکھی ہی مین کیونکر لوح کو اٹھا سکتا ہون اس
سوچ مین حیران کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے مجنون جادو نے بہ عتاب خطاب کیا کہ جلد طلسم کشا
کو قتل کر جلاد حسب حکم کے قریب نورالدہر آیا گردن پہ کوے کا خط دیا خنجر بکف ہوکے آواز دی
کہ ای بادشاہ طلسم مجنون حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا نبیرۂ حمزہ کا قتل ہی بڑے بڑے لوگ
دعوی دار خون کے ہونگے چہار سمت سے بلوہ ہوگا جان بچانا مشکل پڑیگی مجنون نے حکم دیا
کہ جلد سر کاٹ لے اُس وقت نورالدہر کی بیتابی و بیقراری بے اختیار پکار اُٹھے
کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز ان ظالمون کے ظلم سے نجات دے تیری ذات
رحیم و کریم ہی تو سمیع و علیم ہی نظم

بکن ز نور محبت چنان منور شمع	کہ افتد آتش غیرت ز جلوہ اش در شمع
بہ بزم سوختہ جانان نہ جلوہ گر گردید	نہ شست تا رخ روشن ہدیدہ تر شمع
ز یک چراغ فروغے بہر چراغ رسید	شد از تجلی یک شمع جلوہ گر ہر شمع

چراغ زندگی خلق گل شود یکسر ور — بیو شد از رخ ایجاد رہے النور شمع
ندید صورت پروانہ کس بہ محفل باز — بوقت صبح چو از بزم بست بستر شمع
زنور ذات برافروز سینۂ خود را — مکن بخانۂ تاریک خود منور شمع
بسوز و ساز محبت بسوخت تا ہندی — نیافت بر سر مجلس مقام برتر شمع

بیقرار ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا مجنون نے کہا کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر بیٹھا سب نے دیکھا کہ بیٹی بادشاہ کی نہایت حسین وجمیل گرد کنیزین گھیرے ہوے تخت زمین پر آیا باپ کو سلام کیا پوچھا کہ کیا کیفیت ہی کنیز دیکھتی ہوئی آئی سب مرحلے ویران پڑے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے سارا طلسم برباد ہوا مجنون نے کہا کہ اونور نظر اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہی آج تک مجکو مصاحب روکتے رہے جب خود گیا تو لوح بھی لایا طلسم کشا کو بھی گرفتار کیا اب قتل کرتا ہون کیا زندہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیا یہ جوان زندہ بچیگا گلگونۂ رنگین پوش نے کہا کہ طلسم کشا کہان ہی پہلو مین باپ کے آکر تخت پر بیٹھی مجنون نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھا ہی گلگونۂ رنگین پوش نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری موے سر سراسر پریشان زلفین خلیلی خال سبزہ رگ ہاشمی چہرے پر جوشان وخروشان جمال جہان آرا کی رعنائی آنکھین لعینہ رشک دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال دیکھتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پیشانی پر پسینہ ہر قطرہ الماس کا نگینہ آنکھین لہرائین تھر تھر کانپ کر بیہوش ہوگئی باپ کے کاندھے پر سر رکھدیا منکا ڈھل گیا ہلڑ جو ہوا نور الدہر نے نگاہ اُٹھائی صورت زیبا وطلعت جہان آرا کو دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری خصال عارض ماہ تابان زلفون سے پریشانی آئینۂ عارض سے حیرانی بوٹا سا قد آستین ثمر بستان کا طوبیٰ یا معکوس جام بلور گلا صراحی دار شراب حسن سے سرشار آنکھین بند بادام سے مثال معقول ہی نور الدہر نے بھی سر سر زنجیر پر رکھدیا غش آنے لگا مگر چونکہ مصیبت مین ہین اپنے کو سنبھالا مجنون نے گھبرا کر کہا کہ ارے گلاب وکیوڑہ وبید مشک لاؤ چھوئی مٹی پر کیوڑہ ڈال کر سنگھاؤ میری نور نظر کو کیا ہوا کنیزون نے تلوے سہلائے آنکھ کھولی باپ نے پوچھا کہ

کیون نور نظر خیر تو ہی مزاج کیسا ہی ملکہ نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ
مُنھ کو آتا ہی کسی نے مجھپر سحر نہ کیا ہو زردیدہ نگاہ سے طرف نور الدہر کے دیکھ رہی ہین
جلاد خنجر بکف سر پر کھڑا ہی حکم کا منتظر ہی یہان دوسرا معاملہ درپیش ہی مجنون کو دوسری بات
کا پس وپیش ہی کئی مرتبہ مجنون نے پوچھا کہ ای نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا
حیران ہی کہ دل کی کیا کیفیت بیان کرون کیونکر اس شخص پر احسان کرون سوچ رہی ہی کہ
ایک کنیز کے مُنھ سے نکلا حضور باعث ملکہ کی بیقراری کا یہ ہوا کہ کبھی کسی کو اس طرح زنجیرون مین
بندھا نہین دیکھا ڈر معلوم ہوا خوف سے یہ کیفیت ہوگئی ملکہ گلگونہ کو پہلو ملا کہا کہ ای والدہ
حقیقت مین یہی کیفیت ہوئی اس گنہگار کو جو اس مصیبت مین دیکھا دل کو تاب نہ رہی غش آگیا
مجنون نے کہا کہ ای نور نظر قیدی کو یہان سے ہٹا دین باہر جاکر قتل کرین تمھارے سامنے یہ
بدعت نہ ہو ملکہ نے کہا کہ جلاد کو اسکے سر پر سے ہٹا دیجیے تھوڑی دیر ٹھہر کر قتل کیجیے مجھے بھی
اس شخص سے دشمنی ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکے سبب سے کیسے کیسے عزیز
مارے گئے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے جلاد تو سر پر سے نور الدہر کے ہٹ گیا تخت پر لوح
رکھی تھی ملکہ نے ہاتھ مین اُٹھالی مجنون نے کہا کہ ای نور نظر اسے نہ چھو کہ وہم سحر بھولے جاتے ہین
اسی لوح کے سبب سے تمام طلسم برباد ہوا بڑے بڑے ساحر اس ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوے
گلگونہ لوح دیکھنے لگین کہا کہ اسمین کیا لکھدیا جو ساحر گھبرا جاتے ہین سحر بھولتے ہین مجنون
نے کہا کہ اسمین نام خدا ے نادیدہ کے لکھے ہین اسی وجہ سے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اگر سامری
وجمشید بھی ہوتے تو وہ بھی عاجز آتے سحر نہ کرسکتے یہ سب باتین گلگونہ نے سُنین حیران ہی
کہ اس جوان کو کیونکر بچاؤن سب اہل دربار کہہ رہے ہین کہ اسکو جلد قتل کروا ایسا نہ ہو کہ
کوئی افتاد پڑے صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہی کہ بروقت قتل طلسم کشا ہزار بلا
آفتین آتی ہین ملکہ لوح کو لیے سوچ رہی ہی شبرنگ بن عمرو نے کہ خدمتگارون مین
ملا کھڑا ہی تیور جو ملکہ کے دیکھے کنیز کی شکل بنکر پشت پر آکر کھڑا ہوا ملکہ نے جو اُسطرف مُنھ پھیرا
اشارہ کیا کہ لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈال دیجیے یہ شیر دلیران سب کو شکست دیگا سبب
سمجھ لیگا آپ اپنا کام کیجیے ملکہ حیران ہی کہ یہ کنیز میری کیا کہتی ہی کہا کہ نرگس میرے پاس تو آ

جب قریب آئی کہا کہ جو کہتی ہی کان مین کہدے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین شہریار کا عیار
ہون بس اب اسی مین بہتر ہی کہ لوح گلے مین ڈالدیجیے قتل کرنے کے حیلے سے اُٹھیے اب تامل نہ
فرمائیے یہ کہکے شبرنگ الگ ہوا ملکہ کے دل کو تقویت ہوئی باپ سے کہتی جاتی ہی کہ لوح
اب میرے ہی پاس رہیگی مجھ تک کوئی کیونکر آئیگا نہین معلوم کہ جسکے پاس لوح تھی اُسنے کیا
میل کرکے لوح دیدی مجنون کہتا ہی کہ بی بی تمکو اختیار ہی جب طلسم کشا قتل ہوجائے پھر اپنی رای
پر انتظام طلسم کرنا بس ملکہ نے کمر سے نیمچہ کھینچا جھپٹ کر قریب نورالدہر کے آئی یہ کہتی ہوئی کہ او
ظالم تیری وجہ سے کیسے کیسے عزیز مارے گئے اور تو زندہ بیٹھا ہی مجنون ہان ہان کرتا رہا ملکہ
جھپٹ کر قریب نورالدہر کے آئین لوح گلے مین ڈالدی کہا کہ ای شہریار اُٹھیے تمام قید سحر
جسم سے دفع ہوئی نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھے ملکہ پشت پر تھر تھر کانپتی ہوئی سنگریزے زمین سے اُٹھاکر
داہنے بائین پھینک مارے کئی سو جادوگرون کے سر پھٹے پتھر برسنے لگے کبھی ہاتھ ہلایا برق چمکائی
شبرنگ جھپٹ کر پہلو پر نورالدہر کے آیا حقۂ آتشبازی داغ کر مارا کسی کا مُنھ جلا کسی کا ہاتھ
پھنکا سات لاکھ جادوگرون مین ہلڑ ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ایک سے ایک یہی پوچھ رہا ہی
کہ کیا وجہ ہوئی جو طلسم کشا رہا ہوا کوئی سبب اصلی بتاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ طلسم کشا صاحب اقبال
ہی طلسم پر سراسر زوال ہی مجنون کہ رہا ہی کہ یارو جہانتک ہوسکے جانبازی و سرفروشی کرو
مجنون جب آواز دیتا ہی فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی سات لاکھ ساحر سحر کر رہے ہین جسنے سحر کیا
شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو چمکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مجنون نے پُکار کر آواز دی کہ ای یارو سحر نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کرلو ساحرون نے مل کر بلوہ کیا
نورالدہر نے ایک ساحر کو مار کر گھوڑا ابھی لیا تلوار غیر کی شمشیرزنی کر رہے ہین ملکہ گھبرا ئین
کہ ساحر ہر طرف سے بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بیقرار ہوگئین نورالدہر سے کہتی ہین کہ اپنے
کو بچایئے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہوجائین کبھی پکارتی ہین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی
اس آفت ناگہانی سے بچالے اس بلا سے مہلت دے ای پروردگار عالم تجکو سب طرح کا
اختیار ہی تو سب کا پروردگار ہی

نظم

زروے گل تو بنمائی بگلشن چہرۂ زیبا	کُنی ظاہر ز ہر سرو سہی حُسن قدِ رعنا

تو از قامت بہر جانب قیامت کردۂ برپا — توافگندی زحسنِ دلربا اندر جہان غوغا
بحسنِ یوسفِ خود کردہ بودی گرم بازاری — تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخارا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون — کنند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی — ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی — بحالِ بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

ملک بابک کرچوگا گونہ نے دعا کی شہرناگ آمین کہہ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ہزبر بیشۂ کلانگان صاحب ساطورِ گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر در مع کل فوج کے آکر پہونچا نعرے کی جو اپنے آقا کے آواز سُنی وہین سے ساطور کھینچا جا پڑا کل سردار آکر لڑنے لگے یا تو اُن سب نے سحر موقوف کیا تھا یا سحر بھی کرنے لگے مگر کچھ کارگر نہین ہوتا دو حملون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے مجنون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ کل فوج طلسم کشا کی آگئی گھبرایا قصد ہوا کہ نکل جاؤن اپنے کو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی پہونچاؤن وہ ضرور مدد کرینگے یہ سوچ کر زمین پر گرا غلطک مارکر پرپروانہ پیدا کیے بلند ہوا اگاگونہ نے پکار کر کہا کہ ای شہریار بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہی اگر یہ نکل گیا فساد برپا کریگا سرکار کی تکلیف بڑھیگی نورالدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مجنون پر پروانہ پیدا کرکے بلند ہوا ہی آسمان پر ٹھہرا ہا ہی ساتھ والون کو آواز دیتا ہی دیا رو نکل چلو اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی چل کر انتظام کرونگا ہفت پیکر کی قدرت آج کل مثل آفتاب کے روشن ہی ساتھ والے بلند ہوتے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینۂ پُرکینۂ مجنون پر پڑا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مجنون زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی جادوگر بھاگنے لگے افسر کلان بدمال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کی کہ حضور امان دین سب بصدق دل مسلمان ہوتے ہین افسر کا نام اکوان بر قبا ہی نورالدہر نے امان دی بارہ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے اکوان بر قبا نے عرض کی کہ حضور کا کیا مدعا ہی نورالدہر نے کہا کہ طلسم ہفت پیکر مین ہمارے بزرگ قید ہوگئے ہین اُنکی رہائی کو جاتے ہین اکوان نے عرض کی کہ غلام کو حضور ساتھ لین راستہ بتاؤنگا تا بہ ہفت پیکر

پہونچاؤنگا نورالدہر نے آکر خزانۂ طلسمی نکلوایا کئی سو چھکڑا مال و اسباب کا نکلا اور اسے لدوا کے ساتھ لیے اول آکر قلعۂ فیروزہ پر پہونچے فیروز تاجدار سے اُسکے بیٹے کو ملایا تین دن اُسی مقام پر قیام کیا تمام فوج ساتھ ہوئی اکوان ہر قبا سے نے ایک ابر بنا کر اُسپر بارہ ہزار جادوگرون کو سوار کیا ملکۂ ہوشربا نے اپنی بہن نسیم کو رہا کیا ملکۂ گلشن کو اُسی قلعے پر چھوڑا قلعہ دار سے سفارش کی کہ انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے ہوشربا و نسیم و نرگس بھی ساتھ ہوئین اُسی ابر مین یہ جادوگرنیان بھی مخفی ہین اس شوکت و شان سے شاہزادہ نورالدہر طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین دیکھیے

کہان پہونچین کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ایسے نوجوان بیان ہوتے ہین۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ فام	کہ بنت العنب سے کرون مین کلام	نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ساقی نے مشہور کر دی خبر	بہار گلستان کی آمد ہوئی	قمر نظم اشعار مین کد ہوئی
گُل و غنچے ہین جوش مین سر بسر	صبا دے رہی ہے خوشی کی خبر	کہ آمد ہے رندان ذیہوش کی
کہ گُل کو خبر مل گئی گوش کی	صبا آج کرتی ہے اٹکھیلیان	عجائب غرائب چمن کا سمان
مجھے زلفِ سنبل کا آتا ہے دھیان	کرین بلبلین اتفاق زبان	یہی آمدِ گُل کی تدبیر ہے
جو تقریر ہے بس وہ تحریر ہے	سرِ سرو قمری کو کوکو پہ ناز	چمن مین ہر اک جا نشیب و فراز
ہوئی مست دیوار پر فاختہ	چمن پر اُٹھائے نظر فاختہ	چمن صاف سرسبز و شاداب ہے
کہ جانِ حزین آج بیتاب ہے	چہکتے ہین طائر بوجہ حسن	کہ ہے رنگ پہ آج سارا چمن
مرے ساقی دلکش و مہ لقا	مجھے لطف گلشن کا سامان دکھا	پلا جام صہبا سے لطف و کرم
کہ رنگ چمن کے ہین مشتاق ہم	کہ سب بلبلین بھی نواسنج ہین	کہ غنچون کی مٹھی مین بھی گنج ہین
قمر داستانِ جلالت لکھون	کہ ہر اک کو ہے شوق قصہ پڑھون	چل ای ساقی سیم تن لاجواب
کہ اب رنگ پر آگئی ہے کتاب	چہرہ مہران داستان دلستان و راقمان اخبار گوہر فشان	

اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

درین زیر شہ پردہ آسمان	درین پردہ آواز نالم چو نی	مغنی فغان کہ آمد بجان
		بہ احوال جم یا بہ احوال کے

حال کیفیت آل ایرج نوجوان تحریر کرتا ہون کہ جنگ ہمراہی شاہزادہ نور الدہر سے جو علیحدہ ہوے
نقابدار زرین پوش نے لاکر بارہ کوس پر چھوڑا کہ پھر جاکر نور الدہر سے نہ مقابلہ کرین نقابدار
تو چلا گیا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ ای شاپور نور الدہر نے اسباب شوکت پیدا
کیا مین بھی چل کر پہونچون قبلہ وکعبہ کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو بڑی ذلت ہی کہ اگر کشتی گیر زادے
نے رہا کیا اور بڑا باعث خرابی ہی اس مقدمے مین دل کو بیتابی ہی شاپور نے عرض کی کہ بسم اللہ
حضور تشریف لے چلین تو کیفیت ظاہر ہو چل کر زمین ہفت پیکر ہلا دینگے ایرج ایک جانب چلے
ایک صحرا مین جاکر اُترے سب لشکر فروکش ہوا ایک نخل سامنے دیکھا کہ ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے ہین
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایرج ٹہلتے ہوے قریب نخل پہونچے کہا کہ باغبان قضا و قدر نے
کسقدر نخل کو سرسبز و شاداب کیا ہی جیسے ہی قریب نخل پہونچے طائر اُڑے ایک طائر نے سایہ اپنا
ایرج پر ڈالا جیسے ہی عکس طائر کا ایرج پر پڑا اُس مقام پر غبار بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد
غبار رفع ہوا ظاہر ہوا کہ ایرج غائب ہو گئے شاپور شیر دل تو سردارون کے خیمے استادہ کرا رہا تھا
یہ سُنکر دوڑا آیا خبر سُنی کہ ایرج اس وجہ سے غائب ہوے شاپور نے سردارون کو اشارہ کیا کہ
یہ مقام عجائب و غرائب ہی لشکر تو یہانسے ہٹا لیجاؤ مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون شاپور شیر دل
ایک جانب بھاگا نیلم و فیلم نے تین کوس ہٹکر لشکر اُتارا شاپور کو تین دن اُسی صحرا مین گذر گئے
دن بھر رہ روی کرتا ہی شام کو کسی مقام پر پڑ رہتا ہی چوتھے دن آقا کے واسطے پریشان ایک
نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا ہی سامنے جھیل ہی طائر آتے ہین پانی پی کے چلے جاتے ہین کہ شاپور
نے دیکھا ایک عقاب بزرگ اُڑتا ہوا آسمان سے آیا گلے مین ایک نامہ بندھا ہی پانی کو دیکھکر اُترا
شاپور کو خیال ہوا کہ یہ عقاب ساحر ہی کیا عجب ہی کہ کسی کا نامہ لیے جاتا ہو خدا اسکا انجام بخیر کرے
یہ سوچ کر ایک پتھر مارا عقاب کا سر پھٹا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عقاب جادو
بود شاپور شیر دل نے اُسکے گلے سے نامہ کھولا اُسکو پڑھا طرف سے عنوان جادو کے
مرقوم تھا کہ ای ملکہ سیمتن یہان معرکہ درپیش ہی ایک لشکر آکر صحراے نگارستان مین اُترا ہی
اُسکے افسر ایرج کو قید کر لیا آپ تشریف لائیے تو ایرج نوجوان کو خدمت خداوندی مین روانہ کرین
شاپور شیر دل مضمون نامہ دیکھکر خوش ہو گیا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر عقاب کی شکل بناتا ہی

گھر مین رکھا تا اس سیمتن مین چلا دوسرے دن دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہی لیکن دروازہ باغ کا بند ہی شاپور شیر دل ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا اس فکر مین کہ کوئی اندر سے نکلے تو حال دریافت کرون دروازہ کھلا ایک کنیز نکلی اُسنے پکار کر آواز دی کہ عقاب جادو کہان سے آتے ہو شاپور نے بڑھ کر کہا کہ صاحب میرے ہوش درست نہین ہین صحرا مین آتا تھا تخت خداوند ہفت پیکر کا جو اُڑتا ہوا نکلا مجھپر اُسکا سایہ پڑ گیا کئی دن سے دیوانہ وار پھرتا ہون کسی کو نہین پہچانتا باغ سیمتن کو ڈھونڈھتا ہون کنیز نے کہا کہ یہی باغ سیمتن ہی چلو ملکہ کے پاس لے چلون عنوان جادو کے پاس سے آتے ہو گے شاپور شیر دل اُٹھ کھڑا ہوا ساتھ کنیزون کے باغ مین آیا سیمتن بارہ دری مین مع کنیزون کے بیٹھی ہی عقاب نقلی نے نامہ پیش کیا ملکہ نے پڑھ کر کہا کہ عقاب ہم چلین گے شاپور نے ایک گوشے مین آکر مقام کیا جب دن چڑھا ہاتھ مُنھ دھویا گائین آکر گانے لگین سیمتن نے دیکھا کہ سب تعریفین کر رہے ہین عقاب جادو مُنھ پھلائے بیٹھے ہین کہا کیون عقاب تمھین گانا گائن کا پسند نہین آیا عقاب نے سر جُھکا کر کہا کہ حضور آج جو سایہ تخت خداوند ہفت پیکر مجھپر پڑا کسی نے میرے گلے پر بھی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تجکو علم موسیقی کا ہمنے بادشاہ کیا مین امیدوار ہون کہ ایک غزل مجھسے سُنیئے شاید یہ حکم تجکو بھی حقیقت مین ہوا ہو سیمتن نے کہا کہ ہان میان عقاب سُنین شاپور شیر دل بیچ مین آبیٹھا گنگنا کے یہ غزل شروع کی نظم

لبریز اُسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا	بنتا ہی عکس رُخ سے کٹورا گلاب کا
وہ مست ناز اگر کرے نظارہ آب کا	لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا
رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا کب ایک دن	ہوتا ہی دوپہر مین زوال آفتاب کا
ہم زائران ساقی کوثر ہین واعظا	کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا
ای میکشو یقین ہی نکلے بجائے شراب	وہ مست ناز توڑے جو بیضہ حباب کا
راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج	حاضر ہو موت ابھی جو خیال آئے خواب کا
جو ہی حسین اُسکو ہی نفرت جہان سے	ہوتا نہین ادھر کبھی مُنھ آفتاب کا
پیری مین شعلہ رویون سے خالی کنارہ ہی	کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا
ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو کیا	محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی سیمتن بیقرار ہوگئی کہا کہ ای عقاب جادو حقیقت مین تمکو
علم موسیقی کا خداوند ہفت پیکر نے حاکم کیا خوش آواز صدا مین سوز و گداز شاپور شیردل نے
کہا کہ ذرا کنارے چلیے مین کچھ اور بھی عرض کرونگا سیمتن بالا تکلف اُٹھی شاپور شیردل تخلیے کے
خیمے مین سیمتن کو لایا باتین کرتے کرتے حباب مارکے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ایک ستون
سے سیمتن کو باندھا تصویر ایرج کی نکالی سیمتن کو ہوشیار کیا اپنی صورت اصلی بنائی پہلے تصویر
ایرج نوجوان دکھائی کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُس شیر کا عیار ہون کہ جسے عنوان جادو نے
قید کیا ہی اگر آپ چل کر مدد کرین تو اُس شیر کو چھڑا لائین سیمتن تصویر ایرج نوجوان پر مائل ہوئی
اشارہ کیا کہ سوزن نکال مین تیرے ساتھ کد و کاوش کو موجود ہون شاپور شیردل نے سوزن
نکالی سیمتن نے کہا کہ ای حرامزادے اگر اب مین تمکو پکڑ لون تو کیا کرو تمنے بڑا میرے ساتھ مکر و فریب
کیا شاپور نے کہا کہ اب بھی کیا مجال دیکھو کنیزین باہر سے جھانک رہی ہین سیمتن پلٹی شاپور
نے حلقہاے کمند مارے پھر حباب مار کر بیہوش کیا تین مرتبہ سیمتن کو ہوشیار کیا سیمتن بگڑی اور
شاپور شیردل نے بیہوش کر لیا تیسری مرتبہ دل سے مطیع ہوئی کہا کہ ای شاپور تیرا مثل نہین ہی
مین امتحان کرتی تھی مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن تم وہی عقاب جادو کی شکل ہو
شاپور شیردل اُسی شکل پر تیار ہوا سیمتن باہر آئی کنیزون سے کہا کہ ہم عنوان کی ملاقات کو
جاتے ہین تم یہان ہوشیار رہنا یہ کہکے تخت سحر تیار کیا شاپور شیردل کو اپنے پاس بٹھا لیا طرف
قلعۂ عنوان کے روانہ ہوئین عنوان جو ایرج کو قید کرکے لایا ہی سیمتن کو خراج دیتا ہی
مشتاق ہی کہ ملکہ آئین تو قید کو روانہ کرون کہ تخت سیمتن کا آکر پہونچا عنوان جادو نے ملکہ سیمتن
کو لاکر تخت پر بٹھایا سب کیفیت بیان کی کہ نبیرۂ حمزہ طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا تھا مین صحرا سے
گرفتار کر لایا سیمتن نے کہا کہ قیدی کو ہمارے سامنے لاؤ عنوان نے ایرج نوجوان کو دربار
مین بلوایا ایرج نوجوان نے آکر مثل اہل اسلام کے سلام کیا خانۂ زنجیر مین غل ہوا ہر ہونٹھ برگ گل
ہی سیمتن بیقرار ہوگئی مسکرا کر کہا کہ کیون نبیرۂ حمزہ طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا اپنی جان کا کچھ
خوف نہین ایرج نوجوان نے جو جمال سیمتن دیکھا سر جھکا لیا سیمتن نے عنوان سے کہا کہ ای
عنوان جادو قید ہم لیکر جائینگے تخت پر اس جوان کو سوار کیے لیتے ہین کوہ ہفت رنگ کے

پہونچا دینگے جاتے ہی قدرت کے سامنے سجدہ کرینگے کئی فرزندان صاحبقران وہان اسی حال
سے موجود ہین عنوان جادو نے کہاکہ آپ کو اختیار ہی سمتن نے ایرج کو تخت پہ سوار کیا
عقاب نقلی کو ساتھ لیا عنوان جادو سے کہاکہ یہ ساحر ہوشیار ہی ساتھ رہیگا یہ کہکر تخت اُڑایا
طرف قلعۂ سیمین عذاران کے روانہ ہوئین راہ مین شاپور نے سب حال اپنا ظاہر کیا سمتن
نے ایرج کو قید سے رہا کر لیا کہاکہ ای شہریار تا بہ کوہ پہونچنا بہت دشوار ہی مین کنارے پہ
طلسم کے رہتی ہون کہ اس طلسم کا طلسم میمون نام ہی میمون تاجدار حاکم ہی آپ نے سُنا ہوگا
جب آپ اُس طلسم کو فتح کرین تب راستہ طلسم ہفت پیکر کا کھلیگا ایرج نے کہاکہ مین ضرور جاکر
فتح کرونگا سمتن نے کہاکہ یہ بھی مین نے سُنا ہی طلسم مجنون کوئی پوتے ہین صاحبقران کے
اُنھون نے فتح کیا ہی طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے یہ سُنکر ایرج بہت گھبرائے کہاکہ ملکہ آج ہی
لوح کی فکر کرو سمتن نے عرض کی کہ ای شہریار لوح بڑے شخص کے قبضے مین ہی مقام علامت
دکھادونگی ایرج نوجوان نے کہاکہ مین آج ہی داخلہ کرونگا ملکہ بڑا مقام افسوس ہی اگر وہ
کشتی گیرزادہ پہلے طلسم مین پہونچ گیا مقدمہ رہائی میرے قبلہ و کعبہ کا ہی بڑی مشکل پڑیگی تم جلد کے
مجکو مقام علامت بتادو مین جان دونگا یا طلسم مین جاؤنگا اپنے قلعے پر مجکو لیجاکر کیا کروگی
اسی طرف سے مجکو مقام بتادو شاپور شیردل نے اشارے سے سمتن سے کہاکہ یہ مزاج کے
بڑے جاہل ہین آپنے ذکر نورالدہر بدیع الزمان کا کردیا اب اپنے ہوش مین نہین ہین سمتن نے
کہاکہ ابھی وہ کئی مقام پر روکے جائینگے صاحبان دربند سنگ راہ ہونگے جب اس طرح
سمتن نے کہا تب ایرج خاموش ہوے قلعے مین آکر پہونچے سمتن نے سب ساحرون کو جمع کیا
ستر اسی ہزار ساحر ہین سب کو مطیع اسلام کیا اُسنے کہاکہ شاہزادے کو بر سبیر علامت طلسم
لیجاؤ مین فکر مین لوح کے جاتی ہون چند ساحر ایرج کے ساتھ ہوے سمتن اُسی وقت پر پروانہ
پیدا کرکے روانہ ہوئی ایرج ساتھ اُن چند ساحرون کے قلعے سے باہر نکلے تھے پانچ کوس
راستہ طے کیا ہی کہ ایک پہاڑ دیکھا نہایت بلند اور مرتفع ہی ہزارہا طاؤسان زرین بال بر سر کوہ
رقص کر رہے ہین ایرج نے ایک گنگا رسے کہاکہ تو اس پہاڑ کو چھوکر چلا آ ہم تجھے رہا کردینگے
گنہگار چلا جیسے ہی سائے مین کوہ کے پہونچا طاؤس رقص زیادہ کرنے لگے جب درۂ کوہ قریب رہا

اگنہگار نے دیکھا اندر سے پہاڑ کے ایک نازنین مہ جبین خراماں خراماں بصد ناز و انداز نکلی کنیزوں نے دو کرسیاں بچھا دین ایک کرسی خالی ہی جب وہ جوان قریب پہونچا اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کہ ای عاشق صادق کیون بیقرار ہوتا ہی میرے پاس آ یہ جوان جاکر کرسی پر بیٹھا اُسنے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبریز کرکے دیا یہ مبہوت جام بلاتکلف پی گیا نشہ جو ہوا چاہتا ہی کہ اُس نازنین پریچہرہ سے لپٹ جاؤن اُس نازنین نے جھڑک کر کہا کہ دیکھ ادب سے نہین بیٹھتا ایسا نہ ہو کہ میرا شوہر آجائے یہ کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن جب تو اُس نازنین نے آواز دی کہ ای خونریز جلد آ دیکھ یہ میرے ساتھ بے ادبی کرتا ہی یہ جو اُس نازنین نے پکار کر کہا درہ کوہ سے آواز آئی کہ ارے کون ہی وہ مبہوت دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن قوی من تیغ برہنہ ہاتھ مین وہین سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے ادب پرائے ناموس پر دست انداز ہوتا ہی اُس گنہگار نے جو زنگی کو تلوار کھینچے ہوئے دیکھا چاہا کہ بھاگون اُس نازنین نے دامن تھام کے کہا کہ کیسا مرد ہی جو بھاگتا ہی یہ سنتے ہی وہ گنہگار بھی پلٹا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا اگنہگار کے دو ٹکڑے ہوئے نازنین کا ہاتھ تھام کر اندر درے کے چلا گیا وہی طاؤس جو سر کوہ بیٹھے تھے رقص کرنے لگے ایرج نے جو یہ معاملہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن شاپور نے کہا کہ ای شہریار شب کو دعا کیجیے دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہی ایرج نے تامل کیا شاپور شیردل نے عبادت خانہ آراستہ کیا ایرج نے نماز مغرب پڑھ کر دعا کرنا شروع کی شاپور باہر سے سن رہا ہی کہ ایرج دعائین مانگ رہے ہین پہر رات رہے دعا مانگتے ایرج بیہوش ہوے عالم خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای نور نگاہ صاحبقران کیا مطلب تمھارا ہی ایرج نے بھی اُس حیرانی و پریشانی مین مطلب فتاحی طلسم بیان کیا اُن بزرگ نے فرمایا ای نبیرۂ حمزہ جس راہ سے گنہگار گیا اُس راہ سے اگر لاکھ آدمی جائین گے بلا مین پھنسین گے دامنے پر کوہ کے ایک خیمۂ آب ہی اُسمین اپنے کو گرا دو سرحد طلسم میمون مین پہونچو گے ایرج نے چاہا کہ کچھ اور پوچھون آنکھ کھل گئی وقت سحر تھا اُٹھ کر نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکے شاپور سے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ بسم اللہ ایرج مسلح ہوے شاپور دیکھ رہا ہی کہ جب ایرج سایۂ کوہ مین پہونچے وہی نازنین پیدا ہوئی آواز دیتی ہی کہ ای جوان اس طرف آ مین تیری متلاشی تھی ایرج نے

کچھ جواب نہ دیا برابر اُس چشمے کے پہونچے بلاتکلف اپنے کو چشمے مین گرا دیا یہ معلوم ہوا کہ مین کسی سے باتین کر رہا ہون اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا جو دیکھتا ہی وہ اوصاف ایرج بیان کرتا ہی کہتا ہی کہ کیا جوان حسین ہی ایک طرف سے چند سپاہی پیدا ہوے ایک سپاہی نے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑا کہا کہ چلو تمھین بادشاہ بلاتے ہین ایرج نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ او بیہودہ ہاتھ پکڑتا ہی کیا ہم تیرے بادشاہ کے نوکر ہین اُس سپاہی نے کہا کہ ای جوان تجکو چلنا ہوگا ایرج نے تلوار کھینچی سپاہی نے سونٹا اُٹھایا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے اُن سب نے مل کر ایرج پر بلوہ کیا ایرج لڑنے لگے پانچ چھ سپاہی قتل کیے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار بارہ ہزار فوج ساتھ آتے ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرو چار طرف سے فوجین ٹوٹ پڑین ایرج لڑ رہے ہین جب دس بیس آدمی مارے گئے اُس بادشاہ نے کہا کہ یارو یہ جوان بڑا ظالم ہی اس شخص کو چار جانب سے گھیر کر گرفتار کرو کمند انداز ایرج پر ٹوٹ پڑے ایرج کو از روے بلوے کے گرفتار کیا کشان کشان لیکر بارگاہ مین آئے وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا کہا کہ کیون ای جوان تو نے ملازمان شاہی کو کسواسطے قتل کیا ایرج نے کہا کہ تمھارے سپاہی نے بلا وجہ ہمارا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ سے مارا گیا بادشاہ نے کہا کہ ایک شخص نے پچیس آدمی قتل کیے اسکو قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان ایرج کو لا کر قید خانے مین چھوڑا ایرج نے دیکھا کہ مکان تنگ و تاریک تنہا اُس مقام پر چھوڑ کر دروازہ بند کیا باہر برلے نگہبانی بیٹھے ایرج نے بلکنا شروع کیا دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس قید سے مجکو نجات دے دو پہر رات گئے زمین شق ہوئی سیمتن پسینے پسینے نکلی کہا کہ ای شہریار کل صبح کو وہ بادشاہ پھر آپ کو طلب کریگا یہ انگوٹھی آپ کو دیتی ہون یہی دستگیری کریگی وہ سوال کریگا کہ ایک پہلوان سے مقابلہ کیجیے اگر اُسکو زیر کیجیے گا تو آپ کی رہائی ہوگی وہ پہلوان ساحر ہی جب اُس سے مقابلہ ہو انگشتر چپکا کے اُسکی کمر مین ہاتھ دیجیے گا اُٹھا کر بادشاہ پر مار دیجیے گا آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائین گے مین آکر تدبیر لوح بتاؤنگی آئندہ آپ کا اقبال ہی مین نے بمشکل اپنے کو یہانتک پہونچایا یہ کہکر غرق زمین ہوئی اور غائب ہوئی صبح کو ایرج طلب ہوے پہلوان کے مقابلے کو بادشاہ نے کہا ایرج راضی ہوے پہلوان آیا ایرج کی قید کاٹی گئی جب مقابلہ ہوا ایرج نے وہی حرکت کی کہ اُس جوان کو اُٹھا کر تخت پر مارا تمام دربار جلنے لگا ایرج کی آنکھین بند ہوئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین

پایا پہلے نخل سے سیمتن پیدا ہوئی کہا کہ ای شہریار سامنے کوہ آتشبار ہی وہان اپنے کو پہونچائیے اگر آتشبار
کو مارا اُسکی بہن ہی دخان جادو واگر اُسنے آپ کی اطاعت کی تو اُسکی معرفت لوح کا پتہ ملیگا کنیز برلے
جابجا بازی حاضر ہوگی یہ کہکر سیمتن تو غائب ہوئی ایرج طرف کوہ آتشبار کے چلے لیکن میمون جادو
تخت پر بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من پیران جادو بود دگیر اگر کہا کہ ارے دریافت تو کرو
جو مالک درۂ اول طلسم ہی اُسپر کیا افتاد پڑی چند ساحر گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کر آئے کہا وہ شہر
ویران پڑا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ایک ساحر آیا کتاب لیے ہوے کہا کہ ای بادشاہ طلسم عمر
طلسم تمام ہوئی طلسم کشاے اصلی طلسم مین آگیا پیران جادو مارا گیا اب طلسم کشا طرف کوہ آتشبار کے
جاتا ہی ضرور کچھ وہان فتور ہوگا جلد انتظام کیجیے ورنہ طلسم ہاتھ سے جائیگا میمون جادو نے کاہن طلسمی
کو رخصت کیا ایک نامہ آتشبار کو لکھا کہ ای آتشبار طلسم کشا تیرے کوہ کی طرف آتا ہی اُس سے بہت
ہوشیار رہنا آتشبار کو یہ نامہ پہونچا آتشبار یہ سنکر جل گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن دیکھون میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین یہ کہکے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر نکلی سامنے
دیکھا کہ ایک جوان حسین آتا ہی اُٹھا کر اُسنے ایک گولہ مارا ایرج لڑکھڑا کر گرے آتشبار نے گرفتار کیا
کہتی ہوئی چلی کہ او نگوڑے تجھے یہ راستہ کسنے بتایا ملک پیران کیونکر تباہ ہوا کسنے یہ راستہ بتایا
کشان کشان اپنے قصر مین لائی آواز دی کنیزین حاضر ہوئین کہا زنگن کو بلاؤ اور دخان کو
خبر کرو کہ آکر قتل طلسم کشا دیکھین آج ہم لوگ گھی کے چراغ روشن کرینگے کہ طلسم کشا قتل ہوا صاف صاف
کتاب سامری مین مرقوم ہی تمام جاننے والون مین دھوم ہی کہ جب ملک پیران برباد ہوگا پھر
طلسم میمون نہ بچیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین زنگن کو اور دخان کو بلا کر لائین دخان کی نگاہ جو
جمال ایرج پر پڑی عاشق ہوئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین ایرج کو پا بزنجیر مشکین بندھی ہوئین
گریبان پھٹا ہوا بال سر کے پریشان دیکھکر منتشر ہوئی کہا کہ کیون بوا آتشبار اس بیچارے نے کیا
خطا کی یہ بھولی بھولی صورت تم غصے مین کانپ رہی ہو وہ حیران بیٹھا تمھارے چہرے کو دیکھ رہا ہی
آتشبار نے کہا کہ بوا یہ طلسم کشاے اصلی ہی پیران قتل ہوا ملک تباہ ہوگیا میری فکر مین آیا تھا مین نے
گرفتار کیا آج حکم سامری و جمشید مین خلل پڑا جو وہ لکھ گئے ہین اُسکے سراسر خلاف ہوا صاف
لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین دیکھو ہم ابھی قتل کرتے ہین یہ کہکے زنگن کو اشارہ کیا دخان نے کہا

کہ ہوا کئی ہزار آدمی اسی جرم مین قید ہین آج تک نہین ثابت ہوا کہ طلسم کشاے اصلی کون ہی پیران بادشاہ نحیف وضعیف تھا کسی وجہ سے قتل ہوا اسکا کیا اعتبار ہی میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ اس جوان کو قید سے چھوڑ دو دوبارہ اسنے کہا کہ ہوا میری خوشی یہ ہی کہ اس جوان کو رہا کر دو صحراے طلسمی مین بھٹکتا پھریگا جان بچانا مشکل پڑیگی تم کیون اسکے خون سے ہاتھ بھرو آتشبار نے کہا کہ مین ضرور قتل کرونگی تم ہوا جاؤ تمھین اس وقت کیا ہو گیا کیسی باتین کرتی ہو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون زنگن سے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے زنگن نے تلوار کھینچی چاہا کہ ایرج کا سر کاٹے دخان نے ہاتھ ہلا دیا برق گری زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا تھا آتشبار اٹھی کہتی ہوئی کہ ہوا تمنے زنگن کو کیون قتل کیا دخان نے کہا کہ مین تمھین قتل کرونگی آتشبار نے گولہ مارا دخان و آتشبار سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین سے ایک ریگ ماہی پیدا ہوئی تڑپ کر آتشبار پر گری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نعرہ کیا کہ منم سیمتن کنیزون کو قتل کیا دخان بھی شریک ہوئی دخان وسیمتن نے مل کر کنیزون کو قتل کیا اب سیمتن و دخان ایرج کو لیکر قصر مین آئین سیمتن نے کہا کہ ای دخان لوح کا پتہ شاہزادے کو بتاؤ دخان نے کہا کہ مین جان سے کوشش کو حاضر ہون اصل حال یہ ہی کہ باغ رنگا رنگ خطا کار جادو اُس باغ کی مالک ہی اسی کے پاس لوح ہی وہان کیونکر رسائی ہو سیمتن نے کہا کہ مین لیکر انکو جاؤن انکو کنیز کی شکل بنا لون ایرج نے کہا کہ مین بشکل کنیز نہ جاؤنگا اگر یہ بات مشہور ہوگئی کشتی گیرزادہ ہنسیگا اپنے مقام پر کہیگا کہ کنیز کی شکل بنکے گئے میرے واسطے باعث بدنامی ہی دخان نے کہا کہ مین بصورت اصلی لیجاؤنگی تم سیمتن عقب مین آؤ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا یہ کہکر ایرج کو تخت پر سوار کیا دخان ایرج کو لیکر چلی عقب مین سیمتن نے بھی قصد کیا لیکن دخان ایک صحرا مین پہونچی دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہی گرد کا تیلہ بنا ہوا خاک اُڑا رہا ہی ایرج کا نام لے لیکر پکارتا ہی کہ ای آقاے نامدار کہان ڈھونڈھون ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان میرا عیار بیٹھا رو رہا ہی اب سب کچھ بن پڑیگا تخت اُتار دو یہ کہکر تخت اُتارا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار و ای مونس غمخوار کس حال مین ہو مجھے ڈھونڈھتے تھے مین آپہونچا شاپور نے جو بعد مدت اپنے آقا کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار آپ نے لوح وغیرہ پائی

ایرج نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا اے دخان ایک کام کرو بادشاہ طلسم
کی تقریر مین تصویر دکھاؤ چلتے ہی لوح لے لین آقا کو بصورت بادشاہ طلسم لے چلین دخان نے
نقشہ میمون جادو کا بیان کرنا شروع کیا شاپور نے ایرج کو اُسی صورت پر بنایا پوچھتا جاتا ہی
کہ خال وخط مین تو فرق نہین دخان نے کہا کہ اے عیار طرار کیا صورت بنائی ہی آپ ایک ساحر لازم
کی صورت بنکر تیار رہا باتین شاپور نے دخان کو سکھا دین کہ باغ رنگار نگ مین سامنے خطا کار
کے اس طور سے کلام کرنا بہ اختیار لوح لے آئین گے دخان بہت خوش ہی کہ اب لوح کا ملنا
بہت آسان ہی تخت کو اُڑا کر چلی خطا کار قوم کی زنگن باغ رنگار نگ کی نگھبان مالک لوح طلسمی
اپنے باغ مین بیٹھی ہی ذکر کرتی ہی کہ صاحبو کاہن نے بیان کر دیا ایک مرتبہ جلسہ روز پیدایش خداوند
ہفت پیکر جو سال مین ہوتا ہی کاہن نے لکھ بھیجا کہ سب میرے قصر مین آئین احکام نجوم سُنانا منظور
ہی سب اہالی طلسم جمع تھے بادشاہ طلسم بھی بیٹھے تھے اُسنے ممبر پر جا کر تعریف قدرت پڑھی اور پکار کر
کہا کہ وہ آگاہ ہو جائین اب ایسا جلسہ نہ ہوگا عمر طلسم تمام ہوئی ہفت پیکر پرستون کو چاہیے کہ
قدرت کو یاد کرین پیدا کرنیوالے سے فریاد کرین کہ جو بلا آئی ہی دفع ہو مجکو کہا کہ بعد پیران جادو
تمھارے گھر پر طلسم کشا آئیگا لوح کو حفاظت سے رکھنا اسی شکل پر آئیگا لوح دینا پڑیگی سب اہالی دربند
ہوشیار رہین یہ بھی خبر سُن چکی کہ پیران جادو قتل ہوا اور ملک اُسکا ویران ہوگا مین حیران ہون
کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ میمون تاجدار تخت پر سوار ایک
ساحرہ پہلو مین ایک جادوگر پشت پر رومال ہلاتا ہوا خطا کار کھڑی ہوگئی سب کنیزون نے پرا
باندھا برائے تسلیم جھکین تخت زمین پر آیا ایرج تخت پر بیٹھے جادوگر نے پکار کر آواز دی کہ اے
خطا کار تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم مین کیا انقلاب ہی اہالی طلسم کو پیچ وتاب ہی طلسم کشا ہے اصلی طلسم مین
آگیا لوح طلسمی منگاؤ شاہ لوح اپنے پاس رکھین گے خطا کار نے کہا کہ ابھی لوح حاضر کرتی ہون
جی مین کہتی ہی کہ اب طلسم کشا کیون میری تلاش کریگا انقلاب کو دیکھا جائیگا جیسا وقت ہوگا ویسا
کرینگے پکار کر کنیزون سے کہا کہ ارے جو طاق مین صندوقچہ رکھا ہی اُٹھا لاؤ کنیزین جا کر صندوقچہ لائین اسنے
تخت پر رکھ دیا کہا لیجیے اسمین لوح ہی نکال لیجیے ایرج نے طرف دخان کے اشارہ کیا کہ کلید اسمین
نہین ہی دخان نے کہا کہ اے خطا کار کلید تو صندوقچے کی لاؤ یہ کہنا تھا کہ خطا کار نے کہا او مکارہ

مین جانتی تھی کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا بانیان طلسم نے یہی تو دھوکا رکھا دخان نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا
خطاکار بلاے روزگار ہی منھ سے اُف اُف کرنے لگی شعلہ بھڑک کر دخان پر گرا دخان شعلۂ آتش بنکے
طرف ایرج کے بلٹی ایرج نے تلوار کھینچی خطاکار نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری لڑکھڑا کر ایرج
گرے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا چہرہ مثل آفتاب کے ظاہر ہوا نیمچہ کھینچکر چلی کہ سر ایرج
کا کاٹ لون شاپور کود کر کنیزون مین شریک ہوا جیسے ہی خطاکار نے قصد کیا کہ سر ایرج کا کاٹ لون
شاپور عیار پشت پر سے ہان ہان کہہ کے کنیزون کو ہٹاتا ہوا قریب پہونچا کہا دیکھیے ابر اُٹھا ہی کوئی
ساحر آتا ہی جیسے ہی خطاکار بلٹی شاپور نے حلقہاے کمند مارے وہ اہے کہہ کے بلٹی حباب مار اگرتے
گرتے لپٹ کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنا خطاکار کا کہ صندوقچہ کھلا لوح مثل جوم قمر کے چمکی
ایرج نے لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی کنیزین غلغلہ کرتی ہوئی بھاگین چند کو دخان نے قتل کیا اب
دخان نے کہا کہ ای شہریار آپ لوح ملاحظہ کرین فتاحی مرحلہ جات مین مصروف ہون کنیز جا کر
آپ کے لشکر کو لاتی ہی جو مرحلہ شکست ہو لشکر آپ کا اُسی مقام پر پہونچے باتین کرتی ہوئی باغ سے
باہر نکلی دخان کا قصد ہوا کہ مین جاؤن قضاے کار سیمون تاجدار تخت پر بیٹھا ہی گلدستہ خطاکار
سامنے رکھا ہی کہ ایک صداے مہیب کان مین آئی شعلہ بھڑک کر گرا گلدستہ جلا سیمون نے سر پیٹ لیا
کہا کہ لو یارو غضب ہوا خطاکار قتل ہوئی اگر اُسے قتل کیا لوح پائی ہوگی اوراق جادو پہلو مین
بیٹھا ہی اوراق نے کہا کہ غلام جائے ابھی مضمون لوح سے آگاہ نہ ہوے ہونگے یہ دیکھون جاکر کہ
لوح کسکی مدد سے پائی یہ کہہ کے اپنے مقام سے اُٹھا پانچ چار سے جادوگر ساتھ لیے پر پرواز پیدا کرکے
چلا پشت پر پانچ سے جادوگر کہتے ہین حضور اگر لوح بھی لے لی تو ابھی دیکھی نہ ہوگی اوراق کہتا ہی
اگر اس وقت پہونچا تو لوح چھین لونگا اُس وقت پہونچا کہ ایرج باغ سے نکلے ہین دخان رخصت ہوکر
جایا چاہتی ہی کہ آسمان سے آواز آئی منم اوراق جادو ارے ان سب کو گھیر کر مار لو شاپور تو یہ
کہکر بھاگا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے ایرج نے تلوار کھینچی دخان بھی سحر کرنے لگی اوراق لڑتا بھڑتا
سحر کرتا ہوا قریب دخان کے پہونچا آواز دی کہ او ظالم تو مقام لوح پر طلسم کشا کو لائی خطاکار تیری
وجہ سے قتل ہوئی دخان نے نیمچہ مارا اوراق نے سحر کیا کہ نیمچہ اُلٹا سر پر دخان کے پڑا دخان
کا سر زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون کہ دخان نے آواز دی ای شہریار کنیز نثار ہوتی ہی ایرج نے

جو پلٹ کر دیکھا دخان کو اوراق قتل کیا چاہتا ہو بڑھ کر لوح جمکائی اوراق نے کہا کہ ارے یہ کیا یہ
کہکر پیچھے ہٹا ایرج نے قریب آکر دخان کو سنبھالا دخان نے زخم باندھا مصروف جنگ ہوئی سحر کر رہی ہی
ایرج کو ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ہوشیار رہیے گا اوراق نے فوج والون کو اشارہ کیا آپ کھڑے کھڑے سامنے
سے غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ایرج نے دیکھا کہ نیلم زنگی سامنے سے آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای شہریار
غلام کو بچائیے غلام سرکار کی تلاش مین آیا تھا آپ کو بخیر و عافیت پایا نہایت خوشی حاصل ہوئی اوراق
نے غلام پر سحر کیا ہی کلیجہ جل رہا ہی ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ذرا لوح مجھے دیجیے ایرج نے سمجھ لیا کہ یہ
شعبدہ ہی لوح جمکائی جسم سے مس کر دی لوح کا مس ہونا تھا کہ اوراق نے ایک چیخ ماری مثل ہیزم
خشک جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اوراق جادو بود اب تو شاپور نے
غار سے نکل کر حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحر جلنے لگے کئی سو ساحر جل کر خاک ہوے چند جو باقی رہے
وہ بھاگے ایرج کی فتح ہوئی دخان کو رخصت کیا شاپور سے کہا کہ تمھارا ابھی چلنا مناسب نہین ہی
لوح مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا اکیلا جائے شاپور ناچار ہوا ایک فقیر کی شکل بنکر کسی مقام پر بیٹھا ایرج
نے لوح سے اطمینان کرکے اسم حاشیۂ لوح پڑھا جھونکا ہوا کا چلا غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے
غبار دفع ہوگیا اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل
سرسبز و شاداب سنبل کا پیچ و تاب نہرین جاری حباب شناوری کر رہے ہین چشم محبوب کا نشان دکھلاتے ہین
جو مضمون لوح مین دیکھا ہی اُسکی فکر مین ایرج جاتے ہین قریب ایک نخل کے پہونچے اُسپر ایک عقاب
بیٹھا تھا اُسکو تیر سے مارا عقاب کے مرتے ہی صحرا ویران کف دست میدان ہوگیا جنگل کو دیکھکر وحشت
ہوتی ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی ای شہریار ملازمان جانباز بھی آپہونچے دیکھا کہ نیلم و فیلم وغیرہ مع کل
لشکر کے آتے آتے ہی عرض کی کہ حضور نے لوح پائی ایرج نے کہا کہ بعنایت پروردگار لوح دستیاب ہوئی
ایک ساحر کو مارا اب کو توال طلسم کی تلاش مین نکلا ہون ای صحراے ویران مین وہ بھی ملیگا ای نیلم و
فیلم مین اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچاؤن قبلہ و کعبہ کو رہا کرون سرداروں نے فوراً بارگاہ
استادہ کی عرض کی بارگاہ مین چلیے ایرج بارگاہ مین آئے چالیس سرداران نامی ایرج کو گھیر کر بیٹھے
صدران بن ماہ منظریہ کہکر اُٹھا کہ ای شہریار ذرا لوح طلسمی مین بھی دیکھون کہ دل کو تسکین ہو ایرج نے
گلے سے لوح اُتاری چاہا کہ صدران کو دون کہ حروف لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خبردار

لوح دی اور غضب ہوا لوح اسپر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو ایرج نے دوڑ کر ہاتھ میں تھام کے
لوح کو پھینک مارا صدران نے ایک چیخ ماری جلنے لگا جسم سے شعلے نکلے ساتھ والون پر گرنے لگے
تھوڑے ہی عرصے مین سب جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو کو توال طلسم
بود ایرج نے لوح کو اٹھایا صرف ایک ہی ساحر کا لاشہ پایا باقی نمود بے بود طلسم سے آگے ڈھونڈھے تلاش
مین وزیر طلسم کی جاتے ہین لیکن فرتوت جو مرا ایک بونڈلا جسم مین لپٹا لاشے کو اٹھا کر لے گیا سامنے
میمون کے لاشہ آیا ببرون نے فریاد کی کہ ہمارے افسر نے طلسم کشا سے مکر کر کے لوح لے لی ہوتی مگر
ہوشیار ہو گیا فرتوت کو قتل کیا میمون نے گھبرا کر کہا کہ ارے دخان کی ذات سے سارے فساد
ہوے اسکو گرفتار کر کے لاؤ ساحر تلاش مین دخان کی نکلے وزیر یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنے مرحلے پر
جاتا ہون گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرون اور دام مکر پھیلاؤن یہ کہکے روانہ ہوا قضاے کار ملکہ
دخان جادو لشکر ایرج مین پہونچین ہیلم و فیلم سے اطلاع کی کہ آقا کی طرف کوچ کرو صحرا مین جا کر شاہزادے
کو پاؤ گے لشکر نے کوچ کیا دخان لپٹی ہوئی آتی ہی صحراے نیلوفر سے گذری تھی کہ وزیر سامنے سے
پیدا ہوا بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہین دخان نے چاہا کہ بھاگون قنطور وزیر نے آواز دی کہ اسکو گرفتار کرلو
چہار جانب سے جادوگر دوڑے بلوہ کر کے دخان کو گرفتار کیا چند جادوگر ساتھ تھے اُنسے کہا کہ خدمت مین
شاہ کی اسکو لیجاؤ کہنا کہ فوراً اسے قتل کرین اسی نے طلسم کشا کو لوح تک پہونچایا ورنہ برسون بھٹکتا لوح
تک نہ پہونچتا دس بارہ جادوگر دخان کی زبان مین سوزن کشان کشان لیے جاتے ہین قضاے کار
راہ مین شاپور ایک ساحر کی شکل بنا ہوا تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ دخان جادو کو چند ساحر گرفتار کر کے
لیے جاتے ہین شاپور ایک جانب بھاگا میمون تاجدار کی شکل بنکر ایک نخل کے سائے مین بیٹھا اسباب
سحر آگے رکھ لیا کہ وہ ساحر اُدھر سے گذرے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ حضور وزیر صاحب نے اسے
گرفتار کر کے بھیجا ہے مگر فرمایا ہے کہ فوراً اسے قتل کیجیے شاپور نے کہا کہ یارو مین قتل طلسم کشا کی تدبیر مین ہون
تم لوگ سامنے آگئے کیسے بات کرنا پڑی مین سحر بھیج رہا ہون دخان کو یہان ٹھہراؤ چند کس جھپٹ کر
گلابیان شراب کی لاؤ چند آدمی دوڑے گئے بھٹی سے جا کر بوتلین لائے سامنے شاہ کے رکھین شاپور
نے کہا کہ مین اسم سحر پڑھتا ہون تم سب ایک ایک جام پیو جب تم بیہوش ہو جاؤ گے وہان طلسم کشا گر بیگا
بیہوش ہو جائیگا امان نہ پائیگا جادوگر بیٹھ کر شراب پینے لگے شاپور نے بیہوشی ملا دی ہے شراب پی کر

بلبلائے اُٹھ کر دوڑے بیہوش ہوئے شاپور نے دخان کی زبان سے سوزن نکالی کہا بھاگ کر نکل جائیے دخان نے کہا کہ ای شاپور بڑا احسان کیا اب ان سب کو قتل کرنا چاہیے شاپور نے خنجر کھینچا دو چار جادوگر قتل کیے مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہوئی سامنے کوہ ہی کہ کوہ سنگین اُس پہاڑ کا نام ہی اور مالک اس پہاڑ کا اندر درے کے بیٹھا ہی کہ کان مین آواز مرنے کی جادوگرون کے آئی سر نکال کے دیکھا کہ ایک عیار اور ایک ساحرہ ساحرون کو قتل کر رہی ہی سنگین نکلا آواز دی کہ او دخان مین نے تجکو پہچانا بربادی طلسم کے درپے ہی یہ کہکے سنگین دوڑا دخان نے سحر کیا سنگین نے ایک دوہتڑ مارا کہ دخان گر کر بیہوش ہوئی شاپور نے چاہا کہ جست کر کے بھاگون سنگین نے اشارہ کیا شاپور بھی زمین پر گر اب آ کے اسنے باقی جادوگرون کو ہوشیار کیا اُنسے حال پوچھا کہا کہ اب تم جاؤ مین ان دونون کو خدمت شاہ مین پہونچا دونگا جادوگر روانہ ہوے سنگین کو ہمن دونون کو کھینچتا ہوا درہ کوہ مین لایا دونون کو بٹھایا شاپور حیران حیران دیکھ رہا ہی سنگین نے جھولی اُٹھائی بائین ہاتھ پر ڈالی چلنے کی تیاری کرنے لگا شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون ذرا کنارے آئیے تو کچھ عرض کرون سنگین کنارے آیا شاپور نے کہا کہ یہ تو فرمائیے مین طلسم کشا سے بگڑ کر نکلا ہون میری خطا معاف ہو جائیگی سنگین نے کہا کہ تو طلسم کشا کو پکڑ لائیگا شاپور نے کہا کہ ابھی اگر مجکو چھوڑ دیجیے تو ابھی گرفتار کر لاؤن فوراً دھوکا کھائیگا میری قدر دانی نہ کی شاہ طلسم اگر مجکو نوکر رکھین گے کیا مجال کوئی پسر حمزہ طلسم مین آ سکے علاوہ اسکے میرے پاس کچھ مال ہی جادوگرون کو مار کر لیا ہی چاہتا ہون کہ آپ کے سپرد کرون مال کا نام سنکر سنگین خوش ہو گیا پوچھا کیا مال ہی شاپور نے کمر سے اشرفیان نکال کر پیش کین کہا یہ تو لیجیے مجھے خدمتگارون مین شاہ کے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا عیاری کا بھی پھینکتا ہون یہ کہکے توبڑا کھولا انار اُسمین رکھا تھا سنگین نے کہا یہ انار کیسا ہی شاپور نے کہا کہ ہم عیار ہین یہان آب و دانہ نہ ملا ہی کہ کھا کے بسر کی نوش فرمائیے غیر فصل کا انار ہی سنگین نے دانے نکال کر کھائے کیسا لذیذ انار تھا خوش ہو گیا شاپور نے سارا انار کھلا دیا جب کھا چکا گھبرا کر کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی شاپور نے کہا کہ انار نے قوت دکھائی ذرا اُٹھ کر ٹہلیے قوت آجائے سنگین اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ گرا شاپور نے خنجر سے اُسکا سر کاٹا دخان کی زبان سے سوزن نکالی مرنے سے سنگین کے پہاڑ جلنے لگا شاپور اور دخان باہر نکلے شاپور نے کہا کہ مین خدمت مین آقا کی جاتا ہون تم کہان جاؤ گی کہا مین تلاش لشکر طلسم کشا مین جاتی ہون

یہ کہکے دخان روانہ ہوئی شاپور تلاش مین ایرج نوجوان کی چلا لیکن ایرج بموجب حکم لوح ایک باغ مین پہونچے باغ مین سناٹا پایا حیران ہین کہ بموجب ہدایت لوح آیا یہان کسی کو نہ پایا قصد ہوا کہ لوح دیکھین آسمان پر برق چمکی دیکھا دخان آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار قنطور وزیر بارہ ہزار جادوگرون کی جمعیت سے آپ کی فکر مین آتا ہی لونڈی بہت بیتاب ہی ذرا لوح دیکھون بیننے سے مس کرون کہ بتیابی مٹے ایرج نے لوح دی دخان نے لوح دیکھی پیچھے ہٹی کہا او طلسم کشا منم قنطور جادو دیکھیو یون لوح لیتے ہین سامنے دھوکا دیتے ہین ایرج جھپٹے تھے کہ قنطور نے سحر کیا ایرج گرے قنطور نے کمر مین پنجہ دیا لوح کو لپیٹ کر جھولی مین رکھا خوشی خوشی طرف بادشاہ کے چلا صحرا مین جو پہونچا دیکھا کہ ایک طفل حسین ہیکل گلے مین کرتا چکن کا پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ جوتا بھاری پہنے ہوے جنگل مین دوڑتا پھرتا ہی قنطور نے دیکھا کہ کسی رئیس کا لڑکا دیوانہ ہو گیا ہی لیکن نہایت حسین وجمیل ہی یہ سوچ کر ہوا سے اُترا آیا ایرج کو ایک نخل کے نیچے ڈالدیا لڑکے کو آواز دی کہ میان صاحبزادے اِدھر آؤ لڑکے نے اُٹھا کر ڈھیلہ مارا قنطور نے اپنے کو بچایا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لڑکا مچلنے لگا قنطور جھُکا کہ گود مین اُٹھالون لڑکے نے حباب مارا قنطور گرا نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیردل جھولی سے لوح لی ایرج کے گلے مین ڈالی کہا اسکو قتل کیجیے ایرج نے کہا کہ ای شاپور بیہوشی مین قتل کرون اسکو ہوشیار کرو شاپور نے کہا کہ آقا یہ فتور برپا کریگا ایرج نے نہ مانا چھینٹا پانی کا ماردیا قنطور کی آنکھ کھلی اُٹھتے ہی سحر کرنے لگا آگ برسادی آواز دی کہ طلسم کشا کو لینا گوشہ ہاے صحرا سے بارہ ہزار جادوگر پیدا ہوے ایرج تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوے لوح کو چمکا کر شمشیر زنی کر رہے ہین کہ دخان بھی آکر پہونچی شریک جنگ ہوئی قضاے کار میمون تخت پر بیٹھا ہی کہ چند طایر آسمان سے گرے بہ شکل انسان ہو کر سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار قنطور وزیر جنگل مین طلسم کشا سے لڑ رہا ہی لیکن طلسم کشا نہین رُکتا جنگ ہو رہی ہی آپ فوج گران لیکر پہونچیے میمون اپنے مقام سے اُٹھا حکم ہوا تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہونے لگا خود تخت پر سوار ہوا جادوگرون کو تعلیم کیا جہان تک ہو سکے سحر نہ کرنا دخان کو تو گرفتار کر لونگا تم لوگ بلوہ کر کے کمند ڈالن سے طلسم کشا کو گرفتار کرنا اُس وقت آکر پہونچا کہ جنگ ہو رہی ہی نعرہ ہوا کہ منم میمون تا جدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دخان نے عرض کی کہ ای شہریار اب مشکل ہوئی بڑی جمعیت سے بادشاہ طلسم آیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ دخان پروردگار مالک ہی شاپور نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جادوگرون نے

ایرج پر بلوہ کیا سحر خوانی موقوف کی کمندین رسیان زنجیرین چہار جانب سے پھینکنے لگے ایرج کی بیقراری یہی کہ کھگے اشکباری کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز آفت سے ان ساحرون کی بچالے نظم

ہست پیش ہر نظر نور خدا
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان
در دعا گوئی دہانِ خلق وا
ہر کرا نور نظر او میدہد
مثل آئینہ صفا باشد صفا
دائما خمدار گردن در سجود

مثل خور زبروز بر جلوہ نما
ہر گدا سایل بباب دولتش
مستعد در بندگی صبح و مسا
عاشقان اندر محبت میکنند
بیند او را در خلا و در ملا
خاکسارش را نباشد در جہان
کن عبادت کن عبادت ہند یا

برجبین خوبرویان جہان
خاکبوس بارگہ ہر بادشا
وِرد ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
جان و مال خویش بر جانان فدا
سینۂ اہلِ صفا از ہر غبار
خواہش دولت نہ فکر کیمیا
بیقرار ہوکر ایرج نے دعا کی کہ

صحرا سے گرد اڑی نیلم و فیلم لشکر ایرج کا لیکر پہونچے اب جو ملازمان ایرج نے ایرج کو اس آفت مین دیکھا تلوارین کھینچ کر جا پڑے کشتا پورسے گھوڑا ایرج کا پہونچایا کرہ بن اشقر کی پشت پر سوار ہوے حسب طرف آئے افسر کو تاک کر مارا میمون نے قہر و غضب تمام ایرج پر جا پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے سحر کر کے آگ برسائی تب ایرج لوح کو چمکاتے ہوے طرف میمون کے بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا پھر مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر رد کا جیسے ہی قصد کیا کہ پلٹون ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا گھبرا کر سپر سحر کو اُٹھایا برق شمشیر جو گری سپر کو کاٹا خرمن حیات کو برق شمشیر نے جلا دیا مارا جانا میمون کا کہ ہنگامہ ہوا ساحر بھاگنے لگے افسر کلان آکر شریک ہوا عرض کی غلام کو معاف فرمائیے ایرج نے سب کو مطیع کیا سب نے بخوشی اطاعت اسلام قبول کی اب ایرج قلعۂ طلسمی مین آئے مال طلسمی نکلوایا ایک اژدہا جو الی طلسم مین تھا اُسکو مار پوست کشتی کرائی اُسکو درست کرا کے ارابے پر لادا اکئی سوار ابہ زر سرخ و سفید کا لاکھ جادو گر اُنکی افسر ملکہ دخان جادو فرمایا طرف طلسم ہفت پیکر کے جاو بیقرار ہین کہ قاسم کو جا کر مین رہا کرون اس زور و شور سے ایرج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان چابک صبا رفتار کے گزارش ہوتے ہین رہائی جہانگیر کی مکر ہفت پیکر سے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف

طالب کو وصل کے بدلے رات بھر جواب
تارِ نظر کمر ہی نظر کا کمر جو اب
تکیے کا نام شہر خموشان ہو اسلیے
طالب ہوے تھے دید کے غش کھا کے گر پڑے
تیرِ نگہ کو دل مین جگر مین جگہ ملے
اُس گل نے پڑھ کے نامے کے پُرزے اُڑا دیے
تارِ نگاہ و غنچۂ گل کی نظیر کیا
تو قتل سے بچا مرا خط بھی پڑھا گیا
معجز نمائیون پہ جو آئے مرا مسیح
عہدِ شباب مین تھا مزا اچانک تاک کا
تقدیر کا لکھا کہ جب آیا دمِ اخیر
وصفِ رُخِ صبیح کے مضمون ہین رقم
کرتی ہی ہمسری شبِ زلفِ دراز سے
شب بھر تو شور قلقلِ مینا تھا بزم مین
طولِ شبِ فراق جو مین نے بیان کیا
وہ ماہِ اوجِ حسن اگر امتحان لے

دیگا ترے سوال کا مرغِ سحر جواب
باریک راہ ہی مجھے دیگی نظر جواب
دیتا نہین لحد مین بشر کو بشر جواب
موسے کو کیا ملا یہ سرِ طور پر جواب
ہی اس سوال کا لبِ سوفار پر جواب
لائی یہ خطِ شوق کا بادِ سحر جواب
مثلِ کمر دہن ہی دہن کا کمر جواب
اُس ترک سے ملا بھی کچھ اے نامہ بر جواب
دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب
رعشہ ہی سر مین دے گیا پائے نظر جواب
لایا سوال وصل کا تب نامہ بر جواب
اس فقرہ کا تو دے یہ بیاضِ سحر جواب
اے شامِ ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
دینے لگی سحر کو صبوحی مگر جواب
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
دیوان الوری کا لکھون اے قمر جواب

چہرہ عیاران طرار و طراران خنجر گزار اس داستان دلستان کو یون تحریر کرتے ہین شعر واقفانی کہ در سخن فردانند + شرح این داستان چنین کردند + سابق مین گزارش کرچکا ہون کہ دارا ب وجہانگیر داخل قصر عشرت ہین ہر وقت معشوقان پریچہرہ حاضر خدمت چالاک و فتاح کشوری ایک قصر مین قید ہین عیارون کا سامنا ہفت پیکر کا نہین ہوا کئی مرتبہ نگہبان نے عرض بھی کی ہفت پیکر سے حکم ہوا کہ ان مکارون کو پڑا رہنے دو تکلیف اُٹھائین قید خانے مین پڑے ہی رہین ایک دن چالاک سوچا کب تک پڑے رہو گے کچھ نکلنے کی تدبیر کرین ایک دن صبح کو جو اُٹھا چیخین مار کر رونے لگا نگہبان نے پوچھا ارے قیدی کیون روتا ہی چالاک نے کہا کہ ابھی مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا مین نے

قدرت کو سجدہ کیا مجھے قتل کر ڈالو زبان میری کاٹو کہ اس زبان سے قدرت پر لعنت کی لیکن اب مین
آگاہ ہوا کہ وہی پیدا کرنیوالا ہی اُسی نے سب کو شرف عطا کیا نگہبانون نے افسر سے عرض کی افسر نے کہا کہ
اسکو قید سے رہا کرو پاس اسکے آقا کے پہونچاؤ قید چاپک کی کاٹی در قصر عشرت پر جو چاپک کو لائے
دیکھا فوجین لندھور و قاسم کی در قصر عشرت پر اُتری ہین اندر آیا جہانگیر کو بڑے عیش و عشرت مین
دیکھا بیٹھے ہین پہلو مین معشوقہ پریچہرہ ناچ گانا ہو رہا ہی چاپک کو دیکھکر جہانگیر خوش ہو گئے فرمایا ای
چاپک تم بغیر یہ عیش و نشاط خاک تھا چاپک نے مجت مین ہفت پیکر کی جہانگیر کو مبہوت دیکھا آٹھ پہر
ہفت پیکر کا نام زبان پر چاپک خاموش ہی مگر موافق مزاج جہانگیر باتین کرتا ہی ایک دن عرض کی
کہ ای شہریار برائے شکار چلیے جہانگیر نے طرف نخل وحی کے دیکھا آواز دی کہ یا خداوندا اگر حکم ہو برائے
شکار جاؤن نخل سے پتہ گرا اُسپر مرقوم تھا کہ برائے شکار جاؤ جہانگیر نے ملازمون کو حکم دیا پہلے قسر اول
حاضر ہوئے چاپک جہانگیر کو لیکر واسطے شکار کے چلا معشوقہ کو بھی ساتھ لیا بارگاہ زربفتی ساتھ ہی
صحرا مین آئے شکار کھیلنے لگے دن کو شکار کھیلتے ہین رات کو آکر معشوقہ سے صحبت ہوتی ہی ہنگامۂ عیش و
نشاط گرم ہوتا ہی دو دن شکار مین گذرے تیسرے دن چاپک شب کو اس فکر مین نکلا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ آقا اس بلا سے مہلت پائین پھرتا پھرتا شب ماہ ہی صحرا مین ایک باغ دیکھا اندر سے گانے کی آواز آئی
چاپک عیار دیوار پر چڑھ کے باغ مین اُترا دیکھا صحن باغ مین چبوترے پر ایک نازنین بیٹھی ہی ناچ گانا
ہو رہا ہی دو تصویرین سامنے رکھی ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی ہی کبھی ماش کے دانے مار دیتی ہی چاپک یہ
معاملہ دیکھ رہا ہی گانے والی برائے رفع حاجت آئی چاپک نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل
مین آیا ایسا گایا کہ مالک سب کی افسر منتظم جادو بیقرار ہو گئی چاپک کو بہت کچھ دیا کہا تو آج تو
ایسا گا رہی ہے کہ بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و عیش سے بھر دیا دونون باتین حاصل ہوئین فرحت تازہ و سرور بے انداز
چاپک نے کہا کہ اب دن کو گاؤنگی منتظم نے کہا ہمین ہمکو فرصت بہت کم ہی جہانگیر جو قصر عشرت مین ہی
اُسکا انتظام میرے سپرد ہی چاپک خاموش ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین ساقی گری خوب کرتی ہون کنجی
میخانے کی مجکو دیجیے منتظم نے کنجی چاپک کو دی چاپک نے میخانے مین آکر شراب تقسیم کرنا شروع کی پانچ
سات گلابیان نہایت لطف سے محفل مین لایا پیشواز منگا کر پہنی زنانے کپڑے پہن کر خوب ناچا خوب
گایا جام لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے منتظم کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو

سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکے جھکا منتظم نے جام لیا بےخوف پی گئی چاپک نے دورہ باندھا دو گھڑی مین سب کو
شراب پلائی منتظم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی ساتھ والیان بھی اُٹھ اُٹھ کر گرین سب بر لب فرش
فرش ہوئین چاپک نے خنجر کھینچا یہان بارگاہ جہانگیر مین وہ وقت ہی کہ معشوقہ سے اختلاط ظاہری کر رہے
ہین کہ چاپک نے خنجر مارا منتظم کا سر کٹا سر کٹتے ہی ایک شعلہ بھڑک کر گرا تمام کنیزین جلنے لگین باغ مین
آگ لگ گئی چاپک منتظم کو مار کر بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ جہانگیر نے اُس معشوقہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوئی جہانگیر بھی بیہوش ہو گئے سب لشکر والے غافل
پڑے ہین کہ چاپک آکر پہونچا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین بارگاہ مین آیا دیکھا پہلو مین جہانگیر کے
ایک سیاہ رو زنگن پڑی سو رہی ہی جہانگیر بھی بیہوش ہین چاپک نے پہلے جہانگیر پر گلاب کیوڑہ
بید مشک چھڑکا جہانگیر نے آنکھ کھولی گلے مین تصویر ہفت پیکر پتلے بازو پر بندھے ہین جہانگیر نے کہا
کہ اے چاپک یہ ہفت پیکر کون شخص ہی پتلے کسنے پتھر کے میرے بازو پر باندھے چاپک نے رو رو کر
سب کیفیت بیان کی کہا آپ کے غلام نے جا کر منتظم کو مارا تب حضور اپنے ہوش مین آئے دیکھیے معشوقہ
آپ کی سو رہی ہی یہ دام مکر بچھانے پھیلایا تھا جہانگیر نے کہا کہ اے چاپک پروردگار ہر جگہ مالک ہی
نہین معلوم قاسم نوجوان کسکے سحر مین مبتلا ہین اب چل کر اُنکی تدبیر کرین صبح کو پشت مرکب پر سوار ہوے
چاپک نے رکاب پر ہاتھ رکھا پانچ سو جوان ہمراہ تھے اُنکو ساتھ لیکر اُس صحرا سے نکلے کوہ یاقوت پر
صبح کو ہفت پیکر کا جلوس تھا یاقوت تاجدار سامنے حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ اے بندگان
من عیار مکار نے بڑی بے ادبی کی کہ منتظم جادو کو مارا جہانگیر کو لیکر نکل گیا کوئی ایسا سردار ہی کہ
مشکین باندھ کر جہانگیر کو لائے بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے پہلوان جمع ہین ہر ایک نے قصد کرکے
عرض کی کہ اگر حکم خداوند ہو فوراً مشکین باندھ کر لائین سرکش فیل سوار غیر ساحر ہی چالیس ہزار
فوج کی جمعیت سے تلاش جہانگیر مین چلا جہانگیر اُس جنگل سے نکلے کئی صحرا طی کر چکے ہین کہ ایک گانون
سامنے معلوم ہوا چند مکان خام اور پختہ اور چھپر ہزارون پڑے ہوئے اندر سے گانون کے گرد اُڑی
دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من ایک ٹٹوے پر سوار تیغہ چوڑا کمر سے لگا ہوا ڈھال سیاہ دردن کی
پشت پر تیر کمٹھا بائین ہاتھ پر لٹکائے ہوے پشت پر بارہ ہزار ملازم دھوتیان باندھے ہوے مرزائی
پہنے ہوے اُدراج کے مالے گلون مین ایک دانہ اُدراج کا اور ایک سونے کا اس طرز سے مرزائی پہ

میرے پاس ہی تاج افراسیاب کا اُسمین جواہر ہی جب ہمن نے دکھایا مہاجنون نے یہ کہا کہ اسکی قیمت کوئی
بڑا مہاجن لگائیگا کلنگ نے کہا کہ ہین تو دکھیون چابک نے تو بڑے سے نکال کر ایک ڈبہ پیش کیا
کلنگ نے دیکھا کہ ایک چاندی کا ڈبہ کیسا خوبصورت بنا ہی کہ سبحان اللہ کلنگ بیقرار ہو گئی کہا کہ
میان چابک اسے کھول کر دکھیون چابک نے کہا کہ حضور اسے دیکھیے نہین آپ تو میرے مال کی غفلت
نگہبان ہین میرا دل بیتاب ہوتا ہی آپ کھولنے کا نام لیتی ہین مین بیقرار ہون باغ سیب مین جا کر
عیاری کی افراسیاب ایسے ہوشیار کو بیہوش کیا تب یہ چیزین دستیاب ہوئین آپ اُنھین دیکھنے کو
کہتی ہین خیر دیکھ لیجیے جیسے ہی کلنگ نے ڈبہ کھولا دھوان نکلا کلنگ بیہوش ہوئی چابک نے
خنجر مارا اندھیرا ہو گیا چابک کود کر بھاگا آوازین پشت پر سے آتی ہین کہ او ظالم غضب کیا کہ ایسی
ساحرہ کو مارا قدرت تجھسے بدلہ لین گے جب کہی کوس نکل آیا تو آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ جادو
بود پھر آوازین آنا موقوف ہوئین چابک صورت بدل کر بھاگا ہوا لشکر سرکش مین آیا دیکھا فوج مین
جا بجا ذکر ہو رہا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر منگایا اب پہلوان صاحب قتل کرینگے چلو چل کر پسر حمزہ کو
دیکھ تو لین کوئی کلمات حسرت کہہ رہا ہی کہ بھائیو مسلمان بلا کے ہین طلسم نورافشان کو فتح کیا افراسیاب
ایسے ساحر کو مارا اب طلسم ہفت پیکر پر سب کی لشکر کشی ہی دیکھین کیا ہوتا ہی چابک سُنتا ہوا بارگاہ
مین آیا دیکھا سرکش تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر سامنے مسلسل و مطوق بیٹھے فرما رہے ہین کہ او مکار عیار
کے بھروسے پر دعوی پہلوانی انشاء اللہ کھل جائیگا سرکش کہتا ہی کہ او پسر حمزہ دم بھر مہلت
نہ دونگا سر کاٹ کر تیرا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا مین جسپر چڑھ کر گیا اُس ملک کو ویران کیا
میرے ہاتھ سے کبھی حریف نہین بچا ارے جلاد کو بُلاؤ چابک ڈھاٹا باندھے ہوئے شلنگین لگاتا ہوا
خنجر کھینچے ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای شہنشاہ پہلوانان مین مسلمانون کے نام کا دشمن ہون جسکو اشارہ
کیجیے اُسے قتل کرون سرکش نے کہا کہ اس مسلمان کا سر کاٹ لے چابک جھپٹ کر قریب جہانگیر کے آیا
اشارہ کیا کہ آقا غلام آپ کا حاضر ہی ذرا سنبھل کر بیٹھیے غلام ہتھکڑی کاٹتا ہی جہانگیر یون ہی زنجیر
ہلا رہا تھا اب تو تیور پر بل پڑ گئے سنبھل کر بیٹھے سرکش نے حکم دیا چابک نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی خانۂ زدر
مین آکر قید کو توڑ کر پھینک دیا ایک پہلوان کو اُٹھا کر مارا نعرہ کر کے لڑنے لگے پانچ سو سوار انکے گوش بر
آواز تھے اپنے آقا کے نعرے کی آواز سُنتے ہی جا پڑے چابک نے چند حقے آتشبازی کے مارے جہانگیر

لڑتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سرکش گینڈے کو اُڑا کر باہر نکلا جہانگیر کو لڑتے دیکھکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہانگیر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا سرکش نے کہا کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان سرکش نے کہا کہ غلام مسلمان ہوتا ہی جہانگیر نے ہاتھ سے رکھدیا سرکش قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پکارکر آواز دی کہ خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے افسران فوج آکر حاضر خدمت ہوے خیمے بارگاہین موجود مین بارگاہ استادہ ہوئی جہانگیر سرکش کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت آراستہ ہوئی کہا ای برادر شاہزادہ خاور سپاہ ہماری فوج کا افسر بلا مین مبتلا ہی ہفت پیکر پرست ہو گیا ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے کو تا طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن قاسم کو چھڑاؤن سرکش نے عرض کی کہ غلام آپ کو لے چلیگا مگر ای شہریار کیا تدبیر ہوگی یہ مقامات عجائب و غرائب سے مملو ہین سحر کا اُسکے زور بندھا ہوا ہی جو کہتا ہی وہی ہوتا ہی کیونکر کہون کہ آپ چلیے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر جب تلوار کھینچی کوئی شعبدۂ سحر سامنے نہین آتا جب مین نورافشان مین پہونچا اول نغنغہ ملا پھر لوح بھی لی گُلِ حیات کوکب پر قبضہ کیا میان کوکب کی جان پر بنی تھی صاحبقران آگئے مجکو زیر کیا مین نے سب تحفہ جات کوکب کے سپرد کیے یہان بھی سبب پیدا ہوگا قاسم کی رہائی ہم دست چیپون کے ہاتھ سے ہو دست راستی کا اسمین دخل نہ ہوا اور سب جوان چلے ہین کشتی گیر و کشتی گیرزادہ بلکہ خبر پائی ہی کہ نورالدہر نے کوئی طلسم فتح کیا لیکن ہمارا شیر دلیر بھی برابر پہونچا دوسرا طلسم ایرج نے فتح کیا افسوس ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور ہم نہ پہونچین سرکش نے عرض کی کہ حضور وہان بڑی مشکلین ہین مین کیونکر عرض کرون کہ تا بہ کوہ ہفت پیکر پہونچین اور جو شخص اُسکے عجائب و غرائب مین مبتلا ہو اُسکو آپ رہا کرلین نہایت ہی دشوار ہی جہانگیر فرماتے ہین کہ ای برادر تم چلکر دیکھنا کیسی تلوار چلتی ہی الامان الامان کی صدا بلند ہوگی سرکش نے عرض کی کہ غلام دامن دولت نہ چھوڑیگا حضور کے ساتھ چلیگا کہا کہ لشکر تیار کرو سرکش نے نکل کر قرناکرائی لشکر تیار ہونے لگا چابک قریب جہانگیر کھڑا ہی چپکے چپکے کچھ عرض کر رہا ہی کہ لشکر مین بلٹہ ہوا باعث یہ ہی کہ کوہ الماس پر تصویر ہفت پیکر اپنے بندون سے باتین کر رہی ہی کہ الماس تاجدار نے عرض کی یا خداوند سرکش فیل سوار جو پہلوان گیا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا تصویر نے جماہی لی آواز دی کہ ارے سرکش پہ کیا گذری ایک طائر پہلوے کوہ سے پیدا ہوا آواز دی کہ یا خداوند

سرکش مسلمان ہوگیا اُسی منضوب کا ساتھ دیا تصویر نے آواز دی کہ ای طائر قدرت گنہگار کو لینا وہ
طائر غائب ہوا اہالی لشکر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو پکارتا ہوا کہ ارے گنہگار کہان ہو راہ مین
جسنے روکا کسی کو طمانچہ مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو لات ماردی وہ پامال ہوا اس طرح لشکر والون کو
مارتا ہوا جہانگیر کا نام زبان پر چلا آتا ہی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی ایک زنگی لشکر کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی جہانگیر تلوار کھینچ کر اُٹھے چاپک ایک جانب بھاگا گوشے سے آکر دیکھنے لگا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے
سامنے اُس زنگی کے پہونچے زنگی نے للکارا کہ منم شہباز راز دار میرے سامنے یہ بے ادبی جہانگیر
نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون اُسنے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا آواز دی کہ او سرکش
تجکو کچھ خوف نہ آیا قدرت کو بُرا کہا تلوار کھینچکر سرکش بھی جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایک ہاتھ پر جہانگیر
چڑھا ہوا ہو دوسرے ہاتھ سے تلوار سرکش کی بھی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے سرکش کو بھی اُٹھا لیا
دونون کو لیکر لشکر والون کو آواز دی کہ تم یہین پڑے رہو آب و دانہ تم سب پر بند جو حکم خداوند
ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ کہکے اشارہ کیا مُنھ سے دھوان چھوڑا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درہ کوہ کھل گیا
دھوان نکل رہا ہی اسقدر دھوان مُنھ سے نکلا کہ سارے لشکر کو دھوئین نے گھیر لیا دھوئین مین اہل
فوج مبتلا ہوے جہانگیر و سرکش کو لیکر طرف آسمان کے چلا کوہ الماس پر پہونچا تصویر سے
عرض کی کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہین بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ ان دونون کو قصر مشقت مین لیجاؤ
ذرا اپنے حال زار کو دیکھین یہ جو تصویر نے آواز دی جہانگیر اور سرکش کے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا
آنکھین بند ہونے لگین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک قصر تنگ و تاریک ہی جہانگیر نے اپنے کو
قریب سرکش فیلسوار پایا زنجیرین ہلانے لگے اندھیرے مین سر ٹکراتے ہین کسی مددگار کو نہین پاتے ہین
دن بھر اسی آفت مین گذرا شام جو ہوئی دروازہ کھلا وہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون دو روٹیان اور ایک
آبخورہ پانی کا لیکر آیا جہانگیر کے آگے جو رکھا جہانگیر نے پھینک دیا کہا یہ لیجا کر ہفت پیکر کے سر پہ مار
صاحبقران کے بیٹے کے واسطے یہ کھانا کیا رئیس زادے قید نہین ہوتے اُس زنگی نے کہا کہ او جوان
قیدی کو یہی کھانا ملتا ہی اول تمکو قدرت نے قصر عشرت مین داخل کیا اُسکا انجام یہ ہوا کہ تم قصر عشرت
سے نکل گئے اب چندے تمکو اسی مصیبت مین رہنا پڑیگا جب تک کہ قدرت کا حکم نہ ہو تب تک یہاں سے
رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے زنگی چلا گیا جہانگیر نے کھانا نہ کھایا سرکش نے کھایا کہا کہ ای شہریار یہ اسے

بس مین ہین کیا اختیار جہانگیر نے کہا کہ ہم نہ کھائین گے دوسرے دن پھر زنگی آیا جہانگیر کا عجب حال دیکھا ہر چند زنگی نے بھی کہا کہ ای شخص کھانا کھا کیون جان دیتا ہو یہان کوئی پوچھنے والا نہین ہو اور ای گنہگار اب تجھسے بات نہین کیجاتی ہو جہانگیر نے کہا کہ میرا رزاق مطلق مجکو رزق پہونچائیگا زنگی چلا گیا مگر پھرتا ہوا جاتا ہو کہ اسنے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و کم سن بیٹھا ہوا نخل کے نیچے رو رہا ہو زنگی نے کہا کہ ای لڑکے تو کون ہو کیون روتا ہو لڑکے نے کہا کہ باپ میرا شکار کو آیا ایک شیر نے اُسکو کھا لیا مین تین دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون زنگی کو اس لڑکے کے حال پر رحم آیا کہا کہ میرے ساتھ چل مین ایسے مقام پر تجھے پہونچا دون کہ نہایت چین سے رہیگا لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا زنگی لڑکے کو لیکر چلا جنگل مین ایک قصر تھا اُسمین لایا کنیزین وہان بیٹھی تھین اُنھون نے پوچھا ارے سیاہ صحرائی یہ لڑکا کون ہو زنگی نے کہا کہ اسکے باپ کو ایک شیر کھا گیا یہ بھوکا پیاسا جنگل مین پڑا تھا مین اسکو لے آیا ہون خدمت مین ملکۂ عالم کی رہیگا کھانا ملا کریگا تم سب کا کام کریگا ملکہ کہان تشریف رکھتی ہین کنیزون نے کہا کہ ملکہ ماہ رخسار بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین ابھی سو کے اُٹھی ہین زنگی لڑکے کو لیے ہوے بارہ دری مین آیا ایک نازنین آفتاب عالمتاب نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو سیاہ صحرائی نے سلام کیا لڑکے کو دیکھکر ملکہ نے پوچھا کہ ارے یہ لڑکا کسکا ہو سیاہ نے کہا کہ حضور اس طرح اسکا باپ مارا گیا یہ بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا تھا ملکہ نے لڑکے سے اشارہ کیا لڑکا بیٹھ گیا سیاہ صحرائی نے عرض کی کہ حضور ایک نیا معرکہ گذرا ہو آپ نے جو حکم دیا تھا مین جا کر دو افسرون کو پکڑ لایا ایک شخص اُنمین ایسا حسین و جمیل و شکیل ہو کہ جی چاہتا ہو اُسکی صورت دیکھا کرین آج تیسرا دن ہو کہ اُسنے کھانا نہین کھایا جب سمجھاؤ تو کہتا ہو کہ ہمارا رزاق مطلق پہونچائیگا آج تو بیہوش پڑا تھا ماہ رخسار نے کہا کہ ارے وہ بڑا رئیس زادہ ہو مین نے سُنا ہو کہ حمزۂ عرب کا بیٹا ہو بلا مین پھنس گیا ہو ہم آج کھانا بھیجین گے قدرت کا تو یہ حکم ہو کہ تڑپا تڑپا کے مار ڈالو قدرت نے تو اسکو عیش و جیش دیے قصر عشرت سے یہ نکل گیا قدرت کی پرورش کا کچھ خیال نہ کیا یہ سُنکر سیاہ صحرائی تو چلا گیا لڑکا کام خدمت مین مصروف رہا جب دن قابل باقی رہا خواص کو بلا کر حکم دیا کہ ارے نرگس ہمارے خاصے مین سے کھانا لیکر قیدخانے مین جا قیدخانے مین دو آدمی ہین جسنے تین دن سے کھانا نہین کھایا اُسکو کھانا کھلا آ نرگس کھانا لیکر چلی اُسی قیدخانے مین آئی جہان ہمیشہ ال جہانگیر پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئی جہانگیر سر زنجیر پر خم کیے اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے کہ نرگس نے

قریب آکر کہا کہ میان اُٹھو کھانا کھالو ملکہ ماہ رخسار کو دعا دو اُنکے تصدق سے یہ کھانا ملتا ہی جہانگیر نے بقہر و غضب اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ او شفتل کچھ دیوانی ہوئی ہی صدقہ تو جاکر کسی محتاج فقیر کو کھلا اُنکو کیون ہمارے حال پہ رحم آیا جو جبر چاہین کرین ہم کبھی ایسا کھانا نہ کھائین گے نرگس مٹک کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ میان کچھ دیوانے ہوے ہو نہ کھاؤگے نہ کھاؤ قیدی کے واسطے خاطر کیا ملکہ کو خیال آگیا کہ اپنے خاصے سے یہ کھانا بھیجا تم نخرے کرتے ہو جہانگیر نے جھڑک دیا نرگس بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی یہان دسترخوان بچھا ہی ملکہ لڑکے سے باتین کر رہی ہین ایسی لڑکے نے میٹھی میٹھی باتین کین کہ ماہ رخسار بنہایت محبت سے باتین کر رہی ہی کہ نرگس بکتی ہوئی آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کہ ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے کہا کہ واری وہ جوان تو بڑا سخت مزاج ہی بھوک سے آنکھون مین دم ہی اُسپر ٹراتے ہین مین نے جو کہا کہ ملکہ کی ترقی حسن و جمال کی دعا کرو اُنکا صدقہ قید خانے مین کھانا ملتا ہی یہ سُنکے تو وہ بہت جھلایا واری مین سچ کہون مجھے اُسکا بُرا نہایت ناگوار ہوا مین کھانا لیکر چلی آئی ملکہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچا کہا او نرگس تیری آنکھین پھوٹین ایسے جلیل سے یہ سخت کلامی کیون وہ کھانا کھاتا ہم خود کھانا لیکر جائین گے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ روشنی تیار کرو کنیزون نے لالٹینین الماس نگار و یاقوت نگار ہاتھ مین لین ملکہ کے ساتھ ہوئین ملکہ خرامان خرامان چلین یہان جہانگیر کو آج چوتھا دن ہی دل بیقرار ہی بھوک سے شکم و پشت ملا ہوا سر زنجیر پر خم کیے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ دروازہ کھُلا جہانگیر سنبھل کر بیٹھے کہ روشنی نمودار ہوئی چند کنیزون نے آکر لالٹینین رکھین بعد تھوڑے عرصے کے ایک ماہ تابان و مہر درخشان بنہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن خرامان خرامان قید خانے مین آئی مسکرا کر کہا کہ نرگس وہ میان جوان قیدی کہان ہین نرگس نے جہانگیر کی طرف اشارہ کیا اب جو نگاہ ملکہ ماہ رخسار کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی عجب جوان حسین کو دیکھا آنکھون مین حلقے یہ آنکھین نرگس شہلا ہین یا نرگس بیمار ہین یا آہوان خطا و ختن کھینچے ہوے تلوار ہین ابروے خمدار کمان کیانی تیر مژگان بر اے شکار طائر دل لیس ہین گردن صراحی دار چوڑا سینہ پھٹا ہوا کُرتہ زیب جسم دیکھتے ہی ماہ رخسار کا یہ حال ہوا کہ پیشانی پر پسینا آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا جہانگیر کی بھی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک معشوقہ خوبرو خوشخو عنبرین مو نشان شب فراق گیسو بقول شاعر شیرین کلام

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین		کبھی چھُری کبھی تیری کٹار ہین پلکین	

سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین
یہان گذرتی ہی آنکھونمین رات وعدے کی
وہ آنکھ جس سے پھری اُس سے پھر گئین یہ بھی
کھڑی ہی سینون کو تانے ہوے صف عشاق
یہ کاوشِ مژہ لیجائیگی کہین پسِ مرگ
جگر کی پھانس ہی مژگانِ یار کی الفت
غضب ہی شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
جھپک گئی تھین شبِ ہجر مین کہین ہی دل
نہ لگ چلے بہت آہوے چشمِ یار سے دل
رُلا رہی ہی لہو یادِ حق جو آنکھون کو
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین ہین آنکھین

فراقِ یار مین یون اشکبار ہین پلکین
گواہ طولِ شبِ انتظار ہین پلکین
شریک گردشِ لیل و نہار ہین پلکین
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین
کہ اپنے کام مین زیرہ ضرار ہین پلکین
جو دل مین چبھ کے نہ نکلین وہ خار ہین پلکین
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
کہ تیر افگن و ضیغم شکار ہین پلکین
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین
زبانِ چشمِ سخنگوے یار ہین پلکین

عجب حسین و مہ جبین کو دیکھا کہ جہانگیر کے بھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا قلب تھرا گیا سر جھکا لیا ملکہ اپنے کو سنبھالنے لگین بعد عرصۂ دراز کہا کہ کیون صاحب کھانا کیون نہین کھایا جہانگیر نے کہا کہ طبیعت بے لطف تھی آپ کی کنیز جو کہ صدقہ کھلاتی تھی ہمنے نہ کھایا ملکہ نے آنکھ سے اشارہ کیا قید جہانگیر کی کٹ گئی مسکرا کر اُٹھین کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو باغ مین لاؤ یہ مقام ہمارے بیٹھنے کا نہین ہی جہانگیر نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای ملکہ عالم اگر ہمکو رہا کیا تو ہمارے رفیق کو بھی رہا کرو ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا سرکش کے بھی جسم سے سب قید گری سرکش بھی اُٹھ کر ساتھ ہوا ملکہ آگے آگے جہانگیر اور سرکش کو لیکر چلین شدت سے بھوک کی جہانگیر سے چلا نہین جاتا کبھی اکڑتے ہوے چلتے ہین کبھی سرکش کا ہاتھ تھام لیا آکر باغ مین پہونچے دیکھا کہ باغ پُر بہار جنت نظیر شب کا وقت چاندنی کی بہار جب نسیم چلتی ہی بھینی بھینی بو پھولون کی آتی ہی روش پٹریان آراستہ ایک جانب جوانان چمن کا نکھار نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی عشق پیچان نے دام پھیلایا ہی طائران باغ کو پھنسایا ہی کبک خوش رفتار قہقہہ زن بار اثمار سے سر بسجود شاخہاے نخل چمن پھولون کے جابجا انبار باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار شراب شبنم سے سر گلعذار سرشار یہ تماشا جہانگیر دیکھتے ہوے بارہ دری مین پاس ملکہ ماہ رخسار کے آکر بیٹھے سرکش فیل سوار

اقبال پر شاہزادے کے عش عش کرتا ہی پیچھے آکر جہانگیر کے بیٹھا اُس وقت ہنگامۂ صحبت گرم ہی ملکہ نے دسترخوان کو اشارہ کیا دسترخوان بچھا ملکہ نے اشارہ کیا کہ تشریف لائیے خاصہ حاضر ہی تناول فرمایئے جہانگیر آبیٹھے چابک نے جو اپنے آقا کو دیکھا ملکہ کو آکر سلام کیا جسکو سیاہ صحرائی لایا تھا وہ چابک صبا رفتار ہی آکر رومال ہلانے لگا جب ملکہ خاصہ نوش کر چکین جہانگیر نے اول کھانے مین انکار کیا جب ملکہ مطیع اسلام ہوئین تب جہانگیر نے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے ملکہ نے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو کوئی چیز غلام گائے ملکہ نے اشارہ کیا کہ ساز درست ہو چابک بیٹھ کر تانین مارنے لگا اب تو سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ کہتی ہین کہ میان طفل صحرائی کیا کہنا سب یہی کہتے ہین کہ لڑکا خوب گاتا ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی قضائے کار سیاہ صحرائی جو قیدخانے مین آیا دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین دونون قیدی ندارد بدمزاج وہان سے پلٹا باغ مین ملکہ کے آیا گانے کی آواز سُنی کنیزون سے پوچھا کہ کون گا رہا ہی ایک نے اُنمین سے کہا کہ آج ملکۂ عالم نے بڑی گستاخی کی بالکل خوف خداوند بھولین تمھارا بھی خیال نہ کیا قیدیون کو زندانخانے سے لے آئین اُنکے پاس بیٹھی ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس جوان نے کھانا نہین کھایا تھا اُسپر عاشق ہوئین یہ خبر سُنکر سیاہ صحرائی جھلاتا ہوا کہتا ہوا کہ ملکہ کی کیا شامت آئی ہی مشکین باندھ کر پاس خداوند کے لیجاؤنگا سزا ملیگی یہ عہدہ نکل جائیگا مجھکو برائے حفاظت حکم ہو گا یہ کہتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ ماہ رخسار نے عمدہ لباس جہانگیر کو پہنایا ہی چابک بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرکش پشت پر چپکا بیٹھا ہی کہ سیاہ صحرائی نے آواز دی کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا حرکت کی یہ تمکو مناسب تھا کہ اس قیدی کو خداوند نے سامنے بُلایا ایسا دل بیزار تھا کہ اپنی جانب نہین توجہ کرائی یہی فرمایا کہ اسکو سزا دو جب تو ہمارے سپرد ہوا تم اسکو اِکرکے یہان لائین اور پہلو مین جگہ دی ہی کچھ خوف خداوند نہین بلا تکلف بیٹھی ہو خبر جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اب دونون کو مجھے حوالے کرو مین لیجا کر انکو قید کر دون مین عرض کرتا ہون کہ خداوند سے نہ کہونگا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا سامنے خداوند کے لیجاؤنگا وہ سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرو ملکہ نے بگڑ کہا کہ ای سیاہ صحرائی اب جو ہتے کیا اس مقدمے مین ہمارے شریک رہو اب تو جو کیا سو کیا انکو قیدخانے نہ لیجاؤ دشمنون کی انکے جان جائیگی غضب ہی کہ اس شہر نے چوتھے دن کھانا کھایا سیاہ صحرائی نے کہا کہ بن اٹھین کھینچتا ہوا لیجاؤنگا

جاکر وہیں قید کرونگا یہ کہہ کے طرف جہانگیر کے چلا جہانگیر نعرہ کرکے اُٹھے سیاہ صحرائی نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے نکل گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرے سرکش اپنے مقام سے اُٹھا اسنے پھر کچھ اشارہ کیا سرکش بھی گرا ملکہ ہان ہان کرکے اُٹھی کہتی ہوئی کہ او سیاہ کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار انکو گرفتار کرکے نہ لیجا اگر گرفتار کرکے لے جائیگا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگی سیاہ نے کلمات سخت ملکہ کو کہے جب تو ملکہ نے موے زلف توڑا کھینچ مارا زنجیر آہنی قریب تھا کہ گردن میں سیاہ کے پڑے سیاہ نے نام ہفت پیکر کا جو لیکر اشارہ کیا زنجیر گلے میں ملکہ کے پڑی جھٹکا مارا کہ ماہ رخسارہ زمین پر گرین سیاہ صحرائی چلا کہ سر کاٹ لون چالاک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہتا جاتا تھا کہ آقا سے نابدار انکو سزا دیجیے ملکہ نے بہت خلاف کیا جب اسنے ملکہ کو بھی گرایا اور خنجر کمر سے کھینچا اور طرف جہانگیر کے چلا یہ کہتا ہوا کہ خوب تو نے مکر پھیلایا اسی وجہ سے کھانا نہیں کھایا تھا ملکہ ایسی پری کو تسخیر کر لیا ملکہ کی اُس وقت بیقراری زنجیر آہنی گلے میں پڑی ہی آنکھیں نکل آئین ہیں جہانگیر کے قتل کرنے کو سیاہ صحرائی چلا کلمات سخت کہتا ہوا کہ میں خداوند سے عرض کرونگا ایسے مغضوب کا قتل ہونا ہی بہتر ہی چالاک کہتا جاتا ہی کہ حضور نے خوب سزا دی جھپٹ کے پشت پر آیا حلقہ کمند کا مارا جب بھی مار دیا سیاہ صحرائی چرخ کھا کے گرا جہانگیر و ملکہ دیکھ رہے ہیں کہ چالاک نے لپٹ کر خنجر مارا کہ سیاہ صحرائی کا شکم چاک قصہ پاک مرنے اُسکے اندھیرا ہو گیا عرصے تک سنگباری و برفباری رہی بعد اُسکے آواز آئی کہ کُشتی میرا نام میں سیاہ صحرائی بود ملکہ کی بھی زنجیر جلی جہانگیر نے اُٹھتے ہی چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر تم کیونکر پہونچے چالاک نے کہا کہ میں کل سے حاضر ہوں خدا کی قدرت کہ آپ بھی نہیں آئے جہانگیر نے کہا کہ ملکہ پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا کہ یہ عفریت مارا گیا اب مہربانی تمہاری یہ ہی کہ ہمیں ٹھیک راستہ بتاؤ کہ ہم ہفت پیکر پر جائیں ہمیں معلوم کہ قاسم پر کیا گذری ماہ رخسارہ نے کہا کہ وہ قصر عشرت میں چین کی ہیں اور صاحبقران ایک پہلوان کے مقابلے میں فروکش ہیں اور بھی تمہارے بھائی بھتیجے لشکر لیکر گئے ہیں یقین ہی کہ پہونچے ہوں لیکن ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم ہفت پیکر نہایت مقام سخت ہی وہاں جاکر کیا کیجیے گا مجھے خبر متعلق تھی اب میں خبر نہ پہونچاؤنگی لیکن ہفت پیکر کے سلام کو ضرور جاؤنگی ایسا نہ ہو درانداز درانداز ی کرین کہ ماہ رخسار نہیں آئی اور کوئی فتور نہ برپا ہو اول تو یقین یہ ہی کہ سیاہ صحرائی کے مرنے سے ہفت پیکر پر کچھ بلا نازل ہو تو عجب نہیں یہ

سیاہ صحرائی بڑا ساحر تھا اسکا مرنا قدرت کو شاق ہوگا جہانگیر نے کہا کہ کچھ ہو ہم طرف طلسم ہفت پیکر
ضرور جائینگے ماہ رخسار نے کہا کہ مین نے سر ہتھیلی پر رکھا آپ کے ساتھ ہون جو کچھ گذرے جہانگیر
نے کہا کہ فوج ہماری بلوائی جائے ماہ رخسار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ انکا لشکر لاؤ چالاک نے کہا کہ
مجکو بھی ساتھ لے چلو کنیز نے تخت سحر تیار کیا چالاک کو اسپر بٹھا لیا آگر لشکر والون کو اطلاع کی کہ آقا تمہارے
باغ ماہ رخسار پر ہین تم سب وہین چلو لشکر کوچ کر کے آیا جہانگیر نے بیرون باغ آکر بارگاہ استادہ کرائی
سرکش بھی ساتھ ہی بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوے سب سردارون سے حال بیان کیا
سب نے کہا کہ حضور چلکر طلسم ہفت پیکر فتح کرین ایرج و نورالدہر روانہ ہو چکے ہین یقین ہے کہ
سرحد مین پہونچے ہون اُن دونون شیرون نے دو طلسم فتح کیے جسکی وجہ سے راستہ کھلا دو دن جہانگیر
نے بشکل مقام کیا تیسرے دن رات کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ماہ رخسار نے بارہ سو کنیزین ساتھ لین
ایک ابر تیار کیا قصد ہی کہ روانہ ہون ہوا سے گرد اُڑی سو علم سیاہ نشان لاکھ فوج کا ظاہر ہوا ایک پہلوان
وضع گینڈے پر سوار تمام سوار و پیدل پشت پہ اس دھوم سے آکر پہونچا مقابلے مین جہانگیر کے اُترا آواز دی
کہ ای ماہ رخسار تُنے وہ حرکت کی کہ غضب قدرت مین گرفتار ہوئین منم سلطان ساحران تمہاری
بھی گرفتاری کا حکم ہی بہتر یہ ہی کہ چلی آؤ ورنہ سر میدان گرفتار کرونگا حکم ہی کہ یہ ذلت لاؤ ماہ رخسار
نے جہانگیر سے کہا کہ دیکھیے آمد فوج شروع ہو گئی یہ ساحر جو آیا ہی نہایت زبردست ہی جہانگیر نے کہا
کہ جب ہمین انکے خداوند سے جنگ منظور ہی تو یہ بیچارے کیا ہین جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لشکر مین
چرچے ہونے لگے چالاک نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین انشاء اللہ رات ہونے دیجیے گرفتار
کر لاؤنگا سلطان ساحران اُتر پڑا اسنے طبل جنگی بجوایا یہان خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان
ہونے لگین چالاک رنگ و روغن عیاری کا لگا کے لشکر مین سلطان کے آیا دریافت کیا معلوم ہوا
کہ سلطان سحر تیار کر رہا ہی چالاک نے ایک مقام سے نقب دینا شروع کی سلطان بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی
اسباب سحر سامنے رکھا ہی کہ زمین کا ایک طبقہ ٹوٹا ایک ساحر زمین سے نکلا پکارتا ہوا کہ منم فرستادہ خداوند
ہفت پیکر سلطان ٹھہر گیا ساحر نے نکلتے ہی نامہ دیا سلطان نے کہا کہ ارے تو زمین سے کیون آیا
کہا قدرت نے فرما دیا تھا کہ عیار اُسکا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ تجھے گرفتار کر کے مار ڈالے مین
اس طور سے آیا آپ نامہ پڑھیے سلطان نے نامہ کھولا اُسمین لکھا تھا کہ ای سلطان تمہاری مدد کو یہ ساحر

آتا ہی جو تعلیم کرے بموجب اُسکے کاربند ہونا خلاف اسکے حکم کے نہ کرنا اُسی وقت سلطان نے کہا کہ ای ساحر کل جنگ ہی ماہ رخسار نہ آئی عشق مین جہانگیر کے مبہوت ہی سیاہ صحرائی کو قتل کرایا آپ جہانگیر کا ساتھ دیا ساحر نے کہا کہ حضور انگیٹھی آگ کی منگائین آگ روشن کرین تو مین عرض کرون سلطان نے انگیٹھی منگائی آگ اُسمین روشن کی لوبان اپنے پاس سے ساحر نے نکالا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے سلطان نے لوبان ہاتھ مین لیا قصد کیا کہ آگ پر ڈالون کہ اسباب سحر جو سامنے رکھا ہی ایک تیلی سنہری اُٹھ کر ناچنے لگی کہتی جاتی ہی کہ گھڑی دو مین مر گیا جیگی سلطان نے پلٹ کر طرف چابک کے دیکھا کہا کہ ای ساحر دیکھ تو تیلی کیا کہتی ہی جیسے ہی چابک طرف تیلی کے پلٹا سلطان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ او ناعیار مجکو ایسا ناسمجھ سمجھا ہی آج سب مسلمانون کی قضا میرے ہاتھ سے ہی چابک زمین پر گرا تیلی نے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سلطان نے چابک کو گرفتار کیا خدمتگارون کو آواز دی خدمتگارون نے آکے ایک عیار کو پڑے ہوئے دیکھا کہا کہ اسکو لیجاؤ قیدخانے مین قید کرو خدمتگار کشان کشان لے چلے داروغۂ جیل خانے کو آواز دی زندان جادو دوڑا ہوا آیا چابک کو سپرد کیا زندان جادو چابک کو لیکر قیدخانے مین آیا چابک نے کہا کہ ای زندان سلطان ہماری سماعت نہین کرتے ورنہ جہانگیر اور ماہ رخسار کو گرفتار کر لاتے تم ہماری سفارش کرو ہمکو رہا کرا دو ہم قدرت خداوند ہفت پیکر سے آگاہ ہوے کہ سونے کی تیلی ناچتی تھی ہفت پیکر مین یہ قدرت ہی پھر ہم کیون نہ ایسے کو سجدہ کرین یہ کہکے سجدے کرنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر مین دل سے تیرا مطیع ہوا مجکو حکم ہو کہ مین جاکر جہانگیر اور ماہ رخسار کو پکڑ لاؤن بندون مین خداوند کے ہمیشہ رہون زندان جادو نے کہا کہ ای عیار طرار ایسا نہ ہو کہ مین تجکو رہا کرون اور تو پلٹ کر نہ آئے چابک نے کہا کہ جو زبان سے کہون اور وہ نہ ہوے ابھی جاکے دونون کو لاتا ہون زندان نے عہد واثق لیکر چابک کو رہا کیا چابک عیار قیدخانے سے نکل کر بھاگا حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون جنگل مین پھر رہا تھا کہ دیکھا دو گنوار آتے ہین بڑھ کر چابک نے دونون کو بیہوش کیا ایک کو جہانگیر بنایا اور ایک کو بشکل ماہ رخسار دونون کے پشتارے پشت پر باندھے لشکر مین سلطان کے آیا لوگون نے پوچھا کہ مہتر صاحب کسے لائے چابک کہتا ہوا کہ یارو کیا پوچھتے ہو مجکو خداوند کا ارشاد ہوا مین اُن سردارون کو پکڑ لایا کہ جنکے نہ ہونے سے لشکر بے سردار ہو گیا کل سب لشکر بھاگ جائیگا یا آکر اطاعت کرینگے یہ کہتا ہوا سامنے زندان کے آیا

کہا ای افسر عالی مین ان دونون کو لایا زندان خوش ہوگیا کہا کہ ای چابک کمال کیا کہا حضور یہ کتنی
بڑی بات ہی میرا اعتقاد تھا شراب پلاکر بیہوش کرلایا ای زندان جب لشکر حمزہ مقابلہ قدرت مین آئیگا
وہ عیار کہ جسکے نام لینے کی منادی ہی اُس سے مقابلہ پڑیگا تب عیاریان دیکھنا آپ خیمے مین بیٹھے
میرا کمال دیکھیے آپ کے سامنے چند شعر گاؤن صبح ہوتے افسر کے پاس چلیے گا کہ میدان کارزار
مین نہ جائے افسران عالی کو پکڑ لیا جس طرح بنے لشکر کو ہٹا دیجیے آپ سے بہت خوش ہونگے زندان
کو لاکر خیمے مین بٹھایا پایان بجاکر کچھ اشعار گائے زندان بہت خوش ہوا جام شراب بھرا کہا اسے
نوش کیجیے عجب لطف آپ کو ملیگا قدرت میرے سامنے آنے لگے فرماتے ہین کہ زندان کو راضی کرو
تمکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہ کے شراب پلائی زندان گھبراکے اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا چابک نے
اُٹھتے ہی اسکا سر کاٹا اور نکل کر بھاگا سلطان ساحران اپنے مقام پر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کہ کان مین
آواز آئی کشتی مرا نام من زندان جادو بود یہ صدا سُنتے ہی سلطان دوڑا آگے دیکھا کہ بیرغل مچا رہے ہین
کچھ بن نہین پڑتا سلطان اُس خیمے مین آیا آگے دیکھا کہ دو پشتارے رکھے ہین اُنکو کھول کے دیکھا
کہ دو گنوار اُس پشتارے مین بندھے ہوے پڑے ہین ملازمون نے سب حال بیان کیا کیفیت
سب سُنکر سلطان بہت جھلایا صبح ہو چکی تھی لشکر کو تیار کیا طرف میدان کارزار کے چلا یہان صبح کو
جہانگیر نے اُٹھ کر نماز پڑھی دعا کی کہ پروردگار مجکو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچا یہ کہکر سلاح جسم پر
آراستہ کیے ماہ رخسار بھی آکر موجود ہوئین جہانگیر باہر نکلے لشکر تیار ہوا چاہا کہ طرف میدان کارزار
کے جائین کہ ابر سیاہ اُٹھا بڑے زور سے مینھ برسنے لگا لشکر والے گھبرائے برف گرنے لگی ماہ رخسار
نے طرف آسمان کے دیکھا کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہی سلطان کا یہ کہ کے چند گولے مارے برف گھلنے لگی
ابر شکست ہوا دھوپ نکل آئی لشکر نے تہلکہ سے نجات پائی طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا کہ
سلطان کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ لشکر کو مٹاؤن ہرکارون نے برف کی خبر دی بھر ابر کا مٹنا
بیان کیا سلطان بہت جھلایا یہان جہانگیر میدان مین آئے ہین کہ سامنے سے چابک آیا سب کیفیت
بیان کی کہا کہ حضور میدان مین چلین مین کنارے کنارے آتا ہون جہانگیر میدان مین آئے ماہ رخسار
برابر ہین کہ سلطان نے گینڈا میدان مین بڑھایا میدان مین آکر آواز دی ملکہ ماہ رخسار رخصت
آئیے آپ نے میرا ابر برف مٹایا اس طرح گرفتار کرکے لیجاؤن کہ سب کو تمھارے حال سے عبرت ہو

ہے تمنے رات بھر کی مہلت دی تمنے اگر شرارت نہ کی اب میدان مین نکلو تو حال معلوم ہو ماہ رخسار نے جہانگیر
سے اجازت مانگی جہانگیر نے کہا کہ مین خود جاؤنگا ماہ رخسار نے جہانگیر کو روکا خود میدان مین آئی آپہمین
سحر چلنے لگے جب دو چار سحر آپس مین رفع دفع ہوے دونون برابر سحر کر رہے ہین کہ سلطان نے ایک
چیخ ماری ہفت پیکر کا نام لیا اور ایک گولہ پھینکا گولہ جا کر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا ماہ رخسار بیہوش
ہو کر گری سلطان نے گرفتار کیا دو پہر ہو چکی تھی ماہ رخسار کو لیکر پلٹا کہ گیا کہ کل سب سے سمجھ لونگا ایک
زندہ نہ بچیگا پس ماہ رخسار پر بڑا گھمنڈ تھا آکر ایک خیمے مین قید کیا سلطان آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا
سرداروں کو ترغیب دے رہا ہو کہ بلوہ کر کے کل سب کو گرفتار کر لینا کل مسلمان بچنے نہ پائین کہ عرض ہوئی
در دولت پہ جہانگیر دست بستہ حاضر ہو آپ سے تنہائی مین ملاقات چاہتا ہو سلطان خوش ہو گیا
سرداروں سے کہا کہ باہر جاؤ پسر حمزہ کو یہان بھیجو سردار باہر گئے جہانگیر کو دیکھا کہ سر جھکاے ہوے
چپکے کھڑے ہین سردار الگ ہوے جہانگیر اندر آئے سلطان کو جھک کر سلام کیا سلطان ساحران
اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران تشریف لائیے کیا وجہ آنے کی ہوئی جہانگیر نے کہا کہ مین براے
اطاعت حاضر ہوا ہون مجھے خدمت خداوند ہفت پیکر مین لے چلیے پھر وہی قصر عشرت ملے سلطان
نے کہا کہ مین آپ کی سفارش کرونگا وہی قصر عشرت رہنے کو ملیگا آپ سے خداوند کو ایک ملال ہو چکا ہے
لیکن ضرور رحم فرماینگے جہانگیر نے باتین کرتے کرتے اِدھر اُدھر دیکھا سلطان نے پوچھا کہ کیا
تلاش ہو جہانگیر نے کہا کہ شب سے مین نے شراب نہین پی سلطان نے اُٹھکر گلابی اُٹھائی کہا لیجیے
نوش فرمایے جہانگیر نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے مجکو یقین ہو کہ میری خطا معاف فرمایئے گا سلطان
خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ یہ شراب کیسی تھی دل گھبرانے لگا جہانگیر نے کہا کہ ذرا اُٹھکر
ٹہلیے سلطان اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا نعرہ ہوا کہ منم چالاک صبا رفتار خنجر مارا
کہ شکم سلطان کا چاک ہوا ماہ رخسار جو خیمے مین بیہوش پڑی تھی اُسکو ہوش آیا تڑپ کر جو بلند ہوئی
سُنا کہ صدا آ رہی ہین کشتی مرا نام ہن سلطان ساحران بود اب تو ماہ رخسار کڑک کڑک کر گرنے لگی
لشکر سلطان پر آگ برسا دی لشکر والون نے کھینچ کھانچ کے لاشہ سلطان کا اُٹھایا ایکطرف صحرا کے
بھاگے جہانگیر اپنے مقام پر بیٹھے تھے نہایت تردد تھا کہ لشکر دشمن مین ہنگامہ سُنا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر
بھاگا جاتا ہو ماہ رخسار اور چالاک آکر پہونچے سب کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ بس اب کوچ کرو

طرف طلسم ہفت پیکر کے چلین ماہ رخسار نے کہا کہ کل سویرے چلیے جہانگیر نے کہا اب ایسا نہ ہو کہ اور
کوئی ساحر آجائے تو بڑی مشکل پڑیگی بھائی چالاک نے بڑا کام کیا کہ سلطان کو مارا جہانگیر تو فکر کوچ
مین ہین لیکن ساحر جو لاشہ سلطان لیکر بھاگے ایک صحرا مین آکر اُترے اُس صحرا کا حاکم زندہ مزاج ہو لشکر
سلطان مین آیا حال پوچھا دریافت کر کے لاشہ سلطان پر آیا آواز دی کہ ای سلطان بڑا مقام تعجب
ہو کہ تم عیار کے ہاتھ سے مارے گئے جاؤ جا کر سب کو گرفتار کر لاؤ یہ جو زندہ مزاج نے آواز دی لاش کو یکایک
جنبش ہوئی یا خداوند ہفت پیکر کہکر اُٹھ کھڑا ہوا زندہ مزاج سے لاکھا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ابھی جا کر
آفت برپا کر دونگا فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان جہانگیر فرو کش ہین قصد ہو کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اُڑی وہی
سلطان ساحران فوج کو جمائے ہوئے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان دیکھو قدرت نے
مجکو زندہ کیا یا تو بہشت مین سیر کر رہا تھا یا فرشتے لاکر پہونچا گئے اب تم لوگ کیونکر بچوگے اب تو جہانگیر کو بڑی
حیرت ہوئی ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار ہفت پیکر بڑا شعبدہ باز ہو کوئی اور ساحر ہو وہ اُسی صورت
پر آیا چالاک نے کہا کہ مین ابھی جا کر گردن لیتا ہون یہ کہکے چند شاگرد ساتھ لیے ایک طرف روانہ ہوا
یہان کوتوال لشکر شکر دکو توال مبیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک بڑھیا جوان عورت کا ہاتھ پکڑے جاتی ہو
جوان عورت کے رونے کی آواز آتی ہو کوتوال نے کہا کہ اس ضعیفہ کو بلاؤ جب ضعیفہ سامنے آئی
پوچھا یہ عورت تیری کون ہو کہا حضور یہ میری نواسی ہو اسکو سسرال لیے جاتی ہون یہی باعث
اسکے رونے کا ہو یہ جو ضعیفہ نے کہا جوان عورت نے مُنہ کھولا کوتوال کی نگاہ پڑی ایک بجلی چمک گئی
کلیجہ پکڑ لیا بڑھیا سے کہا کہ صاف صاف بتا یہ کون ہو بڑھیا یہ کہکے دوڑی کہ مین اور لوگون کو گانون
سے بلا لاؤن یہ کہکے ایک جانب غائب ہو گئی کوتوال نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے خیمے مین پہونچاؤ
ملازمون نے لاکر خیمے مین پہونچایا کوتوال صاحب ہنستے ہوئے آکے پاس بیٹھ گئے کہا صاحب تم حال اپنا
بیان کرو نازنین رونے لگی کہا کہ یہ کٹنی تھی میرے گھر سے مجکو نکال لائی یہان یہ فقرہ دیتی تھی میرے گھر
مجھے پہونچا دیجیے وہ گانون یہانسے دور ہی جہان بھینسین بندھتی ہین اُسی مقام پر مکان ہو وہان
مجھے پہونچا دیجیے کوتوال نے کہا کہ مین نے محافہ طلب کیا ہو پیادے ساتھ کر کے تمکو روانہ کرونگا ذرا
اچھی طرح بیٹھو رو دھو نہین مین تمہارا خیر خواہ ہون اُس نازنین نے گاڑھے کی چادر اُتاری دیکھا شبنم کا
دوپٹہ اطلس کا پائجامہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے سامنے بیٹھی ہو یہ بناوٹ دیکھکر بیقرار ہو گیا

کبھی منتین کرتا ہی کبھی کہتا ہی غلام ہون تابعداری سے کبھی منہ نہ موڑونگا عمر بھر خدمتگزاری کرونگا لشکر
سلطان کا کوتوال ہون خزانہ بھی میرے سپرد ہی نازنین نے جو یہ سنا کہا کہ صاحب میرے مان باپ سے
مجھے ملا دو بڑے افسوس کی بات ہی وہ سب روتے ہونگے جب مجھکو گھر مین نہ پایا ہوگا حیرت ہوئی ہوگی کہ
لڑکی کہان گئی مین کمبخت یہان پہونچی اور آپ تو بسبب حسن وجمال کے میرے تئین معلوم ہوتے ہین شاگرد ان
بھولی بھولی باتون پہ دیوانہ ہوگیا منتین کرنے لگا گلابی اُٹھا کے لایا کہا کہ لو صاحب شراب پیو نازنین
نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے شاگرد نے خوشی خوشی جام پیا گھبرا کے اُٹھا گرتے ہی بیہوش ہوا
چالاک نے اُٹھا کر کوتوال کو کنارے ڈال دیا اُسی کے کپڑے پہنکر کوتوال کی شکل بنا طرف سلطان
کے چلا سلطان اپنے مقام پہ بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کوتوال لشکر آتے ہین پاس سلطان کے آیا جھک کر
سلام کیا کہا کہ حضور نے سنا لشکر مسلمانان آمادہ ہی کہ شب کو حضور پہ شبخون مارے دیکھیے کیا کیفیت ہو
سلطان نے کہا کہ لشکر تیار رکھو جس وقت مسلمان شبخون کے طور پہ آئین آتے ہی وہ سحر کرو کہ سب گرفتار
ہون بیہوش ہوکر گرین کہا حضور ایسا ہی ہوگا چالاک نے باتین کرتے کرتے میز پر سے گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا کہا کہ حضور نوش کرین تو غلام بھی پیے یہ کہکے جام دیا سلطان جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا
کہا کہ اس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا
لڑکھڑا کر گرا چالاک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر پشت پہ لگایا سراپچہ چاک کرکے بھاگا
یہان جہانگیر اور ماہ رخسار دربار مین بیٹھے تھے حیرت مین تھے کہ سلطان مارا بھی گیا پھر وہی
سلطان جنگ پہ آیا عجب شعبدہ ہی ماہ رخسار کہہ رہی ہی حضور یہ کرامت دکھانا منظور ہی شعبدے
دکھاتا ہی اس حیلے سے تسخیر کرنا منظور ہی کہ ناگاہ چالاک سلطان کو گرفتار کر لایا چالاک سامنے آیا
پشتارہ سامنے ڈال دیا کہا حضور یہ سلطان حاضر ہی ماہ رخسار نے کہا کہ ستون سے باندھ دو
ستون سے سلطان کو باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا سلطان کی آنکھ کھلی ماہ رخسار نے کہا کہ او
ساحر صاف بتا کہ تو کون ہی بہتر یہ ہی کہ اطاعت کر ورنہ قتل کرینگے دربار اسنے دیکھا جہانگیر کی شوکت
دیکھکر حیران ہوگیا ماہ رخسار ایسی ساحرہ خدمت مین حاضر ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے
تو حال مفصل بیان کرون جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اسکی زبان سے سوزن نکالو ماہ رخسار سنبھلی
اسباب سحر ہاتھ مین لیا چالاک صبا رفتار نے زبان سے اسکے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی

قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار ہامان جادو میرا نام ہی زندہ مزاج کے ان کارخانون کا منتظم
ہون اُسنے مجکو حکم دیا کہ بشکل سلطان جاکر لڑو کہ قدرت خداوندی کی مسلمانون پر ظاہر ہو غلام چلا آیا اب مجکو
آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا اطاعت کرتا ہون حکم ہو تو جاکر اپنے لشکر کو لاؤن حاضر خدمت کردن ملک
ماہ رخسار نے کہا کہ جاؤ ہامان صحرا نورد خوشی خوشی اپنے لشکر مین آیا افسرون کو آواز دی کہ یارو مین تو
مطیع اسلام ہوا مین نے جہانگیر کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ہمراہ آئے ورنہ پاس
ہفت پیکر شعبدہ باز کے جائے بارہ ہزار جادوگر ہامان صحرا نورد کے ساتھ ہوے باقی روتے پیٹتے
طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے ہامان صحرا نورد خوشی خوشی آکر شریک جہانگیر ہوا جہانگیر نے
اسکو بارگاہین دین ہامان بھی اُترا اب جہانگیر کا ارادہ ہی کہ مین طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کرون
ماہ رخسار نے ہامان کو حکم ہی کہ تم لوگ ہمارے لشکر سے الگ رہو ہمارے واسطے بدنامی ہی ماہ رخسار
نے عرض کی کہ ای شہریار ایک ایک مقام یہان کا سحر سے مملو ہی جس طرف سے گذر ہیگا ساحر دو کنیز کے
کنیز جو ساتھ ہوگی راستہ بتائیگی ان ساحرون کا شریک ہونا غنیمت جانیے یہ جو ساحر شریک ہوا ہی
اپنے صحرا تک تو پہونچا ئیگا جہانگیر نے قبول کیا چابک نے بھی سمجھایا کہ ای شہریار یہ حضور کا اسباب
شوکت ہی آپ نے انکو مطیع کیا ان سب کا ساتھ رہنا ضرور ہی جہانگیر نے کوچ کیا ہامان صحرا نورد
اپنے صحرا مین لایا عرض کی یہ صحرا غلام کا آباد کیا ہوا ہی امیدوار ہون کہ دو شب اس مقام پر
تشریف رکھیے جو کچھ عجائب و غرائب غلام کے قبضے مین ہین اُن سب کو لے لون تو آپ کے ساتھ چلون آگے
جنگل ہی کہ اُسکا والی فرحناک نام ہی فرحناک جادو جو وہان کی حاکم ہین اُس سے مقابلے پڑینگے
غلام سمجھ لیگا جہانگیر اُسی مقام پر اُترے لیکن ساتھ والے جو ہامان کے بھاگے کوہ ہفت رنگ پر آئے
ہفت رنگ جادو جو یہان کا حاکم ہی سامنے تصویر کے کھڑا ہوا حالات گذشتہ عرض کر رہا ہی اور یہ بھی
عرض کرتا ہی کہ جس طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی در بند ہاتھ سے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ بارہ چودہ ہزار
جادوگرون نے فریاد کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اصل یہ ہی کہ ہامان صحرا نورد جسکو قدرت نے صورت
سلطان دی تھی وہ مسلمان ہوگیا جہانگیر کا ساتھ دیا اب لیے ہوے جہانگیر کو آتا ہی کسی کو بھیجیے ایسا
نہ ہو جوان صاحب اقبال فتح کرتا ہوا آتا ہی یہان تک نہ آجائے کہ قدرت کو تکلیف ہو تصویر سے آواز
بہ قہر و غضب آئی وہ بندہ مغضوب کیا چیز ہی اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ یہان تک آئے برق قہر کو حکم دون کہ

سب کو جلا کر خاک کرے ابھی قدرت مسلمانون کے نزور دیکھتے ہین ایک دن مین سب کو مٹا دینگے ارے
کوئی حاضر ہی ایک پہلوان بیٹھا ہی مجمر آتشخوار اسکا نام ہی اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند غلام کو حکم ہی
کہ جا کر جہانگیر کو باندھ کر لائے ارشاد ہو تو گشت کرون جسقدر مسلمان آتے ہین سب کو گرفتار کر لاؤن ایک دن
مین سب حاضر ہون حکم ہوا کہ ای مجمر جاؤ جہانگیر کو گرفتار کر کے لاؤ مجمر اپنے مقام سے جھومتا ہوا اُٹھا
پکار کر آواز دی کہ ارے میرے ساتھ والے کہان ہین گوشۂ صحرا سے بیس ہزار جادوگر مع بارگاہ و سامان
سفر حاضر ہوے مجمر تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا منزل درمنزل آتا ہی جہان جسکو مسلمان سُنا اُسکو
سزا دی اپنے ساتھ لیا بیس ہزار ساحر اب اسکے ساتھ ہین جس صحرا مین جہانگیر اُترے تھے تیسرے دن
ارادہ کیا ہی کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اُٹھی مجمر آتشخوار بیس ہزار جادوگرون سے آکر پہونچا مقابلے مین آکر
جہانگیر کے اُترا بارگاہ استادہ کرا کر باہر ٹہلنے لگا ہامان صحرا نورد انتظام لشکر جہانگیر کر رہا ہی کہ مجمر
نے اپنے کنارے لشکر کے آکر آواز دی کہ او ہامان تو بندۂ مغضوب خداوند ہفت پیکر کو اپنے جنگل
مین لایا ما بدولت تشریف لائے ہین تم حاضر نہ ہوے ہامان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجمر نے
آواز دی کہ ای ہامان توبہ کر جلد میرے پاس حاضر ہو ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا یہ
آواز جو کان مین ہامان کے پہونچی دیوانہ ہو گیا بیقرار ہو کے دوڑا آواز دیتا ہوا کہ ای مجمر میری
خطا معاف کر مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا یہ کہتا ہوا پاس مجمر آتشخوار کے پہونچا قدمون پر گر پڑا کہتا
ہی کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر کا خطا میری معاف کر مجمر نے ہامان کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا ہامان
مجمر آتشخوار کے ساتھ ہو گیا کہتا ہی کیون ای مجمر مسلمانون نے کیا مجھپر سحر کیا تھا کہ مین خداوند
ہفت پیکر سے پھر گیا اب آنکھ کھلی جلوۂ قدرت خداوند ہفت پیکر نظر آتا ہی دل گھبراتا ہی مجمر آتشخوار
نے پشت پر ہاتھ پھیرا ہامان مطمئن ہوا مجمر آتشخوار ہامان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا لشکر کا انتظام
کرو ہامان انتظام لشکر کرنے لگا جہانگیر بارگاہ مین بیٹھے ہین قریب ملکہ ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال
کی کر رہی ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار عجیب معرکہ ہوا ہامان
جا کر شریک مجمر ہوا اُسکے لشکر کا انتظام کر رہا ہی یہ سُنکر جہانگیر کے ہوش اُڑ گئے کہا ملکہ ماہ رخسار یہ
شعبدہ دیکھا ماہ رخسار نے سر جھکا لیا کہا کہ میدان مین سمجھا جائیگا یہان مجمر نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ
جہانگیر کے یہان بھی طبل جنگی بجا چالاک عیار رفتار اُسی وقت ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مجمر آتشخوار

مین آیا پھرتا پھراتا در بارگاہ پر پہونچا خدمتگار منا کھڑا ہی خود بخود حاضر حاضر کہتا ہوا اندر پہونچا دیکھا کہ ہان مقام صدر پر بیٹھا ہی اور جادوگر جمع ہین مجمر یہان نہین ہی چاپاک نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ شہنشاہ کہان ہین خدمتگار نے چاپک کا ہاتھ پکڑلیا کہا کہ ارے تو کوئی عیار ہی ساحرون نے سر اُٹھایا تھا کہ چاپاک نے خنجر مارا کہ خدمتگار لڑکھڑا کر گرا چاپاک کود کر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا کہ ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ہر مقام پر ہلڑ ہی کہ عیار آیا تھا خدمتگار کو مار کر چلا گیا چاپاک حیران ہی کہ مین نے صرف اتنا پوچھا اُسپر ظاہر ہوگیا کہ عیار ہی کیونکر عیاری ہوگی حیران حیران غار سے نکلا چند قدم جا کہ آواز آئی او ناعیار کہان جاتا ہی چاپاک نے پلٹ کے دیکھا کہ مجمر آتشخوار ایک نخل کی بیخ سے نکلا چاپاک بھاگا مجمر نے پھر آواز دی کہ کہان جاتا ہی ٹھہر جا ای نخل قدرت اسکو لینا درخت سے چند پھول چاپاک پر گرے بوجود ماغ مین آئی چاپاک گرا دیکھا کہ ایک جادوگر کھڑا ہی مجمر تو غائب ہوگیا اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم نخل قدرت یہ کہ کے چاپاک کا ہاتھ پکڑلیا کہا کہ چل تجکو شہنشاہ مجمر بلاتے ہین چاپاک نے کہا کہ ای نخل قدرت اب مجکو اعتبار خداوند ہفت پیکر ہوا مجھے اعتقاد قدرت تعلیم کرو معلوم ہوا کہ درخت بھی قبضے مین ہین مجمر کے آواز دیتے ہی تم پیدا ہوے نخل قدرت نے کہا کہ او عیار زمین وآسمان بنایا ہوا خداوند کا ہی جس وقت جہان پکارو اُسی مقام پر مدد کرتے ہین جب تم اس مذہب مین آؤ گے تب کرامتین خداوند کی دیکھو گے چاپاک نے کہا کہ مین قائل ہوا میری مشکین کھول مین ابھی جہانگیر کو پکڑلاؤن نخل قدرت نے کہا کہ تمھاری کیا ضرورت ہی صبح کو جب مجمر آتشخوار آواز دیگا ماہ رخسار اور جہانگیر دوڑے چلے آئین گے چاپاک نے کہا اور جو کام کو حکم ہو وہ بجالاؤن جس عیار طرار کا نام نہین لیتے وہ میرا باپ ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤنگا نخل قدرت نے چاپاک کو رہا کیا ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا چلا راہ مین چاپاک ایک مقام پر پہونچا کہا کہ ای نخل قدرت مجکو قدرت معلوم ہوتے ہین تعریفین میری کر رہے ہین یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا حلقہ ہاے کمند مارے نخل گرا چاپاک نے خنجر مار انخل کو قطع کرکے بھاگا آوازین کان مین آرہی ہین کہ لینا جانے نہ پائے چاپاک بھاگا ہوا لشکر مین آیا اہالی طلایہ نے پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کسواسطے گھبرائے ہوے ہو چاپاک نے کسی کو جواب نہ دیا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر سے سب حال بیان کیا جہانگیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی چاپاک نے کہا کہ ای آقاے نامدار مجمر آتشخوار پر عیاری مشکل سے ہوگی مگر پھر جاتا ہون شہزادہ

جہانگیر نے ہر چند منع کیا چالاک نے کہا کہ آقا صبح کو قیامت ہوگی زبانی ساحر کے سُنا کہ مجمر آتشخوار کے آواز دیتے ہی ماہ رخسار و جہانگیر خود چلے آئین گے غلام کو بڑا تردد ہی یہ کہکے چالاک چلا صورت بدلکر لشکر مجمر مین آیا جا بجا پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ نہایت اندھیرا ہی ایک نخل کے سلمنے مین مجمر کھڑا ہی چالاک کو دیکھکر آواز دی کہ او ساحر کہان جاتا ہی میرے پاس آ مجھے تجھسے کچھ کہنا ہی چالاک قریب آیا مجمر نے کہا کہ تو کون ہی کہان جاتا ہی چالاک نے کہا کہ حضور کا ملازم ہون عیار کی فکر مین نکلا ہون مجمر نے کہا کہ جا کر تلاش کر جب کوئی شخص مجکو پوچھے فوراً گرفتار کر لینا میرے پاس لانا چالاک نے کہا کہ ای شہریار اور کوئی نشان معقول بتائیے مجمر نے کہا کہ اب جاین اور فکر مین کھڑا ہون وہ سحر کر رہا ہون کہ صبح کو جہانگیر اور ماہ رخسار خود بخود چلے آئین اسوقت اور جانب خیال ہی اب تو چالاک باتین کہنے لگا کہ ای شہنشاہ مین نے بھی فکر کی ہی کہ جہانگیر کو پکڑ لاؤن آپ تک پہونچاؤن بڑا اُس مغضوب نے ستم کیا کہ ماہ رخسار نے اُسکی اطاعت کی مجمر نے کہا کہ ماہ رخسار جہانگیر پہ عاشق ہی وہ صورت جہانگیر کو بھول جائے نام جہانگیر کا نہ لے کہا ای شہنشاہ آپ کا سحر دل پہ قبضہ کریگا مین وہ سحر کرون کہ غرق زمین ہو جائے مجمر نے کہا کہ یہ بندگان قدیم خداوند مین انپر یہ بدعت نہین چاہیے صرف اُنکی یہ خطا ہی کہ کیون مسلمانون کا ساتھ دیا اُسکی سزا دونون کو دینی چاہیے ایسا سحر کرون کہ آپ چلے آئین باتین کرتے کرتے چالاک نے کہا کہ دیکھیے جہانگیر آتا ہی اسی وقت آپ کے سحر نے تاثیر کی مجمر پلٹا چالاک نے دل پر پتھر رکھ کر حلقہ ہاے کمند مارے مجمر گرا چالاک عیار فتار نے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا کہ پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی نکلی مجمر آتشخوار کو لپیٹ گئی لیکر غرق زمین ہوئی یہ معاملہ دیکھکر چالاک بھاگا اب دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی کوتوال فلک چہار م گشت کرکے بر سر چرخ زبرجدی آیا جہانگیر و ماہ رخسار فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین لشکر پشت پر ماہ رخسار بھی اسباب سحر سے آراستہ چالاک کو جو جہانگیر نے دیکھا پوچھا کہ کیون بھاگی لیا ہوا کہا حضور مجمر آتشخوار بلاے روزگار ہی مین نے بیہوش کیا غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایک ریگ ماہی لے گئی جہانگیر نے کہا کہ دیکھا جائیگا یہ کہتے ہوے میدان مین پہونچے دیکھا کہ اُس طرف سے لشکر لیے مجمر آتا ہی آپ تو آگے بڑھا ہوا ہامان انتظام فوج کرتا ہوا میدان مین پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت لٹھ کا گھکر ہٹے کہ مجمر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ کیون ماہ رخسار قدرت نے تمکو عہدۂ جلیل دیا تم بندۂ مغضوب

خداوند پہ عاشق ہوئین آؤ میرے پاس چلی آؤ اگر اُسکے خلاف کرو گی تو بڑی سزا ہوگی مجمر نے یہ باتین
کہین ماہ رخسار کا چہرہ سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے کنیزون سے کہا کہ تم جانو تمھارا کام جانے
خواہ لشکر مسلمانان مین رہو خواہ میرے ساتھ آؤ مین تو خدمت مجمر مین جاتی ہون اس وقت اُسکے
سمجھانے سے آنکھین کھل گئین یہ کہکے چلی کنیزون نے چاہا کہ روکین ماہ رخسار نے گولہ مارا کئی کنیزون
کے سر پھٹے کنیزین الگ ہوئین ماہ رخسار بھاگی کنارے پر لشکر اسلام کے آئی ہی ایک ساحر کھڑا تھا
اُسنے کہا کہ کیون ملکہ کیون گھبرائی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ گھبرانا کیسا مجھے مجمر بلاتا ہے مین جاتی ہون
ساحر نے کہا کہ دیکھیے اس طرف سے کون آتا ہے جیسے ہی ماہ رخسار پلٹی ساحر نے حلقہ ہاے کمند مارے
جھاپ مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا سامنے جہانگیر کے آیا کہا کہ حضور ماہ رخسار جاتی تھین
انکو تو مین گرفتار کر لایا جہانگیر نے کہا کہ لیجا کر قید کر دو چابک نے ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دی
ایک خیمے مین لاکر قید کیا ماہ رخسار کو جو ہوش آیا زبان مین سوزن ہے سر ٹکرا رہی ہے غل مچا رہی ہے کہ
مین پاس مجمر کے جاؤنگی یہان مجمر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لیا ایک خیمے مین
قید کیا ہے وہ سر ٹکرا رہی ہے مجمر نے کہا کہ دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہے یہ کہکے دو گولے جھولی سے نکالے
چابک تو لشکر جہانگیر سے نکل کر بھاگا درہ کوہ مین آکر ٹھہرا کہ مجمر نے گولہ مارا وہ گولہ لشکر اسلام پر جاکر
پھٹا دھوان نکلا دوسرا گولہ پھینکا وہ بھی جاکر پھٹا اُس سے بھی دھوان نکلا جہانگیر اپنے مقام پر کھڑے
لوٹے تھرائے گھوڑے سے کود کے پکار کر آواز دی کہ ای چابک کہان ہو چابک درہ کوہ مین کھڑا تھا فوراً
آواز دی کہ غلام حاضر ہے جہانگیر نے کہا کہ مین پروردگار خداوند کو یاد کرتا ہون کہ کیا کیا میرے حال پر
عنایت فرمائی قصر عشرت مرحمت ہوا مجھے لوگون نے ناحق برگشتہ کیا کہ مین مقابلہ ملازم قدرت مین آیا
اب پاس مجمر کے جاتا ہون وہ میری خطا قدرت سے معاف کرا دیگا یہ کہکر جہانگیر پیدل چلے جس ملازم
نے روکنے کا ارادہ کیا آواز دی کہ ہٹ جا تجھکو کیا اختیار ہے یہ کہکر جہانگیر سامنے مجمر کے آئے کہا ای
مجمر آتشخوار مین تجھسے اقرار اطاعت خداوند ہفت پیکر کرتا ہون کہ مجھکو خدمت مین خداوند ہفت پیکر
کی لے چلو مین عذر کر لونگا مجمر نے کہا کہ ای شیر بیشہ سپہ سالار قدرت تم پر نہایت عنایت قدرت ہے
لیکن خیال کرو کہ تم قصر عشرت سے شکار کا حیلہ کر کے نکلے اور یہ لڑائیان شروع کر دین پس شرمندہ
ہونا ضرور ہے ہتھکڑیان بیڑیان منگاؤن انکو پہن لو تب میرے ساتھ چلو مین خدمت خداوند مین پہنچاؤن

یہ کہکر آہنگر کو آواز دی ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہوئین جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے خوشی خوشی ہتھکڑیان پہنین بیڑیان پاؤن مین آراستہ کین جب ہتھکڑیان بیڑیان پہن چکے طوق بھی گلے مین پہنا زنجیر ہلانے لگے غل مچانے لگے آواز دی کہ او مجمر مکار تو نے میرے ساتھ مکر کیا مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون مجمر نے ملازمون کو آواز دی کہ ماہ رخسار کو ڈھونڈھ کر لاؤ ان دونون عاشق و معشوق کو ایک ارابے پر سوار کرو اس ذلت سے انکو لیجاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین بندگان خداوند کو معلوم ہو کہ گنہگار آئے ملازمان مجمر آتشخوار ماہ رخسار کو لائے زبان مین سوزن ہے قلب پر ہجوم رنج و محن ہے جہانگیر کو جو قید دیکھا منہ پیٹ لیا ارشاد کیا کہ ای شہریار یہ کیا ہوا جہانگیر نے طرف مجمر آتشخوار کے اشارہ کیا کہ اس ظالم نے مکر سے مجھکو قید کیا اب چلو سامنے ہفت پیکر کے آفت برپا کرینگے اہل لشکر پر یہ گذری کہ دھوئین نے سارے لشکر کو گھیرا سب بیٹھ گئے خاک منہ پر مل رہے ہین پریشان پریشان غل مچا رہے ہین کنیزان ماہ رخسار خاک پر لوٹ رہی ہین لشکر کو اس حال مین چھوڑ کر مجمر نے ایک ارابے پر دونون عاشق و معشوق کو سوار کیا ہامان انتظام کرتا ساتھ ہے اس کروفر سے مجمر گینڈے پر سوار ہوا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلا چالاک بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ہے جس منزل پر مجمر اترتا ہے چالاک صبا رفتار بہ شکل خدمتگار اس بارگاہ مین جاتا ہے مجمر کو نہین پاتا ہامان بیٹھا ہے اور سردار بھی حاضر ہین چالاک خوف سے کسی سے پوچھتا نہین کئی منزلین اسی طور سے گذرین پانچوین منزل ہے ایک صحرا مین جاکر مجمر اترا جب لشکر اتر چکا قیدیون کو قید خانے مین چھوڑا آپ ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا چالاک نے جو دیکھا یہ عقب مین چلا تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا کنیزین دروازے پر حاضر تھین انھون نے جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ مجمر آپ کو ملکہ عالم یاد کیا کرتی ہین بعد عرصہ دراز کے آپ نے سرفراز کیا مجمر آتشخوار نے کہا کہ جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ نیازمند حاضر ہے چالاک صبا رفتار نے عیاری کر کے ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنا ہوا کنیزون مین کھڑا ہے تھوڑے عرصے کے بعد ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور تشریف لے چلیے مجمر اندر چلا چالاک بھی بہ شکل کنیز ساتھ ساتھ ہے وسط باغ مین پہونچا باغ نہایت آراستہ چہار جانب باغ مین روشنی سرو چراغان پر جوبن بہار پر گلشن مجمر دیکھتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر مثل طاؤس طناز سرگرم ناز و نیاز دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے گلے مین آڑی ہیکل طوق جسمین چاند سورج دو گلے مین

پڑا ہوا بڑی بڑی آنکھین سرمہ دنبالہ دار زیب چشم نہایت مغرور مجمر کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی مجمر کا استقبال کیا لاکر مسند پر بٹھایا گائنون سے اشارہ ہوا گائنون نے غزلین شروع کین اشعار وصل و ہجر جو گاتین عاشق و معشوق کی طبیعتین بھر آئین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گائنین بدلی جاتی ہین جب چالاک نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے عاشق معشوق کو دیکھکر بے شرم ہے چالاک نے اتنے عرصے مین ایک گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مجمر سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ بصد اشتیاق شروع کی نظم

صبح محفل مین جو ذکرِ گیسوے جانانہ تھا ۔۔۔ پنجۂ خورشید تابان پر گمانِ شانہ تھا
سحر تھا رقصِ پری رو نغمہ تھا جادو نما ۔۔۔ ہر بشر دیوانخانے مین غرض دیوانہ تھا
خواب مین نیرنگیِ عالم نظر آئی مجھے ۔۔۔ شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان ۔۔۔ میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا
جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب ۔۔۔ جو مہیا اُس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
دخترِ رز کا تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور ۔۔۔ جو بشر تھا محوِ ذوق بادۂ مستانہ تھا
مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا ۔۔۔ کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا
جوشِ مستی سے گرا جسدم زمین پر یک بیک ۔۔۔ ہوگئے نشے ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
ہمدمو کیا پوچھتے ہو تم بقول اوستاد ۔۔۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

(ق)

اس رنگ مین چالاک نے یہ غزل گائی عاشق و معشوق رونے لگے گلعذار نے کہا کہ ای شبو آج تو تونے خوب آفت برپا کردی کیا غضب کے اشعار گائے دل بیقرار کردیا چالاک نے اور غزلین گائین ساری محفل تعریفین کررہی ہے مجمر بھی خوش بیٹھا ہے چالاک نے دست بستہ عرض کی لونڈی ساقی گری خوب کرتی ہے میخانے کی کلید مجھے مرحمت ہو تو مین حضور کو تماشا دکھاؤن ملکہ نے کنجی دی چالاک جھپٹ کر میخانے مین آیا شراب تقسیم کرنا شروع کی چند گلابیان آراستہ کین کشتی مین لگا کر محفل مین آیا مجمر تعریفین کرتا ہے کہ ای شبو کس مزے سے شراب لائی ہے خواہ مخواہ جی چاہتا ہے کہ پیجیے چالاک نے دوسری بیشواز پہنی غزل عاشقانہ گائی گت بھی خوب ناچا جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکرین توڑے لیتا ہوا آگر سامنے مجمر کے جھکا یا عرض کی کہ ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مجمر نے دونون ہاتھ بڑھائے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا محبت معشوق مین

مبہوت بیٹھا تھا کسی سحر کا خیال نہ کیا بے اندیشۂ انجام جام پی گیا چالاک نے دوسرا جام گلرخسار کو دیا یہ تعریفین کرنے لگی خوشی خوشی جام پی گئی اتنے چالاک نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا تھوڑے عرصے مین ساری صحبت کو شراب پلائی جو کنیزین شراب اُٹھا کر لے گئی تھین وہ درختون کے نیچے بیٹھی پی رہی ہین کوئی یہ کہکر دوڑی کہ جانور آڑا جاتا ہی دوسری یہ کہکر اُٹھی ارے درخت گرا چاہتا ہی جو اُٹھی وہ گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بیہوش ہوئین یہان گھبرا کے مجمر اُٹھا یہ کہتا ہوا ارے خداوندا تے ہین نازنین بھی اُٹھی اُٹھتے ہی دونون گرے گر کر بیہوش ہوے چالاک خنجر برہنہ لیکر اُٹھا اول اِسنے مجمر کو قتل کیا جب مجمر کو خنجر مارا اور سر مجمر کا کٹا ایک آواز ہیبت ناک آئی درخت جلنے لگے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من مجمر آتشخوار بود اب روشنی ہوئی چالاک نے گلرخسار کو بھی قتل کیا اِسکے مرنے پر بھی اندھیرا ہوا کنیزون کو قتل کرنے لگا ملکہ ماہرخسار قید خانے مین بیٹھی رو رہی تھین کہ یکایک دونا ہوا زمین کانپی زبان سے خود بخود سوزن نکل گئی ماہرخسار نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی مجمر کو کسینے قتل کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہی میرے ہوش وحواش درست ہین یہ کہکے ماہرخسار نے ہاتھ ہلایا قید جہانگیر بھی کٹگئے کری جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ماہرخسار بلند ہوئی سحر کرنے لگی جب گولہ پھینکا پتھر برسنے لگے لشکر والے یا تو پڑے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی معلوم ہوا ہوا ے تند چل رہی ہی پتھر برس رہے ہین ایک طرف سے نعرۂ شیر کی آواز آئی ہم شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر صاحب عظم وشان اور فرزند صاحبقران والی قاف دنیا یہ کہکر خیمے گرانا شروع کیے ہزارہا کافر جلے خیمون مین دبکر مرے اب جو ساحر اُٹھے بھاگنے لگے اندر سے کنیزونکو قتل کرکے چالاک نکلا نکلتے ہی دیکھا اِسنے کہ جہانگیر لڑ رہے ہین آسمان سے ملکہ ماہرخسار سحر کر رہی ہین جادوگر بھاگ رہے ہین چالاک نے حقہ ہاے آتشبازی مارے سیکڑون جادوگر جلے ہامان کو بھی ہوش آیا یہ تو محبت جہانگیر مین کامل ہی جو بت سنگی اِسکے گلے مین پڑے تھے اُنکو توڑکر پھینکا یہ بھی نکلکر لڑنے لگا سحر جو کیا سب طرف سے جادوگر بھاگے تھوڑے عرصے مین دیکھا خیمے بارگاہین پڑی رہگئین جادوگر سب بھاگ گئے ماہرخسار وجہانگیر وہامان وچالاک اب آمادہ ہوے ماہرخسار نے تخت سحر تیار کیا اُسپر جہانگیر وچالاک وہامان کو سوار کیا ایک سحر کیا اژدران آتش فشان پیدا ہوے اُنھون نے بارگاہون کو اپنی پشت پر لادلیا بڑے کروفر سے لشکر مین اپنے آئے دیکھا اہل فوج نے رہائی پائی سب حیران ہین کہ جو ساحر شاہزادے کو گرفتار کرکے لیگیا تھا شاید وہ مارا گیا جب تو ہم لوگون نے

رہائی پائی اسی خیال مین تھے کہ آسمان سے تخت آکر ماہ رخسار کا پہونچا لشکر مین خوشیاں ہونے لگین ایکدن
وہان مقام کیا دوسرے دن کوچ کیا سامنے ایک قلعے کے آکر پہونچا اُس قلعے کا حاکم سفاک تیرہ درون
قلعے سے دیکھ رہا ہی کہ ایک لشکر آتا ہی آگے اُسی صحرا مین اُترا ایک طرف ملکہ ماہ رخسار فرودکش ہوئین ہامان بھی
اُترا سفاک نے ہرکارے بھیجے ہرکارون نے آکر خبر کی کہ فرزند صاحبقران ساحر و غیر ساحرون کو تسخیر کرکے
طرف ہفت پیکر کے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک نے کہا اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دونگا لاکھ سوار و پیدل
کا لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا کہلا بھیجا اے فرزند صاحبقران مین نے سُنا ہی کہ آپ ساحر و غیر ساحرونکو لیکر طرف
ہفت پیکر کے جاتے ہین میرا قلعہ راہ مین ہی مین اپنی طرف سے نہ جانے دونگا جہانگیر نے سُنکر جواب سخت دیا
کہ جاکر سفاک سے کہو جسطرح منظور ہو ہمکو روکین یون چلے بھی جاتے مگر اب قلعہ فتح کرکے جائینگے سفاک
اپنے مقام پر بیٹھا کہا ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی جو ساتھ ہی اُسکا گھمنڈ ہی وہ تدبیر ہو کہ وہ لوگ دخل بھی
نہ دیسکین یہ کہکر طبل جنگی بجوایا یہان بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجا دونون طرف تیاریان ہونے لگین سفاک پہر
رات رہے ایک تنہائی کے خیمے مین آیا بلبک بلاک کے دعائین کرنے لگا پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر
فرزند حمزہ کے ساتھ ساحر ہین مجھپر سحر نہ ہو سحر کا مجھکو بڑا کھٹکا ہی ایسا نہ ہو کہ مین قدرت کے سبب سے شل ان
لوگون کے بنی ہون یہ نہین چاہتا بلبک بلاک کے دعا کی نام ہفت پیکر کا لیکر پکارا اکیا صبح کو گینڈے پر
سوار ہوا مع فوج ایک لاکھ جوان مسلح ہوکے میدان مین پہونچے جہانگیر بن صاحبقران سوکر اُٹھے نماز
پڑھکر سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ آئے دریافت کرتے ہین کہ صاحبو کیا معرکہ گذرا کہ ابھی تک ماہ رخسار
و ہامان نہین آئے کنیزان ماہ رخسار روتی ہوئی آئین کہا حضور ملکہ کو تپ محرقہ ہی بیہوش پڑی ہین یہ سُنکر
جہانگیر کو بڑا ملال ہوا کہ ملازمان ہامان حاضر ہوے عرض کی ہامان کے سینے مین درد ہی وہ حاضر نہین
ہوسکتے جہانگیر ناچار فوج کو لیکر میدان مین آئے سب غیر ساحر ساتھ ہین میدان مین آکر دیکھا سفاک تو
میدان مین آچکا ہی صفین آراستہ کر رہا ہی جہانگیر نے بھی لشکر کو ٹھہرایا صفین جمین نقیبون نے نقابت کرنا شروع
کی سفاک نے گینڈا نکالا چالاک گوشۂ صحرا سے دیکھ رہا ہی کہ سفاک جو میدان مین آیا ایک زاغ سیاہ
نخل سے اُڑکر جنگل مین آیا چالاک نے اُس زاغ کا پیچھا کیا عقل سے کہتا ہی اسی زاغ کی ذات سے کچھ فتور
ہی چالاک نے ایک گوشے سے چُھپ کے دیکھا وہ زاغ نخل سے اُترا غلطک مار کے ایک جادوگر
کی شکل بنا جھولی سے اسباب سحر نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگا چالاک نے دیکھا ماش کے دانے اُسیطرف

پھینک رہا ہی اسم سحر پڑھتا جاتا ہی چابک کنارے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا نکالکر سفاک کی شکل
بنا وہ وڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا پکار کر کہا ای بھائی تمنے سب کچھ خوب کیا ماہ رخسار و ہامان میدان
کارزار مین نہین آئے کیا عمدہ سحر کیا لیکن جہانگیر بن صاحبقران کچھ پڑھتا ہوا میدان مین آیا ہی معلوم ہوتا
ہی پسر حمزہ ساحر ہی اُس ساحر نے کہا ای سفاک مسلمان سحر کو برا جانتے ہین وہ کبھی سحر نہ کریگا تو بے خوف
جا کر مقابلہ کر فوراً غالب آئیگا مین زور اُسکا گھٹا رہا ہون تیرا زور بڑھا رہا ہون جاتے ہی غالب آئیگا
باپ انکا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم الٰہی ہی یہ جوان کوئی بات نہین جانتا چابک نے کہا تمھارے کہنے
سے دلکو تسکین ہوئی اب مین جا کر اُسکو ٹوکون اُسیکا نام لوں اور پکاروں ساحر نے کہا ہان جاؤ جب تو
سفاک نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا لو بھائی ایک جام نوش لو تمنے اسوقت خوش کر دیا جام بھر
کر کے پیش کیا ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چابک نے اپنے نام کا نعرہ
کیا اور جھپٹ کر خنجر مارا ساحر کا شکم چاک قصہ پاک بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن زاغ جادو
بود مرا ین تو یہ ساحر مارا گیا چابک اُچکتے ہوے چلے کہ جا کر آقا سے اطلاع کرون یہان سفاک
میدان مین نکلا پکار کر آواز دی پسر حمزہ کہان ہی نکلے تو احوال معلوم ہو جہانگیر نے مرکب نکالا سفاک
سے نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر کن دیکر جہانگیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا اُکھیڑ کر زمین پر مارا کہ
اُستخوان چور چور ہوے فوج والے سفاک کے دوڑ پڑے ادھر ماہ رخسار اور ہامان نے بھی صحت
پائی خبر سُنی کہ آقا سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی آکر شریک ہوے علم فوج سرنگون کیا فوج مین الامان الامان
کی صدا بلند ہوئی جہانگیر نے تلوار روکی قلعے مین داخل ہوے قلعہ سفاکیہ مین عملداری کی بارگاہ مین استاد
ہو مین سفاک کا بیٹا اور اک فیل زور اُسکو بلوا کر تخت پر بٹھایا بربت کدے کو سے سجدو نکی بنا ہوئی
جہانگیر نے کہا ملک قلعہ بھی خدا نے دلوایا وقت بیوقت جو ضرورت پڑے تو مقام سکونت دستیاب ہوا
ای ہامان اب یہان درستی کر کے تیاری کرو کسیطور سے تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچین ہامان نے
عرض کی کل سامان تیار ہی حضور کے حکم کی دیر ہی جسوقت مناسب ہو کوچ کیجیے مگر طلسم ہفت پیکر
ایسا سخت مقام ہی کہ جہان گذر انسان کا ناممکن ہی جہانگیر نے کہا خدا ے پاک بزرگ ہمت ہم انشاء اللہ
اُسطرف ضرور جائینگے ہامان نے کہا بسم اللہ ہم سب براے جانبازی موجود ہین جہانگیر تیسرے دن
فوج دریا موج ساتھ لیے بارگاہ مین خیمے سراپردے اُٹھا لیا بارگاہ کا ہامان لیکر آگے بڑھا ماہ رخسار

ابر مین مخفی ہوئین بارہ چودہ ہزار جادوگر جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے طرف طلسم ہفت پیکر کے
جاتے ہین کہ وقت پر انکا حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعۂ بیم جادو باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ

بیتابیان یہ برق جہان تاب مین نہین
جو دل مین اضطراب ہی سیماب مین نہین

امید مین رہتے دیتی ہین کب دل مین یاس کو
دشمن کا دخل صحبت احباب مین نہین

آہون کی گرمیون سے ہی خشک اپنی چشم تر
پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین

آہون کے اُڑ رہے ہین شرر کیا شب فراق
ایسی چمک تو کرمک شب تاب مین نہین

پتا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال
برباد ہی جو صحبت احباب مین نہین

فرقت مین یاس و حسرت و ارمان ہین میرے پاس
اسباب اور عالم اسباب مین نہین

کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف
ہین بے خبر خیال عدم خواب مین نہین

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال وین
یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین

آنکھین پھری نہین دل بھی ہوا مجسے منحرف
نام وفا کہین دل احباب مین نہین

دریا ہے اشک چشم مین جو زور و شور ہین
جوش و خروش یہ کسی سیلاب مین نہین

خال سیہ کا جو رخ تابان پہ ہی فروغ
تارونکی یہ چمک شب مہتاب مین نہین

داغون سے عشق خال کے خالی فراق مین
تل بھر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین

خواب عدم سے کون جگائیگا ای قمر
اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

چہرہ پردازان منازل جانبازی و طی کنندگان مراحل عشقبازی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بگوہر نشاند این چنین + تحریر ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران مع فوج ظفر موج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے تھے ہر وقت قاسم کا خیال ہفت پیکر پرست ہونیکا ملال ہر منزل پر یہی فرماتے ہین پروردگار مجھکو جلد پہونچا کہ قاسم کی رہائی اُسکے شعبدے سے ہو وہ شیر مذہب حق مین آئے وہ بھی جرأت دکھائے دسوین منزل

تھی ایک صحرا مین جوا آکر اترے نوبت نقارے بجے یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ امید وبیم اسکو کہتے ہین عین راہ طلسم ہفت پیکر پر واقع ہوا ہی ہیم جادو اس قلعے کا حاکم و ناظم ہی بالاے قلعے سے اسنے دیکھا ایک لشکر اتر رہا ہی ہرکارے سے اشارہ کیا دریافت تو کر ہرکارہ گیا اور آکے خبر دی کہ فرزند امیر والا تدبیر شاہزادۂ بدیع الزمان طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین اسیوقت اسنے حکم دیا لشکر تیار رہو ہم اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے مقابلے مین آگئے اتراطبل جنگی بجوایا امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان صورت بدلکر لشکر مین آیا پھرتا ہوا قریب بارگاہ ہیم جادو پہونچا پشت پر ایک جزبلہ تھا وہان سے بیٹھکر ایک نقب لگائی مہرہ نقب کا جاکر بارگاہ ہیم جادو مین توڑا دیکھا پڑا سو رہا ہی چپ چپ کے قریب آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا چاہا بیہوش کرون کہ ہیم نے آنکھ کھولدی کہا ارے تو کون ہی امیہ بھاگا ہیم اٹھکر پیچھے دوڑا اطلاے پر ورقاے زنجیر خوار تھا امیہ بھاگا ہوا آتا ہی ورقا نے آواز دی ای امیہ کیا ہی امیہ نے چاہا کہ منھ سے کہے کہ ہیم جادو میری فکر مین آتا ہی کہ ہیم کڑک کے گرا امیہ کی کمر مین پنجہ دبا لے اڑا ورقا نے تیر مارا وہ تیر الٹا پلٹ کر ورقا پر جا کے گرا ورقا کو معلوم ہوا کہ ایک عقاب گرا ورقا کی بھی کمر مین پنجہ دبا لے اڑا اور ورقا و امیہ کو اٹھا لیگیا لشکر مین غل ہوا کہ امیہ و ورقا کو ہیم جادو اٹھا لیگیا بدیع الزمان بارگاہ سے نکل آئے دریافت کیا احوال معلوم ہوا امیہ نے جاکر عیاری کی بھاگا ہوا آیا ہیم جادو امیہ و ورقا کو اٹھا لیگیا بدیع الزمان نے کہا ساحرونکے عجائب وغرائب تو ایسے ہی ہوتے ہین رنجیدہ پلٹے بارگاہ مین آکر سو رہے رات گذری صبح کو لشکر تیار کیا میدان کارزار مین آئے دیکھا ہیم جادو لشکر سمیت میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین ہیم نے بعد صفوف آرائی گینڈا نکالا پکار کر آواز دی ای فرزند رشید صاحبقران بہتر یہ ہی کہ یہان سے پلٹ جائیے ورنہ میرے مقابلے مین آئیے آج ہی قید تمھاری روانہ کرونگا بدیع الزمان نے مرکب نکالا جیسے ہی مقابلے مین ہیم کے پہونچے ہیم نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر پسر حمزہ میرے مقابلے مین آتا ہی میری مدد کیجے پسر حمزہ کو بلائیے ایک عقاب گرا بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا ہیم نے پکار کر آواز دی اور کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا فضل بن گیاہور خون آشام مرکب اڑا کر چاہتا تھا قریب ہیم کے پہونچون دیکھا ہیم جادو ہنوز ٹھٹھہ ہلا رہا ہی فضل نے تیر مارا وہ تیر الٹا پلٹا پنجہ کمر مین فضل کے پڑا اٹھا کر لیگیا ساتون بھائی فضل کے بودر پی مقابلے مین ہیم کے نکلے عقاب اٹھا کر لیگیا قارن بلند کمان نے سردارونکو روکا کہ مقابلے مین ایسے شخص کے نہ جاؤ جو جاتا ہی اسکو عقاب اٹھا لیجاتا ہی اب جانا بیکار ہی دو پہر ڈھلے ہیم پلٹا پکار کر آواز دی ای

قارن کل میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کل سبکو گرفتار کر لونگا یہ کہکے پلٹا آگے اپنے سردارونکو حکم دیا قیدیون
کو اچھی طرح سے رکھنا کل سبکو گرفتار کر لونگا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے ایک سردار ہی کہ نہنگ خونریز اُسکا
نام ہی ایک گوشے سے سرداران بدیع الزمان کو لایا ہیم نے حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز لیکر پلٹا باہر
آکر ایک خیمے مین قید کیا چالیس ساحر اُسی مقام پر چھوڑے آپ چلا گیا نگہبانونسے کہگیا ہوشیار رہنا کل شہنشاہ
ہمارے سبکو گرفتار کر لینگے ان سبکو خدمت خداوند مین روانہ کرینگے دیکھین کون سردار لیکر جائے یہ کہکے
نہنگ چلا گیا جمعدار دروازے پر بیٹھا ہوا طبلہ بجا رہا تھا اُمیہ نے کہا جمعدار صاحب آپ خلاف قاعدہ
بجا رہے ہین جمعدار نے کہا ارے قیدی تجھے بھی طبلہ بجانا آتا ہی اُمیہ نے کہا دوستون مین کچھ سیکھا تھا لیکن
قاعدے سے جانتا ہون جمعدار نے قریب بلایا اُمیہ پاس آیا اُمیہ نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان جدا کیجیے تو
مین طبلہ بجاؤن جمعدار نے ہتھکڑیان بیڑیان اُمیہ کی اُتارین جانتا ہی چالیس آدمی بیٹھے ہین کہان جاسکیگا اُمیہ
نے بیٹھکر طبلہ بجایا ایک غزل سُنائی سب تعریفین کرنے لگے اُمیہ نے کہا جمعدار صاحب بے رنگ کی صحبت ہی
شراب کا چرچہ کیجیے میرے پاس دو روپے ہین منگائیے جمعدار نے خوش ہوکر دو روپے لیے شراب منگائی کہا
ارے دُبلے پتلے ہم تجھکو رہا کرا دینگے تو خدمت مین ہیم جادو کی رہنا اُمیہ نے کہا مجھے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا
احسان ہی اُمیہ نے شراب مین بیہوشی ملائی سبکو پلانا شروع کی جب سب پی چکے بیہوش ہوکر گرنے لگے اُمیہ
نے سبکے سر کاٹے آکر بدیع الزمان وغیرہ کی قید کاٹی کہا ای شہریار نکل چلیے آٹھ نو سردار اُمیہ سبکے آگے آگے
سبکو لیکر چلا جب لشکر سے باہر نکلا سامنے ایک کوہ تھا دیکھا کوہ سے ایک گینڈا دوڑا ہوا آتا ہی سردار آگے
بڑھ گئے کہ ہم گینڈے کو مارین جیسے قریب گینڈے کے پہونچے گینڈے نے منھ پھیرا دیکھا ہیم جادو سامنے
کھڑا ہی سحر کر رہا ہی سب اُسی مقام پر گرے لشکر والون کو آواز دی لشکر سے کئی ساحر آئے نہنگ خونریز
سے کہا تمنے حفاظت نہ کی چالیس آدمیونکو مار کر عیار سبکو لیچلا تھا مجھکو میرے سحر نے خبر دی مین اس مقام پر
پہونچا لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیکر قید خانے مین آیا لا کر قید کیا آپ برائے نگہبانی بیٹھا نقارہ جنگ
دونون لشکر مین بج چکا ہی قارن بلند کمان لشکر بدیع الزمان مین تیاریان کر رہا ہی یہ خبر بھی ہرکارون نے
پہونچائی کہ اُمیہ نے عیاری کی آخر یہ انجام ہوا کہ وہ سب کو گرفتار کر لیگیا قارن نے کہا کل میدان مین
جائینگے ہم بھی مثل آقا گرفتار ہونگے حوصلہ جرأت نہ نکلیگا جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
قارن بلند کمان سبکے آگے بڑھکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ جب ہیم آواز دیگا مین اُسکے مقابلے مین جاؤنگا

جب

وہی طائر آئیگا اُٹھا لیجائیگا مقابلہ نہ ہو سکیگا کہ ہیم نے گیندا نکالا اُپکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے قارن نے چاہا گیندا بڑھاؤں کہ سب سردار گرد آگئے کہتے ہین ای قارن کسکے مقابلے مین جاؤگے کیا کروگے اُسنے سحر کر رکھا ہی عقاب آتا ہی آدمی کو اُٹھا لیجاتا ہی کون ایسے مکار سے مقابلہ کرے قارن کہتا ہی اُسکی بات کا جواب تو دین مبارزطلبی کر رہا ہی اُسکے سامنے جائین جو کچھ ہو مالک کے قانون مین تو فرق نہ آئے سردار بیقرار ہین پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین بیقرار ہو کر پکار رہے ہین ای رب کریم رحم کر اس ظالم سے بچائے

نظم

گر بندۂ مطالب خود از خدا طلب — در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہرچہ ہست ترا از خدا طلب — مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار — گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن — سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ — ہر مطلبے کہ ہست از ان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن — تسکین کنی ز درگہ آن دلربا طلب

بیقرار ہو کر جو بیٹھے دعائی نہیں دعا ہدف مراد پر پہونچا قضاے کار نقابدار زرین پوش جنگل مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ لشکر بدیع الزمان تباہ ہوتا ہی نقابدار نے باگ پھیری باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہی مرکب بڑھایا لیکن اسم اعظم پڑھتا ہوا سامنے ہیم کے پہونچا آواز دی او مکار سحر سے مقابلہ کرتا ہی ہمپر سحر کر ہرچند ہیم سحر کرتا ہی عقاب آسمان پر آتا ہی باز سفید منہ کھولکر چاہتا ہی عقاب پر جا پڑون عقاب بھاگ جاتا ہی باز گرد سر پھر رہا ہی باز نہین آتا یہی چاہتا ہی عقاب ہبر آقا کے قریب آئے تو اسکو مارون نقابدار قریب ہیم کے پہونچا آخر کو ہیم نے چند دانے ماش کے نقابدار پر پھینکے شعلے بھڑکے لیکن نقابدار پہ تاثیر نہ ہوئی کئی مرتبہ دستک بھی دی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی اتنے نقابدار نے قریب پہونچکر نیزہ مارا اسم اعظم ورد زبان ہی سینے پر ہیم کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا اُٹھاکر نقابدار نے زمین پر مارا استخوان چور چور فی النار ہوا ملازمان ہیم جو سامنے کھڑے تھے لپٹا لپٹا کہکے اُبڑے نقابدار بھی مرکب اُٹھاکر جا پڑا باز سفید نے کسیکو پنجہ مارا کسی پر منقار ماردی اُدھر نقابدار قتل کرتا ہوا آتا ہی ملازمان نقابدار بھی جا پڑے پہلے نیزوں کی بوچھار کی ہزاروں کو قتل کیا نقابدار لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہونچا علم فوج کو قلم کیا وہان سے آکر بدیع الزمان وغیرہ کو چھوڑایا کہا ای فرزند صاحبقران بڑے افسوس

کا مقام ہی اتنے بڑے طلسم پر چلے ہو اور ایک ساحر سے یہ کیفیت بدیع الزمان نے کہا کہ سحر کی تو ہمارے
لشکر مین مخالفت ہی ساحر کا سحر چل جاتا ہی مین طلسم ہفت پیکر پر ضرور جاؤنگا القصہ بدار غمداری بدیع الزمان
کی کرا کے طرف قاف کے روانہ ہوا بدیع الزمان قلعہ اسپید و بیم پر آئے حکم کیا کہ بیمکو تلاش کرو کہ اسکو بادشاہ
کیا جائے بیم کا بھائی فہیم جادو وُ اسکو بلاکر کہا تمکو بادشاہ کرتے ہین فہیم نے عرض کی غلام ساتھ چلیگا بہم
بدیع الزمان نے ناچار ہوکر اور کو قلعے کا حاکم قرار دیا اور بادشاہ کیا فہیم کو ساتھ لیکر کوچ کیا ایک صحرا مین آکر
اُترے رات کو دیکھا جنگل مین وہ مقام ہی آگ روشن ہی پھر وہ دونون ملگئین اندر سے اُس آگ کے شور و غل
کی آواز آتی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی لڑ رہے ہین بدیع الزمان رات بھر دیکھا کیے صبح کو دیکھا
ہزارہا لاشہ اُس مقام پہ پڑا ہی دریاے خون جاری ہی معلوم ہوتا ہی رات بھر خوب لڑائی ہوئی بدیع الزمان
حیران ہو گئے کہا کچھ عجب صورت کے لوگ ہین کالی کالی صورتین بڑے بڑے قد بعضونکے چار ہاتھ ایک سر کسیکا
ایک سر جسم پر موجود ہی بدیع الزمان اس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوے اُمیہ نے کہا یہ مقام
دیو زاد اور جنات کا معلوم ہوتا ہی یہانسے کوچ کیجیے ایسا نہو کچھ آفت برپا ہو بدیع الزمان نے کہا اسکا
دریافت کرنا ضرور ہی شبکو آکر دیکھینگے سب سردار بھی مانع ہوے بدیع الزمان نے نہ مانا رات کو بیرون
بارگاہ آکر بیٹھے پھر وہ آگین ظاہر ہوئین جب وہ آپس مین ملین اور غل شور ہوا اپنے مقام سے اُٹھے خراماں
خراماں اُس مقام پر آئے سب سردار نو نہ گئے مگر ورقاے زنجیرخوار ساتھ ہی اُمیہ بھی کنارے کنارے
آتا ہی بدیع الزمان قریب آگ کے پہونچے پکار کر آواز دی تم کون لوگ ہو جو آپس مین کشت و خون کرتے
ہو اپنے کو ظاہر کرو ایک آواز آئی ای جوان تو کون ہی جو ہمسے دریافت کرتا ہی بدیع الزمان نے اپنا نام بتایا
ایک تاجدار سامنے آیا کہا ای فرزند رشید صاحبقران ہم آپ کے بزرگونکو جانتے ہین سلطنت آسمان پری
کو بچایا عفریت کو مارا مین آپسے فریادی ہون مین بادشاہ چہارم قلعۂ قاف ہون نیران جنی میرا نام
ہی فولاد دیو کہ زبردستان روزگار سے ہی وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا بیٹی میری یاقوت پری ہی نام سے فولاد
کے ڈرتی ہی ہمارے قلعے کو اُسنے پامال کیا ہم بھاگ کر اس صحرا مین آئے وہ روز لشکرکشی کرکے آتا ہی ہزار
دو ہزار کو قتل کرکے چلا جاتا ہی آج بھی آیا ہی یہ کہکے نیران جنی نے بدیع الزمان کی آنکھ مین سلائی سرمۂ
سلیمانی کی پھیری ورقاے زنجیرخوار نے کہا آقا مجھے بھی ساتھ لیجیے نیران نے ورقا کی بھی آنکھون مین
سرمۂ سلیمانی پھیرا اور ورقاے زنجیرخوار کی بھی آنکھ روشن ہوئی دیکھا ہزارہا نرہ دیوان چقماق چاو زاغ لولی

یہ حربے ہاتھ مین لیے ہوے جنات کو قتل کر رہے ہین جنات بھاگتے پھرتے ہین ایک دیو بڑا قد قامت
چوبدست کاندھے پر پامال کرتا پھرتا ہی دو دو کو گردن پکڑ کر لڑا دیتا ہی بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا او دیو
مکار کیون غریبونکو قتل کرتا ہی دیو فولاد نے جو بدیع الزمان کو دیکھا آواز دی او پسر حمزہ کہان جائیگا بڑھکر
چوبدست ماری بدیع الزمان نے تیغہ طمپرث سے وار کو قلم کیا چاہا اُسنے کہ بھاگون بدیع الزمان نے
ہاتھ مارا دیو فولاد کے دو ٹکڑے ہوے ورقا بھی لڑتا ہوا آتا ہی اُمتیہ نے چند حقے آتشبازی کے مارے سو
دو سو جلے آخر فریاد کرتے ہوے بھاگے بدیع الزمان شیران جنی کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے
شیران نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے جان و آبرو بچی بیٹی مع چند پریزادون کے قلعہ چہارم قاف
مین ہی بدیع الزمان نے کہا ای شیران مین راہ مین ہون طلسم ہفت پیکر کا ارادہ ہی دیکھین کیا کیفیت ہو
کہ عرض ہوئی دروازے پر ایک جن حاضر ہی نامہ پردۂ قاف چہارم سے لایا ہی شیران نے کہا بلالو جن اندر
آیا بادشاہ کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا شیران نامہ پڑھکر رونے لگا بدیع الزمان نے کہا ای شیران
خیر تو ہی کہا ای شہریار فولاد جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ملازم لاشہ لیے جاتے تھے راہ مین بھائی
اُسکا شداد مردار خوار ملا اُسنے جو بھائی کا مارے جانا سُنا قلعہ چہارم قاف پر چڑھ گیا بیٹی نے لکھا ہی مین
قلعے مین بند ہون پریزاد لڑ رہے ہین اب وہ یورش کریگا تو ہماری جان کیونکر بچیگی بدیع الزمان تو نام اُسکا
یاقوت پری سُنکر پریشان ہو رہے تھے کہا ای شیران ہمکو جلد لیچلو فضل سے کہا تم لشکر کی حفاظت
کرو ہم کل آجائینگے آگے کوچ کرینگے شیران نے بدیع الزمان کو تخت پہ سوار کیا اُمتیہ نے کہا مین ضرور
ساتھ چلونگا ہرچند انکار کیا اُمتیہ ساتھ ہوا شیران کے پانچ سو جن ساتھ ہین بدیع الزمان کو لیکر
طرف پردۂ چہارم قاف کے چلا یہان شداد مردار خوار نے دو تین روز تو پیغام سلام کیا چوتھے دن
طبل یورش بجوایا ملکہ یاقوت پری بالاے قلعہ آئین پریزادین گھیرے ہوے ہین جام زہر بھر کر آگے
اپنے رکھا ہی فرماتی ہین جب وہ پھاٹک توڑیگا مین اپنی جان دیدونگی مردہ اگر پائیگا شداد مردار خوار
بلوہ کر کے چلا پریزادون نے اوپر سے پتھر برسائے کئی سو دیو مارے گئے شداد مردار خوار اکیلا چلا پتھرونکو
خالی دیتا ہوا برابر خندق کے پہونچا یاقوت پری نے چاہا کہ جام زہر پی لے کنیزین لپٹ گئین یاقوت
نے کہا کیا میری آبرو لوگی جان جانا بہتر ہی پریزادین پیٹ رہی ہین شداد چاہتا ہی کہ خندق پھاندے کہ آسمان
سے آواز آئی او مکار آگے نہ بڑھنا منم شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران نام صاحبقران

سنکر شداد کانپ گیا کہنے لگا مجھسے کیا مطلب بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لینے آیا خانہ بن پڑا نہ سہی
نیران نے بدیع الزمان کو تخت سے اُتارا شداد بھاگ نہ سکا بدیع الزمان کو ایک چوبدست لگائی
بدیع الزمان نے چوبدست غلم کی اُسنے ڈھونڈ کے کھینچ مارا بدیع الزمان خالی دیکر اُس خونخوار پر جا پڑے
اُسنے چاہا اپٹ پڑو ان بدیع الزمان نے ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوئے دیوزادون پر جا پڑے
جب دو چار سو دیو مارے گئے کچھ دیو لاشہ شداد کا لیکر بھاگے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف
قلعے کے چلے نیران جنّی شاہزادے کو لیکر قلعے مین آیا یاقوت پری واسطے استقبال کے آئی
نگاہ جو پڑی تجال بدیع الزمان کو دیکھکر عاشق ہوئی بدیع الزمان کو بھی پسینہ آگیا نیران جنّی بیچ مین
ہی دونون نے حجاب سے سر جھکائے دزدیدہ نگاہون سے آپس مین دیکھ رہے ہین جب دار الامارہ
مین یاقوت تخت پر بیٹھی پریزادین گرد جمع ہوئین بدیع الزمان دنگل زرین پر بیٹھے کہ یاقوت نے
کہا شکارگاہ سلیمانی مین کیا عمدہ شکار ہی اور اشارہ کیا کہ آپ بھی مشتاق ہین وہان ہمارے اور آپ کے
ملاقات ہوگی اب یاقوت نے پریزادونکو حکم دیا اسباب شکار کل دردولت پر حاضر رہے سویرے
ناگہ سوار ہوئین جب ملکہ جا چکین تو بدیع الزمان نے نیران جنّی سے کہا اگر آپ فرمائیے تو ہم بھی
واسطے شکار کے جائین نیران نے کہا بہت مناسب ہی بدیع الزمان بھی سوار ہوئے اُمتیہ کو
ساتھ لیکر چلے مگر ملکہ یاقوت پری شکار کھیلتی ہوئی قریب ایک پہاڑ کے پہونچین دیکھا درۂ کوہ
کھلا ہی ہوا جو ٹھنڈی آئی ملکہ پشت مرکب سے اُترکر قریب درۂ کوہ آئین یکایک درۂ کوہ سے ایک
غبار بلند ہوا ملکہ اُس غبار مین غائب ہوگئین ساتھ کی پریزادین ڈھونڈین ملکہ کو جب نہ پایا روتی
پیٹتی پلٹین طرف بادشاہ کے چلین راہ مین بدیع الزمان ملے کنیزون نے سب حال بیان کیا یہ سنکر
بدیع الزمان بیقرار ہوگئے کہا وہ مقام ہمکو بتاؤ پریزادین ساتھ ہوئین قریب درۂ کوہ آئے
دیکھا دڑے مین سناٹا ہی اُمتیہ نے عرض کی ای شہریار مقام طلسم معلوم ہوتا ہی شب کو عبادت کیجے
جو کچھ ہدایت ہو وہ کیجیے بدیع الزمان نے نہ مانا فرمایا تم باہر ٹھہرو مین اندر جا کر دیکھون کہ اسمین
کیا شر ہی یہ کہکے بڑھے جب پاس درۂ کوہ کے آئے دور سے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہین ہاتھون سے منع
کر رہے ہین کہ ای شخص ادھر نہ آنا بدیع الزمان کب سنتے ہین آگے بڑھے ایک شخص اُنمین سے اُٹھا
اُسنے ایک چیخ ماری اور آواز دی ای محافظان طلسم گلزار سلیمانی یہ آنے والا نہین مانتا یہ جو کہکر ۱۰

اُسنے چیخ ماری آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین بدیع الزمان کی پڑا لیکر بدیع الزمان کو بلند ہوا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین متوحّش ہوا سے آنکھ کُھل جاتی ہی تو دیکھتے ہین ایک دیو مجھکو لیے جاتا ہی جاتے ہین اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈالون ہاتھ نہین اُٹھتا آخر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کُھلی دیکھا اپنے کو ایک باغ مین ہون لیکن باغ ویران کچھ چمن پھولونکے ہین چند شخص بیٹھے ہوے گُل چینی کر رہے ہین اُن سبنے بدیع الزمان سے کہا اے نوجوان تو بھی آ گُل چینی کر بے مشقت کے یہان وجہ معاش نہین ملتی بدیع الزمان نے کہا کیا ہم مالی ہین جو گُل چینی کرین وہ لوگ خاموش ہو رہے شام کو وہ سب دو نے پھولونکے لیکر چبوترے پر آ کے بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد ایک پریزاد آئی اُسنے آکر سب سے پھول لیے دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا دیا بدیع الزمان نے کہا اے پریزاد ہم بھی تو اسی مقام پر ہین تو نے ہمکو نہ دیا اُسنے کہا یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤن حرام کا کھانا چاہتے ہو بدیع الزمان نے ایک طمانچہ مارا کہ پریزاد کا سر اُڑ گیا گرتے گرتے لاش سے آواز پیدا ہوئی کہ اے صاحبان طلسم گلزار سلیمانی اِس جوان کو لینا دیکھا اُسنے کئی سو دیوزاد گوشۂ باغ سے پیدا ہوے بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگے کئی دیو مارے تھے کہ ایک دیو سیاہ رو نے آکر حلقہ ہاے کمند مارے بدیع الزمان بند مکر گرے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کُھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اندھیرے مین گھبرائے دعائین کرنے لگے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک پریزاد نکلی کاسۂ شیر برنج ہاتھ مین ایک ہاتھ مین صراحی پانی کی سامنے بدیع الزمان کے پیش کیا بدیع الزمان نے کھیر کھائی پانی پیا وہ پریزاد مگس رانی کرتی رہی کہا اے جوان مین تیری خدمتگار ہون مجھے تیرے حال پر رحم آیا مین تجھکو نکال لیجاونگی طلسم سے نکلجا مین بھی تیرا ساتھ دونگی بدیع الزمان نے کہا اب طلسم مین قدم آیا ہی بے اِسکے فتح کیے ہوے نہ جائینگے یا موت لیکر آئی ہی پریزاد رونے لگی کہا اے جوان جسوقت تو نے اُس پریزاد کو باغ مین مارا مین الگ سے دیکھ رہی تھی دل پہ میرا اثر ہوا نہین اُسیوقت سے گرفتار دام زلف ہوئی دل پر قابو نہین مین تجھکو لیے چلتی ہون آیندہ تیرا اقبال مین کنیزان ملکۂ آسمان پری سے ہون اِس طلسم مین آکر پھنس گئی یہان والون نے مجھپر طلسم باندھ دیا قیدیون کی نگہبان ہون یہ کہکر کمر مین پنجہ دیا غرق زمین ہوئی نقب سحر سے لے نکلی ایک باغ مین لاکر بدیع الزمان کو پہونچایا کہا یہان چپکے بیٹھو رات کو یہان روانہ پری آتی ہی اُسکے پاس لوح طلسم ہی کسی تدبیر سے اُس سے

لوح حاصل کرو اگر لوح پالی فتاحی طلسم مین مصروف ہونا جہان سو فتح ہوگا مین بھی اپنے کو پہونچاؤنگی اہالی
طلسم بڑے بڑے ساحران غدار مین فکر کرینگے دھوکے دینگے لیکن جو لوح ملجائے تو اُس سے ہوشیار رہنا
بخوبی سمجھا کر وہ پریزاد باغ مین بدیع الزمان کو چھوڑ کر چلی گئی بدیع الزمان درختونکی آڑ مین چھپکر بیٹھے جب
لیلی شب نے زلف عنبرین کھولی باغ مین خود بخود روشنی ہولی ستارے چمکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا چند پریزاد مین آئین انھون نے آکر چبوترے پر فرش کیا آپ بھی اُسی مقام پر بیٹھین دمبدم طرف
آسمان کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک ایک آندھی چلی دیکھا ایک پریزاد کمسن تخت پر سوار مع چند پریزادونکے
آکر پہونچی مسند پر بیٹھی ناچ گانا ہونے لگا اب بدیع الزمان حیران کہ مین اسکے سامنے کیونکر جاؤن
ایسا نہو سحر کرے ایک صندوقچی رکھی ہی کہ در باغ پر بلاؤ ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور
دیو سیماب خبر پا گیا کہ آپ اِس باغ مین ہین آپ کی تلاش مین آیا ہی کئی سو پریزادونکو مار ڈالا ملکہ گھبرا گئین
اپنے مقام سے اُٹھین چاہتی ہین کہ صندوقچی کو اُٹھائین دیو سیماب سامنے آپہونچا دو چار پریزادون
نے چاہا بڑھکر روکین دیو سیماب نے اُنکو مار اکسیکو چیر ڈالا کسی پر لات ماردی ملکہ دردانہ پری بدحواس
ہوکر تخت پر سوار ہوئین اور بھاگین دیو سیماب نے کہا ای دردانہ آج کہان جاؤگی مین پہونچونگا جہان
تم جاؤگی آگے تخت ملکہ دردانہ کا اور عقب مین دیو سیماب چلا لاشے پریزادونکے پڑے رہگئے انھون
بدیع الزمان نے دیکھا صندوقچی رکھی ہی اُٹھکر دوڑے صندوقچی کو اُٹھایا اب جو کھولا ایک برق چمکی
تختی الماس کی اُسپر لکھا ہوا لوح طلسم گلزار سلیمانی بدیع الزمان نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ وہی
پریزاد آکر پہونچی کہا ای شہریار مبارک ہو لوح طلسمی بے مشقت آپ کو ملی لیکن اب فورا براے فتاحی
جائیے مین جاکر کہین چھپی ہوتی ہون یہ کہکر پریزاد گئی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات جب باغ دردانہ سے لوح حاصل ہوا اسم حاشیہ لوح پڑھنا
اِسی باغ مین ایک دریا ظاہر ہوگا اپنے کو دریا مین گرادو بحکم مالک بحر و بر مقام مقصود تک پہونچوگے
بدیع الزمان نے اِسم پڑھا دیکھا غراٹے کی آواز ہوئی ایک دریاے قہار موج مارتا ہوا ظاہر ہوا
بدیع الزمان بے خوف اُسمین کودے معلوم ہوا شاہزادے کو کسی بلندی سے کودا ہون اب جو
پاؤن زمین پر قایم ہوے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار ہی ایک جانب سے آواز آئی ای طلسم کشا
تجھے کسنے اِس مقام پر پہونچایا دیکھا ایک دیونی منھ کھولے ہوے آتی ہی بدیع الزمان تلوار

کھینچکر اُس دیونی پر جا پڑے دیونی نے بڑھکر چنگل مارا بدیع الزمان نے چنگل کو اُسکے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا دیونی کے دو ٹکڑے ہوے دونوں ٹکڑے تڑپ تڑپ کر دو دیونیان تیار ہوئین دونون نے حملہ کیا پھر بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا مارا جب ایک کو قتل کرتے ہین دو بنکر تیار ہوتی ہین تھوڑے عرصے مین کئی سو دیونیان ایک صورت کی ہر طرف سے بدیع الزمان پہ حملے کر رہی ہین قریب ہی کہ دبا لین انکو پکڑ لین کاٹ مین بھی تلوار کی فرق آنے لگا کہ کان مین آواز آئی ای طلسم کشا مقام افسوس ہی کہ لوح نہین دیکھتے بدیع الزمان کو یاد آیا جست کر کے ایک گوشے مین آئے لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ اگر اسطرح دیونیان جمع ہو جائین تو خیال کر کے دیکھو شاخ نخل پر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب منہ کھول کر آواز دے اگر قادر انداز بے مثل ہو تو تیر اُسکے حلق مین مارو اگر اور کسی مقام پر تیر پڑیگا تو سنگ سیاہ ہو جاؤگے رہائی نہایت مشکل ہوگی بدیع الزمان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کے تیر مارا حلق مین طائر کے پڑا توڑ کر گردن کے پار گذرا اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے تمام دیونیان جلکر خاک سیاہ ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتۂ خونخوار بود مار کر اُسکو بدیع الزمان پلٹے تھے کہ وہی پریزاد کہ جو قید خانے سے لائی تھی اُسنے آکر مبارکباد دی کہا ای شہریار ایسی غفلت نہ فرمایے یہ طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر رخصت ہوئی بدیع الزمان نے پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا اپنے کو باغ گلعذاران مین پہونچاؤ بدیع الزمان حیران کہ باغ گلعذاران کس مقام پر ہی ہرچند لوح مین دیکھتے ہین سواے اِس لفظ کے اور کوئی لفظ مرقوم نہین پریشان پریشان ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اُسنے آکے جُھک کے سلام کیا کہا ای فرزند صاحبقران آپ ہی نے عفریتۂ خونخوار کو مارا ہین امیدوار ہون کہ میری بھی آرزو حصول ہو اور عرض میری قبول ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بیان کرو کہا ای فرزند رشید صاحبقران ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان دیو کیتوس مردار خوار رہتا ہی میری بیٹی سمنبک دیونی براے شکار دشت مین آئی تھی اُسکو بہ جبر پکڑ کر لیگیا باغ گلعذاران مین لیجا کر رکھا ہی اب امیدوار ہون کہ حضور تشریف لیچلین آپ کشندۂ عفریت کے فرزند ہین آپ کیتوس پر غالب آئینگے بدیع الزمان خوش ہوگئے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے محراب دیو کہتے ہین ملازمان آسمان پری سے ہون بدیع الزمان نے کہا ای محراب مجھے باغ گلعذاران مین لے چل دیو

عمراب نے بدیع الزمان کو کاندھے پر سوار کیا اُنکو بلند ہوا بعد عرصہ دراز کے طرف زمین کے چلا بدیع الزمان کے دماغ مین بوے خوش آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب اور گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہاے بوقلمون نہرین پانی سے بھری ہوئین آب صاف و شفاف ایک جانب دیوزادے پہرے ہین دارین کاندھون پر زاغ لول ہاتھہ مین ٹہلتے پھرتے ہین عمراب نے کہا اے شہریار مین آپ کو ایک گوشے مین اُتارتا ہون دیو کیتوس آئیگا بموجب حکم لوح کام کیجے گا گوشے مین اگر عمراب نے بدیع الزمان کو اُتارا آپ علیحدہ ہوا بدیع الزمان گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ آندھی سیاہ چلی دیکھا تخت پر ایک دیو سوار چالیس تیرہ دیو تخت کو کاندھے پر اُٹھائے ہوے لاکر زمین پر بیٹھ بچھا یا وہ دیو بیٹھا ہوا کہ رہا ہے ابھی ملکہ عالم نہین آئین بدیع الزمان جب لوح دیکھتے ہین لوح منع کرتی ہے کہ ابھی دخل نہ دو بدیع الزمان ٹھہر جاتے ہین تھوڑے عرصے کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی آگ آسمان سے برسنے لگی پھول برسے بعد آسکے ایک تخت پر دیکھا ایک دیوتی ساحرہ سوار کنیزین گھیرے ہوے زمین پر آکر پہونچی تخت رکھا گیا کیتوس سردار خوار اپنے مقام سے اُٹھا اس دیوتی کے ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالدیا لا کے مسند پر بٹھایا پوچھا آج دیر کیون لگی دیوتی نے کہا اے کیتوس کیا کہون جب ارادہ کرتی تھی کہ جاؤن دل دھڑکتا تھا تو نے سُنا طلسم کشا آگیا ہے اور طلسم کشا آدم زادی ہے یہ سُنکر کیتوس ہنسا کہا اے ملکہ گلعذاران جادو اگر لشکر آدم زادان سامنے آوے تو پھٹکنے لگاؤن طلسم کشا کی کیا مجال ہے کہ مجھ تک آسکے تو ڑ مروڑ کے کھا جاؤن گلعذاران دیوتی ساحرہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اے کیتوس یہ خیال نہ کرو طلسم کشا فرزند حمزۂ عرب ہے جسنے دیو عفریت کو مارا پسران حمزہ دیو بند و دیو کش ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اب رات گھر باقی ہے جا پڑو گلعذاران و کیتوس دونون قتل ہون یہان عاشق و معشوق شراب پی رہے ہین کہ پہلوے باغ سے آواز آئی باشید اے کافران بجیا و اے نابکاران پُر دغا نعرۂ بدیع الزمان

زتیغم لب کافر اسلام شد		نوا انکم گشتم آسمان بر زمین		چمن بدیع الزمانم کہ دیرہ روز کہن کہ سر فتنۂ پا خست بر نام شد

نعرۂ بدیع الزمان سے کیتوس و گلعذاران تھرا گئے کیتوس نے آواز دی پسر حمزہ کو لینا چالیس ہزار تیرہ دیوان گرد بدیع الزمان کے آگئے چہار طرف سے حربے پڑنے لگے اب یہ بیچ مین اُن دیوزادون کے ڈر رہے ہین چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب کیتوس

وگلعذاران

و گلعذاران پہونچون دیو نہین جانے دیتے دیو ن سحر کر رہی ہی آگ برسا دی کبھی پانی برسا دیا بدیع الزمان لوح چمکاتے ہین دیوزاد بھاگتے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر باغ مین تلوار چلی گریبان سحر چاک ہوا بدیع الزمان نے دیکھا چند دیو مارے گئے باقی غلغلہ کر رہے ہین بدیع الزمان پریشان و بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب کارساز و ای حاکم بے نیاز دشمنون کے ہاتھ سے بچا ـ نظم

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب — حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب
فائز کند بمنزل مقصد ترا الطلب — باشند اگر براہ خدا رہنما طلب
فانی است عمر و دولت و دنیا و مال و جاہ — ہرگز وفاے عہد نہ زین بے وفا طلب
ای بندہ بندگی کن و شاہنشہی بخواہ — ای خاکسار خاک شو و کیمیا طلب
مطلوب گرچہ دور نباشد ز ما مگر — بہر وصول شرط شو و ہند پا طلب

ہلاک کر جو بدیع الزمان نے دعا کی قضاے کار نقابدار زمرد پوش جو ہوا خواہ بدیع الزمان بردۂ قاف مین ہر دم اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ بدیع الزمان شیرانہ لڑ رہے ہین وہین سے نقابدار نے نعرہ کیا آقاے نامدار مین آپہونچا بارہ ہزار نرۂ دیوان سے اگر گرا وہ شمشیر زنی کی کہ ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اتنی مہلت جو بدیع الزمان نے پائی لڑتے بھڑتے سامنے کیتوس کے پہونچے کیتوس نے وار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکر ہاتھ مارا کہ کیتوس کے دو ٹکڑے ہوے گلعذاران دیو نی نے گریبان پھاڑ ڈالا وہ سحر کیا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا ساتھ والے تصویر ہوکر رہ گئے ہاتھ شمشیر زنی سے رو کے حیران حیران مثل آئینہ نگران ہین بدیع الزمان نے بڑھکر لوح چمکائی نقابدار کو سنبھالا کہا ای شیر بیشۂ جرأت خوب وقت پر آئے ہوشیار ہو نقابدار پھر گھوڑے پر سوار ہوا پھر لڑائی مین مصروف ہوا ساتھ والے بھی لڑنے لگے گلعذاران نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ نکل جاؤن پھر بدلہ طلسم کشا سے لونگی غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے قصد کیا کہ بلند ہوکر نکلون بدیع الزمان نے تیر مارا کہ ساحرہ کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا دیونی گری جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش نکلے دیوزاد جلنے لگے جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام سن گلعذاران جادو بود اب باغ مین سناٹا ہوا نقابدار نے آکر بدیع الزمان کو سلام کیا عرض کی بڑے عرصے کے بعد آپکا قاف مین آنا ہوا بدیع الزمان

نے فرمایا طلسم مین یاقوت پری بنت شہران جنی قید ہوگئی ہی اُسکی رہائی کو آیا ہون کہ دیو محراب
بھی آیا کہا ای شہریار اب آپ کو مقام ہستی تک پہونچاؤن لقا بدار کھڑا بدیع الزمان سے باتین
کررہا ہی کہ آسمان سے لقا بدار یاقوت پوش طرفدار قاسم جاتا تھا باغ مین جو بدیع الزمان کو
دیکھا جلگیا آواز دی او زمرد پوش تو اپنے آقا سے باتین کررہا ہی یہ کہکے گرا اس جلدی مین ہاتھ
مارا کہ زمرد پوش کا سر زخمی ہوا محراب بیچ جا پڑا محراب کو قتل کیا کہا او پسر حمزہ یہ مددگار تیرا نہ ہوگا
قاف مین عمر بھر سرگردان رہیگا زمرد پوش تو زخمی ہوکر نکلگیا بدیع الزمان اکیلے رہگئے یاقوت
بھی بھاگا یہ کہگیا کہ آپ اسی مقام پر رہیے بدیع الزمان نے جو لاشہ محراب کا دیکھا پریشان ہوے
کہ اگر یہ راہبر زندہ ہوتا مقام ہستی تک پہونچا دیتا لوح کو دیکھا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ سواے
محراب کے اور کوئی مقام ہستی تک نہین لیجا سکتا اب بدیع الزمان حیران ہین کہ کیا کرون
لوح مین یہ حکم نکلا ہی محراب مارا گیا اب کیا تدبیر کرون پھر لوح کو دیکھا یہ مضمون نکلا کہ سواے
دیو کے کوئی مقام ہستی تک نہین پہونچا سکتا بدیع الزمان سرنگون کھڑے ہین لاشہ کیتوس
دگلعذاران پڑا ہوا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی کوئی بلک بلک کر کہرہا ہی کہ ای برادر تجھکو
کسنے مارا اگر تیرے قاتل کو پاؤن ہڈیان چبا کر کھا جاؤن دیکھا بدیع الزمان نے ایک دیو
لاش پر کیتوس کی آکر گرا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکر رونے لگا یہی کہ رہا ہی کہ قاتل کو تیرے کیونکر
پاؤن بدیع الزمان سامنے آئے آواز دی او بے حیا ہم قاتل کیتوس دیو نے کہا ہم دیو فیل سر
یہ کہکے اُس دیو نے دوڑ کر چنگل مارا منظور یہ ہوا گولی بنا کر کھا جاؤن بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ
ڈالا فیل سر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے اُکھیڑ کر مارا کہ دیو چار ون شانے چت گرا
بدیع الزمان کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فیل سر نے
کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا فرزند صاحبقران کشندہ عفریت دہمندان
دفیل سر یہ سنکر قدمون پر گرا کہا شکر ہی کہ آپ کے قدمون تک پہونچا فرمایا مجھکو مقام ہستی تک تو
پہونچا دے گا وہ مقام کتنی دور ہی فیل سر نے عرض کی کہ اگر انسان جانیکا ارادہ کرے دو سو برس
مین پہونچے مین تیسرے دن آپ کو پہونچا دونگا بدیع الزمان کاندھے پر فیل سر کے سوار
ہوے فیل سر بدیع الزمان کو لیکر چلا برابر کہکشان فلک کے بلند ہوگیا ایک دن اور ایک شب

فیل سر اُڑا ایک پہاڑ دکھائی دیا کہ نہایت ویران ہی بڑے بڑے نخل ہر طرف جانور بسیرا کیے ہین اس پہاڑ پر لاکر فیل سر نے بدیع الزمان کو اُتارا بدیع الزمان نے کہا ای فیل سر اس مقام پر کون ہی پتیکوہ بالکل ویران ہی عرض کی غلام نہین جانتا مقام ہستی اسیکو کہتے ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا حکم نکلا گوشے بین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو قدرت پروردگار کا تماشہ ظاہر ہوگا بدیع الزمان نے بیٹھکر اسم مذکور پڑھا پڑھکر جو دم کیا ایک آندھی سیاہ چلی اب جو آندھی بر طرف ہوئی دیکھا صحرا ہے پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار درخت بار اثمار سے سر سبز ہو قدرت معبود ظاہر ہی دم بھر مین تمام صحرا سبزہ زار ہوگیا دوبارہ جو اسم پڑھکر دم کیا دیکھا کہ پھر آندھی چلی جب آندھی دفع ہوئی دیکھا بہت سی نازنینان مہ جبین ایک بارگاہ لیکر آئین اُس بارگاہ کو استادہ کیا دست بستہ کھڑی ہوئین سہ بارہ جو بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا پھر ہوا چلی بعد تھوڑی دیر کے ایک تخت پر ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزان ماہ پیکر عارض رشک قمر نازک بدن سمنبر آکر پہونچی داخل بارگاہ ہوئی پھر تو بدیع الزمان نے اِس معاملات کو دیکھکر چاہا اپنے مقام سے اُٹھون کہ ایک نازنین آئی برائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی آپ کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوکر ساتھ اُس نازنین کے بارگاہ مین آئے دیکھا وہ نازنین اپنے مقام سے برائے استقبال اُٹھی جھک کر سلام کیا گورے گورے ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا کہ آئیے بدیع الزمان ساتھ اُسکے بارگاہ مین آئے مسند پر بیٹھے نازنین نے کہا ای شہریار میری جانبازی آپ پر ثابت ہوئی یا لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ پر ثابت ہوجائے بدیع الزمان نے چاہا لوح کو نکالون ملاحظہ کرون اُس نازنین نے کہا ذرا تامل کیجیے میرے بزرگ کاہن تھے اُنھون نے حکم لگایا ہی کہ اِس طلسم کو فرزند صاحبقران فتح کرینگے اور ہمارے خاندان کی دختر اُنکے عقد مین ہوگی کنیز آپ کو تا بادشاہ طلسم ضرور پہونچا دیگی ورنہ بڑی کوشش کرنا ہوگی بادشاہ طلسم کا ملنا دشوار ہی برسون ڈھونڈھیے گا بادشاہ کو نہ پائیے گا مین ساتھ اپنے لیچلونگی بس اب لوح کو ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ ملکہ گلپوش تمھاری خیر خواہ ہی اسیکے ساتھ دربار شاہ طلسم مین جاؤ نہایت تکلف سے بادشاہ پر دست انداز ہوگے بدیع الزمان نے کہا ای گلپوش مجھے اپنے ساتھ دربار شاہ طلسم مین لیچل گلپوش نے کہا تخت پر سوار ہوجیے بدیع الزمان تخت پر سوار ہوے کنیزون نے

تخت اٹھا یا کچھ جنون ایک باغ مین لاکر اتار اکیا دیکھا ایک باغ ہے بہت پُر ہوا کئی ہزار ہتھ دیو آئے
پکارتے ہوئے اے گلپوش تو شاد کی کیتی ہے تو دشمن ہوئی طلسم کشا کو لیکر چلی ہم تجھکو قتل کرینگے انہو
بدیع الزمان لڑنے لگے ایک طرف ہٹکے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا غول مین دیو اشکال جسکے ہاتھ
مین زاغ نول ہے اسکو قتل کرو سب دیو بھاگ جائینگے بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب اشکال
کے پہونچے اشکال نے زاغ نول مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ دیو اشکال کے
دو ٹکڑے ہوئے اشکال مرکر گرا آواز آئی او گلپوش ہوشیار ہو جا گلپوش یہ صدا سنکر دوڑی
کہ عقب مین بدیع الزمان کے جا کر چھپے کہ ایک شعلہ بھڑک کر گرا گلپوش نے ایک چیخ ماری یہ سنکر
بدیع الزمان دوڑے جبتک قریب پہونچین اتنے عرصے مین لاشہ اشکال کا جلا وہ نازنین بھی جلکر
خاک ہوئی بدیع الزمان کو نہایت افسوس ہوا بعد مارے جانے اس نازنین کے بدیع الزمان
نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر گلپوش قتل ہو تو سامنے نخل نرگس ہے اسکو بقوت صاحبقرانی
اکھیڑو نقب کی راہ سے دربار شاہ طلسم مین پہونچو گے بدیع الزمان نے نخل جو اکھیڑا دہنہ نقب تختہ
ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے عرصہ دراز تک نقب مین راستہ چلے اب جو سر نکالا
دیکھا گلزار جادو تخت پر بیٹھی ہے دربار جما ہوا ہزار ہا دیوزاد بیٹھے ہین بدیع الزمان نے سر نکالتے

ہی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم یل شیر دل
فراری شہ آن کافر پُر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان
سم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
علم تیغ در دست ... بہ جنگ
بدیع الزمان این صاحبقران
نہال گلستان صاحبقران
ز گنجاب گشتم چو جنگ آزما
افغا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

گلزار جادو تخت سے اٹھی
کہا ارے طلسم کشا کو مار لو سحر کرنے لگی آگ برسائی تلوارین گرتی ہین بدیع الزمان لوح چمکاتے
ہین ہزار ہا تیرہ دیو حربے لیکر بدیع الزمان پر گرے جاتے ہین قتل کرتے ہین بدیع الزمان
شیرانہ جنگ کر رہے ہین گلزار جادو نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر پر روکا
الجھاؤ سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا گلزار جادو نے سر آگے کر دیا تلوار سر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوے مرتے ہی اس ساحرہ کے اسطرح کا اندھیرا ہو گیا کہ کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑے
عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا لاشہ کوئی نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا

لوح کو گھبرا کے دیکھا تو نوشتہ پایا ای فتاح طلسم گلزار جادو شعبدہ کر کے نکل گئی اب اُسکو تلاش کرو جبتک گلزار نہ قتل ہوگی ہزار طرحکے فتنہ برپا ہونگے بدیع الزمان نے ہر چند دیکھا کچھہ اور لکھا نہ پایا حیران حیران اُس قصر سے نکلے ایک ہفتہ جا بجا پھرے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُسکے دامنے مین بیٹھے دعا کو ہاتھہ اُٹھائے کہ ای کریم و رحیم گلزار جادو کا مقام ملے کہ اُسکو قتل کرون اور طلسم سے فراغت پاؤن لشکر والونسے جا کر ملون بیقرار ہو کر دعا جو کی کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی کوئی مرد بزرگ بہ فصاحت تسبیح پڑھہ رہا ہی بدیع الزمان اُس آواز پر متوجہ ہوے گھاٹیان طے کر کے پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرہ پتھر کا بنا ہی ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوے تسبیح خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان نے بڑھکر سلام کیا اُس مرد بزرگ نے آواز دی ای فرزند صاحبقران ای فاتح طلسم گلزار سلیمانی ہم کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے ہین اِس خُلق سے بدیع الزمان سے بات کی کہ بدیع الزمان خوش ہوگئے سلام کر کے قریب مرد بزرگ کے بیٹھے کہا آپ اِس تنہائی کے مقام مین تشریف رکھتے ہین جہان انسان کا نام نہین ایسے مقام پر آب و خورش کیونکر پہونچتا ہی ہر امر کی تکلیف ہوتی ہوگی اُس مرد بزرگ نے کہا ای فرزند رشید صاحبقران وہ رزاق مطلق کارساز برحق ہی اُسپر تکیہ کر کے بیٹھے ہین سب چیزین لطف سے بہم پہونچتی ہین آج شب کو تشریف رکھیے اِس امر کو بھی دیکھیے کہ کیونکر بہم پہونچتا ہی بدیع الزمان بفرحت اُس مقام پر بیٹھے شام کو پلٹ کے دیکھا پہلوے سجادہ پر دسترخوان رکھا ہی گرم گرم دھوان نکل رہا ہی اُس مرد بزرگ نے کھولا دو قابین مرغ پلاؤ کی دیکھین کہا لو بابا ایک میرے واسطے اور ایک مہمان کا حصہ بدیع الزمان نے جو اُس پلاؤ کو نوش کیا تمام دنیا کی لذت کا اُسمین مزہ تھا جس شی کا اُسمین مزہ تصور کرتے ہین اُسی شی کی لذت ملتی ہی جب شکم سیر ہوکے کھا چکے کھانے سے قابونکو اُسیطرح معمور پایا ایک طرف دیکھا کوزۂ آب رکھا ہی پانی پیا برف سے زیادہ سرد شب کو بدیع الزمان اُسی مقام پر رہے وہ مرد بزرگ تسبیح خوانی کر رہا ہی بعد نماز سحر پھر اُسیطرح کھانا آیا بدیع الزمان نے پھر خاصہ نوش کیا بدیع الزمان نے مرد بزرگ سے پوچھا آپ کا اسم گرامی کیا ہی زاہد نے کہا ابرار عبادت گزار کہلاتا ہون کئی سو برس ہوے اِس مقام پر عبادت کرتے ہوے آج آٹھوان دن ہی کہ بزرگان دین نے فرمایا فرزند صاحبقران تلاش مین گلزار کے سرگردان ہین تم نشان بتا دینا بین

اُسیدن سے انتظار مین تھا لیکن آپ کا آنا بعد آٹھ دن کے ہوا ایک شی میرے پاس ہی آپ کا گذر بڑے مقام سخت پر ہوگا وہان اس فقیر کو یاد فرمانا پھر زیر جا نمازے ایک نقش جو تختی پر کندہ تھا نکال کر کہا اسکو بازو پر باندھیے اور پہاڑ سے اُتر کے اسم حاشیہ لوح ورد زبان کیجیے سامنے آپ کو شہر عظیم الشان معلوم ہوگا وہی قلعۂ طلسم ہی اگر آپ نے اپنے کو بہ احتیاط دار الامارہ مین پہونچایا تو گلزار بہار پیرا کے آپ قابل ہین اُسی مقام پر جو آپ کو تلاش ہی سب کچھ دستیاب ہوگا اور نقش مین فقیر کے یہ تاثیر ہی کہ جب ساحرون سے آپسے مقابلہ پڑے تصور مین یہ نقش پیش نگاہ رہے کسیکا سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا اسکی حفاظت رہے بدیع الزمان ابرار عبادت گزار سے رخصت ہوے جب زیر کوہ آئے پہاڑ نظر ونسے غائب ہوگیا اور حیرت بدیع الزمان کی بڑھی لوح طلسمی کو لگے سے اُتار اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کیا ایک غبار بلند ہوا ہوا نے غبار کو ہٹایا دیکھا سامنے ایک شہر عظیم الشان ہی پھاٹک کھلا ہوا کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے لیے شہر مین جاتے ہین بدیع الزمان اُٹھے بسم اللہ کہکے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر کوچے مین رئیسونکی سواریان جاتی ہین بدیع الزمان دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے دیکھا عمدہ کمرے اُسپر نازنینان مہ جبین و مہ جبینان خرنگین کُرسی پر بیٹھی ہین اکثر کمرون پر جلسہ مجرا ہو رہا ہی سیکڑون عاشق کمرون کے نیچے کھڑے ہوے التجا کر رہے ہین کہ غلامونکو خدمت مین رکھیے ہم بھی اگر قدمونکو بوسہ دین وہ مغرور حسن و جمال کچھ جواب نہین دیتین جمال بدیع الزمان کو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوشخو غزال چشم شیر خشم قبضۂ تلوار قبضے مین سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرونکا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر سب نازنینان مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئین پہلے تو اشارے کرنے لگین پھر ہاتھ جوڑکر بلانے لگین کہ ای رستم خصال یوسف جمال ہمارے پاس آؤ ہم مشتاق دیدار تھے ہماری خوش نصیبی کہ تمکو خدا نے یہان پہونچایا اب بے پروائی بہتر نہین جب بدیع الزمان نے ان بانوونکا جواب نہ دیا تو پکارنے لگین کہ ای مغرور حسن کہانتک غرور کریگا بدیع الزمان نے لوح پر نگاہ ڈالی ممانعت نکلی کہ ای طلسم کشا یہ عجائب طلسم ہی انپر توجہ نہ کرو اپنے کو دار الامارۂ شاہی تک پہونچاؤ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا بدیع الزمان چلے شہر مین غُل ہی کہ طلسم کشا آگیا بدیع الزمان یہ آوازین سُنتے ہوے قریب دار الامارۂ شاہی کے پہونچے دیکھا سات ہزار ملازم جمے ہوے

کھڑے ہیں گھوڑا ہاتھی پالکی جا بجا سوار ہیں سردار ونکی موجود ہیں پردہ زنبوری کھنچا ہوا ہی فرق زرنجیر
شہری لگی ہوئی ہی ایک جوان درگہ سالار نقوی تن قوی سن تیغہ برہنہ لیے ٹہل رہا ہی جب بدیع الزمان
قریب پہونچے کل فوج نے سلام کیا بدیع الزمان سلام لیکر قریب درگہ سالار کے پہونچے فرمایا
اپنی ملکہ سے عرض کرو کہ ایک جوان آپ کی ملاقات کو آیا ہی درگہ سالار اندر چلا بدیع الزمان اُسکے
پیچھے داخل بارگاہ ہوے دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ تخت پر بیٹھی ہی زنگل و کرسیون پر سردار بیٹھے
ہین درگہ سالار نے جاکر عرض کی ایک جوان دروازے پر آیا ہی امیدوار باریابی ہی کہ بدیع الزمان نے
بہیبت وجلالت آواز دی سلام میرا اُسپر ہو کہ جو پروردگار کو لاشریک جانتا ہی یہ سنتے ہی گلزار جادو
نے آواز دی ارے طلسم کشا کیونکر آگیا یہ وہ مقام ہی کہ ہوا کا گذر ہونا دشوار ہی لینا اس شخص کو زندہ
نہ بچے چہار جانب سے تلوار کھینچکر سردار اُٹھے بدیع الزمان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی گلزار جادو نے اُٹھکر
سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوئی بدیع الزمان کا پانوٗن نہین جمتا بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا جنبش
زمین کی موقوف ہوئی جب لوح کو چمکایا سردار غل مچاتے ہین کہ اے ملکہ یہ طلسم کشا نہین سوجھتا
آنکھوں سے نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان انکو قتل کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے گلزار جادو
تڑپ کے بلند ہوئی بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا ایک برق تڑپ کر آسمان سے گری گلزار جادو
کے دو ٹکڑے ہوے سردار جلنے لگے ایک دنگا ہوا کہ زمین کانپنے لگی گھڑی بھر کامل اندھیرا رہا بعد
ہوے ویرانہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلزار ساحرہ بادشاہ طلسم گلزار سلیمانی بود چند عرصے کے
بعد دیکھا قلعہ وغیرہ غائب ایک قصر مین اپنے کو پایا ایک مکان سے کراہنے کی آواز آتی ہی بدیع الزمان
نے جاکر قفل کاٹا اندر قصر کے پہونچے دیکھا کئی سو جوان مسلسل و مطوق بیٹھے افسوس کر رہے ہین کوئی
کہتا ہی آج کیا معرکہ ہی کہ یاران سپاہ ہمارے گرد سے غائب ہوے کہ بدیع الزمان پہونچے سبکو قید
سے رہا کیا اُن سب سے پوچھا اور کوئی بھی قیدی یہان ہی یہ لوگ سب گھبرا گئے کہا اِک شہر یار زندہ تھا
طلسمی یہی مقام کہلاتا ہی لیکن کئی دن سے پہلو مین جو قصر ہی اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلا کے
پُکارتا ہی افسوس اُس شہر کو ہماری خبر کون سنائے کہ ہماری مدد کو آئے ہمکو اس مصیبت سے چھڑائے
بدیع الزمان نے اُس قصر کو کھلوا دیکھا قصر مین ایک قفس لٹکا ہی اُسمین یاقوت پری ہی بدیع الزمان
نے صندلی لگا کر قفس کو اُتارا یاقوت پری کو اُسمین بیہوش پایا قفس سے نکالا حال زار دیکھکر آنکھوں سے

اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک جب عارض پر یاقوت پری کے گرے آنکھ کھولکر بدیع الزمان کو
دیکھا بہ تعجیل اُٹھ بیٹھین پوچھا اَی شہریار آپ کو کسنے خبر پہونچائی بدیع الزمان نے کہا طلسم گلزار سلیمانی
فتح کیا تب تم تک پہونچے ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آیا کنجیان ہاتھ مین کہا اَی شہریار امانت
آپ کی غلام کے قبضے مین ہی اسکو بیچے کوٹھے کھولیے کئی سے دیو بھی قید تھے اُنکو بھی قید سے چھڑایا کئی ہزار
صندوق اسباب کے نکلے دیوزادونکے سر پر لدوائے اوّل شہر مین یاقوت پری کے آئے اور
نیران جنی بصدق دل مسلمان ہوا یاقوت پری کو ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان
نے کہا ابھی ہفت مہرہ طلسم ہفت پیکر باقی ہی اگر زندہ بچے تو آکر شادی کرینگے ناموس ہمارا اِسی مقام
پہ رہے بہت سا مال نیران جنی کو دیا اُمتیہ کو بھی ساتھ لیا سلاح طلسمی اُمتیہ کو پہنایا تخت پر سوار
ہوے دیوزاد اسباب لیے ہوے ساتھ مین شکارگاہ سلیمانی سے گذرتے ہوے جبل اعلی تک
پہونچے اُمتیہ نے کہا آج اِسی پار رہجایئے کل دُنیا مین پہونچ جایئے گا بدیع الزمان اُسی مقام
پر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی رات کو پلنگ پر آکے لیٹے اُمتیہ قریب ہی باتین اُمتیہ سے طلسم کی کرتے
ہین نقش عبادت گزار کا ملنا اُمتیہ سے بیان کیا کہا وہ میرے بازو پر ہی انشاء اللہ سرحد ہفت پیکر
مین کام آئیگا اُمتیہ خوشی کر رہا ہی کہتا ہی اَی شہریار یہ تحفہ خوب ملا اِس طلسم سے مراد حاصل ہوئی کہ
ایک آواز کان مین آئی اَی فلک کجرفتار و اَی گردون غدّار کہان تک کجروی کریگا دلکو غم و الم سے
بھریگا اِس سے تو موت بہتر زندگی نے پریشان کیا بدیع الزمان نے کہا اَی اُمتیہ کوئی دردرسیدہ
روتا ہی اُمتیہ نے کہا حضور مقام سرحد قاف ہی کوئی غول وغیرہ روتا ہوگا اسپر متوجہ نہ ہوجیے مگر
بدیع الزمان نے نہ مانا اُمتیہ کو ساتھ لیکر صدا کے نشان پہ چلے جب باہر نکلے صدا اپنے پر پڑ آرہی ہی
صدا مین وہ درد ہی کہ آواز سُنکر دل بیقرار ہوتا ہی کوئی آدھ کوس راستہ طی کرکے جنگل مین پہونچے دیکھا
سائے مین ایک شجر کے ایک جوان بیٹھا ہوا گریہ و زاری کر رہا ہی کبھی بیتاب ہوکے اُٹھ کھڑا ہوا گر بغش
پھر اُسپر لڑکھڑا کر گرا کئی مرتبہ اُٹھا مگر اُٹھ نہ سکا اپنی کم طاقتی پر روتا ہی گرد مین اَٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا
بدیع الزمان نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا دل بیتاب ہوگیا فرمایا کیون اُمتیہ تو اِس بیقراری کو
دیکھتا ہی نہین معلوم کیا اِسکو صدمہ پہونچا جو اِس جنگل مین یون بیقرار اور اشک بار ہی اُمتیہ نے
عرض کی اَی شہریار کوئی تو ایسا صدمہ پہونچا کہ اسقدر بیتاب ہی بدیع الزمان قریب آئے فرش خاک پر

بیٹھ گئے شانہ پکڑ کے ہلایا کہا ای جوان مزاج کیسا ہی کچھ صدا نہ ہوی جب کئی مرتبہ بدیع الزمان نے پکار کے
کہا ای برادر آنکھین کھولو منھ سے بولو جواب دو ہم تمہارا حال پوچھنے آئے ہین اُس جوان نے آنکھ
کھولی کہا آپ کون بزرگ ہین کہ مجھ غریب بیکس کا حال پوچھنے آئے ہین مین کیا اپنا حال کہون بدیع الزمان
نے کہا ضرور کہنا پڑیگا تمکو بہت بیتاب پاتے ہین اُس جوان نے سراپاے بدیع الزمان دیکھکر پوچھا
حضور کا نام کیا ہی بدیع الزمان نے نام اصلی بتایا نام صاحبقران سُنکر وجد مین آگیا اپنے مقام
سے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان آپ سے کہنے کا
لطف ہی آپ کے بزرگون نے کافرونکو گھس گھسکے مارا ہر ایک کی مشکل مین شریک ہوے لیکن اب
امیدوار ہون کہ جو حال عرض کرون اُسکی مراد پاؤن بدیع الزمان نے فرمایا حتی الوسع کوشش کرینگے
وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار مجھے اقلیم تاجدار کہتے ہین میرا بیٹا وسیم زور آزما نہایت جری
بہادر پہلوے جبل اعلی مین میرا مالک ہی شکار کو وہ وہان آیا ایک طاؤس پر تیر مارا ساتھ والے
اُسکے کہتے ہین تیر پڑتے ہی طاؤس تو غائب ہوگیا غبار بلند ہوا صدائین ہیبت ناک آنے لگین بعد
تھوڑے عرصے کے جنہے دیکھا کہ وسیم گھوڑے پر نہین ہی مرکب خالی کھڑا ہی ساتھ والے کوتل مرکب
لیکر میرے پاس آئے مجھسے حال بیان کیا مین اُس جنگل مین آیا جس مقام پر کہ وہ طاؤس غائب
ہوا تھا وہان آکر رفیق مصاحب جمع ہوے سب رونے لگے مین بھی پچھاڑین کھانے لگا اب سنیے
کہ جب سب روئے تو ایک صداے ہیبت ناک آئی کہ کیون یہان روتے ہو جاؤ ورنہ اُسی بلا مین
پھنسو گے سب لوگ وہانسے بھاگے مین بیتاب ہوکر یہان نخل کے سائے مین بیٹھا کہ کبھی تو مطلب
حاصل ہوگا پروردگار نے آپ کو پہونچایا کہ عنایت فرماتے ہین جو کیفیت تھی مین نے عرض کی اب
سرکار کو اختیار ہی بدیع الزمان طرف اُمتیہ کے متوجہ ہوے اُمتیہ نے اشارہ کیا ای شہریار ایسے
معاملات مین نہ پھنسیے براے خدا لشکر مین اپنے پلٹ چلیے بدیع الزمان نے کہا ای اُمتیہ مقدمہ سخت
طلسم ہفت پیکر در پیش ہی اگر ہم کسیکی مدد کرینگے خدا ہماری مدد کریگا یہ کہکر اقلیم سے کہا ای اقلیم وہ مقام
کہان ہی اقلیم بدیع الزمان کو ساتھ لیکر سامنے اُس نخل کے آیا وہان کچھ نشان نہین پایا
جاتا نخل موجود ہی طائر بھی وہان کوئی نہین کہ لشکر سے بدیع الزمان کے ایک سوار دوڑا ہوا آیا
کہا حضور آپ کے لشکر پر آگ برس رہی ہی کئی سو آدمی جلگئے بدیع الزمان گھبراکر پلٹے آکے دیکھا

گئی ہوا نیچے پڑے مین آسمان سے آگ برس رہی ہی بدیع الزمان نے گھبرا کر دعا کی کچھ مطلب حاصل نہوا آخر تعویذ بازو سے کھولا اُسکو پھینکا آواز آئی کشتی مرا نام سن نیران جنی ہو دسبکے حواس درست ہوے اُن سب نے عرض کی ای شہریار معلوم یہ ہوتا ہی کہ جنات و دیوزاد کا یہ مقام ہی آپ نے نقش پھینکا یا کوئی جن مارا گیا اب آپ کو مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے کہا سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ یاقوت پری آکر پہونچی بدیع الزمان کو جو پریشان پایا کہا حضور نہ گھبرائین یہا سے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ جنیان صحرائی کہلاتا ہی کسی جن نے شعبدہ کیا ہوگا یہ چند باتین کر کے یاقوت چلی گئی دوسرے دن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے پانچ کوس چلے تھے دیکھا ایک قلعہ نہایت وسیع خلقت کی آمد و رفت پائی جاتی ہی بدیع الزمان نے فرمایا ای آسمان یہی قلعۂ جنیان صحرائی ہی مین قلعے مین جاتا ہون بدیع الزمان قلعے مین آئے پھرتے پھراتے سیر تماشہ دیکھتے ہوے قریب دارالامارۂ شاہی پہونچے گھوڑے سے اُترے دروازے پر درگہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ جا کر اپنے بادشاہ سے کہو کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران تمہاری ملاقات کا مشتاق ہی درگہ سالار گیا جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ گھبرا گیا کہا فرزند صاحبقران کو بلالو بدیع الزمان اندر پہونچے اہل اسلام کی طرح سلام کیا بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آئیے تشریف لائیے یہ غریب خانہ آپ ہی کا ہی صندل زرین بچھوا دیا بدیع الزمان صندل پر بیٹھے بادشاہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے بڑھکر جام بدیع الزمان کو دیا بدیع الزمان نے جام پر ہاتھ رکھدیا بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیون شہریار کیا ہی سے انکار ہی بدیع الزمان نے کہا ای بادشاہ ایک کار ضروری کو آیا ہون دہیم زور آزما بیٹا اقلیم تاجدار کا تمہارے یہان کوئی اُسکو گرفتار کر لایا ہی اُسکو منگا دو اگر اسکے خلاف کیا مین بدون حصول مطلب نجاؤنگا بادشاہ روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار غلام کی داد کو پہونچیے وہ واردہ یہ ہی کہ میرا فرزند بشکل طاؤس صحرا مین نخل پر بیٹھا تھا دہیم زور آزما نے بے خطا اُسے تیر مارا ایسے مقام پر پڑا کہ وہ نوبت بجان رسید کارد بہ استخوان ہی اُسکی صحت کی تدبیر ہو تو مین اُسکو حوالے کر دون بدیع الزمان نے کہا اُس تیر خوردہ جوان کو لاؤ لوگ دوڑے ہوے گئے اور سامنے بدیع الزمان کے پلنگ لاکر اُس جوان زخمی کا رکھا تب بدیع الزمان نے دیکھا پہلو پر اُسکے زخم کاری ہی کہ وہ جوان تڑپ رہا ہی فرمایا سجادہ بچھاؤ سجادہ بچھا کر دعا کی کہ ای کارساز بے نیاز اسکے زخم کو صحت ہو بدیع الزمان نے

بیقرار ہوکے دعا کی نقابدار زرین پوش آکر پہونچا مرہم سلیمانی دیا وہ مرہم جو لگایا گیا فوراً زخم اندمال پا گئے بدیع الزمان نے بادشاہ سے کہا اب دہیم کو بلائیے بادشاہ نے دہیم کو بلایا بدیع الزمان کے سپرد کیا کہا آپ لیجائیے ہمسے بھی خراج مقرر ہو ہم ہر ششماہی مین برائے تسلیم حاضر ہوا کرینگے بدیع الزمان نے قبول کیا دہیم کو لیکر چلے آپ آگے آگے ہین پیچھے پیچھے دہیم وسط شہر مین پہونچے ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی زمین کانپی پلٹ کے دیکھا دہیم غائب نہایت برہم ہوے اُمبہ سے کہا جا کر شاہ سے کہو کہ تمنے تو ہمکو دیا ملازم تمھارے دہیم کو اُٹھا لیگئے یہ سنکر پادشاہ دوڑا ہوا آیا کہا ای شہر یار ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کے حکم کے خلاف کرین لیکن اسی پہاڑ پر ایک ساحرہ رہتی ہی اُسکی یہ حرکت ہی دہیم کو وہی لیگئی قسمین کھا کر جو بیان کیا بدیع الزمان کو یقین آیا آگے آگے آپ پیچھے پیچھے اُمبہ قریب کوہ پہونچے دیکھا پہاڑ نہایت بلند مرتفع ہی خیال مین گذرا کہ ای بدیع الزمان ایسا نہ ہو ملعونہ کچھ فتور برپا کرے تعویذ کھولا اُسکو چمکایا ایک صدای مہیب آئی ایک پنجہ کمر مین اُمبہ کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ نقش ہاتھ سے چھوٹا چاہا دوڑ کر اُٹھاوین ایک پنجہ گرا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے اب جو ہوشیار ہوے تو ایک مکان تنگ و تاریک دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی شام کو ایک زنگن آئی بدیع الزمان کے سامنے دو روٹیان رکھکر چلی گئی بدیع الزمان نے غصے مین وہ بھی نہ کھائین بھوکے رہے دوسرے دن وہ زنگن آئی پوچھا کیون جوان تونے کھانا کیون نہین کھایا بدیع الزمان نے کہا خاک کھائین روکھی روٹی کیونکر کھائین کہا ای جوان تو بڑا گنہگار ہی ملکہ عالم کا اس سے زیادہ حکم ہی کہ اس جوان کو ایسے صدمے پہونچاؤ کہ تڑپ تڑپ کر جان دے مجھکو رحم آیا مین دو روٹیان رکھکر چلی گئی آپ نے نہ کھائین آپ کو اختیار ہی رزق کا نہ پہونچنا باعث خرابی ہی ای جوان ہم زیادہ رحم نہین کرسکتے تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کہکے زنگن چلی گئی ہیماے گوہر پوش جو ساحرہ یہان کی حاکم ہی اُسکی دختر ہی سلیم یاقوت پوش زنگن اسکی ملازم ہی قید خانے سے جو پلٹی سلیم کے سامنے آکر بیٹھی سلیم نے پوچھا کیون آج پریشان بیٹھی ہی کہا واری فرزند صاحبقران قید خانے مین آکر قید ہوے آپ کی والدہ نے آپ دوانہ بند کیا فرماتی ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے بزرگان دین کو قتل کیا

مذہب سُنا پایا جہان تنگ ہو سکے انکو تکلیف پہونچاؤ کہ یہ جوان تڑپ تڑپ کر مرے مگر وارہی کیا عرض کرون
کیسا حسین وجمیل خوش مزاج سر رستم کا ناج آج نہایت پریشان تھا زنگن نے رو رو کر جو بیان کیا
سلیم بیتاب ہو گئی کہا آج ہم بھی قیدخانے چلینگے قیدی کو دیکھین گے کس رنگ ڈھنگ کا جوان ہی
حسن کوان مسلمانونکا مشہور ہی فرزندان حمزہ سب حسین وجمیل وبہادر ہین یہ بھی جوان اگر ایسا
ہو تو عجب نہین یہ کہکے زنگن کے ساتھ چلی جب زندانخانے مین آئی بدیع الزمان کو آج دو روز
گذرے کہ بالکل کچھ نہین کھایا شکم وپشت ملا ہوا سر نگون بیٹھے ہین کہ دروازہ کھلا دیکھا آگے ایک
نازنین پیچھے وہی زنگن بدیع الزمان نے نازنین کو دیکھکر سر جھکا لیا سلیم کی جو نگاہ جمال بدیع پر
پڑی بیتاب ہو گئی قریب آکے بیٹھی زنگن کو تو اشارہ کیا فلان کام کے واسطے جاؤ جب زنگن گئی
کہا اے شہریار مین آپ کی رہائی کو آئی ہون دو دن سے آپ نے خاصہ نہین نوش کیا شکم وپشت
ملا ہوا ہی پہلے آپ کو اپنے باغ مین لیچلون پھر گھربار چھوڑکر آپ کو لے نکلون بدیع الزمان نے
کہا کیون یہ تکلیف گوارا کرو سلیم نے کہا اوّل میری مان نے مجھکو بلوایا اور وہ نقش سپرد کیا بعد
اُسکے آپ کو قید کیا سب اوصاف بیان کیے کہ یہ فرزند صاحبقران ہین وما مہوشمش کے قاتل
علم سپاہ گری مین کامل مگر بد مذہب ہونگے دشمن ساحرونکے راہزن انکا قتل کرنا ہی بہتر ہی مین نہ آگاہ
تھی کہ یہ آفت برپا ہی ورنہ مین روز اوّل خبر لیتی بدیع الزمان نے کہا جو خدا کو منظور ہوتا ہی وہی
ہوتا ہی مقام تاسف ہی کہ ہم اس مقام پر آکے قید ہو گئے ورنہ ابتک قریب طلسم ہفت پیکر پہونچ
جاتے یہ جو سلیم نے سُنا آنکھون مین آنسو بھر آئے سحر کرکے قید بدیع الزمان کاٹی بعد قید جدا
کرنے کے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی اپنے باغ مین لاکر پہونچایا کھانا پیش کیا بدیع الزمان نے
مذہب کا ذکر کیا سلیم مطیع اسلام ہوئی کہا اے شہریار مین خدمتگزاری کو حاضر ہون لیکن زنگن
جس کام کو گئی تھی وہانسے پلٹ کے آئی قیدخانہ خالی دیکھا گھبرا گئی چہار طرف دوڑی دوڑی
پھرتی ہی کہین ٹھکانہ نہ پایا گھبرائی ہوئی سامنے سیماے گوہرپوش کے آئی کہا واری کیا عرض
کرون مین نے پسر حمزہ کو کھانا نہین پہونچایا آپ کی صاحبزادی یہ حال سُنکر قیدخانے مین آئین
مجھکو ایک کام کو بھیجدیا اب قیدخانے مین قیدی نہین ہی یہ سُنکر سیما گھبرا گئی خود اپنے مقام سے
اُٹھی کنیزون سے کہا صاحبزادی نے بڑا غضب کیا پسر حمزہ کو چھڑا لیگئین لیکن زندہ نہ جانے دونگی

اُس شوخ دیدہ کی قضا آئی ہی جہان ملیگی وہان قتل کرونگی یہ کہکے پرپرواز پیدا کیے تلاش کرتی
ہوئی چلی سلیم نے نقش بازو پر بدیع الزمان کے باندھ دیا کنیزون کو جمع کر رہی ہی جواہرات کے
صندوقچے بھی آتے جاتے ہین چاہتی ہی بدیع الزمان کو لے نکلون کہ کنیزون نے بڑھکر خبر دی
آپ کی مادر مہربان آتی ہین یہ سُنکر سلیم گھبرا گئی بدیع الزمان کو ایک کمرے مین چھپایا آپ سینہ سپر
ہوکے کھڑی ہوئی سیماے گوہرپوش نے آواز دی او گیسو بریدہ تو نے قیدی کو کیا کیا سلیم
نے جواب دیا ای مادر مین نہین جانتی سیما نے اُترکر پانچ چار کوڑے جو کنیزونکو مارے ایک
گھبرا کے بول اُٹھی واری قیدی کو کمرے مین چھپایا ہی سیما کمرے کی جانب چلی سلیم نے بڑھکر روکا
کہا اِس کمرے مین نہ جانے دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین جانبین سے
مرکر گرین ہنگامہ گرم ہوا بدیع الزمان نے کمرے سے دیکھا کہ سیما نے زمین ہلا دی ہر مرتبہ بیٹی
سے کہتی ہی ہٹجا جھلاکرا پنے مقام سے اُٹھے تیغہ ہاتھ مین نقش بازو پر تلوار کھینچے ہوے باہر نکلے
سیماے گوہرپوش نے پُکارکر آواز دی او پسر حمزہ تو کمرے مین چھپا بیٹھا تھا یہ کہکے ایک گولہ
سلیم پر مارا شعلہ ہاے آتش نے سلیم کو گھیر لیا خواصین گرنے لگین ہنگامہ گرم ہی بدیع الزمان
یہ حال دیکھکر بڑھے سیما نے جو دیکھا بیٹی کو شعلۂ آتش مین پھنسا چکی تھی کڑک کر گری کمرمین بچہ
دیا چاہا بچاؤن بدیع الزمان نے طوق تذرین پہ سیما کے ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا سیما نے کہا او
پسر حمزہ یہ کیا کرتا ہی بدیع الزمان نے دوسرا جھٹکا مارا سیما اُلٹ گئی ہرچند چاہتی ہی سحر کرون
ممکن نہین بدیع الزمان دیکھ رہے ہین کہ سیما نے جو گولہ مارا شعلہ ہاے آتش نے سلیم کو گھیر لیا
ہی اور سلیم فریاد کر رہی ہی کبھی پُکارتی ہی ای کریم کارساز اِس آفت سے بچالے شاہزادے کو نجات
دے بدیع الزمان نے تیسرا جھٹکا مارا سیما زمین پر گری بدیع الزمان نے ایک گھونسہ مارا
کہ سر سیما کا پھٹ گیا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی
مرا نام من سیماے گوہرپوش بود سلیم نے رہائی پائی شعلۂ آتش پانی ہوکر غائب ہوے بدیع
ہمراہ سلیم کے بارہ دری مین آئے فرمایا اُمیتہ عیار بھی ہمارا قید ہی کنیزون نے خبر دی فلان فلان
قیدخانے مین سیما نے رکھا تھا وہان سے اُمیتہ کو بھی لائے دیہیم تاجدار بھی ساتھ ہی بارہ ہزار جادوگر
یہان سے ساتھ ہوے مطیع اسلام ہوکر کہا ہم دامن دولت نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے سلیم کو

ان سب کا افسر کیا سبکو ساتھ لیکر قلعے پر آئے وہیم زور آزما کو انکے باپ سے ملایا اسی طرح پھر لشکر کو آراستہ کرکے چلے سلیم ابر مین مختفی ہوئی اس کر و فر سے جبل اعلیٰ کے پار آئے اب مقامات دنیا ملنے لگے دیکھتے ہوے لشکر مین پہونچے قارن وغیرہ کو بڑی خوشی ہوئی بدیع الزمان لشکر مین اُترے صبح کو سب سردار بارگاہ مین آئے اُمتیہ بھی حاضر ہی سلیم بھی مشتاق بیٹھی ہی کہ خدمتگار روتے ہوے آئے عرض کی کوئی شاہزادے کو چھپر کھٹ سے چرا لیگیا سب سردار مسلح بیٹھے ہین یہی قصد ہی کہ اگر وہ دریاے آتش ہوا مین پھاند پڑین لیکن گوہر نجر صاحبقران کو پائین اُمتیہ خدمتگارون کے ساتھ بارگاہ مین آیا دیکھا سراچہ چاک پڑے کا نشان ظاہر ہی کہنے لگا کوئی شخص دشمن لگا ہوا تھا مین شب کو اسوجہ سے غافل رہا کہ مجھکو یقین کامل تھا کوئی حریف مقابلے مین نہین کچھ مقام تردد نہین ہی دوسری جگہ سے یہ معاملہ ہوا آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہین مین تلاش مین آقاے نامدار کی جاتا ہون جبتک مین نہ آؤن یہان سے لشکر نہ ہٹانا سلیم نے کہا اے اُمتیہ مین بھی چلونگی اُمتیہ نے کہا آپ الگ آئیے مین جاتا ہون اُمتیہ باہنماے عیاری کے آراستہ ہوکر چلا لیکن سلیم نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی مگر اُمتیہ ہر مقام پر تلاش کرتا ہوا جاتا ہی کہین فقیر بنا کہین خوانچے والا ایک دن فقیر کی شکل بنکر ایک گاؤن کے بازار مین پیسہ پیسہ تحصیل رہا ہی کہ ایک طرف سے ہلڑ ہوا اُمتیہ دیکھنے لگا بیچ مین ایک فنس کہاریان ناظر چکانے گرد فنس کو گھیرے ہوے کئی ہزار جوان پشت مرکب پر آتے ہین اُمتیہ نے لوگون سے پوچھا یہ کسکی سواری آتی ہی لوگون نے کہا کہ یاقوت الماس چشم اس قریے کی حاکم صبح کو تفریحاً نکلی ہین اپنے باغ جاتی ہین اُمتیہ نے بھی پیچھا کیا جب کوس بھر گاؤن سے نکل گئے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر حاجب دربان حاضر ہین فنس جا کر رکی گئی ایک نازنین شعلہ جوالہ سرخ لباس پہنے ہوے اُتری قنائین کھڑی ہو گئین کنیزین پہرے پر آئین اندر سے گانے کی آواز آئی اُمتیہ چاہتا ہی اپنے کو اندر پہونچاؤن یکایک لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز داخل دشت نجد مغرب ہوا اُمتیہ پھرتا ہوا پشت باغ پر آیا کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا چبوترے پر باغ کے فرش ہی اُسپر مسند بچھی ہی ایک نازنین گلنار پوش بصد جوش و خروش مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین گانا سُن رہی ہی اُمتیہ دیوار سے اُترا اور زغے مین درختون کے چھپکر بیٹھا ایک گائن جو براے رفع حاجت

آئی اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنا ساتھ ملا یا یاقوت الماس چشم کے آیا بیٹھکر گانے لگا خیال لگا ہوا ہی اُسیطرح اپنے آقا کو دریافت کروں جان توڑ توڑ کے گا رہا ہی خوب ہنگامہ گرم ہی کہ آسمان پر برق چمکی ہوا ٹھنڈی چلی برق آنکر شق ہوئی ایک تخت اُسپر ایک نازنین گرد کنیزین تخت آگرا اتر اوہ جو نازنین پہلے سے بیٹھی تھی واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا ہوا کہان سے آئی ہو نرگس شہلا نے کہا ہوا یاقوت الماس چشم بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا برائے ملاقات چلی آئی کہا ہوا بیٹھو نرگس شہلا بیٹھی مگر چوکنا چہار جانب دیکھتی ہی یاقوت نے کہا کیوں اسوقت تمکو پریشان پاتی ہون نرگس شہلا نے کہا ہان ہوا سر مین خلل ہی پیدا ہوچکا ہی کل سے کھانا نہین کھایا یاقوت نے کہا ہوا خیر تو ہی باعث رنج و ملال کیا ہی مفصل بیان کرو تمنے اس پردے مین بیان کیا کہ مفصل حال نہ کھلا کہ آپ کس رنگ مین ہین کیا دشمنون کو رنج پہونچا ہمسے تو بیان کرو جب یاقوت نے دلدہی کرکے پوچھا اور نہایت ذوق و شوق سے کہا کہ ہوا ہمسے نہ چھپاؤ ہمسے تمسے بچپن سے دوستی ہی کبھی کوئی بات نہین چھپائی آج تم چھپاتی ہو اور مفصل نہین بتاتی ہو مین اپنی جان دونگی جو مفصل نہ بتاؤ گی تو مین آج جانے نہ دونگی جب یاقوت نے بہت پوچھا نرگس بے اختیار رونے لگی کہا ہوا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون کیونکر چھپاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

جاتے تھے صبح رہ گئے بیتاب دیکھکر
طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھکر

پایا جو دشمنون نے ترے پاس اعتبار
آنکھین مجھے چراتے ہین احباب دیکھکر

بے تشنہ کامی نگہ گرم دیکھ مت
حیرت سے رہ گیا طرف آب دیکھکر

تو بہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے
غش ہوگیا مین رنگ مئے ناب دیکھکر

اٹھی نہ نعش بھی ترے کوچے سے بعد قتل
ہم رہ پڑے زمین کو شاداب دیکھکر

روئے وہ میرے حال پہ حیران کیون نہون
آنکھین بھی کھل گئین دُرِ نایاب دیکھکر

شوقِ وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر
سوجھا نہ کچھ مجھے شبِ مہتاب دیکھکر

ہاری ہی تیغ عشق و ہوس آج تک نہین
وہ چھپتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر

ہوس بہ تاب کیا کہ تقاضائے جلوہ ہو
کافر ہوا مین دین کے آداب دیکھکر

نرگس نے یہ غزل اسطرح پڑھی کہ یاقوت بے اختیار رونے لگی کہا ہوا کیا سوز و گداز ہی تمھارا

باتوں مین دل بہلاتا ہی سچ کہو کیا سحر کہ ہی کہا ہوا آج چوتھا دن ہی کہ بیرون باغ مین کھڑی تھی ایک عیار کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا اپنشارہ بد وضع آتا ہی جب میرے قریب پہونچا تو چادر رداُس جوان کے جسم پہسے ہٹ گیا ہوا کیا بیان کرون بجلی چمک گئی دل بیقرار ہوا ہر چند کہ میرا نام نرگس شہلا ہی مگر ایسی آنکھین نہین دیکھین اگر دیکھے دیدۂ غزال شرمائے نرگس آنکھ نہ ملائے پیشانی تجلی نور عارض انور سے روشنی کا ظہور لبون مین مسیحائی شباب کی رعنائی زیبائی ہاتھ پاؤن گول گول دندان گوہر آبدار کا مول ہاتھو لئے ید بیضائی آشکار چہرہ سرشار مست ئے محبت صاحب شکوہ ولیاقت ہوا ہین دیکھکر حیران ہوگئی عیارہ کو مار کر بھگایا اپنشارہ اٹھا کر مکان پر لائی جلسہ آراستہ کیا کنیزون کو جمع کیا اُس مغرور حسن وجمال کو لاکر بٹھایا جب شراب ہم لوگون نے پی اُس شخص کو بھی چاہا پلائین اُسنے انکار کیا لاکھ طرح پرچاہا کہ شراب پلائین اُس ضدی نے شراب نپی اقرار وصل بھی نہ کیا آج آٹھ دن سے روز سمجھاتی ہون عجائب وغرائب سحر سے بخوبی ماہر ہو حال پھرہ وصل کا اُسپر بخوبی ظاہر ہی ہرچند کنیزون نے سمجھایا اُسنے آجتک نہین مانا اِس قلق سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہی کوئی دم چین نہین ملتا راتون کو تڑپتی ہون رات کا کٹنا دشوار بڑی مشکل سے رات گذرتی ہی آج ایک ہفتہ گذرا اسی حال پُر ملال مین ہون اِسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا کہا چلو بہن کو دیکھ آئین بہن تمھارے پاس گھبرا کے چلی آئی اُمیتہ نے جو معاملہ شناسی مین کہتا ہی آفتاب نامدار کا ذکر ہی مگر کچھ کہہ نہین سکتا چپ سر جھکائے بیٹھا ہی کہ صاحب خانہ نے کہا ہوا حقیقت مین تمھارا اور دلاور واہی کیسیکے دلپر کیا اجارہ ہی اُسوقت اُمیتہ بول اُٹھا اجی ملکہ عالم مزاجون کی تعریف ہی ہمین پہلے سامنا ہونے ہی راضی کرادین دوسرے دن آپ جفائین کیجیے وہ سر نہ ہلائین ایسا راضی کرادین کہ کبھی انکار نہ کرے یہ جو اُمیتہ نے بیان کیا نرگس نے کہا ہوا تمھارا اگر جی چلو اگر یہ کام تمھارے ہاتھ سے نکلا مین عمر بھر ممنون احسان رہونگی یاقوت الماس چشم نے کہا اچھا ہو اکل ہم اسکو لیکر آئینگے آج کے دن اور تکلیف اُٹھالو کل سے پھر کوئی پوچھنے والا نہین اِنکی بھی کارگزاری دیکھو یہ کہکے کمان سے اشارہ کیا ایک خنجر اور رنگا اُمیتہ نے اور غزل گائی سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے اُمیتہ جھک جھک کے سبکو سلام کرنے لگا اہل محفل نے خوب خوب تعریفین کین نرگس نے کہا بہن کل جلسہ تیار رہیگا ہر شخص کو تمھارا انتظار رہیگا مین مشتاق

ہون یاقوت نے کہا بہتر ہم ضرور آئینگے نرگس شہلا اُسیوقت روانہ ہوئی بعد عرصہ دور دراز ستارۂ سحری
چھپا اب سب نے دیکھا باغ پُر بہار گائن کے جوبن کا اُبھار دن تمام ہوا وہان نرگس شہلا نے
جلسہ آراستہ کیا کہا بدیع الزمان کو بلاؤ بلا کر شاہزادے کو محفل مین بٹھایا ناچ گانا ہو رہا ہے
مگر بدیع الزمان کا ایک ہی قول ہے نرگس کف افسوس مل رہی ہے غصے مین آنکھین بدلتی ہے اور
رہجاتی ہے یہان یاقوت نے دوسی نقلی کو تخت پر سوار کیا طرف باغ ملکہ نرگس کے چلین نرگس
انتظار مین تھی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ یاقوت الماس چشم تخت پر سوار مع گائن
کے آکر بیٹھین نرگس خوش ہوئی گائن نے آتے ہی بدیع الزمان کو ایک دو ٹھوکر مار اُلٹا اُٹھا کے
مردوے اسی منھ پر دعویٰ جرأت و لیاقت کا جہان آئے وہان قید ہو کر بیٹھ رہے بدیع الزمان
نے جھنکر منھ پھیر لیا سب اہل محفل نے ملکہ یاقوت کو بٹھایا گائن سے کہا بنفشہ تم نے دیکھا مردوے کے
مزاج کا کیا رنگ ہے بنفشہ نے کہا مین نے پہلے ہی سمجھ لیا ملکہ نرگس کی خدمتگزاری کریگا نرگس
خاموش محفل مین گانا ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد گائن نے عرض کی شراب کا دورہ چلے
نرگس نے کلید میخانے کی گائن کو دی گائن دوڑ کر میخانے مین آئی شراب مین بیہوشی ملائی سب
نوکرون کو تقسیم کی گلابیان تیار کر کے محفل مین لائی کھڑی ہو کر پہلے گت ناچی بعد اُسکے غزل کو
گانا شروع کیا جام سر پر رکھکر کہا پہلے حضور پیین پھر ہم بھی پی لینگے سر پر جام رکھکر ٹھوکرین لیتی
ہوئی قریب نرگس کے آئی سر جھکایا کہ ایسی بیبیونکو سر سے شراب پلانا چاہیے نرگس نے دونون
ہاتھ پھیلائے اور جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگئی اتنے مین گائن نے دورہ باندھا دو گھڑی کے
عرصے مین سبکو شراب پلائی ایک چیز گائی دو چار تانین جو لگائین نرگس گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی یاقوت جو اُٹھین یہ بھی گرین سبکو بیہوش کر کے اُمنیہ نے سب طرف
نگاہ دوڑائی بدیع الزمان سے پوچھا اگر آپ کو نرگس پر توجہ ہے تو اسکو مسلمان کرنے کی تدبیر
کیجائے ورنہ قتل کیا جائے دونون شاہزادیان جلیل ہین اور دونون آپ پر مائل ہین جب
بدیع الزمان نے اشارہ کیا اُمنیہ نے دونون کو ستونون سے باندھا اور دونون کی زبان
مین سوزن بھی دے دی تھی خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا دونون کو ہوشیار کیا اب جو آنکھ کھلی دونون نے
دیکھا ایک عیار خنجر برہنہ لیے کھڑا ہے چاہتا ہے خنجر مارے نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین یاقوت

نے کہا ارے یہ کیا ہوا اُپکار کر اُمیّہ نے آواز دی مین عیار ہون شاہزادۂ والاقدر کا۔ وزرا اُنکے
لیے فکر کرنا تھا آج یہان بھی پہونچ گیا رنگ جما مناسب یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کرو تمہاری
ساتھ والیان سب بیہوش ہین کوئی تمھارے حال سے آگاہ نہ ہوگا اسطرح جو اُمیّہ نے کہا
دونون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو ہم اطاعت کرتے ہین اُمیّہ نے دونون کی
زبان سے سوزن نکالی دونون مطیع اسلام ہوئین نرگس نے اُٹھتے ہی اپنی ساتھ والیونکو
ہوشیار کیا جو اُٹھی وہ مطیع اسلام ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان مطیع ہوئین یاقوت نے کہا
مین اپنے ساحرونکو لاؤن لشکر مین آئین بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باقی اُسی مقام پر چھوڑے
قلعۂ یاقوت و نرگس مین عملداری بدیع الزمان کی ہوئی بدیع الزمان نے دونون ملکاؤن کے
چوبیس ہزار جادوگر لیے دونون نازنینان مہ جبین نے دو لکھ ابر داہنے بائین لشکر بدیع الزمان
کے تیار کیے ایک لکھ ابر یاقوت نگار دوسرا زمرد نگار دونون جادوگرنیان اُنمین مخفی ہوئین
اور جو ساحر ساتھ ہین وہ بھی اُنکے ساتھ ہوے اس دھوم سے طرف طلسم ہفت پیکر کے
چلے منزلین طے کرتے ہوے جاتے ہین ساتوین منزل ہی منظور ہی کہ جا کر طلسم ہفت پیکر مین
مقام کرین اُسی مقام پر لڑین بھڑین نام کرین قاسم کی رہائی ہو اسی فکر مین ایک وادی
فرح خیز مین آکر فروکش ہوے بلحوظ خاطر خاطرین والامقام رہے کہ جب شب کو بدیع الزمان
فروکش ہوتے ہین کنیزان نرگس و یاقوت کا گرد پہرہ ہوتا ہی دونون شاہزادیان خود آمادہ
بہ جانبازی رہتی ہین اُس وادی فرح خیز مین جو لشکر اُترا بدیع الزمان شام سے خاصہ
وغیرہ کھا کے پلنگ پر سوئے قاسم کے واسطے آج دل بیقرار ہی گھبراتے ہین ای معبود ایسا
سامان ہو کہ قاسم رہائی پائے مذہب باطل پرستی سے منھ پھیرے مذہب حق مین داخل ہو ایسی
ایسی باتین دل سے کیا کیے آرام کیا یاقوت و نرگس بالائے قبۂ بارگاہ بیٹھی ہین کنیزین
دروازے پر کیا خیال جو کوئی آنے جانے پائے قضائے کار نمرود جادو اس صحرا کا حاکم تھا
اپنے مقام پر اُسنے بیٹھے بیٹھے کہا کوئی ایسا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لائے کہکشان جادو
دایہ اسکی بہر قہر توت ساحرۂ لاثانی بہر فلک کی نانی سامنے نمرود کے آئی کہا ای نمرود پسر حمزہ
کے ساتھ دو شاہزادیان کامل و اکمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق نگہبانی کر رہی ہین دروازے پر

کنیزین موجود ہین لیکن کنیز جاتی ہی جن پڑتا ہی تو لیکر آتی ہون کہکشان یہ کہکر بلند ہوئی قریب
لشکر بدیع الزمان کے پہونچی زمین پر اُتری دونون پانون زمین مین مارے نقب سحر کاٹتی ہوئی
چلی بارگاہ بدیع الزمان مین نکلی سحر کرنے لگی اُجھک کر نرگس نے دیکھا کھایا ہوا یاقوت قریب
پلنگ شاہزادے کے ایک ساحرہ کھڑی ہی سحر کر رہی ہی یاقوت نے جو دیکھا جل گئی وہین سے
آواز دی او ملعونہ تو کون ہی یہ کہکر تڑپ کے گری مگر کہکشان نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے
دانے مار دیے جب نرگس نے دیکھا یاقوت گری اور بیکار ہوئی اُٹھے وہین سے گولہ مارا وہ
گولہ کہکشان پر آنے لگا کہکشان پرانی ساحرہ ہی اُف جو کرتی ہی گولہ طرف نرگس کے پلٹا
نرگس نے اپنا گولہ دفع کیا اور کڑک کر گری کہکشان نے اُف جو کی منھ سے دھوان نکلا منھ پہ
نرگس کے پڑا نرگس لہرا کر گری ہنگامہ جو ہوا بدیع الزمان کی آنکھہ کھل گئی دیکھا نرگس و یاقوت
بیہوش پڑی ہین ایک جادوگرنی چاہتی ہی سر کاٹ لون بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعونہ یہ
کیا کرتی ہی خبردار ہاتھہ نہ مارنا جست کر کے سامنے کہکشان کے آئے کہکشان نے ایک
گولہ مارا شعلہ ہاے آتش نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اب دروازے سے کنیزین وغیرہ بھی آئے
لگین کہکشان تڑپ کے نکل پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی بدیع الزمان نے نقش چمکایا شعلے
غائب ہوے نرگس و یاقوت کو اُٹھایا اُٹھتے ہی اِن دونون نے عرض کی حضور وہ ساحرہ بنگلہ کی
آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی بدیع الزمان نے کہا حقیقت مین وہ ساحرہ نہ بدست تھی نکل گئی
خیر میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکر سوار ہوے طرف میدان کے چلے اُدھر سے ثمرود جو سو کر
اُٹھا پوچھ رہا ہی کہ رات کو کہکشان کہان گئی تھی کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ کہکشان آکر پہونچی
تمام کیفیت بیان کی ثمرود نے بڑا افسوس کیا کہا کیا کہون اَی کہکشان تو نے بہت بڑا کام کیا
تھا لیکن یاقوت و نرگس کو حفاظت کا بڑا خیال ہی اب میدان مین چلکر سمجھ لونگا یہ کہکے میدان
کارزار مین آیا اُدھر سے بدیع الزمان آئے صف مین جمین کہکشان میدان مین آئی پکار کر
آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان نے چاہا مرکب نکالون کہ یاقوت و نرگس
دوڑ پڑین کہا حضور کنیزون کے موجود ہوتے آپ میدان مین نہ جائین ساحرہ کمن سال ہی یہی آپ کو
چرانے آئی تھی اب میدان مین نکلی ہی سلیم جادو طاؤس بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے

آئی عرض کی کنیز کو اجازت ملے یاقوت و نرگس نے کہا ای سلیم ہم جاکر مقابلہ کرین سلیم نے
نہ مانا قدمون سے بدیع الزمان کے لپٹ گئی عرض کرتی ہی ای شہریار کنیز نے قصد کیا ہی اب اگر نہ جاؤنگی
تو باعث بدنامی ہی یہ کہکے اجازت لی سلیم سامنے کہکشان کے آئی کہکشان نے گولہ پھینکا سلیم
نے گولے کو گودے پر لیا دو و ساحر آپس مین چلے تھے کہ کہکشان نے ایک دو پتھر زمین پر مارا غبار اڑا
غبار نے سحر سلیم کا خاک مین ملایا سلیم لہرا کر گری کہکشان نے گرفتار کر لیا پھر بہار زلبلی
کی اگلی مرتبہ یاقوت نکلی چند ساحر اور بھی چلے تھے کہ کہکشان نے خاک اڑائی یاقوت
بیہوش ہوکر گری نرگس دوڑ پڑی گئی بارگاہ مین استادہ مین نمرود جادو تخت پر سوار دیکھ رہا ہی کہ
کہکشان نے جو نرگس کو آتے ہوئے دیکھا وہی حرکت قدیم کی کہ ایک دو پتھر زمین پر مارا اور
آواز دی ای خاک یار جادو اس حریف کو لینا خاک اڑی نرگس گر کر بیہوش ہوئی کہکشان
اٹھا کر الگ لائی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اب کل تمسے سمجھ
لونگی یہان سے ہٹ جاؤ یہ کہکے طبل امان بجوا کر پلٹ گئی نمرود بلبلاتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا کہ
کیون کہکشان پسر حمزہ کو چھوڑ دیا کہکشان نے کہا ای شہریار جب مین قریب بدیع الزمان
کے گئی مین نے سحر کیا سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اسوجہ سے تردد ہوا میرے خیال مین یہ ہی کہ سحر کو اور
سخت کرون تین جادوگرنیان جو نامی تھین انکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ لشکر بہت ہی ایک سحر مین سب کا
خاتمہ کر دونگی یہ تینون بہت زبردست ہین اسوجہ سے انکو گرفتار کر لیا اب کل بدیع الزمان
کو ضرور گرفتار کرونگی یا رات کو لاؤنگی بدیع الزمان پریشان پریشان ملٹے آنکر داخل بارگاہ
ہوے فرماتے ہین ای امیہ کچھ فکر چاہیے امیہ نے عرض کی غلام فکر مین گیا تھا گرد بارگاہ نمرود
حصار سحر ہی اب مکان پر کہکشان کے جاتا ہون یہ کہکے امیہ نکلا وہان نمرود نے طبل جنگی
کو حکم دیا بدیع الزمان کو خبر پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین امیہ بصورت ساحر لشکر مین پھرنے لگا دریافت کیا معلوم ہوا کہ سامنے بارگاہ
کہکشان ہی امیہ ایک خدمتگار ساحر کی شکل بنا ہوا در بارگاہ کہکشان پر آیا جب اندر
پہونچا کہکشان نے کہا ای ساحر ذرا میرے پاس آ تو بڑا بے ادب معلوم ہوتا ہی مین تجکو تعلیم
کرون جیسے ہی امیہ قریب آیا کہکشان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نا عیار اب کہان جائیگا مین نے

تجکو پہچانا میرا اعر مجکو برابر خبر دیتا ہی مجکو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا جب تو لشکر مین آیا یہ کہکے ایک کنیز
کو آواز دی اری او نرگس اس عیار کو بہیجا جہان جادوگرنیان قید ہین وہان اسکو بھی قید کر نرگس
نے اُمتیہ کا ہاتھ پکڑ لیا لیکر چلی راہ مین اُمتیہ نے کہا ای ملکۂ عالم اب ہم لوگون کے واسطے کیا ہوگا
نرگس نے کہا پسر حمزہ گرفتار ہوا اور سبکو قتل کیا عمرو وہ ہمارا بادشاہ بڑا سخت مزاج ہی جو کہتا ہی
وہی کرتا ہی ان لوگون کے بارے مین حکم دے چکا ہی جو کہا ہی وہی کریگا اُمتیہ نے کہا ملکہ مین تو غریب
ہون اس شخص کے ساتھ چلا آیا آپ میرے بچانے کے لیے تدبیر کر دیجیے یہ کہکے کچھ اشرفیان
نکالین کہا یہ حاضر ہین لے لیجیے میری جان بچائیے نرگس سوچی کہ اسکے پاس مال بہت
کچھ ہوگا کنارے لائی کہا ای اُمتیہ مین سفارش کرکے تجھے چھڑوا دونگی پسر حمزہ نہ بچیگا اُمتیہ
نے کہا اپنی جان بچے آقا خواہ قتل ہون خواہ بچین جب جنگل مین آئے تنہائی مین نرگس کو لیکر
اُمتیہ باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے ایک ڈبیہ نکالی کہا یہ لیجیے اسکو کھول کر نہ دیکھیے ساری
ہوشربا کی جان ہی اسکو کھو لیگا نہین بعد دو چار دن کے میری ڈبیہ مجکو پھیر دیجیے گا نرگس
نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین اسے ضرور دیکھونگی اُمتیہ نے کہا یہ تو وہ نسخہ ہی جسکا مثل دنیا مین
نہین ہی جون جون اُمتیہ دیکھنے کو منع کرتا ہی اُسکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی نرگس نے کہا مین اسکو
کھولتی ہون اُمتیہ نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے نہ مانا جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا ایک دھوان نکلا اُسکو
نرگس بیہوش ہو کر گری اُمتیہ کھینچ کر کنارے لایا کپڑے اور زیور اُتار لیا ناک پر پنچ بیہوشی
کی چڑھائی کنارے اُسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل نرگس بنکر تیار ہوا
طرف بارگاہ کہکشان کے چلا راہ مین دیکھا ایک خیمہ ہی اُسپر چند ساحر نگہبانی کر رہے ہین
پوچھا یہ کیا مقام ہی اور یہان کون قید ہی جادوگرون نے کہا نرگس و یاقوت و سلیم اسی مقام
پر قید ہین اُمتیہ خاموش ہو رہا کہ پلٹ کر سمجھونگا خیمۂ کہکشان پر آیا کہکشان نے پوچھا کہ ای
نرگس اُسے قید کر آئی ہو تو اپنے کام مین معروف ہو کل تو بڑی لشکر کشی ہوگی دیکھیے کیا ہو نرگس
نقلی نے عرض کی حضور ایک ایک سحر مین مسلمانون کو پامال کرینگے پسر حمزہ کو پکڑ لاؤنگی سبکے پہلے
صف اول پر مین ہی جا کر مقابلہ کرونگی کہکشان نے کہا ای نرگس ایک سحر ایسا کرون کہ سبکے
سر اُڑ جائین اُمتیہ نے عرض کی آج صبح سے میرا جی پھیری مین ہی شراب پینے کی عادت نہ پائی

اگر حکم ہو ایک گلابی کنیز بھی پی لے یہ کہکے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا چاہا کہ پیے منھ مین طمانچہ
مارا کہا کمبخت بے ادبی ہے مالک کے سامنے پہلے کنیز کیونکر پیے پہلے حضور نوش فرمائین کہکشان نے
کہا نرگس تم بیوی ہو مہمان کوئی تکلف نہین ہے نرگس نے جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کیا آنکھ
بچا کو بیہوشی ملائی جام پیش کیا کہکشان نے ہرچند انکار کیا مگر نرگس نے نہ مانا جام لیکر بے اندیشۂ
انجام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میرا دل الجھتا ہے گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری
اُمیّہ خنجر پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا گردن پر رکھکر کھینچا کہ سر جدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری
ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن کہکشان جادو بود مار کر کہکشان کو اُمیّہ
بھاگا قید خانے پر آیا جان نثار جادو وہان نگہبان ہے پکار کر پوچھا نرگس کہان سے آتی ہو
نرگس بیٹھ گئی کہا ای جان نثار اب کل مقابلہ ہے سپہر حمزہ کو گرفتار کرینگے باتین کرتے کرتے کہا
روپیہ ہمسے لو شراب منگاؤ تم بھی پیو ہم بھی پیین ملازم اسکے دوڑ کر لائے نرگس نے سب کو شراب
پلائی جب سب بیہوش ہو کر گرے اُچھلکے اُمیّہ نے جان نثار کا سر کاٹا اور جادوگرون کو قتل کیا
قید خانے مین گھسکر تینون کی زبان سے سوزن نکالی کہا بلند پروازی کر کے نکل چلو تینون
جادوگرنیان تڑپ کے بلند ہوئین لشکر کو دیکھکر ماش کے دانے پھینکے کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ
ٹوٹا پتھر برسائے کوئی روکنے والا نہین جسطرح جی چاہا اُسطرح سحر کیا دس بارہ ہزار جادوگر
لشکر نمرود کے مارے گئے نمرود اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام
سن کہکشان جادو بود گھبرا کر نمرود اُٹھا جب اور اور جادوگرون کے مرنے کی آواز آئی کہا
ارے دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہرکارے گئے دوڑے ہوئے آئے کہا حضور عیارہ نے
بدیع الزمان کے کہکشان کو مارا جان نثار جادو کو بھی قتل کیا قیدیون کو اپنے رہا
کر لیا وہی جادوگر آسمان سے سحر کر رہے ہین ہزارہا جادوگر مارے گئے اور سحر پھینک رہے
ہین یہ سنکر نمرود اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا یاقوت و نرگس و سلیم مثل شعلۂ جوالہ
آسمان پر چمک رہی ہین جب جی چاہا ماش کے دانے گولہ ترنج و نارنج پھینک مارا ملازمان
نمرود جو قصد کرتے ہین انکا سحر ان تک نہین پہونچتا نمرود نے یہ دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکالا
نرگس پر پھینک مارا آغوش نگاہ سے نرگس کی گم ہوئی آواز دی ای یاقوت جادو سحر نمرود کا

چل گیا آنکھو نسے نہین سوجھتا ہی مین زمین پر گرا چاہتی ہون زور سحر کا مٹا چاہتی ہون سلیم نے
جھپٹ کر کمر مین نرگس کی پنجہ دیا لیکر بلند ہوئی یاقوت نے کچھ سحر کیا لیکن نرگس کو نکل گئین نمرود پلٹا
اول لاشۂ کہکشان آکر دیکھا پھر جان نثار کو مرا ہوا پایا بہت جھلایا حکم دیا طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین نمرود سحر خانہ مین آکر بیٹھا سحر آراستہ کرنے لگا اول ابر سحر بنایا اسمین چھریان
کٹاریان بھرین رال کے گولے تیار کیے آخر اپنے خیمے سے نکلا کہ اتنے مین شہنشاہ زرین آفتاب
نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر تیغۂ ضو کو حمائل کرکے توسن چرخ زبرجدی پر سوار ہوکر فوج ضیا و
شعاع کو ساتھ لیکر وارد میدان کارزار ہوا نمرود حیران ہی کہ پھر حمزہ کس بھروسے پر میدان
مین آتا ہی اُسکے عیار نے میرے ملازمونکو مار اُسکا زور دیکھ لیا اب کیا منھ لیکے بدولت کے
مقابلے مین آتے ہین افسوس شرماتے نہین یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا ستر اسی ہزار ساحر
وغیر ساحر پشت پر ہین ایک ایک انمین ساحر عہد جمشید زمان میدان مین آکر پہونچا لشکر
بدیع الزمان بھی بڑے کر و فر سے آیا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے نقیب نقابت کرکے
ہٹے نمرود نے مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو
تمنا مرگ کی ہو نکلے بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا یاقوت و نرگس و سلیم دوڑ پڑین لپا
کہ ای شہریار آپ مقابلے مین نہ جائین کنیزین برای جانبازی حاضر ہین بدیع الزمان نے
فرمایا میرا ہی جانا مناسب ہی تم لوگ تامل کرو نرگس نے نہ مانا رخصت لیکر بدیع الزمان سے
سامنے نمرود کے آئی آپس مین دو چار سحر چلے تھے کہ نمرود نے گولہ مارا اور زمین پر دو تھر
مارا نرگس کے گرد گرد ہوگئی نرگس تڑپ کر بجلی بلند ہوئی آسمان سے آکر ایک گولہ مارا قریب
نمرود کے آکر پھٹا کچھ جھنگلے سے پیدا ہوے نمرود انکی جانب دیکھنے لگا نرگس نے دو تین
سحر ایسے کیے کہ نمرود مبہوت ہوگیا چاہتا ہی کہ خدمت مین بدیع الزمان کے جاؤن لیکن پھر
رک جاتا ہی نرگس نے اپنے کو گرایا اور گولہ مارا گولہ سامنے آکر نمرود کے پھٹا دھوان اُس سے
نکلا مردود کا عجیب حال ہوا معلوم ہوتا ہی آنکھو نسے نہین سوجھتا آخر جھولی مین ہاتھ ڈال کے
سرمے دانی نکالی سرمہ آنکھون مین لگایا اب آنکھون مین روشنی ہوئی زمین پر ایک دو تھر
مارا غبار پیچیدہ ہوا نرگس زمین پر گر پڑی بیہوش ہوگئی نمرود چاہتا تھا گرفتار کرلون بیچ مین

گھوڑا ڈالدیا نعرہ کیا او نمرود مرتد حرزہ دار اس پر ہاتھ نہ ڈالنا اس جلدی میں گھوڑا ڈال دیا
نمرود جھکنے نہ پایا تھا کہ بدیع الزمان نے آکر نرگس کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے مقابلہ کیا نمرود
جمال جہان آراے بدیع الزمان دیکھکر حیران ہو گیا کہا ای شہریار اگر آپ میری اطاعت
کریں چالیس ملک کا حاکم ہوں آپ کو بادشاہ کروں بڑے مرتبے پر پہنچاؤں بدیع الزمان
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ای نمرود ہمیں ہوس سلطنت نہیں خواہش
ترقی دین اسلام ہی اسی کد و کوشش میں ہمارا نام ہی نمرود نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کچھ
قطرات خون بھی اپنے جسم سے شریک کیے بدیع الزمان نے فورًا تعویذ پھینکا بدیع پر
کچھ تاثیر نہ ہوئی ضرب شمشیر کیا نقش کو جو سامنے نمرود کے چمکایا نمرود کی آنکھوں میں اندھیرا
آیا اوپر سے بدیع الزمان نے ہاتھ مارا کہ نمرود کے دو ٹکڑے ہوے اہالی فوج نمرود نے
گریبان پھاڑ ڈالے اور یہ کہتے ہوے بڑھے کہ چراغ ملک نمرودیہ گل کر دیا سپہ حمزہ کو بارہ
چہار جانب سے گھیر کر ٹوٹ ہوے دوڑے بدیع الزمان تلوار کھینچکر جا پڑے نرگس کو ہوش
آیا یاقوت و سلیم و نرگس یہ تینوں جادوگرنیاں لشکر نمرود پر آپڑیں تلوار چلنے لگی سحر ہونے
لگا ملازمان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب قلعہ نمرودیہ کے پہونچے جانتے ہیں خندق
تر اوپر کہ ملازمان نمرود سد راہ ہوے خندق لاشوں سے پٹ گیا بدیع خندق پر آکر برابر پھاٹک
کے آئے پھاٹک کو گرز سے توڑا اندر قلعے کے آئے دو گھڑی قلعے میں بھی تلوار چلی آخر سب
فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار امان دیجیے بدیع الزمان نے تلوار روکی جادوگر مطیع ہوے اب
بدیع الزمان نے قلعے پر قبضہ کیا مال بہت کچھ نکلا سرداروں سے کہا جلد تیاری کرو تاکہ
ہم اپنے کو سرحد ہفت پیکر میں پہونچائیں تب ہمارے دل کو خوشی حاصل ہو ایک شب
اُس قلعے میں رہے صبح کو یاقوت و نرگس و سلیم نے دو لکڑی تیار کیے ایک زمرد نگار اور ایک
یاقوت نگار ایک داہنے ایک بائیں بیچ میں لشکر بدیع طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہیں تمام نوجوان فرزند رشید صاحبقران کا مع سمک پلید اقی
بن عمرو و طرف طلسم ہفت پیکر چلنا باقی حالات متعلقہ داستان ہیچ اساقی نامہ تو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان — کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہ طبع رسا پر سے گرد ہوئی — بہار آگئی یہ یقین ہو گیا
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے — دل عاشق زار بیتاب ہے
کہ صحرا پہ اب ہے گلستان چمن — بہار آگئی گلشن دہر مین
کہ ترچھی کلاہ سر پہ لائے گئے ہے — اسے منزل عشق کرنا ہے طے
گلستان مین بلبل نے چرچہ کیا — مجھے دید گل کی تمنا ہوئی
اگر تاہے پھر سرو نو خاستہ — ادھر باغ کا کھل گیا راستہ
ہے پھولو لئے پر صحن چمن — جو پھولون کے ہر جا پہ انبار ہین
بہار گلستان کے ہین زور و شور — چہکتے ہین طائر تو رقصان ہین مور
عنادل کو گلزار مین عید ہے — کہین نرگس باغ مستانہ وار
یہ اٹکھیلیان آگئین دید مین — نگہبانیان بھاگئین دید مین
کہین بہ ہی پیالا کہین سو تیا — جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا
گلابی اٹھا ساقی سیمبر — کہ سیکش سنائین خوشی کی خبر
کہو داستان جلالت نشان

بہار رضا مین کی آمد ہوئی
فرحناک تھا باغ مین جو گیا
یہ ہے سبزۂ سبز جان چمن
یہ مضمون تر مشہور ہر شہر مین
جو پھولون سے گلزار سارا بھرا
نہالان گلشن کی شوخی بڑھی
عنادل ہین گلزار مین نغمہ زن
یہ آنکھون مین گلچین کے بھی خار ہین
زمین چمن قابل دید ہے
دکھاتی ہے آنکھون کی اپنے بہار
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
قمر رنگ پر آگئی داستان

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب وشان شور شعار

اِس داستان شوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر کجا بودم اکنون فتادم کجا ٭ عنان سخن شد ز چنگم رہا ٭ دگر بارہ در گفتگو آمدم ٭ بہ بیداریکان نکو آمدم ٭ بہ بست خود آرم دگر بارہ گوی ٭ بفرمان حی الذی لایموت ٭ جب رستم پیل تن نے فرزند کے ہفت پیکر پرست ہونے کی خبر پائی نہایت بیتاب ہوے اُسی شب کو سمک ییلاقی سے کہا کہ خواجہ زادونکو بلاؤ خواجہ زادے بارگاہ رستم مین آئے رستم نے خلعت دیا اور کہا ملاحظہ فرمائیے کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کسکے نام پر ہے خواجہ زادون نے تختۂ انعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی فتاحی طلسم ہفت پیکر حضور کے نام ہے لیکن حضور جبر و زکیچ کرین اول طرف مغرب کے روانہ ہون پھر پروردگار آپکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائیگا راستہ اصلی ملجائیگا رستم نے کشتیان جواہر کی دیکر خواجہ زادونکو رخصت کیا سمک سے کہا رات کو نکل چلو الگرد و مالاگرد نے لشکر

تیار کیا سمک یلداقی بن عمرو منظم کار تھا آخر طرف مغرب کے کوچ کیا تیسری منزل تھی کہ صحرائے
گرد اُڑی سہتان شراب خوار تین لاکھ فوج سے آتا تھا رستم کو دیکھکر سہتان اُسی مقام پر اترا
دریافت کیا بیٹا صاحبقران کا طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا ہی کہلا بھیجا کہ آکر خدمتگزارون
مین حاضر ہو ورنہ وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ و زاری
کرینگے اور مجھے ذرا ترس نہ آئیگا رستم نے پیغامبر کو نکلوا دیا یہ خبر جو سہتان کو پہونچی غصے مین طبل جنگی
بجوایا کہتا تھا دیکھو پسر حمزہ سے کیونکر پیش آتا ہون ہمراہی کہ رہے ہین کہ حضور نامی گرامی کا فرزند
ہی آخر بھاگ جائیگا آپ کی شمشیر کی تاب نہ لائیگا کیسے کیسے پہلوان مارے کیسے کیسے للکارے
آپ سے کون لڑسکتا ہی ان باتون کو سنکر سہتان بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی یارو صبح کو میدان مین
قیامت برپا کرونگا پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤنگا اگر اسکے خلاف ہو پہلوان دوران نہ کہنا
رستم نے مادر دولت کے نام سے کفن مین منھ چھپایا نہنگان دریا و شیران صحراون کو آکر بندگان
لات و منات کو کھا جاتے غریب مہلت نہ پاتے نہنگان دریا نے مادر دولت کے نام سے
چھپا اور آب کو سر پر کھینچا شیران دشت دامن صحرا مین مخفی ہین صرف مادر دولت کا خوف ہی ورنہ
آفت برپا کرتے شب بھر اسیطرح بکلبلایا کیا بوقت سحر اکڑتا ہوا میدان مین آیا مونچھون پہ تاؤ پھیرتا ہی
جب نقیب نقابت کر کے ہٹے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آیا فنون سپاہگری دکھائے
جب خوب غرق عرق ہوا اور سپر و لنسے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر
آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسے تمنائے مرگ کی ہو نکلے آکر مقابلہ کرے رستم نے چاہا تھا کہ
گھوڑا اڑاؤن کہ نہنگ بچہ دریائی نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سہتان سے
لگاور چلی نہنگ بچہ دریائی کو دیکھکر حیران ہو گیا گھبرا کے پوچھتا ہی ای جوان تونے پسر حمزہ
کی کیون اطاعت کی نہنگ بچہ دریائی نے کہا ہمین آقا نے زیر کیا کیون نہ اطاعت کرتا
سہتان نے کہا ای جوان کیونکر پسر حمزہ نے تجکو زیر کیا نہنگ بچہ دریائی نے کہا آقا میرے رستم نے
چند پہلوانون کو ساتھ لیکر مرزوق شاہ فرنگی پہ لشکر کشی کی تھی میرا ملک راہ مین تھا وہ عادت
تھی میری کہ راستہ بند تھا جب آقا سے لوگون نے کہا تب آقائے نامدار نے فرمایا کہ ہم اسی
راستے سے جائینگے مین سنکر نکل آیا میرے مزاج مین وحشت بھی تھی اس رنگ مین رستم سے

لڑا کہ خون کا دریا جسم سے بہ رہا تھا مگر اس شیر دلیر نے کسی مقام پر کمی نہ کی آخر مجھے زیر کیا مین
اُنکی خدمت مین حاضر رہتا ہون میرے بھی ملک کے سپہ سالار اُنکے ساتھ ہین سر فتنہ ملک
فرنگستان لقب ہے آج بہرام فلک کی مجال نہین کہ اُنسے آنکھ ملاے اور ایک زور ہمارے آقا
کا مشہور ہے کہ لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران جنکو فرزندان حمزہ چچا کہتے ہین اُنکو
مع ہاتھی اُٹھا لیا مگر قربان جرأت صاحبقران کہ ایسے فرزند کو زیر کیا ان باتون کو سنکر بہتان
دنگ ہوگیا جی مین اپنے کہتا ہے کہ عجب شخص سے مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہو عرصہ دراز تک باتین
نہنگ بچہ دریائی سے رہین بعد اُسکے نیزہ چلنے لگا نہنگ بچہ دریائی نے نیزہ اُسکا توڑا
بہتان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نہنگ نے گردہ سپر کا سر پہ کھینچا اوپر سے بہتان نے ہاتھ
مارا سپر کٹی خود کو کاٹ کرتا دوابرو تیغہ پہونچا نہنگ بچہ دریائی نے داستانہ مارا تیغہ چھٹا
کے سر سے نکلا سر کے زخم کو جو اسطرح نہنگ نے دیکھا گینڈے کو پیچھے ہٹایا بہتان تلوار
کھینچے ہوے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈے کا سر اُڑ گیا نہنگ بچہ دریائی گرا بہتان
کود کر لپٹ گیا نہنگ بھی لڑنے لگا سر پہ زخم کاری تھا لنجھیا لنجھیا کے لڑنے لگا ایک مقام پر
بہتان ریل کر لیچلا تھا نہنگ پلٹ پھیر جو بڑھائے وہان پر موش خانہ تھا دونون پانون
نہنگ کے موش خانے مین جا پڑے بہتان نے جو پکہ مارا گولہ نہنگ بچہ دریائی کا اتر گیا
بہتان نے اسی حال مین نہنگ کی مشکین باندھ لین اپنے دربار مین لایا رفقا سے
صلاح کی کہ اس جوان کے بارے مین کیا کرون سب نے کہا اپنے ملک مین لیچلیے وہان چلکر
سوال ہفت پیکر پرست ہونے کا کیجیے اگر مانے تو فبہا ورنہ قتل کیجیے گا یہ راے بہتان
کو پسند آئی ایک نامہ بنام رستم لکھا کہ اے رستم ہفت کوہ کہ مقام سکونت مایدولت کا ہے
تمھارے سردار کو لیے جاتے ہین اگر اسنے ہمارا مذہب اختیار کیا آبرو پائیگا ورنہ قتل
کیا جائیگا ایک جمعدار کو بلا کر یہ نامہ دیدیا کہ یہ رستم کو پہونچا دینا اور اسیوقت تیاری کی
فوج اپنی لیکر روانہ ہوگیا رستم بیٹھے اپنی بارگاہ مین آئے مگر واسطے نہنگ بچہ دریائی کے
پریشان سمک سے کہا فوراً دریافت کرو کہ کیا معرکہ گذرا سمک نے ہرکارے روانہ
کیے کہ خبر دریافت کر کے لاؤ ہرکارے بھاگے یہان سردارون نے رستم سے کہا رات گئے

حریف روانہ ہوگیا رستم کو بڑا تردد ہوا فرمایا کہ نہین معلوم ہمارے سردار پر کیا گذری سمک
جلد خبر لیگا اگر میرے سردار کا ایک موے جسم بھی کم ہوا تو تجھسے سمجھونگا سمک نے پھر اسی وقت
اور ہرکارے روانہ کیے صبح کو رستم بیٹھے ہین کہ ملازم نے آکر وہ نامہ جو بہتان دے گیا تھا آگر
خدمت مین رستم کی پیش کیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر بہت گھبرائے پیشانی پر پسینہ آگیا تیور
بدلنے لگے تردد مین بیٹھے ہین لیکن بہتان جو اپنے مقام پر پہونچا قلعہ ہفت کوہ اسکا نام
ہی اسکی یہ کیفیت ہی کہ سات پہاڑ ایک مقام پر آگے ملگئے ہین سات پھاٹک ایک کے بعد
ایک واقع ہوا ہی ساتوان پھاٹک نہایت بلند و مرتفع ہی اُس مقام پر آکے مسند پر بیٹھا
کہا اُس پہلوان کو لاؤ کشان کشان نہنگ کو لیکر سامنے بہتان کے لائے نہنگ نے
مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہتان نے منہ پھیر لیا نہنگ نے کہا ہم ایسے سردار کی
کیا حقیقت جانتے ہین مکر سے ہمکو گرفتار کرکے لایا اُسپر یہ غرور او نامرد جو تجھسے ہوسکے قصور
نہ کر بہتان نے حکم دیا اِس جوان کو نخل مین اُلٹا لٹکا دو جب مذہب خداوند قبول کرے قید
سے رہا کرو اور جب تک نہ قبول کرے نخل مین برابر لٹکا رہے ہرکارے اہل اسلام کے
یہانتک پہونچے اور یہ معرکہ دیکھکر بھاگے کہ آقا کو خبر جاکر پہونچائین یہان رستم پریشان بیٹھے
تھے کہ ہرکارون نے سب خبر مفصل آکر عرض کی کہا نہنگ کو نخل مین لٹکا دیا ہی دیکھیے
اب کیا ہو ہر ایک کو تردد ہی کہ اُس جوان پر کیا گذری رستم نے خبر سنتے ہی آہ کی اور سینے پر ہاتھ
مارا کہا اُس بہادر کے ساتھ یہ مغرور یون پیش آیا مین بھی دیکھو اب کیا آفت برپا کرتا ہون
یہ کہکے پشت اشتر بالا کبود پر سوار ہوے طرف قلعہ ہفت کوہ کے چلے وہ مرکب جسپر کبھی پھندنا
نہ چھوا یا تھا آج کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی یہان بہتان بیٹھا ہوا ہی
نہنگ نہنگِ دریائی نخل مین لٹکا ہوا ہی بہتان پکار پکار کے کہہ رہا تھا ای نہنگ خداوند
ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ جان نہ بچیگی نہنگ نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے
ہوسکے قصور نہ کر کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا گھبراکر بہتان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی جو جاتا ہی وہ پلٹ کے
نہین آتا اسپر اور زیادہ جھلا رہا ہی کہ جو وہان جاتا ہی پلٹ کے کیون نہین آتا کیا وہان جاکر مرجاتا
ہی آخر اُٹھ کھڑا ہوا ٹہلنے لگا اب کوئی پہلوان کچھ نہین کہتا سب خاموش ہین بہتان ٹہل رہا تھا

کہ ہنگامہ زیادہ ہوا ایک شیر کی آواز آئی نعرۂ رستم ارشد اولادِ امیر عرب ✦ کیست علمشاہ چو رستم لقب ✦ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ برتخت مرزوق افگندہ شور ✦ مہتان نے حیران ہو کے کہا یہ کون ایسا زبردست ہے کہ ہمارے مکان میں یہ ہنگامہ کر رہا ہے یہ کہکے جا پاٹڑ دیکھوں کہ دیکھا ہزاروں آدمی بھاگے ہوئے آتے ہیں سر برابر برس رہے ہیں جسنے پلٹ کر سامنا کیا لپک کر اُسکے ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے چالیس پچاس ہزار جوان تھوڑے عرصے میں مارے دریا بے خون بہا دیے لاشے تڑپ رہے ہیں اب جو نگاہ اُٹھا کے مہتان نے دیکھا رستم علمشاہ شیرانہ ہنگامہ لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے آگئے مہتان نے زنجیر دینے کمر باندھی اور سلاح جسم پر آراستہ کیے آگے بڑھا آواز دی او پسر حمزہ یہ سامنے ماہد ولت کے بے ادبی علمشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے اوّل قریب اُس تخت کے پہونچے کہ جہاں نہنگ بچہ دریائی لٹکا تھا درخت قلم کیا نہنگ کو روک لیا رستم نے قید جسم سے نہنگ کے دور کی زمین پر گر اکیا نہنگ نے بھی ایک جوان کو مار کر تیغہ لیا آگے رستم عقب میں نہنگ اب یہ دو شیر لڑتے ہوئے جانے میں پڑے کے پرے اُلٹ پلٹ کر دیے رستم جھپٹ کر قریب مہتان کے پہونچے جیسے ہی رستم قریب پہونچے مہتان نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا جیسے ہی تیغہ سر پر چمکا سپر کو چہرے کی پناہ کیا گئی وار اسطرح رستم نے رد کے چوتھی مرتبہ آواز دی او مکار ٹھہری قضا قریب آگئی تیغہ کینہ ان نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا خبردار خبردار کہکے بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ تلوار کا مارا مہتان نے سپر کو اُٹھا دیا تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب جو تیغہ تڑپ کے گرا سر اسر کلے و جبڑے کو کاٹا یا قبہ سپر پر چمکا تھا پار زمین میں جا کے تلوار نے بوسہ دیا غریو ہوا کہ مہتان مارا گیا چہار طرف سے لوگ دوڑ پڑے علمشاہ کو گھیرا مگر رستم ہنگامہ لڑ رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ہفت کوہ سے نکلوں مگر وہ لوگ نہیں نکلنے دیتے چہار جانب سے بلوہ ہو جانے ہیں رستم کو قتل کریں جو پہلوان آیا رستم نے اُسکو واصل جہنم کیا کوئی وار خالی نہیں جاتا چہار طرف سے پہلوان رستم کو گھیرے ہوئے ہیں تلواریں مار رہے ہیں علمشاہ جسطرف پلٹ پڑے صف کو ویران کر کے پلٹے نہنگ اُٹھ۔ ہاہی کہ بیرون کوہ سے نعرہ ہوا رستم آ لا گروہ مالا گرد فرنگی طنبور گڑگڑائے پلٹنیں لہرا گئیں

اندر دروازہ کوہ کے گھس آئے چالیس افسر جو اندر آئے علمشاہ کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے بیرون کو چلے
ارادہ ہی کہ باہر پہنچائیں کفار روک رہے ہیں چاہتے ہیں انکو نہ جانے دیں جگجگ تلوار جو چلی ہزارہا
کفار مر مر کر گرے خون کا دریا بہا دیا مرکب کو ملازمان علمشاہ نے تھام لیا پیدل لڑ رہے ہیں
دوپہر کامل تلوار چلی تیسرے دروازے پر بمشکل علمشاہ پہونچے ہیں گھڑے جھوم رہے ہیں
چہار طرف سے کافرون کے وار چل رہے ہیں رستم نے جسکو روک کر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے
کیے کئی پہلوان اسی مقام پر ٹکڑے ٹکڑے قتل کیے چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر باہر نکلون کہ ایک صدا
مہیب کان مین آئی کہ او جوان اب باہر نکلنا چاہتا ہی یہان سے نکلنا دشوار ہی کدو کوشش بیکار ہی
پلٹ کے علمشاہ نے دیکھا کہ سمک بلند ایک مقام سے دیکھ رہا ہی کہ آقا لڑ رہے ہین ایک
برق چمکی اس برق سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین علمشاہ کی پڑا پڑتے ہی لے اڑا آلا گرد نے
کہا ای سمک آقا کو کوئی لیے جاتا ہی سمک نے کہا مین جاتا ہون گھوڑا آلا گرد کو دیا آپ اسی
جانب دوڑا چاہتا ہی قریب آقا کے پہونچون اس آفت آسمانی سے بچاؤن مگر ممکن نہین
ہوتا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حیران کہ ای سمک کیا کرون آقائے نامدار کو کیونکر چھڑاؤن
یہان آلا گرد و مالا گرد لڑتے ہوے باہر نکلے فوج دشمن نے فرار پر قرار کیا سب لشکر
علمشاہ کا اسی مقام پر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی سب سردار آ کر بیٹھے یہی باتین ہو رہی
ہین کہ آقا کو کون لیگیا شاید کوئی ساحرہ یا ساحر اس درے مین رہتا تھا وقت پر آ کے
لیگیا خدا ہمارے آقا کو ہم سے ملائے مگر سمک جو عقب مین چلا تھا دیکھا جنگل مین چہار
دیواری باغ کی ہی اسمین پنجہ علمشاہ کو لیکر اترا سمک پہلوے باغ پر آیا دیکھا ایک بڑی
گہری ہی اسمین بڑی بڑی سلاخین لوہے کی لگی ہین سمک نے بیٹھ کر سلاخین کاٹین اندر
باغ کے داخل ہوا یہ نہین پایا جاتا کہ رستم کہان ہین آ کر ایک جھاڑی مین چھپا دیکھ رہا ہی
چبوترہ جو باغ کا ہی اسپر فرش بچھا ہوا ہی ایک ساحرہ تاج سر پر نہایت حسین و جمیل بیٹھی
کہ رہی ہی کہ ارے اس ظالم کو لاؤ دو کنیزیں گئین رستم کو لیے ہوے سامنے آئین کنیزون نے
عرض کی ای ملکہ رنگین ادا خطا تو اس سے بڑی ہوئی کہ آپ کے عاشق کو مارا ہم یہ عرض
کرتے ہین اسکی خطا معاف فرمائیے رنگین ادا نے منہ پھیر لیا اپنے مقام سے اٹھ کھڑی ہوئی

میں اپنی جان دونگی یہ کہکے گریبان میں رستم کے ہاتھ ڈالا کہا کیوں ظالم تو نے غضب کیا میرے عاشق کو مار ڈالا اب چاہنے والا کہاں ملیگا میں ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دو جلاد قوم کے زنگی تیغہ ہائے برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے آئے تسلیمیں لگانے لگے رنگین ادا نے اشارہ کیا دونون جلاد تلواریں کھینچکر چلے آواز دیتے ہیں اے ملکۂ عالم حکم اوّل ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے سمک نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ قتل ہو جائیں تعجب ہو حیران حیران اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ ایک کنیز واسطے رفع حاجت کے آئی سمک نے اُسے بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم آج صحبت کیا بے نمک رہیگی شراب ضرور منگائیے رنگین ادا نے اشارہ کیا شراب میخانے سے لاؤ کنیزیں جاکر میخانے سے گلابیاں شراب کی لائیں سمک نے گلابی ہاتھ میں لی شراب میں بیہوشی ملائی محفل میں لیکر آیا جلادوں سے کہا ٹھہر جاؤ ابھی اِس جوان کو قتل نکرو جلاد ہٹے سمک نے جام شراب سے لبریز کیا رنگین ادا کے سامنے پیش کیا رنگین ادا نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا چاہا پی جاؤں کہ جام تراق سے ٹوٹا معلوم ہوتا ہے کہ بازو پر جو تختی بندھی تھی اُسنے کچھ اشارہ کیا اُسکے اشارے سے جام دو ٹکڑے ہوا رنگین ادا نے ہاتھ ہلایا پوچھا ارے تو کون ہے تو سارا رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا پانون زمین نے تھام لیے رنگین ادا نے آواز دی او ظالم اب تجھے کچھ معلوم ہوا ہم ہمہ دان و ہمہ بین رہنے والے سرحد طلسم ہفت پیکر کے ہیں صاف بتا کہ تو کون ہے جب نیچہ لیکر رنگین ادا دوڑی تو سمک تسلیمیں کرنے لگا کہا حضور یہ جوان جسکو آپ لائی ہیں اسکا عیار ہوں سمک بن عمرو میرا نام ہے یہ سنتے ہی رنگین ادا نے کہا ان دونون کو قید کرو کنیزوں نے کہا یہ ظالم کیونکر آیا ایک کنیز نے عرض کی وارث معلوم دیتا ہے جب آپ اسکے آقا کو لیکر چلیں یہ بھی حضور کے نشان پر چلا آیا آنا کیا مشکل ہے عیار فوراً پہونچ جاتے ہیں آخر آہنگر کو بلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا اور حکم دیا ان دونونکو قید خانے میں لیجاؤ کشاں کشاں کنیزیں لیچلیں رنگین ادا بہت روئی ابھی ان دونون کو قید خانے تک لیکر نہ پہونچی تھیں باغ ہی کے اندر ہیں کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اُس ابر سے ایک تخت نمایاں ہوا تخت پر ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوئے پتھر کے بت بازو پر

بندھے ہوئے اُسکو دیکھکر رنگین ادا دوڑی پکارتی ہوئی تمکو ساحری سب آفتون سے بچائے میرا
اسوقت تمھارے آنے سے دل بحال ہوگیا ہی نہایت پریشان ہو رہی تھی جی چاہتا ہی کہ
گریبان چاک کرون کہان اُس چاہنے والے کو ڈھونڈھون اُس تاجدار نے کہا ملکہ رنگین ادا
آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال تو بیان کرو رنگین ادا نے سر جھکا لیا کہا ای فغفور
کیا تجھسے بیان کرون کہ ہجوم غم والم ہی عجب معرکہ درپیش ہوا بہتان شراب خوار مدت کا میرا
چاہنے والا جو فرمایش کی اُسکو ڈھونڈھ کے لاتا تھا میرا حکم بجا لاتا تھا اُسکا ملک میرے قبضے
مین تھا میری حکومت کل اُسکے قبضے مین ہفت کوہ مقام کیسا سخت وصعب ہی اُنکے نام نامہ آیا
کہ پسر حمزہ اسطرف آتا ہی اور کاہن ظاہر کر رہا ہی کہ وہی طلسم کشا ہی اُسے گرفتار کر لاؤ بہتان فوراً
روانہ ہو گیا وہان جاکے سردار کو اُسکے گرفتار کیا ہاے کیا کہون اُسکو لاکے درخت مین لٹکایا
پسر حمزہ خبر سُنکر دوڑا اسکے اُسکے مقابلہ ہوا پسر حمزہ نے اُسکو قتل کیا مین وقت پر پہونچ گئی جنازہ
اُسکا دیکھا قاتل کو پکڑ لائی میان عیار آ گئے اب ان دونون کو گرفتار کیا ہی یقین ہی کہ انکے
ساتھ والے بھی آئینگے سب کو گرفتار کرونگی اور قتل کرونگی ان عیارون کا چھوڑنا اچھا نہین
جو قتل ہو وہی بہتر فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم تمھین اختیار ہی ورنہ یہ کیسکی مجال نہین کہ تمھاری
عملداری مین آسکے ایک سحر کردون کہ زمین کانپ جائے جو دشمن جہان ہو آکر حاضر ہو ہر طرح
قتل کر سکتے ہین رنگین ادا نے کہا بہت دشوار ہی فغفور نے کہا ابھی سحر کرون سارا لشکر
کھنچا ہوا چلا آئے میرا حکم بجا لائے کیا مجال جو حکم سے گردن تابی کرین رنگین ادا نے کہا
ای فغفور ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ ملک نور افشان کیسا آباد رعایا دلشاد ان مسلمانون
نے جاکر اُسے تباہ کیا خصوصاً ہوشربا بھی کس زور و شور سے فتح کیا کیسے کیسے ساحر مارے گئے
اب ادھر متوجہ ہوے ہین دیکھیے کیا ہوا ابھی ابتدا ہی فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تو
ایک دن مین لڑائی فتح کر لونگا آپ ان سبکو جمع ہونے دیجیے دم بھر مین سمجھ لونگا رنگین ادا
نے کہا ای فغفور جب وقت آئیگا تو بھاگے بھاگے پھروگے فغفور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او
رنگین ادا مردان عالم کہین پیچھے قدم ہٹاتے ہین منھ پہ تلوارین کھاتے ہین رنگین ادا
ہنسنے لگی کہا ای فغفور خاموش رہو طبیعت کو ملال ہوتا ہی خود بخود دل روتا ہی یہ کہکے آواز دی

ارے کوئی حاضر ہو کنیزین سامنے آئین کہا شہنشاہ کی خاطر کرو آج بعد مدت تشریف لائے
ہین انکی خاطر واجب و لازم ہی کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی لائین جام لبریز کرکے سامنے
فغفور کے پیش کیا فغفور نے کہا مین جام نہ پیونگا ہرچند کنیزون نے کہا مگر اس ملعون نے
نہ پیا ملکہ رنگین ادا نے کہا کیون صاحب کیون نہین پیتے فغفور نے کہا میرا دل نہین چاہتا ہی
رنگین ادا نے کہا آپ کو پینا ہوگا مکان پر جاکے کیسکے کوئی فساد نہ برپا کیا کرو فغفور نے کہا
ہم تو آپ کے چاہنے والون مین ہین خواہ مانیے خواہ نہ مانیے رنگین ادا بولی سبکو پہچان لیا
دشمنون نے ہمکو تنہا کا کوئی بچانے نہ آیا فغفور نے کہا ہم آج سے حاضر رہینگے جو ارشاد ہو
بجا لائین حکم مین فرق نہ آنے پائے رنگین ادا کو بڑا غصہ ہی کہ یہی ہی صاحب سب اپنی جان
بچاتے ہین میان فغفور کو دیکھیے کیا باتین بناتے ہین فغفور نے کہا ای ملکہ رنگین ادا ہم
خاص اسی واسطے آئے تھے کہ بہتان شراب خوار مارا گیا شب کو آج پہلو خالی رہیگا
اسوجہ سے حاضر خدمت ہوے تمھاری باتون سے اور ہی کچھ پایا جاتا ہی کسی سے وعدہ
ہوگا جب تو ہمین نکالتی ہو یہی ارادہ ہی کہ ہم یہان نہ رہین جس سے وعدہ ہو وہ آئے شکر ہی
کہ خداوند ہفت پیکر نے ہمکو تمھاری محبت دی ہی تمھارے نام پہ جان دیتے ہین رنگین ادا
نے جواب دیا مین ایسی محبت سے باز آئی دس کنیزین موجود ہین جو آپ کے منھ مین آیا وہ
آپ نے بک دیا تمھاری چاہت کا میرے دلکو یقین نہین آتا بس اب بیہودہ نہ بکو میرے
باغ سے نکل جاؤ مین ایسے چاہنے والون سے باز آئی آپ تشریف لیجائیے یہ کہکے کنیزون نے
اشارہ کیا کہ باہر باغ کے انکو کردو دو کنیزین اٹھین ایک نے جاکر ہاتھ تھاما کہا میان فغفور صاحب
چلیے اتنا بڑا کلمہ جو کنیز نے کہا فغفور کو غصہ آیا کہا لو اور مزا دیکھو ہمکو نکالنے آئی ہی یہ کہکے کنیز کو
ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا جیسے ہی سر کنیز کا اڑا ملکہ رنگین ادا کو غصہ آیا گولہ جھولی سے
نکالکر مارا گولہ جو پھٹا اس سے برق چمکی برق شانے پر پڑی کہ شانہ نشانہ ہوا فغفور جھومتا
ہوا اٹھا کہتا ہوا او گیسو بریدہ اپنے سحر پر نازان ہی بڑی شعبدہ باز ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک
طائر چھکارین مارتا ہوا ظاہر ہوا اور یہ پکارتا ہوا اوی رنگین ادا میرے مالک کو آپ نے
زخمی کیا رنگ جماؤ ان شعبدہ کہا ان اب تو بلا تکلف دونون مین سحر چلنے لگا رنگین ادا نے

ہاتھ ہلایا برق گری طائر کے دو ٹکڑے ہوے طائر کا مرنا فغفور کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر چلا لیکن کنیزون نے روکا نا یہ رنگین ادا نہ جانے دیا پھر دونون مین سحر چلنے لگا فغفور نے جو جگر سحر کیا گئی سو عورتون کے سر اُڑ گئے لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین رنگین ادا نے جو مصاحبون کے لاشے دیکھے غصّے مین جل گئی دونون مین نیچہ چلنے لگا کہ آسمان سے ایک آواز آئی او نابکار دو دشمن کو چھوڑا آپس مین لڑتے ہو دیکھا ایک ساحر سیہ فام آسمان سے ایسے کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی کہ جیسے کوئی اپنے نوکر کو کہتا ہی فغفور سے آنکھ ملا کر آواز دی او بے حیا اب تو رنگین ادا سے عذر کر ورنہ خراب ہوگا اور رنگین ادا سے آنکھ ملا کر آواز دی او گیسو بریدہ ننگ خاندان جاہنے والے سے یہ باتین قدرت نے یہی تقدیر کی ہی کہ اگر ایک کی ایک اطاعت نہ کرے مشکین باندھکر لاؤ رنگین ادا نے کہا ہین تو اسکی اطاعت نہ کرونگی یہان تو یہ ہنگامہ سمک اور علمشاہ جو بندھے کھڑے تھے سمک نے ایک کنیز کو اشارہ کیا بو الہوسارا کیا نام ہی اُسنے کہا سوسن زبان دراز سیہ اِنام ہی سمک نے کہا او سوسن ذرا میرے پاس آؤ تو مین حال مصیبت کا بیان کرون کنیز قریب آئی سمک نے کہا او یہ کمند تو ڈھیلی کرو بہت زور سے کس دیا دل چھپٹ ہی جیسے ہی حلقہ ڈھیلا ہوا سمک نے تڑپ کے حلقہ ہاے کمند سوسن زبان دراز کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر دوڑا وہ جو ساحر آسمان سے آیا ہی آتے ہی رنگین ادا پر سحر کر کے سحر بھلا دیا رنگین ادا حیران کھڑی ہی فغفور کی طرف جو چلا فغفور نے گولہ مارا اُس ساحر نے گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پلٹ کے سینے پر فغفور کے پڑا فغفور مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اب رنگین ادا کی طرف وہ ساحر چلا منظور یہ ہوا کہ رنگین ادا کو گرفتار کرون پکارتا ہوا کہ او رنگین ادا تجھے کچھ خوف نہین خداوند سے نہین ڈرتی اس ذلت سے پیچلو نگا کہ بہت پچتائیگی رنگین ادا خاموش کھڑی ہی کچھ منھ سے نہین بولتی کنیزون نے سحر کا عطر سنگھایا عطر سونگھتے ہی اسکو رنگین ادا کو جوش آیا چہرہ سرخ ہوا چاہا اُس ساحر پر جاپڑون سمک بہ شکل کنیز قریب اُس ساحر کے پہونچا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے ابر سیاہ اُٹھا کوئی ساحر آتا ہی وہ پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین ساحر کے ڈالدیے اور کھکریہ پلٹا سمک نے حباب مارا

بیہوش ہوگئے گر اسمک نے فوراً اُسکا سر کاٹ ڈالا رنگین ادا کو سحر یاد آیا کہا ای سوسن تونے بڑا کام کیا ظلم سے اِس ظالم کے بچایا ورنہ مشکین باندھکر لیجاتا سحر تو بھلا ہی چکا تھا اصل کیفیت یہ ہی کہ خداوند نے جان بچالی ورنہ مشکل ہوتی یہ سُنکر سوسن نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم منم سمک بن عمرو عیار علمشاہ ملکہ رنگین ادا یہ کار نمایان دیکھکر خوش ہوگئین اور فوراً حکم دیا کہ رستم کو لاؤ کنیزین اُسیوقت رستم کو لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے سحر کیا تمام قید جسم سے رستم کے کھلگئی اور کہا صاحب تمنے دیکھا کہ سمک نے کیا کار نمایان کیا اور اب مین تمھاری کنیز ہون مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اندر بارگاہ کے لائین مسند پر بٹھایا اور سمک نے اپنا رنگ جمایا غزلین گا رہا ہی کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کبتک گردش دکھائیگا ہمارے مٹانے سے تجکو کیا ہاتھ آئیگا رستم نے کہا ملکہ یہ کون روتا ہی کہ اسکے رونے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی رنگین ادا نے کہا ایسی آواز کبھی میرے کان مین نہین آئی ارے کوئی کنیز تو نہین روتی ہی کنیزون نے عرض کی باہر سے باغ کے رونیکی آواز آتی ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے اور کہا اِسکے دشمن کو قتل کرونگا یہ کہکے رستم نے تعقب مین سمک اُسکے پیچھے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہوئین رنگین ادا کہتی جاتی ہی ای شہریار سمجھ کے دریافت کیجیے گا باغ سے جو نکلے چاندنی پھیلی ہوئی ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین ایک شخص ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا گریہ کر رہا ہی لوگون کو جو آتے ہوے دیکھا چاہتا ہی بیخ نخل مین چھپ جاؤن کہ علمشاہ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا اُس جوان نے بھی مثل اہل اسلام کے جواب سلام دیا علمشاہ آکر قریب بیٹھ گئے کہا ای جوان تیری صداے دردناک نے عیش و راحت کو منغص کر دیا کیا رنج و ملال ہی ظاہر کرو کیا خیال ہی اُسنے کہا ای شہریار حال قابل کہنے کے نہین ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون آپ کو ملال ہوگا علمشاہ نے کہا خاص اِسی واسطے آئے ہین کہ مطلب تمسے سنین حل مشکل مین کوشش کرین یہ سُنکر اُس شخص نے ایک آہ کی کہا ای شہریار کیا حال زار اپنا بیان کرون اگر عرض کرون تو دل سنگ آب ہو انسان مثل ماہی بے آب بیتاب ہو یہانسے پشت پر میری ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ آفتاب نگار کہتے ہین غلام وہانکا حاکم ہی اور

آفتاب تاجدار نام ایکدن واسطے شکار کے نکلا سامنے ایک کوہ ہی کہ کوہ ظفر پیکر اُسکو کہتے
ہین وہان ایک قزاق رہتا ہی ظفر انتساب اُسکا لقب ہی دختر اُسکی مہ جبین سفید پوش
نہایت حسین و جمیل صحرا مین شکار کھیل رہی تھی مجھ بدنصیب کی نگاہ پڑی عاشق ہوا وہ تو چلی
گئی مین رنجیدہ گھر پر اپنے آیا جب میرا حال ابتر ہوا وزیرون و مشیرون نے دریافت کیا مین نے
کُل احوال بیان کیا تب وزیرون نے ایک نامہ اُسکے باپ کو لکھا کہ ہمارا بادشاہ تمھاری
بیٹی پر عاشق ہی بہتر یہ ہی کہ اُسکو ہمارے شاہ کے ساتھ منسوب کرو اُس مغرور نے صاف
جواب لکھا کہ ہم جری بہادر صف شکن ہین ہرگز اپنی بیٹی کی شادی بادشاہ کے ساتھ
نکرینگے ای شہریار فراق مین اُسکے روتے روتے عرصہ گذرا اب عنایت رب اکبر دیکھیے کہ وہان
غراب بن اہرمن دیو خونخوار نے اُس قزاق کے باغ پر قبضہ کر لیا قزاق کو غصہ آیا گینڈے پر
سوار ہو کے برائے مقابلہ گیا غراب غرش کرتا ہوا باغ سے نکلا قزاق سے مقابلہ پڑا غراب کے
ہاتھ مین چوبدست آہنی تھی قزاق پر ماردی قزاق مع گینڈے بر اٹھا ہو کر رہگیا غراب تو پرواز
قاف گیا یہان لاش قزاق کی ملازم اُٹھا کر لیگئے سب نے صلاح کر کے صاحبزادی کو اُسکی
بادشاہ کیا سب قزاقون نے عرض کی غلامان جانباز لوٹ مار کر لائینگے اور خدمتگزاری
مین مصروف رہینگے وہ شاہزادی شمشیر زن صف شکن تھی اُسنے کہا مین تمھارے ساتھ
چلا کرونگی اس طور پر اُسنے کئی سال کاٹے ایک دن صحرا مین میرے اُسکے سامنا ہوا ہجر مین
بیقرار تھا قدمون پہ گر پڑا اور یہ کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو دامن
صبر ہاتھ سے چھوٹا اپنی غلامی مین قبول کرو اُس بانی مہر و وفا نے اس میری التجا کو قبول کیا اور
یہ بھی کہا کہ تم نامہ بھیجو ہم قبول کر کے جواب دینگے بعد تھوڑی دیر کے وہ اپنے قلعے کو گئی مین اپنے
مقام پر آیا نامہ اشتیاق آمیز لکھا شتر سوار نامہ لیکر پہونچا وہ نامہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا ملکہ
نے مشیران سلطنت سے صلاح کی کہ تم سبھونکی کیا خوشی ہی سب نے یہی عرض کی جسمین
آپ کو آرام و چین ہو اُس مین ہم بھی راضی ہین سردارون سے دریافت کر کے قبول کیا مین نے
یہان سے تحفے تحائف بھیجے وہ تحفے بھی قبول ہوئے ہر حیلے مین پیغام جانے لگے بعد تھوڑے
دنون کے تقریب شادی ہوئی غلام مدت سے مسلمان تھا تقریب عقد ہوئی اُسنے بھی

قبول کیا بارہ ہزار فوج کو آراستہ کر کے پہلوانان نامی و گرامی بھی ساتھ تھے جا کر پہونچا عقد ہوا بعد اُسکے دولھن کو لیکر چلا راہ مین ایک مقام ہی اُس مقام کو دشت ابیض کہتے ہین قیطاس اژدر دہانکا حاکم و ناظم ہی وہ شکار کو نکلا تھا ملکہ مادیان عربی پر سوار تھین ہم بھی ہمراہ آتے تھے ملکہ نے جو گھوڑا دوڑایا نقاب چہرۂ بے نظیر ملکہ سے ہٹی قیطاس دیکھکر ملکہ کو عاشق ہوا لوگونسے پوچھا یہ نازنین کون ہی لوگون نے سنبار مند کا نام لیا کہ فلان قزاق کی دختر فلان شاہ بیاہ کر لیے جاتا ہی اُسنے آدمی میرے پاس بھیجا مین نے جواب سخت دیا اُسنے کہلا بھیجا تھا کہ ملکہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ میرے جواب سے وہ نہایت غصہ ہوا اور تلوار کھینچکر آ پڑا کئی سردار اُسنے قتل کیے مجھکو زخمی کیا مین بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا ساتھ والے میرے بہ زبردستی دیکھکر بھاگ گئے ملکہ کا مرکب اُسنے آگے کر لیا لیکر دُزدہ کوہ مین چلا گیا میرے ملازم مجھکو اُٹھا لائے مین نے یہانسے عیار کو واسطے خبر کے بھیجا وہ خبر لایا کہ قیطاس نے لاکھ جبر کیا مگر ملکہ نے اُسے نہین قبول کیا سمجھانے بجھانے وہ بھی عاجز آیا آخر ملکہ کو قفس آہنی مین بند کیا دو غلامان زنگی کے سپرد ہی شب کو اپنی صحبت مین بلاتا ہی منت و خوشامد کرتا ہی لیکن اُس ثابت قدم کوے محبت نے کسیطرح اُس ظالم کو قبول نہین کیا قید رہنا گوارا کیا مگر وصل سے اُس ظالم کے انکار کیا کئی سال اسی مصیبت مین غلام کو گذرے آخر بیقرار ہو کر تین دن سے اس دشت مین نکل آیا حال اپنا تباہ کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون خیال مین اُسی محبوب کے رو رہا تھا کہ پروردگار نے آپ کو بھیجا ای شہریار یہ غلام کی کیفیت ہی رستم پیل تن نے کہا ہمین بتاؤ کہ قیطاس کس مقام پر ہی چلکر ہم اُس سے مقابلہ کرین اور تمھاری معشوقہ کو دلوائین آفتاب تاجدار نے رستم کو نواحی مقام پر ٹھہرایا اور آپ طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین بارگاہین اور خیمے لیکر آیا بارگاہ استادگرائی رستم کو لاکر داخل کیا اور آپ خاطر مین مصروف ہوا رستم پیل تن نے رنگین ادا سے کہا تم چلکر باغ مین ٹھہرو ہم ان شاء اللہ مطلب اس جوان کا پورا کر کے آتے ہین رنگین ادا نے کئی کنیزین واسطے خبر کے چھوڑین اور آپ طرف اپنے باغ کے گئی دوسرے دن رستم نے آفتاب تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھا طرف

قیطاس کے چلے مہمان قیطاس نے خبر سُنی کہ آفتاب تاجدار سپہر حمزہ کو لیکر آتا ہی معشوق کے لینے کا ارادہ ہی چوبیس ہزار فوج سے بیرون دزدہ کوہ آیا مقابلے مین رستم کے اُترا آپس مین پیغام وسلام ہوے قیطاس نے اپنے زور کے گھمنڈ مین طبل جنگی بجوادیا رستم کو خبر ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے قیطاس اژدر در نے گینڈا بڑھایا میدان مین آیا آکر سلحشوری دکھائی آواز دی ای فرقۂ خداپرستان میرے مقابلے مین سپہر حمزہ آوے رستم نے مرکب بڑھایا آگر جگاورزن ہوے چھ قدم گینڈا قیطاس کا اور چار قدم مرکب رستم کا ہٹا قیطاس کی جو نگاہ جمال بےمثال رستم پر پڑی بیتاب ہو گیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون رستم نے کہا ای قیطاس اژدر در اگر تو اسلام اختیار کرے سب سردارون پر مقدم بٹھاؤن سپہ سالار بناؤن یہ سنکر قیطاس قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای جوان مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی اسوجہ سے ایسے ایسے کلمات کہے بہتر اسی مین ہی کہ میری اطاعت کر رستم نے کہا اب فیصلہ ہوتا ہی وار کر ایسی فضول باتون سے کیا فائدہ قیطاس کو غصہ آیا نیزہ اٹھا کر مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی پہر بھر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر عالمشاہ نے مشت قیطاس کو سست پایا گاشکر شمشیر ایسا مارا ہاتھ سے قیطاس کے نیزہ نکلگیا قیطاس نے قہر و غضب مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عالمشاہ نے تلوار کو تیغۂ کپتیان فرنگی پر روکا اُلجھاؤ ویسے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس نے بھی خالی دیا دو چار وار رد و بدل ہوے تھے کہ ایک مقام پر قیطاس نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا رستم نے بھی خالی دیا قیطاس پلٹا رستم نے فوراً کلائی پر قیطاس اژدر در کی ہاتھ ڈالدیا قیطاس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان گتھے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران مثل آئینہ حیران یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جہان اٹک کر لڑے پسینے کے پُتلے بن جاتے ہین پھر وہانسے بڑھتے ہین دن بھر اسی ریل پیل مین گذرا شام کو قیطاس

رستم کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان تو مجھسے دن بھر خوب لڑا مین نے بھی تامل کیا کہ عقدۂ جرات کھلے تو حال معلوم ہو دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام فرمائیے کل میدان مین آئیے رستم نے کہا ہمارا دستور نہین ہے زیر و زبر کیے نہین پلٹتے قیطاس نے کہا اے جوان سپہ سالار اپنے اپنے مقام پر پہنچتے ہین رستم نے کہا جھک مارتے ہین روشنی کو حکم دو دونون طرف سے روشنی آئی سارا میدان روشن اور منور ہوا ایسی روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈالدیجیے تو اٹھا لیجیے پھر آپس مین کشتی ہونے لگی آسمان بھی بہ این پیرانہ سالی یک چشمۂ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھکر برائے تماشاے کشتی میدان گاہ جہان مین جلوہ فرما ہو ستارے آسمان پر نہین ہین فرشتون نے اپنی آنکھین لگا دی ہین سب لوگ تماشا دیکھنے مین مصروف ہین تمام رات کشتی رہی صبح کو علمشاہ زیادتیان کرنے لگے مبصر تعریفین کر رہے ہین ہر طرف یہی ذکر ہے کہ دونون جوان بے نظیر ہین انکا کوئی ہمسر دنیا مین نہین ہے تیسرے دن قیطاس نے کہا اے جوان آج تیسرا دن ہے کہ دونون لشکر بے خورد و خواب ہین اور ہمارے تمھارے کسیطرح فیصلہ نہین ہوتا اب اور ایک زور آخر کرتا ہون یا تجھکو اٹھا لیا یا اپنی جان کو نثار کرونگا یہ کہکے دونون مونڈھے تھامے چھاتی مین رستم کی سر اڑا یا ریل کر لے دوڑا رستم دم کے شمار پر ہٹتے چلے آتے ہین نو قدم ریل کر لایا رستم ہٹتے ہٹتے آئے مونڈھے پکڑ کر ہکّہ مارا بایان گھٹنا رستم کا آشناے زمین ہوا قیطاس اوپر چھا یا کمر مین ہاتھ ڈالکے اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اکھیڑ لیتا اس کوہ وقار کے لنگر مین جس و حرکت بھی نہ پائی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب مجھسے زور نہین ہو سکتا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون یہ سنکر رستم اٹھے قیطاس کو لے دوڑے اٹھائیسوین قدم پر لا کر ہکّہ مارا دونون گھٹنے قیطاس کے آشناے زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرون مگر رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈالکر بہ قوت صاحبقرانی زور کیا پہلے زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُسنے چاہا بغلون مین پانون اڑا کر کچھ دانون پیچ کرون رستم نے دونون پانون اسکے پکڑ کر اسطرح چرخ دینا شروع کیا کہ سر کا خود کہین تھا کمر کا خنجر کہین مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے اکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہو کر گستندہ ڈالنے کو دعا کر فرمایا حالا در شناختن پروردگار

چہ سیلوئی قبطاس نے غصے مین جواب دیا کہ مین آپکا مذہب اختیار نہ کرونگا آخر مین جوانے کلمہ بخت
کہا رستم کو بہت ناگوار ہوا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر ہاتھ مارا مع خود خرے گردن کھینچی
فوج والے دوڑ پڑے ادہر سے بھی لوگ چلے دونون لشکر ملگئے آخر بلا زمان قبطاس لاشہ اپنے
مالک کا لیکر طرف صحرا کے بھاگے رستم فتح کر کے داخل قلعہ ہوے آفتاب تاجدار کو بڑی خوشی
ہوئی رستم نے فرمایا ملکہ کا قفس لاؤ قفس آیا ملکہ کو قفس سے نکالا آفتاب تاجدار کے سپرد
کیا آفتاب ملکہ کو دیکھکر خوش ہوگیا ملکہ مہ جبین سفید پوش کو بھی بڑی خوشی ہوئی دونون عاشق
ومعشوق ملے جلسہ ناچ وراگ ورنگ کا رہا بعد کئی دن کے رستم نے سمک سے کہا
لشکر کو یہان پہونچاؤ سمک نے شاگردون کو روانہ کیا لشکر ظفر اثر بھی آکر پہونچا دو روز اسی
صحرا مین مقام کیا تیسرے دن حکم ہوا لشکر تیار ہو کوچ کیا جائے طرف طلسم ہفت پیکر
کے کب پہونچنا ہوگا واقفکارون نے عرض کی طلسم جالینوس کا ڈانڈا ملا ہی عجیب
مقام پر فضا ہی بلا خطر پر موقوف ہی علمشاہ کو دیکھئے سرحد طلسم جالینوس کا بھی اشتیاق
ہوا بہ فر فریدونی وحشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کیا ملکہ رنگین ادا بھی ساتھ
ہین منزل درمنزل جاتے ہین ایک شب کو ایک مقام پہ فروکش ہوے شب کو توپ کی
آواز کان مین آئی کہا اے سمک دریافت تو کرو اسوقت مین کسکا دل گردہ ایسا ہی کہ اسطرح
توپ چلائے سمک باہر نکلا شاگردون کو بھیجا ہرکارے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض
کی ایک قلعہ کہنہ پر ایک پہلوان چڑھکے آیا قلعے پہ قبضہ کیا بادشاہ وہانکا نیز دولتمند پہلوان
کے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا نیز کا سیار گرگدن سوار بھاگ کر صحرا مین فروکش ہی چاہتا ہی پہلوان
پرشبخون مارون نہین معلوم کہ کیا باعث ہی کہ رک گیا رستم نے کہا اے سمک تم جاکر دریافت
کرو اس پہلوان نے کیون اس تاجدار کو مارا کیا باعث ہوا وہ پہلوان کون ہی باعث اس سے
بغاوت کا کیا ہی سمک پاس سیار گرگدن سوار کے پہونچا سیار گرگدن سوار حیران ہو پریشان
ہی باپ مارا گیا جنگل مین فروکش ہی یہ جو سنا کہ رستم کا عیار آیا ہی بہ اعزاز تمام بلوایا سمک کی
بہت خاطر کی سمک نے سبب پوچھا سیار گرگدن سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہ بہن ہماری نہایت حسین ہی ایک دن برائے شکار گئی تھی بیثاق نام برگشت پہلوان اس

حوالی مین رہتا ہی دیکھکر ملک کو مائل ہوا والد کو ہمارے پیغام دیا والد نے بوجہ امورات سلطنت
کے جواب باصواب نہ دیا اُسکو ناگوار ہوا لشکر کشی کرکے آیا والد سے طالب ہوا والد نے کہا جبراً
ہم بیٹی نہ دینگے اُسنے یلغار کیا والد لڑ بھڑ کر مارے گئے دو ہزار جوانون نے میرا ساتھہ دیا مین لڑتا بھڑتا
یہان چلا آیا ہمشیرہ بھی میرے ساتھہ ہی اسقدر مجھکو احتیاط تھی کہ جب نکلکر بھاگا تو اُسکو بھی اپنے
ساتھہ ہی رکھا اپنے سے جدا نہین کیا سمک یہ حال دریافت کرکے خدمت مین رستم کی آیا
سیارہ کر گردن سوار نے ایک عرضی بھی رستم کو لکھی کہ غلام کی سرپرستی فرمایئے اس پہلوان کے
ہاتھہ سے بچایئے سمک وہان سے آیا رستم سے حال بیان کیا عرضی سیارہ کر گردن سوار کی پیش
کی رستم عرضی دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے فرمایا کہ ہم جاکر میثاق ہر بر کش پہلوان سے مقابلہ
کرینگے اور کل جاکر دربار مین اُس سے سمجھینگے رستم تو اس فکر مین ہین وہان میثاق کو خبر
پہونچی کہ فلان مقام پر شاہزادہ فرو کش ہی لشکر تیار کرکے رات ہی رات آکے سیارہ کو گھیر لیا
اور طبل جنگی بجوایا سیارہ کر گردن سوار نے خبر سُنی اُسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین سیارہ کر گردن سوار کے دو ہزار جوان جو قلعے سے ساتھہ آئے ہین سب
جانباز و سرفروش ہین شاہزادے کے خیرخواہ ہین چار پہر رات تیاری رہی میثاق کے ہمراہ
بائیس ہزار جوان ہین اُسکو اپنی جمعیت کثیر پر غرّہ ہی جب ان دو ہزار جوانون نے دست بستہ عرض
کی حضور کچھہ تشویش نہ فرمائین جبتک ہم لوگ زندہ ہین کیا مجال ہی کہ آپ تک کوئی آسکے ہم سب
جان نثار اپنی جانین نثار کرینگے اور حضور کو بچائینگے صبح کو میثاق بائیس ہزار فوج لیکر میدان مین آیا
سیارہ کر گردن سوار ایک مرکب عربی پر سوار دو ہزار جوان ساتھہ میدان مین جو آکر یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گیا اُسکے ساتھہ بائیس ہزار جوان اپنے ساتھہ دو ہزار پائے بہت پریشان ہوا
یہ بھی خوف ہی کہ اگر یہ حملہ ہوکر دے دو ہزار کا پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہین ہی مگر آکر سامنے صفین
باندھین میثاق نے گھمنڈ انکا لا پکار کر آواز دی ای شاہزادہ بد الاقدر بہتر یہ ہی کہ میرے
پاس چلے آؤ شاہزادی کی میرے ساتھہ شادی کردو قلعہ اپنا لو اپنی عملداری بھی تمھارے
سپرد کرونگا جس ملک کا نام لیجیے گا اُسکو جاکر فتح کرونگا کئی سو پہلوان ہمراہ رکاب موجود ہین
یہان چند کو ہمراہ لیکر آیا ہون اور آپ نے شکست کھائی ہے سرو پا اس مقام پہ فرو کش ہین

مین حاضر خدمت رہونگا ناز اٹھاؤنگا سیار گرگردن سوار نے کہا نہ تو یہ ہوسکیگا کہ پہلوان کی
خدمت مین حاضر ہون اور نہ یہ ہوسکیگا کہ اُسکی اطاعت کرون جو فلک گردش دکھائے اُسکے
دیکھنے مین کوئی چارہ نہین مگر دل دھڑک رہا ہی منہہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین خاموش قلب فوج مین
سرنگون غم سے کلیجہ خون اِس پریشانی مین کھڑا ہی کہ میثاق نے بقہر و غضب پکار کر آواز دی ای
سیار ہیچ کس کو سیار نے دست راست کی طرف دیکھا بھائی اِسکا مخمور توسن سوار گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا قریب آیا کہا ای بھائی اجازت میدان بہ شکل رخصت حاصل کی میدان مین آیا
جیسے ہی مقابلہ پڑا میثاق نے نیزہ مارا مخمور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین
ردّ و بدل ہوئی تھین کہ میثاق نے گینڈا پیچھے ہٹا کر شانہ تاک کر نیزہ مارا شانہ مخمور کا
نشانہ ہوا اُدھر شانہ سے میثاق کے بھی خون جاری ہوا میثاق نے پکار کر آواز دی کیون
شاہزادے ہمین اب تک آپ سے محبت باقی ہی آپ کے بھائی کے شانے سے خون نکلا
ہمنے اپنا بھی شانہ زخمی کر لیا ہر طرح ہمین اطاعت سے واسطہ ہی آئیے چلے آئیے مین آپ کو
لیبل کے تخت پر بٹھاؤن اِسلیے کہ تاج و تخت خالی پڑا ہی قلعے مین سناٹا ہی کیون اِن دو ہزار
کو قتل کرایے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا حیران کھڑا ہی جی مین کہتا ہی ای سیار فلک نے
یہ سامان دکھایا کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون اب کسے مقابلے مین بھیجون کہ اسکو جواب تو دے
اِسکا زور بڑھتا جاتا ہی تکیلا رہا ہی اِس سوچ مین سیار کھڑا ہی اور میثاق گینڈے کو جھپٹ
کر رہا ہی ساتھ والے سیار کے حیران کہ کدھر بھاگ جائین کیونکر جان بچائین اِس انتشار
مین تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب
گیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور بہ کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور
سب دیکھنے لگے دیکھا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت فرزند صاحبقران علمشاہ
نوجوان مرکب اُڑاتے ہوئے آپہونچے میثاق کو جو میدان مین پایا کہ کلمات سخت دست
کہہ رہا ہی علمشاہ نے وہین سے للکارا او مغرور عقل و فراست سے دور شاہزادے کو ایسی باتین
کہہ رہا ہی یہ کہکے گھوڑا اُڑایا تین ٹھیکون مین قریب میثاق کے پہونچے لگا دو زان ہوے
چھ قدم گینڈا میثاق کا تین قدم مرکب رستم کا ہٹا میثاق گرتے گرتے گینڈے سے بچا

جمالِ میثاق پر نگاہ پڑی حیران ہو گیا کبھی سانڈنی والے بھاگتے ہین کبھی نیزے لیے پلٹ پڑتے ہین
صفین درہم و برہم سرنگون فوج کے علم میثاق حیران ہی تھا رستم نے سیار گرگدن سوار سے پکار کر
آواز دی اے شاہزادۂ والاقدر آسمان ریاست کے بدر گھبرانا نہین ہم خاص تمھارا حال
سنکر آئے ہین تردد نہ کرنا ابتو شاہزادہ سیار گرگدن سوار رستم کو دیکھکر خوش ہو گیا جھک
جھک کے سلام کرنے لگا یہان رستم نے میثاق سے کہا نیزہ اُٹھاؤ ہمپر وار کرو یہ سنتے ہی
میثاق کانپنے لگا مگر نیزے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس مین رد و بدل ہوئی نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ رستم نے تھپیڑا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میثاق کے نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مانند تیر شہاب زمین تک
آگرا لشکرون مین غلغلہ ہوا شاہزادہ سیار اچھل پڑا کہتا تھا قربان جرأت اس نوجوان کے
کس لطف سے لڑا گیا اور کس سہولت سے نیزہ نکالا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین میثاق نے
جھلا کر قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار اسکی قریب سر کے پہونچی سپر کو گردش دی داستانہ مارا تلوار چٹ پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لون میثاق نے گریبان پر ہاتھ رکھا
دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی رستم تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے جہانگیر
پکڑ لائے دو گھسے مارے جن فنون پر میثاق کو دل سے وثوق تھا انھین عاجز آیا زرہ پارہ
پارہ مزاج آوارہ وہ بچا بچا کے لڑ رہا ہی رستم شیرانہ جھپکا نہ رستمانہ لڑ رہے ہین جب ریل کر
لیگئے جھٹ پٹ پکڑ لائے گردن پکڑ کے دو گھسے مارے دو تین ڈنڈے مار دیے میثاق کی
گردن سوجی ہوئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہی حیران و مضطر کہ مین کس بلا مین آکے پھنسا
عجب شیر سے مقابلہ پڑا ہی دیکھیے کیونکر جان بچے دوپہر ڈھلی تھی کہ میثاق نے دونون ہاتھ
رستم کے تھامے ریل کرے دوڑا آٹھ ساتھ قدم تک لایا وہان جاکے یکبار رستم لنگر
مارکر بیٹھے اوپر آکر میثاق چھایا ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس
کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہون مثل شیر
غضبناک کے رستم کو پایا ابروے خمدار پر بل پڑے ہوے تڑپ کے اپنے مقام سے اُٹھے

ریل کر لے دوڑے چاہا اُسنے باپان گھٹنہ زمین پہ قائم کرین علمشاہ نے داہنے بازو کا
ہاتھ مارا ریل کر لے دوڑے اُنئیں بیس قدم لائے وہان پر آکر ہاتھ مارا دونون گھٹنے اُستنا بزمین
ہوے لنگر قایم کیا مگر میثاق نے کسی فن پر وقوف نہ پایا جھکر ہیبار ستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زنجیر کمر مضبوط پکڑ کے زور ہو کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا داہنا قدم آگے باپان پیچھے ہٹایا
چاہا اُسنے لنگر ماروں رستم نے چرخ دیکر زمین پہ مار النقش باندھا چاروں شانے چت گرا کو دکر
چھاتی پہ چڑھ بیٹھے فرمایا اے میثاق تم نے ہزار ہا بندگان خدا کو بیخطا مارا کہ یہ شاہزادہ عاجز
ہو کر اس جنگل مین چھپا تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اب شناخت پروردگار مین کیا کہتے ہو
یہ سنکر میثاق نے کہا اے جوان اگر قتل کر نیکا بھی ارادہ کرو گے تب بھی مذہب تمھارا قبول
نہ کرونگا یہ سنکر رستم کو غصہ آیا سینے سے اُٹھے ایک پاؤن دونون ہاتھ تھاما ایک پاؤن
کو دونون پاؤن سے دبایا چیر کر شل کر یاس کہنہ کے پھینک دیا فوج والون نے جو یہ معاملۂ
حیرت افزا دیکھا فوج تو بیحساب تھی بائیس ہزار آدمی آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر سے ستیار نے
جو رستم کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ اس شہریار کی مدد کرو دو ہزار جوان آپڑے دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی رستم لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تاک تاک کے
افسر قتل کیے قلب فوج مین رستم لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار جوان مارے
ستھرا کو کردیا لاشون سے میدان بھر دیا کفار بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف امان امان کا غل ہے
افسر اعلیٰ محبوب تیغ زن رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے آیا عرض کی اب
مجکو امان ملے سب مسلمان ہوتے ہین علمشاہ نے تلوار نیام انتقام مین کی محبوب کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ستیار کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے ہمراہیان میثاق نے بھی
اطاعت کی ستیار کو تخت پہ بٹھایا اور فرمایا اے مرادو سلطنت مبارک ہو تمھارے باپ کا
قتل ہمکو بہت ناگوار ہوا اس چچا نے بڑا فتور کیا فوج لیکر چڑھ آیا اے شاہزادہ والاقدر مناسب
یہ ہے کہ دین اسلام پر قائم رہو جب تمکو کوئی دبائے برابر ہمکو نامہ لکھو کسیکو تمھاری مدد کو
بھیجینگے کیا مجال کہ کوئی تمسے آنکھ ملا سکے ستیار کر گردن سوار نے قبول کیا ستیار نے

اُس قصر کو صفا کرایا فرش سے آراستہ کیا شیشہ آلات جھاڑ وغیرہ وہاں لٹکا کے رستم زر کر مسند پر
بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا ہر ایک رند بادہ خوار رستم
اور رستم کی سب تعریفیں کر رہے ہیں گرد قصر کے ایک سمت دریا دوسری طرف صحرا ہی تماشا
دیکھ رہے ہیں کہ یکایک دریا میں ایک شورش پیدا ہوئی مچھلیاں اُبھرنے لگیں سنگ
شناوری کر رہے ہیں کہ ایک طرف سے ایک بجرہ ظاہر ہوا یہ بجرہ بنگالنیں چند ریدان کی
لگانیاں باندھے ہوئے سنہری ڈانڈے ہاتھ میں دریا سے ڈانڈا بندی پڑی ہی بجرا اسی جانب
چلا آتا ہی ایک مہ جبین اُس بجرے پر سوار دریا سے جواہر میں غوطہ زن چند کنیزیں گھیرے
ہوئے بجرہ اسی جانب آتا ہی علمشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے وہ شاہزادی بھی اِدھر ہی
دیکھ رہی ہی رستم اُٹھ کھڑے ہوئے بنگالنیں جو بجرے کو گھیرے تھیں رستم نے اشارہ
کیا اُدھر کنارے پر بجرے کو لاؤ بجرا کنارے آ کر ٹھہرا علمشاہ قصر سے اُترے جوش
عشق میں اُس معشوق پری رُو کے زیر قصر آئے دیکھا بجرا ٹھہرا ہی وہ نازنین کھڑی ہوئی
تماشا دیکھ رہی ہی کہ علمشاہ پہونچے جانبین سے نگاہیں چار ہوئیں برچھیاں جگر کے
پار ہوئیں علمشاہ نے بہ حسرت دیکھا اُس نازنین نے بنگاہ محبت دونوں میں گفتگو
بند ہو گئی علمشاہ اشارے کر رہے ہیں وہ نازنین دانت کے نیچے انگلی دبائے ہوا اور
اشارہ لیسے منع کرتی ہی کہ ہمیں اپنے قریب نہ بلائیے ہمارا وہاں آنا بہتر نہیں اگر ہماری
ملاقات کا اشتیاق ہی تو آپ خود بجرے پر آئیے یہ جو سنکر اُس نازنین نے کہا رستم
طرف بجرے کے چلے وہ نازنین کنارے پر آگے ٹھہری کنیزوں نے اُس نازنین نے اشارا
کیا کہ پٹرہ ڈالدو کنیزوں نے پٹرہ ڈالدیا علمشاہ پٹرے کو طے کر کے بجرے پر آئے اُس
نازنین مہ جبین نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا علمشاہ کو لیکر چلی یہاں لشکر سپاہ وغیرہ پکار
رہے ہیں اے شہریار ہم لوگ ملاقات سے محروم رہینگے۔ جیسے بجرا چلا چاہتا ہی علمشاہ
کچھ جواب نہیں دیتے ماجھنیں بجرے کو کھینے لگیں اور لیکر روانہ ہوئیں جب بجرہ بیچ دریا
میں پہونچا ملاحان سپاہ نے بہت غل مچایا علمشاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ بجرہ دریا میں
پہونچا علمشاہ نے طرف اُس نازنین کے دیکھا کہ یہ کیا حرکت کی بجرہ کیوں کنارے سے

ہٹایا اُسی مقام پر پہونچا وہ نازنین پہلو سے رستم کے اُٹھی نگالنو نے کہا جو مین نے کہا ہی
وہ کرو ہمارے حکم کے خلاف نہ ہو بس یہ کہتا تھا کہ نگالنون نے بجرے پر ڈانڈین مارین
بجرے نے چرخ مارا چرخ مار کر بجرہ غرق دریا ہو گیا شور غربو بلند ہوا سیار قصر سے اُتر آیا
جو لوگ سیار کے ساتھ تھے وہ بھی روتے ہوے آئے پکار رہے ہین آقاے نامدار
پر کیا گذری یہ نازنین کون تھی نگاہ محبت ڈالکر بلایا دام مکر مین پھنسایا یہ ذکر کر رہے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمرو قنطورے وغیرہ سے آراستہ ہو کر جست و خیز کرتا ہوا
چلا آتا ہے دیکھا سردار غل مچا رہے ہین سمک نے پوچھا خیر تو ہے سیار کرگدن سوار نے
بڑھکر کہا اے عیار تو کسکی تلاش مین آیا ہے سمک یلداقی نے کہا مین رستم کا غلام ہون انھین
کی تلاش مین آیا ہون آقاے نامدار کہان تشریف رکھتے ہین سردار رونے لگے کہا اے
عیار ابھی ایک بجرہ اسطرف سے آیا ایک نازنین اُسپر سوار تھی شہریار اُس نازنین کو دیکھکر
قصر سے اُترے اُسنے بہ محبت بُلایا بجرے پر گئے وسط دریا مین جاکر بجرہ خود بخود غرق ہو گیا
ہم لوگ وہی افسوس کر رہے ہین نہ معلوم آقا پر کیا گذری میثاق کو آکر مارا ہماری عملداری
اُلٹ قلعے پر گرائی اس قصر مین براے دعوت لاے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ آقاے نامدار یون
غائب ہو جائینگے اب انھین کی تلاش مین ہین ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کہ اُسمین جاکر
آقا پھنسے سمک نے کہا اصل یہ ہے کسی ساحرہ کی قضا آئی کہ آقا کو لیگیا ہم تلاش کرینگے یہ
کہکے سمک آگے بڑھا دریا مین ایک ڈھیلا پھینکا دیکھا ایک مچھلی دریا سے پیدا ہوئی
مچھلی نے بہت غوطے مارے دریا مین غوطے مار کر غائب ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے وہی
مچھلی منھ مین وہی ڈھیلا لیے ہوے آئی اُس ڈھیلے کو لاکر کنارے دریا کے پھینک گئی اور
آپ غائب ہو گئی سمک نے کہا یہ دریا بھی اُسیکے سحر کا ہے جو آقا کو لیگیا مینے ڈھیلا دریا مین
پھینکا ایک مچھلی اُسی ڈھیلے کو باہر ڈال گئی یہ کہکر سمک نے اُن سبکو تسکین دی کہ آپ لوگ
اپنے مقام پر جائین اور آقا کے واسطے دعا کرین مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون
یہ کہکے سمک ایک جانب چلا سیار کرگدن سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین کہان تلاش کرون
یہ عیار بلاے روزگار ہین یہ تلاش کرین تو شاید کرین ہم جاکر کہان ڈھونڈھین اور کیونکر

خبر منگائین ہرکارے روانہ کرتے ہین دیکھیے کیا خبر لاتے ہین چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے آپ بھی فکر مین بیٹھے لیکن رستم جب بجرے پر سوار ہوے معشوق پریچہرہ کو پہلو مین لیکر بیٹھے جب بجرہ غرق ہونے لگا رستم اُٹھے آنکھ بند ہوئی بجرہ ڈوب گیا طبیعت کو بڑا افسوس ہوا اب رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران پریشان کہ مین کہان تھا کہان آگیا اور صورت اُس محبوب پریچہرہ کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی حیران حیران ایک جانب چل نکلے ایک سڑک پر رستم چلے آتے ہین یہ دیکھ رہے ہین کہ پار سڑک کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی سوچ رہے ہین کہ سڑک کو طی کرون تو باغ مین جاؤن یہ سوچکر رستم جلد ہی چلے سڑک کو طی کیا قریب در باغ آئے جب ارادہ کرتے ہین اندر جاؤن دل دھڑکتا ہی پھر ٹھہر جاتے ہین چند ساعت اسمین گذری کہ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا پانچ چار کنیزین بت ہاتھ مین ہاتھ ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین رستم کو دیکھکر رُکین رستم حیران ہوے کہ یہ کیون رُکین مین نے انکو آنیسے منع بھی نہین کیا نہین معلوم رُکنے کا کیا سبب ہی اِس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمک بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی رستم عیار کو دیکھکر بحال ہوگئے عیار نے جو آقا کو دیکھا خوش ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہریار کیا عرض کرون جو کچھ دل کی کیفیت ہی کسی ساحر نے شاید بیچ مین شعبدہ کیا اُس سے دل گھبراتا ہی نہین معلوم کیا بلا اِس طلسم کی ہی رستم نے کہا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا سمک نے کہا آپ اندر کیون نہین تشریف لیگئے رستم نے کہا جب قصد کرتا ہون دل دھڑکتا ہی طبیعت پریشان ہی سمک نے کہا حضور باہر آئین غلام پشت سے باغ مین جائے حال کھلیگا رستم باہر نکل آئے سمک پشت باغ پر چلا آکر کمند ماری جست کر کے دیوار پر آیا دیکھا باغ جنت نظیر گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین صدہا عورتین چمنستان مین ٹہل رہی ہین گلہاے رنگا رنگ نخلہاے گل سے توڑ کر محرم سے محرم کیے ہین بعض نے پھول لیکر زمین پر پھینکے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے جگنو چمک رہے ہین بعض ہاتھ ہلاتی ہین تیغین چمکاتی ہین بعض شعبدے دکھاتی ہین بعض لڑ رہی ہین عجب عجب طرح کے وہ عورتین شعبدے کر رہی ہین سمک دیکھکر حیران ہوا کہ آسمان سے برق چمکی سمک نے دیکھا ایک نازنین

نہایت حسین قمر عذار ماہ رخسارہ کبک رفتار شیرین گفتار تخت سے اُتری سمکو آکر کہا گلعذار
ہمارے پاس تو آؤ جیسے ہی وہ خواص قریب گئی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس نازنین کے صدائین ہیبت ناک آنے لگین
جب سمک نے ارادہ کیا کہ پلٹون جی مین کہتا ہی یہان کا سب حال تو سمجھ لون یہ سوچکر دیوار
سے اُترا ایک زرغہ النخل مین چھپ کر بیٹھا وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی کنیزین جب سامنے آئین تو
ملکہ کو معلوم ہوا کہا ارے گلعذار ہماری خواص کو لاؤ کنیزون نے عرض کی اُس سے کچھ بے ادبی
ہوئی حضور نے اُسکو قتل کیا اب وہ کہان ہی اُس نازنین نے کہا ہم ابھی اُسے بلواتے ہین فلان
نخل کے سائے مین جاکر آواز دو وہ فوراً چلی آئیگی ایک کنیز نے جاکر آواز دی پہلوے باغ
سے وہی گلعذار جس پر برق گری تھی وہ چلی آتی ہی آکر براے تسلیم جھکی پوچھا کیون گلعذار
کہان تھی حقیقت مین مین نے بڑی خطا کی تمکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا اُسنے کہا معاملہ دنیا
و عقبیٰ سب دیکھ آئی پھر عرض کی واری خداوند ہفت پیکر تخت پر بیٹھے تھے جتنے سب بُت اُنکے خداوند
ہین وہ مونڈھون پر بیٹھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خداوند ہفت پیکر سب سے بڑے ہین
لیکن وہ بڑے بے ادب ہین جو اُنسے لڑتے ہین اور بہت سے معاملات عقبیٰ دیکھے اگر
اُنکو عرض کرون تو مہینون گذرین گنہگارون کا جہنم مین جانا عجب تماشا ہی اور نیکون کا
بہشت مین ہونا عجب مزا ہی سب اپنے اپنے مقام پر خوش ہوتے ہین خواص سے یہ باتین ملکہ
رعناے شیرین کلام کر رہی ہین کہ ایک خواص اُدھر گذری جدھر سمک بیٹھا تھا سمک نے
اُسکو اپنے قریب بُلایا اور بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آبیٹھا جب
وہ کنیز باتین کر چکی تو ملکہ نے آواز دی اری نسترن سمک کو خوف ہوا تھا کہ ایسا نہو پھر
بھی ہاتھ ہلاوے وہ خواص دور کھڑی تھی حاضر حاضر کہکر دوڑی اسطرح حاضر حاضر کہتی ہوئی
ئی کہ ملکہ رعناے شیرین کلام نے کہا واہ بی نسترن دور کھڑی رہتی ہو ہمارے قریب
نہین آتین کچھ ہمسے باتین کرو ہمارا ابھی دل بحال ہو نسترن نے سر جھکا لیا کہا واری کیا
پوچھتی ہو خداوند ہفت پیکر نے یہ عنایت فرمائی کہ اب مجھکو سب نیک و بد حال معلوم ہوتے ہین
ملکہ نے کہا تمنے آجتک نہ بیان کیا عیار فرزند حمزہ کا چلا تھا تمنے ذکر کیا تھا کہ عیار چل چکا ہی

پھر تمنے کچھ ذکر نہ کیا کہ وہ عیار کہان گیا ہمارے باغ مین تو نہ آیا یہان آتا تو مزا اُٹھاتا تمنے اُس سے پھر نہ بیان کیا کہ عیار کہان گیا لستترن نے کہا دیکھیے عرض کرتی ہون اب سمک کے کان کھڑے ہوے صورت اُس کنیز کی دیکھ رہا ہی کہ یہ کنیز کیا کرے چہار جانب دیکھنے لگی کترا کے قریب سمک کے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ کے کہا واری نہ بیٹھا رہ بیٹھا ہی جیسے ہی کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا سمک نے لپٹ کر خنجر مارا لستترن کا شکم چاک قصہ پاک کوہ کر سمک ایک جانب بھاگا لبنا لیا کہ کنیزین دوڑین سمک کو بھلا کون پاتا ہی تڑپ کر نکلگیا اب تو رعنائے شیرین کلام نے ماتھا کوٹ لیا کہا او رغضب دیکھو لستترن کو قتل کر گیا اب تو نگوڑا نہ ایسا ارادہ کریگا سمک لستترن کو مار کر باہر نکلا اس فکر مین ہی کہ باغ مین پھر جاؤن حال اپنے آقا کا دریافت کرون ایک کنیز کو پھر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ مین چلا محلدار نے پوچھا بوا گل چہرہ کہان سے آتی ہو سمک نے کہا بوا اب تو خوف آتا ہی موئی ستی کی نشانی کو دیکھنے گئی تھی تو اہی میری ہی مین دیکھکر چلی آئی خواہ مخواہ طبیعت کو لگاؤ ہوتا ہی کیون بوا محلدار عیار لستترن کو مار گیا محلدار نے کہا ایک کنیز بایان لیے بیٹھی تھی اُسنے اُسکو کہا یہی سمک ہی اُسنے خنجر مار دیا لڑ بھڑ کر نکلگیا ابتک مشہور ہی کہ عیار طرار تھا محلدار سے باتین کر کے اندر باغ کے آیا ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا بوا گل چہرہ آؤ بیٹھو سمک بیٹھا بیٹھے بیٹھے عرض کی حضور مین پڑی سو رہی تھی کہ خواب مین خداوند سیف پیکر تشریف لائے میرے شانے پر ہاتھ رکھا مین نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کنارے بیٹھو کچھ دینے لینے آئے ہو اے وارے قدرت کی بڑی کرامتین ہین مگر وہی ملنا اُنکا ناممکن ہی ہمارے کہنے پر کیا موقوف ہی یہ حضور کو سناؤن علم موسیقی کا کمال دیکھے ہین یہ کہکے بایان بجا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

غیر تم صبح شب وصل ہو جانے جاؤ	مر گیا ہون مجھے قم کر کے جلانے جاؤ
غش مجھے آیا ہی پہلو سے جو تم اُٹھے ہو	زلف مشکین کی ذرا بو تو سنگھانے جاؤ
قبر عاشق سے صدا آئی چلا جب وہ مسیح	میرا مردہ ہی پڑا اسکو جلانے جاؤ
زیدہ بازی مین ہو غیر و انسے بہت تم مشغول	ہمسے بھی آج ذرا آنکھ لڑاتے جاؤ
دست گستاخ مرے وصل مین بڑھتے جاتے ہین	ہی مزا گالیان تم مجکو سناتے جاؤ

ہی جو گھر سے مرے جانیکا ارادہ ای یار	ہاتھہ سے اپنے مجھے زہر کھلاتے جاؤ
کاندھا دینا اگر ای یار نہین ہی منظور	ایک ٹھوکر ہی جنازے کو لگاتے جاؤ
تمسے کہتا ہون کہ پچتاؤ گے ای حضرت دل	اُس ستمگر سے محبت نہ بڑھاتے جاؤ
دل مرا تیر مژہ سے جو کیا ہی زخمی	ہاتھہ تلوار کا بھی عجبیہ لگاتے جاؤ
آج اگر بارہ بہنکر ادھر آنکلے ہو	قبر عاشق پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ
قتل کرتے ہو اگر منھہ نہ پھراؤ صاحب	اپنی صورت بھی تو عاشق کو دکھاتے جاؤ
ذبح کرتے ہو تو راحت کا ذرا دھیان رہے	میرے سینے کو زرا نو سے دباتے جاؤ
اک نہ اک روز عوض اسکا ملیگا سلطوت	یار جو ناز کرے دل سے اُٹھاتے جاؤ

اِس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے قریب بلا کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتار کر گل چہرہ نقلی کے گلے مین ڈالدیا سمک نے جھک کر سلام کیا دست بستہ ملکہ سے عرض کی آج شب کو صحبت آراستہ ہو کنیز گائے پھر لطف حاصل ہو رعنا نے کہا تمھین اختیار ہی تمھاری خوشی پر موقوف ہی طریقہ صحبت کا تیار کر رکھو جسطرح تم کہتی ہو یہی ہوگا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھی تھی کہ سمک نے بڑھکر عرض کی اگر ممکن ہو سکے تو کباب ستگار کیجیے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے ملکہ کو گانا ایسا پسند آیا تھا کہ کنجی دیدی سمک کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہجائے سب نوکر دوڑ دوڑ کر آنے لگے شراب لیجانے لگے دو گھڑی رات گئے تک شراب سبکو تقسیم کی چالیس گلابیان درست کرکے صحبت مین لایا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی ایک جام بھر کر رعنا کو بھی دیا رعنا نے بھی جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا نشے مین کہا بوا کوئی غزل گاؤ سمک نے کہا حضور خدا نہ کرے کوئی عارضہ آنکھون پر آوے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھہ کو آتا ہی بڑے بڑے عقیل و فہیم معاملے مین اِن عوارض کے پھنس گئے یہ باتین کرکے سمک نے اور ایک غزل گائی تعریفین جو ہونے لگین سمک جھک جھک کر سب کو سلام کرتا ہی عرض کرتا ہی یہ عنایت خداوند ہفت پیکر ہی کہ ایسا کمال مجکو دیدیا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اسیر حمزہ کو بلوائیے نشے مین قتل کیجیے رعنا نے کہا ای بوا کیونکر قتل کرون جب اُس ظالم کا ذکر آتا ہی

بھی

قلب تھرّاتا ہے جی چاہتا ہے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہیں نکلجاؤں تو راحت پاؤں سمک نے کہا حضور دشمن خداوند ہفت پیکر ہے اُسکا قتل ہی ہونا بہتر ہے رعنائے شیرین کلام نے کہا رستم کو لاؤ چار حبشنیں دوڑیں بیرون باغ سے حاملشاہ کو لیکر آئیں سامنے بٹھادیا اپنے مقام سے ملکہ رعنائے شیرین کلام اُٹھی کہتی ہوئی او ظالم تیرے واسطے جان دینا گوارا ہے تو وہ لسے پیارا ہے شربت وصل سے سیراب کر برائے خداوند ہفت پیکر رستم نے کہا او ملعونہ تیری صورت اصلی دیکھ چکا علاوہ صورت کے چار سو برس کا سن بتاتی ہے پھر کمسن بنتی ہے رعنا بیٹھی رو دیا کسی بات کا جواب نہیں دیتی اب سمک نے گت شروع کردی غزل گائی ٹھمریاں گائیں جب دیکھا کہ رعنا خوش ہوئی جام لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکریں لیتی ہوئی سامنے آئی کیا مجال تھی کہ قطرہ شراب کا گرے کنیزوں نے اشارہ کیا تم بھی پیو کنیزیں بھی پینے لگیں کسی ذی حیات کو باقی نہ چھوڑا سب کو شراب پلائی رعنا سے آنکھ ملا کر دو شعر گائے رعنا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہ اے بوا تیرے گانے کو قدرت سننے تشریف لائے ہیں یہ کہکے رعنا چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزیں لیٹا لیٹا کھنکے چلیں وہ بھی بیہوش ہوئیں سمک بلدا تی نیچہ کھینچکر اُٹھا رستم ہاں ہاں کرتے رہے سمک کو ثابت تھا کہ رعنا ساحرہ ہے پہلے اُسی کو خنجر مارا رعنا کا مرنا کہ رستم میں چالاکی آئی تتبغہ کیتان ٹیک کر اُٹھے لیکن رعنا جو مری ایک ابر گھر کر آسمان پر آیا برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہو کے اُٹھا سمک و رستم کو گھیر لیا کو لے تیغ و تاریخ لیکر کنیزیں چلیں چاہتی ہیں کہ خوب سحر کریں جلا کے خاک کردیں اِنکو سمک گھبرایا دعائیں مانگنے لگا رستم نے بھی ہاتھ اُٹھا دیئے پکار اُٹھے اے خالق لیل و نہار اب تو مالک و مختار ہے اس آفت سے بچالے اِن جادوگرنیوں نے گھیرا ہے نظم

تمام خلق بہ تو راغب و تو ئی مرغوب	زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب
کہ وارد ای شہ خوبان بجز تو چہرۂ خوب	جمال و حسن و دل آویز و فکر خوش اسلوب
گہے بہ زیر نظر آئی و گہے بالا	گہے بہ مشرق و مغرب گہے شمال جنوب
فروغ نور تو آید ز ہر پس پردہ	تو ئی حجاب و تو ئی حاجب و تو ئی محجوب
بہ نور عقل تو دیوانہ را کنی عاقل	بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب

جہان سوار و پیادہ در رکاب دار تو اند — عنان بدست تو دارند راکب و مرکوب

بخاق مالک و مملوک بردہ مالک تو اند — مطیع و حاکم و محکوم غالب و مغلوب

چرا قبول خلائق نہ گردد این دیوان — کہ ہست دفتر توصیف ہند یا مکتوب

بیقرار ہو کر جوان دونوں نے دعا کی آسمان سے بجلی گرنے لگی چار چار کے سر اُڑ گئے کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا منھ کٹا الغرض ہوا سنم ملکہ رنگین ادا انتہروں نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اس عیار نے ملکہ رعنا سے شبیر بن کلام کو مارا دیکھیے وہ لاشہ تڑپ رہا ہی رنگین ادا نے منھ پھیر لیا کہا او نالائق کیا بکتی ہوا اب تو رعنا قتل ہوئی اس شبیر کو بچانا چاہیے یہ کہکے دو تین گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹے کچھ بھاگیں کچھ الامان الامان کر رہی ہیں کچھ قتل ہوئیں کچھ مطیع اسلام ہوئیں اب رستم آکر اس باغ میں اُترے اور لشکر بھی آگیا بیرون باغ لشکر اُترا رنگین ادا اور رستم کو لیکر بارہ دری میں آکر بیٹھیں دورہ جام چلنے لگا رات بھر صحبت عیش و نشاط قایم رہی صبح کو رستم باہر باغ کے نکلے رنگین ادا ساتھ ہیں کہا ای رنگین ادا ایسا کام کرو کہ ہمکو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچا دو رنگین ادا نے عرض کی تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچنے میں ہزارہا بندگان خدا کی خونریزی ہوگی معرکے عظیم پڑینگے رستم کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا ای رنگین ادا جو کچھ ہو ہمیں تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچا دو ایسا نہ ہو کہ ہمارے فرزند پر کوئی اُفتاد پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہی رنگین ادا سے یہ باتیں کر رہے ہیں اور رنگین ادا سب کچھ سمجھا رہی ہیں مگر یہ اپنی کہے جاتے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی علمشاہ ہاتھ پکڑے ہوئے رنگین ادا کا دیکھنے لگے کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار رفیق و شفیق گھیرے ہوئے چوبیس علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے نشان چوبیس ہزار فوج کا ظاہر ہوا لیکن گرگدن سوار مغرور معلوم ہوتا ہی ساتھ والوں سے بات نہیں کرتا چپ چلا آتا ہی کئی جادوگر بھی ساتھ ہیں پہچاننے بڑھکر ہرکاروں نے پوچھا معلوم ہوا اغلاق کوہ شکن پہلوان کا نام ہی اور کئی پہلوان بھی ساتھ ہیں زنجیر ولنے کمر باندھے ہوئے ٹہل رہے ہیں معلوم ہوا کہ اب کوہ خاراشکن سے آتا ہی آج کوہ خاراشکن پر ہفت پیکر کا جلوس ہی وہیں اسکو خبر معلوم ہوئی

قتل ملکہ رعنائے شیرین کلام کی اس پہلوان کے نام حکم ہوا کہ جا کر سپہ حمزہ کی جنگ میں باد شکر
لاؤ ہرکارے یہ خبر دریافت کر کے سامنے رستم کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رستم نے کہا
خدا امالک ہی ہرکاروں نے تمام کیفیت عرض کی بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے کلام بہت کم کرتا ہے
اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے رستم نے کہا خدا مالک ہے سمجھا جائیگا یہ کہکے رستم اٹھے چاہتے ہیں
بارگاہ میں بیٹھیں کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی علمشاہ نے سر اٹھایا فرمایا دریافت
تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے افسر لشکر کا کیا ارادہ ہے سمک نے عرض کی ہمارے ہرکارے
ہر وقت لشکر دشمن میں رہتے ہیں جو کچھ ہوگا وہ ضرور آکر خبر دینگے یہ باتیں تھیں کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اغلاق کوہ شکن نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے علمشاہ نے حکم دیا
کہ ای مہتر والا گہر کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئیگی سمک نے جا کر طبل جنگی بجوایا
دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری رہی ہوئی جس وقت کہ ساقی
ہو مخانہ چرخ چہارم پوجا پاٹ کر کے نکلا جھولی ضیا کی گلے میں اسباب سحر شعاع ساتھ
ساتھ میدان چرخ زبرجدی میں آکر ٹھہرا اغلاق کوہ شکن پوجا پاٹ کر کے اٹھا سلح
ہو امیدان کارزار میں آیا صفیں جمنے لگیں ادھر سے رستم فوج کو ساتھ لیکر سوار ہوئے
میدان میں آئے دیکھا اغلاق کی صفیں جمی ہوئی ہیں آمادہ لڑائی ہیں رستم نے صف بندی کا
حکم دیا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ اغلاق نے
کمیت اپنا نکالا میدان میں آکر سلحشوری دکھائی بعد اسکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے
یہ جو آواز دی آلاگرد فرنگی نے مرکب نکالا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان
ملے علمشاہ نے کہا ای آلاگرد میرا ارادہ ہے کہ میں خود نکلوں کہ جنگ کو طول نہ ہوئیں
اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر میں پہونچاؤں آلاگرد نے عرض کی اب تو غلام گھوڑا نکال چکا
اب اجازت ملے علمشاہ نے اجازت دی آلاگرد آکر نگاور زن ہوئے آپس میں نیزہ چلنے لگا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آلاگرد نے چاہا نیزہ نکالدوں گانٹھ کے ہکہ مارا دونوں نیزے ٹوٹے

اغلاق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبر دار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد نے مرکب بڑھایا
منظور تھا کہ بڑھ کر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا
سر سے ہٹا اغلاق کا وار چلگیا سر آلاگرد کا زخمی ہوا اُسنے چاہا سر کاٹ لون رستم کو تاب
نہ رہی وہین سے نعرہ کیا خبر دار کیا کرتا ہی ہاتھ نہ اُٹھانا یہ کہکے مرکب ڈالدیا اتنی جلدی گھوڑا
بڑھایا کہ ہاتھ اُسکا اُٹھا ہی رہا کہ رستم نے آلاگرد فرنگی کو پشت پر لیا اور سینہ سپر کیا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپیتان پر روکا اُلٹا ویسے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مار دیا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کپیتان دست زبردست رستم نوجوان اب جو تلوار پڑی سپر کے
دو ٹکڑے ہوگئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے خود سر پر گری تا دو ابرو کاٹا اُسنے دستانا
مارا تلوار سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اغلاق گینڈے سے کودا اہالی فوج نے
گریبان پھاڑ ڈالے رستم پر آپڑے اودھر سے آلاگرد والا گرد فوج لیکر جا پڑے دونون
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اغلاق نے جو رستم کی زبردستی دیکھی ایک نخل کے سائے مین
آیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے اپنی آنکھون سے
دیکھ رہا ہون کہ سب افسرونکو چن چن کے اُسنے مارا جو مقابلے مین گیا وہ مارا گیا یہ باتین
ولیے کرتا ہوا خود اُتار کر ہاتھ پر لیا بلک بلک کے دعا مانگ رہا ہی رستم لڑ رہے ہین
کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا غبار بلند ہوا سمک یہ علامت دیکھکر بھاگا ایک غار مین آکر
چھپا تھوڑے عرصے مین دیکھا اپنے لشکر کا نشان نہین معلوم ہوتا ہی لشکر رستم ندارد چند
لاشے پڑے ہین کتنے خیمے اُڑتے پھرتے ہین سمک حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا علمشاہ
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانے مین پایا حیران ہوے کہ ای رستم تمھین یہان کون
پہونچا گیا لشکر والے کیا ہوے اس سوچ مین بیٹھے تھے کہ دروازہ اُسی مکان کا کھلا دیکھا
چار زنگی سیہ فام بد انجام اندر مکان کے آئے کہا ای جوان خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر
ورنہ بہت صدمے اُٹھائیگا رستم نے کہا ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین زنگیون نے سر
پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ مغضوب بہ نسبت آپ کے یہ کلمہ
سخت کہتا ہی کہ ایک دفعتاً ہوا زمین آسمان کانپنے لگے اندھیرے کی ترقی ہوئی کان مین

رستم کے آواز آئی او پسر حمزہ اب صدمات اُٹھائیگا تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا موقوف ہوا جب روشنی ہوئی وہی چارون زنگی پھر قید خانے مین علمشاہ کے پاس آئے پھر وہی گفتگو کی رستم نے کہا مین پھر وہی لعنت کرتا ہون دوبارہ پھر سناٹا ہوا زمین کانپی کچھ آواز ہا و ہو کی آئی اور ایک صدا کان مین آئی او پسر حمزہ پیدا کرنے والے کا اعتقاد نہین کرتا ایسا نہ ہو قدرت زمین کو حکم دے زمین تجکو نگلجائے سب چیزین بنائی ہوئی قدرت کی ہین جسکو جو حکم دین وہ بجالائے علمشاہ نے اپنے کو دوسرے مکان مین پایا تیسرے دن جو زنگی آئے زنگیون نے وہی سوال ہفت پیکر پرستی کا کیا علمشاہ نے ہتکڑی ماری کہ زنگی کا سر پھٹ گیا زنگی کا مرکر گرنا کہ ایک ہنگامہ ہوگیا سامنے کا باغ جلنے لگا بارہ دری مین آگ لگ گئی مگر رستم دیکھتے ہین کہ گرد آگ جل رہی ہی میرے جسم پر آگ کی تاثیر نہین علمشاہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی آگ جسم پر تاثیر نہین کرتی باہر آگ جل رہی ہی نخل جل جلکر خاک ہوے پھول بھی جل رہے ہین جب غنچے چٹکتے ہین اُن سے آواز الامان آتی ہی کبھی بلبل صدا دیتے ہین ایسے ظالم کا قدم آیا کہ ہمکو جلا کر خاک کیا اس باغ پر خزان آئی گلچین بدبخت نے یہ صورت دکھائی یہ آواز سنکر اور زیادہ رستم بیقرار ہوے گھبرا کے آواز دی ای باغبان قضا و قدر اگر ہمارے کلیجے مین سوراخ ہوجائے تو بھی تیرے ہی اعتقاد کو یاد رکھین تیری امر حمت کو دل مین چھپایا ہی زرِ گل شکم غنچہ مین جسطرح مخفی ہوتا ہی تیری عنایت بے نہایت کو فضل و کرم تیرا جانتے ہین تیرے بندے تجکو خوب پہچانتے ہین مگر ای معبود اس آفت سے بچالے یہ کیا بلا نازل ہوئی کہ جس سے رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہی کہ وہ تین زنگی پھر پیدا ہوے ایک نے اُنمین سے بڑھکر کہا ای شہریار اب بھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے دوسرے کو بھی ہتکڑی ماردی اُسکا بھی سر پھٹا اسکے مرتے ہی ابر تیرہ و تار گھر کر آیا اور پانی برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی وہ پانی کی طغیانی ہی کہ پناہ پانی مشکل ہی کیونکر آبرو بچیگی یہ پانی کیونکر رفع ہوگا دو گھنٹے کامل مینھ برسا دونون زنگی سامنے پھر آئے کہا ای شہریار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے اُنسے بہتر کوئی خداوند نہین اگر اُنکو سجدہ کروگے بڑے فائدے پاؤگے امیر ہوجاؤگے پھر وہی رستم نے ہتکڑی ماردی چار زنگی اسیطرح مارے گئے ہر مرتبہ آفت برپا ہوئی جب آفت آتی ہی مینھ برسایا آگ لگی جان بچنا

دشوار ہوتا ہی جب چارون زنگی مارے گئے روشنی ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان خود بخود کٹکر گرین رستم قید خانے سے نکلے دیکھا ایک شخص گینڈے پہ سوار نیزہ ہلاتا ہوا اسی طرف آتا ہی خیال کرکے رستم نے دیکھا اغلاق کوہ شکن گینڈے کو بڑھاے ہوے للکارتا ہوا آتا ہی او جوان کہان جائیگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا رستم حیران کہ میرا گھوڑا کیا ہوا دیکھا سامنے آتا ہی معلوم ہوتا ہی گھوڑا کسیکو گرا کر آیا ہی زین وغیرہ مین خاک لگی ہوئی ہی مگر علمشاہ کو مرکب غنیمت ہوگیا جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے آواز دی او ملعون آ نیزہ بازی ہونے لگی علمشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد نیزہ نکالا بعد نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار اُسکی قریب سر کے چمکی علمشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ وہ اہنہ ہاتھ مع تلوار اُڑ گیا زمین پر گرا اب گینڈے کو اُسنے بھگایا انھون نے گھوڑا اُسکے پیچھے دوڑایا آخر وہ ٹھوکر کھا کے گر پڑا اوپر سے علمشاہ نے تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا قتل ہوتا اس شخص کا کہ ایک ہنگامہ ہوگیا تمام صحرا مین غل ہی کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان کو پسر حمزہ نے مارا خداوند ہفت پیکر سمجھیگے ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی اب ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی رستم نے دیکھا کہ ہمارا لشکر اُفتان وخیزان آتا ہی راہ مین ایک ایک سے پوچھتے ہوے کہ ہمارے آقا کو کہین دیکھا ہی علمشاہ نے آواز دی ای آلا گرد اس مکار کو مارا وہ لاشہ پڑا ہی خدا نے فضل کیا کہ لشکر والے آکر پہونچے سرداروں سے رستم ملے ایک ایک سے بغلگیر ہوے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے لشکر کو لیکر برسر منزل ہوے پہر دن رہے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے وہان دیکھا نخل سرسبز وشاداب عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیتاب ہر طرف آمد بہار کے سامان عندلیبان خوش ادا کی اٹکھیلیان کوئی عندلیب بیقرار ہو کر پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہی جہان خیال آگیا زمزمہ سرائی مین حال دل سُنانے لگی کبھی روتی ہی عجب عجب سامان اُس صحرا مین ہو رہے ہین رستم یہ حالات دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اُترے داخل بارگاہ ہوے مصاحب ورفیق سب آکر بیٹھے سماک سے کہا کہ ملکہ زنگین ادا سے دریافت کرو کہ سرحد کوہ ہفت رنگ مین کب پہونچینگے یہ کہتا تھا کہ ملکہ زنگین ادا بھی دربار مین آئین سلام کرکے بیٹھین علمشاہ

نے کہا کیون ملکہ عالم یہ مقام سرحد کوہ ہفت رنگ نہین ہی رنگین ادا نے کہا ای شہریار سرحد کوہ ہفت رنگ دور ہی علمشاہ نے کہا ای رنگین ادا کوئی راستہ جلدی کا پیدا کرو رنگین ادا نے عرض کی لونڈی فکر کر رہی ہی اُمید ہی خدا کو اختیار ہی بہن نے کچھ فوج ساحران کو بلایا ہی اُسمین ایک نازنین ہی نہایت حسین و جمیل سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق یہ باتین ہوتی تھین چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے ایک طائر کلان پشت پر کئی ہزار طائر منقارون مین کوئی شی سرخ ہی ثابت نہین ہوتا کیا ہی وہ طائر آکر درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے رستم کھڑے سُن رہے ہین طائرونکی زمزمہ سرائی رعنائی زیبائی کہ ایک جھوکا ہوا سرد کا چلا وہ برودت ہوا مین تھی لاکھ چاہا روکین نہ روک سکے آخر آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھا ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہی لشکر ساحرونکا اُترا ہوا اُٹھ رہے پھر رہے ہین لشکر کو دیکھکر علمشاہ حیران ہو گئے رنگین ادا سے پوچھا یہ لشکر کہان سے آیا کہا حضور یہ صحرائی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی سالک ہی کبھی ظاہر نہین ہوتی آج جو اپنے کو ظاہر کیا ہی تو کچھ فساد عظیم برپا ہو گا علمشاہ نے سمک سے کہا ذرا خبر تو لاؤ سمک بصورت ضعیفہ لشکر ساحران مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا عندلیب جادو کا لشکر ہی مسند پر بیٹھی حکم تیاری کر رہی ہی کنیزون کو حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی سمک نے آکر رستم کو خبر دی یہان بھی نقارے پر چوب پڑی رنگین ادا سے جو رستم نے حال دریافت کیا رنگین ادا نے عرض کی حضور یہ بلاے روزگار ہی جان بچنا دشوار ہی علمشاہ نے طرف سمک کے دیکھا سمک نے کہا غلام جاتا ہی لشکر عندلیب مین سمک بصورت مبدل آیا پھرتا پھرتا بارگاہ مین عندلیب جادو کی پہونچا آواز آئی ارے کون آتا ہی سمک نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا نہ معلوم ہوا آگے عندلیب کو سلام کیا خدمتگار کی شکل بنکر آیا ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عندلیب نے پوچھا کیا کچھ کام ہی کہا حضور ایک بڑی بات عرض کرنا ہی ذرا حضور تخلیے مین تشریف لیچلین عندلیب اپنے مقام سے اُٹھی اور خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین آئی خدمتگار نے عرض کی حضور نے سُنا کہ پسر حمزہ کے ساتھ کون کون ہی رنگین ادا بھی ساتھ مین رنگین ادا بلاے روزگار ہی عندلیب نے کہا اُسکی کیا

حقیقت ہی ایک سحر مین بھاگتی پھریگی خدمتگار نے باتین کرتے کرتے خاصدان سے گلوری
نکالی کہا حضور نوش فرمائیے عندلیب نے گلوری لیکر کھائی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
سمک نے زبان مین سوزن دی چادر کمر سے کھولی عندلیب کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک
کرکے بھاگا آتے آتے لشکر مین آیا جس خیمے مین رنگین ادا تھین اُس خیمے مین پہونچا
علمشاہ نے بھی خبر سُنی کہ سمک کسیکا پشتارہ لایا ہی ٹہلتے ٹہلتے بارگاہ رنگین ادا مین آئے
رنگین ادا واسطے تعظیم کے اپنے مقام سے اُٹھی علمشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا سمک
کسکا پشتارہ لائے عرض کی افسر لشکر کو لایا علمشاہ نے کہا کھولو اب جو پشتارہ کھولا دیکھا
پشتارہ بالکل خالی ہی سمک سر جھکا کے شرمایا رنگین ادا نے کہا مہتر صاحب شرماؤ نہین
مین نے عرض کیا تھا کہ بڑے شعبدے اسکے قبضے مین ہین پشتارے سے غائب ہوگئی سمک
نے کہا مین پھر جاتا ہون رنگین ادا نے کہا اے فرزند خواجہ تمھاری کوئی تدبیر کارگر نہوگی
سمک بھاگا بصورت مبدل لشکر عندلیب مین آیا قریب بارگاہ کے پہونچا گانیکی آواز
سُنی رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بازار مین پہونچا ایک نازنین گائن کو بیہوش کیا اسکی
شکل بنکر سازندونکو ساتھ لیا لشکر مین سردارونسے پھکڑ تولتا ہوا ایک ایک کو جواب دیتا
ہوا بارگاہ عندلیب مین آیا اس فکر مین کھڑا ہی کہ گاؤن اور شراب پلاکر بیہوش کرون کہ
تو مطلب نکلے اسی حیرانی مین کھڑا سوچ رہا ہی کہ عندلیب نے پکارا اری غنچہ دہن ہان اسنے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُس کنیز نے اُٹھکر ہاتھ سمک کا پکڑ لیا کہا اری
بہری دیکھ تو ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین اب سمک سامنے ملکۂ عندلیب کے آیا دست بستہ
عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی عندلیب نے کہا غنچہ دہن تم اسوقت کس سوچ مین ہو کہا
واری لشکر مسلمانان کا خیال ہی سُنا ہی بڑے بڑے عیار ہین ہزارون جادوگرونکو مارا جس
اقلیم مین یہ لوگ گئے وہ ملک تباہ ہوا عندلیب نے کہا اے غنچہ دہن یہ تو ظاہر ہی کہ یہ
لوگ لڑتے بھڑتے تا بکوہ ہفت رنگ پہونچینگے لیکن ہم لوگون کے ہاتھ سے بڑے
صدمے اُٹھائینگے چنانچہ کل شب کو مین صحبت مین کاہن کی گئی تو کاہن کو پریشان دیکھا
مین نے پوچھا کہ اے عجائب نگار کیسا مزاج ہی کیون اُداس بیٹھے ہو اتنا میرا پوچھنا کہ وہ رونے

لگا کہا اے ملکہ عالم مجکو بڑا خیال ہے کہ عمر طلسم ہفت پیکر تمام ہوئی طلسم کشا چل چکا آج ہی کی تاریخ بیان کی تھی کہ اُدھر سے طلسم کشاے اصلی کا گذر ہوگا مین تو جانتی ہون کہ یہی اصلی طلسم کشا ہے ہین فکر کیا چاہتی ہون صورت پران لوگون کی رعب و دبدبہ سطوت و صولت ظاہر ہے میرا ارادہ ہے کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کرون اسیواسطے مین نے لشکر اپنا ظاہر کر دیا کہ مقابلہ پسر حمزہ سے پڑے غنچہ دہن نے عرض کی دارہی اب شراب کا تو چرچا ہو کل اختیار باقی ہے جو مزاج مین آئے وہ کیجیے گا عندلیب نے اشارہ کیا جو ہماری غنچہ دہن کہتی ہے وہی ہونا چاہیے یہ کہکے عندلیب مسند پر بیٹھی گرد کنیزین آگر اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہوئین غنچہ دہن سامنے آ بیٹھی کہا داری کلید میخانہ مجکو دیجیے کہ مین شراب تقسیم کرون عندلیب نے ازاربند سے کنجی کھولکر دیدی غنچہ دہن میخانے مین آئی سب شراب کو خراب کر کے تقسیم کرنے لگی کنیزین دوڑین یہ کہتی ہوئین کہ ابی غنچہ دہن ساقی ہین کوئی باقی نہ رہیگا ہر شخص حاضر ہو کوئی پتیلہ اُٹھا لیگئی کسینے گلابی اُٹھائی کوئی پکارکے کہتی ہے بوا ایک بوتل ہمکو دینا غنچہ دہن اشارہ کرتی ہے کہ آؤ لیجاؤ شراب خانے مین بڑا ہلڑ ہو رہا ہے شراب سبکو تقسیم کر کے چالیس گلابیان کنیز الماس نگار کی اُن مین جو ارغوانی بھر کے کاندھے پر رکھین صحبت مین لیکر آئی کشتی کو رکھا سازندونکو بلایا سازندے حاضر تھے کہا ارے درست کرو ساز ملاؤ انھون نے کہا ساز تیار ہے غنچہ دہن نے عندلیب کے سُنانے کو یہ غزل عاشقانہ شروع کی

لنظم

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا	جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا
گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا	گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا
مین شوق وصل مین کیا پل پہ شتاب آیا	کہ صبح ہند مین تھا شام پنجاب آیا
ہوا جب اہل زمانہ کی طینتو نمین فرق	سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا
نہین وہ کعبے کی ہو دید حشر پر موقوف	جو کوئی یاد مین پہونچا وہ کامیاب آیا
چلے براق پہ احمد تو سدرے پر جبریل	کمال شوق سے تھامے ہوے رکاب آیا
گنا ہتہارو نز مصیبت خدا خدا کر کے	یہ رات آئی کہ سر پر مرے عذاب آیا

اُتار و جوڑا کھلے بند دن شوق سے سو و — شب وصال مین کیون آپکو حجاب آیا
جمال یار لڑکپن مین آفت جان ہی — کو مین جھکائیگا یوسف اگر شباب آیا
جواب صاف نکیرین کو مین کہا دونگا — نہ انکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا
کہان ہی دلکو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو مین — تمھارے کوچے مین مدتسے اُسکو داب آیا
کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون — نہ جاگا نیز پہ سو بار آفتاب آیا
نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر — اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا
گیا بہشت مین عصیان بحساب سے مین — خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا
ہمیشہ صورت انجم کھلی رہین آنکھین — فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا
ہوا یقین کہ زمین پر ہی آج چاند گہن — وہ ماہ چہرے پہ جب ڈالکے نقاب آیا
ہوے جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان — گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا
بنا بصورت لیلی بصورت تصویر — کبھی جو قیس کی آنکھون مین شبکو خواب آیا
نہ رو دریغ ہی اُسکو نہ چھیڑ نارہ عنا — اٹھو گے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

سمک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ عندلیب پھڑک گئی تعریفین کرتی ہی کہ ای غنچہ دہن آج تو گانا تمھارا بڑے زور دون پر ہی سب غنچہ دہن کی تعریفین کر رہی ہین سمک نے عرض کی اب حضور راضی ہونگی کہ شراب کا چرچا شروع کرتی ہون یہ کہکے اُٹھی گت ناچی جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی سامنے عندلیب کے سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے کہ کوئی سر سے آگاہ نہ ہو جیسے ہی جام سامنے عندلیب کے آیا عندلیب خود خوش کلام ہی خوش پوشاک خوش زیور عمدہ اپنے حسن کا خیال و ماہ عارض کا کمال پکار کر آواز دی غنچہ دہن جلد جلد جام لاؤ سمک نے سر جو جھکایا عندلیب نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا سامنے چمن نرگس رکھا ہوا ہی جیسے ہی عندلیب نے جام لیا نرگس کے پھولون نے آنکھین کھولین لطف چشم معشوق دکھانے لگے عندلیب نے کہا آج چمن نرگس کو کیا خوشی ہی غنچہ دہن نقلی شعر پڑھکے بتاتی جاتی ہی اشارہ کیا کہ حضور یہین عندلیب دہن سے جام لگا کر بے اندیشۂ انجام پیگئی اتنے مین سمک نے دورہ باندھا اٹھور ے

عرصے مین ان سبکو پلا گیا دو چار کنیزین اور باقی ہین سمک کے جام لبریز کیا شعلہ رخسار
وزیرزادی عندلیب کی جو پہلو مین بیٹھی ہی شراب پلانا غنچہ دہن کا دیکھ رہی ہی شعلہ رخسار
نے جو ہاتھ ہلایا برق چمک کر جام پر لہرائی غنچہ دہن نے جام چھپا لیا یہ نہ سمجھی کہ یہ کیا معرکہ
تھا دوسرا جام جو بھرا طرف سے شعلہ رخسار کے نکل ناچتی ہوئی بتاتی ہوئی شعلہ رخسار
نے پھر ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بنکر اُڑی اب کی مرتبہ شعلہ رخسار
بولی کہا ای غنچہ دہن میرے پاس تو آؤ اب مجھے شک ہوتا ہی سمک پیچھے ہٹا ایک کنیز برابر
کھڑی تھی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا ای غنچہ دہن سامنے وزیرزادی کے جاؤ سمک نے اُس
کنیز کو خنجر مارا کنیز کا شکم چاک نعرہ یاک اندھیرا جو ہوا سمک بھاگا اب تو عندلیب نے بھی کہا
اسکو گرفتار کرلو کسیکا کلیجہ اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر ہاتھ ڈالے سمک جست و خیز کرکے نکل گیا پوچھا
عندلیب نے کہ ارے یہ کون شخص تھا جیسے مین اقلیم ہفت پیکر مین آئی کبھی ایسا اتفاق
میری صحبت مین نہین ہوا اور دریافت تو کرو شعلہ رخسار و وزیرزادی اپنے مقام سے اُٹھی
جھولی سے کچھ ورق نکالے اُنمین دیکھا کہا واری علمشاہ کا عیار فرزند عمرو خنجر گذار بلائے
روزگار ہی مین ابھی گرفتار کراتی ہون یہ کہکے آواز دی ای سیہ تاب یہ جو عیار آیا تھا اسکو
لیتا سب نے دیکھا ایک زنگن پہلوے باغ سے نکل کہا حضور مین ابھی لاتی ہون دیکھون تو
وہ مکار کہان جاتا ہی سمک باغ سے نکلا کہ جنگل مین پھر رہا ہی چاہتا ہی پھر جاؤن جا کر رنگ
جماؤن کہ دیکھا ایک زنگن آتی ہی اب سمک صورت اصلی پر ہی زنگن نے پکار کر آواز دی
میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم بوجہ شب کے راستہ بھول گئے ہین ہمین راستہ بتا دو
یہ کہتے ہی زنگن قریب آئی کہا وہ دیکھو سامنے آگ جو روشن معلوم ہوتی ہی اُسی گانو مین
جاؤنگی بھیا مجھے دو چار روپے لیلو لیکن مجھکو گانو مین پہونچا دو سمک نے اُس زنگن کا
ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ چلو مین گھر تک پہونچا دون زنگن ہنسی کہا میان راہگیر ہے دل لگی
کرتے ہو سمک نے کہا دل لگی کیا چیز ہی فقط آپ کو گانو تک پہونچا دینگے اور چلے آئینگے اسطرح
کی باتین کرتا ہوا چلا راہ مین پوچھا آپ نے محلے کا نام نہ بتایا زنگن نے ہاتھ اُٹھا کر کہا وہ
سامنے میرا مکان ہی سمک نے کہا دیکھو مین اُسی طرف تمکو لیے چلتا ہون اگر میرے ساتھ

خلاف باتین کرو گی تو مین چلا جاؤنگا زنگن نے ایک طانچہ مارا کہا او لنگوڑے ناعیار
کیا سمجھ کے یہان آیا اب کیا زندہ جائیگا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ سحر کرے
سمک نے فوراً حلقہ ہاے کمند زنگن کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب
مار دیا اب جو کانی زنگن کو دیکھا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک عندلیب کی ساتھ والیون نے
کہا غضب ہوا سیہ تاب پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کے آواز دی ارے سیہ تاب تو قتل ہوئی
خوبصورت تو جا کر دیکھ کہ سیہ تاب پر کیا گذری یہ سنکر وہ کنیز پر پرواز پیدا کر کے چلی
اُسوقت پہونچی کہ سمک قتل کر کے کپڑے اُتار رہا تھا خوبصورت نے وہین سے آواز دی
او ناعیار کیا کرتا ہی یہ کہکے اشارہ کیا پاؤن زمین نے تھام لیے کنیز زمین پر آئی کہا کیون
لنگوڑے تو نے اس غریب کو قتل کیا اب نہین کچھ ہو سکتا ہو اگ جا یا کچھ عیاری کر سمک نے
کہا حضور ہم غریب عیار بھلا کیا عیاری کرین جب تمنہین یہ اختیار ہی کہ تمنے اشارہ کیا زمین
نے پاؤن تھام لیے ہم اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے ہمارا تمھارا کیا مقابلہ تم لوگ
جو کہتے ہو وہی ہوتا ہی جو چاہو سو کرو لیکن قضا تمھاری میرے ہاتھ ہی اس لفظ پر ساحرہ
بہت ہنسی کہا لنگوڑے خواہ کچھ ہو سکے یا نہ ہو سکے کہتو لیا زبان سے سمک نے کہا ملکۂ عالم
ہم تابعدار ہین ہماری کیا مجال ہی کہ آپ کے سامنے زبان ہلا سکین آپ کے جو مزاج
مین آئے وہ کرسکتی ہین اثر تابلند ہونا کیا کیا قبضے مین ہی تم لوگون کو کون جواب دے
سکتا ہی سامری و جمشید بڑے خداوند تھے کیا چیز بنا گئے کیا سحر و ساحری سکھا گئے کمزور
اور طاقت دار کو برابر کر دیا جو چاہین سو کرین دیکھیے تشریف لاتے ہین اور نئی بات
یہ ہی کہ زمین سے جواہرات نکل رہا ہی خوبصورت پلٹی جیسے منھ پھیرا سمک نے چودہ
حلقے کمند کے مارے ارے کہکے گری سمک نے پانچ حباب مار دیے بیہوش ہوئی
بیہوش ہوتے ہی سمک نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خوبصورت کا مرنا کہ پاؤن زمین
نے چھوڑے چاہا اسکا زیور اُتار وین کہ دل دھڑکا کود کر سمک بھاگا یہان عندلیب
بیٹھی ہی کہ سیرون نے غل مچایا کیا ظلم کیا ظالم نے خوبصورت کو بھی مارا ارے اُسکا زیور
اُتار رہا ہی بجلیان بالیان لیکر بھاگا ہاے میری مصاحب کہکر عندلیب اُٹھی یہ کہکے چلی

اُس مقام پر آئی جہان لاش پڑی تھی وہان دیکھا قاتل کو نہ پایا یہ کہکے چلی کہ نگوڑا کہان
جائیگا دو کوس سمک نکلا تھا کہ زمین پر ایک جادوگر تنتا ہوا جاتا تھا سمک نے آواز دی
میان ساحر صاحب کہان لئے آتے ہو جیسے ہی وہ ساحر پلٹا سمک نے حلقۂ ہاے کمند مارے
گرتے گرتے خنجر مار دیا اودھر تو مرنے کی آواز اُس ساحر کے بلند ہوئی ادھر عندلیب خوشنوا
اُسی مقام پر پہونچی آواز دی او ناعیار آخر موت نے تیرا پیچھا نہ چھوڑا یہان آنکر پھنسا یہ
کہکے سحر کیا زمین نے پانون سمک کے تھامے عندلیب نے اُترتے ہی کمر مین پنجہ دیا لیکر
اُڑی یہ نہین معلوم لیکر کہان گئی یہان جب دو دن گذرے علمشاہ واسطے عیار کے
گھبرائے صحبت مین بیٹھکر ذکر کیا کہ نہین معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کئی دن ہوے
کہ ابھی تک پلٹ کر نہین آیا یہ جو علمشاہ نے فرمایا آلاگرد فرنگی نے عرض کی غلام تلاش کرنے
جاتا ہی اگرچہ رنگ و روغن غلام کو معلوم نہین صورت بدل سکتا ہون جہان جیسا موقع ہوگا
وہی تدبیر کرونگا آپ نے ایسا اسوقت پریشانی سے فرمایا کہ عیار واپس نہین آیا دل غلام
کا ہلگیا غلام تلاش مین جاتا ہی ہرچند جنسے منع کیا آلاگرد نے نہ مانا ایک مرد ضعیف کی صورت
بنکر چلے یہان عندلیب جو لیکر سمک کو آئی اُسی باغ مین پہونچی کنیزین دوڑین عندلیب
نے سمک کو ڈالدیا پکارکر آواز دی اس بچہ یا مردود نے خوبصورت دسیہ تاب کو مارا اور راہ
مین غلام میر اقلماق جاتا تھا اُسکو بھی بانون مین لگاکر مارا امین وقت پر پہونچ گئی کہ اسکو
گرفتار کیا ورنہ نکل جاتا یہ عیار بلاے روزگار ہی عورتون مین عورت مردون مین مرد بنے
قیامتین بپا کرتا ہی انکا کون سامنا کرے کنیزین دوڑین سمک کے گرد آگئین سب نے
کہا کیون تیری قضا آچکے دن تھی دو کنیزون اور ایک غلام کو مارا اب جاکر نگوڑا دستیاب
ہوا قریب کنیزون کے اگر عندلیب نے کہا او ناعیار اب اطاعت کو کیا کہتا ہی سمک نے
جواب دیا ملکۂ عالم مین تو جان و مال سے موجود ہون مجھے بتائیے مین ہفت پیکر کا کلمہ
پڑھون عندلیب نے کہا مین تجھکو پاس حاکم وقت کے لیچلون اُسے اختیار ہی سفارش
مین بھی کرونگی اگر مانے گا بہتر نہ مانے گا کہنے والا مجبور ہونا چاہیے او عیار مجھے اب بھی تجھسے
محبت ہی اور تیری بہتری چاہتی ہون یہ جو عندلیب نے کہا سمک دعائین دینے لگا کہا

حضور جو میرے واسطے مناسب جانین وہ کرین خواہ قتل کرین خواہ بخشین عندلیب نے
کنیزون سے اشارہ کیا اِسکو اُٹھا کر یہانسے قصر رفعت مین لیچلو شہنشاہ گردون بارگاہ اگر
ہفت جوش جادو تشریف لائینگے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا فرمائینگے ہم بے حجت
ہوجائینگے سب راضی ہوے عندلیب خوشنوا تخت پہ سوار ہوئی کنیزون نے سمک کو بھی
اُٹھا لیا طرف قصر رفعت کے چلین دور سے سمک نے دیکھا ایک قصر نہایت بلند و مرتفع
کاریگرون نے سات رنگ اُسمین صرف کیے ہین نہایت لطف سے بنا یا ہی قصر مین آکر دیکھا
کئی سو نازنینان مہ جبین جا بجا پھر رہی ہین تخت بچھا ہی گرد تخت کے مصاحبین اپنے عہدو
بیٹھی ہین عندلیب آگر تخت کے سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہفت جوش
کنیز حاضر ہی اِس عیار کو بمشکل گرفتار کیا بڑی خرابی سے یہانتک لائی ہون اب معاف
کرنا اور نہ معاف کرنا آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے آپ کو سب طرحکا اختیار ہی
گھڑی بھر کامل اِسی طرح بکا کی کسی طرف سے کچھ آواز نہ آئی تب تو اِسنے پایہ تخت پر سر رکھا اور
آواز دی ای شہنشاہ ظاہر ہو جیے ہم لوگ آپ کے منتظر ہین جلد تشریف لائیے یکا یک
ایک غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہی تاج
سر پہ رکھے ہوے عندلیب واسطے سلام کے جھکی سمک نے بھی سلام کیا بہ قہر و غضب تمام
اُس تاجدار نے آواز دی ای عندلیب نہ گھبرا تیرے لیے مرتبہ اعلی ہوگا سمک غل مچانے
لگا ای شہنشاہ ہفت جوش فریاد کرتا ہون اب رخصت ہونگا عندلیب نے کہا او مکار اب
یہانسے رہائی غیر ممکن ہی تمھاری موت تمھین لیکر آئی ہی تاجدار نے آواز دی ای عندلیب
یہ عیار کون ہی عندلیب نے عرض کی ای شہنشاہ یہ بیٹا عمرو کا ہی جسنے مشمش و ومامہ کو مارا
اُسکا یہ فرزند ہی تاجدار نے کہا اِسکو دار پہ کھینچو مجکو اسکی سرکشی پسند نہین آئی کنیزین دوڑین
کہ سمک کو کھینچ کر سامنے سے لیجائین سمک نے اپنے کو زیر تخت گرا دیا کہ مین سامنے سے
شہنشاہ کے نہ جاؤنگا آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہونگا یہ کہکر رونے لگا تاجدار نے آواز دی
او سمک کیون روتا ہی تاجدار نے بہت تسکین دی کہا ای سمک تجکو سامنے خداوند
ہفت پیکر کے لیچلین گے مرتبہ اعلی کرائینگے کیون گھبراتا ہی سمک قدمون پر گر پڑا کہ مین

غلام ہون کلمہ اپنے مذہب کا ارشاد فرمائیے مین ہفت پیکر پرست ہونگا تاجدار نے آواز دی
او سمک دیکھ خواجہ عمرو بھی آئے ہین پلٹ کے سمک نے دیکھا مقام تاجدار خالی پایا ایک گوشے
مین خواجہ عمرو کھڑے ہین فرما رہے ہین ای فرزند جب مجھے طلب کروگے مین فوراً حاضر ہونگا
اور قدرت کو سجدہ کرونگا قدرت ہی کے حکم سے حمزہ کے پاس رہا اب ساتھ حمزہ کا
چھوڑا اگر حکم دین سب کو پکڑ لاؤن ایک دن مین لشکر اسلام کا خاتمہ کرون بیٹے کو سمجھا کر
خواجہ غائب ہوے سمک پایۂ تخت سے لپٹ گیا بوسہ دیا کلمہ ہفت پیکر کا پڑھا اُس تاجدار
نے کلمہ پڑھایا بعد لمحہ کے تاجدار عندلیب سے کہتا ہی کیون ای عندلیب اِس عیار کو
مطیع کردیا اب اپنے ساتھ لیجا علمشاہ کو یہ پکڑ دیگا وہ اسکا آقا ہی بیشک اِسکا دھوکا کھائیگا
عندلیب نے کرسی بیٹھنے کو سمک کو دی سمک سلام کرکے کرسی پر بیٹھا دست بستہ عرض کی
کہ میرا آقا اُس زمانے کا سپاہی ہی کہ جب زہرہ شاہ باختری باختر مین خدائی کرتا تھا اب تو
بھاگتا پھرتا ہی اب آج کل ملک زندہ زنگی مین لڑ رہا ہی اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی
جو کچھ تاجدار کہتا ہی اُسکو سمک بجا اور درست کہ رہا ہی اب وہ وقت آیا کہ زلف لیلاے شب
کمر سے گذری سمک بھی اپنی فکر مین ہی کئی سو کرسی نشینان بارگاہ مین بیٹھے ہین تخت پر وہ
ساحر بیٹھا ہی تاج سے شعلے نکل رہے ہین ابھی ذرا اشارہ کردے تو تمام قصر پھُک جاے
سمک سر جھکاے بیٹھا ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر آکر قصر پر چھٹا اُسمین سے
ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ دریاے جواہر مین غوطہ زن جس سے
یہ ثابت ہوتا ہی کہ کرورہا کرور کا مال اِس نازنین کے پاس موجود ہی اردو جادوگر دست
راست و دست چپ کو آواز دیتے ہوے کہ معشوقہ شہنشاہ ہفت جوش تشریف لاتی ہین
ملازمو نکو چاہیے کہ ہوشیار ہوجائین تخت زمین پر آیا دونو تاجدار تخت سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم
آئیے آپ کا اشتیاق تھا فرمایا مین بھی آگئی یہ کہکے تخت پر بیٹھی کہ عندلیب نے بڑھکر عرض کی
حضور نے کچھ سُنا دو کنیزین شاہین ہاتھ سے عیار کے قتل ہوئین مین عیار کو گرفتار
کرلائی اُسنے اطاعت کی ہفت پیکر کو سجدہ کیا اعتقاد مین پختہ ہی اُس نازنین نے ابرو پر
بل ڈالا بولی بوا بیٹھو تمھاری بات کا کیا اعتبار ہی یہ لوگ جان دینے پر آمادہ ہین انکے

اعتقاد مین فرق نہ آئیگا یہ ظالم کیا خداوند کو سجدہ کریگا اگر لائق سجدے کے ہوگا سبھی سجدہ کرینگے نالایق ہوگا بیکار رہینگے انجام جو کچھ ہو عندلیب نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے سمک شہنشاہ کی معشوقہ تمھاری اطاعت مین انکار کرتی ہین خداوند سے عرض کیا جیسا ارشاد ہو سمک نے سر جھکا لیا عرصہ دراز تک وہ نازنین ہفت پیکر کی تعریفین کیا کی جب تعریفین کر چکی کہا اے عندلیب اسکو قیدخانے مین لیجاؤ اسکی بات کا اعتبار نکرنا ہرچند سمک چیخا چیلایا اُس نازنین نے پکار کر یہی کہا کہ ہرگز اسکی بات کا اعتبار نکرنا عندلیب نے آواز دی دو حبشنین آئین کشان کشان سمک کو ایک مکان مین لائین کہ اُس مکان کو قیدخانہ قرار دیا تھا اُسمین سمک کو قید کیا دونون حبشنین بطور نگہبانون کے بیٹھین سمک جو اندر مکان کے آیا تنگ و تاریک پایا گھبرا کر کبھی غل مچاتا ہے اے ملکہ عندلیب میری جان بچاؤ ورنہ اس اندھیرے مین دم نکل جائیگا ہرچند غل مچایا عندلیب نے کچھ جواب ندیا اُٹھ کر چلی گئی سمک نے دراز سے دیکھا دونون حبشنین بیٹھی ہین شکر گذاری کر رہی ہین لاحول کہکے سمک نے منھ پھیر لیا دونون حبشنین گرد مکان کے پھرتی ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دیتی ہین کہ دیکھا شبگرد کوتوال پھرتا ہوا آیا حبشنون نے سلام کیا کوتوال نے پوچھا ارے کیون بنفشہ تو یہان کہان آئی دست بستہ عرض کی حضور گنہگار شاہی یہان قیدی ہے ہم اُسکی نگہبان ہین شبگرد نے کہا گنہگار کون ہے اُسکا نام بتادو کہ پھر ہم نہ دریافت کرینگے دونون خواصون نے عرض کی ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکے ایک حبشن قریب در قیدخانہ آئی پکار کر پوچھا ارے گنہگار تیرا کیا نام ہے سمک نے دراز مین سے دیکھا ایک کوتوال دس بارہ پیادے اُسکے ساتھ ہین نام دریافت کرنے کو کھڑا ہے سمک سے جو نام حبشن نے پوچھا سمک نے پکار کر کہا خیرخواہ دولت میرا نام ہے زبردستی مجھے گنہگارون مین بتاتی ہین کوتوال نے کہا کیون حبشن یہ قیدی اپنا نام خیرخواہ دولت بتاتا ہے اور تو گنہگار شاہی کہتی ہے صاف صاف جواب دے حبشن نے کہا ارے گنہگار مفصل نام نہین بتاتا ہمین تو جھوٹا بتاتا ہے کوتوال بڑھکر قریب حبشنون کے آیا کہا بوا تم تو جاؤ ہم قیدی کو سمجھا لینگے ہرچند حبشنون نے کہا

مگر کوتوال نے نہ مانا کنجی لیکر دروازہ کھولا سمک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا مفصل نام بتا سمک نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب کنارے چلیے تو مین نام بتاؤن جو مجھسے خطا ہوئی ہو وہ بھی بتاؤن حبشنین الگ کھڑی رو رہی ہین کوتوال نے سمک کو باہر بلایا سمک منہ لپیٹے ہوے باہر نکلا کوتوال کے ساتھ چلا حبشنون نے پکار کر کہا کوتوال صاحب اس مکار کو ساتھ نہ لیجائیے نہین تو آپ پچتائیے گا سمک نے پلٹ کر کہا اپنے مالک سے سب مفصل حال بیان کرینگے تم کیون دراندازی کرتی ہو حبشنین قید خانے مین چلی گئین دروازہ بند کرلیا راہ مین کوتوال نے سمک سے پوچھا ای شخص سچ سچ اپنا حال بتا ورنہ بہت پچتائیگا مارا مارا پھریگا سمک نے کہا کیا مجال کہ جو ایک لفظ بھی جھوٹھ کہون ذرا کنارے چلیے یہ لوگ جو ساتھ مین ہین سن لینگے تو مجھے بدنام کرینگے کوتوال نے پیادون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ مین مفصل حال پوچھ لون پیادے ہٹے سمک نے اب جو برقع چہرے سے ہٹایا بجلی چمک گئی ابتو گھبرا کر کوتوال نے آنکھین بند کرلین سمک نے بہ محبت کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا صاحب ذرا مجھسے دو باتین کرلو پھر تمہین اختیار ہی سمک نے گورا گورا ہاتھ جو کوتوال کے کاندھے پر رکھا پھر گورے گورے ہاتھون سے پیر دبانے لگا کوتوال نے کہا صاحب مجھے گنہگار نہ بناؤ اور مفصل اپنا نام بتاؤ سمک نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحب اصل یہ ہی گل اندام میرا نام ہی شاہ کے آگے کھانا لگا رہی تھی باورچی نکال نکال کر دیتا جاتا تھا ایک قاب جو میرے رکھی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ لقمہ کھائین وہ پلیٹ ٹوٹ گئی باورچی سے نہین دریافت کیا جاتا مین فقط قاب کو ہاتھ مین لینے کی گنہگار ہون اگر زہر ملایا بھی ہوگا تو باورچی نے مین گوشے کی بیٹھنے والی زہر کہان سے لاتی اس جرم مین مجھکو قید خانے بھیجدیا یہ کہکے اسقدر روئی کہ گال سرخ ہوگئے آنکھین سوج گئین کوتوال نے دامن سے اشک پاک کیے کہا گل اندام نہ رو ہم تمہارے مقدمے مین بادشاہ سے عرض کرینگے سمک نے دیکھا یہ باہر ستاتا ہی باتون مین کوتوال کو خوب تسخیر کیا کوتوال سے کہا دیکھیے کوئی آتا ہی میرے سینے سے ہاتھ ہٹالو مجھے کب کوئی بازاری سمجھے ہو جیسے ہی کوتوال ادھر پلٹا سمک نے کمر سے خنجر نکالکر مارا شکم چاک قصہ پاک کوتوال کے ساتھ جو پیادے تھے انھون نے جو دیکھا

کہ کوتوال کا لاشہ پڑا ہی بیقرار ہوکر وہانسے دوڑے مگر سمک بھاگ کر نکلگیا لاشہ کوتوال کا پیادون
نے اُٹھایا لاشہ لیکر چلے سمک بھی پیادون کے پیچھے پیچھے چلا قلعے سے نکلکر پیادونکو دیکھا
ایک نخل کے نیچے ایک تخت بچھا ہی اُسپر ایک تاجدار بیٹھا ہی پیادون نے جاکر سلام کیا
کہا حضور قیدی نے کوتوال کو مار ڈالا بعد مدت جو حاضر ہوے تو یہ معاملے دیکھے تاجدار
نے کہا قیدی کو لاؤ پیادون نے کہا حضور قیدی تو چلا گیا ہوگا غلام جاکر تلاش کرتے ہین
یہ کہکے پیادے اُسیطرف چلے سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
گنہگار کی شکل بنکر تیار ہوا ایک ہاتھ اپنا دوپٹے سے باندھ لیا کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی
تاجدار نے کہا تو اُن پیادون کے ساتھ آنا سمک نے کہا مین خود حاضر ہون تاجدار
نے ہاتھ تھام لیا کہا مفصل بتا کہ تیرا نام کیا ہی کسوجہ سے آکر اس بلا مین پھنسا سمک نے
کہا مین غلام سرکار ہون مجھے اس بلا مین پھنسایا تاجدار سے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے مجھے
جسنے پھنسایا وہ آتا ہی تاجدار جیسے ہی پلٹا سمک نے خنجر مارا جس مقام پر زخم پڑا وہانسے
ایک برق چمکی گرد تاجدار کے لوٹنے لگی سمک ایک جانب بھاگا آواز غل و شور کی آئی
کہ ارے تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی سمک بھاگ کر نکلگیا لشکر مین اپنے پہونچا جہد
بازار کے دیکھے جان جسم مین آگئی دیکھا سامنے سے آلاگرد فرنگی ایک مرد ضعیف کی شکل
بنے چلے آتے ہین سمک نے بڑھکر سلام کیا آلاگرد نے گلے سے لگالیا کہا کہان تھے آلاگرد
کو ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا سمک پلٹا کہتا ہوا کہ ای آلاگرد عجب معاملے دیکھے حیرت بڑھتی
جاتی ہی کوتوال مجھے قیدخانے سے لیگیا راہ مین دم دیکر اُسے مارا پھر ایک تاجدار کو
قتل کیا نہین معلوم یہ کون تھا تاجدار کے مرنے سے ایک ہنگامہ ہوا دور تک کوئی
پکارتا ہوا آیا کہ ارے یہ شخص گنہگار تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی مین اِن آوازون کو
سنتا تھا پلٹ پلٹ کے دیکھتا تھا کوئی معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون غل مچاتا ہی آلاگرد نے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص طلسم مین آگئے کہ عجائب و غرائب طلسم معلوم دینے لگے
یہ جو سمک تمنے بیان کیا یہ خدمات طلسم معلوم ہوتے ہین رہنے والے طلسم کے اِس
حالات کو جانتے ہونگے سمک سب ثابت ہوجائیگا یہ باتین کرتے ہوے دربار مین رستم

کے آئے رستم نے سمک کو دیکھا بچپن سے ساتھہ پرورش پائی ہی خوش ہو گئے دوڑ کر
گلے سے لگا لیا پوچھا بھائی کہان تھے سمک نے کل کیفیت بیان کی آلا گرد بھی بیٹھے ہین
سمک اپنا جانا قید ہونا کوتوال کا آنا کوتوال کو دم دیکر مارنا و تاجدار کا بھی مارنا بیان
کر رہا ہی رستم ہنس رہے ہین فرماتے ہین بھائی بڑا کام کیا خوب دونون کو مارا تکین ادا
نے جو شنا وہ ڈری ہوئی آئین سمک کی زبانی سب حال سنا کہا ای شہریار آپ سرحد طلسم
ہفت پیکر مین آگئے کہ ایسے ایسے عجائب و غرائب معلوم ہونے لگے اب جو کچھ کام کیجیے گا
وہ سمجھ کے کیجیے گا پھر کہا ای سمک بہت ہوشیاری و عقلمندی سے کام کرنا جلدی کسی امر مین نکرنا
سمک نے کہا وہ مالک سب سمجھا دیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او
مکار تو نے کوتوال و تاجدار کو مارا اب کہان جائیگا سمک نے چاہا کسی گوشے مین چھپون
ایک برق چمک کر سمک پر گری سمک کی آنکھین بند ہوئین تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی
دیکھا قفس آہنی مین بند ہون وہ قفس شاخ نخل مین لٹکا ہی ایک عندلیب شاخ گل پر بیٹھی
ہوئی پھول سے پھول پھول کے باتین کر رہی ہی سمک حیران ہی کہ عندلیب نے آواز دی
کیون مکار تو نے دو جادوگرون کو مارا وہ قدرت کے بندے تھے پھر انھین زندگی ملی
مگر تمھارے نامۂ اعمال مین خون لکھا گیا اب تم خونی مشہور ہوے سمک نے ہاتھہ باندھکر
کہا ای عندلیب خوشنوا میری خطا معاف کرا دو جو تمھاری صورت اصلی ہی اُس طور سے
مجھسے ملاقات کرو تو حال میرا ظاہر ہو عندلیب نے چہکار مارا کہا او گنہگار میری زندگی
دشوار نہین ہی کہ بصورت اصلی تجھسے ملاقات کرون جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ کہکے عندلیب
اُڑ گئی دیکھا اب اور رنگ ثابت ہوتا ہی کہ جانے سے عندلیب کے اندھیرا ہو گیا سمک کو
معلوم ہوتا ہی کوئی ہاتھہ پکڑے مجکو کشان کشان لیے جاتا ہی ایک مقام پہ روشنی ہوئی
سمک نے دیکھا دو زنگی سیہ رو تیرہ دروں دونوں ہاتھہ تھامے ہوے کشان کشان مجھکو
لیے جاتے ہین سمک حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی یا ایک قفس آہنی مین تھا اب قفس جسم مین
روح گھبراتی ہی کان مین رونے کی آواز آتی ہی دیکھون فلک کیا دکھائے یہ سیہ رو کون
ہین جو مجکو لیے جاتے ہین ہر چند اُنسے سمک پوچھتا ہی کہ تمنے کسکے حکم سے مجکو پایا اور کہان

لیجاؤ گے کس جگہ پر قید کرو گے مین نے کیا خطا کی ہی وہ زنگی کچھ جواب نہین دیتے جب کئی
مرتبہ سمک نے پوچھا تو ایک زنگی نے اُنھین سے جواب دیا کہ کیون باتین بناتا ہی ایسے
فقرے سُناتا ہی تجھکو ایسے مقام پر لیجائینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا سمک نے کہا
تمھارا نام کیا ہی کہا تجھے نام نہ بتائینگے کہ دور سے سمک نے دیکھا وہی قلعہ سر بہ فلک
کشیدہ برج بارے کنگرے آراستہ خلقت کی آمد و رفت جابجا بال کا انبار سمک حیران ہی
کہ دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا زنگی سمک کو لیے ہوے قلعے
مین آئے لوگ دیکھکر دوڑے ہر ایک پوچھتا ہی اُن زنگیون سے ای سپہ سالار شہنشاہ یہ
گنہگار کہان ملا وہ زنگی کہتے ہین ملکہ عندلیب خوشنوا کو تکلیف ہوئی وہ جاکر لائین اب
آج شب کو حال کھلجائیگا کہ اِسکے بارے مین نگہبانان طلسم کو کیا منظور ہی اب سمک نے
دیکھا وہی دروازہ ہی جسمین مین بند ہوا تھا سا تھے معلوم ہوتا ہی زنگی نے آہنگرونکو بلوایا اور
سمک کو مسلسل و مطوق کرکے اُسی مکان مین قید کردیا سمک چپکا بیٹھا ہی دن گذرا
لیلی شب نے نقاب رُخ پر ڈالی سمک حیران ہی کہ دیکھیے اب رات کو کیا ہو کہ دیکھا
دونون زنگی آپس مین باتین کررہے ہین ایک نے اُنھین سے کہا کیون بھائی اِس
قید خانے سے دیکھین کیونکر اِس جوان کو نجات ملے دوسرے نے کہا بھائی صاحب
تا قید حیات روزمرہ یہی امورات ہمکو درپیش رہتے ہین دیکھین فلک کیا دکھائے
آپس مین اسطرحکی باتین ہونے لگین یہ باتین کرکے دونون زنگی ٹہلنے لگے سمک
گوش بر آواز ہی کہ دیکھا ایک طرف سے آواز آئی ہمین شراب نہ پلاؤ گے رات گذر جائیگی
دونون ایک طرف دوڑے تھوڑی دور جاکر ایک جوان کو دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین لیے
بدمستیان کررہا ہی گرتے مین اپنے کو سنبھالتا ہی نشے کو ٹالتا ہی مگر نشہ بھی بیحساب ہی
اِسی سبب سے دلکو پیچ و تاب ہی اُن زنگیون نے پکارکر آواز دی ای رند بادہ خوار کس
حال مین ہی اُس شرابی نے جواب دیا ای نگہبانان طلسم بہتر یہ ہی کہ اِس قیدی کو قتل کرو
یہ طلسم کشا کا عیار ہی اگر یہ قتل ہو جائے تو طلسم کشا بے دست و پا ہو جائیگا بڑا تیز عیار
ہی ملکہ عندلیب خوشنوا کو دھوکا دیا قید خانے سے نکل گیا پھر آکے اُسی جگہ قید ہوا ہے

زنگی پلٹے در قید خانے پر آئے سمک کو کلمات نادرست کہنے لگے سمک نے کہا کہ ہمین باہر نکالو جو کہو اُسکا جواب دین زنگیون نے دروازہ کھولا سمک کو کشان کشان نکالا سمک کو گمان غالب ہوا اس زور سے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ہی خوف ہی کہ استخوان نہ ٹوٹ جائین بلاے روزگار ہین ایک طرف کشان کشان لے چلے زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی تھی کہ قلعے سے باہر لائے ایک نخل کے سامنے بین بٹھا دیا ایک نے ایک سے کہا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو ایک کھڑا ہو کر ٹہلنے لگا وہ جو ٹہل رہا ہی کہتا جاتا ہی جلد اسکو قتل کرو دوسرا خنجر کھینچے ہوے سر پر سمک کے کھڑا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ اسکو جلد قتل کرو اسکا سر لیکر خدمت شاہ مین جائین وہانسے تاکید ہی کہ گنہگار کا سر روانہ کرو سمک بیقرار ہو گیا بلک بلک کے دعا مانگنے لگا کہ ای خالق کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ای مالک حقیقی وای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر نظم

زبان بذکر الٰہی است تر زبان ہر روز — قلم بنام مبارک گہر فشان ہر روز
بچشم اہلِ نظر جلوہ گر بصد خوبی — جمال اوست بہر وقت و ہر زمان ہر روز
وہ ز نور قمر جلوہ ذات حق ہر شب — ز روے شمس شود طلعتش عیان ہر روز
خدا ابدام و دد و وحش و طیر روزی داد — رساند حصۂ مقسوم انس و جان ہر روز
بباب حضرت خلاق از سر اخلاص — زمین ہمیشہ کند سجدہ آسمان ہر روز

سمک دعا کر رہا ہی جلاد سر پہ خنجر بدست دوسرا حکم دینے والا حکم دے رہا ہی مگر جب سمک بلد اقی کو عندلیب اُٹھالے گئی رستم نے کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا کوئی ساحر سمک کو پکڑ لے گیا خدا اُسکی جان بچائے وہ جادوگرون کو مار کر آیا تھا ایسا نہ ہو وہ اسکے ساتھ بدلہ کرین ملکہ رنگین ادا کو خبر پہونچی کہ کوئی ساحر سمک کو اُٹھالے گیا رستم نہایت بیقرار ہین رنگین ادا دوڑین دیکھا رستم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہو قرار ہے ہین کہ دیکھین ہمارے یار وفادار پر کیا گذرے رنگین ادا نے کہا کہ ای شہریار عندلیب خوشنوا اگر گرفتار کر لے گئی قلعہ گلرنگ مین لے گئی ہو گی اُس قلعے مین ایک ایک ظالم ہی حضور تردد نہ کرین کنیز واسطے سمک کے جاتی ہی اگر بن پڑتا ہی تو لونڈی اُسے لیکر آتی ہی اور یا قضا مجکو لیے جاتی ہی یہ کہکر ملکہ رنگین ادا نے ایک مرتبہ دستک دی دیکھا سامنے ایک قمری سر اُٹھائے ہوے جوش مین کوکو کرتی ہوئی سامنے آئی رنگین ادا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی رنگین ادا قمری پر سوار ہوئین کچھ اشارہ جو کیا قمری تڑپ کر بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا پشت پر قمری کے سوار بلند ہوتی جاتی ہین قمری رنگین ادا کو

برابر کہکشان فلک کے لگئی ہی اب بلندی سے ملکہ رنگین ادا نے خیال کرنا شروع کیا نگاہ پڑی ایک
نخل کے سائے مین سماک سرنگون بیٹھا ہی ایک زنگی حکم قتل دے رہا ہی اور ایک خنجر کف سر پیہ بر اسے
قتل موجود ہی رنگین ادا کا دل بیتاب ہو گیا وہین سے آواز دی کہ او ناہنجار و بدکردار بیعیار ستم نادار
ہی وہ فرزند صاحبقران علیہ قادر ہی ہاتھ نہ اُٹھانا یہ سُنتے ہی وہ زنگی جو تلوار لیکر آیا تھا پکار کر اُسنے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال وای یکتا ز میدان جدال و قتال کچھ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے زنگی نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلد سر کاٹ لے یہ سُنکر وہ زنگی جوان یکسر زنگی تلوار
کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے دیکھا اس زنگی نے میرا کہنا نہ مانا قتل کا ارادہ کر رہا ہی جھولی مین ہاتھ ڈالا
کچھ طائرون کے پرون کو نکالا زنگی پر پھینک مارے اُس زنگی نے ایک چیخ ماری اور چاہا کہ بھاگون اور نکل جاون
معلوم ہوا کہ پانون مین بیڑیان پڑ گئین پر طائرون کے جو ملکہ رنگین ادا نے پھینکے تھے دیکھا وہ زنگی جسکے ہاتھ
مین خنجر تھا لڑکھڑا کے گرا وہ زنگی جو حکم لگا رہا تھا خنجر کھینچ کر دوڑا اپنے ہاتھ سے اُس گرے ہوے کا سر کاٹا اور
پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ رنگین ادا ہم تمھاری محبت مین جان دیتے ہین ذرا خیال کرکے ہمارا قتل ہونا
دیکھ لو اور خنجر اپنے گلے پر رکھ کے کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا ہو گیا بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مارا نام ما
زنگیان پر جفا بود رنگین ادا تڑپ کر گری سماک کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ اُڑون دیکھا بدن مین قوت
نہین ہیاد سے چھوٹا ہوا کا چلا اور یکایک نعرہ ہوا کہ منم خوش آہنگ اور ایک دو ہتڑ مارا کہ رنگین ادا
لڑکھڑا کے گری قصد کیا کہ بلند ہو جاون یہانسے نکلون دفع سحر کرون نہ ہو سکا حیران ہو گئی کہ کیا تدبیر کرون
خوش آہنگ کے سحر سے جو رنگین ادا گری خوش آہنگ تلوار کھینچ کے دوڑی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ
تو نے دشمنان خداوند کا ساتھ دیا دیکھ تو قدرت کس طرح تیرے ساتھ پیش آئین گے تجکو دم بھر مین
مٹائین گے تیغ کھینچے ہوے دوڑی آتی ہی رنگین ادا نے دل اپنا طرف خدا کے متوجہ کیا پکار اُٹھی کہ ای
رحیم و کریم وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کبھی پکارتی ہی کہ ای پروردگار اس آفت سے بچا لے اور
اس مصیبت سے نجات دے بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت — نمی پوشد نہ چشم اہل دید آن مہربان صورت
ہمین حسن و ہمین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوے گل گلدستہ جلوہ — نماید او ز ہر یک جسم خاکی مثل جان صورت

درین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم
چنین حسن چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت

زحسن چہرۂ تصویر صورت گرو ہ جلوہ
ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت

بقائے نیست دہ دنیاے فانی اہل صورت را
کہ این صورت نپوشند آخر از چشم جہان صورت

گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب
دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت

جہان ہر وقت نقش تازہ میسازد عیان ہندی
کند و ہر زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

اس طرح بلک کے جو دیکھا ملکہ رنگین ادا نے کی پلیٹ کے دیکھا کہ سمک اپنے مقام پہ بمثل مرغ بسمل تڑپ گئی کہ سمک پر کیا گذری سمک کیا ہو گیا ہاے مین آقاے نامدار کو کیا منہ دکھاؤنگی فرمائینگے میرا عیار کیا ہوا خدا نے مجکو وقت پر پہونچایا اُسے دکھایا مین نے رہا کیا اُس ساحرہ نے جو یہ حالت دیکھی پکار کر آواز دی او چھوکری تجہ ایسی سیکڑون کو عاجز کر ناسکھا دیا تیری کیا شامت تھی کہ بیٹھے بٹھائے اُن لوگون کی شریک ہوئی جنکا ملک و مال بھی قریب نہین اور مسلمانون مین آج تک کوئی ساحر بھی نہین ہوا البتہ ہماری قوم مین بڑے بڑے ساحر ہو گئے ہین شمشش و دمامہ جنکے نام سے چراغ جلتے تھے رنگین ادا نے کہا کہ او لکاتہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہم اُن لوگون کے شریک ہوے کہ ساحر نہین مگر ساحر کش ہین بڑے بڑے دہردن مین آگ لگادی لاکھون ساحر بارے ساحرون کو مٹاتے چلے آتے ہین کسکی مجال ہی کہ قصد فتح طلسم ہفت پیکر کرتا اب طلسم ہفت پیکر والے اپنی جان کو روئین اب یہ طلسم فتح ہوگا خوش آہنگ نے جواب دیا اب تو اپنی جان بچاؤ میرے سحر سے بچو دونون مین یعنہ کلام سحر ہونے لگے خوش آہنگ نے آگ برسادی زمین ہلادی دریا نے جوش مارا مچھلیان بہتی پھرتی ہین نہنگ نکلے پانی منہ سے چھوڑتے ہین رنگین ادا اپنے کو بچاتی ہی ایک مقام پر جھلا کر خوش آہنگ نے بال سر کے نوچے جھولی سے کچھ ماش کے دانے نکالے بالون مین ملا کر پھینک مارے ملکہ رنگین ادا نے ہاتھ ہلادیا برق چمک کر گری اُن بالون کو کاٹا اُنہین سے دھوان نکلا رنگین ادا پیچھے ہٹتی ہی کہ دھوان مجکو نہ لگے لیکن دھوئین نے اسقدر ترقی کی کہ دھوئین مین غرق ہو گئین لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہو گئین زبان بند دل دردمند خوش آہنگ نے نعرہ کیا پنجہ کمر سے کھینچا چاہا کہ بڑھ کر رنگین ادا کا سر کاٹ لون رنگین ادا کی آنکھین تو کھلی ہین حیران و پریشان طرف آسمان کے دیکھ رہی ہین کہ ای پروردگار کیونکر بچائیگا کبھی دل سے پکار اُٹھتی ہی کہ ای رب بے نیاز خدای خالق کارساز افسوس ہی کس مقام پر موت آئی یقین ہی کہ کوئی جنازہ بھی نہ اُٹھائے زاغ و زغن کھائین مگر خوش آہنگ

ہنچہ کھینچے ہوئے آئی کہ پہلو سے آواز آئی ای خوش آہنگ کیا کرتی ہی ایسی محبوبہ کو قتل کرنا چاہیے یہ میرے
پہلو مین سوئیگی اسکو اپنی معشوقہ بنائین گے پلٹ کر خوش آہنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ روشلنگین
لگاتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی دوڑکر رنگین ادا کو اُٹھاؤن کہ خوش آہنگ نے آواز دی میان زنگی صاحب
آپ کون ہین جو اسکے خواہان ہین زنگی نے کہا کہ ہم مصاحب ہفت پیکر ہین اس وقت حکم ہوا کہ اپنی معشوقہ
کو جاکر قبضے مین کرو خوش آہنگ قتل کیا چاہتی ہی مین نے پوچھا رنگین ادا نے کیا خطا کی خداوند نے
کہا کہ شریک مسلمانان ہوئی تم جاکر اُسکا دل صاف کرو اور معشوقہ پر قبضہ کرو جب مین نے سب دریافت
کرلیا تب وہان سے چلا اب ہٹ جا مین اسپر قبضہ کرون خوش آہنگ نے کہا کہ مین اسے قتل کرونگی
مین نے ایساہی سحر کیا تب یہ گری بڑی ساحرہ زبردست ہی زنگی نے کہا کہ ای خوش آہنگ تونے ایسی
جاؤن جاؤن مچائی دیکھ خود خداوند آتے ہین خوش آہنگ پلٹی زنگی نے لپٹ کر خنجر مارا خوش آہنگ
کا شکم چاک قصہ پاک نعرہ کیا کہ منم سمک بلداقی اب تو رنگین ادا اُٹھی کہا کہ ای سمک بڑا کام کیا میرا
تو خاتمہ کیا تھا مگر زندگی شرط ہی خدا نے بچایا عین وقت پر تم پہونچے چلو اب آقا بیقرار ہونگے اُنکے
سامنے سے اُٹھا لائی تھی باتین کرتے ہوئے دونون چلے رستم پریشان بیٹھے ہین کہ سمک کو کوئی ساحر لے گیا
رنگین ادا تلاش مین گئی ہی ہرکارے دوڑ دوڑ کے جاتے ہین اور پلٹ کے آتے ہین عرض کرتے ہین کہ ای
شہریار کہین پتہ نہین ملتا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمک اور رنگین ادا چلے آتے ہین رستم کھڑے ہوگئے
سمک آکر قدمون سے لپٹ گیا رنگین ادا نے سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ لشکر یہانسے اُٹھاؤ
رنگین ادا نے عرض کی کہ ای شہریار مین عرض نہین کرسکتی حضور جو جلدی کر رہے ہین کہ طلسم ہفت پیکر پر
جلد پہونچون یہ غیر ممکن ہی روکنے والے روکین گے علمشاہ نے کہا کہ ہمارا تو قصد یہی تھا اپنے کو جلد
پہونچائین قاسم کو رہا کرین ایسا نہو کہ دشمنون کا ہاتھ پہونچے قاسم اپنے کو ہلاک کرے بڑی مشکل کی بات
ہی فوراً حکم ہوا کہ لشکر تیار ہوا آلاگردہ مالا گردہ تیار ہوکے سامنے آئے رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے نوبت
نقارے بجاتے ہوئے چلے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا گینڈے پر ایک پہلوان سراپا آہن مین غرق پشت پر
کئی لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل لشکر رستم کو دیکھکر عیار سے اشارہ کیا دریافت کر یہ لشکر کسکا
ہی عیار نے آکر دریافت کیا پہلوان سے جاکر بیان کیا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران برائے فتاحی
طلسم ہفت پیکر جاتے ہین یہ سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا کہ خداوند ہفت پیکر نے ایسے بندے پیدا کیے

کہ اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتے اُنھین کے ملک ویران کرنے جاتے ہین کیسے بندے ہین کہ اپنے
پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتے ای عیار جاکر سپہ حمزہ سے کہدے کہ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرے مین
خداوند سے وعدہ کر آیا ہون کہ مشکین باندھ کر طلسم کشا کی لاؤنگا اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرین گرز وغیرہ
چھین لونگا اب لشکر ٹھہراؤ ذکر سنا ہوگا کہ سرحد طلسم ہفت پیکر مین ایک پہلوان ہی کہ نام نامی جسکا شہباز
بلند پرواز ہی وہ مین ہی ہون یہ کہکر گینڈے سے اُترا اور عیار شہباز بلند پرواز کا اپنے آقا کے یہ کلمات
سُنکر خاموش ہو رہا اگر رستم سے کچھ نہ کہا ادھر رستم ٹھہر گئے بارگاہ استادہ ہوئی شہباز اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ
مین آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات نہیب شمشیر
مردان عالم سے کٹی لیلاے شب نے نقاب چہرے سے اُٹھائی رستم نے اُٹھکر نماز پڑھی سلاح جسم پر آراستہ کیے
نکل کر گھوڑے پر سوار ہوے سمک رکاب تھامے ہوے ہمراہ ہی تمام لشکر پشت پر علم زنگاری کے پھریرے
کا سر پر سایہ دونون لشکر میدان مین پہونچے صفین جمین فوجین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و
کمینگاہ آراستہ ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹتے کہ شہباز نے پودے پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ
گینڈے کو بڑھاؤن گینڈا بدلگامی کرنے لگا شہباز نے غصے مین آکر ایک گھونسا مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا
دیکھنے والے تھرا گئے پلٹ کر فوج والون کو آواز دی کہ اور گینڈا ہمارے واسطے بھیجو اہل لشکر اسکی
بدمزاجی پر کانپ گئے کہتے تھے شہباز بڑا صاحب طاقت ہی ایک گھونسے مین گینڈا مر گیا ایسے پہلوان
نگاہ سے نہین گذرے سب طرف سے تعریفین ہو رہی ہین شہباز کھڑا جھوم رہا ہی کہ دوسرا گینڈا کھینچ لاکر
پاکھر چڑھایا جست کرکے گینڈے پر سوار ہوا گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان
جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب تیز کیا مگر رنگین ادا کو بلا کے فرمایا کہ ای ملکہ فتح و شکست
خدا کے اختیار ہی اگر ہماری شکست بھی ہو تو تم دخل نہ دینا کہا بہت اچھا ملکہ رنگین ادا علحدہ ہوئین
رستم نے اسپ لاکبود کو بڑھایا تین ٹھیکون مین گھوڑا مقابلے مین پہونچا بعد تکاور شہباز نے بہ نگاہ
غور رستم کو دیکھا زانو پر اپنے ہاتھ مارا ہونٹھ کاٹنے لگا کہتا تھا کہ مقام افسوس ہی ای جوان تو نے
کچھ اپنے حسن و جمال کا خیال نہ کیا اتنے بڑے طلسم پر چلا آیا کچھ خوف نہ کیا رستم نے جواب دیا کہ مردان
عالم کو کہین خوف ہوتا ہی جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شہباز کو یہ سُنکر غصہ آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کے بعد رستم نے نیزہ ہاتھ سے شہباز بلند پرواز کے نکالا

شہباز نے غصے مین آکر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای رستم جب اس تلوار کا وار کیا حریف کے دو ٹکڑے کیے اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون یہ کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تلوار جو گری سراسر سر کو زخمی کیا عملشاہ نے دسنانہ مارا تیغہ جھنا کے سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی محمودی کے رومال سے چہرے کو پونچھا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی سپر کٹی وہاں سے تلوار جو گری سر شہباز کو بھی زخمی کیا مگر تیغہ کپیتان دست زبردست رستم عالیشان تلوار جو سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جانا ہمارے افسر کو مار لیا لینا لینا کہہ کے اُٹھے ادھر سے آلا گردو مالا گرد جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوے لیکن بہ سبب زخم سر کے خاموش مین غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منھ سے چبا لیا شانہ توڑ ڈالا اس طرح رستم کو لیکر نکل گیا بعد تھوڑے عرصے کے شہباز کو بھی غش آنے لگا اسنے بھی یہی حرکت کی گینڈا اسکو بھی لے نکلا یہان لشکر دن مین پہر دو پہر تلوار چلی آخر کو یہ ٹھہری طبل امان بجے دونون کو گمان اپنے افسرون کے قتل ہونے کا ہوگیا دونون لشکر طبل امان بجا کر بیٹھے مگر ہرکارون کو حکم ہی کہ تلاش کرو آقا کا پتہ لگاؤ یہان آلا گردو مالا گرد جو پلٹ کر آئے سمک عیار سے کہا کہ آقا کا نشان نہین ملتا معلوم ہوتا ہی اُس شہریار کو گھوڑا میدان سے نکال لگیا سمک اُسی وقت تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور ہرکارے بھی چلے شہباز کا لشکر جب پلٹ کے آیا افسرون نے آپس مین صلاح کی عقل سے دریافت کیا کہ گینڈا افسر کو کسی جانب نکال لے گیا ہرکارے یہان سے جائین لشکر مسلمانان مین دریافت کرین اگر معلوم ہو کہ لشکر مسلمانان مین پہونچ گئے ہون تو بلوہ کر کے نکال لائین افسران فوج کفار نے بھی ہرکارے روانہ کیے جانبین سے ہرکارے تلاش مین دونون جوانون کی چلے اصل حال رستم کا تحریر ہوتا ہی کہ انکو گھوڑا جو لیکر جنگ گاہ سے نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی بھاگا بھاگ لیے ہوے جاتا ہی وحشت کان مین بھری ہوئی رستم بیہوش ہین چار پہر رات مرکب نے راہ روی کی صبح کو ایک جنگل سبز و خرم مین پہونچا ایک چشمہ ملا اُسپر پانی پیا پانی پی کر گھوڑے نے دو چار ٹھگا گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی آہ اسے صاحبقرانی پشت زین سے اوپر زمین کے گرے مرکب اصیل تھا گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی چاہتا ہی کہ آقا میرے اُٹھین رستم بیہوش ہین آخر گھوڑا

مجبور و ناچار ہوا چرا مین مصروف ہو گیا رستم بیہوش پڑے ہین دو گھڑی کے بعد چند نازنینان مہ جبین مہ جبینان
مہر تمکین سیر صحرا کرتی ہوئین آ گئے ایک تاجدار تاج بے بہا سر پر دیا ہے جواہر مین غوطہ زن وہ رشک چمن
ہنستی ہوئی سب کے آگے آگے چلی آتی ہو ایک کنیز کی نگاہ جو رستم پر پڑی دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی
عرض کی کہ کسی ظالم نے ایک آفتاب تابان و ماہ درخشان کو تلوارون سے چور چور کر کے زیر نخل ڈال دیا ہے
مگر کبھی اُسکا چہرہ رہا ہے یہ سُنکر اُس شہنشاہ خوبی نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا حقیقت مین ایک
چاند کا ٹکڑا خون مین بھرا ہوا زیر نخل بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی جمال جہان آرائے رستم کو غش کھا کر گری کاندھے
پر دو پریزادی کے ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا کہا کہ ارے یہ کن ظالمون نے اس ماہ تابان و مہر درخشان
کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہان ڈال دیا خدا کرے ان کمبختون کے ہاتھ جلین ایسے حسین و جمیل کو اس آفت مین
پھنسایا ارے پلنگ لاؤ کنیزین دوڑ کر پلنگ لائین ملکہ نے سر مین خود ہاتھ لگایا اب تو سبھی آ کر لپٹ گئین
کہتی ہوئین کہ لونڈیان حاضر ہین حضور نہ ہاتھ لگائین ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا دل بیتاب ہوا جان سے
کہ کر ان قزاقون کو سزا دلواؤنگی اگر انکو سزا نہ ملی بہت پھولین گے یہی آپس مین ذکر ہو گا کہ قتل کر کے مرد
شہنشاہ زرین پوش مین ڈال دیا کسنے پوچھا کوئی کیا کر سکا ہمارے بزرگون کی بدنامی ہوگی اس طرح
رستم کو لیکر باغ مین آئین بارہ دری مین چھپر کھٹ پر لٹایا حکم کیا کہ جراح کو لاؤ جراح جو آگے لاکے آیا ملکہ
نے توڑا اشرفیون کا رکھدیا کہا اے جراح ایسا علاج کر کہ اس جوان کو صحت دے کر خدمت خداوند ہفت پیکر
مین روانہ کرین بڑے مرتبہ وہان ملین گے قدرت اپنا فرشتہ رحمت بنائین گے اور اس جوان کا رتبہ
بڑھ جائینگے جراح نے جھٹ پٹ زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان چڑھا دین جراح گیا ملکہ رومال لیکر
بیٹھین مگس رانی کر رہی ہین دو پہر کو ذرا لیٹ رہین پھر اُٹھین رومال لیکر سرہانے بیٹھین کبھی تلوے سہلائے
کبھی سینے پر محبت ہاتھ رکھا کبھی گھبرا کر آواز دی کہ اے صاحب آنکھین کھولو منھ سے بولو مین گھبراتی ہون
میری بات کا جواب دو یہ کہکے آنکھون سے اشک حسرت جو ٹپکائے وہ اشک گرم عارض پر رستم کے
گرے رستم نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ ایک مہ جبین حسین خوش رو خوشخو سرو قد خورشید خد پاس
بیٹھی ہے بس صورت دیکھتے ہی گھبرا کے اُٹھ بیٹھے ملکہ نے کہا کہ صاحب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائین
رستم نے نہ مانا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے گھبرا کر ٹلین چھوڑ دی کنیزون کو معلوم ہوا کہ شاید اس شخص کو ہوش آیا
ملکہ نے پوچھا کہ کیون صاحب مال کے واسطے آپ نے اپنی جان دے دی بڑا کمال کیا ہملشاد نے کہا

قزاق کیسے قزاقون کی یہ مجال ہی کہ ہمکو لوٹین شہباز بلند پرواز سے مقابلہ پڑا ہمکو گھوڑا مغلوب نے نکال لایا
آپ کو پروردگار نے ہمپر مہربان کیا آپ ہمکو اُٹھا لائین علاج کیا ملکہ نے نام شہباز سُنکر منھ پیٹ لیا کہا کہ
صاحبو کیا غضب کی بات ہی میرے باپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے یہان پہونچے صاحب خدا کے واسطے
اب کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ شہباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے کہا کہ اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو کچھ ضرورت
نہین اور جو کوئی پوچھیگا تو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ملکہ سر جھکا کر خاموش ہو رہی رستم کو پھر غش آگیا
ملکہ وہان سے اُٹھکر صحبت مین اپنی کنیزون کے آئین روبرو کر حال سامنے کنیزون کے بیان کیا کنیزون نے
عرض کی کہ واری بڑی مشکل کی بات ہی اگر کسی طور سے خبر آپ کے والد نامدار کو ہوگی تو قیامتین اور
فساد برپا ہونگے نہین معلوم کہان پر لڑائی پڑی کہان یہ زخمی ہوے ملکہ اس ذکر مین چپ بیٹھی ہین جو امور
سے سب ذکر کر دیا ایک خواص چنچل نام اُس صحبت سے اُٹھی کنارے آکر سوچی اگر انکے باپ کو اطلاع ہوگی
فساد برپا ہوگا بادشاہ کہین گے ہمسے اطلاع نہ ہوئی ہم لوگ گنہگار قرار دیے جائین گے اور پرسش ہوگی
مین جاکر حاکم وقت سے اطلاع کرون کہ ہمارا گنہگار ہونا موقوف ہو جائے ہمسے پرسش نہ ہو یہ سوچ کر باہر
نکلی ڈولی مین سوار ہوکر چلی دو کوس نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی عقاب نیزہ باز بھتیجا شہباز کا جو اپنے چچا کے
مقام پر برسر حکومت ہی اُس کنیز کو جو آتے دیکھا گھوڑا روکا پکار کر پوچھا کہ کیون چنچل خلاف وقت کہان جاتی ہو
کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو حضور ہی کی تلاش مین چلی تھی آپ یہان ملے گھوڑے سے اُتر لیے
نیچے آگئے تو مین کچھ عرض کرون عقاب نیزہ باز ہنستا ہوا نیچے اُترا کہا چنچل بیان کرو ہم تمھارے کہنے سے
ٹھہر گئے کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمھارے مثل اب کوئی
پہلوان نہین ہی اور جملہ کیفیت چنچل نے بیان کی یہ سُنکر عقاب کانپنے لگا کہا کہ اس گیسو بریدہ نے
غضب کیا دشمن کو گھر مین جگہ دی ابھی چل کے قتل کرونگا یہ کہہ کے اپنے گھوڑا پھیرا طرف باغ ملکہ کے
چلا بارہ سو جوان ساتھ ہین اُسنے پلٹ کر کہا کہ چار طرف سے باغ کو گھیر لو چار طرف سے آکے باغ کو
گھیرا رستم ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی چار طرف سے سوارون نے جو باغ کو گھیرا
رستم نے کہا کہ ملکہ دیکھو تو یہ کیسی گرد اُڑی ہی ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین دوڑی ہوئی گئین
تھوڑی دیر مین گھبرائی آئین عرض کی واری غضب ہوا چنچل خواص نے جاکر آپ کے بھائی صاحب
سے اطلاع کی ہمنے جو منع کیا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو وہ ممکن نہ ہوا خبر اُسکو ہو گئی ملکہ کو سناٹا آگیا

رستم نے کہا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ نے بھی چہرے پر نقاب ڈالی بارہ سو خواصون سے ملکہ رستم کے ہمراہ
ہوئین رستم پلٹ کے فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ہم ابھی مقابلہ کرکے آتے ہین
ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار ایک ہاتھ تلوار کا لگاتے جائیے کہ بار ہماری گردن سے اُترے فراغت
پا جائین علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ مین ابھی زیر کرکے اُسکو آتا ہون ملکہ روتی رہگئین رستم نے گھوڑا
ترچھا کرکے دروازے سے نکالا باہر لڑ ہوا وہ دروازہ کھلا سب سوار و پیدل غل مچانے لگے علمشاہ کا گھوڑا
طرارہ بھر کے باہر آیا عقاب نیزہ باز نے رستم کو دیکھا گینڈے کو بڑھایا قریب آیا صورت زیبا دیکھکر
عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی میرے سامنے سے چلا جا مین
معاف کرتا ہون رستم نے کہا کہ ای عقاب اب زیادہ بلند پروازی نہ کرو ایسا نہ ہو خلاف عقل ہو بہتر
یہ ہی کہ لشکر کشی کرکے آئے ہو اب مقابلہ شروع کرو زبان تیر سے کلام کرو یہ سُنکر عقاب نے گینڈے
کو مہمیز کیا خبردار خبردار کہہ کے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا
ایک مقام پر گانٹھ کر علمشاہ نے تھپیڑا مارکر نیزہ نکال دیا عقاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر لیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا عقاب نے
گردہ سپر کا آگے کردیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا خود پر گری خود آہنی کو کاٹا دوہالنے جو گری سر پر پڑی
کہ دو اُنگل سر مین در آئی اُسنے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کے نکالا چادر خون کی عقاب کے چہرے پر آگئی تب
اُسنے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارون رستم نے کہا کہ ای عقاب ہمارے تمھارے کشتی ہو زور مین جو
زبر ہو عقاب خیال کرتا ہی سر میرا زخمی ہی ایسا نہ ہو کہ اکی جان جائے یہ جوان فنون سپاہ گری مین کامل
واکمل ہی کسی مقام پر کمی نہ کریگا آج مین شب کو زخم و زہی کراؤن کل اس جوان سے مقابلہ کرون اور رستم
نے بھی عقاب سے کہا کہ جاؤ ہمنے تمکو ایک شب کی مہلت دی کل مقابلہ ہوگا عقاب زخم کو باندھتا ہوا پلٹا اُسی
مقام پر بارگاہ استادہ کراکے اُترپڑا خیمے مین داخل ہوا علمشاہ خون تلوار کا پونچھتے ہوے باغ مین آئے
ملکہ بیقرار ہو رہی تھین رستم کا آنا غنیمت ہوا کہا کہ کیون صاحب اُس مکار نے مہلت لی ہی کل کے روز دیکھیے
کیا کرے علمشاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لیکن عقاب نیزہ باز جو پلٹا اکیلا بارگاہ مین آیا
بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا کلنگ مکار ہی تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے خیال کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین در
بارگاہ پر آیا پکارا کہ غلام حاضر ہو عقاب نے آواز دی کہ آؤ عیار اندر آیا دیکھا عقاب نیزہ باز

بیٹھا ہوا اور ہا ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ آقا خیر تو ہے آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام سے
حال کہیے کہ یہ حقیر کچھ فکر کرے عقاب نے کہا کہ ای کلنگ صاف یہ ہے کہ وہ مجھسے زبردست ہے آج تک
جان بچائی کل سامنا پڑیگا سر میرا کاٹ لیگا مین چاہتا ہون کہ اب مین مقابلہ نہ کرون کلنگ نے
عرض کی کہ کچھ بات نہین غلام اُسکو چرا لائیگا قید کرکے قتل کیجیے عقاب نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر
کلنگ کو دیا کلنگ اپنے مقام سے اُٹھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدلی ایک بڈھے
کی شکل بنکر پشت باغ سے کمند مار کے اندر باغ کے آیا صحن باغ مین دیکھا کہ رستم سو رہے ہین کنیزین
بھی سو گئین کلنگ گرتا پڑتا برابر چھپر کھٹ کے پہونچا روشنی گل کرکے کفچے مین دارو بیہوشی رکھی
چاہا کہ دماغ مین لگا دے کہ رستم نے آنکھ کھول کر کہا کہ ارے تو کون ہے کلنگ بھاگا رستم اسکے پیچھے
دوڑے برابر دیوار کے کلنگ پہونچا جست کرکے دیوار پر گیا رستم بھی دیوار پر آئے وہ کودا رستم
بھی کود پڑے آگے کلنگ بھاگا تعاقب مین علمشاہ چلے ایک صحرا مین رستم نے پہونچکر کمان کیانی
دوش سے اُتاری پلٹ کے جو کلنگ نے دیکھا کہ یہ جوان تیر مارا چاہتا ہے نہ بھاگون تھرا کر ٹھہر گیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی مین اپنے آقا کے حکم سے آیا تھا ورنہ میری مجال تھی کہ مین آپ کو چرانے آتا
امیدوار ہون کہ میری خطا معاف کیجیے چاہتے ہین رستم کہ کچھ جواب دون صحرا سے گرد اُڑی عقاب
نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہے دور سے عقاب نے دیکھا کہ رستم نے کمان کاندھے سے
اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا چاہتے ہین کہ تیر مارون اور کلنگ منتین کرتا ہے کہ مجھے معاف کیجیے
مگر رستم نہین مانتے آقا کو جو آتے ہوے دیکھا پکار اُٹھا کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے عقاب نے
وہین سے گھوڑا بڑھا دیا سامنے رستم کے پہونچا نیزہ پکڑ کر جھپٹا رستم نے کہا کہ ای عقاب یہ خیال
نہ کرنا اگر نیزہ مار دیا اور مین زخمی ہوا تو تمکو زندہ نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا کہ اب میرے آپ کے
یہین مقابلہ ہو جو زیر کرے مغلوب غالب کی اطاعت کرے ای کلنگ جا کر ایک گھوڑا اور لا دو عیار
بھاگا تھوڑے عرصے مین لا کر گھوڑا حاضر کیا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہوے سامنے عقاب کے
آئے آپس مین نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے مین علمشاہ نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
علمشاہ نے تیغ کہستان نیام انتقام سے کھینچا آپس مین تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ رد و بدل ہوے تھے
کہ رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لون عقاب نے گریبان پر

ہاتھ رکھا علمشاہ و عقاب سے کشتی ہونے لگی ہر مقام پہ عقاب چاہتا ہی کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین
ایک مقام پر رستم عقاب کو لے دوڑے اور آواز دی کہ او ظالم خم جا یہ کہکے کہ مارا دونون گھٹنے آشنا
بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے نعرہ تکبیر کہکے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُکھیڑ کر مارا چار دن شانے چت اُچک کر رستم چھاتی پر سوار ہوے
ہڑوڑ کر مشکین باندہین طرف باغ کے لے چلے کلنگ نے جا کر فوج مین خبر کی کہا کہ رستم نے عقاب کو
زیر کیا لیے جاتے ہین اہل لشکر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بارہ ہزار سوار جرار تیار ہو کر چلے راہ مین
آکر رستم کو گھیرا رستم نے تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی وہ چاہتے ہین کہ رستم سے اپنے آقا کو چھین لین رستم
عقاب کو بچاتے ہین ایک مقام پہ فوج والون نے یلوہ کیا ایک نے ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ نے اُسکو
جواب دیا رستم نے خالی دیکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دس بارہ پہلوانون نے ملکر اپنے آقا کو
چھین لیا ملکہ کو خبر پہونچی کہ رستم یگانہ لڑ رہے ہین عقاب کو فوج والون نے چھین لیا اب چاہتے ہین
رستم کو گرفتار کرین ملکہ بہت بیقرار ہوئین خواصون سے کہا کہ اری کمبختو یہ وقت جانبازی و سر فروشی ہے
اس وقت چلکر مدد کرو یہ کہکر نقاب چہرے پر ڈالی بارہ سو کنیزین گھوڑیون پر سوار ہو کر سامنے آئین کہا
حضور چلین لونڈیان موجود ہین یہان علمشاہ پر وقت تنگ ہی چہار جانب سے تیر ٹپ رہے ہین علمشاہ
ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم نے ایک نقابدار کو دیکھا
بارہ سو سوار ساتھ آکر پہونچا فوج عقاب پر گرا فوج عقاب پر وہ حملے کیے کہ کئی سو آدمی مارے
لڑتا بھڑتا چاہتا ہی برابر علمشاہ کے پہونچون رستم نے قیامت برپا کر دی افسر چن چن کے مارے ایک مقام
پر نقابدار نے عقاب کا مقابلہ کیا نیزہ مارا عقاب نے گلوگاہ پہ ہاتھ ڈالکے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار
نے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی نقابدار کا ہاتھ پڑا سپر عقاب کی کٹی
دو اُنگل زخم سر مین آیا عقاب نے تلوار کو سر سے دستانہ مار کے نکالا اور اوپر سے ہاتھ نقابدار کو مارا
نقابدار کا بھی سر زخمی ہوا نقاب جو چہرے سے ہٹی چاند لکہ ابر سے نکل آیا رستم کی جو نگاہ پڑی ملکہ
کو دیکھا کہ سر سے خون بہ رہا ہی غصے مین عقاب پر جا پڑے فرمایا کہ او نامرد اسی کا نام جرأت و شجاعت
ہی رستم پہ عقاب برس پڑا رستم خالی دیے رہے ہین ایک مقام پہ رستم نے خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو اُٹھا دیا باقبہ سپر پر تلوار چمکی تھی یا نہ بیرنگ اُس کڑی کو وہ لنگ کے

بوسہ دیا غرض یہ ہوا کہ عقاب مارا گیا فوج والون نے بمشکل لاشہ اُسکا اپنے قبضے مین کیا طرف صحرا کے
بھاگے رستم و ملکہ نے تعاقب کیا آخر وہ لوگ نکل گئے علمشاہ و ملکہ اب اُس صحرا سے واپس ہوے پلٹتے
وقت رات کی تاریکی مین رستہ فراموش ہو تا ہی چاہتے ہین قلعے مین پہونچین وہین جل کر رہین قلعہ اسلام آباد
رعایا دل شاد ہو یہ سوچتے ہوے پلٹے ہین ایک مقام پر پہونچے کہ رونے کی آواز آئی کہ ای فلک کجرفتار
وای گردون غدار حکم دے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے یا اپنے آقا کو پاؤن رستم نے کہا کہ
یہ آواز سمک کی ثابت ہوتی ہی یہ کہکے گھوڑے سے اُترے آواز دی کہ ای یار وفادار وای مونس
غمگسار تو کس مقام پر ہی مین تیرے پاس آنا چاہتا ہون ملکہ نے دیکھا کہ زرغۂ نخلستان سے ایک عیار
جھپٹ کر دوڑا رستم سے بہ اشتیاق لپٹ گیا بلک بلک کے روتا تھا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے
قدر شناس فلک نے امید شادی تھی اب قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی علمشاہ بھی برادر برادر
کہکے رو رہے ہین ملکہ ادیان سے کودین چند کنیزین دوڑین آکے دیکھا کہ عیار و سردار لپٹے ہوے
رو رہے ہین دونون کو جدا کیا عیار نے عرض کی کہ قلعے مین تشریف لے چلیے جس وقت وہ لوگ
سُنین گے کہ عقاب مارا گیا آپ کی اطاعت کرینگے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مانند غلامان
حلقہ بگوش حاضر خدمت رہینگے رستم نے کہا کہ ای برادر آگے بڑھو سمک آگے بڑھا ملکہ و رستم و کنیزین
عقب مین سمک کے چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک قلعہ اور معلوم ہوا نگہبان دوربینین ہاتھ مین لیے ہوے
طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ بھی امید ہی کہ دیکھین خداوند ہفت پیکر کیا دکھائے اس سوچ مین سب
کھڑے تھے کہ نگاہ پڑی ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی عقب مین ایک جوان آفتاب جمال پشت
پر کئی سو نقابدار گھوڑون کو اُڑاتے ہوے اسی طرف آتے ہین دیدبان نے پکار کر آواز دی کہ ای آنیوالے
قلعے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سمک رُکا پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا رستم نے مرکب بڑھایا آواز دی
کہ باشندای اہالی قلعہ قلعے کا پھاٹک کھولدو ہم قلعے مین آئین گے یہ جو رستم نے کہا اُسنے گولہ مارا رستم
نے خالی دیا اور گرز پر ہاتھ ڈالا رنگین زمرد پوش نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غصہ نہ کرین مین ان
سب کو سمجھائے دیتی ہون اُس غصے مین رستم نے یہ کہا کہ تمھین کیا دخل ہی ملکہ کانپ گئین پیچھے ہٹین
رستم نے مرکب پر کوڑا کیا گھوڑا بڑھایا اور چلا کر آواز دی کہ او بیحیاؤ ہم تمسے آگاہ نہین تم ہمسے ماہر نہین
پس گولے مارنے کا کیا باعث راہ مین جاتے تھے یہ قلعہ ملا ہمنے چاہا قلعے کی راہ سے جائین تمکو ہمسے

باعث فساد کا کیا ہی کسی نے جواب نہ دیا گولے مارے گئے رستم نے گھوڑا اڑایا ملکہ کو منع کیا کہ تم کنارے ہو جاؤ مین اسی وقت قلعہ لیتا ہون یہ کہہ کے گھوڑا اصمیز کیا جو گولہ سامنے آیا گرز مار دیا کہ گولہ الٹا پلٹ کر خندق پر گرا ایک آدھ کنگرہ قصر کو جا کر برباد کیا اس طرح گولون کو رد کرتے ہوے برابر خندق کے پہونچے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا خندق کو پھاند برابر پھاٹک کے آئے گرز مارا کہ پھاٹک ٹوٹا رستم اندر گھس گئے اہالی قلعہ لڑنے لگے تاجدار جو ان سب کا افسر ہی تخت پر سوار غلغلہ کرتا ہوا کہ ارے نامردو ایک شخص اکیلے نے قلعہ فتح کر لیا گھیر کر اسکو مار لو چار طرف سے فوجین دباؤ ڈالتی ہین رستم مصروف شمشیر زنی ہین سمک حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی جسپر پڑا ایک حقہ ضائع ہوا لیکن جب پھٹا دس بیس کو جلا یا کئی سو حقہ سمک نے داغا کئی ہزار جل کر گرے رستم لڑتے ہوے قریب تاجدار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا یا سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون اُس تاجدار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان اُسنے کہا کہ جب تک زندہ ہون گردن تابی نہ کرونگا رستم نے تاجدار کو ہاتھ سے رکھدیا تاجدار نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی بہت خوش ہوا گرد پھرتا تھا کہا ای شہریار دارالامارہ مین تشریف لے چلیے غلام کو سرفراز فرمائیے علمشاہ ساتھ تاجدار کے دارالامارہ شاہی مین آئے اُس تاجدار کو بدستی تخت پر بٹھایا ساتھ والون سے تاجدار نے کہا کہ اس شہریار کی خاطر کرو سب لازم خاطرداری مین مصروف ہوے کہ ایک چوبدار نے بڑھ کر تاجدار سے کہا کہ در دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہی کچھ کاغذ لایا ہی تاجدار نے کہا کہ بلا لو وہ شتر سوار کاغذ ہاتھ مین لیے ہوے اندر آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا کاغذ ہاتھ پر رکھ کے پیش کیا اور عرض کی کہ ابھی حضور نامہ پڑھین اور جواب نامہ دین تاجدار نے نامہ کھولا نامے کو پڑھا کاغذ پڑھ کر سناٹے مین آ گیا کئی وزیرون کو بلایا اُنسے بھی صلاح کی اُن سب نے موافق تحریر کے ہدایت کی تاجدار چپ بیٹھا ہی بعد عرصہ دراز کے تخت سے اٹھا عیارون کو کچھ اشارہ کیا عیار و بڑے وزرا بھی اپنے مقام سے اٹھے تاجدار خود جام شراب لیکر حاضر ہوا علمشاہ سے عرض کی کہ اسے نوش فرمائیے رستم نے ہاتھ بڑھایا جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اُسنے سمک کو دیا سمک بھی پی گیا تیسرا جام نقابدار کے سامنے پیش کیا وہ بھی کچھ عذر نہ کر سکا تینون آدمی جب جام پی چکے تاجدار نے آواز دی کہ ای رستم تمھین کچھ خوف خداوند ہفت پیکر نہ آیا یہ سر حد اُنکے بندون سے معمور ہی جدھر جاؤگے اُنھین کے بندون کو پاؤگے

یہانسے بچنا دشوار ہی بہتر یہ ہو کہ قدرت کو سجدہ کرو رستم نے بقہر و غضب تمام اُس بادشاہ کی جانب دیکھا سماک نے عرض کی ای شہریار بیہوشی مجکو اور آپ کو مل چکی اور نقابدار کو سماک نے اشارہ کیا کہ آپ سے کچھ تدبیر رفع دار وے بیہوشی کی ہوگی نقابدار نے اشارہ کیا کہ ای سماک نہ گھبراؤ طرف علمشاہ کے دیکھکر خاموش ہو انقابدار کچھ چپکے چپکے اسم سحر پڑہنے لگا جب علمشاہ اور تاجدار سے باتون مین تکرار ہوئی علمشاہ اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے سماک بھی ہان ہان کر کے اُٹھا وہ بھی بیہوش ہوا ان دونون کے گرتے ہی تاجدار نے اشارہ کیا گرفتار کر لو نقابدار تلوار کھینچ کر اُٹھا کہا کیا مجال کہ جو کوئی اس شیر کو گرفتار کرے نقابدار لڑنے لگا مصروف جنگ ہوا کسی کو قریب نہین آنے دیتا تاجدار نے کہا کہ او نقابدار تو کیون دخل دیتا ہی اس جوان کے بارے مین حکم خداوند ہفت پیکر ہی کہ گرفتار کیکے جلد ہمارے پاس روانہ کرو نقابدار نے کہا کہ کیا مجال یہ کہ شیرانہ تلوار کھینچے ہوے گرد رستم کے پھرنے لگا سماک کو بھی بچاتا ہی کہ ایسا نہو سماک کو کوئی قتل کر ڈالے نقابدار مثل برق چمک رہا ہی گر کسی کو قریب ان دونون کے نہین آنے دیتا تاجدار نے جو نقابدار کو اس طرح آمادہ دیکھا آواز دی کہ کل فوج کو حکم دو کہ بلوہ کر کے نقابدار کو بھی پکڑ لین یہ جو تاجدار نے کہا سب بلوہ کر کے چلے باہر سے پلٹنین رسالے اندر گھس آئے افسر پکارنے لگے کہ ارے نقابدار تلوار پھینکدے جو شاہ کہتے ہین وہ قبول کر نقابدار نے بہ نگاہ قہر طرف پلٹنون کے دیکھا اور جھولی پر ہاتھ ڈالا جبیر باش کا دانہ پڑا جلنے لگا پانچ چار ہزار آدمی جل کر خاک ہوے اب نقابدار پر بلوہ ہی نقابدار سحر کرنے لگا جب سحر کیا سو دو سو مر کر گرے اور زیادہ ہنگامہ ہوتا ہی مرنے کی آوازین آنے لگین کئی ہزار آدمی مارے گئے نقابدار گرد رستم پھر رہا ہی اول مین جو لکھا ہی کہ نقابدار کچھ چپکے چپکے پڑہنے لگا مراد یہ تھی کہ میرے اوپر بیہوشی کی تاثیر نہ ہو اُسکی ذات خاص پر بیہوشی نے تاثیر نہ کی لڑ رہا ہی علمشاہ اور سماک کو بچا رہا ہی جب تاجدار نے دیکھا کہ کئی ہزار جوان مارے گئے تاجدار گھبرایا دوڑا ہوا محل مین آیا بیٹی اسکی آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی کہا کہ کیون ای باپ گھبرائے ہوے کیون ہو اسنے بیان کیا کہ بادشاہ قلعۂ زرین پوشان کی دختر رستم پر عاشق ہی سحر سے رستم و سماک کو بچا رہی ہی کئی ہزار جوان اُسنے قتل کیے ایسا نہو کہ عیار اور سردار کو لیکر نکل جائے اس وجہ سے پریشان ہون رستم اور سماک بیہوش پڑے ہین وہ نقابدار کسی کو قریب نہین آنے دیتی شیرانہ لڑ رہی ہو دختر شاہ موسوم بہ اخگر جادو نے ہنس کر کہا کہ کیون آبا جان اگر آپ کا حکم ہو تو اسکو

گرفتار کرادون پسر حمزہ پر جان دیتی ہی ای باپ ایک معاملہ اور بھی ہی کہ فرزندان حمزہ نہایت حسین و
جمیل ہین جس عورت نے دیکھا جان و دل سے مائل ہوئی بھلا کب ہوسکتا ہی کہ بھائی کو مین قتل کرائے بڑے
افسوس کی بات ہی باپ نے کہا کہ بیٹا جلد تدبیر کرو اخگر اپنے مقام سے اُٹھی باپ سے کہا کہ آپ جا کے
بلوہ کیجیے مین جا کر گوشے سے سحر کرتی ہون اگر اُسکو ظاہر ہوجائیگا کہ کوئی میرے سحر کو دفع کر رہا ہی تو مشکل
پڑیگی اسلیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہی مین نے ابھی سحر سیکھا ہی یہ کہ کے باپ کو حکم دیا آپ جا کر اُسپر بلوہ کرین
مین سحر کر کے گرفتار کرادونگی بادشاہ باہر آیا اُس نازنین نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے ہزارہا بلوہ کیے
چلے آتے ہین جھپٹ کے اس معشوقہ نے اور سحر کیا لوگ ہٹے دو تین سحر ایسے کیے کہ زمین ہل گئی ایک گاڑی بجلی کی
اُسپر رستم اور سماک کو ڈالا سحر سے دو بیل بنائے اُسپر علمشاہ اور سماک کو ڈال لیا آپ آگے آگے گاڑی
پیچھے پیچھے اس طرح لیکر چلی کوس بھر قلعے سے نکلی تھی کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار چھایا آواز آئی کہ او
رنگین زمردپوش کیون اہالی طلسم سے دشمنی پیدا کرتی ہی قتل ہوگی وہ سزا ملیگی کہ تمام اہالی طلسم عبرت کرین
یہ سنکر رنگین زمردپوش نے جواب دیا کہ ارے کیا بیہودہ بکتی ہی یہ کہ کے گولا مارا گولا پھٹ کے زمین پر گرا
آواز آئی کہ او لڑکا تا دیکھا تو نے جتنے بھی سحر سیکھا ہی یہ کہ کے سحر کیا رنگین پر آگ برسنے لگی آگ برستا دیکھکر رنگین
کو غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا کارد کو ابر پر پھینک مارا ابر پھٹا زمین سے گرد اُڑی
ابر لخت لخت ہوا کارد ٹھہر رہی تھی وہ چھری تڑپ کر قریب رنگین زمردپوش آئی رنگین نے انگلی کو تراش کر
چند قطرے خون کے زمین پر گرائے آواز دی لے تیری خوراک موجود ہی چھری اُنھین قطرات پر گری یہ جو اخگر
نے معاملہ دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے تم لوگ تو لڑنے سے بالکل تھم گئے تم بلوہ کرو دیکھو تو کیا
ہوتا ہی دوسری طرف یہ متوجہ ہو مین سحر کر کے اسکو بیہوش کرون گرفتار کر لیا جائیگا یہ جو اسنے کہا چار طرف
سے فوج طرف رنگین زمردپوش کے چلی رنگین نے جو فوج کو آتے دیکھا دو سحر کیا کہ جو اسکی جانب
آتے تھے آپس مین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپس مین جو ہنگامہ ہوا اخگر
نے آسمان سے سحر کیا کہ جہان ملکہ رنگین زمردپوش کھڑی تھین شعلہ ہاے آتش اُس مقام پر گرنے لگے
رنگین زمردپوش نے کئی مرتبہ آسمان پر بھی سحر پھینکا لیکن اُس حسین پر پہ سحر نے کچھ تاثیر نہ کی رنگین
زمردپوش اور جھلائی دوسرا سحر کیا جو سحر رنگین نے کیا اخگر نے بہ آسانی دفع کر دیا آپس مین سحر
چلنے لگے رنگین نے جب دیکھا کہ اخگر پر سحر تاثیر نہین کرتا نہایت پریشان ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈال کے

تلوار نکالی اُسپر اسم سحر پڑھا آواز دی کہ او اخگر جادو ہوشیار ہو یہ کہکے تلوار پھینک ماری اخگر جادو پر
تلوارین برسنے لگین لیکن اخگر اُسی طرح سے اپنے کو بچاتی ہی آپس مین سحر کی رد و قدح ہو رہی ہی دو گھڑی
کامل آپس مین سحر ہوے کسی کے سحر نے کسی پر تاثیر نہ کی اخگر جادو زمین پر آئی للکار کر آواز دی کہ ای
رنگین اب چلی جاؤ ورنہ بہت پریشان ہوگی رنگین نے گولہ مارا اخگر نے کاٹا ایک مقام پر کڑک کر اخگر گری
کہا ہوا ذرا سنبھل جاؤ اب قید مین لیے جاتی ہون تو نے ان لوگون کے ساتھ ایسا کچھ کیا کہ جسکا بدلہ
ہوتا ہی یہ کہکے ایک دوہتھڑ مارا زمین کانپی غبار بلند ہوا آواز آئی ای رنگین زمرد پوش ای بندۂ
مقبول بارگاہ ہفت پیکر یہ کیا آفت ہی کہ اس مذہب کے مٹانے کی کوشش کر رہی ہو خبردار ملکہ رنگین
چہار جانب دیکھنے لگین رستم کی بھی آنکھ کھلی رستم کی طرف اشارہ کیا کہ ای شہریار یہ عہد اُسنی ہی مکاریان ہین
ای شہریار ساحر رفیق و شفیق اُسکے ملے ہین عہدے مقرر ہین جسکو جہان یہ حکم ہوا اُسنے وہان پر آواز دے دی
دیکھیے اس وقت کنیز خیر خواہی دولت مین مصروف ہی یہ آواز کیونکر آگئی بس معلوم یہ ہوتا ہی کہ اس عہدے
پر جو مقرر ہی ادھر سے کہین گذر اُسکا ہوا اُسنے یہ بھی ایک فقرہ کہدیا کہ آدمی کو اعتقاد ہفت پیکر زیادہ ہو
اتنے عرصے مین رنگین کی جو پلک جھپکی علمشاہ سے باتون مین مصروف تھی اُتنے ہی عرصے مین ملکہ اخگر
نے کارد کو اپنے خون سے رنگا رنگین زمرد پوش پر کھینچ ماری بیچ مین آ کر وہ کارد شق ہوئی اُس سے ایک
برق چمکی باتین رستم سے رنگین کر رہی تھی کہ سر پر برق چمکی سر زخمی ہوا اُف کہکے کلیجہ تھام لیا سحر کرکے اُس کارد
کو پلٹا یا وہ کارد سر پر جاکے اخگر کے چمکی اخگر نے اپنے کو بچایا لیکن رنگین زخمی ہوگئی اُس زخم داری مین لڑ رہی ہی
کسی کو قریب اراہے کے نہین آنے دیتی چمک چمک کے لڑ رہی ہی یہ معاملہ جو تاجدار نے دیکھا بیتاب ہوگیا
تخت پر سجدے کے واسطے جھکا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر آج غلام کو اس ظالم کے سحر سے
بچا لیجیے ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکے بہت چیخا پیٹا کہ ایک دفعتاً ہوا آواز آئی کہ ای بندۂ خاص التماس تری
آواز قدرت نے سنی ابھی قدرت تقدیر کرتے ہین دیکھا طرف سے جنگل کے ایک طاوس اُڑتا ہوا آیا سامنے ملکہ
رنگین کے پہونچا رقص کرنے لگا رنگین تعریفین کرنے لگی کنیزون سے متوجہ ہوکے کہا کہ کیا کسی نے تعلیم کیا
دیکھو کیا رقص کرتا ہی سب کنیزین دیکھنے لگین طاوس نے ناچتے ناچتے مثل انسان کے آواز دی کہ ای
رنگین زمرد پوش تم جاکر باغ سیماب مین مقام کرو کنیزون کو ساتھ لیتی جاؤ وہان کی سلطنت ہمنے
تمکو دی تمھین وہان کا اختیار ہی یہ طاوس آواز دیکر بھاگا جنگل مین جاکر غائب ہوا ملکہ چیخین مار مار کر رونے لگی

کنیزون سے پُکار پُکار کے کہتی ہی کہ اب ایسا طاوس مجکو نہ ملیگا مین زندہ نہ بچونگی طاوس کے ساتھ جان دونگی یون ہمکو دھوکا دیکے چلا گیا یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو مین تو جاتی ہون باغ سیماب کی حکومت مجکو ملی اب مین وہان جاتی ہون جو خداوند مناسب جانین گے وہ ہمارے واسطے مقرر کرینگے یہ کہکے رنگین نے بہ نگاہ حسرت طرف رستم کے دیکھا کہا ای شہریار رخصت ہوتے ہین اگر زندگی باقی ہی تو پھر بھی ملاقات ہوگی یہ کہکر دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوئی کنیزین بھی ساتھ ہوئین سب کنیزین بھی غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصے مین کنیزین مع رنگین زمرد پوش غائب ہوگئین اخگر جادو آسمان سے اُتری رستم پر سحر کیا پھر اُسی طرح مسلسل و مطوق ہوگئے وہ تاجدار قریب آیا کہا ارابہ لیجاو ارابہ روانہ ہوا وہ تاجدار بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ساتھ والون نے پوچھا کہان قید لیجاوگے تاجدار نے کہا کہ زندان مسافران جو قدرت نے تیار کرایا ہی وہان بہت سے مسلمان قید ہین وہین لیجاکر انکو بھی قید کرینگے قدرت نے حکم دے دیا ہی قید مین مسلمان رہین آب و دانہ موافق رتبے کے ملیگا یہ فرزندان صاحبقران ہین انکی قید انکے مرتبے کے موافق ہوگی زندانخانہ مسلمانان مین پہونچ جائین یہ باتین کرتا ہوا رستم کی قید کے ساتھ آتا ہی ایک طرف ملکہ اخگر جادو ساتھ ہین پانچ سو کنیزین بازو بلد و قرقرے پر سوار ساتھ ساتھ ارابے کے گرد گھیرے ہوے دن بھر راستہ طی کیا چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ گھنٹہ و ناقوس کی آواز کان مین آئی رستم نے یہ صدا سُنکر سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک صحرائے وسیع سامنے پہلو مین پہاڑ ہی کہ اُس پہاڑ سے لو آگ کی نکل رہی ہی در بہت سے کُھلے ہوے سر کوہ پر ہزارہا طائر خوش بیانی تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین کہ جسکا مفہوم یہ ثابت ہوتا ہی نظم

ز تر دم نہ آنجا سکندر نہ دارا
بہ بخشد خدا مال و زر بینوا را

بمطلب رسد طالب از بارگاہش
شود بد عاجز و میسر گدا را

کند عفو زاہل خطا ہر خطا را
دہد عاشق بر دلش بہ بندد

بقرب وصالش خدا میر ساند
کند بندہ گر ترک حرص و ہوا را

طلبگار خالق بخلق و مدارا
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی

شود مشتہر فارسی نظم ہندی
الٰہی بایران و بلخ و بخارا

کنند خلق تسلیم حکم قضا را
بگیرد خدا دست بیدست و پا را

خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد
گشاید ہر آنکس کہ دست دعا را

بخلق خدا میکند زندگانی
پئے بندگی کردہ مامور ما را

ہزارہا طائر یہی آوازین دے رہے بعض یا ہفت پیکر کہ رہے ہین بعض طائر بلند ہوکر آسمان پر گئے وہان جاکر آواز دی

کہ یا خداوند ہفت پیکر منھ سے شعلہ نکلا دھر دھر جلکر خاک ہوا ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہین جلکر گرے اور پھر
پیدا ہوے آواز دیتے ہین خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی اعتقاد اُسکا الحق ہی دیکھنے والے دیکھین
کہ ہم بھٹک کر آگ مین گرے آگ ہمکو نہ جلا سکی آگ کو تو قدرت نے پیدا کیا ہی وہ ہمکو کیا جلاتی ہر طرف سے
یہی آواز آرہی ہی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی دیوث تاجدار کہ جو رستم کو قید کرکے لیچلا ہی
یہ بہ تعجیل تخت سے اُترا تھرتھر کانپا واسطے سجدے کے جھکا سجدے مین آواز دی کہ یا خداوند بندہ نیرے
نثار ہو کیا عنایت فرمائی امیدوار ہون کہ سجدہ میرا قبول درگاہ ہو بندگان خاص مین داخل ہو یہ خیر خواہ
ہاتھ باندھے ہوے طرف کوہ کے کھڑا ہی خادمون سے اشارہ کر رہا ہی کہ ہمارے چارون وزیرون کو بلاؤ
چارون وزیر حاضر ہوے عرض کی کہ ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی دیوث تاجدار نے حکم دیا کہ مین قریب
کوہ بوقلمون بکرامت خداوند ہفت پیکر آگیا آج روز جلوس ہی دل چاہتا ہی کہ کچھ نذر و نیاز حاضر کرون
کہ قدرت اور زیادہ رضامند ہون وزیرون نے عرض کی آپ نے کیا نذر تجویز کی دیوث تاجدار
نے جواب دیا مین پسر حمزہ کا سر حاضر کرنا چاہتا ہون لاشہ کہین پھکوا دونگا سر خداوند کو نذر دیا جاوے
کہ سرفرازی حاصل ہو وزیرون نے کہا کہ بڑی بات آپ نے تجویز کی یہی مناسب ہی دیوث تاجدار نے
حکم دیا کہ جلادون کو ساتھ لیجاؤ سر پسر حمزہ دسر عیار لیکر حاضر ہو سب لشکر چلتے چلتے تھم گیا ہی سب مین
ہنگامہ گرم ہی خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکار رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ ہماری
بنت کا پھل ملا کہ زیر کوہ بوقلمون پہونچے اور دن بھی خاص جلوس خداوند کا ہی یہان تو یہ باتین ہین وہان
چارون وزیر جلادون کو ساتھ لیے ہوے وہان پہونچے جہان رستم تھے ارابہ رُک گیا ہی ہر طرف
ہنگامہ ہی نام لیکر ہفت پیکر کا پکار رہے ہین رستم نے جو دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہی کہ کمند وہم
خیال بھی نہین پہونچتی اُس پہاڑ پر لاکھون آدمی جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہی مراد منہ مرادین
مانگ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ یا خداوند رحم اپنا شریک کیجیے آج روز جلوس ہی ایک تاجدار
جلیل موسوم بہ بوقلمون تاجدار ہر عرض و معروض کا مختار لباس شاہی پہنے ہوے ٹہل رہا ہی ایک
قصر پتھر کا نصب ہی اُسمین ایک تصویر پتھر کی وہی سب سے باتین کر رہی ہی جب وہ تاجدار کسی بندۂ مراد مند
کا پیغام لیکر جاتا ہی تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ ای بندۂ خاص الخاص زیر کوہ کرامت قدرت کو ملاحظہ کر
کاہنان طلسمی جیسے طلسم کشا سے اصلی کہتے تھے ای بوقلمون وہی قید ہو کر آگیا دیوث تاجدار ایک

بندۂ حقیر اُسکو گرفتار کر لایا اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہی سر اُسکا حاضر ہوتا ہی یہ قدرت نمائی ہی کہ دیوث کے
دل مین بھی یہی آیا کہ اُسکا سر قلم کرین اور سر بیش گاہ خداوند پیش کرین ای بوقلمون ادبھی باغی موجود ہین
سب کا حال کھلیگا قاسم ولندھور و داراب کشور کشا یہ تینون جوان قصر عشرت مین داخل ہین
سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہین یہ کیفیت رستم نے زیر کوہ سے ملاحظہ فرمائی سمک سے
رستم نے کہا کہ ای سمک موت لیکر زیر کوہ بوقلمون آئی ہی یہ سب آوازین رستم سُن رہے ہین کہ دیکھا چار
وزیر چار جلادون کو ساتھ لیے ہوئے جلاد شلنگین لگاتے ہوئے آتے ہین وہین سے وزیرون نے
آواز دی رستم و سمک کے قتل کا حکم ہی ایک جلاد نے بڑھ کر زنجیر رستم تھام لی کہا ای جوان ارابے
سے اُتر تیرے قتل کا حکم ہی کہ جلد سر لاؤ رستم اُٹھے ایک جلاد نے سمک کو کھینچا زیر ارابہ سے الگ
آکر جلاد نے سر زنجیر رستم سنبھالا کہا او پسر حمزہ بیٹھ جا مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اس زور سے زنجیر پر
جھٹکا مارا کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا رستم نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد اس طرح کوئی جھٹکا دیتا ہی
جلاد نے کلمۂ سخت کہا رستم نے کہا زبان سنبھال اُسنے پھر زنجیر پر جھٹکا مارا خارہ دار لٹو بغلون کے
پار ہوے رستم کو تاب نہ رہی زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا جلاد مُنھ کے بھل سامنے پہونچا علمشاہ نے
ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا اوپر سے لات ماردی کہ جلاد ریزہ ریزہ ہو گیا رستم نے جلاد کو مار کر
زنجیر جو ہلائی کڑی کے سر پھٹے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

کیست علمشاہ چو رستم لقب	ارشد اولاد امیر عرب
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت حمزہ وق افگندہ شور

اور ایک سوار کو مار کر تیغہ لیا سمک کو رہا کیا اب جو دونون جوان لڑنے لگے اس طرح جم کر لڑے
کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے لڑتے بھڑتے جاتے ہین دیوث
نے جو دیکھا کہ رستم قید سے رہا ہین اور مصروف جنگ ہین جملہ سوار و پیدل جنگ سے اُس شیر صولت
کی تنگ ہین رستم نے پرے کے پرے درہم و برہم کیے لڑتے بھڑتے جاتے ہین لڑتے لڑتے علمشاہ
نے تیراندازون کو جو بھگایا فوج مین تہلکہ ہوا دیوث نے پوچھا کہ ارے کیا ماجرا ہی سرکارون نے
خبر دی جلاد قتل کرنے گئے تھے قیدیون نے رہائی پائی پسر حمزہ نے زمین ہلادی کئی سو افسر نامی
مارے گئے لڑتا بھڑتا آپ کی طرف آتا ہی دیکھیے وہ برق شمشیر چمکی مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی کہ
پکار کر رستم نے آواز دی کہ باشیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران بد دغا اب کیا تمکو زندہ چھوڑونگا

دیوث نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا تخت سے کود اسجدے کے واسطے جھکا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا آفت برپا ہوئی قیدی چھوٹ گیا لڑتا بھڑتا آتا ہے کئی افسرون کو مارا کسی کا ہاتھ توڑ ڈالا یا خداوند جلد مدد کیجیے اُس تصویر نے بقہر و غضب تمام آواز دی کہ اے بوقلمون جادیوث کی مدد کر پسر حمزہ کو جلد باندھ کر لا یہ سنکر بوقلمون نے آواز دی ارے کوئی پہلوان حاضر ہے شداد کوہ پیکر گینڈا جھپٹا کر سامنے آیا آواز دی کہ غلام حاضر ہے کہا پسر حمزہ کا سر لا یہ سنتے ہی شداد نے چالیس ہزار فوج ساتھ لی برائے مقابلہ رستم چلا رستم مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرا دی ہے کہ ایک آواز ہیبتناک کان مین آئی کہ باش او پسر حمزہ اپنے گھر مین رستم نام رکھ لیا اے بدولت کے تو مقابلے مین آ رستم نے مرکب پھیرا اُدھر سے شداد آیا لگاؤ مدن ان ہوے تین قدم مرکب رستم کا اور چھ قدم گینڈا شداد کا ہٹا شداد نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ توڑ کے پھینک دیا شداد نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغ لیستان پر بدکا اُلجھا ہے سے ہاتھ نکال کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سپر کٹی خود کٹا سر مین بھی زخم آیا رستم نے چاہا کہ سر کاٹ لون شداد نے اہل فوج کو آواز دی کہ یارو پسر حمزہ کو قتل کرو چاہو بخشو برائے خداوند ہفت پیکر میری جان بچاؤ تمام فوج والے ٹوٹ پڑے رستم اُن چالیس ہزار سے لڑنے لگے کئی افسرون کو تاک تاک کے مارا شداد نے آواز دی کہ ای شہنشاہ بوقلمون اور فوج بھیجیے اُسنے پلٹ کر آواز دی کہ جا کر شداد کی شراکت کرو تین لاکھ فوج کو جنبش ہوئی یہ اس طرف سے چلے افسر اُس تین لاکھ کا بہزاد پنجہ کش اکڑتا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی کہ یا خداوند غلام جاتا ہے جلکے پسر حمزہ کا سر لاتا ہے تصویر سے آواز آئی کہ ای پہلوان قدرت جلد جاؤ بہزاد جھومتا ہوا چلا یہان سمک نے جو دیکھا کہ تین لاکھ فوج پہاڑ سے اُدر آئی ہے بوقلمون بھی تخت پر سوار ہمراہ ہے گھبرا گیا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز نظم

روی تو باز است چشم انتظارم روز و شب ۔ دیده را اشتایق بدیدار تو دارم روز و شب
داغ عشقت بر جگر چون لاله دارم روز و شب ۔ تازه می باشد درین گلشن بہارم روز و شب
در غم ہجران تو جان می سپارم روز و شب ۔ ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب
مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب ۔ شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب
سرنگون در سجدۂ اخلاص دارم روز و شب ۔ در قیام خاکساری استوارم روز و شب
قبلہ و کعبہ ترا من میشمارم روز و شب ۔ روی از ہر سو فقط سوی تو دارم روز و شب

بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب	مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب
گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب	لیک از الطاف تو امیدوارم روز و شب
در فن توحید تو چون مینگارم روز و شب	یا الٰہی بر سخن کن کامگارم روز و شب
غم بخور ہنگام غم ای غمگسارم روز و شب	دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب
ہند یا چون با سخن بست است کارم روز و شب	میرسد امداد از پروردگارم روز و شب

رستم کو بھی اس دریاے فوج کو دیکھکر انتشار ہوا دل مین یہی ہی کہ آج اٹھکر جان دیجیے یہ سوچ کر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھری یاد آیا کہ ای رستم اگر اس وقت قاسم ہوتے تو اشیا... جرأت اُسکے سپرد کرنے اور کہتے کہ ای نور نظران اشیا کو احتیاط سے رکھنا اب جو چاہے سو لے یہ کہکے رنجیدہ و کبیدہ طرف فوج بوقلمون کے چلے اور بوقلمون نے حکم دیا فوج نے بلوہ کیا اب رستم اُس بلوے مین لڑرہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی اور بوق ترکی کی آواز کان مین آئی کافرون کو معلوم ہوا کہ صور اسرافیل پھونکا گھوڑے الف ہونے لگے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسعد بن کرب غازی اسی ہزار دیوانے ساتھ بوق ترکی ہاتھ مین جان بوق کو دم دیا زمین کانپی اور ہوا کہ دیہہ آتا ہی صدہا قریات یہان بھی لوٹ لیے گانون کے گانون ویران پڑے ہین جس گانون کے قریب پہونچے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہی اگر اُسنے قبول کر لیا اور سامان لیکر حاضر ہوا تو خیر ورنہ جا پڑے مال و اسباب لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے جنگل مین باندھا اور کہا کہ سولہ گھی اسکی پشت پر بناؤ اس وقت زمیندار تھرا جاتا ہی اگر روپیہ گڑا ہوا ہی تو کھدوا کے منگا دیا اور اگر اسپر بھی تامل ہوا گرم سیخین پشت پر رکھ دیے گئے زمیندار کا گھبرانا اور ناچار ہو کر مال کا دینا یہ کہکر چکی کے نیچے گڑا ہی اس طور سے ہزارہا قریات غضنفر نے لوٹ لیے اس وقت کسی جانب جاتے تھے علمشاہ کو جو اس مصیبت مین دیکھا ہماے بلند پرواز عیار سے کہا کہ لو اور مزاد دیکھو خاوری کا باپ قتل ہوا چاہتا ہی ہمارے قبلہ و کعبہ فرمایا کرتے ہین کہ فرزندان حمزہ مین اس رومی بچے نے بہت کثرت کی اسکے ہاتھ پانون اچھے ہین اگر قتل ہو جائیگا تو نانا جان کو بڑا الم ہوگا دیوانون نے کہا ارشاد ہو تو کافرون کو قتل کرین رستم کو بچالین حکم ہو آپ کے پاس لائین یا اُنکے لشکر مین بھیجدین جیسا ارشاد ہو بجا لائین یہ سُنتے ہی غضنفر نے گھوڑا اُٹھایا نعرہ کیا کہ منم غضنفر بن اسعد بن کرب غازی نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان جاہ

اسّی ہزار دیوالون نے گھوڑے بڑھائے تتق گرد پیچیدہ ہو کر آسمان تک پہونچا دیوالون نے اندھیرے مین دریاے خون بہا دیا ایک ایک دیوانے نے چوبدست ہلا کے تاجدارون کو قتل کیا رستم نے جو نعرۂ غضنفر کی صدا سُنی نہایت خوشی حاصل ہوئی فرمایا میرا دیوانہ آپہونچا اب اس سے کون لڑ سکیگا کافرون کے سر توڑیگا عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی تمام میدان معلوم ہوتا تھا کہ آتش بہار ہو گیا درختون سے آگ گر رہی ہی عرض کرچکا کہ دیوالون کی بے باکی قزاقون کی چالاکی سرافسرون کے زمین پر گرے دریاے خون بہنے لگا ہر طرف صداے فریاد فریاد بلند ہوئی قریب تھا کہ کافر بھاگ نکلین بوقلمون جادو نے جو یہ تہلکہ دیکھا بڑھ کر تصویر ہفت پیکر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ دیوانہ مجہول کون ہی اگر حکم ہو مشکین باندھ کر لاؤن یا خندق آب قہر خداوندی مین ڈالدون اور حضور کا حکم پہونچاؤن کہ اس گنہگار کو جلادے تب آگ جلائے اگر حکم عدالت خداوند نافذ ہو تو آگ گرمی نہ دکھائے آبرو دار کہلائے ہر قطرہ گوہر آبدار بنے دشمن کا جگر چھنے بوقلمون نے جو یہ بڑھ کر عرض کیا تصویر سنگی نے منھ کھولا بوقلمون نے دیکھا کہ شعلے بھڑکنے لگے آواز آئی جلد جا گرفتار کر کے پاس ہمارے لا کہ آتش قہر و غضب مین جلادون بوقلمون چلا چار لاکھ فوج پیچھے نوبت و نقارے بجاتا ہوا سہراب کرگدن سوار پہلوان آگے بڑھا ہوا ٹھوہٹو کرتا ہوا تیغہ ہاتھ مین تخت پر بوقلمون کے ہاتھ رکھے ہوے کوہ سے اُترکے بوقلمون نے نعرہ کیا کہ او فرزند سپہ سالار قدرت زیادہ بے ادبی نہ کر یہ کہتا ہوا زیر کوہ آیا لوگون کو ہٹاتا ہوا سہراب نے گینڈا بڑھایا للکار کر غضنفر کو آواز دی کہ او طفل گھوڑے سے اُتر آ مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے مین چل کر قدرت سے خطا معاف کرادون غضنفر نے پلٹ کے یہ نگاہ قہر طرف سہراب کے دیکھا آواز دی کہ مین آیا ہوشیار ہو جا آتے ہی تگاور زن ہوا سہراب نے دیکھا گھوڑا برق جہندہ تیغہ بر قتاب پر قبضہ خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین نہنگانہ لڑتا ہوا اگر تگاور زن ہوا چھ قدم کرگدن مست سہراب اور تین قدم گھوڑا غضنفر کا پیچھے ہٹا بعد نیزہ بازی تلوار چلی غضنفر نے پکار کر کہا کہ ارے اس خود سر کا سر کاٹ لو سہراب سمجھا کہ کوئی حریف میرے پیچھے آ گیا ارے کون کہہ کے پلٹا جیسے ہی سہراب اُس طرف پلٹا غضنفر نے ایک ہاتھ تادار کا مارا کہ سرافسر کا زخمی ہوا دوسرا تیغہ شانے پر ملا شانہ بھی زخمی ہوا اب تو غضنفر برہم پڑا گینڈے کا سر اُڑا دیا اسقدر سہراب زخمی ہوا کہ بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا ساری فوج نے دیکھا کہ سہراب بھاگا جاتا ہی اب

غضنفر تلوار کھینچے ہوئے عقب مین سہراب کے لڑتا بھڑتا جاتا ہی پلک جھپکانے کا موقع نہین ملتا کئی افسرون کو راہ مین غضنفر نے مارا جسنے ٹوکا لپک کے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے کیئے اس طرح لڑتا جاتا ہی کہ دیکھنے والے حیران ہین دور سے تعریفین کر رہے ہین بوقلمون جادو نے جو اس صورت و شوکت سے غضنفر کو دیکھا قلب کانپا گھبرا کر کہارون سے کہا کہ تخت ہٹاؤ سامنے اس شیر کے مجکو نہ لیجاؤ سہراب کرگدن سوار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوکر نکل گیا کانپ گیا اور پیشانی پر پسینہ بھی آگیا فوج والون کو آواز دی کہ ای فوج خداوندی سحر کا ہنگامہ دکھاؤ اب تو کمیدان و رسالہ دارون نے سحر کرنا شروع کیا وہ دنا دنا سناٹا چلا کہ ملازمان غضنفر گھبرا گئے فریاد فریاد کی صدا بلند کی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا سحر دفع ہوا غضنفر نے گھوڑا آگے بڑھایا اور نعرہ شیرانہ کیا انگشتر مہر و ماہ چمکاتے ہوئے چلے اس طرح سبکڑون پہلوان راہ مین مارے دریاے خون بہاتا ہوا جاتا ہی بوقلمون نے اٹھا کر گولہ مارا جیسے توپ کے منہ سے گولہ نکلا طرف غضنفر دیوانے کے چلا آکے پھٹا لشکر کے کئی ہزار آدمی گرے کئی سو آدمی جل کر خاک ہوے غضنفر بیتاب ہوگیا انگشتر چمکاتا ہوا جھپٹا ادھر سے بوقلمون آتا ہی یہ ہنگامہ جو دیکھا گولے سحر کے پھینکنے لگا جو گولہ پھٹا ایک افسر خاک سیاہ ہوا جب کئی جوان پہلوے غضنفر مین گرے اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوے گھوڑے کوتل مارے مارے پھرتے ہین پیدل منہ کے بھل گرتے ہین غضنفر نے پھر انگشتر کو چمکایا گھوڑے پر پٹری جما کے بجوش و خروش آواز دی کہ او نامرد ان بندگان خدا نے کیا لیا ہی مجبیر سحر کر تو کچھ تاثیر ہو بوقلمون نے تخت بڑھایا قریب غضنفر کے پہونچا گولہ پھینکا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ باطل ہوکر زمین پر گرا جب کئی گولے بوقلمون نے پھینکے اور انگشتر چمکی گولے باطل ہوے غضنفر بڑھتا چلا آتا ہی برابر تخت بوقلمون کے ایک زنگن سیاہ رو کو دیکھا کہ علم سحر مین پر فن گولہ ایک ہاتھ مین بادشاہ سے کہتی ہوئی کہ مین جاکر اس جوان کو پکڑے لاتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی آواز دی کہ او طفل بے ادب تو نے اُن ساحرون کو مارا کہ جنکا مثل ممکن نہین میرے پاس چلا آ مین تجھے چھپا لون سر پر اپنے لیے لیے تجکو پھرونگی وہ مرتبہ ہو کہ دیکھنے والے رشک کرین مجھے تجھسے محبت ہوئی ہی یہ گوری گوری کلائیان پنجۂ خورشید نما چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو ہل رہے ہین صاف ظاہر ہی نیمچۂ اصفہانی کو جنبش ہی قتل عاشقان کی کوشش ہی مین تجکو بڑے چین سے رکھونگی وہ مرتبہ تیرا کردون کہ سب رشک کرین خداوند مشیران قدرت مین تجکو جگہ دین لے بس چلا آ غرور نہ کر میرے ساتھ چل

غضنفر نے پکار کر آواز دی مین آپ کے حسن وجمال کا خود خواہان تھا مین پاس آتا ہون یہ کہ کے گھوڑا
بڑھایا زنگن بہت خوش ہو کہ کیا معشوق لاجواب ملا ہاتھ پھیلاتی ہوئی اشارون سے بلاتی ہوئی جب قریب
غضنفر کے زنگن پہونچی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے اُلٹا ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوے ایک
غریو بلند ہوا کہ اندھیرا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین مگر پیر مرنے کی آواز نہین دیتے اندھیرا بڑھتا
جاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا کہ وہی زنگن جھوم رہی ہی کئی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ غضنفر کو
پکڑلون غضنفر نے تیغہ چمکایا زنگن نے کمر مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ پیشانی پر بوسہ دون غضنفر نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ زنگن کی کمرگاہ پر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے پھر اندھیرا ہو گیا اب آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ روے
جادو بود بوقلمون نے جو سیاہ رو کے مرنے کی آواز سنی اپنا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو غضب ہوا غضنفر
کا غلبہ ہوا فوج کے پانون اُٹھا چاہتے ہین یہ کہ کے تخت ہٹایا غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بوقلمون نے
چاہا کہ پر پرواز پیدا کرون اب غضنفر پر سحر نہ کرون نکل جاؤن کہ مارا بازوون پر پر پیدا ہوے تخت سے
اونچا ہوا غضنفر نے جو دیکھا کہ یہ نکلا جاتا ہی قربان سے کمان اور ترکش سے تیر زرنگ خدنگ سفتہ
سوفار زمرد پیکان عقاب پر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر سینۂ پر کینہ پر مارا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا
لاشہ تھراتا ہوا بادشاہ اقلیم کا زمین پر گرا بوقلمون کا مرنا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود اب غضنفر بوقلمون کو
مار کر طرف کوہ کے چلا تصویر سنگی جو لگی تھی اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ پسر حمزہ کو لینا دیوانہ مزاج آتا ہی
پہلوانون نے گھاٹیون پر روکا مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب رُکتا ہی گھاٹیون پر پہلوانون کو مارا بڑے
بڑے سرہنگون کو للکارا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا گھاٹیون پر تلوار چلی غضنفر تو بالاے کوہ چلتے ہین
اگر جسوقت بادشاہ بوقلمون مارا گیا شاہزادۂ قاسم و داراب کشور کشا دلند ھور بن سعدان
قصر عشرت مین مبہوت بیٹھے ہین اور معشوقان پریچہرہ پہلو مین ناچ ہو رہا ہی عیاران طرار ساز بجا رہے ہین
ہنگامۂ عیش و نشاط تو قصر عشرت مین گرم ہی کہ ایک دناٹا ہوا پہلو مین جو معشوقین بیٹھی تھین اُن پر
ایک ایک شعلہ گرا اب جو دیکھا تو کالی کالی بڑھیان کالے کپڑے پہنے ہوے بیٹھی ہین اور یہ نوجوان
اندر قصر کے معشوقون کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے تھے باہر سرداران صف شکن معشوقان پریچہرہ
پہلو مین اختلاط ظاہری و باطنی مین مصروف ناچ ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جس وقت

دنناٹا ہوا ان سب کی معشوقون کی صورتین بدلین اپنے کو دیکھا تصویر ہفت پیکر گلے مین بت ہاے سنگی
بازو پر عیارون سے پوچھا کہ ہم کس حال ہین ہین عیارون نے عرض کی آپ لوگ صاحبقران سے
جدا ہوے صاحبقران سے مقابلے پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا یہ سُنکر شیران دشت نبرد اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے قیدین توڑ کر پھینکدین تلوارین لیکر اُٹھے مرکب ہاے بادرفتار پر سوار ہوے
لڑتے بھڑتے چلے بعض مقام پر فوجین تھین اُنکو مٹایا سوار و پیدلون کو بھگایا کوٹھے مال و اسباب
سے بھرے تھے وہ لوٹ لیے سلاح سنجوگ زرجواہر جوشی ملی قبضے مین کی نام پر ہفت پیکر کے لعنت کے
جھڑاتے چل رہے ہین اپنے حال زار پر روتے ہین کہ مقام افسوس ہی کہ اپنے آقا سے جاکر لڑے
سہاک نے قاسم سے ذکر کیا کہ آپ سے اور آپ کے دادا جان سے مقابلہ پڑ گیا قید ہو گئے تھے
عیاری سے خواجہ کی چھوٹے اب پھر اپنے مقام پر فرو کش ہین قاسم نے بہت اپنے کو نفرین کی
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہفت پیکر کو مارینگے جہان ملے اسکو مٹائین ملعون کو خاک مین ملائین کئی
قریون پر زمیندارون نے نکل کر روکا یہ شیر زمیندارون کے روکنے کے تھے ہنگامے ڈالدیے
زمیندارون کو مارا اُنکے ساتھ والون کو للکارا گانون کو پھونک دیا اُنکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا
عیارون کو آگے روانہ کیا کہ بڑھ کر خبر لاؤ عیار بڑھے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہزارہا طرح کے
اُسمین رنگ ہین کوئی رنگ ایسا نہین کہ جو نہ موجود ہو اُسپر ایک تصویر پتھر کی چیخ رہی ہی اور رستم کو
زیر کوہ ہزارون ساحر و غیر ساحر گھیرے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ یارو حجم کر لڑو اور بر سر کوہ
غضنفر پہونچ گیا ہی دریاے خون بہادیا ہزارہا لاشہ گرد پڑا ہی غضنفر لڑتا ہوا جاتا ہی سب لیوانون
نے سر اپنے حکم پر غضنفر کے رکھے ہین جو فعل غضنفر نے کیا سب موجود ہین چاہتے ہین اُس تصویر کے
پاس پہونچین سپاہی نہین پہونچنے دیتے پرے جمے ہوے ہین غضنفر پیادہ ہمراہیان غضنفر پر تبر
پڑ رہے ہین مگر جوانان شیر دل غازی و مجاہد عامل و کامل قبضے تلوارون کے ہاتھ مین جمے ہوے جب
حملہ کرتے ہین ایک آفت برپا ہوتی ہی بمشکل جاروب کشی ہونے دیتے ہین نام پر ہفت پیکر کے
جان دینے پر آمادہ اعتقاد فرزندی اپنے طریقے سے زیادہ مبہوت لڑ رہے ہین عیارون نے
دریافت کیا آکے شاہزادون کو خبر دی داراب نعرہ کرکے گرا قاسم بھی آکر برابر پہونچے لندھور
نے برابر گرز کو گردش دی چار چار اور چھ چھ کے بھیجے گرز مین لپٹے ہوے فرہاد خان دار شیون

بیٹے دونون بیٹے لنڈ ھور کے جھول پکڑے ہوے ہاتھی کی جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین ان مینونین
جوانون کے آنے سے رستم کو بڑی تقویت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اس
ہفت پیکر شعبدہ باز نے ہمین آقا سے رنجیدہ کرایا انشاء اللہ آج تصویر سنگی کو توڑ کر پھینک دینگے ساتھ والے
جواب دیتے ہین کہ عملداری کو اس ہفت پیکر کی بڑی وسعت ہی سات پہاڑون پر اسکا ظہور ہی بڑا
کوئی کافر مغرور ہی خدا اسکے شعبدے سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو اس تردد مین تھے شیر لڑ رہے ہین کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کرۂ بن اشقر
پر سوار سردار پشت پر نیلم وفیلم زنگی اوجان وغوجان دریا باری ومیعاد وعاد رشک دراز گردن
شیرانہ جھومتا ہوا جسکو پایا پکڑا چیر کر پھینک دیا جادوگرون کو تنگ کر دیا بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب یہ
شیر جو آگئے سردارون کی کمر مضبوط ہوگئی اب کیا ضرور ہی لڑائی کو فتح کرلو تصویر توڑو نام ہفت پیکر
مٹاؤ اس خیال مین بصد جوش وخروش مصروف جنگ ہین جنگ سے ان شیران دشت نبرد کی کافر
تنگ ہین یہی چاہتے ہین کہ جان بچائین بھاگ جائین مگر غیرت مین لڑ رہے ہین کہ پھر گرد اُڑی کہ دیکھا
سب نے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان طہماس پہلو مین شیرنگ بن عمرو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے شاہزادہ
نور الدہر آکر پہونچے نعرہ کرکے گرے سرداران نامی وپہلوانان گرامی مصروف جنگ ہوے اب کوہ
سے فوجین نیچے بھی آنے لگین لاکھون آدمی چلا آتا ہی جب تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من چاہیے
کہ مسلمانون کو امان نہ دو بالاے کوہ سے تا زیر کوہ ہر دار مین ہزار ہا سر گر رہے ہین بیجیا جانبازی
مین مصروف ہین جب تصویر آواز دیتی ہی بیخ نخل سے شاخ نخل سے برگ نخل سے ہزار ہا بندگان
خدا شکل سپاہیون کے پیدا ہوتے ہین آکر مصروف جنگ ہوتے ہین لاکھون آدمی نخلستان سے
پیدا ہوے کچھ مارے گئے کچھ لڑ رہے ہین نور الدہر مصروف جنگ تھے جس وقت سے نور الدہر آکر
پہونچے پہاڑ سے سات لاکھ فوج زیر کوہ آئی وہ جم کر تلوار چلی کہ زبان تیر اور کلۂ عمود سے صداے
احسنت وآفرین بلند تھی نیزے سر وقد براے تعظیم مردان عالم اُٹھے ہر طرف سے صداے الامان الامان
بلند ہی ہر ایک کافر دردمند ہی تصویر کا وہی شیوہ ہی کہ آواز دیتی ہی کہ ای بندگان من کہان چھپے ہو جلد
آنا ان سرکشون کو آکر مٹاؤ اگر آج کی لڑائی کو فتح کرلیا کبھی کوئی مسلمان تمپر قصد لشکر کشی نہ کریگا جب

اس طرح تصویر آواز دیتی ہی اور فوجین صحرا سے پیدا ہونے لگتی ہین سرداران شیردل مصروف جنگ ہوتے ہین انھین شیرون کے کلیجے ہین کہ آمد کو ان فوجون کی روک رہے ہین اور فوجین چلی آتی ہین نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ ای برادر تم دیکھ رہے ہو کس زور و شور سے مقابلہ ہو رہا ہی کیونکر فتح ملے یہ فوجین کہان سے آتی ہین جاکے مقام روکا جائے ہم جاکے وہان روکین وہان سے آنہ سکین شبرنگ نے کہا کہ مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ گیا تھوڑی دیر مین ہانپتا کانپتا آیا عرض کی کہ ای شہریار صحرا مین ایک احاطہ ہی تمام اُسمین ہزارہا بلکہ لاکھون بانسون کی کھپاچ کے پتلے بنے ہوے رکھے ہین ایک طرف اُس احاطے کے قصر ہی اُسمین سے دو جوان باہر آتے ہین اُن پتلون پر پانی چھڑکتے ہین سوار پیدل بنکر یہان آتے ہین تانتا بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ دس ہزار بیس ہزار آجاتے ہین یہ سپاہی اصلی نہین ہین بانس کی کھپانچون کے پتلے بنے ہوے ہین یہ سُنکر نورالدہر نے سر جھکایا سامنے سے دیکھا کہ ایرج لڑتا ہوا آتا ہی ہمراہ رکاب شاپور شیردل شاہزادہ نورالدہر نے شاپور سے یہ معرکہ بیان کیا شاپور نے کہا کہ مین ابھی جاکے فکر کرتا ہون یہ کہتا ہوا شاپور چلا صورت بدلتا ہوا چادرہ اُوڑھے ہوے لشکر سے نکلا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ قصر صحرا سے دونون شخص نکلے ایک شیشۂ آب دمیدہ پاس ہی پتلے جو بندھے ہوے احاطے مین رکھے تھے اُنمین سے کوئی پچاس ہزار اُن دونون نے نکالکر آگے کیے اُنکا انبار کرنا شروع کیا شیشہ بغل سے نکالا پانی اُنپر چھڑکنے لگے پانی چھڑکتے ہی سوار و پیدل بنکر کھڑے ہو تعریف خداوند ہفت پیکر کر رہے ہین سوار و پیدل اُٹھتے جاتے ہین شاپور یہ معاملہ دیکھکر کنارے ہوا تدبیر مین چلا اور وہ دونون شخص آب شیشہ جسقدر لائے تھے وہ سب صرف کر دیا اب چاہتے ہین کہ قصر مین جائین پہلوے قصر سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کے کہ رہا ہی یاخداوند ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری روح قبض کرے اب صدمہ رہزدی نہین اُٹھتا نہ کوئی جانور درندہ آتا ہی کہ ہمکو آکر کھا جائے اس کشاکش سے بچائے یہ دونون شخص آپس مین اشارے کرنے لگے ایک نے کہا کہ چلو چلکر دیکھین کہ یہ کون مصیبت زدہ ہی یہ کہکے قریب سے قصر کے پلٹے دور سے دیکھا کہ کوئی عورت سر جھکائے ہوے رو رہی ہی یہ دونون دوڑ کر قریب آئے پکار کر آواز دی کہ او مصیبت زدہ یہان جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے چہرہ کھولا نگاہ جو پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ایک نے ایک پر ہاتھ رکھا کہا بھائی

ہوشیار رہو بعد اسکے دونون نے کہا کہ ای حسین اس صحراے پر آشوب مین تیرا کیونکر گذر ہوا کئی دن گذرے
موت کو کیون خداوند سے مانگتی ہی ہمین اپنا نام نامی و اسم گرامی بتا یہ سنکر وہ نازنین بہت روئی معلوم
ہوتا تھا کہ صدف چشم سے مروارید بے بہا گر رہے ہین دامن سے اشک اُسکے پاک کیے کہا کہ ای مہجبین
زیادہ نہ رو ایسا نہ ہو کہ دم اُلٹ جائے یہ کہکے بیٹھ گئے اُس مہجبین نے ہنس کر کہا کہ تم دونون میرے
بڑے ہو یہ سنکر وہ دونون ہنسے مگر دیکھا کہ وہ نازنین رو رو کر اس طرح حال اپنا بیان کرنے لگی کہ مین
فلان تاجر کی بیٹی ہون شوہر میرا بیاہ کے لیچلا تھا فلان جنگل مین قزاق آئے اُنھون نے آکے لوٹنا شروع کیا
شوہر سب کے پہلے بھاگا مین نے زیور اُتار کر قزاقون کو دیا قزاق تو چلے گئے مجھے تین روز اس صحرا مین پھرتے
پھرتے گذرے کوئی جانور آکے نہ کھا گیا یہ کہکر پہلو سے گلابی نکالی مُنھ مین انڈیل لی دونون نے کہا
صاحب ہمکو نہ دی نازنین نے کہا کہ اب قلیل باقی ہی اور شراب لاؤ یہ سنکر وہ دونون دوڑے ہوے گئے
اور بھٹی پر سے شراب لائے سامنے اُس نازنین کے رکھدی اُس نازنین نے جو گلابی اپنے پاس سے
نکالی تھی وہ بھی اُسمین شریک کر دی شریک کرکے دو جام لبریز کیے دونون کے آگے رکھے کہا جی چاہے
دونون ایک ایک جام پی لو بے اندیشۂ انجام دونون نے گلاس پیے اب نازنین نے کیفیت پوچھا
کہ تم اس قصر مین یہان کس وجہ سے رہتے ہو اور اس قصر مین رہنے کا کیا باعث ہی تم دو ہی ہو یا
اور بھی کوئی ہی دونون نے جواب دیا ہم دو ہی آدمی یہان رہتے ہین قدرت کی طرف سے اشکال
صورت کش یہ تصویرین بنا کر بھجواتا ہی اور آب دمیدۂ سحر ہمارے پاس روانہ کرتا ہی آج تک
اس فوج کو کبھی طلب نہ کیا تھا زیر کوہ بوقلمون مسلمان آگئے جب وہان سے وہ تصویر سنگی آواز دیتی ہی
تب ہم آکے آب دمیدۂ سحر صرف کرتے ہین اور وہان جو جاتا ہی مارا جاتا ہی بلا کی تلوار چل رہی ہی
کئی لاکھ فوج ہم روانہ کر چکے پچاس ہزار اور جاتے ہین یہ کہکر وہ دونون گھبرا کے اپنے مقام سے
اُٹھے کہا کہ ہمارے مکان مین چلو وہان تدبیر بتائین دونون اُٹھے اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرے نعرہ ہوا
کہ منم شاپور شیر دل جیسے ہی دونون کے سر کاٹے وہ پتلے یا تو اُٹھ کر چلے تھے یا لڑکھڑا کر گرے جلنے لگے
سب لاشۂ اُن دونون کے تڑپے شاپور کو منظور یہ ہوا کہ اب نکل جاؤن زمین شق ہوئی ایک زنگی
پیدا ہوا آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی ہر چند کہ شاپور شیر دل نے چاہا کہ نکل جاؤن اُس زنگی
نے زمین سے نکلتے ہی گردن لی جس زمین سے نکلا اُسی جگہ شاپور کو لیکر غرق زمین ہوا پھر زمین برابر ہوگئی

زنگی شاپور کو لیکر جب غائب ہوا یہان تلوار چل رہی ہی شاہزادہ غضنفر بن اسد پامال کرتا پھرتا ہی جس
صف کو درست دیکھا اُسپر جا پڑے اور جو شکست کھاتا ہی طرف صحرا سے بھاگ جاتا ہی تلوار گھمسان کے
ساتھ چل رہی ہی یہان تو یہ انتظام ہی مگر صحرا سے جو فوج کی آمد تھی وہ موقوف ہو گئی لڑائی اُسی طرح
ہو رہی ہی غضنفر بن اسد نامدار شیرانہ و نہنگانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے
لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہ رہا ہی گھوڑے دریاے خون مین شناوری کر رہے ہین
غضنفر جو بالاے کوہ پہونچا تصویر سنگی نے آواز دی کہ ای بندگان من جلد آؤ یا تو جب آواز دیتا تھا
فوج پیدا ہوتی تھی یا اب تصویر نے تین آوازین دین فوج نہ آئی غضنفر لڑتا بھڑتا قریب تصویر کے
پہونچا اور گھوڑے سے کودا طرف تصویر کے چلا تصویر نے بڑے طعن و تشنیع کیے یہ بھی کہا کہ ہمنے
تیرے نانا کی مدد پردۂ قاف مین کی نانا کو تیرے عفریت پر غالب کرایا سمندون سے لڑوایا
سب جگہ غالب کرایا تمام سرکشان قاف تہ تیغ ہوے ای غضنفر پہاڑ سے اُتر جا یہ شیر بیشۂ اسد غازی کا
جوان حجازی کب ڈرتا ہی کئی پہلوانون کو مار کر تصویر کی گردن پہ ہاتھ ڈالا رکھکر ہکہ مارا اور دل کو رجوع کیا
کہ ای پروردگار اس ظالم سے بچانا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تصویر پتھر کی بنکر بیٹھا ہی
یہ کہکے دوبارہ ہکہ مارا ہزارہا شعلہ بھڑکا اور وہ شعلۂ آتش بھڑک کر غضنفر پر گرے غضنفر کب ان
شعلون کو مانتا ہی دو تین ہکے ایسے مارے کہ تصویر سنگی اپنے مقام سے ٹوٹ کر گری آواز آئی کہ
او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا کہ رکن طلسم گرایا مگر کہان جائیگا اب بلا مین پھنسیگا ہماری شفقتون کو
یاد کریگا یہ کہکے تصویر چپکی آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی چمک اُسمین سے آواز آئی کہ منم تمکال
صورت کش ایک دناتا ہوا کہ زمین کانپی اور ابر سے آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان
مسلمانون کو آپ کا اعتقاد نہین جو جو جوان لڑ رہے ہین انکے ہم شبیہ مرحمت فرمائیے کہ مسلمانون کو
آپ کا اعتقاد ہو کہ قدرت کو ہر وقت پیدا کرنے کا اختیار ہی بے ماں باپ کے بھی لڑکا پیدا کر سکتے ہین
یہ جو آواز دی زمین کانپی کڑاکڑ کی آوازین بلند ہوئین ناظرین پر واضح ہو کہ چار سو سرداران صاحبقران
لڑ رہے ہین کچھ بالاے کوہ کچھ زیر کوہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی قاسم اپنے مقام پر بدیع الزمان اپنے
مقام پر وداراب و جہانگیر اپنے مقام پر لڑ رہے ہین لندھور اپنے مقام پر شاہزادہ یکتا شیر بیشۂ
ہیجا بہرام گرد بن خاقان چین ہاتھ مین تیغۂ برقتاب عالم جرأت مین جسپر جا پڑے اُسے مٹا یا

پردون کو درہم و برہم کیا دریا خون کے بہا دئے لیکن اُس ابر سے جو آواز مدکورآئی زمین تھرائی دیکھا
سب نے کہ ایک جوان سیاہ رو بڑے قد و قامت کا زیر نخل کھڑا جھوم رہا ہی تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین
اسباب تصویر کشی ایک غلام لیے ہوئے پشت پر اور وہ غلام کچھ تصویرین کھینچ بھی رہا ہی تصویرین
کھینچ کھینچ کے زمین پر پھینکتا ہی تصویرین زمین پر گرین اور اُڑ کر طرف صحرا کے غائب ہوگئین تھوڑے
عرصے کے بعد اُسی صحرا سے گردین اُڑ رہی ہین آگے آگے سب کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر دونون بیٹے فرہاد خان و ارشیون پر یزاد گینڈون پر سوار
لندھور کے ساتھ ہین بجانے دونون عادل و فاضل گینڈون کو چمکاتے ہوئے تاجداران
ہندوستان ہمراہ وہین سے نعرہ ہوا کہ منم دارائے ہند لندھور بن سعدان ابھی خداوند ہفت پیکر
نے مجھے پیدا کیا یہ کہتا ہوا طرف لندھور اصلی کے چلا لندھور اصلی نے گرز اُٹھایا دونون مین
گرز چلنے لگے دوسری گرد اُڑی قاسم مع سردارون کے قاسم اصلی پر جا پڑے سردارون پر سردار
عیارون سے عیار آپس مین جنگ کر رہے ہین جو سردار انکے ساتھ ہین وہ اُنکے بھی ساتھ ہین آئے
اور مصروف جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی اب وہ ایک ساحر سیاہ فام بڑے قد و قامت کا جوان کنارے
پر لشکر کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہی جس سردار کا نام لیکر آواز دی وہ سردار صحرا سے پیدا ہوا
آتے ہی جا پڑا اگر طرز جنگ ہر ایک کا عرض کرون ناظرین ملول ہون مراد یہ ہی کہ سردار پر سردار
جا پڑا دستکین دے دے کر پکار رہا ہی جس سردار کا نام لیکر پکارا صحرا سے وہی پیدا ہوا بدیع الزمان
پر بدیع الزمان جا پڑے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی کہین نیزہ چل رہا ہی کہین تڑاتے گرزون کے
کہین برق شمشیر کہین کشتی ہو رہی ہی تمام میدان مین جنگ ہو رہی ہی کسی نے پوچھا کہ ای دارائے ہند
اس جنگ کا کیا انجام ہوگا لندھور نے کہا کہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اتنا جانتے ہین کہ حریف
سخت سے مقابلہ ہی فتح و شکست کا پروردگار کو اختیار ہی یہان زیر کوہ بوقلمون تو یہ رنگ ہی لیکن
دو کلمہ داستان صاحبقران زمان بھی لکھنا منظور ہی ناظرین ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان
مقابلے مین بطلان نیزہ باز کے اُترے ہین بطلان طبل جنگی نہین بجواتا ایک دن صاحبقران نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ مقابلہ کیون نہین کرتا خواجہ یہ سنکر صورت بدل کے
چلے ایک بڑھیا کی صورت بنکر لشکر بطلان مین آئے ایک شخص سے پوچھا کہ بطلان نیزہ باز کہان ہی

لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ زربفتی مین بیٹھے ہوے صلاح کر رہے ہین خواجہ پھرتے پھراتے بصورت خدمتگار بارگاہ مین بطلان کی آئے بطلان کو دیکھا کہ مقام صدر پر بیٹھا ہوا افسرون سے کہہ رہا ہی کہ آج دو پہر رات گئے لشکر صاحبقران پر شبخون مارونگا تم لوگ سب تیار رہنا بدولت دو پہر رات گئے جب اپنی بارگاہ سے نکلین تو تم سب کو تیار پائین سب اقبال کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سُنکر بھاگے یہان امیر بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا کہ آراستہ ہوکر گوشون مین ٹھہرو لشکر تو کمینگاہ مین صاحبقران منتظر کہ دیکھیے سیاہ رو کب براے شبخون آتے ہین وہان بطلان نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا چار غول کیے سات لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہو چلا یہان امیر با توقیر دوسے سردار مثل عبد الجبار و گرتیث سپر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و طوق ہران گرد و ابو المعین گرد و مندویل اصفہانی وغیرہ کو لیے بیٹھے ہین انتظار مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ کفار آپہونچے صاحبقران دوسرے سردارون کو لیکر درہ کوہ مین آکر چھپے یہان کفار آکر گرے جس خیمے مین پہونچے سردار کو نہ پایا مال رکھا ہوا ملا ہتھیار رکھے ہوے پائے اُٹھا لیے گھوڑے کھول لیے روپیہ اُٹھا اُٹھا کے گھوڑون پہ لادا ہر طرف لوٹ ہو رہی ہی افسر کہتا بھی ہی کہ یارو زیادہ نہ لوٹو صبح کو اُٹھو الینا جواب دیتے ہین کہ ای افسر برسون گذرے لڑتے ہوے ٹکا کہین سے نہین پایا فقط تنخواہ پر بسر اوقات ہوتی ہی آج خزانے پائے کیونکر چھوڑین کمرین بھی باندھے ہین گھوڑون پر بھی لادے ہین جب خوب بُر بار ہو چکے بطلان نے بارگاہ ہشامی کو لدوایا رعنائی و زیبائی بارگاہ کی دیکھکر عاشق ہو گیا کہتا تھا کہ ہم اسی بارگاہ مین بیٹھینگے تب کیفیت ظاہر ہو گی یہ کہکر بارگاہ کو لدوا لیا اُٹھا لیکر چلا ساتھ والون نے توڑے روپیون کے گھوڑون پہ لادے کچھ کمر مین روپیہ باندھا کچھ جیبون مین بھر لیے ہوے ہین بطلان ساری بارگاہون مین پھر کر بازار چہار طاق بلقیس مین آیا پھرتے پھرتے جواہرات بازار کا جمع کیا چھکڑون پہ لدوایا اور ساتھ والون سے کہا کہ حمزہ بڑا بادشاہ جلیل ہی بازار مین اسقدر جواہر دستیاب ہوا کہ چھکڑون پر لادا گیا ما بدولت خود اُسپر سوار ہین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ابھی وہ خزانے دستیاب نہین ہوے کہ جن پہ حمزہ کا قبضہ ہی اُس خزانے کو پاؤن تو دل شاد ہو رعایا میرے ملک کی آباد ہو سامنے خداوند کے جاکر خزانہ پیش کرونگا قدرت بھی

دیکھکر کہین کہ ہان میرا بہادان خوب خزانہ لایا قدرت بھی خوش ہوجائین یہ کہتا ہوا لشکر کو جمع کر رہا ہی جو آتا ہی لوٹ پر اُسکو ناز ہی یہی فقرہ آغاز ہی کہ مسلمانون نے بڑے بڑے شاہان ہفت اقلیم کو مٹایا آخر کیا ہاتھ آیا حمزہ نے جو خاص خزانہ اپنے واسطے رکھا ہی اُسکو دیکھنا ہی کہ وہ کس مقام پہ ہی اور نگہبان وہان کون ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی روے ماہتاب چھپ گیا سب کافر گھبرانے لگے جملہ سرداران امیر نے چلاکے آواز دی کہ ان بہیاؤن کو لینا نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم قاتلِ کافرانِ جہان
پذیرفتہ گنجاب طوفان فرار
گذرجون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتاد ند دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پے گیر و دار
شدہ برسرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار

اور سب سردار نعرے کرکے کافرون پہ گرے قتل کرنے لگے کفار پر بار اہل اسلام سکبار قتل ہو ہو کر کافر گرنے لگے محبت دنیا پر سب جان دیتے ہین مگر مال چھوڑنا گوارا نہین کرتے تلوار مثل برق چمک رہی ہی شب تیرہ و تار نعرۂ صاحبقرانی کی پکار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہی کہ بہ بندید و بکشید عین گرمی جنگ مین کافرون نے بسبب شب تاریک ہونے کے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا چہار طرف سے ہلڑ ہی تلوار چل رہی ہی ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین نقیب آواز دے رہے ہین بیت

کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو + ہر طرف ہنگامے گرم ہین

لڑتے بھڑتے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُس وقت صاحبقران و بطلان سے مقابلہ پڑا گھڑی بھر نیزہ چلا فن نیزہ مین بطلان کو بڑا ناز تھا صاحبقران نے نیزہ بطلان کا توڑ ڈالا تب بطلان نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ رکھا صاحبقران سے تلوار چلی امیر نے تیسری ضرب مین سر اُس خودسر کا زخمی کیا بطلان سامنے سے زخمی ہوکر بھاگا امیر نے تعاقب کیا اب تو کل فوج کے پاؤن اُٹھے آگے آگے بطلان پیچھے پیچھے صاحبقران جس مقام پر جاکر بطلان ٹھہرا صاحبقران بھی وہین پہونچے پھر مجمع متفرق ہوا مجمع مسلمانان جمع ہوا لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین کئی دن بطلان کو

بھاگنے مین گذرے ہین قریب ایک قریے کے پہونچے اس حال پریشانی مین جو قریے مین پہونچے وہان
آفاق زور آزما زمیندار رہتا ہی اپنے دنگل پر بیٹھا ہی آٹھ نوسو جوان اسکے رفیق بیٹھے ہین اور
جام چل رہا ہی اُس وقت بطلان جوش وخروش مین سامنے آفاق زمیندار کے پہونچا سلام کیا
آفاق نے بکبر ونخوت پوچھا کہ تم لوگ کون ہو پریشانی کا کیا باعث ہی بطلان رونے لگا کہا کہ ای
زمیندار صاحب اپنی پریشانی کیا بیان کرین خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بر سر حمزۂ عرب چڑھکر
جاؤ جاکے شبخون مارا اندھیرے مین شکست کھائی سر زخمی ہوا شکست کھاکے بھاگا اُن لوگون نے
پیچھا کیا تیسرا دن آج ہمکو ہی کہ بھاگے ہوے آتے ہین یہ سُنکر آفاق اپنے مقام سے اُٹھا کہا حمزہ
کہان ہی یہ ذکر تھا کہ گانؤن مین ہنگامہ ہوا مکانون مین آگ لگادی گانؤن لٹنے لگا کیسے کیسے قزاق
صاحبقران کے ساتھ ہین ناظرین کو یاد ہوگا عبدالجبار وعبدالقہار اتنے بڑے قزاق تھے
کہ مقبل سے خزانہ چھین لیا تھا مقبل کیسا کیسا لڑا انتہا کا معرکہ پڑا آخر مقبل گرفتار ہوا جب غلامون
نے آکر عرض کی تو صاحبقران نے لندھور کو بھیجا لندھور کو بھی اُن لوگون نے پکڑ لیا تھا
جب صاحبقران آتے ہین تب یہ دونون بھائی پکڑے جاتے ہین آتے ہی گھرون مین گھس پڑے
چھپرون مین آگ لگادی ڈھونڈھ کے مہاجن کو گرفتار کیا غلغلہ ہی کہ اسکی پشت پر سولہ لکھی بناؤ
بطلان آفاق زمیندار کے ساتھ ساتھ آٹھ نوسو رفیق آفاق کے ڈھال پھٹکے باندھے ہوے
انکو چھے سرون پر اگر کسی مقام پر دو چار اہل اسلام لوٹ رہے تھے آفاق نے جاکر گھیرا وہ لڑا
آخر مارے گئے اب آفاق آگے بڑھا کہتا ہوا کہ مسلمانون کو اسی طرح گھیر گھیر کے مارونگا جو قریے
مین آگئے ہین زندہ بچ کے نہ جانے پائینگے ساتھ والے تلوارین کھینچکر چلے دو چار اہل اسلام کو
جو قتل کیا کہتے ہوے کہ بھائی اہل اسلام کے برابر کوئی جنگ آزمودہ نہین ہی لیکن ہم لوگ ساتھ
آفاق زمیندار کے رہے جنگل مین رہنا کھیت جوتنا اکثر تین تین دن کی چڑھی ہوئین آٹھ پہر مشقت
کرتے ہین ہمسے مسلمان کیا لڑسکینگے جو قریے مین آگئے انکو گھیر کر مار لو بچکر جانے نہ پائین اب تو
ساتھ والے دلیر ہین دوڑ دوڑ کے جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین کبھی لڑائی پڑی کبھی نہ پڑی ایک مقام
پر آکر پہونچے صاحبقران آگے بڑھے ہوے جو کسی نے عورتون کو لوٹا اُسے منع کیا اگر کسی مقام پر دس
غریب جمع ہین انکو پچاس نے ملکر گھیرا امیر نے آکر انکو بچادیا کہا یارو انکے قتل کرنے سے کیا مطلب ہی کہ

آفاق کے کان مین آواز گئی وہین سے نعرہ کیا کہ متم آفاق زمیندار ای مسلمانو بھاگو قریے مین
نہ رہو اگر مابدولت کا سامنا ہو گیا تو نہ بچو گے پھر مین زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے غریبون کے مُنہ
نہ موڑونگا بلبلاتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ او گنوار کھڑا رہ اب جو آفاق کی نگاہ پڑی
آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تیغہ ہاتھ مین زلفین خلیلی کو پیچ و تاب گردہ سپر کا
ہاتھ مین آفاق حیران جمال و محو دیدار ہوا بطلان صاحبقران کو دیکھکر پیچھے ہٹا آفاق فوراً
جا پڑا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے چاہا کہ لپٹ پڑون آفاق پھڑک کے
الگ ہوا فنون سپاہ گری مین دخل رکھتا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا آواز دی کہ یا صاحبقران
آپ بھی اپنا حربہ کیجیے یہ کہکے تیر کمٹھا کاندھے سے اُتارا صاحبقران زبان پر دو تیر مارے امیر بچے
بہ نفس قربان جرأت پھر ہوا تیسرا تیر جو مارا صاحبقران نے سینۂ سپر کرکے قر دلی سے قلم کیا اور
سب تو بھاگے گانون سے نکل گئے امیر آفاق سے لڑ رہے ہین تیر اُسکا خالی دیکر تلوار کھینچے ہوے
جا پڑے تلوار چلی جب آفاق ہاتھ مارتا ہی صاحبقران تلوار اُٹھا کے ہاتھ روک لیتے ہین آفاق
نے کہا کہ کیون یا صاحبقران رُکنے کا کیا باعث امیر نے فرمایا کہ ہتھکٹی کی چوٹ اس مقام پر ہو
اگر تمھارا ہاتھ کاٹا تو ہمین کیا ہاتھ آئیگا آفاق اس کلمات پر عاشق ہو گیا بڑھا کہ قدمبوسی کرون اور ایک
جوان نے ہاتھ مارا امیر نے اُسے بڑھکر قتل کیا مُنہ جو صاحبقران کا اُدھر پھرا آفاق زمیندار نے
ہاتھ مار دیا سر امیر کا زخمی ہوا زخمی ہو کر صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر آفاق کا بھی زخمی ہوا
ہمراہیان آفاق جو آ کر شریک جنگ ہوے بارہ آدمی صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے
آفاق الامان الامان کہتا ہوا دوڑ پڑا کہا یا صاحبقران رحم کیجیے گنوارون کی کیا مجال کہ جو آپ سے
مقابلہ کرین اور ساتھ والون کو جھڑکا کہ ہٹ جاؤ عمر بھر اسنے مقابلہ نہ کر سکو گے جنھون نے نوشیروان
کو شکست دی لقا ایسے کو بھگا یا باختر پر قبضہ کر لیا اس گانون کی کیا حقیقت ہی پکار کر آواز دی
کہ ای شہریار بطلان بھاگا جاتا ہی غلام سے خطا ہوئی کہ اسکو نکل جانے دیا پھر وہ نہ ملیگا امیر
نے پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین بطلان بھاگا جاتا ہی صاحبقران نعرہ کرکے پلٹ پڑے آفاق
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین قدمبوسی ضرور کرونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا تعاقب مین
بطلان کے چلے بطلان جو قریے سے بھاگا تین کوس چلا تھا کہ آواز ہاہوے دلیران کان مین آئی

گھبرا کر کہا کہ ای یارو دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ معلوم ہوتا ہی لاکھون آدمی لڑ رہے ہین مرنے کی جادوگرون کے آواز آرہی ہی ہرکارے دوڑے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے کہا زیر کوہ بوقلمون آفت برپا ہی لاکھون آدمی قتل ہوا تین شبانہ روز تلوار چلتے ہوے گذرے ہین بوقلمون جادو مارا گیا اب تصویر قدرت سے مقابلہ ہی فوجین صحرا سے آرہی ہین تصویر خداوندی پر اجماع مسلمانان ہی ہنگامہ عظیم گرم ہی تین دن مین کئی لاکھ کا کھیت ہوا یہ سنکر لطلان اُسی جانب چلا وہ وقت ہی کہ ہم شبیہ لندھور نے لندھور اصلی کو گرفتار کیا اشکال صورت کش جو ابر سے ظاہر ہوا جون جون وہ ٹکڑا دستگین وے رہا ہی زمین تھرائی جاتی ہی نورالدہر کو نورالدہر کے ہم شبیہ نے زیر کر لیا فقط غضنفر اور بدیع الزمان باقی ہین وہ باعث یہ ہی کہ غضنفر کے پاس تو تین تحفے ہین اسپ بادپا پر سوار تیغہ رومین شگاف قبضے مین انگشتر مہرہ ہاتھ مین بدیع الزمان کے پاس نقش رد سحر موجود ہی یہ دونون شیر تو ایک طور پر جنگ کر رہے ہین انکے ہم شبیہ جو آکر مصروف جنگ ہوے اُٹھا کے ہم شبیہ کو مارا کہ اُسکے اعضا چور چور ہوے جب یہ نوبت تھی اُسوقت لطلان آکر پہونچا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہی لطلان آکر شریک جنگ ہوا کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران

از کشتہ سہراب و رستم خجل
کہ تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
کہ تیغ عقرب کے ذوالحجام

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

عمرو نے جو بڑھ کر دیکھا دیکھا ایک جوان نے نورالدہر کو اٹھا لیا مگر وہ جوان ہم شبیہ نورالدہر ہی ایرج کو بھی ہم شبیہ ایرج نے اُٹھایا ہی فرزندان صاحبقران کی پریشانی چاہتے ہین کہ جان جائے مگر جرأت مین فرق نہ آئے خواجہ عمرو نے جو یہ حال پریشان اہل اسلام دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا امیر یا توقیر جلد اسم اعظم پڑھیے دیکھیے غضنفر و بدیع الزمان محفوظ ہین دونون کے پاس اشیاے ردسحر موجود ہین بچ رہے ہین اور جو لوگ اس سے خالی ہین وہ گرفتار ہوے داراب کشور کشا ایسا جوان اُسکے ہم شبیہ نے اُسکو اُٹھا لیا داراب کے تیور سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی کہ ہمکو ہمارا حریف مار ڈالے زندہ نہ چھوڑے ایرج نے جھلا کے اپنے حریف سے کہا کہ تمکو اپنے خداوند ہفت پیکر کی قسم مجھے قتل کر ڈال زندہ نہ چھوڑ کشتی گیر زادے نے ہمکو اس مصیبت مین دیکھ لیا ہی ہارا مر جانا ہی بہتر ہی مالک

اپنے ہم شبیہ کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ ہندوستان کے رہنے والون نے ہمکو دیکھ لیا ہمارا
مرجانا ہی بہتر ہی ایسی زندگی سے موت انسب ہی ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ہمکو قتل کر ڈال زندگی بیکار ہی
بعض منت و خوشامد کر رہے ہین بعض بد مزاج اپنے حریف کو گالیان دے رہے ہین کہ ہمین
قتل کر ڈال اب زندہ رہنا منظور نہین اپنے اپنے ہم شبیہون سے سب کے مقابلے پڑے ہین جس سے
مقابلہ پڑا وہ زیر ہوا تمام میدان مین یہی معرکہ درپیش ہی ہر خرد و کلان کو یہی پیش ہی کچھ سردار
بالاے کوہ ہین کچھ زیر کوہ وہ ساحر سیہ فام کھڑا ہوا تسکین دے رہا ہی دمبدم یہی کلمات
زبان پہ ہین کہ منم اشکال صورت کش باشید اے مسلمانان آج تمسے بڑی بے ادبیان سرزد ہوئین
بالاے کوہ جو مقام ظہور خداوند ہو اُسپر تلوار چلے دریاے خون بہے ہماری عقل مین نہین آتا کہ
قدرت نے کیا عنایت صرف کی یہ جو اصلی بندے ہین اگر وہ کوئی بے ادبی اسکی جہارم بھی کرتے
سنگ سیاہ بنادیے جاتے امان نہ پاتے مگر اب تمپر بھی نمونہ قہر خداوندی معلوم ہوتا ہی ابر سیاہ
ظاہر ہو رہے ہین اب عذاب خداوندی سے بچنا دشوار ہی جب یہ کہکر غل مچاتا ہی کشتی کے
ہنگامے کا شور ہو جاتا ہی سوار کے پاس سے سوار پیدا ہوتا ہی پیدل کے پاس سے پیدل
للکارا اور جا پڑا کشتی ہونے لگی زیر کیا اور لے بھاگا یہ سرداران زبردست مثل بدیع الزمان
و نور الدہر و ایرج جنگ مین مصروف ہین کشتی ہو رہی ہی لیکن غلبہ ہم شبیہ کا ظاہر ہی جب
پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی اگر یہ پکڑ لاے فوراً تڑپ کے نکل گیا عمرو کو ان حالات پر بہت
حیرت ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ شیران دشت نبرد یون عاجز ہو رہے ہین اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین
سیکڑون سردارون نے اپنے ہاتھ سے اپنے جسم پر زخم لگائے چاہتے ہین کہ جان دے دین
لیکن صاحبقران زمان اسم اعظم جو پڑھتے ہوے گئے جدھر سے گذرے اُدھر کی زمین ہلا دی
ہم شبیہ بھاگا جب اشکال صورت کش آواز دیتا ہی ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران مرکب
سہ جیشی پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھ کے
نعرہ کرتے ہین وہ جوان بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اس طرح جوان آئے اور سامنے سے صاحبقران
کے بھاگے مقابلہ نہین کرتے ہر مرتبہ گھوڑے کو اُڑا کر آتا ہی جہان صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھ کر نعرہ کیا وہ جوان طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اشکال نے سحر کر کے صحرا سے

سوار بُلائے صاحبقران کے مقابلے مین بھیجے دہ سوار نیزے پھینک کے بھاگے مقابلے مین امیر کے نہ ٹھہرے آئے اور بھاگ گئے اور سردارون سے مقابلے ہو رہے ہین غرض گرمی جنگ ہے اہل اسلام اپنی جان سے تنگ ہی ہین چاہتے ہین کہ مار ڈالے جائین ذلیل نہ ہون اپنے حریف سے مقابلے مین مصروف ہین عیارون نے جو شاہزادون کو حیران و پریشان دیکھا ہے اپنے حریف سے دب رہے ہین عیار بیتاب ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار ہمارے آقاؤن کو اس آفت سے بچالے نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را — خجل زاب لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہر یکہ سُند پرتو فگن از مطلع وحدت — زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بفرمانش — زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی — کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسارہ پہ الوارش — دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را
زہے خالق کہ در یک لحظہ کرد از امر کن پیدا — زمین و آسمان و عرش و فرش و حور و غلمان را
خداوندے کہ اقلیم خدائی زیبہ فرمانش — شہنشاہے کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن — مسیحائی و موسائی و ہندو و مسلمان را
بیکدم ناتوان را اعطا سازد توانائی — بیک لحظہ بہ بخشد تازہ وسعت تنگدستان را

عیار دعائین مانگ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی عیار پیدا ہوئے قنطورہ کمر بستہ و پاتا وہ سقرلاتی جسم پر آراستہ تیغے ہلاتے ہوئے کمندین اُچھالتے ہوئے اپنے ہم شبیہون کے نام لے لیکر پکارتے ہوئے چلے آتے ہین عیار اپنے ہمصورتون کو دیکھکر بیتاب ہو گئے جا بجا چھپنے لگے بعضون نے بڑھکر مقابلہ کیا حربہ کیا اور اُسنے کمند مار کر گرفتار کر لیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا صدہا عیار گرفتار ہوئے بعض پشتارہ بندھے ہوئے دوش پر اپنے ہمصورت کے لدے ہوئے اپنے آقاؤن کا نام لیکر پکارتے ہین کہ یہ غلام گرفتار ہوئے بیکس و بے بس ہین ان دشمنون کے ہاتھ سے ہمین بچائیے سردار گھوڑے دوڑا کر چاہتے ہین اُس گرفتار کو رہا کرین عیار تو برق جہندہ ہین مثل بجلی کے سامنے سے تڑپ کے نکل گئے سردار پلٹا تھا کہ اُنکے بھی ہمصورت نے آ گھیرا عجب مصیبت مین گرفتار ہین عیار پکڑے گئے صحرا مین دشمن دوڑے پھرتے ہین اپنا حریف اپنے سے زبر نہین ہوتا اپنی بوٹیان کاٹتے ہین چاہتے ہین کہ اپنا

گلا کاٹین فرزندان صاحبقران وسرداران امیر باتوقیر شیرانہ جان دینے پر مصروف ہین چاہتے ہین کہ جان جائے بات مین فرق نہ آئے ارادہ کرتے ہین کہ اپنا سر کاٹ کر خود حریف کو دے دین آبرو بچے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی ہر جانب سے کافرون کا زور بڑا زخمدار خون بہتا ہوا لڑ رہے ہین یہی پس وپیش ہی کہ دیکھین آج کیونکر جان بچیگی بڑے ظالمون سے مقابلہ ہی بڑے شعبدہ باز جمع ہین دیکھیے اتنے کیونکر جان بچتی ہی خواجہ عمرو صاحبقران کو پکارتے ہوے آتے ہین کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس کافرون نے بلوہ کیا ہی اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ اسم اعظم بند کرین اسم اعظم پڑھے جائیے آپ دیکھتے ہین کہ کیا رنگ ہی اس صحرا کا ہر نخل آمادہ جنگ ہی دیکھیے تو شاخہاے درخت مین خم ہی گویا کمان کیانی آمادہ ظلم وستم ہی صاحبقران جواب دیتے ہین کہ خواجہ اسم اعظم کا ورد ہی یہ کہتے ہوے صاحبقران طرف اشکال صورت کش کے چلے بطلان نیزہ دار اڑاتا ہوا سامنے اُسی ساحر کے آیا کہا کہ کیون ای مقبول بارگاہ خداوند ہفت پیکر یہ کیا معرکہ ہی جو فعل اور سردارون کے واسطے ہین وہ حمزہ کے ساتھ کیون نہین ہوتے یہ سنکر اشکال صورت کش نے بطلان کو قریب بلایا اسماے سحر نیزے پر اُسکے پڑھے بازوون پر پڑھ کے ہاتھ رکھا خوب سحر اسکے ہاتھ پاؤن پر پڑھا کہا جاکر حمزہ سے مقابلہ کر بطلان نیزہ ہلاتا ہوا قریب صاحبقران آیا للکارتا ہوا کہ باش او حمزہ مین تیرے مقابلے کو آتا ہون تیری سرکشی مٹاتا ہون صاحبقران حال سردارون اور فرزندون کا دیکھ کر نہایت رنجیدہ وکبیدہ ہو رہے ہین سیکڑون سردار گرفتار ہوے نورالدہر زیر ہوے ایرج بھی زیر ہوے تورج بن بدیع الزمان بھی زیر ہوا ایسے فرزند دلبند کہ جو صف شکن تیغزن ہمیشہ لڑائیون مین سرفراز رہے وہ اس طرح زیر ہو جائین کیسا قلب پر قلق ہی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ فرزندون پر یہ گذری کہ ایک طرف سے آواز آئی او حمزہ تیری گرفتاری کو آتا ہون صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ بطلان نیزہ باز جھومتا ہوا آتا ہی امیر نے گھوڑا اُس طرف بڑھایا بطلان نے آکر نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین حرز ہیکل گلے مین مثل محافظ کے اُسکو الگ جنبش ہی سحر کے مٹانے کی کوشش ہی آکر بطلان نے جو نیزہ مارا تھا صاحبقران نے تیسری چوتھی طعن مین نیزہ گانٹھ کر نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا جیسے ہی وہ وار کر کے پلٹا صاحبقران نے اُلٹا دے سے ہاتھ نکالا خبردار

خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا بطلان نے اپنے کو دامن سپر مین چھپایا مگر تیغہ عقرب جو آکر پڑا سپر کے
دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار جو گری سر پر پڑی جگرگاہ تک تلوار نے کاٹا لہرا کر لاشہ بطلان کا گرا
چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج سے لڑائی پڑی کئی پہلوانون
کو مارا لیکن یہ احسان ہی پروردگار کا کہ ایک طور پر لڑ رہے ہین جسے ٹوکا اُسے مارا اسم اعظم پڑھ رہے ہین
لیکن اشکال صورت کش سے لوگ پوچھتے ہین کہ اصلی طلسم کشا کون صاحب ہین اشکال صورت کش
طرف صاحبقران کے اشارہ کرتا ہی کہنے والے کہتے ہین کہ یہ اصلی طلسم کشا نہین ہی یہ سُنکر اشکال
نے سر جھکا لیا کہ دیکھا رستم لڑتے ہوے آتے ہین اشکال نے اشارہ کر کے کہا کہ یہ طلسم کشا ہے اصلی
ہی اور کئی صورتین رستم کی بنائین کہا آرزو یہ ہی کہ رستم کو گرفتار کرون اور قیدخانہ طلسمی مین بھیجون
تب دل کو قوت ہو اب اس وقت لوگون نے پہلو پایا اشکال صورت کش سے عرض کی کہ
حمزہ کا کوئی ہم نبرد نہین یہ سُنتے ہی اشکال نے کئی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ رستم کو پکڑ لاؤ رستم
کے ہاتھ مین تیغہ کیپتان علم ہی سات سو من کا تیغہ جسپر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانون کو
مار کر سامنے بڑے بڑے ساحرون کو دیکھا رستم تو شیرانہ لڑتے ہوے آتے ہین ایک جوان زنگی نے
پکار کر کہا کہ او اشکال دیکھ رستم آتے ہین اشکال نے کہا کہ پسر حمزہ کی تلوار چھین لے زنگی
بل کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا آواز دی کہ او پسر حمزہ تلوار ہمین دے علمشاہ تیغہ چمکا کر جا پڑے
زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے علمشاہ نے وار اُسکے روکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگی
کے دو ٹکڑے ہوے اب تو چہار جانب سے رستم پہ بلوہ ہوا آسمان سے آواز آئی کہ ای اشکال
صورت کش او بنئے سحر کر یہ سحر تیرے کام نہین کرتے اشکال نے جھولی کا نذرے سے اُتاری
اشیاے نادرہ نکالے اُس سے سحر کرنا شروع کیے رستم پر آگ برسنے لگی صاحبقران نے جو
دور سے دیکھا کہ ایک دریا پانی کا جوش مارتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا
دریا غراٹا مار کر غائب ہوا اشکال نے طرف آسمان کے ایک گولہ مارا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی
کرتے ہوے گرد رستم کے آگئے اُنکی زمزمہ سرائی سے ہاتھ پاؤن مین رستم کے رعشہ آیا امیر نے
گھوڑا دوڑایا اشکال صورت کش نے آواز دی کہ حمزہ پاس اپنے فرزند کے نہ جانے پائے
جادوگردن نے بڑھ کر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے کئی ساحر قتل کیے قتل کر کے بڑھے

رستم کے پہونچے حرز ہیکل کا عکس ڈالا رستم اُسی طرح جوشان وخروشان سامنے اشکال کے
پہونچے اشکال صورت کش نے ایک ساحر واسطے مقابلے رستم کے بھیجا رستم نے بڑھکر ہاتھ تیغ
گیہان ستان کا مارا اُس ساحر فرستادۂ اشکال کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری
بے انتہا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ جادو بود اشکال صورت کش
نے کئی ساحر برائے گرفتاری رستم بھیجے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُن ساحرون کو مارا کہ
ایکطرف سے اینا اینا کی صدا بلند ہوئی کئی لاکھ جادوگر بیچ مین آ گئے رستم الگ ہوے صاحبقران
دور ہو گئے ہر مرتبہ رستم آواز دیتے ہین کہ ای سمک قبلہ وکعبہ کی آواز نہین آتی سمک عرض کرتا ہی
کہ صاحبقران دور ہین بیچ مین فوجین آگئین علمشاہ مجبور ہوکر مصروف جنگ ہوے اشکال
صورت کش دور سے دیکھ رہا ہی ایک جانب مصروف سحر خوانی ہی جس مقام پر سردار کو دیکھتا ہی
ہمصورت کو بھیج کر گرفتار کراتا ہی اُس ہمصورت نے جسکو گرفتار کیا بالاے کوہ لایا جہان پر تصویر
غضنفر نے توڑی ہی اُسی مقام پر لاکر سردار کو ڈال دیا انور الدہر ایرج دارا ب وخورشید
سب گرفتار ہوکر اُسی مقام پر پہونچے صاحبقران فرزندون کو دیکھکر طرف پہاڑ کے چلے راہ
مین جس ساحر نے روکا اُسکو مارا کئی مرتبہ اشکال صورت کش نے دستک دی اور
پکارا اُٹھا کہ ای خداوند ہفت پیکران مسلمانون سے بچانا ایک ایک امین بلاے روزگار ہی کلی
کمی فوجون نے بڑھ بڑھ کر روکا کہ صاحبقران کو بالاے کوہ نہ جانے دین امیر لڑنے لگے
ہر مقام پر تلوار چلی صاحبقران نے کئی سو ساحر مارے گھاٹیان پہاڑ کی صاف ہوئین
طی کرتے ہوے صاحبقران بالاے کوہ چلے یہان وہ وقت ہی کہ جو سردار گرفتار ہوکے آئے ہین
اُنکے گرد ساحرون کا اجماع ہی اب ساحرون نے صاحبقران کی جانب رُخ کیا امیر نعرہ کر کے
لڑنے لگے ناظرین پر واضح ہو کہ بوقلمون جادو جو مارا گیا ناظرین کو خبر ہی کہ اُسکے مرنے سے
قاسم وغیرہ نے رہائی پائی اُسکے عزیزدار چاہتے ہین کہ صاحبقران کو قتل کرین انتہا کا
پہاڑ پر بلوہ ہی لیکن جسنے نعرہ کیا ہی کہ منم اشکال صورت کش بلاے روزگار ساحر ہی اسی فکر
مین پھر رہا ہی کہ کیون دیر ہو گئی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوتا یا خداوند کوئی تدبیر غلام کو بتائیے کہ
غلام سب کا خاتمہ کرے آسمان سے آواز آتی ہی کہ ای بندۂ خاص الخاص کل امورات وقت پر

موقوف ہین قدرت بھی کارسازی مین مصروف ہین کہ صاحبقران نے دیکھا ایک جانب غضنفر بھی
اسد شل رہا ہی گریہ پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نہایت ہی بیقرار ہی کہ سردار سب ساتھ
کے گرفتار ہوگئے قضائے کار اشکال صورت کش کے نعرے کی آواز آئی کہ ای ساحران غدار
مسلمانون کو پکڑ لو آج تین دن تین راتین گذر چکی ہین بوقلمون جادو کا مارا جانا بہت شاق ہوا ابھی
دل چاہتا ہی کہ ان سب مسلمانون کو مٹاؤن انکو زندہ چھوڑ کر میدان سے خدمت خداوند ہفت پیکر
مین نہ جاؤن یہ کہکے پھر آواز دی ساحرون نے امیر و غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر نے ایک گردن سے اکا
کو مارا اُسکے ساتھ ایک جوان تھا اُسنے غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کا ہاتھ مار کے بھاگا غضنفر کو بہت
ناگوار ہوا یا تو گھوڑے پر سوار تھے یا گھوڑے سے کود کر اُس شخص کے پیچھے دوڑے صاحبقران
بھی کوہ پر آچکے ہین مگر غضنفر سے دور لڑ رہے ہین غضنفر جو اُس جوان کے پیچھے دوڑا بڑھ کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو غضنفر نے چاہا پلٹین کہ رونے کی آواز آئی کہ ای
فرزند ہم تم سے رخصت ہوتے ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ اسد نامدار کلیجے پر ہاتھ رکھے
لوٹتے ہین غضنفر نے پکار کر پوچھا کہ کیون قبلہ و کعبہ خیر تو ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ای
نور نظر اشکال صورت کش بلا کا ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہی اُسنے سحر کر دیا کہ
کلیجے مین درد ہی روح قالب سے نکلا چاہتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی پسینہ چلا آتا ہی باپ کا
حال غضنفر دیکھکر بیقرار ہوا دوڑا کہا کہ قبلہ و کعبہ یہ انگشتر مہر و ماہ موجود ہی اسکو سینے پر رکھیے
تسکین حاصل ہوگی اسد غازی نے ہاتھ بڑھایا غضنفر نے انگشتری اُتاری اسد کے ہاتھ
مین دی کہا اسکو ضرور سینے پر رکھیے گا اسد نے انگوٹھی کو لیکر سینے پر رکھا کہا ای نور نظر تیغ
روئین شگاف بھی مجھکو دو تو دل کو تسکین ہو غضنفر نے جلد اپنا فخر و سعادت جانکر تیغ بھی
ہاتھ مین اسد کے دیا بس تیغ کا ہاتھ مین لینا تھا کہ اسد نقلی نے نعرہ کیا کہ باخبر او دیوانے
جھول تونے تو کلیجے کے ٹکڑے کر دیے وہ دہ ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہین تھا
یہ کہکے دو تھپڑ مارا کہ غضنفر بھی لڑکھڑا کے گرے ساحرون نے گرفتار کر لیا اسپ باد پا و تیغ
روئین شگاف و انگشتر مہر و ماہ قبضے مین کیے اب ساحرون کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو کسی
صورت سے پکڑ لو دیکھو کن کن لوگون کو مین نے گرفتار کیا اب حمزہ پر بھی اسی طور سے بلوہ کرو

کہ حمزہ گھبرائے اسم اعظم بند ہو حرز ہیکل ہمارے قبضے مین آئے صاحبقران گھاٹیون پر لڑ رہے ہین
کہ کان مین آواز پہونچی سر اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر کو گرفتار کر کے لوگ لیے جاتے ہین انگشتر و تیغۂ رومین سفاک
و اسپ باد پا ساحرون نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا سر پیٹ لیا فرمایا
خدا مالک ہی جو اُسکے نزدیک مناسب ہی وہی بہتر ہی یہ کہتے ہوے بڑھے منظور یہ ہی کہ غضنفر کو رہا کردن
اُسکے تحفہ جات نہ جانے پائین جو ساحر تحفہ جات لیے جاتا تھا اُسکی جانب چلے اُسنے آواز دی کہ ای
سنگ ہاے کوہ بوقلمون مجھے حمزہ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہکے دونون پانون مارے اور غرق
زمین ہو گیا اشکال نے گولہ مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھا
آگ دفع ہوئی امیر نے اشکال کو نہ پایا ہزارون جادوگرون نے بڑھ کر گھیرا ہی چاہتے ہین لپیٹ جائین
حرز ہیکل گلوے اقدس سے اُتار لین مگر صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ کسی کو اپنے قریب
نہین آنے دیتے جو قریب آیا وہ مارا گیا صدہا جادوگر مر کر اُس مقام پر گرے ہزارہا جادوگرون نے
قصد لے لینے حرز ہیکل کا کیا مگر نہ ہو سکا صاحبقران نے لاشون کے انبار کر دیے خون کا دریا بہا دیا
جمے ہوے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر
نے پلٹ کر عمرو کو دیکھا کہ گرد شعلۂ آتش گھیرے ہین اور عمرو پسینے پسینے کلیجے پر ہاتھ رکھے پکار رہا ہی
کہ غلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران دوڑے آگ کو گرد عمرو کے دم بدم ترقی ہی امیر دوڑ کر
قریب پہونچے فرمایا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے جست کرتے ہوے
صاحبقران جوش محبت عمرو مین دوڑے ہوے جاتے ہین جو ساحر راہ مین ملا اُسنے سحر کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُسے مارا چاہتے ہین برابر اپنے دوست کے پہونچون مشکل
پہونچے عمرو نے کہا حرز ہیکل مجھے دیجیے کہ مین قلب پر رکھون دل ٹھہرے صاحبقران نے
حرز ہیکل گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای یار وفادار یہ حرز ہیکل حاضر ہی اور ای عمرو تیری خیرخواہیان
یاد ہین اگر تو صحبت مین نہ ہو تو وہ صحبت بے نمک ہی لطف صحبت تمھارے ہونے سے ہی یہ کہکے
حرز ہیکل کو عمرو کے ہاتھ مین دیا کہا اب خواجہ کی خیر ہوئی اشکال صورت کش نے جو دور سے
دیکھا کہ حرز ہیکل امیر سے لے لی گئی جست کر کے سامنے صاحبقران کے آیا آتے کے ساتھ ہی آواز دی
کہ او حمزہ اب کہان جاتا ہی یہ کہکے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے گرد سر صاحبقران چرخ مارا

اُس جلدی مین صاحبقران نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بتعجیل تمام اشکال کو تاکا سینہ پر کینہ تاک کر تیر مار البقدرت پروردگار تیر سینے پر پڑا توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گذرا لاشہ اسکا چرخ کھا کر زمین پر گرا وہ جو ساحر غضنفر کو لیکر چلے تھے مرتے ہی اشکال کے منہ کے بھل گرے آسمان پر اندھیرا چھا گیا اس زور سے ابر تیرہ و تار اُٹھا کہ تمام میدان کوہستان سیاہ ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہ معلوم ہوتا تھا اسقدر غبار اُڑا کہ سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود اب جو اندھیرا دفع ہوا دیکھا فرزندان صاحبقران و سرداران پیر و جوان گھوڑون پر سوار مسلح و مکمل کافرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کفار بسبب شمشیر مردان عالم سے بھاگتے پھرتے ہین سب نے شکریہ صاحبقران ادا کیا صاحبقران نے فرمایا بڑا ساحر زبردست تھا بادہ کبر و نخوت سے مست تھا ہفت پیکر پرست تھا لیکن مرنے سے اسکے اہل اسلام کو بڑا نفع ہوا سب اہل اسلام کے گرفتار کرانے کی تدبیر اسی ملعون نے کی تھی اسی کے سحر کے پتلے تھے جنھون نے سحر تیار کیا تھا کہ فرزندان صاحبقران کو پکڑ لین اللہ کی عنایت سے کوئی مجھ تک نہ آسکا غضنفر روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کہ نانا جان مین تو چھوٹا لیکن تحفہ جات میرے کوئی لے گیا صاحبقران نے فرمایا تھوڑے عرصے مین خاتمہ تھا حرز ہیکل مجھسے بھی لے گیا اور پہلے کتنے آکر تحفہ جات لیے کہ بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوئے آئے سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس نقش ردِ سحر تھا کسی ساحر نے مجھسے لیا مجھے گرفتار کرکے لیچلا تھا راہ مین بھٹکا گھبرا کے کہتا تھا کہ میرے آقا پر کچھ آفت آئی راہ بھولا بھولا پھرتا ہون کیسا ناچار و پریشان ہون یہ باتین وہ کر رہا تھا کہ ایک برق گری وہ شخص جل کر خاک ہوا اور عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود نہین معلوم نقش کہان لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نورِ نظر اب واپس ہو یا شمشیر زنی کرو جب یہ مقام فتح ہوگا اُس وقت حال یہان کا کھلیگا اور تحفہ جات بھی ملین گے یہ کہکر صاحبقران تلوار کھینچ کر کافرون پر جا پڑے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا مغلوبہ اُسی طرح ہونے لگی عیارون نے مکر شروع کیا عورت بنکر ساحر کے پاس گئے لگا کر گوشے مین بُلایا دم دیکر قتل کیا ادھر صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین

صدہا کافر واصل جہنم کیے اب اس وقت بارہ منزل کے گرد سے کا جنگل ہی کل مقام پر تلوار چل رہی ہی
دیہات و قریات مین غدر پڑا ہی گانون پھنک رہے ہین رعایا کو فرار ہی قرار ہی زراعت پامال
جان بچنا محال تحصیلدار ارسال مال کرتے ہین لڑائی پر مرتے ہین سامان کرکے چلے تھے کہ گانون کی
قرقی کرین راہ مین ساتھ والون نے کہا کہ ذرا لڑائی بھی دیکھ لیجیے کہ ایک طرف سے دیکھا
گرد اڑی مسلمان تیغ بکف آکر پہونچے ایک طرف سے ساحر آئے تلوار چلنے لگی زمیندار ان باتون کو
نہین جانتے تلوار لیے پکارتے پھرتے ہین کہ مسلمانون کو پکڑلو جس طرف سے گانون والے نکلے
مارے گئے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی ہزارہا جادوگر مارا گیا لاشے تڑپ رہے ہین دریاے
خون صحراے ہولخیز مین جاری ہی صاحبقران حیران و پریشان ہر طرف نگران کوئی قصر نہین
معلوم ہوتا حیران ہین کہ یا امیر تحفہ جات لیکر یہ ساحر کہان گئے یہ کہتے ہوے جاتے تھے کہ تحصیلدار
کو آتے ہوے دیکھا ادھر سے شاہزادہ جہانگیر آتے تھے آکر پہونچے تحصیلدار صاحب وغیرہ
مارے گئے سردارون نے کہا حقیقت مین اب تو تحفہ جات کا ملنا بہت دشوار ہی امیر باتوقیر
فرماتے ہین خواجہ بڑا ساحر نامی و گرامی تھا اسکے مارے جانے سے تمام صحرا کے چمن جلے کوئی
نخل پھولون کا نہین باقی رہا سب جلے صحرا مین سناٹا ہو گیا یہ ذکر تھا کہ ایک آواز مہیب آئی
زمین تھرائی اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا ہی کہ او بندۂ مغضوب تو نے غضب کیا
کہ اشکال صورت کش کو مارا یہ ساحر قدیم ملکہ قدرت کا ندیم تھا اسکا خون بالا بالا نہ جائیگا
خون اسکا رنگ لائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے کو بیچ صحرا مین ایک چاہ بزرگ ہی اسمین جاکر
جلد گرا دے ورنہ اس ذلت سے مارا جائیگا کہ ماہیان دریا و مرغان صحرا تیرے حال زار پر
افسوس کرین مگر قدرت کو پیدا کرنیکا خیال ہی سپہ سالار قدرت تو نے مرتبۂ خداوندی کو نہ جانا کہان
کہان تجکو بچایا یہ وہ قاف مین اٹھارہ برس لڑا قدرت تیرے ساتھ رہے دیو سمندرون ہزار دست
کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا چشمۂ حیوان اسکی نگاہ سے نابود ہوا تب وہ مرنے پر موجود ہوا میان عمرو
کو سب مصیبتون سے بچایا تو نے آج غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا بس قدرت نے جو
حکم دیا وہی کر آخر مین یہی کرنا ہوگا یہی کنوان تیرا مقام ہی اسی کے گرنے مین تیرا نام ہی امیر
نے یہ آواز سنکر لاحول پڑھا فرمایا خواجہ سنتے ہو مکار نے کیا دام مکر پھیلایا لیکن ہزارون بندگان خدا

یہ صدا سُنکر کنوئین مین گر پڑے بعض نے ہتھیار کھول کر کنوئین مین پھینکے آپ ایک جانب بھاگے یہ نفع
حاصل ہوا کسی نے کسی کی کمر مین پنجہ دیکر کھینچا اُسے کنوئین مین لاکر ڈالا کنوئین مین ڈوبے ہزارون ساحر
اور ہزارون غیر ساحر کنوئین مین ڈوب کر تمام ہوے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے نعرہ کیا کہ
کیون یارو حرام موت جان دیتے ہو اپنا خون اپنی گردن پہ لیتے ہو کہان دوڑے جاتے ہو اپنے کو
روکو وہانتک نہ جاؤ یہ جو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے نعرہ کیا یا تو غول کے غول جاتے تھے
یا رُکے ابر سیاہ جو آسمان پر چھایا تھا اُس سے آواز آئی کہ ای بندگان خدا کیون جاتے جاتے رُکے
سپہ سالار قدرت کے کہنے پر نہ بھٹکو اپنے کو کنوئین مین گرا دو یہ جو آواز آئی یہ دم مین غریو ہوا ہزارہا
نے گھوڑے صف سے نکالے اور آواز دی کہ یا خداوند تیرے حکم کے پابند ہین جو تو نے حکم دیا ہم
یہی چاہتے تھے تیرے حکم کو نباہتے نکلے اب چاہ روشن مین جاتے ہین رحم تیرا شریک رہے یہ کہکے
گھوڑے چمکائے اور کنوئین مین جا پڑے پیدل پلٹنون سے نکلے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی
کہ یا خداوند ہم تیرے حکم کے پابند ہین آپ خداوند ہین اگر یہی حکم ہے تو حاضر ہین یہ کہا اور کنوئین
مین جا پڑے ہزارون لاکھون اہل اسلام ساحران نامدار ہمراہیان بوقلمون نے کہ وہ یہانکا حاکم تھا
اُسکا نام لیا اور کنوئین مین جا پڑے بوقلمون کا نام لیکر ہزارہا جادوگر دوڑتے ہین کبھی شرمندہ
ہوتے ہین ان سب مین کوئی سمجھنے والا نہین کہ ہفت پیکر کی ماہیت کو سمجھے کہ ہر روز ساتون
پہاڑون پہ ظہور کرتا ہے یکتائی یہ مرتا ہے ہر طرف ہنگامہ بلند ہر خُرد و کلان دردمند یہی غریو ہے کہ قدرت
کے حکم مین فتور نہ پڑے جو فرماتے ہین وہی کرو قدرت نہ رنجیدہ ہون جو حکم قدرت کا ہو وہ بجا لائین
ایک غریو ہے تمام صحرا جماد سے معمور ہر ایک بے قصور مبتلاے دام فتور ہر ایک کا یہی قول ہے کہ
قدرت کو اختیار ہے یہ کہا اور کنوئین مین گر پڑے لیکن کنوان معمور نہین ہوتا ہر ایک کو یہی خیال ہے
کہ قدرت کے پاس پہونچین قدرت کیسے خوش بیٹھے ہین ہمین بلا رہے ہین افسوس کی بات ہے کہ حکم
خداوند سے گردن تابی کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ جب صدا ابر سے آتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے کہ
ہزارون لاکھون بندگان خدا کنوئین مین گر پڑتے ہین جب صاحبقران آگے بڑھ کے اسم اعظم پڑھتے ہین
تب ذرا رُکتے ہین پھر ابر سے آواز آئی پھر وہی جوش و خروش ہوا گھوڑے چمکا کے دوڑے کہ کنوئین
مین جا گرا اپنے کو گرائین صاحبقران نے بڑھ کر نعرہ صاحبقرانی کیا اور آواز دی کہ ای بیحیا بندگان خدا کو

کیون کنوئین مین گرنے کو کہتا ہی یہ کہکے صاحبقران پڑھے اسم اعظم آلہی آواز بلند پڑھا کہ کنوئین سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام یہ باتین کہتا ہوا نکلا آواز دی کہ اے حمزہ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے اسنے گینڈا مہمیز کیا ادھر سے صاحبقران ادھر سے وہ ساحر اور اسنے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ہم بھانگیر اے حمزہ میرے مقابلے مین تو آ دیکھو تمکو قدرت نے بلایا ہی یا صاحبقران مقام افسوس ہی قدرت نے کیسا کیسا سرفراز کیا آپ نے شکریہ خداوند تک ادا نہ کیا آپ چلیے آپ کو یاد کیا ہی یہ کہکے وہ ساحر بڑھا صاحبقران نے گھوڑے کو مہمیز کیا طرف حریف کے چلے حریف نے آواز دی کہ اے حمزہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا صاحبقران بڑھے تھے کہ ساحر پر جا پڑین دفعۃً کوہ سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان مشتاقان حال کا بھی کچھ خیال ہی ذرا ادھر متوجہ ہوجیے صاحبقران جو پلٹے دیکھا کہ ایک مہجبین سادہ مزاج حسینون کے سر کا تاج بوٹا سا قد خرامان خرامان سامنے صاحبقران کے آئی مگر پکارتی ہوئی دونون ہونٹھ ہلتے ہوئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہی نظم

کیا رم نہ کروگے اگر ابرام نہ ہوگا — الزام سے حاصل بجز الزام نہ ہوگا
کاش آپ وہ آئین وہ سنون ناز کی باتین — قاصد سے ادا پاسخ پیغام نہ ہوگا
ہان جوش تپش چھیڑ چلی جائے گی پر تو — جھڑ جائینگے فرسودہ اگر دام نہ ہوگا
ناکامی امید پہ صبر آئے تو کیا آئے — ہر بات مین کہتے ہو کہ یہ کام نہ ہوگا
منقوش دل خلق ہی پرہیز کی خوبی — کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہوگا
بیٹھا رہون کیا منتظر دور مین ساقی — اتنون مین کوئی میکدہ آشام نہ ہوگا
اس جوش تپش پر ہوئی مشکل سے رسائی — صد شکر گذر غیر کا تا بام نہ ہوگا
کیا کیجیے دل شوخیِ فطرت پہ جو آجائے — یہ تو مین سمجھتا تھا کہ وہ رام نہ ہوگا
گلرنگ ہو اگر یہ خون سے مرا دامن — کیا اب بھی خجل چرخ سیہ فام نہ ہوگا
خو ہوگئی ہجران مین تڑپنے کی شب وصل — گو چین ہو انکو مجھے آرام نہ ہوگا
ہین پاک نظر ہم تو دبے ذوق فزا عشق — بے چاشنیِ بوسۂ دشنام نہ ہوگا
کم ظرفیِ اغیار پہ ساقی کو نظر ہی — افسوس ہی آلودہ لب جام نہ ہوگا
وہ شوخ فریب تعلق غیر مین آیا — اب مجھسے تو صبر اے دل ناکام نہ ہوگا

کیا فتنۂ محشر کو قدِ یار سے نسبت
اغیار سے بے فائدہ ہی گرمیٔ صحبت
ہی جہر تجھے دیکھ کے شرمندہ و مشتاق
بلبل کے سے نالے کہ صبا کی سی گردن سی
وہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہی مومن
بے خاص گشتی ولولۂ عام نہ ہوگا
کاہیکو جلیگا جو کوئی خام نہ ہوگا
اتنا کہ ظہورِ سحر و شام نہ ہوگا
ہیرا نہ ہوا ہی وہ گل اندام نہ ہوگا
کیا شعر کہینگے اگر الہام نہ ہوگا

صاحبقران اس صدا کو سنکر نہایت حیران ہوئے اُس نازنین کے بتلانے سے معلوم ہوتا ہی کہ وقف کائی علم موسیقی ہی راز و نیاز باتون مین اعجاز مجسم ناز و نیاز صاحبقران قریب ہوپنچے نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون صاحب ہمنے تمھین اسقدر آگاہ کیا تمھارے ذہن مین نہین آیا یہ مقام سرحد عملداری خداوند ہفت پیکر ہی آج تک یہانسے کوئی صحیح و سالم نہین گذرا جو بدعت آپ کی طرف سے ہوئی یہ بدعت کبھی یہان نہین ہوئی تھی تصویر خداوند شکست ہوئی اشکال صورت کش الیسا ساحر مارا جائے اب قدرت کو آپ سے زیادہ ملال ہی اگر آپ اپنی زندگی چاہتے ہین تو فوراً سجدہ کیجیے ورنہ باعث خرابی کا ہوگا صاحبقران نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی اُسنے مسکرا کر منہ پھیرا کہ دوسری طرف سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان ذرا ادھر توجہ فرمائیے اب جو صاحبقران نے سر اُٹھا کے اوپر دیکھا ایک معشوقہ پریزاد مسکراتی ہوئی آتی ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین **نظم**

رنگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اُٹھا نہ سکا
بجلی دیکھو تو میری تربت پر
مجکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہین گے وہین
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا

وہ قسم ہون جو یار کھا نہ سکا
مر کے ٹھنڈھا کہین نہ ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بد دماغیان اُنکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ بستر ناز
اس لیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اُٹھ نہ جلسۂ رقیب محفل سے
دیدۂ تر سے مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہی
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزو مند رہ گیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا	کینہ شوقِ رقیب تھا ای دوست	کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے	نازِ خنجر گلو اُٹھا نہ سکا	خوف تھا غش اُنھین نہ آجائے
مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا	ناتوان تھا نسیم اس درجہ	کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

دونون نازنینان مہ جبین پونچین دونون ہاتھ امیر کے تھامے ہوے ناز و کرشمہ کرتی ہوئین طرف کنوئین کے لیے چلین عمرو ہر چند زنبیل ہیانا ہی پکار پکار کر اشعارہ کرتا ہے صاحبقران نہین ملتے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہین جب لب چاہ پہونچے تو دونون نے مسکرا کر کہا کہ یا صاحبقران دیکھیے اس کنوئین مین پانی بہت ہے دیکھیے ستارہ چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے دونون نے یہی کہا امیر نے سر جھکا کے کہا کہ ارے پانی کہان ہے یہ کہکے جھکے دونون طرف سے دونون نے صاحبقران کو ڈھکیل دیا صاحبقران پانی مین جا گرے کنوئین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے وہ جو ابر آسمان پر چھایا تھا اُس سے ایک صداے مہیب آئی کہ ای فرزندان حمزہ و ای سرداران سپہ سالار قدرت اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤ جسکے کان مین یہ آواز پہونچی گھوڑے کو جمکایا اور کنوئین مین اپنے کو گرا دیا گرنے کے بعد جو گذریگی وہ حال تحریر ہوگا الند صورہ مالک و بہرام کنوئین مین گر رہے ہین داراب و خورشید و تورج و ایرج نوجوان یہ چارون شیر جھومتے ہوے طرف کنوئین کے چلے مرکب بادرفتار جوان شیر دل ہوشیار نیزے ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو نے جوان چارون شیرون کو اس حال مین دیکھا پکارے کہ ای بیٹا ایرج کہان جاتے ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا تورج کو پکارا تورج نے پلٹ کر کہا کہ مین اسوقت ایک کار ضروری کو جاتا ہون اور وقت فرمایئے گا پھر داراب کو پکارا کہ ارے مجھے نہین پہچانتا ذرا ٹھہر جا مین کچھ کہونگا کہ عمرو چیخا بیٹا داراب نے گھوڑا نہ روکا خورشید کو پکارا کہ بیٹا ہاشم تیغزن سے تمھاری فریاد کرونگا نہین رکتے ہین کچھ کہنا تھا نہ سنو گے تو پریشان ہوگے ہر چند عمرو نے تضریح کی احسانات گذشتہ جتائے ان چارون نے جواب بھی نہ دیا ایرج کو پکارتے پکارتے یہی کہا کہ ارے منم پیر قطب دوران داراب سے لپکار کر کہا کہ منم پیر زلال روشن ضمیر ہر چند چیتے دیئے نشان دیے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑون کو مہمیز کرتے ہوے چلے گھوڑے طرارے بھرتے ہوے قریب چاہ پہونچے آپس مین ٹکرانے ہونے لگی وہ کہتے ہین کہ پہلے مین جاؤن ایرج کہتے ہین

کہ پہلے مین جاؤنگا آخر تلوارین کھینچین آپس مین تلوار چلنے لگی ایرج نے خورشید کو زخمی کیا داراب نے تورج کو زخمی کر کے گھوڑون کو اُڑایا اور گھوڑون کو کنوئین مین ڈالدیا خورشید و تورج نے جو دیکھا کہ داراب و ایرج گھوڑون کو مہمیز کر کے کنوئین مین کودے دونون تلوار کھینچکر پیچھے دوڑے جب ان دونون کو نہ پایا خود بھی کنوئین مین پھاند پڑے معلوم ہوتا ہی یہی چاہتے تھے لندھور نے گرز اُٹھایا مالک نے نیزہ چمکایا آپس مین لاف و گزاف کرتے ہوے پہلے لندھور جا گرا مع قبل گیجہ گرا ارشیون پریزاد و فرہاد خان دونون فرزند ہاے قبلہ و کعبہ کہکر کنوئین مین جا پڑے انکے بعد سرداران لندھور یعنے عادل و فاضل پہلوان اور رنگ دگورنگ پہلوان جو آیا وہ کنوئین مین جا پڑا بہرام و قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر تار بندھ گیا جو سردار قریب کنوئین کے پہونچا وہ کنوئین مین گر پڑا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال ایک ایک کا نام لیکر چیختا ہی کہ ارے کمبختو کہان جاتے ہو کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان استر مالا کبود کو چمکاتے ہوے طرف کنوئین کے چلے آلاگرد و مالاگرد و کپی ارزال و کپی زلزال دونون باپ بیٹے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ دربندی جملہ سرداران رستم آمادۂ مرگ و حیلہ قضا گھوڑون کو مہمیز کرتے ہوے آقا کی محبت کا دم بھرتے ہوے یا تو لڑ رہے تھے علمشاہ نے اُدھر گھوڑا پھیرا سب انکے ساتھ ہوے گھوڑے طرارے بھرتے ہوے جاتے ہین سمک ایسا عیار چست و چالاک بیباک رکاب سے لپٹا ہوا ہر مقام پر یہی قول ہی کہ غلام آپکے ساتھ ہی جہان حضور جائین غلام کو ضرور لیجائین رستم کہتے ہین کہ ای برادر ہمارا تمہارا مرنے پر بھی ساتھ نہ چھوٹیگا مسروق دیوانہ چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے کہتا ہی کہ ای آقاے سُرخ غلام کو اپنے ساتھ لیجیے یہ فرمائیے کہ نوزک آج کل کہان ہی نوزک کو جا کے لاؤن آقا اصل تو یہ ہی کہ تم نوزک سے زیادہ خوبصورت ہو جب تو نوزک تمپر جان دیتی ہی علمشاہ ہنستے ہوے داہنے پر مسروق دیوانہ بائین پر نہنگ بچۂ دریائی دیوانے پن کی حرکات کرتے ہوے کہ ای آقاے نامدار و ای مولا سے قدرشناس ہم غلامان قدیم ہین سرکار کے ساتھ رہین گے سمک قدمون سے لپٹا ہوا عمرو نے رستم کو جو اس حال مصیبت مآل مین دیکھا آواز دی کہ ارے ظالم کہان جاتا ہی ای رستم تم اس طلسم کے فتاح ہو ان منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہو ہر چند عمرو چیخا پیٹا رستم نے جواب بھی نہ دیا مع اپنے سرداروں کے

قریب اُس کنوئین کے پہونچے جو فلک نے چاہا وہ ہوا جیانتک کر سماک نے عرض کی کہ یہ مقام گلشن
ہی آپ کے سب بھائی بہرہ ہین گویا یہ مقام صحن چمن ہی عمرو دوڑا کہ جاکے رستم کو پکڑ لون اور کنوئین
مین نہ گرنے دون سماک نے جو دیکھا کہ عمرو دوڑا ہوا آتا ہی کہا کہ ای آقاے نامدار عمرو دوڑا ہوا آتا ہی
اگر وہ قدمون سے لپٹ جائیگا تو کچھ نہ بن پڑیگا رستم نے گھوڑا اُٹھایا جھم سے کنوئین مین پھاند پڑے
ساتھ کے سردار بھی جھم جھم کود ے سماک بھی پھاند پڑا تھوڑے ہی عرصے مین علمشاد مع چارسو سردار
فوج دریا موج کنوئین مین گر کر غائب ہوے عمرو وہان سے ہٹ کر کنارے آیا ابر آسمان پر چھایا
ہوا ہی برقین لوٹتی پھرتی ہین کبھی آواز آتی ہی کہ ای بندگان من جلد ہمارے پاس آؤ صحراے ویران
مین تمھارا رہنا نہایت ناگوار ہی جون جون یہ آوازین کان مین آتی ہین لوگ ہر طرف سے دوڑے ہوے
چلے جاتے ہین بڑی خوشیان کرتے ہوے جاتے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہی کہ یارو چلو قدرت
بلاتے ہین چلکے تماشاے قدرت دیکھین یہان جنگل مین کیا رکھا ہی اور مزا دیکھو کہ کنارے کنوئین کے
فرشتے ٹہل رہے ہین ہمکو بہ محبت بلاتے ہین ہم خدمت خداوند مین جاتے ہین چہار طرف سے سرداران
صاحبقران بڑے جوش و خروش سے چلے آتے ہین قریب آئے اور کنوئین مین پھاند پڑے
جب عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ کئی سو سرداران نامی و پہلوانان گرامی کنوئین مین گر گئے عیار
غول کے غول ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے کہتے ہوے کہ چلو خداوند نے بلایا ہی ہر چند خواجہ عمرو
چیخے کسی نے جواب بھی نہ دیا گئے اور کنوئین مین گرے اب جو جا بجا باقی ہین جوش مین دوڑے ہوے
چلے جاتے ہین قریب کنوئین کے پہونچے اور گرے عمرو نے دیکھا کہ پسینہ چلا آتا ہی قلب تھراتا ہی دل
مین یہی آتا ہی کہ اپنے کو اس کنوئین مین گرا دین عمرو وہان سے بھاگا آواز آئی کہ او ساربان زادے
کہان جاتا ہی سیر زندانخانہ قدرت نہ کریگا سیر کا نام سنکر اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا
عمرو بھاگ کر اُس جنگل سے الگ کھڑا ہوا سردارون کو دیکھا کہ جوش مین آتے ہین اور کنوئین مین گرتے ہین
عمرو اس حال کو دیکھکر بہت رویا طرف آسمان کے سر اُٹھایا پکار اُٹھا کہ ای خالق لیل و نہار ان سرداران
صف شکن و جوانان تیغ زن نے کیا جادو پیدا کیے تھے ایک دم بھر مین یون مٹ گئے برسون مین
اڑ بھڑ کے قلعہ جات یہ یہ فوجین ممکن کی تھین ای معبود گلزار ابراہیم پر خزان نہ آنے پائے اس باغ مین
ہمیشہ بہار دیکھین کوئی درخت اس باغ کا نام خزان نہ سنے گلچین و باغبان کا یہان گذر نہ ہو گل و غنچے

پژمردہ نہ ہوئے پائین عندلیبان خوشنوا آمد بہار کی خبر سنائین **نظم**

بادشہ فرمان روا ے خشک وتر بندہ نواز — مالک ملک و خدا ے بحر و بر رب بندہ نواز
سایہ گستر ہست مثل ابر تر بندہ نواز — بر سر لب تشنہ می بارد گہر بندہ نواز
بے نوایان را نوا بیتاب را تاب و توان — تنگدستان را بہ بخشد گنج زر بندہ نواز
رحم فرماید خدا را وزی دہد بخشد گناہ — میکند بندہ نوازی سر بسر بندہ نواز
ہر سر گردون بیک پرواز مرغ دل رسد — گر عطا فرمایدش از غیب پر بندہ نواز
کی فرستد سائل درگاہ والاجاہ را — ز آستان خویش بر باب دگر بندہ نواز
رہبرے حق میکند اہل بدی را سوے خویش — ہر بشر را باز میدارد ز شر بندہ نواز
سرفرازی حاصلت گردد میان بندگان — ہند یا الطاف فرماید اگر بندہ نواز

اس خضوع وخشوع مین عمرو نے رو رو کے دعا کی کہ آنکھ بند ہونے لگی غفلت جو عمرو کو ہوئی دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ ای عمرو نہ گھبراو راستہ طلسم کا یہی تھا اگر اس مقام پر نہ آتے اور گرفتار نہ ہوتے تو رسائی تا بہ طلسم ہفت پیکر ناممکن تھی اُٹھنے کے ساتھ ہی بائین پر جو صحرا ہی اُس طرف جاو جو کچھ دیکھنا ہو جب اُسکے کار بند ہونا یہ خواب دیکھ کر عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا جنگل ہین سنسان ہی ایک نخل کے نیچے مین بیٹھا ہون کسی انسان اور حیوان کا پتہ نہین بس عمرو اُٹھکر جس جنگل کا پتہ دیا تھا اُسی صحرا کی جانب روتا ہوا بھاگا کہ دیکھون ای عمرو کیا انجام ہوتا ہی دیکھین آقا تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہی کیون ای عمرو دم بھر مین یہ آفت برپا ہو گئی کل سردار ایک حال مین تھے عمرو تو اس کیفیت مین جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہی دیوانہ وار وحشی مثال کبھی کسی نخل پر چڑھ گئے چہار جانب دیکھا پھر اُتر آئے اور ایک جانب چلے اسی طرح خواجہ عمرو کو کئی دن پھرتے ہوئے اُس جنگل مین گذر گئے رات کو کسی مقام پر پڑ رہے صبح کو اُٹھے پھر اُسی صحرا مین دوڑنے لگے تلاش ہی کہ ای عمرو کیونکر آقا کے پاس پہونچون خواجہ عمرو تو اس خیال مین ایک نخل کے نیچے بیٹھے رو رہے ہین صبح کا وقت ہی لیلاے شب داخل قصر مغرب ہوئی مجنون روز اپنا رنگ جما رہا ہی کہ خواجہ عمرو نے دیکھا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہزارہا زاغ کاون کاون کرتے ہوئے سامنے سے گذر گئے عرصہ دراز تک جب زاغ گذرے عمرو نے اپنے کو پتون مین چھپایا ہی بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ ابر سیاہ شق ہوا

دیکھا خواجہ عمرو نے کہ زاغون کے بیچ سے ایک طوطی زرین بال پیدا ہوا ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جب زمزمہ سرائی کرچکا وہ ابر بھی رُکا طوطی شاخ نخل سے اُڑا قریب ابر کے پہونچا ابر مین ایک ٹکر لگائی ابر شق ہوا ابر نے چرخ مارا چرخ مار کر شق ہوا دیکھا ایک تخت ہی اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ زلفین آراستہ کاکلین لہرا رہی ہین عارض انور رشک آفتاب و مہتاب دہن غنچۂ گلاب دونون ہونٹھون مین مسیحائی طائرون کی زمزمہ سرائی حقیقت مین طائرونکا دمبدم زمزمہ سرائی کرنا کبھی قہقہہ زن ہونا ایک عجب لطف معلوم ہوتا تھا اور یہ اشعار محبت آثار اُنکی زبان پر جاری تھے نظم

داغون سے باغ باغ ہی بستان سرائے دل
کیا بیخزان بہار ہی گلچین فضائے دل
مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل
سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوے یار سے ہونگا فدائے دل
لونگا قدم مین آنکھون سے چومونگا پائے دل
سُنیے گا آپ مجھسے اگر ماجرائے دل
جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھائے دل
یہ ہین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل
گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بوسہ دہان یار کا لے مُنھ کی کھائے دل
اور فرط شوق سے نہ کہین مُنھ کو آئے دل
دیکھے نظر دل آئے ہی یہ ہین خطائے دل
پامال عشق مین ہو یہی ہی سزائے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل
ہی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسوقت جائے دل
وسعت یہ ہی نہ کون و مکان تنگ سمائے دل
حسرت ہی تنگ بلبے ترا تنگنائے دل
درمان ہی درد ہی غم جانان دوائے دل
عاشق کو عشق کا ہی مرض ہی شفائے دل
دل مین ندائے غم ہی تو غم مین صدائے دل
دل غم پکارتا ہی تو غم ہائے ہائے دل
دلدار کام کرتی ہی آہ رسائے دل
نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
آنکھین بھی روکے پھوٹ گئین دیکھ لا علاج
شاغل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون طائران طلسمی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون اس صحرا مین ٹھہرے قدرت نے منع کیا تھا کہ وہان نہ ٹھہرنا اور تم ٹھہر گئے ابر سے آواز آئی کہ اری نادان مشیت قدرت

خالی از حکمت نہین ہی جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین فلک پر ماہتابان و اختر درخشان رات
کا یہ سامان دن کو مہر تابان کیا روشنی دکھاتا ہی ہر رنگ مین جلوۂ قدرت نظر آتا ہی باتون مین کیا
رنگ دکھائے بلبلون کو عاشق گل کیا قمری نے محبت سرو پر توکل کیا شاخون کے دم خم یا شمشیر
دو دم پتے خنجر بران شبنم سویرے آ کر کس تکلف سے گلون کا منھ دھلاتی ہی نسیم باغ کیا رعنائی و زیبائی
دکھاتی ہی بہ تکلف باغ مین چلنا کسی مقام پر مچلنا ہر مقام پر خیال رہتا ہی کہ دوڑ کر نہ چلون کہ روے
گل پر گرد پڑے ایسا نہ ہو کہ صبا کسی شجر سے لڑے ارے سمجھ تو کیا مراد ہی ہمکو بخوبی یاد ہی کہ اس
صحراے ویران کف دست میدان مین عمرو عیار نے اپنا مقام کیا ہی ہم تلاش مین عمرو کی نکلے ہین
آج تین دن گذرے یہی فکر کرتے ہوے لیکن مدعاے قلبی حاصل نہین ہوتا کیون ابر طیب ان
تمھین بخوبی یاد ہوگا کہ قدرت نے کیا ارشاد فرمایا تھا کہ اسی ہفتے مین ان سب کا خاتمہ کرین گے
لیکن یہ بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تلاش کرکے لاؤ اگر عمرو نہ ملیگا تو مقدمہ ملتوی رہیگا
کیون ہوا کہین پتہ لگا پھر ابر سے آواز آئی کہ خواجہ عمرو کا پتہ ملنا دشوار ہی عمرو نے گلیم اگر اوڑھ لی
کہ کوئی مجکو دیکھ نہ لے تو بڑی خرابی ہو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین کہ وہ ابر تھما ہوا ہی جیسے
کوئی کسی کی فکر مین ہوتا ہی سوچ رہے ہین کہ اے خواجہ کیا تدبیر کرون کیا مقام سخت ہی تقدیر
اس مقام پر لائی دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر رہائی ہو دل کو پیچ و تاب ہی لیکن تھوڑی دیر تک وہ
ابر ٹھہرا زاغ و زغن جو ابر سے نکلے تھے چار طرف جنگل مین دوڑتے پھرے بعد تھوڑی دیر کے پلٹ کے
آئے آواز دی کہ اے ابر رحمت واے نازنین مہ جبین سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ عمرو کا نہ لگا ابر سے
آواز آئی ہم اسی مقام پر اُترینگے بے عمرو کو گرفتار کیے نہ جائین گے یہ کہکر آواز دی کہ اے حاضرین
وقت بارگاہ اُتارو اسباب عیش و نشاط مہیا کرو اُسی وقت وہ ابر زمین پر آیا تھوڑے عرصے کے
بعد دیکھا سب نے کہ بارگاہ استادہ ہوئی شراب و کباب و گزک وغیرہ یہ سب چیزین موجود ہین وہ
نازنین مسند پر بیٹھی ہوئی ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین باہر پھرنے لگین ابر آسمان پر چھایا ہی
ہوا ٹھنڈھی چل رہی ہی گلہاے خود رو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی ہر سمت آہوان صحرائی کلیلین
بھرتے پھرتے ہین کچھ طائران دشت مصروف زمزمہ سرائی محفل کی رعنائی و زیبائی اُس نازنین
نے آواز دی کہ ارے گانے کو بلاؤ کنیزین دوڑین خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے جنگل مین ایک

قریب ہی ایک نازنین نے نکل کر پتہ بتایا وہ سامنے نیم کے پیڑ کے آگے مکان خوش گلو کا ہی کہنا کہ ملکہ
آفتاب جمال نے طلب کیا ہی عمرو یہ سب باتین سنا ایا دیکھا ایک کنیز طرف قریبے کے چلی خواجہ عمرو
بھی جلدی سے قریب قریبے کے پہونچے پکار کر کہا کہ ای بوا جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ مجھے بھی اپنے ساتھ
لے چلو سرکار کو جلدی ہی کنیز نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک خدمتگار دوڑا ہوا آتا ہی کنیز ٹھہر گئی خدمتگار
نے قریب آکر کہا کہ کیونکر ممکن ہی خوش گلو کو جلدی بلائین سرکار خفا ہوتی ہین تمھارے آنے بعد حکم دیا
کہ جلد جا کر خوش گلو کو لاؤ کنیز نے کہا کہ مین بھی چلون تم بھی چلو بلا لائین گے خواجہ عمرو بہت
بیتاب ہین جی مین یہی ہی کہ اسکو جھٹ پٹ بیہوش کردون اُسکو پینے جاؤن یہ کہے کہا کہ دیکھو بوا
اور خدمتگار آتا ہی جیسے ہی وہ اُدھر پلٹی خواجہ عمرو نے حباب مارا حباب مار کے بیہوش کیا
کنیز کو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر چلے دروازے پر آکر سنا اندر مجرا ہو رہا ہی پکارا ابی
خوش گلو صاحبہ اندر سے آواز آئی کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بھیجا ہی یہان یہی
انقلاب رہیگا جلد چلیے دیر نہ کیجیے اندر سے آواز آئی کہ کیا تمسے پردہ ہی یہان آؤ خواجہ عمرو
اندر مکان کے داخل ہوے دیکھا کہ ایک حور مثال بیٹھی ہی سازندے گرد خواجہ عمرو نے آتے ہی
سلام کیا کہا بی بی جلدی چلو ملکۂ عالم یاد فرما رہی ہین لیکن ذرا تخلیے مین چلو عمرو عیار کی تلاش
منظور ہی مین چند باتین سمجھا دون وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
اُسکو تنہا لیکر گوشے مین آئے جاتے ہی خواجہ نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آج
ملک بہت غصے مین ہین مین چند باتین آپ کو سمجھا دون اُسپر عمل فرمائیے گا یہ سنکر وہ گوشے
گوشے مین آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ چند باتین کان مین عرض کرونگی یہ کہکر منہ سے منہ ملایا
حباب بیہوشی مار دیا خوش گلو کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسی کی صورت بنکر باہر آیا صندوقچہ
زیور کا منگوایا آگے رکھا چاہا کہ کھولون باہر سے آواز آئی حضور گاڑی تیار ہی خوش گلو نقلی
نے جلدی سے زیور پہنا اور زیور پہنکر اُٹھی آگے بڑھی سازندون کو اپنے ہمراہ لیا بہلی پر
سوار ہوئی وہان آکر پہونچی وہ نازنین انتظار مین ہی کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی خوش گلو
آپہونچی کہا کہ آنے دو خواجہ عمرو بصورت خوش گلو ناز و کرشمہ کرتے ہوے قریب بارگاہ ملکہ
آفتاب جمال پہونچے اندر داخل ہوے سامنے ملکہ کے آکر باادب سلام کیا اُس نازنین نے ہنسکر کہا

کہ اے خوش گلو دیکھا تو نے کہ کیا انتظام ہو جاتا ہے کہ بسبب فکر عمرو ہم مصروف ہون گرفتار کرین قدرت کے پاس لے چلین اے خوش گلو ہمکو تردد ہے کہ عمرو اسی جنگل مین موجود ہے مگر نظر سے غائب ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ساربان زادہ گرفتار ہو قدرت کی بڑی تاکید ہے خواجہ نے کہا کہ واری آج ہی نگوڑے کو گرفتار کرین گے حضور ارشاد تو فرمائین الیسا نہو کہ قدرت بگڑ جائین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو چھپائین عمرو بے تائید خداوندی نہین مل سکتا خداوند کو اختیار ہے یہ کہکے سامنے اُس نازنین کے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے آنکھ ملا کر بصد ناز و ادا یہ غزل مومن دہلوی کی شروع کی نظم

ہمسرہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین
کھل گئے زخمون کے منہ کسکو بُرا کہنے کو ہین

سب جفا جو اُس ستمگر کے سوا کہنے کو ہین
جنکو چرخ و مرگ کہتے ہین سُنا کہنے کو ہین

نالہ ہی نکلے ہی گو ہم مدعا کہنے کو ہین
لب نہین کھلتے ہین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین

تیری تیغ و دشنہ کے کیون لب پہ چھالے پڑ گئے
زمزم خونی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین

دوست کہتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ
کیا قیامت ہی مجھی کو سب بُرا کہنے کو ہین

ترجمانِ التماس شوق ہی تغییر رنگ
جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین

جل گیا دل تو بھی اُٹھتا ہی دھوان سر سے کہ اب
مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
بخت تیرہ عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین

ایک دن کو تو زبان شعلہ دوزخ فرض دے
قصۂ شبہاے غم روز جزا کہنے کو ہین

شکوہ حرفِ تلخ کا یا شورہ بختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو بیمزا کہنے کو ہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سُن غیرون کی بات
ہین یہی کہتے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

وہ نہین آتے نہ آوین مرگ ظالم تو تو آ
یان لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کریبیے پھر ہم بھی کچھ
آرزوہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

تیغ غمزہ کو لگا لے جلد سنگ سرمہ پر
حرف مطلب آرزومند جفا کہنے کو ہین

ہو گئے نام بتان سُنتے ہی مومن بیقرار
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ عمرو نے سامنے اُس نازنین کے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اگر خوش گلو گیا کہنا آج تو تمنے عجب رنگ مین یہ غزل گائی حقیقت مین اسم باسمے ہو خواجہ عمرو
باتون مین اُس نازنین کو لگا رہے ہین قصد ہی کہ ساقی گری کا ذکر کرون کہ ہوائے سرد چلی اُس
نازنین نے آنکھین بند کین چشم زدن مین آنکھین کھول کے آواز دی کہ ارے مکار و غدار کو لینا
برابر خواجہ عمرو کے ایک کنیز بیٹھی تھی خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے اُسکو خنجر مارا اُس نازنین نے
آواز دی کہ ارے اس مکار کو ہم کہتے تھے اسکا ملنا دشوار ہی یہ ظالم ہمارے سامنے موجود ہی
چار طرف سے جادوگرنیان دوڑین لیکن خواجہ نے جو اُس کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوا
خواجہ عمرو اُس اندھیرے مین جست کر کے بھاگے وہ حسین پکار رہی ہی کہ ارے لینا عمرو جانے
نہ پائے خواجہ جب پلٹ کے دیکھتے ہین کنیزین آہستہ آہستہ پیچھا کرتی ہین اور مین بھاگا ہوا
چلا آتا ہون جب دیکھا کہ میرے قریب کوئی نہین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے ہی تھے
کہ دیکھا پھول شگفتہ ہونے لگے ایک پھول شگفتہ ہو کر شعلۂ جوالہ بنا خواجہ پر گرا ہر چند خواجہ عمرو
نے اپنے کو بچایا مگر معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش نے چار طرف سے گھیر لیا کشان کشان خواجہ عمرو
کو پکڑا وہ شعلے لپٹ گئے دم بھر مین اُسی نخل سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ دروں اُترا عمرو
کی مشکین باندھین ایک سونٹا ہاتھ مین لیے ہوئے کہا کیون خواجہ تمنے یہان کے عجائب و
غرائب دیکھے خواجہ عمرو نے کہا کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی زنگی نے دل پہ
ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ او مکار کوئی فقرہ تیرا مکر سے خالی نہین دل سے تو نہین کہتا اور
دل سے تو تعریف خداوند ہفت پیکر نہین کرتا خیر خواجہ تمھین اختیار ہی یہ کہہ کے وہ زنگی
کھینچتا ہوا خواجہ کو سامنے اُس نازنین کے لایا اُس نازنین نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو
بھاگ کے نکل نہ گئے خواجہ نے کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ جو خداوند ہفت پیکر کا دشمن ہوگا
زمین و آسمان اُسکا دشمن ہی کہین اُسکا ٹھکانہ نہین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ارے آبریشم
مردار خوار کو بلاؤ پہلو سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہی سب نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ
و جمیلہ بناؤ کیے ہوئے خراماں خراماں چلی آتی ہی آکے اُس نازنین کو سلام کیا پکار کر
اُس نازنین صاحب مسند نے کہا کہ ای آبریشم مردار خوار خواجہ عمرو آج گرفتار ہوئے ہین
تین دن تم خواجہ کو اپنے گھر مین رکھو اُسنے عرض کی کہ واری مین خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھی

بچا سکتی ہون اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اسکو لیجا کر قید کر لیکن ای آبریشم ہوشیار رہنا یہ وہ ظالم ہی کہ اسنے دمامہ و مشمش کو مارا جب تلاش مشمش مین دریاے قلزم مین یہ شخص پہونچا ہی تو مشمش نے کیا کیا انتظام کیے تھے کہ بیچ مین آپ رہتا تھا گرد فوج ماہیان ایک مکان مقرر کیا تھا کہ اُسمین جاکر کھانا کھاتا تھا یہ ساربان زادہ اُس مکان مین پہونچا اور کل کھانے مین بیہوشی ملائی جب کھانا سامنے مشمش کے پہونچا تو اُسنے کھانا پھینکدیا اور مُنھ سے ایک شعلہ چھوڑا کہ سارا مکان مع ملازمونکے جلکر خاک ہوا یہ ساربان زادہ گوشے مین چھپا رہا مکان اور بادرچیون کا جلنا دیکھا مشمش اسی طرح نہنگ بنکر دریا مین گیا اس ساربان زادے نے وہان بھی پیچھا کیا قریب ایک کوہ کے پہونچا تھا کہ اِس ساربان زادے نے خلقہاے کمند آصفاے باصفا سینگون مین اُسکی ڈالدیے ہر چند کہ مشمش پھڑکا وہ کمند معجزے کی تھی اور زیادہ پیچی ہوئی جاتی تھی اُس کمند کو لیکر باہر نکلا اور آکر صاحبقران سے کہا کہ اسکو کھینچیے صاحبقران کھینچ کر عاجز ہوے وہ باہر نہ نکلا آخر کئی لاکھ روپئے صاحبقران سے لیے اور کمند سے معجزہ طلب کیا مشمش باہر نکلا پھر سردارون نے اُسکے اوپر ضربین لگائین مشمش نہ مرتا تھا پھر صاحبقران سے کئی لاکھ روپئے لیے اور ہتھوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا اور اُس ہتھوڑے سے مشمش کو اسنے مارا ایسے ایسے کارنامے اس ساربان زادے سے سرزد ہوے ہین کہ خوف آتا ہی ایسا نہ ہو کسی مکر مین پھنسو آبریشم مردارخوار نے کہا کہ دارا ہی مین خوب سمجھتی ہون اس طور سے اسکو قید کردن کہ تڑپ تڑپ کے مرے آبریشم نے ہاتھ خواجہ کا پکڑا لیکر چلی راہ مین خواجہ عمرو نے کہا کہ کیون تو اب ہم رہائی پائینگے یا نہین ہمین تو اپنی تقدیر سے یہ امید نہین کہ اب ہم اس قید سے چھوٹین آبریشم نے کہا کہ خواجہ تمھاری خطائین خدمت خداوند مین بہت گذر چکین آج ملکہ آفتاب جمال تمھاری گرفتاری کے واسطے مقرر ہوئین مگر چالیس فرشتہاے آسمانی ساتھ کیے گئے کہ ایسا نہو کہ مار پیٹ کے عمرو نکل جائے دیکھا زنگی کہا سے پیدا ہوا شرارہ آتش کس طرح تمھارے گرد آگئے خواجہ عمرو نے کہا کہ کیون ملکہ یہ فرشتہاے آسمانی تھے ملکہ نے کہا کہ ہزارہا مقام پہ نگہبان مقرر ہین جہان قدرت کو یاد کرو وہ فرشتے آواز دینگے فوراً وہ فرشتے سامنے آئین تمکو آفت سے بچائین اور اگر دشمن خداوند ہو تو قتل کرین گو فرشتے ہی بچاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب تو

کوئی فرشتہ تمھارے ساتھ نہین ہی آبریشم مردارخوار نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہی ایک تو
مجھ ایسی ساحرہ دوم خداوند ہفت پیکر نظر شفقت میرے حال پر رکھتے ہین اب تیسرے دن تمکو
دربار خداوندی مین لیجاؤنگی سب دربار جمع ہوگا دیکھنا کیسے کیسے ساحر جمع ہونگے عمرو نے کہا
کہ تمھاری عنایت ہوگی اگر میری سفارش کرو کہ میری خطا معاف ہو محفل خداوندی مین دخل
حاصل ہو تو دماغ عرش اعلےٰ پر پہونچاؤن یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو آبریشم سے
چلے آبریشم مردارخوار نے پکار کر کہا کہ پانون تھک گئے اب تو ہمسے چلا نہین جاتا یکایک
ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا آواز آئی کہ بی آبریشم صاحبہ آؤ کون ایسا ہی جو تمکو آنکھون مین
جگہ نہ دے خواجہ عمرو نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی
بستین پھولون کی آرہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین درخت آواز دیتے ہین کہ اے ملکہ
آبریشم مردارخوار آج تو اسی مقام پر رہیے تو بہتر ہی آبریشم مردارخوار نے پکار کر کہا کہ
اس سارہ بان زادے کو لیجاؤ اور لیجا کر قید کرو مین باہر باغ کے رہونگی لیکن یہ خواجہ نے
کہا کہ مجکو ایسے شخص کے پاس قید کرنا کہ جسکے دل مین رحم ہو یہ سنکے اُسنے کہا کہ او شخص
کیون دیوانہ ہوا ہی خداوند ہفت پیکر تیری کل حرکات کو دیکھ رہے ہین اب مناسب و
بہتر یہ ہی کہ جو بات کیجیے گا عقل سے سوچ کر فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے یہ
کہکر آبریشم نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی کہ اس چاندسی تصویر کو لیجائے دیکھا اندر سے
باغ کے ایک زنگی سیاہ رو آیا چند خواصون نے آبریشم مردارخوار کو صحنچی مین اُتارا عمرو
کو وہ زنگی دوسرے باغ مین لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ باغ ویران روش پٹریان ٹوٹی ہوئین
سناٹا غضب کا اُس زنگی نے ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو کو بٹھایا اور پکار کر آواز دی
کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ دیکھا کہ بیخ نخل شق ہوئی ایک زاغ سیاہ ہتھکڑیان بیڑیان چونچ مین
دبائے ہوئے آیا عرض کی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہین زنگی نے ایک آہ کی مُنھ سے شعلہاے
آتش نکلے سقفہاے آسمان پر پہونچے خواجہ عمرو تھراگئے زنگی تو غائب ہوا دیکھا کہ ایک زنگن
سیہ فام بدانجام خواجہ کی گردن پکڑے کھڑی ہی خواجہ عمرو نے گھبرا کر کہا کہ ارے تو کون ہی
زنگن نے ہنس کر کہا کہ مین تیری روح قبض کرونگی تیری بدعتین سب خداوند کو معلوم ہین اب

کیونکر زندہ بچو گے خواجہ عمرو نے کہا کہ تو امین تو غلام ہون خداوند دکھائی نہین دیتے
نہین تو مین سجدہ کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ وہی تصویر سنگی جو پہاڑون پر باتین کیا
کرتی تھی سامنے لٹکی ہوئی ہی آواز دی کہ ای فرزند قدرت کیون اسقدر گھبرائے ہو بس یہ
سنکر عمرو چیخین مار کر رو یا کہا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری خطا معاف کیجیے تصویر نے کہا کہ ای
خواجہ جو دل کہتا ہی وہ زبان پر نہین لاتا تیری بات قبول نہین ہوتی یہ کہکر وہ تصویر غائب ہوگئی
خواجہ عمرو نے کہا کہ بی حبش صاحبہ مین آپ کا تابعدار ہون مجھے اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر ہوا آواز آئی کہ او عمرو کیون باتین بناتا ہی اپنی جان کی خیر منا ایسا نہو کہ
جہلال زنگی تجکو قتل کرے یہ زنگن اُسی کی زوجہ ہی اُس سے اپنی جان بچاؤ خواجہ عمرو نے
زنگن سے کہا کہ دیکھو مال رکھا ہی جو پسند ہوے لو یہ کہکے گھنڈیان زنبیل کی کھولین اور
منھ کھول کر زنبیل کا کہا کہ تو ادیکھو تو اب جو زنگن نے سر جھکایا وہ مال بیحساب رکھا ہوا دیکھا
کہ دل بھر بھر آگیا کہا کہ ای خواجہ عمرو یہ مال کہان سے آیا خواجہ نے کہا کہ کافرون کو مار مار کے
جمع کیا ہی لقا کے تاج لیے اور جا بجا نوشیروان وغیرہ سے بھی لیے تو اجو پسند آئے وہ
لے لو مجھے کسکو عذر ہی زنگن کو ایک تاج پسند آیا ہاتھ بڑھایا چاہا کہ تاج اُٹھالون لیکن ہاتھ
نہ پہونچا آدھا بدن اپنا زنبیل مین ڈالدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اُٹھالون خواجہ عمرو نے
جو تڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین گرادیا گرتے ہی زنبیل مین چہار طرف سے لونڈیان دوڑین
کچھ تو کہتی ہین کہ اسکو باورچی خانے مین رکھو ایک کہتی ہی کہ میرے ساتھ رہا کرے صرف
جھاڑو دیا کرے اور کسی کام سے اسکو مطلب نہین ایک کہتی ہی کہ کنارے دریا کے مقرر کرے وہ
وہان نگہبانی کیا کرے ایک فرقہ کہتا ہی کہ انکو ہمارے گروہ مین رکھو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہی
ایک زنگی آیا اُسنے کہا کہ صاحبو ہٹ جاؤ یہ کہتا ہوا قریب آیا چٹیا پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کہ
کپڑے اُتار او ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُس زنگی نے کپڑے اُتار لیے اور ایک عرقی اُسکو
بند صوا دی کہا کہ اب اسکو لیجاؤ لیجاکر باورچی خانے مین رکھو کنیزین کشان کشان اُس زنگن کو
باورچی خانے مین لے گئین کہا کہ یہان بیٹھ لکڑیان جھونک کوے بھجا زنگن بیٹھ کر اپنا مقرری کام
کرنے لگی خواجہ عمرو نے یہان رنگ وروغن عیاری کا نکالا اُسی زنگن کی شکل بنکر تیار ہوے

باہر باغ کے چلے آبریشم مردار خوار کنیزون مین بیٹھی ہوئی مسخرہ پن کر رہی ہی کہ آواز آئی واری
یہ لونڈی بھی حاضر ہی آپ کی صحبت مین فیض پاؤن تو گا ناسناؤن ایسا بدنصیب قیدی میرے
سپرد ہوا کہ بات بات مین گالیان دیتا ہی اس وقت مجکو غصہ آیا بیہودہ بکتا تھا ایک طمانچہ
مین نے مارا چمنستان مین پڑا لوٹ رہا ہی یقین ہی کہ مرجائے اب زندہ نہ بچیگا کیا حکم ہوتا ہی
آبریشم مردار خوار نے پکار کر کہا کہ تو ایہان آ مین نہین سمجھی کہ تم کیا کہتی ہو خواجہ عمرو دوڑکر
سامنے آئے کہا واری جیا کہ یہ قیدی بیباک چست و چالاک ہی ایسا کوئی قیدی کبھی ہمارے
سپرد نہین ہوا اس وقت کلمات سخت و سست کہنے لگا مین نے ایک طمانچہ ماردیا اب پڑا ہوا
تڑپ رہا ہی آبریشم مردار خوار نے کہا کہ میرے پاس لا تو ارے توبہ یہ وہ شخص ہی سامری نے
دیکھو جا بجا قدرت خود لکھتے ہین کہ اسکے فتور سے ہمارے بندون کو کون بچائیگا ہزارہا ساحر
اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا جا بجا ایسی عبارتین لکھی ہین تو مثل اور قیدیون کے یہ قیدی نہین
ہی تو اسکو لا تو یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اٹھے لیکن حیران و پریشان کہ کسکو عمرو بنا کے لاؤن
دو قدم جا کے پلٹے کہا واری ادھر آئیے درخت کی آڑ مین آکر کہا کہ دیکھیے ابر تیرہ و تار
اٹھا ہی جیسے ہی آبریشم مردار خوار پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا کہ آبریشم کا شکم چاک تھا
پاک ادھر تو آبریشم گری خواجہ عمرو نے دوپٹہ کھینچا آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا
دیکھا کہ دوپٹے مین ایک مار سیاہ تھا وہ منہ کھول کر خواجہ پر چلا خواجہ نے خنجر دکھایا اس
مار سیاہ نے دم ماری ہاتھ پر کہ خنجر ہاتھ سے خواجہ عمرو کے گرا مثل آدمیون کے آواز دی
کہ او شخص تو نے بڑی ساحرہ کو مارا اسکا بدلہ تیرے واسطے ضرور ہوگا خواجہ نے دیکھا
کیا تو مار سیاہ تھا یا تڑپ کے زمین پہ گرا دیکھا کہ ایک عورت کسی قدر آبریشم مردار خوار سے
صورت ملتی ہوئی ہی قہقہہ مار کر کہا کہ کیون نگوڑے تو نے مجکو مار ڈالا قدرت کے تصدق ہو جاؤن
کئی جسم میرے واسطے مقرر کیے ہین مجھے کون مار سکتا ہی یہ کہہ کے خواجہ عمرو کو کھینچتی ہوئی
لے چلی اب خواجہ لاکھ لاکھ منت کرتے ہین جو بات کہتے ہین وہ عورت ہنس دیتی ہی بمشکل
جواب دیا تو کہا کہ کیون باتین بناتا ہی تیرے دل کا حال مجھپر روشن ہو گیا اب عمرو حیران ہی
کہ کیا تدبیر کرون کہا کہ کیون بی آبریشم مردار خوار اب کوئی بات ہماری نہ مانو گی یہ کہکے جیب مین

روپئے کھنکائے اب تو آبریشم مردار خوار پلٹی کہا خواجہ یہ کسکے ہین خواجہ نے کہا کہ آپکے ہین علاوہ اسکے اور اشرفیان بھی ہین لیکن ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ تمام دنیا مین مشہور ہی عمرو بڑا لالچی ہی انصاف تو کیجیے کہ جب وقت جان جانے کا آگیا تو روپیہ کس کام آیگا ہمارے مذہب کا دستور ہی کہ بعد مرنے کے اول تیجہ ہوتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ پھول اٹھائے جاتے ہین اگلے لوگ کہہ گئے ہین کہ پھول اٹھانے سے مردے کو راحت ہوتی ہی دس پانچ روپئے تیجے مین صرف ہوتے ہین اگر زیادہ مقدور ہو تو تیجے کو جوڑا بھی دیا جاتا ہی یہ جوڑا بھی مردہ پاتا ہی پھر دسوان بیسوان آخر مین چالیسوان اُسمین جوڑا ضرور دیا جاتا ہی برتن تانبے کے چینی کے کوئی شی ایسی نہین کہ چالیسوین مین نہ دیجائے یہی سب چیزین مردے کو ملتی ہین مورخین نے جابجا لکھا ہی کہ چالیسوین والا جوڑا مردے کے بڑے کام آتا ہی کہ روز حشر سب برہنہ ہونگے مگر یہ شخص وہی چالیسوین والا جوڑا پہنکے روز حشر مین جائیگا ایسے ایسے طریقے ہمارے مذہب مین ہین لہذا اگر مناسب ہو تو ہمسے رقم لے لو لیکن یہ رسمین ضرور کرنا ایسی باتین جو خواجہ عمرو نے کین یا تو آبریشم خواجہ کو کشان کشان لیے جاتی تھی یا تو اب چمن مین ٹھہر گئی خواجہ عمرو نے وہ روپئے کا پوٹلہ اُسے نکال کر دیا اب تو آبریشم مردار خوار خوش ہوگئی خواجہ نے دوسری جیب سے اشرفیان نکالین کہا لو یہ حاضر ہین آبریشم کہتی جاتی ہی کہ خواجہ عمرو تمھاری حرکات سے خوف معلوم ہوتا ہی مین نے سارا سامری نامہ پڑھا ہر جگہ تیری بڑائی دیکھی خواجہ نے کہا کہ بہن ہر بات کا وقت ہی اب میری خطا قدرت سے معاف کراؤ ورنہ ایک آہ کرکے جان دیدونگا تم لوگ سب پچتاؤگے کہ ایسا گانے والا کہان ملیگا یقین تو ہی کہ جب صحبت عیش و نشاط ہو تو ہم ضرور یاد آئین ضرور مہربانی فرمائیے اب میری برائیون کا خیال نہ کیجیے حقیقت مین ہر بات مین میری مکر و فریب ہی مگر اب وقت نہین مین ناچار ہو چکا جو بات کرتا ہون برائی پیدا ہوتی ہی مگر کیون بوا آبریشم آخر تمھین کوئی کیونکر قتل کرے وہ نازنین خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بیوقوف ایسا کون دیوانہ ہوگا کہ اپنے مرنے کا حال بتلائے خبردار اب ایسی بات مجھسے نہ پوچھنا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم میری زندگی کا باعث ہو اگر مجھکو یقین ہو جائے کہ تمکو کوئی قتل نہین کر سکتا تو دل کو اور تقویت ہو کہ تمکو کوئی قتل نہ کر سکیگا اور مجھکو بھی کوئی گرفتار نہین کر سکتا ہم تم دونون ملکے سامان سلطنت طلسم کشا مٹا دین ہمارا تمھارا

نام ہو قدرت منظور فرمائین مشیران سلطنت کہلائین یہ سُنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ خواجہ اگر
تمھارا یہ مطلب ہی تو پہلے جب کوئی سپرا د اپنا ہاتھ کاٹیگا تب مین مرونگی ورنہ ہزار خنجر اگر کوئی
مجکو مارے تو بھی مین نہین مرسکتی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عالم بس اب دل کو تسکین ہوئی لاؤ
ہاتھ اپنا مجھے دو اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ چوم کر فرمایا کہ ای آبریشم مردار خوار ہاتھ
بھی تیرے بہت پیارے پیارے ہین اب مین تجکو مشیران سلطنت مین محسوب کراؤنگا لو یہ اور
اشرفیان بھی رکھ لو اب ہمارے تمھارے دلون سے صفائی ہوگئی اب ہمارے تمھارے کوئی
جھگڑا نہ رہا دوسرا توڑا اشرفیون کا نکالا اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ عمرو نے کلائی تھام کر
ایک خنجر مارا ہاتھ جو آبریشم مردار خوار کا کٹا ایک چیخ ماری کہ باغ ہل گیا آواز دی کہ او ظالم
تو نے غضب کیا مجھسے پوچھا اور وہی مجھ پر صرف کیا خداوند ہفت پیکر تجھے سمجھین گے یہ کہکے
دو ٹکڑا ہوکے گری اور آوازین مہیب آنے لگین ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و پرفباری ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریشم مردار خوار بود خواجہ عمرو نے دیکھا
کہ باغ بھی پامال ہوگیا خواجہ ایک جانب بھاگے سر پر ہاتھ ٹوپی سنبھالے ہوے جاتے ہین
کہ اس صحرا سے نکل جاؤن مگر کب نکل سکتے ہین ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ ٹھہر جاؤ مجھے
کچھ تمسے کہنا ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ چالاک دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ چالاک کو دیکھکر
رُکے چالاک قریب آیا دوڑکر ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا او ساربان زادے منم ندیم جادو
غضب کیا تو نے کہ آبریشم مردار خوار کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین کوئی
تیری بات نہ مانونگا یہ کہکے کھینچتا ہوا خواجہ کو لیچلا اب جو عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک
ساحر سیہ فام پکڑے لیے جاتا ہی لاکھ خواجہ منتین خوشامدین کرتے ہین مگر وہ نہین مانتا
کہتا ہی کہ او ظالم تو نے آبریشم ایسی ساحرہ کو مارا تجھسے بچنا دشوار ہی مین تجکو خدمت خداوند
ہفت پیکر مین پہونچادون تو مہلت پاؤن کئی دن سے حکم خداوند ہی کہ عمرو کو ہم تک لاؤ
کیا ممکن نہین ہوتا آج تجکو ضرور لیچلونگا یہ کہکے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا خواجہ کی
تموج ہوا سے آنکھین بند ہوگئین اب یہ ساحر خواجہ عمرو کو لیکر بخدمت ہفت پیکر جاتا ہی
اب کل اہل اسلام قید ہوے اب انکی تدبیر رہائی واجب و لازم ہی انشاء اللہ تحریر کرتا ہون

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان کہ جملہ سرداران تہمتن زیر کوہ بوقلمون لڑتے بھڑتے پہونچے آخرکار قید ہوے ذکر انکا حقیر کو منظور ہے خواجہ کو لیے ہوے ندیم جادو طرف کوہ ہفت پیکر کے جاتا ہے اسی ضمن مین یہ بھی ذکر ہوگا و ذکرہاے رستم پیلتن و عشق لالہ عذار دختر مصر الغرائب و تدبیر ہونا ملنے لوح کی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
کہ حالت سے اپنی خبردار ہین
ادائین جو ساقی کی بھانے لگین
کہ ساقی کو ہو سیرِ گلشن مین کد
گلابی اُٹھا ساقیِ سیمبر
سناتے ہین عبرت کا یہ ماجرا
ہر اک نخل سر سبز و شاداب ہے
یہ آنسو ہین بلبل کے یا گنج ہین
نہ طاؤس ہین رقص مین ہر طرف
چھلاوہ کہون تجکو یا برق دو
مرا توسنِ کلک شہ زور ہے
کہ مشتاق ہین سامع و ناظران

کہ آئی ہے اب رنگ پر داستان
بلاتے ہین ساقیِ مے نوش کو
ہوائین فرح خیز آنے لگین
نہال مضامین بھی ہین سبز پوش
کہ رندون نے پائی چمن کی خبر
فلک در پئے جنگ ہونے لگا
مرا دل ہے یا رشکِ سیماب ہے
سمنبر شکر لب حسینانِ باغ
جو دیکھا اُنھین غم ہوا ہر طرف
قدم با قدم چست و چالاک ہے
نہ حشری نہ کمری نہ کمخور رہی

ہوے جمع رندان میخوار ہین
کہ ترتیب ہو لطف سر جوش کو
اُٹھا ابر رحمت بصد شد و مد
کہ ساقی کو ہے بحرِ الفت سے جوش
مرصع خیالانِ شیرین ادا
تو گلچین و صیاد رونے لگا
کہ طائر چمن کے گہر سنج ہین
ستارے ہین یا مہ جبینانِ باغ
چل اے توسنِ خامہ تیز رو
طرارے مین پوئی مین بیباک ہے
لکھون داستانِ جلالت نشان

چہرہ رہائی یافتگان زندان مصیبت عنوان طلسمی غواصان دریاے بے کنار شعبدہ سازی اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار

مغنی فغانِ کہ آمد بجان
بہ احوال جم یا بہ احوال کے
درین زیر پردہ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نے

حال مصیبت مآل زندان طلسمی تحریر ہوتا ہے جب خواجہ کو ندیم جادو لیکر چلا متوجہ ہوا اسے آنکھین بند ہوگئی تھین نہین معلوم کتنے عرصے تک وہ ساحر عمرو کو لیکر بلند رہا اب جو آنکھ کھلی عمرو نے اپنے کو ایک صحنچی مین پایا اب جو سر اُٹھا کے دیکھا تو ایک

مکان مین صاحبقران زنجیرین ہلا رہے ہین ایک قصر مین رستم سمک پہلو مین قید ہی سب بیٹے صاحبقران کے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اسی طرح قید ہین کوئی صورت رہائی کی نہین پائی جاتی ایک طرف بادشاہ لشکر مع تاجدارون کے قید ہین جملہ فرزندان نامی و پہلوانان گرامی و سرداران حجازی اسی مکان مین قید ہین خواجہ عمرو نے صاحبقران عالیشان کو اشارہ کیا کہ یہان کیونکر آکر قید ہوے صاحبقران نے طرف آسمان کے اشارہ کیا خواجہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تمام قیدخانے مین خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے ایک لاکھ چور اسی ہزار پیک بچہ بھی یہان قید ہی عیارون نے جو قید ہونا خواجہ عمرو کا سنا بیتاب ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب قضا لیکر اس قیدخانے مین آئی جب ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب ہماری رہائی کی کیا صورت قیدخانے بھر مین سب کو زندگی سے یاس ہی سب کو یقین کامل ہی کہ اب یہان سے رہائی غیر ممکن ہی ہر سردار و ہر عیار چیخین مار مار کے رو رہا ہی دعائین پروردگار سے مانگتا ہی کہ ای پروردگار اس مصیبت سے کیونکر رہائی پائین گے یا تڑپ تڑپ کے یہین مر جائین گے ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

نظم

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی	شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر	تنگدستان را بمال و زر تونگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی
آب و آتش را تو کردی قایم اندر یک مقام	برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
بے ستون قایم تو کردی سقف چرخ نیلگون	صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار	گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون	گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
کردۂ تحریر دیوان در زبان پارسی	منسلک ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی

یہ تو سب بیان اس فکر مین ہین دعائین مانگ رہے ہین لیکن ہفت پیکر جو اپنے مقام پر ہی یہ بھی
کوہ بوقلمون سے پلٹ کے آیا ہی پسینے پسینے ہو رہا ہی کئی طرح کا ابر سر پر چرخ مارتا ہوا نہایت
غصّے مین تھرتھر کانپتا ہوا تاج ڈھلکا ہوا چار وزیر صاحب تدبیر جو ہر وقت حاضر رہتے ہین
اُنھون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کو بہت پریشان پاتے ہین ہفت پیکر نے کہا کہ اَی
بندگان مین تم آگاہ ہوے کہ آج کیا معرکہ گذرا کوہ بوقلمون پر طلسم کشاے اصلی کا گذر ہوا اول
شہنشاہ بوقلمون کا مارا جانا زمین تھراتی تھی ایک پہاڑ کیا ویران ہوا صاف ثابت ہوتا تھا
کہ کوہ غم والم گرا بڑی دیر تک لڑائی بڑی سات شبانہ روز تلوار چلی آخر قدرت نے سبھون کو
گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین ایک دن ان سب کو ایک مقام پر طلب کر کے
کاہنان طلسمی بلائے جائین اُن سب سے سوال کیا جائے کہ اصل فتاح کون ہی جسکا نام تابَین
اُسکو ہزار تدبیر سے قتل کرنا چاہیے وزیرون نے عرض کی کہ یا خداوند سحر العجائب تو مارا گیا
مگر مصر الغرائب بھاگ کر آپ کے طلسم مین آیا اُسکو بلا کر قیدیون کو سپرد کیجیے وہ جبر کر کے
قتل کریگا خود بھی بادشاہ طلسم رہا اُس سے زیادہ قاعدے کا جاننے والا کون ہی ہفت پیکر نے
حکم دیا کہ کل سویرے اُسے اطلاع کرو کہ بروقت دربار آکر حاضر ہو اور ہمارے سامنے آوے
کل کوہ یاقوت پر جلوس ہی یہ کہہ کے داخل قصر عیش ہوا مگر نہایت مکدر رات رہا وزیرون نے
مصر الغرائب کو خبر دی کہ یہ حکم خداوندی ملا ہی کل آپ کوہ یاقوت پر دربار خداوندی
مین آئیے مصر الغرائب نے اقرار کیا کہ کل مین ضرور حاضر ہونگا اگر یہ قیدی مجھکو ملین
تین دن کے اندر قتل کر دون شب کو مصر الغرائب جس مقام پر رہتا ہی اُس مکان مین جب آیا
بیٹی اسکی لالہ عذار مکان مین بیٹھی ہی کہ خبر پہونچی باپ آتا ہی واسطے استقبال کے چلی راہ مین
آکے سلام کیا عین شباب کا وقت ہی مصر الغرائب نگاہ چہرے پر ڈال کر حیران ہو گیا ہاتھ
تھام کے بیٹی کا کہا کہ کل تم بھی چل کر خداوند ہفت پیکر کی زیارت کرنا کل قدرت نے ہمکو بلایا ہی
مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر پر حملہ کیا تھا کوہ بوقلمون تباہ ہوا لیکن قدرت نے خود کوشش
کر کے سب کو گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین قیدی ہمارے سپرد کیے جائینگے
سب کو تڑپا تڑپا کے مارونگا جو بدعتین میرے ساتھ ہوئی ہین اُسکا بدلہ لونگا پانچ ہزار

پانچ سو پچپن سردار خود صاحبقران بھی قید ہین دن بھر کل قدرت نے خود مشقت کی سب کو گرفتار کرلیا
کسی کا زور نہ چلا بیٹی نے کہا کہ ابا جان ہم ضرور خدمت خداوند ہفت پیکر مین چلین گے بیٹی کو
یہ پیغام دیکر ایک گوشے مین آکر بیٹھا یاد ہفت پیکر کی کرنے لگا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ اپنے
مقام سے مصر الغرائب اُٹھا بیٹی کو آکر اُٹھایا کہا بیٹا چلو چل کے دربار خداوندی دیکھ آئین
بیٹی بھی ساتھ ہوئی بارہ ہزار سوار و پیدل اہتمام کرتے ہوئے لیکر چلے بارہ ہزار جوان جو
ہمراہ ہین اُنھون نے خیمے استادہ کیے ہین خبر ہوگئی کہ شہنشاہ آتے ہین خیمون سے نکل کر دوڑے
اور دیان جتین سب سردار اپنے اپنے مقام پہ جمے کھڑے ہین جب سامنے سواری پہونچی سلامی
اُتری مصر الغرائب سب کے سلام لیتا ہوا بیچ مین سے فوجون کے گذرا اگذر کر صحرا ملا
صحرا ہے پُر فضا نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی درختون کی رعنائی
و زیبائی ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی جب غنچے چٹکتے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی آواز آتی ہی
ہر نخل سے یہی صدا ہی طائرون کا یہی روزمرہ ہی یہی غنچون کی رنگ و بو پھولون کی آبرو
شاخین جھوم رہی ہین بار اثمار سے سر بسجود پھل عمدہ شاخون کے خم عندلیبان خوشنوا شاخہا
گل پر آکر زمزمہ سرائی کرتی ہین خداوند ہفت پیکر کو پکارنا دمبدم ہوا کا سنکنا پھولون کا
مہکنا برق کی دندان نمائی غبار کا بلند ہونا ہر طرف سے یہی صدا ہی کہ خداوند ہفت پیکر
یکہ و تنہا ہی یہ جو صدا دی پھولون سے یکایک بوے خوش آئی غنچے چٹکے شاخہاے نخل بل
کر نے لگین ہر ایک طرف سے آوازین آئین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی یہ آوازین
سنتا ہوا مصر الغرائب جاتا ہی قریب کچھ پھولون کے پہونچا نخلون کے سایے مین پھولون کا
انبار ہی پھولون کی خوشبو آرہی ہی صبا لہرا رہی ہی یکایک ایک ہوا ٹھنڈی چلی کہ دماغ جان
معطر و معنبر ہوگیا مصر الغرائب تخت پہ سوار ہی پہلو مین اسکے اسکی دختر بیٹھی ہی ہوا کے
چلنے سے آنکھین بند ہوئین تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا ایک شہر نہایت آباد خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہی بڑھ کر مصر الغرائب نے پوچھا یہ کونسا شہر ہی لوگون نے کہا کہ
ملک صبا گل مقام خدائی زمردشاہ باختری یہی مقام ہی یہ سُنکر مصر الغرائب تخت سے
اُترا بیٹی کا ہاتھ تھامے ہوے قلعے مین آیا دیکھا عمارتین عمدہ سڑک معقول آخر شب ہی لاشینونکی

روشنی صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ ہائے سحری جھلملا رہے ہین لالہ عذار کہتی ہی کہ کیون یا باجان
آج باختر مین کیونکر آئے مصر الغرائب کچھ جواب نہین دیتا دیکھتا چلا آتا ہی ایک سمت دیکھا
کہ لاکھون سوار و پیدل فروکش ہین خیمے بارگاہین استادہ ہر طرف سوارون مین نام خداوند
ہفت پیکر لیا جاتا ہی دیکھتے بھالتے دروازے پر ایک باغ کے پہونچے دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا تھا چوبدار و یساول برائے سلام خم ہوئے مصر الغرائب کو تخت سے
اُتارا باغ مین لے گئے ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب نظر آیا مصر الغرائب نے پوچھا
کہ اس باغ کا کیا نام ہی سب نے عرض کی کہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری اسی کا نام ہی
صدہا برس مین تیار ہوا اب مثل اسکے کوئی مقام دنیا مین نہین ہی مصر الغرائب بہ نگاہ غور
دیکھتا ہوا آتا ہی طائرون کی زمزمہ سرائی عندلیب خوشنوا کا پہلوے گل مین بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنا
اور نام ہفت پیکر کا لینا کہ دوسرا پھاٹک ملا اُس پھاٹک پر بھی حاجب و دربان حاضر تھے
واسطے تسلیم کے جھکے کہا کہ ای شہنشاہ کہان جائیے گا درختون سے آواز آئی کہ خداوند
ہفت پیکر نے طلب فرمایا ہی تھوڑی دور اور چلے تھے کہ دیکھا قیطول سے لقا اُترتا ہوا
آتا ہی اور پکارتا ہوا کہ ای مصر الغرائب کہان جاتے ہو اسنے پلٹ کے آواز دی کہ برائے
ملاقات خداوند ہفت پیکر چلا ہون آج طلب فرمایا ہی لقا نے کہا کہ ہم بھی وہین ملین گے
ای شہنشاہ جہان تک ہو سکے خداوند ہفت پیکر سے جھک کے ملیے گا مصر الغرائب ہان ہان
کرتا ہوا دوسری سرحد مین پہونچا صحرائے ریگستان کیسا مقام معقول کہ ذرہ ہائے ریگ بیابان
ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چمکنے سے ذرون کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ زمین
بہتر از چرخ برین ہی حقیقت مین وہ سرحد بہتر از آسمان و زمین ہی طائران زمزمہ سرا پکار رہے ہین
یا خداوند ہفت پیکر بلکہ شاخہائے غنچہ و گل ہر شی سے یہی آواز آتی ہی مصر الغرائب نے دیکھا
کہ زبرجد شاہ آتا ہی آکر مصر الغرائب سے ہمکلام ہوا اور کہا کہ کہان جاؤگے کہا برائے
ملاقات خداوند ہفت پیکر جاتے ہین زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم بھی آئین گے ہماری بھی قدمبوسی کا
یہی وقت ہی ہر مقام کو دیکھتے بھالتے طائرون کی آوازین سُنتے ہوے سب مقامون کو طی کرکے
ایک دشت فرحت خیز مین پہونچے ہر طرف سے آوازین یا خداوند ہفت پیکر کی آ رہی ہین مصر الغرائب

تخت سے اُتر کر کھڑا ہوا آواز دی کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر یہ تماشا دیکھو کل ممالک کا بیان جو ہر ہی دیکھو تو کیا کیا حسین و مہ جبین جمع ہین ہلڑ ہڑ ان سب کا تماشا دیکھو لالہ عذار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک طرف سے ہزارہا شاہزادیان پائچے سنبھالے ہوے پشت پر کنیزان زرین پوش آکر ملکہ لالہ عذار کو سب نے سلام کیا تالیان بجا کے آواز دی کہ ارباب نشاط کو بُلاؤ گئی ہزار عورتین خوبصورت نئے جوڑے پہنے ہوے آکر حاضر ہوئین عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ لالہ عذار نے مسکرا کر اشارہ کیا کہ کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ سب کنیزین آپس مین اشارہ کر کے آمادہ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو — گر اُٹھا سکتا ہی تنک کہربا مین کاہ کو
پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند — جانتا تھا نردبانِ عرش یوسف چاہ کو
کب کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا — آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
ہو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین جنھون نے سلوک — اس دیانت پر فلک بیتا ہی خرمن ماہ کو
کچھ تو ان روزون رسائی نا شنیدا ہو گئی — واہ واہ کرنے لگا ہی سُنکے میری آہ کو
کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح — دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو
ٹھوکرین کھانے کو جلے طور پر اب کیون کلیم — دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو
مے بھی ہی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فردوس مین — ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو
نقش پا سے معتقب پائے نہ رندون کا سراغ — سر سے طی کرنا ہی لازم میکدے کی راہ کو
ہی خراباتِ جہان مین عام فیض مے فروش — مستیِ مے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو
ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ — راہ رو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو
ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ — چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو
ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح — آہ کرتا ہی فلک بھی سُنکے میری آہ کو
عشق جب وارد ہوا کی عقل نے دل سے گریز — ایک جا دیکھا ہی کتے شیر اور روباہ کو
ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجھکو صنم — یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

بعد ان اشعار گانے کے کنیزون نے کہا کہ دربار خداوندی مین آج جانا ہوگا سامنے قدرت کے بھی

گانا ہوگا وہ نازنینان مہ جبین لالہ عذار کے پیچھے آئین پھر ایک ہوا چلی اُسی طرح سب کی آنکھین
بند ہوگئین اکی مرتبہ آنکھین کھول کر دیکھا ایک طرف انگریزون کی سلطنت عجائب و غرائب ایک جانب
باختریون کا ہنگامہ ایک جانب ظلمات والون کی شورش ایک سمت صدا آرہی ہی کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی برحق ہی ایک جانب دیکھا کہ چار پھاٹک کھلے ہوے ہین ہر پھاٹک پہ ایک ایک
پہلوان لباس زرین پہنے ہوے گرد اُنکے عورتین خوبصورت تسبیحین ہاتھ مین یا ہفت پیکر یا
ہفت پیکر پڑھری ہین ایک گنبد سیاہ بیچ بیچ مین اس آن بان سے بنا ہی کہ ہر دیوار سے آئینے
کی کیفیت معلوم ہوتی ہی اور ایک تاجدار بیچ مین کھڑا ٹہل رہا ہی مصر الغرائب یہ معاملہ دیکھکر
حیران ہوگیا یکایک ایک سناٹا ہوا پلٹ کر سب نے دیکھا کہ گنبد سیاہ غائب ہوا دیکھا کہ ایک کوہ
فلک شکوہ سرخ چمک رہا ہی اندر سے آواز آتی ہی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہ چہ طور
دنیا را آراستہ نمودہ ام مصر الغرائب کو بلاؤ کہ کہان ہی مصر الغرائب بڑھا دروازے پر کوہ کے
ناصیہ فرسائی کی اندر سے آواز آئی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم یہ سنکر
مصر الغرائب نے سر اُٹھایا یہ کیفیتین دیکھکر وجد مین آیا حکم ہوا کہ پہلوے کوہ مین تخت بچھا ہی
اُسپر آکے بیٹھو پلٹ کے مصر الغرائب نے دیکھا کہ ایک تخت یاقوت احمر کا بچھا ہی پہلوے
تخت مین ایک کرسی بچھی ہی تخت پر مصر الغرائب کرسی پر لالہ عذار پشت پر لقا و زمرد شاہ
وغیرہ بہ عظمت تمام بیٹھے ہین مگر کلمات عجز زبان پر کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی قیدیان بلا کو
لاؤ اُسی وقت چوبدار و تاجدار دوڑے ہوے گئے لیکن ایک سناٹا ایسا ہوا کہ یقین تھا سُننے والون
کے کان کے پردے پھٹ جائین کلیجہ تمام کے رہ گئے صدائین مہیب آرہی ہین کہ خانہ زنجیر مین غل ہوا
زنجیرون کے جھنانے کی آواز آنے لگی اب جو مصر الغرائب نے دیکھا کہ آواز زنجیرون
کی کان مین آئی اور یہ بھی صدا اُس آواز کے ساتھ تھی کہ ای بندگان من نہ گھراؤ خداوند ہفت پیکر
تمھارے ساتھ ہین کہین کوئی کچھ نہ کرسکیگا پھر ہوا چلی آنکھین سبھون کی بند ہوگئین بعد تھوڑے
عرصے کے جو آنکھین کھلین دیکھا کہ صاحبقران سب کے آگے مسلسل و مطوق مع جملہ فرزندان
و سرداران نامی و گرامی چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی نے جو مصر الغرائب کو بیٹھے ہوے
دیکھا غل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گنبد سے آواز آئی کہ ای سپہ سالار خدمت زبان کو

اپنی بند کرو سامنے کھڑے رہو سب فرزندان حمزہ و سرداران نامی مع صاحبقران زمان جمع کر
کھڑے ہوے دارائے ہند لندھور بن سعدان داہنے پر صاحبقران کے بائین پر
اتالیق لیکن فرزندون مین رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چہرہ آفتاب عالمتاب ڈاڑھا گرد
چہرے کے جیسے سورج کے گرد کرن ہوتی ہی زنجیرین جسم مین جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ زیور
آہنی ذات پر آراستہ ہی قضائے کار دختر مصر الغرائب ملکہ لالہ عذار پہلو مین اپنے باپ کے
بیٹھی ہی نگاہ اُٹھا کے جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھا کہ ایک جوان شیر دلبر غزال چشم
شیر خشم چوڑا سینہ خوبصورتی کی تیاری مثل شیر کھڑا جھوم رہا ہی دونون عارض آفتاب و ماہتاب
اگر کوئی مثال ہی ستارہ پہلوے ماہ ہی شرما کر اُس نازنین نے سر جھکا لیا ہاتھ مین گلاب کا پھول تھا
بناز و ادا طرف رستم کے پھینکا رستم کی جو نگاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک نازنین دلربا رشک مسیحا صاحب
کرشمہ و ناز اشارون مین اعجاز زلف عنبرین مین خوشبو مثل نافہ تتار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار
دزدیدہ نگاہ سے علمشاہ کو دیکھ رہی ہی کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی آنکھون مین آنسو بھر لانا
کبھی یہ فقرہ زبان پر لانا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا تیری قدرت ہی کیا کیا بندے تو نے
پیدا کیے ہین کوئی ذلیل کوئی جلیل ہو نشہ جوان باتون سے دل جاتے ہین مسیحائی دکھاتے ہین
ہزارہا مردہ دل زندگی پاتے ہین ان ہونٹون سے لعل بدخشان شرماتے ہین آپ مین اضطراب
ہونے لگے علمشاہ ہر مرتبہ اپنے مجمع سے نکل آتے ہین فرماتے ہین کہ اے مجمع کافران بیجا ہم
اہل اسلام ہین کبھی تمھارا مذہب قبول نہ کرینگے جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو جس مقام پر ہفت پیکر
بیٹھا ہی ہزارہا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہا ہی تلوارین چمک رہی ہین مگر شیر بیشۂ جرأت کب
ڈرتے ہین اُسی طرح کلام کرتے ہین جس طرح کہ اکثر شاہون سے کیے وزیر و امیر جو گرد
ہفت پیکر کے بیٹھے ہین تھرا جاتے ہین ہیبت کلام رستم سے آنکھ نہین ملاتے رستم نے جو بڑھ بڑھ کر
کلام کیے دل مین دھڑکن لالہ عذار کے زیادہ ہوئی وزرا سے اشارہ کیا کہ گنہگار سے زیادہ
نہ کلام کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت کے خلاف ہو گنہگار دن کے واسطے یہ کافی ہی کہ حکم دیدیا جائے
کہ بعد دو مہینے کے تمکو قتل کیا جائیگا اُسی خیال مین یہ لوگ رہین گے جفا سہین گے ہفت پیکر
نے کہا کہ نجومیون رمالون کو بلاؤ اُس مجمع سے چالیس کاہن اُٹھے عرض کی کہ غلام حاضر ہین

جو حکم ہو بجا لائین حکم ہوا کہ ان سب مین دیکھو اور حکم لگاؤ کہ طلسم کشائے اصلی کون ہے بس اُسکو قتل کرین ایک کے واسطے دس کی جان پر کیون بنے چالیسون نجومیون نے کتابین کھولین تلا برچھک دھن مکر کنبھ مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیا۔ ان سب پر نگاہ ڈالی دوازدہ بروج ہفت کواکب کو دیکھا نام سب کے لکھ کر رکھے جو جادوگر کہ گرد بیٹھے تھے صورت رستم پیلتن کی دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اس طلسم کا فتاح جری بہادر صف شکن تیغ زن خوبصورت صاحب سطوت و شوکت فتاح جنگ ہائے فرنگستان ہوگا ایک سے ایک نگاہ ملاتا ہے کہ ای برادر نام بتاؤ جہان نام بتانے کا موقع آیا نجومی اپنے سر جھکا لیتے ہین نام بتانے مین رُکتے ہین ہر مرتبہ پوچھا ان کو عین راسہائے مذکور کے نام لیے پھر سوچنے لگے بعد تھوڑی دیر کے نام لیتے ہین کسی نے داراب کا نام لیا کسی نے خورشید کا کسی نے گھبرا کر کہا کہ فتاح طلسم ہوش ربا کون شخص ہے نام جو ہوش ربا کا آیا زنجیرین ہلنے لگین آواز آئی کہ یہ گنہگار حاضر ہے پلٹ کر نجومیون نے دیکھا منہ پھیر لیا اسد غازی دیر تک زنجیرین ہلایا کیے لیکن غضنفر بن اسد بسبب نہ ہونے تحفہ جات کے سرنگون غم سے کلیجہ خون کف افسوس مل رہا ہے بے آگ جل رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کہ او بچیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر حکم کیون نہین دیتا ہفت پیکر نے چالیسون نجومیون کو آواز دی کہ آپس مین رائے ایک کرو پختہ حکم لگاؤ کہ تسکین خاطر ہو نام طلسم کشا کا ظاہر کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے چالیسون نجومی اپنے مقام سے اُٹھے ایک قصر مین آ کر بیٹھے عرصہ دراز تک آپس مین کلام رہے ایک اُنمین کہ نجومی حساب کا جاننے والا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند فتاح طلسم ہفت پیکر صاحب سطوت و شوکت دانندہ جاہ و ادب رستم پیلتن لقب ہے یا اور کوئی کامل بتا دے غلام نے خوب سمجھ کے یہ فقرہ عرض کیا ہے اور جس کسی کو دعوی ہو تو مجھے اس بات کو پوچھے مین کل کیفیت اظہار کرون اگر شاید خلاف ہو تو سب صاحب کاملین جمع ہین غلام سے پوچھین سب کیفیتین ظاہر کر دون بہت جلد طریقۂ فتاحی شروع ہو جائیگا علمشاہ نے جو یہ سب باتین سُنین مثل شیر غضبناک جھومنے لگے زنجیرین ہلائین معشوقہ سے آنکھ ملائی چہرہ لالہ عذار کا سُرخ ہو گیا مسکرا کر کنیزون سے کہا کہ لو اور مزا دیکھو دہ

نوجوان فتاح قرار پایا حقیقت مین بلاے روزگار معلوم ہوتا ہی اُسکے رعب و دبدبے سے قلب تھراتا ہی چشم بد دور بڑے جرأت کی بات ہی مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر بڑے خوفناک مقام ہین اُن مقامون پر جانا جفا مین وہانکی اُٹھانا اسی شخص کے واسطے ہین بڑی جرأت و بہادری کا کام ہی محفل مین عجب عجب طرح کے ذکر ہو رہے ہین چالیسون نجومی آپس مین صلاح و مشورہ کر کے سامنے ہفت پیکر کے آئے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے علم کے نزدیک تو علمشاہ نوجوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہین آئندہ قدرت کو اختیار ہی نجومیون نے جو اس طرح سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا حکم ہوا کہ طلسم کشا کو سامنے قدرت کے لاؤ زنجیر پکڑ کے علمشاہ کو زنجیر دار نے کھینچا عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا حاضر ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اُسی مجمع سے جلادان شوم طینت میشون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت جھپٹ کر سامنے ہفت پیکر کے کھڑے ہوے عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالائین اگر حکم ہو تو قتل کرین یا اور جو ارشاد ہو وہ بجالائین ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قتل کرو اُس وقت صاحبقران کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیرے فضل سے سب طرح کی امید ہی ای ارحم الراحمین و ای مالک یوم الدین و ای دافع البلیات ای قاضی الحاجات اس بلا کو دفع کر میرے فرزند دلبند کو قتل سے بچالے نظم

هرچه هست اندر وجود عالم امکان ازوست — آدم و جن و ملک زو حور زو غلمان ازوست
خنده زن در گلشن عالم گل خندان ازوست — اشکبار اندر غم گل بلبل نالان ازوست
جلوه گر در باغ سرو و سنبل و ریحان ازوست — رونق تازه بهر موسم درین بستان ازوست
شمع بزم افروز در هر انجمن رخشان ازوست — مهر زو پرتو فگن روشن مه تابان ازوست
در زمانه انقلاب گردش دوران ازوست — گنبد گردنده صبح و شام سرگردان ازوست
نیستی زو هست زو پیدا ازو پنهان ازوست — خشک و تر زو بحر و بر زو کوه زو میدان ازوست
در میان سینه روشن جلوهٔ عرفان ازوست — پرتو افگن بر وجود خاک نور جان ازوست
چاره زو بیچارگی زو وصل زو هجران ازوست — درد هم زو بیدلی زو درد زو درمان ازوست
اشتعال آتش هر سینهٔ سوزان ازوست — زوست ذوق اهل ذوق و شوق مشتاقان ازوست

کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از دست		شاعر ہندی ثنا خوان اندرین ایران شدست

تمام فرزندان صاحبقران بیقرار ہین عمرو تڑپ رہا ہی عیار غلمشاہ یعنی سمک بن عمرو
زنجیرون سے سر ٹکراتا ہی کبھی مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچا
یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کہ مین اپنی آنکھون سے قتل آقاے
نامدار کا نہ دیکھون قاسم سر زنجیر پر سر ٹکراتا ہی نور الدہر بیقرار ایرج اشکبار ہر سردار
واسطے رستم کے بیتاب ہی جہانگیر و داراب سب کو رستم سے محبت ہی کئی مرتبہ اسد غازی
زنجیر تھامے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے پکار کر آواز دی کہ او بھیاؤ یہ رستم شیر بیشۂ عر لسبقان
فرزند صاحبقران ہین انکو یون قتل نہ کرو ہم انکے بدلے جان دیتے ہین انکے سبب سے نام
صاحبقران روشن ہی زمین سرحد طلسم ہفت پیکر انکے قدم سے رشک گلشن ہی جس مقام
پر یہ لوگ جائین آباد کرین کفرستان کو برباد کرین لیکن آپ لوگ نہین معلوم کیا سمجھتے ہین ہم
سب آپس مین ایک ہین جسکی چاہو جان لو مگر رستم کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ سنتے ہی ہفت پیکر بگڑا
کہا کہ یہ مسلمان آپس مین نہایت محبت رکھتے ہین ایک کے بدلے ایک جان دیتا ہی صرف رستم کو
قتل کرو جلاد نے سر زنجیر تھام کر رستم کو کھینچا کہا کہ ای رستم الگ آؤ تمھارے قتل کا حکم ہی رستم
اُٹھے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی اُس وقت صاحبقران کی بیقراری
و اشکباری جلاد نے رستم کو کھینچا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ وہ ہی کہ جسنے سلطنت مرزوق شاہ
فرنگی کو برباد کیا اول مین یہ معرکہ ہوا کہ صاحبقران تو خانہ کعبہ گئے ہوے تھے قباد شہریار زمانہ
کمسنی مین بعہدۂ سلطنت تھے نوشیروان ایسا بادشاہ بختیارک اُسکا وزیر نوشیروان اپنی
بیٹی مہر نگار تاجدار پہ عاشق ہوا وزیر سے اپنے ذکر کیا وزیر نے کہا کہ ای شہریار مین ابھی آپ کو
پنڈتون کے مسئلے دستخط کرائے دیتا ہون کہ جس نخل کو بوئے اُسکا پھل بونے والا کھائے وزیر نے
یہی مضمون لکھکر سامنے پنڈتون کے پیش کیا پنڈت اس مضمون کو نہ سمجھے کہ اس مضمون سے
مراد کیا ہی صاف دستخط کر دیے کہ پھل کھائے جب وزیر سامنے بزرجمہر کے مسئلہ لایا یہ تو پابند
مذہب ابراہیمی تھے یہ دستخط کیا کہ اُس پھل کو کاٹے اگر وہ پھل خون دے تو نہ کھائے وزیر نے کہا
کہ ای شاہ علما نے آپ کے دستخط کر دیے طریقۂ اسلام سے کیا غرض نوشیروان اُسی مسئلے کا پابند ہوا

ناانجھا ہین کے میٹھا تاریخ برات وغیرہ کی مقرر کی ملکہ زرانگیز خاتون زوجۂ نوشیروان کو خوف
پیدا ہوا کہ نوشیروان بیٹی سے شادی کرتا ہی حکیم بزرجمہر کو کسی ترکیب سے محل مین بُلایا اور یہ
سب حال رو رو کر بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب یہ ظلم آپ نے دیکھا کہ نوشیروان بیٹی سے
شادی کرتا ہی کسی ترکیب سے بچائیے بزرجمہر نے صلاح دی کہ اپنے لڑاسے قباد کو ایک
نامہ لکھیے کہ اپنی خالہ کو ہاتھ سے نوشیروان کے بچائیے اس بیچا کو بڑھاپے مین ترہس
لگا ہی شاید وہ کچھ تدبیر کرین ملکہ زرانگیز نے اسی مضمون کا نامہ قباد کو لکھا قباد اس
مضمون کو دیکھکر بہت برہم ہوے سر دربار پکارکر آواز دی کہ ہمارے سردارون مین کوئی
ایسا ہی کہ شادی نہ ہونے دے یا خداوندیہی جوان رستم اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ جان نثار
جائیگا اور یکہ وتنہا دربار نوشیروان مین پہونچا صاحب سلامت کی نوشیروان سمجھا کہ
کچھ پیغام قباد لائے ہین رستم نے کہا کہ ای شاہ مین کچھ عرض کرونگا اس حیلے سے یہ جوان
قریب نوشیروان پہونچا کان مین مُنہ لگایا اور سینے پر ہاتھ رکھ کے نوشیروان کو گرا دیا
وہ دربار نوشیروان اور رستم کی یہ رستمی آخر نوشیروان کو کان پکڑکے اُٹھایا اور اُس فعل
شنیع سے توبہ کرائی دربار نوشیروان مین سب پہلوان تھرا گئے مگر یہ جوان خائف نہ ہوا
یہان قباد شہریار نے ہرکارے مقرر کیے تھے کہ اگر میرے بھائی پر کوئی ہاتھ ڈالے تو مین برابر
پہونچون اسی خیال مین تھے کہ نامہ روم سے آیا کپیتان فرنگی بیٹا مرزوق کا ملک پر چڑھ آیا
قدوس رومی کو قتل کیا ملکہ رابعہ اور رستم کی تلاش مین ہی وہ محل سے نکل گئین اُنکا پتہ نہین
لہذا اہل روم کی خبر لیجیے کپیتان اُترا ہوا ہی ملکہ کو تلاش کر رہا ہی قباد نے نامے کو زیر زانو
رکھ لیا کہا کہ اس مقدمے مین صلاح کیجائیگی کہ رستم پلٹ کے آئے مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوے
کہا کہ ای شہریار مین دربار مین آپ کے نانا کے پہونچا نانا آپ کے تخت پر بیٹھے تھے مین نے کان پکڑ کے
اُٹھایا بٹھایا قباد کو بہت ناگوار ہوا مگر ضبط کیا رستم نے تین مرتبہ یہی لفظ کہا قباد سے ضبط نہو سکا
آخر کار جو نامہ روم سے آیا تھا سامنے رستم کے پھینک دیا اور بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ
اپنی مان کو فرنگیون سے بچائیے یا خداوند یہ اپنے زمانے کا رستم قباد نے جو یہ کلمہ کہا ہوش مین
نہ رہا تخت پر ہاتھ رکھ کے قباد کو ایک طمانچہ مارا قباد تو چرخ کھا کے گرے سردار اپنے اپنے

مقام سے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ رستم کو قتل کرو اسنے غضب کیا کہ ہمارے بادشاہ کو مارا رستم ہاتھ نہ ہلا سکے سب سرداروں نے گھیر لیا مگر لندھور جانشین صاحبقران اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ صاحبو یہ کیا کرتے ہو بھائی بھائی آپس مین لڑے تمھین کیا دخل ہی اگر صاحبقران آکر دامنگیر ہون کہ میرے فرزند کو کیون قتل کیا بڑے بھائی نے چھوٹے کو مارا تمھین کیا دخل تھا تو کیا جواب دو گے اور رستم سے کہا کہ ای رستم کیا چاہتے ہو رستم نے کہا کہ ای عم نامدار آبرو چاہتا ہون لندھور نے کہا کہ بہتر اسی مین ہی کہ بارگاہ سے نکل جاؤ یا خداوند یہ وہ جوان ہی کہ جاکر روم پہونچا اور کپیتان فرنگی کو مارا اب تک اسکی تلوار کی فرنگستان مین دھاک ہی اسکو قدرت قتل کرتے ہین حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا آپ کا کام کر آپ خداوند ہین آپ نے لاکھون بندے پیدا کیے اُس وقت دربار ہفت پیکر مین عجب غریو ہی قاسم کا تڑپنا ایرج کا سر زنجیر سے سر ٹکرانا امیر کا پکارنا کہ ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر آنکھون کے سامنے فرزند نوجوان کا داغ نہ اُٹھایا جائیگا جب یاد کرونگا کلیجہ منھ کو آئیگا قلب تھرائیگا تمام فرزندان صاحبقران چاہتے ہین کہ ہم قتل ہون مگر رستم بچ جائین بعض کہتے ہین کہ رستم ایسا شیر دل فرزندون مین صاحبقران کے کون ہی لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا یا گیا زور دکھایا غروبیہ باختر پر دو دہ زنگی کو مع گینڈے اُٹھا لیا ہر چند کہ منکا ٹوٹا لیکن اُسے نہ چھوڑا اُکھڑ کے مارا افسوس ہی کہ وہی شیر آج یون قتل ہوتا ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین کیا کیا کارنمان کیے بچپن سے اُنکی جرأت کے شہرے ہین امیر و قاسم و ایرج و دارا ب بیقرار ہو کر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اگر رستم ایسا فرزند صاحبقران کا قتل ہوا تو صاحبقران زندہ نہ رہینگے اس سن مین فرزند جوان کا داغ کیونکر اُٹھیگا جلادون نے سر زنجیر کو تھام کر رستم کو کھینچا رستم ایسا جوان جلیل لیاقت سے معمور سر اُٹھا کے قاسم کو دیکھا آنکھون سے آنسو ٹپک رہے ہین فرمایا کہ ای نور نظر اطاعت سے دادا جان کی سر نہ ہلانا ایرج نے دوڑ کر آنکھین قدمون سے ملین بہشت پر رستم نے ہاتھ رکھا فرمایا بیٹا دنگل اپنا لو دربار صاحبقران مین سُرخ رو رہو یہ کہکے آگے بڑھے جلادون نے سر زنجیر تھام کر رستم کو بٹھایا اُس وقت رستم کی عجب

نوبت ہی فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی دکھائی اپنے یاران ہمدم سے جدا ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ کی غم سے حالت تباہ کی شور رونے کا بلند ہوا اُس وقت صاحبقران نے بیتاب ہوکر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سیہ فام کتاب بغل مین دبائے ہوے آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند ہفت پیکر وان طلسم سے منہ نہ موڑیے ورنہ غضب ہوگا یہ کہتا ہوا وہ جادوگر زمین پر آیا سب جادوگر اسکے اُسکی تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوے وزیرون نے کہا کہ ای عالم علوم ستارہ شناسی اس وقت یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اپنے مقام سے کیونکر جدا ہوے بہت جلد آئے ستارہ شناسی تمھارا ہی کام ہی اسنے بڑھکر پایۂ تخت ہفت پیکر کو بوسہ دیا کہا کہ یا خداوند آپ کے فرمانے سے مین مجبور ہوا اس وقت قصر مین داخل تھا اور کتاب ستارہ شناسی کو دیکھ رہا تھا کہ پہلوے بارگاہ سے رونے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا دیکھا نیتر اش جادو سحر مین طاق شہرۂ آفاق گرمسیا کے کنارے بیٹھی رو رہی تھی مین نے جاکر پوچھا کہ بے وقت رونے کا کیا سبب ہی تمھارا بیوجہ رونا مجھپر شاق ہی جلد بیان کرو جب مین نے کہا تو فرمانے لگین کہ قدرت پر آج کل بڑا زوال ہی کسی کو خیال بھی ہی کہ پرسون کیا ہوگا قصر حیرت خیز مین جمع ہوگا رمال و نجومی سب جمع ہونگے طلسم کشا کی تحقیقات کرینگے چاہین کہ تحقیقات کرکے قتل کرین غضب ہو جائیگا طلسم مین آگ لگ جائیگی جو بڑے طلسم کے مدار المہام ہین اُنپر کوئی آفت آئیگی مجکو حکم نیتر اش کا ہوا تمسے زیادہ کوئی تیز رو نہین ہی جلد اپنے کو پہونچاؤ جسکو طلسم کشا تجویز کیا ہی وہ قتل نہ ہونے پائے مین نے اپنے کو پہونچایا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی کہا چالیس نجومی کہتے ہین سب نے صلاح کرکے زائچہ کھینچ کے حکم لگایا ہی تب مین نے حکم قتل دیا مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی وہ جو ساحر آیا ہی آفتاب ستارہ شناس اُسکا نام ہی دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند آپ اسکے قتل کے مجاز نہین ہین کتاب پارینۂ طلسم مین مرقوم ہی تین مہینے کی اس طلسم مین میعاد ہی یہ کرنیوالا اسکا خراب رہیگا فوراً آفت آتی اگر آپ اسکو قتل کر ڈالتے اور وہ جھگڑا طلسم مین ہوتا کہ جسکا دفع کرنا دشوار تھا اعضا پر کچھ زوال آتا بعد تین مہینے کے قدرت کو اختیار ہی یہ کہکے

جلاد کو جھڑک دیا جلاد الگ ہوا رستم سے کہا کہ اے افسر زندان صاحبقران آپ کا اس طلسم مین بڑے دھوم سے آنا ہوا تین مہینے کے لیے آپ کو معاف کیا جاتا ہے بعد تین مہینے کے جو بدعتین آپ نے کی ہین اسکا بدلہ ہوگا رستم کو کشان کشان ساتھ جملہ سرداروں کے اُسی قید خانے مین لے گئے لیکن لالہ عذار ساتھ مصر العجائب کے جو اُٹھی لڑکھڑاتی ہوئی خوف تھا کہ ایسا نہو میرا حال کھل جائے گھبرا رہی تھی چھوٹا پر اپنے ملک مین آکر یہ کیسی مشکل کی بات ہے کہ مفصل حال نہین کھلتا کہ دل پر کیا گذر رہی ہاے دل کو کیونکر سمجھاؤن فلک کجرفتار بانی بناے فساد آفت نے یہ جھگڑا پھیلایا کئی مرتبہ والد نامدار میرے ملاقات خداوند آئے دیکھا چلے گئے آج مجھے کیون ساتھ لائے یہ آفت مجھپر آپنے ڈالی تھی کیونکر نہ جانتی ہاے کیا کرون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عجب دل کی کیفیت ہے اگر وہ ظالم مجھ تک پہونچے اور مین دیکھون شاید دل کو آرام آجائے جون جون دل کو بہلاتی ہون دل کی تڑپ زیادہ پاتی ہون اپنی یہ کیفیت ہے نظم

کرتے ہین عدو وصل مین ہجران کی شکایت ... تھی یار سے موقوف غم ہجران کی شکایت
یون کرتے تھے وہ کب دل نالان کی شکایت ... کی ہو گی فلک نے مری افغان کی شکایت
اے پردہ نشین جلوہ اُٹھا دے کہ نہ جل جاے ... کرتا ہون مین سوز غم پنہان کی شکایت
ہم خاک مین بھی مل گئے لیکن نہ ملے وہ ... دل ہی مین رہی رنجش جانان کی شکایت
پامال ستم تھی دل ناکام کے ہاتھون ... کس منہ سے کرون ولولۂ جان کی شکایت
صد شکر وہ اُلجھی ہوئی تقریر نہ سمجھا ... تھی یہ بھی زلف پریشان کی شکایت
ہے کس لیے مجھسے اُسے دل دینے کا شکوہ ... کرتا ہے جہان مین کوئی احسان کی شکایت
کیا باب اجابت پہ گذر ہو وے دعا کا ... سنتا ہے اثر لب ترے دربان کی شکایت
اے شور جنون ڈر ہے زبان بند نہ ہو جاے ... گر آنے لبون پر مرے زندان کی شکایت
کیون طعنہ سمجھ کر ہے گلہ شکر جفا کا ... جانے دو کہ بیجا ہے پشیمان کی شکایت
کس واسطے اے شمع زبان کاٹتے ہین لوگ ... کیا تو نے بھی کی تھی شب ہجران کی شکایت
حوران بہشتی کو بتون کا سا نہ پایا ... مومن مجھے کیونکر نہ ہو ایمان کی شکایت

اس حال زار سے حیران و پریشان اُس قصر مین آئین جو ہفت پیکر نے مصر العجائب کو

واسطے سکونت کے دیا ہی مصر الغرائب باہر جاکر بیٹھا ملکہ نے جب تنہائی پائی گھبرا کر کہا کہ ہم فلان کمرے مین جائین گے کنیزون نے اُسی وقت اُس مقام پر سب سامان مہیا کر دیا ملکہ اُٹھ کر وہان آئین تنہائی جو پائی دروازہ بند کر لیا چھپر کھٹ پر پیر لٹکا کے بیٹھین دوپٹہ ڈھلکا ہوا طبیعت اُداس و پریشان یکایک قید خانے کی جانب مُنہ کر کے پکار اُٹھی نظم

ای گلِ گلستانِ رعنائی	نورِ بہارِ ریاضِ زیبائی	ای مہِ آسمانِ حُسن وجمال
بے نظیرِ جہانِ وہم وخیال	ای دُرِ شاہوارِ ناسفتہ	گوہرِ آبدارِ ناسفتہ
ای گُلِ تابسر نیامدہ	ای نہالِ ببر نیامدہ	غنچۂ باصفا نخوشیدہ
رنجِ گلچین ہنوز نادیدہ	ای بتِ رو بدہر ننہادہ	در کفِ کافری نیفتادہ
ای دل ودین بیک نگہ بردہ	خون بیچارہ مومنے خوردہ	ای تغافل شعار بے پروا
حال معلوم کیا تجھے میرا	تجھکو وان لاف کبریائی ہی	یان بلا دین ودل پہ آئی ہی
تجھکو دعوی ہی بے نیازی کا	حوصلہ کسکو پاکبازی کا	ہی تجھے پاکدامنی کا خیال
مارے ڈالے ہی مجکو شوقِ وصال	کیون یہ دعواے لنترانی ہی	آخر اک دن قیامت آئی ہی
مومن ناتوان پہ ناز نہ کر	ہی خدا ابھی تو احتراز نہ کر	کسلیے تجکو مجھسے کام نہین
خون کرنا مگر حرام نہین	شرطِ دین ہی جو پاکدامانی	تو ستم بھی ہی نامسلمانی
دیکھ اک بیگناہ مرتا ہی	جان تجھپر نثار کرتا ہی	مجھسے عاشق کی یون دل آزاری
ہووے فی النار ایسی بیداری	شعلے کی طرح ہاتھ ملتا ہون	بیم دوزخ سے تیری جلتا ہون
تجکو ڈر سوزشِ الیم سے کیا	حور کو آتشِ جحیم سے کیا	عذر بیہودہ دلپسند نہین
باب توبہ ہنوز بند نہین	ایسے نازک کو کون دے ہی سزا	نوجوانی کا تم اُٹھاؤ مزا
ہی بفتواے اہلِ ذوق حرام	تجھسے شیرین دہن کو تلخیِ کام	ہین یہ دن لطفِ زندگانی کے
پھر کہان ولولے جوانی کے	بے مزا کر نہ عاقبت بینی	نہ رہیگی لبون مین شیرینی
پھر یہ موسم جو یاد آئیگا	شوق کچھ اور گل کھلائیگا	ان دنون کی جو آئیگی حسرت
سمجھیے گا گناہ بے لذت	فائدہ پھر ہوس سے کیا تمکو	مجھسا مشتاق مل چکا تمکو
میری باتین نہین تمھین معلوم	ورنہ کاہیکو یون رہون محروم	مین وفادار ہون وفا کی قسم

تیری حسرت فزا جفا کی قسم — بے وفا بندۂ خدا اگر ہون — لیک تجھسے پھرون تو کافر ہون
تو جو ہی ہاشمی نسب ای جان — ہی محبت تری مرا ایمان

اس بیقراری سے لالہ عذار یہ اشعار پڑھ کے روئی کہ کنیزین بھی رونے لگین لالہ عذار نے کنیزون کی جانب دیکھکر کہا کہ جاؤ باہر جاؤ ہمارے سامنے بیٹھ کر آنسو نہ بہاؤ تم سبھون کا رونا بہت شاق ہی دل سیر گل و بلبل کا مشتاق ہی کنیزین باہر گئین غنچہ دہن وزیرزادی کہ بچپن سے ساتھ تہی چھپکر کونے مین کھڑی ہوگئی لالہ عذار نے جب دیکھا کہ خواصین چلی گئین بے اختیار رونا شروع کیا وزیرزادی کونے مین کھڑی سن رہی تھی اسکے کان مین ہچکیون کی آواز آئی بیقرار ہوکر دروازہ کھولا ملکہ نے جو وزیرزادی کو آتے دیکھا اپنے کو چھپرکھٹ پر گرا دیا دولائی سے منھ لپیٹا وزیرزادی دوڑکر قریب آئی عرض کی کہ واری مزاج کیسا ہی عجب حال مین حضور کو پاتی ہون چہرۂ زیبا دیکھکر گھبراتی ہون کیا دشمنون کو رنج پہونچا امیدوار ہون کہ اظہار ہو شاید حل اُسکا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اگر ہم بُرے ہین تو ہمکو نکلوا دیجیے بدخواہ کا کیا کام ہی اسطرح سمجھا کر جو غنچہ دہن وزیرزادی نے قدمون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا فرمایا کہ ای وزیرزادی تجھسے کیا کہین جو دل پہ گذرتی ہی اُسکا اظہار مناسب نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہر رفیق بیکسی منزل بہ منزل رہگیا — گر پڑا آنسو کسی جا پہ کہین دل رہگیا
صیدِ لاغر کر دیا تا خیر قاتل نے مجھے — ذبح کے لائق نہین مرنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی — آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
وای قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد — تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے — آئنہ میری طرح اُنکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح — کر گیا خنجر کبھی بازوے قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے — آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہی روے صاف پر — ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہجر کی اضطراب روح نے — دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھ کر — ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہگیا

اس طرح بلک کر یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ وزیرزادی نے بلائین لین اور کہا کہ اُٹھ کے بیٹھیے مفصل حال لونڈی سے بیان کیجیے ملکہ اُٹھ بیٹھین رو رو کر حال عشق رستم نوجوان بیان کیا وزیرزادی نے اپنا مُنھ پیٹ لیا کہا واری یہ غضب کی بات ہی جن لوگون کی وجہ سے گھر بار چھوٹا اور سلطنت طلسم گئی غیر گھر مین بطور فریادیون کے آئے جو طلسم کشاے اصلی ہی اُس سے آپ کو محبت ہی اور محبت کیسی کہ بہ شدت مین جو خیال کرتی ہون حضور کو بڑا جوش و خروش ہی اگر ہوسکے تو ذرا صبر کیجیے بڑے بڑے جو اسکے کرنے والے گذرے اُنپر کیا گذری کیا کیا سختیان اُن لوگون نے اُٹھائین آخر عمر اپنی کس خرابی سے کاٹی ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا کہ اے غنچہ دہن کیا تُجسے کہین صبر و جبر کا موقع نہین رہا ہر چند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا ایک دن دو دن جبر کرینگے آخرکار جب صبر نہ ہو سکیگا روتے پیٹتے نکل جائین گے قبر مجنون پہ پہونچین گے یا اُسنے ہدایت لین گے یا نام معشوق پہ جان دینگے یہ کہکے اسقدر روئی کہ آنکھین سُرخ ہوگئین اب تو وزیرزادی گھبرائی قدمون پہ گرنے لگی کہا کہ واری نہ گھبرائیے اب لونڈی انتظام کرکے مین اپنے کو کسی حیلے سے قیدخانے تک پہونچاؤنگی حضور کی بیقراری اُنکو سناؤنگی ایسی ایسی باتین وزیرزادی و شاہزادی مین ہوئین دونون رو رہی ہین اُس وقت ملکہ کا رونا دل کے ٹکڑے کرتا تھا آخر وزیرزادی نے کہا کہ جو آپ فرمائیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ خیر جو گذریگا وہ گذریگا بتانے سے کیا فائدہ اب تو یہ صورت ہی قطعہ

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید — اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر — مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا — اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان — مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار — سا تھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین — ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دل سے نہین مجکو قرار — صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کون سا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتے نہین — عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہی تمکو بے آغوش آئی ہوگی نیند — رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھگئی — کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہی نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اُستاد ہین

یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ذکر ہفت پیکر کرنا واجب و لازم ہوا کہ یہ جو دربار سے اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا تخلیے مین آیا سر جھکا کے بیٹھا چارون وزیر اسکے حاضر ہوے دیکھا خداوند ہفت پیکر چپ بیٹھے ہین وزیرون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کیون ملول ہین کیا امر ہونے والا ہی کہ قدرت کو یہ پریشانی ہی ہفت پیکر نے کہا کہ ای وزیران با تدبیر کیا حال اپنا بیان کرون اپنی ساری خداوندی کی کرامات دیتا ہون لیکن وہ ظالم ملے وزیرون نے کہا کہ حضور کون ہمسے مفصل ارشاد ہو ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ ہمارا مہمان عزیز جو ہمارے یہان فروکش ہی اُسکی خاطر اسقدر مد نظر ہی کہ اگر قبول کرے تو اہتمام قیدخانہ اُسکے سپرد کرین اب تین مہینے پرورش مسلمانان منظور ہوئی بعد تین مہینے کے ان سب کا خاتمہ ہوگا پھر اور عہدہ تجویز کرینگے وزیرون نے عرض کی کہ مفصل قدرت ارشاد فرمائین شاید کوئی انتظام غلامون سے بن پڑے ہفت پیکر نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہی مصر الغرائب کی دختر ملکہ لالہ عذار آج قدرت نے اُسکو دیکھا قدرت کو یاد آیا کہ اس تصویر کو صفحہ روزگار پر کھینچا تھا بعد عرصہ دراز دیکھا اب دل چاہتا ہی اُسکو پہلو مین بٹھائین اپنا حال دل سُنائین وزیرون نے عرض کی کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جس وقت مصر الغرائب یہ سُنے گا آنکھون سے اس امر کو قبول کریگا حقیقت مین وہ نازنین بھی قدرت کو دیکھتی تھی وزیرون نے جو اس سہولیت سے بیان کیا ہفت پیکر خوش ہو گیا کہا اچھا مناسب حال پر ذکر کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وزیر اول کہ جسکا عقاب بلند پرواز نام ہی روانہ ہوا یہان ملکہ تو حیران و پریشان ہین مصر الغرائب پاس اپنے رفیقون کے

بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خداوند ہفت پیکر مجھپر بہت مہربان ہین اب کوئی عہدہ بھی لونگا خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون اُسی انتظام مین بہل جاؤنگا کہ خبر پہونچی وزیر اعظم قدرت بدرِ دولت پر حاضر ہین حکم دیا کہ بُلا لو وزیر نے آکر مصر الغرائب سے کہا کہ قدرت تمپر مہربان ہین تمھاری دختر کو طلب فرماتے ہین ای مصر الغرائب لطف یہ ہوگا کہ قدرت کے عزیز دار کہلاؤگے طلسم ہفت پیکر مین جابجا نام ہوگا قدرت کا بھی کام ہوگا مصر الغرائب سُن رہا ہی جب وزیر سب کچھ کہ چکا تو مصر الغرائب نے کہا کہ مین پہلے اپنی دختر سے دریافت کرلون دیکھون وہ کیا کہتی ہی اور وزیر سے اقرار کیا کہ مین ضرور شادی کردونگا قدرت بہت خوش ہوئے یہ کہکے اُٹھا وزیر کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بھی چلا راہ مین ایک باغ ملا ملازمون نے عرض کی کہ اسی باغ مین ملکۂ عالم تشریف رکھتی ہین مصر الغرائب اُدھر مڑا لالہ عذار وزیرزادی سے باتین کررہی تھی کہ بڑھکر کنیزون نے خبردی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین ملکہ واسطے استقبال کے اُٹھین مصر الغرائب کو لاکر مسند پر بٹھایا مصر الغرائب نے خیال کرکے دیکھا کہ لالہ عذار کا چہرہ اُداس آنکھون مین جلتے رنگ رو متغیر گھبرا کے پوچھا کہ کیون نورِ نظر مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا کے عرض کی کہ گھربار چھُٹا سلطنت ترک ہوئی ہمارے مزاج کیا غریب الوطن مبتلائے دام رنج و محن مصر الغرائب نے کہا کہ ای نورِ نظر قدرت تمپر مائل ہوے ہمین عہدے بھی ملینگے جو حکم دینگے وہی ہوگا ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا مقدمۂ اصلی کا کچھ جواب نہ دیا مصر الغرائب خوشی خوشی اُٹھ گیا جب مصر الغرائب جاچکا ملکہ لالہ عذار نے پھر وزیرزادی غنچہ دہن کو بُلایا اور سب کیفیت بیان کی وزیرزادی نے کہا کہ واری یہ مقدمہ حضور میرے سپرد کرین اس وجہ مین بہت سے مطلب نکلینگے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ تم جاکر قدرت سے ملو اول تو یہ کہو کہ صاحبزادی ابھی آگاہ نہین دیکھون انجام کیا ہو ہرچند کہ کوہ بوقلمون کا تباہ ہونا بڑا باعث خرابی ہوا اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا یہ کسی کی مجال نہین کہ عرض کرسکے اول انتظام یہ ہو تب دوسری طرف توجہ فرمائیے یقین ہی کہ کوئی صورت معقول نکلے وزیرزادی نے عرض کی کہ سرکار کو

اختیار ہو شاید کہ یہ کلمات ہفت پیکر کے خلاف ہون ملکہ نے کہا کہ تم سمجھ کر کلام کرنا میرے ہوش
حواس بجا نہین ہین وزیرزادی ملکہ سے باتین کرکے جلی دل سے کہتی ہوئی کہ دیکھیے اب کیا ہو
حقیقت مین عجب مشکل ہو اگر ملکہ نے نہ مانا اُسکے گھر مین اُتری ہین کوئی جبر کرے اور ہمپر دست
ظلم دراز ہو یہ سوچتی ہوئی خدمت ہفت پیکر مین آئی آگے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا
کہ وزیرزادی نے جو آگے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کیون غنچہ دہن اس وقت تمھارے
آنیکا کیا باعث ہوا وزیرزادی نے عرض کی کہ قدرت کی زیارت مدنظر ہو اس وجہ سے آج
حاضر ہوئی یہ کہکے بیٹھ گئی ہفت پیکر نے کہا کہ کیون وزیرزادی تمھاری ملکہ کہتے ہین کہ رغبت
نہین پائی جاتی ہم چاہتے ہین طلسم مین بڑے بڑے عہدے ہین جنکو عہدۂ نیابت دین اور وہ انکار کرکے
مقرر کرنے نہ کرنے کا ملکۂ عالم کو اختیار رہے چاہتے ہین ایسے عہدے مقرر کرین کہ ملکۂ عالم کے
آنے جانے کا باعث ہو غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی جو قدرت کے نزدیک مناسب
بہتر ہو وہ تجویز کیا جائے اُس وقت وہ وزیر بھی آیا وزیر نے عرض کی کہ جو قدرت کے
نزدیک مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ اُنکے والدین مسلمانون
کے ہاتھ سے بڑے صدمے اُٹھائے ہین مگر اُنکی زندگی قدرت کو اگر منظور رکھنی اس وجہ سے
اولا بھڑکے نکل آئے ورنہ بڑے بلوے تھے قدرت مکرر فرماتے ہین کہ بروز سنگل ملکۂ عالم قید خانے مین
جائین سب حال پوچھین جو جسکے بارے مین مناسب جانین وہ تجویز فرمائین قدرت اسکو بسر و چشم
منظور کرین گے وزیرزادی یہ وعدہ کرکے پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور
یہ بھی کہا کہ حضور قید خانے مین چلنے کا سبب تو نکل آیا اسی مین کچھ تجویز ہو گی ملکہ خاموش
ہو رہین تیسرا دن منگل تھا ملکہ بیٹھی تھین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی فرمایا
کہ دیکھو یہ کیسا باجا بجتا ہو کنیزون نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کے واسطے تخت آتا ہو حضور آج
قید خانے تشریف لیجائین ملکہ لالہ عذار نے لباس فاخرہ پہنا خراماں خراماں باہر تشریف لائین
دیکھا بارہ ہزار کنیزین ایک تخت زبرجدی نہایت تکلف سے آراستہ لاکر دروازے پر پہونچایا ملکہ
تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی بھی ساتھ ہو جب در زندانخانے پر آکر پہونچین نگہبانون نے مشہور کیا کہ
ملکہ لالہ عذار دختر مصر الغرائب تشریف لاتی ہین تمام افسران فوج برائے تسلیم حاضر ہوئے

ملکہ نے فرمایا کہ ہمین قیدخانہ دیکھنا منظور ہے افسون نے عرض کی کہ چلیے ملکہ داخل ہوئین در قیدخانے پر زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو ایڑیان رگڑ رہا ہے لپٹ کے ملکہ نے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہے اورون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین بیمار ہو گیا ہے ملکہ نے حکم کیا کہ اسکے لیے طبیب مقرر کیا جائے آگے بڑھین دیکھا کہ سب سردار رو رہے ہین بیچ مین ایک آفتاب عالمتاب درخشان گرد صدہا سردار مثل انجم بیٹھے افسوس کر رہے ہین ملکہ نے یہان کا حال پوچھا سب نے عرض کی کہ صاحبقران زمان بیچ مین گرد سب سردار صبح کا وقت ہے یہ سب دیکھنے کو آئے ہین ملکہ یہان سے آگے بڑھین کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص آفت و مصیبت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہے اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین

نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے انتشار مین روح   چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
جل رہا ہے جنازے پہ گرد مین لاشہ   بس فنا ہے تری یاد جسم زار مین روح
ملال تمکو ہے تم ہو دل کدر مین   غبار روح مین ہے یا کہ ہے غبار مین روح
کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار   کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار مین روح
فنائے عشق مین کیا ہر گزر رہی ہے ہمین   کہ اپنا جسم ہوا ہے تن مزار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی   نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح
دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہے آخر   ہے میہمان نفس چند جسم زار مین روح
نہین ہین کم ترے مستون کی مستیان پس مرگ   بہک رہی ہے ابھی تک اُسی خمار مین روح
پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر لبریز   اُسی سرور مین دل ہے اُسی خمار مین روح
عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش   ترا خیال ہوا ہے مرے کنار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل   بہار یہ ہے کہ نکلے اسی بہار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر   تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہے برہم   پھنسی ہوئی ہے عجب دام انتشار مین روح
عدم ہوا ہے بدن کاہش محبت سے   کنار قبر مین ہے زحمت فشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی بس فنا بھی نسیم	کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح

اِس صدائے دردناک کو سُنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہو گئین وزیرزادی سے پوچھا کہ دریافت تو کرو یہ کون شخص روتا ہی اسکی صدائے دردخیز سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی وزیرزادی نے بڑھ کر دیکھا کہ گردسردار بیچ مین رستم نامدار رو رہے ہین سردار تسکین دیتے ہین سمک قدمون سے لپٹا ہوا عرض کر رہا ہی کہ غلام نے شب کو بشارتین پائین بزرگان دین تشریف لائے خوشخبری سُنا گئے کہ آپ فتاح طلسم ہفت پیکر ہین رستم فرماتے ہین زندگی کی کیا امید ہی ہم طلسم کو فتح کرین یقین ہی کہ موت لیکر اس قیدخانے مین آئی ہی یہانسے زندہ نہ نکلین گے سمک تلوے سہلا رہا ہی کہ روشنی ہوئی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا گھبرا کر رستم نے سر اُٹھا دیا دیکھا کہ گوہر بے بہائے بحر حُسن وجمال آفتاب عالمتاب آسمان کمال ملکہ لالہ عذار آگے آگے وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوے گردانیسین جلیسین گھیرے ہوے اُس کمرے مین آئین رستم سے جو آنکھ ملی شرما کے بیٹھ گئین وزیرزادی نے پوچھا کہ کیون واری بیٹھنے کا کیا باعث ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا دونون عاشق ومعشوق مین نگاہین ملین چھریان چلین اِدھر سے ناز اُدھر سے نیاز اِدھر سے کشش اُدھر سے کوشش اِدھر سے کاہش اُدھر سے خواہش ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے آخر وزیرزادی نے عرض کی حضور اُٹھ چلین حال اُدھر کا بھی غیر ہی دیکھیے کیا کیفیت ہی ملکہ جو اُٹھنے لگین دل بیٹھا جاتا ہی ناچار ہو کر اُٹھین حکم دیا کہ مکان صاف رہے انتظام عمدہ ہو کسی بات کی قیدیون کو تکلیف نہ ہونے پائے ورنہ خداوند ہفت پیکر کو ملال ہوگا یہ حکم دیکر ملکہ لالہ عذار چلی گئین کئی مرتبہ اسی طور سے آنا ہوا ایک دن جو آئین شام ہو گئی رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم جب آتی ہو قتل کر کے چلی جاتی ہو کلام کرنا دشوار ہوا یہ سُنتے ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کہ ای شہریار اصل تو یہ ہی کہ مہینا بھر کامل گذرا اسی ہجر مین جلتے بمشکل اپنے سنبھالتے ہین اور آئی ہوئی بلا کو ٹالتے ہین کیا کہین کہ کس حال مین ہین یہ سُنتے ہی جلمشاہ کی آنکھون سے آنسو ٹپکے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو خرامان بوستان محبوبی کیون اسقدر بیقرار ہو باعث پریشانی کا کیا ہی ملکہ لالہ عذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال اپنا

بیان کرین جو آپکے عشق مین ہمپر گذرتی ہے اگر ہم مفصل عرض کرین تو آپکے دل پر صدمہ پہونچیگا ہم یہ نہین چاہتے کہ حضور کے قلب نازک پر کوئی صدمہ پہونچے **نظم**

مبدل بے سبب کب ہی احبا رنگ رو میرا ... کسی کی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی تسکین ہین ... خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا ... جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والون کو ... لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین ... رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے ... یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اُسی کو مدعی پایا ... کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
اُنہین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن ... غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا ... جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو ... کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن ... مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا ... اُنہین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑانے سے ہزارون صورتین بدلے ... ہمارے دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین غلط سے ... نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی ... بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

ملکہ یہ اشعار پڑھ کے رونے لگین پلٹ کے جو دیکھا سوائے وزیر زادی کے اور کسی کو اپنے قریب نہ پایا فرمایا کہ جسدن کہو تمکو نکال لے چلین باقی سمجھا جائیگا اگر کوئی حائل ہوگا ہمارے ہاتھ سے گھائل ہوگا خوب تلوار چلیگی یہ بھی تو ظاہر ہو کہ فرزندان صاحبقران تشریف لائے اور قید خانے مین آکر قید ہوے چند کس صید ہوے قید مین یہ جرأت علمشاہ نے اُسپر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہماری بھی جان پر بنی ہی وہ دن خدا دکھائے کہ تمہارا ساتھ ہو یہانسے نکل چلین قضائے کار مصر الغرائب کا وزیر خناس موجود تھا گوشے مین سے یہ سب باتین سن رہا تھا

۱۰

سامنے ملکہ کے آکر آواز دی کہ ای ملکہ عالم تُنے تو عجب کمال کیا ہمنے بھی سب لفظاً لفظاً حال سُنا کہ
آپ نکل جائینگی قیدی کے ہمراہ آپ کا جانیکا ارادہ ہی ملکہ لالہ عذار کے مُنھ سے نکلا کہ او
خناس کیا بیہودہ بکتا ہی خدا جانے کہانکی باتین تجھین کیا سوال تھا کیا جواب تھا اسکا ذکر
سامنے والد نامدار کے نہ کرنا ورنہ مشکل پڑیگی خناس نے کہا کہ مین ابھی جاکر شہنشاہ سے اس امر کا
ذکر کرتا ہون یہ کہکے علمشاہ کا ہاتھ پکڑا کہا مین قیدی کو ابھی لیے جاتا ہون اُسے سزا ملے پھر
کبھی ایسا ارادہ نہ کرے کرمین پنجہ دیکرے اُڑا ملکہ نے جو دیکھا کہ علمشاہ کو لیے جاتا ہی آواز دی
کہ او خناس آگے نہ بڑھنا سامنے خداوند کے یہ ذکر ہوگا پلٹ وہ کب پلٹتا ہی مگر سحر ملکہ سے
زور نہ چلا دس قدم کی بلندی پر جاکے رُک گیا ملکہ منتین کر رہی ہین کہ ای خناس چلے آؤ خناس نہین
مانتا زور کر رہا ہی چاہتا ہی کہ لے نکلون لیکن ممکن نہین ہوتا آخر غصّے مین ملکہ لالہ عذار نے
پکار کر آواز دی کہ ای خناس تُمنے عجب حرکت کی ہی کہ کسی کا تمکو خیال نہین ہم سحر سیر کرین تو
حال کُھلے یہ سُنکر خناس نے ایک گولہ ملکہ لالہ عذار پہ مار دیا ملکہ نے گولے کو اُلٹا پلٹا یا وہ
گولہ پاس خناس کے جاکر پھٹا ایک دناٹا ہوا کہ خناس اُلٹ گیا پنجے سے علمشاہ چھوٹے
ملکہ لالہ عذار نے زمین پر رستم کو قایم کیا لیکن خناس جو زمین پر آیا چاہا تڑپ کر نکل جاؤن
ملکہ نے کہا کہ او نامرد اب نکل جانے کا ارادہ کرتا ہی ہمنے پہلے سے سمجھایا تھا مگر تونے ہمارا کہنا
نہ مانا اب عذر کرتا ہی کوئی عذر تیرا نہ چلیگا خناس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ ملکہ پہ
کھینچ مارا ملکہ نے پیچھے ہٹ کے نگاہ ڈالی وہ گولہ اُلٹا پلٹا جاکے خناس کے سر پہ پڑا کہ سر
پھٹا چرخ کھاکے زمین پہ گرا آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من خناس جادو بود ملکہ لالہ عذار نے
ٹانگ پکڑ کر خناس کی باہر پھینکا علمشاہ سے کہا کہ صاحب آپ تشریف رکھین دیکھین اس
سانحہ کا کیا انجام ہو رستم نے کہا کہ سب فضل الٰہی ہی دیکھا جائیگا ملکہ رنجیدہ و کبیدہ باہر نکلین
کنیزون سے کہتی ہوئین کہ دیکھیے اس مقدمے کا انجام کیا ہو اگر مصر الغرائب کو خبر پہنچیگی
فساد برپا کریگا مگر سمجھا جائیگا ملکہ لالہ عذار مکان پر آئین آج جس وقت سے رستم کی زبان سے
وہ کلام سُنے ہین بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آئین ساتھ والون سے کہ رہی ہین
کہ قید خانے مین جاکر فساد برپا ہوا یقین ہی کہ ہفت پیکر سے ضرور اطلاع کیجائے یہان تو

یہ ذکر ہی وہان روشن تاجدار کہ جو اس سرحد کا منتظم ہی جہان قیدخانہ ہی اور یہ ہفت پیکر بتا ہی
برائے ملاقات خداوند اُس راستہ سے آتا تھا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ شخص
مصر الغرائب کے ساتھ آیا تھا صاحبزادی نے اُنکی قتل کیا پوچھا کہ کیون کہنے والے نے
سب حال بیان کیا روشن تاجدار جل گیا دربار مین ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوند آپنے
کچھ سُنا کہ زیر دیوار خداوندی سردار مارا گیا کیا حضور کو خبر نہین اور اصل یہ ہی کہ اُسنے
خیرخواہی سرکار کی کی تھی اُسکے سبب یہ معاوضہ ہوا مقام تعجب ہی کہ سزا نہ ملے اور بدعت
کرنے والا بدعت کرجائے قدرت کو بہت شاق ہوگا جو مفصل سُنینگے پھر سب حال کہدیا
اب تو ہفت پیکر پلٹا کہا کہ ای روشن تاجدار اصل مین یہ معاملہ کیا گذرا اور ملکہ نے
اُسے کیون مارا اُنکو صرف یہ حکم دیا گیا ہی کہ مہینے مین چار مرتبہ قیدخانے کو ملاحظہ فرمایئے
آج ہی وہ گئین اور علمتا دسے راز و نیاز ہوے انجام کار یہ ہوا کہ خناس مارا گیا
یہ بات سمجھ مین نہین آتی لوگون نے کہا کہ حضور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکے اُنکے
برسون کا راز و نیاز تھا جسکا کہ یہ انجام ہوا افسوس ان لوگون نے آفتین برپا کین یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ملکہ گوشہ نشین پیغام وسلام کسکی معرفت ہی جادوگرون نے عرض کی
کہ اُسکی وزیرزادی غنچہ دہن ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے یہ رنگ پھیلایا ہی وہی
براے پیغام وسلام آتی جاتی ہی یہ سُنتے ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ غنچہ دہن کو ہمارے
پاس لاؤ یہان ملکہ لالہ عذار غنچہ دہن سے باتین کررہی ہین اور رات کا وقت ہی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ بی غنچہ دہن کو خداوند ہفت پیکر نے بُلایا ہی اُسی وقت غنچہ دہن
اُٹھی مگر کانپتی ہوئی اُس مکان مین آئی جسمین کہ ہفت پیکر تھا ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی کہ
غنچہ دہن آکر پہونچی ہفت پیکر کھڑا ہوگیا غنچہ دہن کی بڑی خاطر کی کہا کہ غنچہ دہن بہتر
اسی مین ہی کہ ملکہ لالہ عذار کو ہمارے واسطے راضی کردو دیکھو خیال رکھو اگر قدرت نے توجہ کی
اور وارث خدائی پیدا ہوا تو خداوند کی مان اور خداوند کی بی بی کہلائین گی مسلمانون کا انکی مرتبہ
خاتمہ ہی صرف کاہن کے منع کرنے سے تال کیا اب نہ تال کیا جائیگا ورنہ اختتام میعاد حکم
ملجائے کہ قتل کردو پھر کون روک سکتا ہی غنچہ دہن نے سب باتون کو سُنا جب یہ ہاتھ بڑھاتا ہی

غنچہ دہن کو خوف آتا ہی کہ میرے ساتھ گستاخی نہ کرے مقدمہ ملکہ لالہ عذار مین ہان ہان کیے گئی
جب یہ کہکر خاموش ہوا غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی ملکہ لالہ عذار کو ضرور
لے آئیگی تین دن اور معاف فرمایا جائے تین دن مین سب انتظام کرلون چوتھے دن آ کے
حاضر ہون یہ کہکے بھاگی پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی سب کیفیت بیان کی کہ ہفت پیکر آپکا
خواہان ہی یہ سُنکر لالہ عذار رونے لگین کہا کہ ای غنچہ دہن مین جان دونگی مگر اُس ملعون
کے سامنے نہ جاؤنگی مین گئی اور اُسنے دست طمع بڑھایا سوائے جان دینے کے چارہ
نہ ہوگا وہ ایک ظالم اظلم ہی غنچہ دہن نے کہا کہ رستم کو نکال لے چلیے لیکن حال لوح
دریافت کیجیے ایک مرتبہ حضور کو چلنا پڑیگا سب حال دریافت کرلین گے بموجب اُسکے
کاربند ہونگے اگر لوح فرزند صاحبقران عالیشان کو ملی قیامتین برپا کرینگے پھر اُسنے
کون مقابلہ کر سکتا ہی کسکی مجال ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہا کہ
ای غنچہ دہن کیا ہوگا غنچہ دہن نے عرض کی کہ واری ایسے ظالم کا سامنا ہی خدا انجام
بخیر کرے آج شب کو چلیے باتین کرنیکا طرز اختیار کیجیے سب معلوم ہو جائے دریافت کیجیے
پھر کاربند ہونا چاہیے ای ملکہ عالم بس آج کی عقلمندی ہی مین سب طرح کی باتین اُس
حرامزادے سے کرلونگی بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی پروردگار
اس ظالم کی بدعت سے بچائے یہ کہکے ملکہ کو کپڑے اچھے پہنائے اور آپ بھی لباس
تبدیل کیا پھر رات گئے ملکہ لالہ عذار کو تخت پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے بصد
کر و فر روانہ ہوئین قصر ہفت جوش مین ہفت پیکر بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا آسمان پر
برق چمکی دیکھا کہ غنچہ دہن اور ملکہ لالہ عذار تخت پر سوار آتی ہین ایک کنیز نے
ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند مبارک ہو ملکہ لالہ عذار تشریف لاتی ہین ہفت پیکر
خوش ہوگیا پہلو سے چند پتلے فولادی نکال کر پھینکے آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب
معشوقۂ قدرت کو استقبال کرکے لاؤ ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ چار فرشتے بازوؤن پر یاقوت
احمر کے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای معشوقۂ خداوند چلیے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا
سامنے ہفت پیکر کے آکر پہونچین جھک کر سلام کیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بیٹھنے کا حکم دیا

ملکہ لالہ عذار بیٹھی بیٹھی رونے لگین یہ تصور بندھا کہ اب ملاقات علمشاہ سے دشوار ہی اُسی بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہے — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہے

قینچی نہیں چلوائی مرے ناصح نے کس پر — پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہے

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہیں قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ملتا جو نہیں یار تو ہم بھی نہیں ملتے — غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی

ای نور نظر معجزۂ حُسن سے تیرے — اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی

محشر کو بھی دیدار کا وعدہ نہ کرے یار — عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی

بینا ہون جو آنکھیں تو رخِ یار کو دیکھین — نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی

گو یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی

معشوق و مے و خانۂ خالی و شب ماہ — عاشق کے لیے حاصلِ دنیا ہی تو یہ ہی

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سرکارِ جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی

دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر — مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی

دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سُنیے — ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش — حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای معشوقۂ قدرت یہ اشعار تو نے کیسے پڑھے کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہی غنچہ دہن نے عرض کی کہ جس وقت سے پیغام خداوندی مین نے عرض کیا ہی ملکہ خود نہایت درجہ بیقرار ہین اُسی بیقراری مین یہ اشعار مُنہ سے نکل گئے ہفت پیکر چپ ہو رہا آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ چارون شخص غائب ہو گئے ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگی کہ دیکھیے اب کیا ہو غنچہ دہن سے اشارے ہین کہ بُوا میری آبرو بچانا خوف مین اس بیچارگی کے نہ آنا ایسا نہ ہو کہ دست انداز ہو صورت کو جو لالہ عذار نے دیکھا ایک دیو ہی قالب انسان مین سمایا ہوا تمام دنیا کو چھیلے ہوے شعبدون کے کھیل کھیلے ہوے

آنکھین ننھی ننھی سینتالا کے چہرے پر داغ یا چمن مین آشیانۂ زاغ عجب کریہ منظر بد صورت ہی کہ دیکھ کر خوف آتا ہی بیحیا نے منھ جو کسی وجہ سے کھولا جاہی لی معلوم ہوا کہ سنڈاس کھل گیا وہ بوے بد آئی کہ دماغ اُلٹا ریچھ کی کھال کا کرتہ پہنے ہوے تن رہا ہی طرف ملکہ لالہ عذار کے متوجہ ہوا کہا کہ اے معشوقۂ قدرت قدرت نے تجکو یاد کیا ہی چاہتے ہین کہ سرفراز کرین ملکہ لالہ عذار کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا ہفت پیکر نے خوش ہوکے کہا کہ قدرت تیرے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے تیرے شکم سے خداوندزادہ پیدا ہوگا تمام دنیا مین اُسکی عملداری ہوگی قدرت تقدیر کر چکے یہی ہوگا ملکہ لالہ عذار شرم کے مارے پسینے پسینے ہوگئی جب کئی مرتبہ اُس بدبخت نے اسی طرح کہا لالہ عذار نے کئی مرتبہ غنچہ دہن کو اشارہ کیا کہ کچھ سوال وجواب کرے جب اُسنے کلام نہ کیا کیونکہ غنچہ دہن خود خائف و ترسان ہی دہن بوجہ نزاکت معدوم صرف نشان عدم ثابت ہوتا ہی ہاتھ باندھ کر لالہ عذار نے عرض کی کہ جو قدرت نے تجویز کیا ہی یہی مناسب تھا کنیز کو اسقدر اشتیاق ہی کہ اپنے طلسم مین آٹھ پہر دعا مانگتی تھی کہ خدمت مین ہفت پیکر کی پہونچون آخر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ کوکب روشنضمیر مسلمان ہوا طلسم ہمارے بزرگون کے سپرد ہو گیا لیکن افسوس یہ رہا کہ اُس زمانے مین کنیز کو یہ ہدایت نہ ہوئی کہ سیدھی سیدھی دعا مانگتی کہ وہانسے اُٹھ کر خدمت مین پہونچ جاتی فلک نے انقلاب کیا اب کنیز حاضر ہوئی جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگی اب خدمت سے بہرہ یاب ہوئی حضوری بھی قبول کرونگی مگر دل مین بیتاب ہی کہ کیا کرون دیکھیے اس ظالم اظلم سے جان وآبرو کیونکر بچے اس وقت اسنے بُلایا آنا پڑا سرنگون خیال آبرو مین کلیجہ خون ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی جمال جہان آرا کو لالہ عذار کے دیکھ رہا ہی کہ قصر کے صحن سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی عرصۂ دراز مین بلند ہوئی اُسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھوڑی دیر کے بعد آندھی دفع ہوئی اب ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک باغ جنت نظیر ہی گلہاے رنگارنگ اور نہرین بصد جوش وخروش جاری فوارے وہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت ظاہر ہوتی ہی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان طوطیان زمزمہ سرا شاخ گل پر بُلبل کے بیٹھی ہین آمد بہار کے اشعار بصد تکلف گارہی ہین نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغانِ بہار — شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامانِ بہار — عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم — طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار
گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا — میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستانِ بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون — نشتر فصاد کانٹے بہر مرغانِ بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن — نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ — تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطانِ بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین — کشور گلزار مین جاری ہی فرمانِ بہار
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب — وصل اب بیواسطہ ہی بہر مرغان بہار
فصل گل مین توبہ مل سے ہی رعنا کو الم — بے مے و ساقی ہی سب برباد سامان بہار

اس طرح سارے باغ مین آمد بہار کی دھوم ہی عندلیبانِ خوشنوا کو سامان آمد بہار معلوم ہی گل ہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون شاخین گل و اثمار سے سربسجود نہ یہ ہر نخل اسقدر پھول ڈھیر ہین کہ طائرانِ چمن فرش جان کر آکر لوٹتے ہین لطف اُٹھاتے ہین یہ بیرواز کر کے شاخ گل پر جاتے ہین رنگ و بوے چمن دیکھ کر زمزمہ سرائی مین مصروف طائر رنگ چمن مائل بپرواز باغ مین سوز و ساز عجب باغ مین ہنگامہ ہی سبز بختان چمن مالامال مسجت گل بوٹے کی شوکت و جلالت بہ رعنائی و زیبائی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہی ہر چمن مین پھرتی ہی اسقدر نسیم سحری کو احتیاط ہی پھونک پھونک کے پیر رکھتی ہی کہ روے گل پہ گرد نہ پڑے ایسا نہ ہو عندلیب خوشنوا بگڑ جائے کہ میرے معشوق کے چہرے پر گرد پڑی ہر سمت انتظام بہاری طائران خوشنوا مین پکار رہی کہ بہار آگئی یہ جوش و خروش آمد بہار دیکھکر ہفت پیکر نے کہا کہ ای معشوقۂ گلعذار دیکھا تونے یہ کرامات قدرت ہی ذرا سا قدرت نے اشارہ کر دیا یہ سب سامان موجود ہوگیا عندلیبان خوشنوا نے آواز دی کہ یا خدا وند تیری قدرت کی دھوم ہی حال رنگ آمیزی قدرت کسکو معلوم ہی اے ملکہ اگر کہو ہمیشہ بہار رہے یا خزان کی پکار رہے جو کہو قدرت اُس فصل کا نمونہ دکھائین تم پریشان نہو نا ملکہ لالہ عذار نے غرانا کر سر جھکا لیا

کیا جواب دین کیونکر خاموش رہین دل مین جوش و خروش خوف ہی کہ یہ دیوانہ نہ بنا دے ملکہ اس
خیال مین ہین کہ ہفت پیکر پھر پلٹا کہا کہ کیون معشوق مطلوب قدرت کیا جواب دیتی ہی جس فصل
کو قبول کرو اُسکو تمھارے ساتھ کر دیا جائے وہی فصل ہر وقت قائم رہے لالہ عذار نے شرما کر
سر جھکا لیا کہا کہ یا خداوند جب سکونت اختیار کرونگی اُسی باغ مین فصل قائم کر دیجیے گا ابھی مین کسی
چیز کی فرمایش نہین کرتی جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا قدرت سے وعدہ کرتی ہون کہ سمجھ کر خدمت مین
عرض کرونگی ہفت پیکر کو کچھ بن نہ پڑا کہا اچھا صاحب رخصت ہو تمھین اختیار رہی ملکہ لالہ عذار
بہت خوب کرکے اُٹھین مصر الغرائب نے ہرکارے مقرر کیے تھے یہ خبر دریافت کرکے
پلٹے سامنے مصر الغرائب کے آئے تمام کیفیت بیان کی مصر الغرائب کو بڑی بیقراری تھی
کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ لالہ عذار آکر پہونچی باپ کو سلام کیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ
بیٹا کیا ہوا ملکہ نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا کہ ای والد نامدار کیا عرض کرون
جس طرح سے بنا اپنے کو بچایا لیکن بہت آمادہ ہی دیکھیے کیونکر آبرو بچے مین نے آج تو ٹالا ہی
آیندہ کا وعدہ کیا لیکن اُسکو بڑا جوش و خروش ہی خاک پا لیکر طوطیاے چشم بنانے کو کہتا ہی
یہ ذکر تھا کہ ایک طائر بالاے آسمان سے آیا سامنے مصر الغرائب کے طائر گرا غلطک مار کر
بشکل انسان بنا ہاتھ باندھ کر سامنے مصر الغرائب کے کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہی معشوق قدرت کے نام وحی آئی کہ معشوقۂ قدرت جا کر قیدیون کو
ملاحظہ کرین اور جہان تک ہو سکے آب و دانہ پہونچائین لیکن بدعت اُنپر ضرور رہے کہ تڑپ
تڑپ کر مرین تین مہینے میعاد قید طلسم ہفت پیکر ہی اسکا خیال معشوقۂ قدرت کو ضرور رہے
یہ کہکے وہ جادوگر غائب ہوا مصر الغرائب نے کہا کہ ای نور نظر اس انتظام کو ایسے
طور سے سنبھالو کہ اس طلسم سے نکل چلین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ کیون مصر الغرائب نے
کہا کہ وہ آبرو کا خواہان ہی آبرو کیونکر بچے لالہ عذار نے کہا کہ آپ ملاحظہ فرمائین ہم طریقے
سے اپنی آبرو بھی بچائین گے خوشامدین کرینگے کہ کسی طرح وہ ہمسے راضی رہے ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے
اس لیے کہ اُسکے طلسم مین بیٹھے ہین پھر کوئی فساد برپا کرے تو خرابی ہو یہ کہکے لالہ عذار اپنے
مقام سے اُٹھین کہ ہم جا کر قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو کھانا پانی پہونچائین ٹہلتی ہوئی اُس

کمرے کے قریب آئین کہ جہان رستم یاد مین اُس محبوب جانباز و یار جادو دانی کے رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین

نظم

کہتے ہین سُنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے
افسانے کون سُنتا ہی حالِ شنیدہ کے

کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین
ملتے نہین نشان غبارِ پریدہ کے

مین خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی
غصّے وہی رہے مرے دامن کشیدہ کے

جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان
جلوے کچھ اور ہی ہین گلِ نودمیدہ کے

سیلاب چشمِ تر سے زمانہ خراب ہی
شکوے کہان کہان ہین مرے آبِ دیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہا تک سُنائیے
قصّے دراز ہین دلِ نا آرمیدہ کے

قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن
خواہان رہے نہ لوگ گلابِ چکیدہ کے

آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے
سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے

آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون
دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے

او مست ناز کیفیت یہ تیرے سخن مین ہی
دھوکے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے

لو آشیان تن کی طرف میل تک نہین
دیکھو مزاج طائرِ رنگِ پریدہ کے

دیوان مین وصف ہی عرقِ جسم یار کا
مضمون کہان کہان ہین گلابِ چکیدہ کے

مژگان سے بچ لنسیم کہ ابرو کے پاس ہین
یہ تیر بے خطا ہین کمانِ کشیدہ کے

یہ اشعار سُنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئین پلٹ کے دیکھا کہ رستم فرش خاک پر پڑے ہوے سر زنجیر سے سر ٹکرا رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین یاد مین اُسی محبوب کی رو رہے ہین پلٹ کر جو اُسی معشوقہ کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے تشریف لائیے

فرد

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست +

ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ کیون غنچہ دہن یہ قیدی بہت گستاخ معلوم ہوتا ہی ہمسے چار آنکھ کرکے بات کی رستم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ کو بھی جوش محبت تھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر نہ ہوسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رستم اہل یہ ہی کہ تمھاری وجہ سے گرفتار طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوے جو حکم دو وہ بجا لائین رستم نے کہا

کہ ای ملکۂ عالم کوئی صورت نکاسی کی قید خانے سے نکالو کہ طلسم کو فتح کردن اور قبلہ و کعبہ
رہا ہون طلسم مین ہنگامہ ہو ملکہ نے کہا کہ ای رستم مین بھی یہی چاہتی ہون کہ طلسم تمھارے ہاتھ
سے فتح ہو ایک بڑی بات ہی کہ تمھاری صورت زیبا و طلعت جہان آرا کتاب طلسم مین مندرج
ہی اسی سطر مین مرقوم ہی کہ یہ جوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہی اور جرأت و لیاقت مین
یکتا ہی جلالت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے آجتک
کبھی طلسم فتح نہین کیا قاسم میرا فرزند ہی اُسنے بچپن مین طلسم فتح کیا ای شہنشاہ خوبی و ای
سرورِ روان باغ محبوبی باعث یہ ہوا کہ ترک توسن بلبداقی برادر خان اعظم برادر قاسم پر
عاشق تھا مین نے اُسکو بزور زیر کیا وہ ملعون مکر سے مسلمان ہوا کئی مہینے ساتھ رہ کر شکار
کے نام سے صحرا مین لے گیا ایک مقام پر کہ درۂ کوہ تھا وہان غبار اُڑ رہا تھا ایک آہو کہ
جھول زربفت کی اُسکی پشت پر پڑی تھی بہت معقول گلے مین اُس غبار مین جست کر رہا تھا
مجھسے کہا کہ ای رستم مین اکثر اس صحرا مین آیا مگر یہ آہو شکار نہین ہوتا جست کر کے نکل جاتا ہی آپ
بڑھ کر تیر مار دیجے کہ یہ آہو شکار ہو مین نے بڑھ کر اُس آہو پر تیر مارا وہ تیر آہو کے سینے پر پڑا
اُس آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مار کر زمین پر گرا گر کر تڑپنے لگا مین نے گھوڑا آگے بڑھا کر اُس غبار
مین ڈال دیا وہ مقام طلسم تھا مین اس حال سے آگاہ نہ ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا مجھکو اُٹھا کر
لے گیا چنگ آسا نے جادو کہ دربان طلسم افراسیابی تھی وہی مجھکو اُٹھا کر لے گئی اپنے باغ
مین پہونچی عاشق ہو گئی دن بھر تو صدمات قید سہتا تھا شب کو آ کر جلسہ آراستہ کرتی تھی
اور مجھکو صحبت مین بلاتی تھی اول منت و خوشامد بعد منت و خوشامد کے بدعت شروع کرتی تھی
حیات باقی تھی کہ زندہ بچتے تھے ای ملکۂ عالم صحبت ناجنس کیا بُری چیز ہی کہ نوبت بجان و
کارد با ستخوان رہتا تھا اور اُسکی بدعتین سہتا تھا کہ وہ ترک توسن لشکر لیکر قلعۂ خاور پر گیا ملکہ
خورشید یعنی مادر قاسم نے قبلہ و کعبہ کو نامہ لکھا صاحبقران بہو کا نامہ دیکھتے ہی چلے یہان
ترک توسن نے قلعے پر حملہ کیا پھاٹک توڑا ملکہ خورشید محل مین قاسم کو بہلا رہی تھین کہ ایسا
نہ ہو اس شیر کو خبر ہو جائے تو باعث خرابی ہو مگر ترک توسن لڑتا بھڑتا پھاٹک توڑ کے قلعے مین
راہ کو طی کر کے ڈیوڑھی پر محل کی پہونچا کنیزون کو قتل کرتا ہوا چاہا کہ محل مین گھس آوے ایک کنیز نے

خبر دے دی قاسم اُس سن مین کہ سات برس کا سن تھا نیمچہ کھینچ کر دوڑ پڑا اُس کمسنی مین جا کر اُس
دیو خصال کو اتنے نیمچے مارے کہ آخر وہ بھاگا قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو دیکھکر شرم آئی پلٹ پڑا
تلوار چلنے لگی بارہ سو لڑکے کہ جو بروز ولادت قاسم پیدا ہوے تھے اُنکو ملازم کیا تھا اُن بارہ سو
لڑکون سے ساٹھ ہزار فوج سے جنگ کرتا تھا قاسم گھرا ہوا تھا کہ صاحبقران آکے پہونچے
ترک توسن کو زخمی کر کے شکست دی قاسم کو گود مین اُٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے قلعے مین
تشریف لائے سیارہ عیار نے قاسم سے تو حال چھپایا تھا مگر صاحبقران سے بیان کیا
کہ رستم طلسم افراسیابی مین قید ہو گئے بوجہ مہر پدری کے قبلہ و کعبہ بر سر طلسم تشریف لائے جب
دعا کی تو بزرگان دین نے منع کیا کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین ہین اگر قصد کیجیے گا تو بلا مین
پھنسیے گا صاحبقران طلسم سے چلے گئے مگر بعد چندے میر انور نظر شاہزادہ خاور سیاہ کسی وجہ
سے اُسی صحرا مین پہونچا سیارہ نے جو اُس غبار کو دیکھا آقا کو یاد کر کے رونے لگا قاسم نے
سبب پوچھا سیارہ نے سب حال گرفتاری بیان کیا قاسم سُنکر آپ سے باہر ہوا اور بگڑ کے
کہا کہ ای عمو نامدار آپ نے اس حال کو مجھسے کیون چھپایا مین اپنے باپ کی رہائی کو جاؤنگا ہر چند
سرداروں نے منع کیا مگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ رُکا بجرأت و لیاقت اُس طلسم کو فتح کیا مگر باعث
خرابی یہ ہوا کہ جب کل دربند توڑ چکا تو میرے مقام پر پہونچا مجکو دیکھکر کہتا تھا کہ ای مرد بزرگ
میرے قبلہ و کعبہ کہان قید ہین ای ملکۂ عالم اُس وقت کی حسرت و یاس کیا بیان ہو نہ وہ مجکو پہچان
سکتا تھا نہ مین اُسکو جان سکتا تھا عین وقت پر جنگ آسا سے جادو آئی اور مجکو اُٹھا کر لے گئی
تب قاسم کو معلوم ہوا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ یہی تھے غم مین بیہوش ہو گیا مجکو وہ جزیرۂ مرغان مین
لے گئی قاسم اس شوکت سے نکلا کہ لوگ رشک کرتے تھے مجھے یہ مرتبہ اول اس طلسم مین آنیکا اتفاق ہوا
ہی خدا معین و مددگار ہی مگر ای ملکۂ عالم لوح کی فکر واجب و لازم ہی بدون لوح طلسم فتح نہین ہوتا
لالہ عذار نے اپنا جانا سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہا اُسی سے دریافت کرونگی بادشاہ
کیسا خداوند طلسم ہی ضرور جانتا ہوگا رستم نے کہا کہ ہان کیون نہ جانتا ہوگا مگر پوچھنا شرط ہی
لالہ عذار نے کہا کہ آج مین ضرور پوچھونگی سمک نے زیادہ ترغیب دی کہ حال لوح پوچھیے
تو ہمکو نکال لے چلیے ہم عیار اور سردار نکل جائین تو سب تدبیرین ہو جائین وہ دن خدا کرے

کہ آقاے نامدار ہمارے رستم ہیلتن لشکر جمع کرکے آکر قید خانے پر لڑین قید خانے پر آکے
معرکے پڑین یہا لنے آکے صاحبقران کو چھڑا ئین تب دل تسکین پائے لالہ عذار نے کہا
کہ آج ہم ضرور دریافت کرینگے یہ کہکے ملکہ لالہ عذار علمشاہ سے رخصت ہوئین پہلے اصلی
مکان مین آئین مصر الغرائب نے پوچھا کہ کیون نور نظر کیا سختی براے قیدیان طلسم مقرر کی
ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ بادا جان اس سے کوئی تدبیر مسلمانان بہتر نہین ہی کہ ایک سے دار
مقرر کیا جائے وہ کلمات سخت و سست انکو کہے یہ ضرور بگڑینگے اسی جلے مین قتل کرے قوی تو
توانا وہ ایسے ہین کہ دو روز کے فاقے مین کچھ اُنکے لیے برائی نہین ہوگی ایک ہی دن سالین گے
قتل کا دن آجائیگا بخوبی اُس روز سمجھا جائیگا بعد اُسکے لالہ عذار نے اپنے تئین آراستہ کیا اور
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین براے ملاقات ہفت پیکر چلین یہان وہ وقت ہی کہ
ہفت پیکر تنہا بیٹھا ہوا ہی انتظار ملکہ لالہ عذار کا کر رہا ہی کہ خبر پہونچی ملکہ تشریف لاتی ہین
ہفت پیکر نے سب کو رخصت کیا تخلیہ کر لیا ملکہ آکر پہونچین ہفت پیکر نے بہ تعظیم و تکریم
برابر تخت کے جگہ دی پوچھا ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ خداوند کی دعا
کیا کرتے ہین یہ کہکر ملکہ بہت روئین ہفت پیکر گھبرا گیا پوچھتا ہی کہ کیون ملکۂ عالم رونے کا
کیا باعث ہی کیا سبب ہی کہ جو اسقدر بیقرار ہوکر روتی ہو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند کیا آپ حال
پوچھتے ہین اسی خیال نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے دن کا کھانا گیا رات کی نیند
موقوف ہوئی سوچ ہی کہ کیا کرین تجھ ایسا خداوند ملے اور اُسکے پہلو مین نہ بیٹھ سکین جو نت
جان ہی پاس ایمان ہی گھبرا کر ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جو
باعث تردد ہو وہ مجھسے بیان کرو مین اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرون ای ملکۂ عالم تمھارے رونے
سے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے مین خداوند صاحب اختیار ہون مجبور و ناچار نہین جو پوچھنا ہو
وہ پوچھے اگر مین چاہون تارے آسمان کے زمین پر پہونچا دون ذرہ ہاے زمین کو ستارہاے آسمانی
بناؤن ملکہ لالہ عذار نے دامن پکڑ کے کہا کہ یا خداوند ان مسلمانون کا ہمیشہ سے یہ دستور ہی کہ
جس ملک پر لشکر کشی کی اُس ملک کو خاک مین ملایا نوشیروان بدبخت کو بسر مارا مارا پھرا
آخر کار جان سے بیزار ہوا مجبور ہوکر اُسنے اپنی جان دی بیٹون کو سلطنت پہونچی اُنھون نے فوراً

صاحبقران سے مقابلہ شروع کیا سالہا سال ہوچکے کہ لڑتے ہین لیکن یہ لوگ لڑتے ہوے جس ملک پر گئے وہان شکست دی صدہا ملک اسلام آباد کیے لقا مارا مارا پھرتا ہی اُسکو چین نہین ملتا اب مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہی مگر قدرت نے عجیب وغریب اختیار اپنا دکھایا کہ سب کو ایک دن مین گرفتار کیا اب قتل کا سرکار کو اختیار ہی مجبوری ونا اس بات کا ہی کہ ممکن نہین بدون حکم کاہن طلسم قتل کرسکین لہذا اب ہمکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی زوال آئے یہ سُنکر ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان یہ طلسم ایسا نہین ہی کہ اسکو کوئی فتح کرے لوح ایسے مقام پر ہی کہ طائرِ وہم وخیال تا بہ لوح نہین پہونچ سکتا ای معشوقۂ خوبرو شعلہ خو کیا مجال کسی کی کہ لوح طلسمی کا نام لے اگر نام لے تو زبان جل جائے صفدر جنگ آزما اول مین ایک پہلوان ملتا ہی سات لاکھ فوج کا مالک کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ خود پہلوان عالیجاہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اول جو کوئی جائے دہنہ یہ ہی کہ صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑیگا اگر تقدیر نے رسائی کی اور لڑبھڑ کر اُسکو قتل کیا تو کئی دیوانے اُسکے ملک مین ہین اُنسے مقابلہ پڑے اُنکو بھی زیر کرکے پاس رکھے پھر لشکر کشی کرے ملک فروغ بخش بادشاہ وہان کا قوی وزبردست وشعبدہ ساز وجنگ باز فوج بیحد وبے شمار رکھتا ہی بیشتر اُس سے مقابلہ پڑیگا جانبازی وحیلہ سازی مین سالہا سال کاٹیگا جب اُس سے مقابلہ پڑے اُسکو دھوکے مین رکھے تب اپنے قصر فروغ بخش مین پہونچائے وہان لوح ہی اگر لوح حاصل ہوئی تو پھر مرحلہ جات بیشمار ہین بڑے بڑے پہلوانان زبردست لشکر کشی کرکے گئے کچھ نہ ہوسکا پکڑے گئے گرفتار ہین قید ہین امید اُنکی رہائی کی نہین ایک ہڑ ہوا اس بیان پر بادشاہ کے وزرا وامرا بے اختیار رونے لگے ہر مقام پر یہی ذکر ہی آج لوح کا حال سُنا کیا مجال ہی کہ ارادہ کرے اگر کوئی وہان جانے کا قصد کریگا مارا جائیگا اگر تمام عالم ساتھ ہو تو کیا خوف ہی جو قدرت نے ارشاد فرمایا وہی ہوگا کوئی لوح کی تلاش مین نہ جاسکیگا جو جائیگا وہ مارا جائیگا ملکہ لالہ عذار نے یہ سب حالات سُنے اور ہفت پیکر سے رخصت ہوئین اپنے مکان پر آئین انجمن عشرت منعقد کی اور غنچہ دہن کو پاس بٹھایا کہا کہ کیون غنچہ دہن حالات لوح سُنے حوصلہ ٹوٹتا ہی

کچھ تدارک کرین یا خاموش ہو کر جان دین اب دل کو تاب نہین اول صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑے دیکھین کیا کرتا ہی اُسکے بعد ممالک ساحران ملین گے اُسنے مقابلۂ عظیم ہوگا دیکھیے کیا ہو آج شب کو مین شاہزادے کو مع اُسکے عیار نکال لاؤنگی یہ کہکر غنچہ دہن سے کہا کہ ایک قصر آراستہ کرو سواے ہمارے اور تمھارے کوئی آگاہ نہ ہونے پاے غنچہ دہن نے قصر آراستہ کیا شراب و کباب و گزک سب چیزین مہیا ہین ملکہ لالہ عذار اپنے مقام سے اُٹھین طاؤس پہ سوار ہوئین آسمان مین آگے ڈوبین وہانسے دیکھا کہ غلمشاہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحن مین ٹہل رہے ہین آمد ملکہ کا بڑا انتظار ہی کبھی طرف آسمان کے کبھی طرف زمین کے دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ ای سماک افسوس ہی کہ ملکہ نہ آئین کہ آج رہائی ہوتی آئندہ مقابلہ پڑتا یہ حقیر پہلوانونسے لڑتا اگر موت لیکر آئی ہی زندہ یہان سے نکلنا دشوار ہی ہمارا اب تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہونا تھا
اگر تھی دامن جانان کی آرزو ای دل تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا
کسی کے چہرے پہ ہوتا کسی کے دامن مین مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا
کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتے ہین ہمین سے ای قد جانان کشیدہ ہونا تھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تھا
عجب نہ تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ کچھ آتا مری امید تجھے ابر دیدہ ہونا تھا
نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہون مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا
امید راحت آغوش یار تھی جو مجھے بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا
کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین نہ اسقدر تمھین ہمسے کشیدہ ہونا تھا
یقین تھا کہ وہ دل مین کمال خوش ہوتے کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا
وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا
تہ اجمال بنا مین کبھی کبھی احسان غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا

زمانِ قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو ۔ نہ جانتا تھا کہ آخر کشیدہ ہونا تھا
بہارِ صحبتِ رندانہ بھاتی ای واعظ ۔ تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا
کھُلی اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس ۔ نہ سمجھے زیرِ لحد آرمیدہ ہونا تھا

اُس بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ لالہ عذار کی نگاہ حالِ زارِ رستم پر پڑی آنکھون
سے اشکِ حسرت ٹپکائے بلندی سے اُتر کر گوشۂ زندانخانے مین آئین دیکھا کہ رستم ٹہل رہے ہین
سمک ساتھ ساتھ کہ ایکطرف سے آواز آئی یہ کنیز بھی آپ کی حاضر ہوتی ہی کوئی مطلب
اب تک نہین حاصل ہوا ملکہ لالہ عذار تڑپ کر قریب علمشاہ کے آئین کہا کہ ای شہریار
نکل چلیے رستم نے قید پر ہاتھ ڈالا ہتھکڑیان بیڑیان توڑین طوق کو مروڑ کر ایک لحہ مین قید
آہن جسم سے دور کی سمک کی بھی قید کو توڑا ملکہ لالہ عذار نے فوراً ایک چوکی سنگ مرمر سفید
کی کھینچ کر سامنے کی اور کہا کہ ای شہریار اسپر سوار ہو جیے رستم بیٹھین اُس چوکی پر سمک کو
ساتھ لیکر آئے ملکہ لالہ عذار نے جھپٹ کر پایۂ چوکی پر ہاتھ ڈالا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
مین قبلہ و کعبہ کو رہا کرون ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ دشوار ہوگا یہانسے نکل چلیے سامان
لشکر کرکے پہلے اسی منزل پر آئین گے ضرور سب قیدیان طلسم کو رہا کرینگے ابھی قصد کرنا بہتر
نہین ہی یہ کہکر ملکہ نے چوکی کو اُٹھایا لیکر بلند ہوئین قاسم کی جو آنکھ کھُلی دیکھا کہ قبلہ و کعبہ کو
ایک ساحرہ لیے جاتی ہی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھے آواز دی کہ ای قبلہ و کعبہ مجھے
بھی لیتے چلیے غلام تنہا گھبرائیگا بخت خفتہ کیا سامان دکھائیگا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ لالہ عذار
قاسم بیدار ہوا ایسا نہ ہو کہ ہم اُسکو نہ اُٹھائین کچھ نگہبان جاگ پڑین تو غضب ہو جائے
ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای شہریار قاسم کا ساتھ لینا بہتر نہین ورنہ ابھی فساد برپا ہوگا
اتنی بلک جھپکی تھی چوکی سحر کرکے بڑھائی کہ پشت سے آواز آئی کہ کون جاتا ہی ٹھہر جاؤ ہم
نام دریافت کرلین پلٹ کے جو ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا
پھر اُس طرف پلٹی مکان قیدخانے کا غائب ہو گیا سمک یلداقی نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم
یہ کیا ستم ہوا کہ مکان نظرون سے غائب ہو گیا ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای مہتر دالا گہر
مین خود حیران ہون کہ یہ آواز کسنے دی اور پھر جو اُدھر پلٹے مکان کسنے غائب کر دیا آگے

کچھ فتور پڑیگا سحر کرنے والا کہین مخفی ہی آگے حال کھلیگا یہ کہکے سحر کیا تخت نہین بڑھتا
سمک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم رات بہت قلیل باقی ہی جلد نکل چلیے ایسا نہو کہ کوئی روکنے والا
ظاہر ہوجائے تو باعث خرابی ہو لالہ عذار نے کہا کہ ای مترو الا گہر بڑے افسوس کی بات ہی
سحر کرتی ہون تخت نہین بڑھتا کیا تدبیر کرون سمک نے کہا کہ مجھے اُتار دیجیے ملکہ
لالہ عذار نے تخت زمین پر اُتار اسمک نے چاہا کہ کود کر بھاگون آواز آئی کہ او
ناعیار کیون مجمع سے جدا ہوتا ہی منم نگہبان زندانخانۂ طلسمی مستے بستان شوخ چشم ایک
جانب سے سب کو پائون کی زنجیر ونکی کھڑکھڑاہٹ سُنائی دی لنگر آہنی کمر مین طوق لوہے کا سیاہ
گلے مین اُس سے اکثر قطرات خون ٹپکتے ہوے ایک شخص سیہ فام و بدانجام جھومتا ہوا
چوبدست گران سنگ کاندھے پر آیا علمشاہ کو دیکھکر بہت بگڑا اُٹکار کر آواز دی کہ او پسر
حمزہ یہ تو معشوق پریچہرہ ہین انھون نے جوش محبت مین آپ کو لانے کا ارادہ کیا
لیکن آپ صف شکن و تیغزن شیر بیشۂ جرأت کیسے ہین کہ چورون کی طرح بھاگے سبدن یہ خبر
شہر فرنگستان مین پہونچیگی ہر ایک کو تعجب ہوگا یہی کہیگا کہ پسر حمزہ خفیہ نکل گیا یہ
سُنتے ہی رستم جلیتن بڑھے ملکہ لالہ عذار نے بڑھکر رستم کو موتیون کا مالا پہنا دیا
جیسے ہی رستم سامنے مستان شوخ چشم کے پہونچے اُسنے چوبدست کاندھے سے اُتاری
ملکہ لالہ عذار دیکھ رہی ہین کہ مستان نے چوبدست سر پر رستم کے لگائی رستم نے پینترہ
بدل کے وار خالی دیا چوبدست زمین پر آگر پڑی اس زور سے اُسنے چوبدست لگائی تھی
کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا ان جرأتون کو ان شوکتون کو رستم کی دیکھکر اُس ساحر کو
ایک وجد ہوا اُسنے دوسری چوبدست اُٹھائی چرخ دیتا ہوا پھر بڑھا ملکہ لالہ عذار نے
سمک سے کہا کہ تو اپنے آقا سے بڑھکر بیان کردے کہ موتیون کا مالہ جو گلے مین ڈالا ہی
اُسے دمبدم سینے سے مس کیجیے سمک نے بڑھکر زبان عربی مین علمشاہ سے بیان کیا
رستم نے جوش جرأت مین کچھ جواب نہ دیا اور پھر سینہ سپر کرکے بڑھے مستان شوخ چشم
نے دوسرا ہاتھ لگایا علمشاہ نے موتیون کے مالے پر ہاتھ ڈالا سینے سے جومس کیا
جوش جرأت زیادہ ہوا جھوم کر بڑھے جیسے ہی اُسنے چوبدست لگائی رستم نے بڑھکر

کلہ چوبدست پہ ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ چھین کر پھینکدون مستان و رستم مین کشاکش ہونے لگی
رستم چاہتے ہین کہ چوبدست چھین لون تو لپٹ پڑون ممکن نہین جیسے ہی سمک ملکہ
لالہ عذار کے پاس سے ہٹا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحر گھبرایا ہوا زمین سے نکلا اُسنے
نکلتے ہی زمین سے ایک چیخ ماری کہ باش او عیار مکار تو چاہتا ہی کہ عیاری کرون یہ کہکر جھپٹا
چاہا کہ کمر مین پنجہ دون سمک بلبداقی نے پیچھے ہٹ کر اُتھا کر سیاب بیہوشی مارا لقدرت
پروردگار ناک پر پڑ گیا چرخ کھاکر وہ جادوگر گرا ادھر تو یہ جادوگر گرا اُدھر مستان شوخ چشم نے
ایک ہکہ مارا کہ سر رستم کا زمین سے ملادیا کئی مرتبہ قصد کیا کہ علمشاہ کو اُٹھالون مگر ممکن نہوا
علمشاہ نے گردن پہ ہاتھ رکھکے ہکہ مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا مستان شوخ چشم نے
چاہا کہ سیدھا ہون رستم نے ایک گھونسہ مارا گھونسہ شقیقے پر پڑا مستان نے تین چرخ کھائے
زمین پر گرا رستم پیلتن نے ایک ٹھوکر ماردی قصد ہوا کہ لاش کو نالے مین گرادون زمین سے
غبار بلند ہوا غبار نے رستم کو گھیر لیا آواز کان مین آئی کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا
زندان طلسمی سے نکل کر چاہتا ہی کہ چلا جاؤن اب بھلا کب تجھکو جانے دیتا ہون ملکہ
لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بڑے قد کا چاہتا ہی رستم پہ قبضہ کرون خنجر کمر سے
کھینچے ہوے قصد ہی کہ مارون ملکہ لالہ عذار نے فوراً زمین پہ دوہتڑ مارا زمین تھرائی
دیکھا سب نے کہ پانی معلوم ہوتا ہی اُس پانی سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق کڑاک کر
اُس ساحر کی جانب چلی کہ کڑک کر گرا وان اُس ناہنجار کے دو ٹکڑے ہون اُس ساحر نے ہاتھ
بڑھا کر رستم کی کلائی پہ ہاتھ ڈالا چاہا کہ پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑون ممکن نہوا لنگر رستم کا
اپنے مقام سے نہ ہلا آخر چھوڑ دیا جھولی مین ہاتھ ڈالا آتش کے دانے نکالے چاہتا تھا
کہ رستم پہ پھینکے رستم نے نعرۂ تکبیر کرکے ایک گھونسہ مارا کہ ساحر خاک مین ملا آگے بڑھکر چالیس
جادوگر ونکا جو مارے گئے تھے پہرہ گا صحرا مین سناٹا ہوا ملکہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار
پلٹ آیئے اب نکل چلنا چاہیے یہان ٹھہرنے سے دل پر خوف غالب ہوتا ہی رستم پلٹے تھے
کہ کان مین آواز آئی ای شہریار غلام کو بچایئے پلٹ کے رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر
نے بڑھکر سمک کی کمر مین پنجہ دیا زمین سے بلند ہوا چاہا کہ لے نکلون علمشاہ نے بڑھکر

نعرہ کیا کہ او ساحر مکار کہان جاتا ہی لیکر بلند نہ ہونا یہ فرزند خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا
اگر اسکو بچائیگا دھوکا کھائیگا اور جس ساحر کو سماک نے بیہوش کیا تھا وہ تڑپا مُنھ سے
اُسکے ایک حباب پیدا ہوا اُس سے ایک دریا نکلا سماک ڈوبنے لگا رستم کو آواز دی
کہ غلام کو بچائیے رستم جو جھپٹے پانون پھسلا یہ بھی گرے دو مچھلیان بڑے بڑے مُنھ مثل قفیلا
کھولے ہوے دریا سے نکلین قصد کیا کہ رستم و سماک کو نگل لین ملکہ لالہ عذار نے جو یہ معرکہ دیکھا
کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری اور نعرہ بھی کیا کہ او مکار و غدار خبردار آگے نہ بڑھنا مچھلیان
آواز سے ملکہ لالہ عذار کی رُکین لالہ عذار جا پڑی بجلی سے کان کی برق چمکی مچھلی کا
سر اُڑ گیا ایک مچھلی نے غوطہ مارا غرقِ دریا ہوئی ملکہ لالہ عذار نے دوڑ کر رستم و سماک کو
اپنا عکس ڈالا یہ دونون جوان ہوشیار ہوے سماک بلداقی نے ہاتھ باندھ کر پوچھا
کہ ای ملکۂ عالم ایک مچھلی قتل ہوئی اور ایک کا پتہ نہین ملتا ملکہ نے کہا کہ خاک پتہ ملے یہ
دریا سے سحر تھا سحر سے میرے غائب ہوا اُسی مین مچھلی ڈوبی اب اُسکو آپ پوچھتے ہین
کچھ ضرورت نہین سب حال آپ کو معلوم ہوگا سماک و رستم اُٹھے چوکی پر آئے ملکہ
لالہ عذار نے اشارہ کیا چوکی زمین سے بلند ہوئی یا تو چہار جانب اندھیرا معلوم ہوتا تھا اُسکے
اب روشنی معلوم ہوئی آواز آئی کہ او شوخ دیدہ نکل جا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین یون جو بڑھکے
ملکہ لالہ عذار نے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام ایک نازنین عورت کو کشان کشان
کھینچتا ہوا لیے جاتا ہی اور وہ نازنین کہتی ہی کہ او مکار میری کیا خطا ہی جو تجنے کیا اُس سے
پرستش ہو لالہ عذار نے جو اُس نازنین اور اُس ساحر کو دیکھا گھبرا گئین بیقرار ہو کر
آواز دی کہ ای مادر مہربان آپ کس آفت مین ہین مین عجب رنگ مین آپ کو پاتی ہون
آپ کہان مل گئین یہ ساحر آپ کو کہان ملا چاہتی تھی وہ نازنین کچھ جواب دے کہ لالہ عذار
نے سحر کیا آندھی چلنے لگی سماک ترغیب دیتا ہی کہ ای ملکۂ عالم اس صحرا سے نکل چلو دیکھو
چہار جانب سے آفت ہوا چاہتی ہی لالہ عذار نے فوراً دستک دی آندھی موقوف ہوئی وہ
ساحر جو اُس نازنین کو لیے جاتا تھا ملکہ لالہ عذار پر آپڑا آپس مین سحر ہونے لگے کبھی
پانی برسا کبھی آندھی چلی کبھی برق چمکی آندھی اس زور سے چلتی ہی کہ ہزارون درخت

اُکھڑ کر گرے اور جل کر خاک ہوے یہان ملکہ لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر پھینک ماری اُس ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اُس جادوگر کا مرنا تھا کہ اندھیرا ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہروان جادو بود وہ نازنین عورت دوڑ کر ملکہ لالہ عذار سے لپٹ گئی لالہ عذار نے سلام کیا اور کہا کہ ای مادر مہربان اب ہم رخصت ہوتے ہین پھر کبھی حضوری ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ ای نور نظر تمھارا حال مصر الغرائب پر کھل گیا فوج لیکر آتا ہوگا مین چلی تھی کہ تمکو خبر کر دون راہ مین نہروان مل گیا اسنے مجکو گرفتار کیا تمنے اسکو مارا مین نے خلاصی پائی اب مین سامان لشکر کشی کرتی ہون تم چل کر کوہ نیرنگ پر ٹھہرو ملکہ لالہ عذار نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے غضب حال کھل گیا مطلب نہ ہونے پایا مگر پروردگار مالک ہے جسکے حق مین جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہ کہکے مان کو رخصت کیا علمشاہ اور سماک کو تخت پر سوار کر دیا مان سے کہا کہ آپ جایئے اپنے کو اس آفت سے بچایئے ایسا نہ ہو کوئی آپ کو گرفتار کرکے سامنے باداجان کے لے جائے یہ کہکر مان کو رخصت کیا ملکہ مرجان سُرخ پوش لالہ عذار سے رخصت ہوئین ایک طرف شفق ظاہر ہوئی دور تک سرخی تھی اُس سُرخی مین ملکہ مرجان سُرخ پوش غائب ہوئین ملکہ لالہ عذار نے جب دیکھا کہ مان گئین خیال مین گذرا کہ اس شہریار کو لے نکلون ایسا نہ ہو کہ انکے دشمنون پر کچھ افتاد پڑے پرسش ہو تو کیا تدبیر ہو یہ سوچ کر چلین ملکہ مرجان سُرخ پوش ایک ابر سُرخ مین چھپی ہوئی جاتی ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی مرجان سُرخ پوش نے دیکھا کہ مصر الغرائب تخت پر سوار چار لاکھ ساحر گھوڑون پر سوار علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے برقین چمکتی ہوئین رہروی کرتے ہوے آتے ہین یکایک نگاہ جو مصر الغرائب کی مرجان پر پڑی زبان سے آواز دی کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو چہار طرف سے ساحر لپٹا لپٹا کہکے چلے ملکہ مرجان نے کاکل کھولی کارد سحر نکال کے پھینک ماری چھری جاکر ٹوٹی سب کے سر اُڑ گئے مصر الغرائب نے جو زور چہ کو دیکھا آپ بھی تخت سے اُٹھا مرجان پر سحر کیا مرجان نے دفع کر دیا مصر الغرائب بڑھا

آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری قضا لیکر آئی ہی ہٹی کا ساتھ دیگی ملکہ نے کہا کہ جان اُسکے نام پر نثار ہی وہ عاشق فرزند صاحبقران ہی اسپر مصر الغرائب بہت جھلایا سحر کرتا ہوا چلا تھا منظور ہوا بلند ہو کر گردن گردن اسکی پکڑلون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نامنصف کیا کرتا ہی صنم ملکہ لالہ عذار یہ کہہ کے گولہ پھینک مارا مصر الغرائب نے گولہ کاٹا جھولی پہ ہاتھ ڈالکر اس سحر کو دفع کیا دو تین سحر آپس مین چلے ہر مرتبہ ملکہ لالہ عذار چاہتی ہی کہ یہ ملعون ذرا بھی غافل ہو تو مین مان کو لیکر نکل جاؤن نہین ممکن ہو تا رستم و سمک پر ہجوم ساحران ہی چاہتے ہین ان دونون کو گرفتار کرین مگر رستم ساحرون کو تیر مار رہے ہین سمک حقہ ہاے آتشبازی و حباب مار رہا ہی اس وجہ سے ساحر بیہوش ہو کے گرتے ہین جو بیہوش ہوا ملکہ لالہ عذار نے سحر کیا برق کڑک کے گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا ساحر مارا گیا اور ایک مقام پر مرجان و لالہ عذار ہزارہا ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین رستم و سمک جنگ کرتے ہوے سامنے مصر الغرائب کے پہونچے کہ مصر الغرائب نے اُٹھا کے ایک گولہ مارا آسمان پہ ایک برق چمکی ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آسمان سے آتا ہی کہ علمشاہ و سمک پر گرے کہ یہ دونون اُسکے اندر بند ہو جائین اُس وقت لالہ عذار و مرجان کی بیقراری کہ ای پروردگار اس شبیر کو اس ساحر کے مکر سے بچانا اس گنبد کا قیدی بچتا نہین جو اسمین قید ہوا پھر نہ ملا ای پروردگار افسوس ہی کہ حال ہمارا کھل گیا تو ہی ہماری آبرو بچانے والا ہی اس آفت ارضی و سماوی سے بچالے نظم

خدا بفرق گدا می نہد ز دولت تاج
کند شہان جہان را بہ نیم نان محتاج

باختیار کند کار ہر چہ میخواہد
بجز اجازت و حکم و بغیر استمزاج

خدا نمونہ ہستی ز چار عنصر ساخت
خدا نمود بیک یک وجود چار مزاج

بچار سوے جہان ابر رحمتش بارد
بشرق و غرب زمین بحر قدرتش مواج

دواے درد دل دردمند می بخشند
کند ز غیب پئے دردلا علاج علاج

منور ست بہر خانہ جلوہ قدرت
ز نور حسن بہر طاق روشن ست سراج

کسی است صاحب مال و غنی و دولتمند
کسی است مفلس و عاجز براے احتیاج

یکے نشستہ نگون سر بخاک عجز و نیاز
قدم نہادہ دگر کس بپایۂ معراج

یکے محاصل ملک و محال میگیرد
دگر خراج ادا سازد و گزارد باج

کسے ست بدگہر و بدشعار و بدکردار
کسے ہست نیک رخ و نیک خوے و نیک مزاج

بمال و دولت فانی مبند دل ہندی
کہ بعد مرگ بیک لحظہ میشود تاراج

بیقرار ہو کر جو ملکہ لالہ عذار و مرجان سُرخ پوش نے خدا سے دعا کی دریاے رحمت الٓہی جوش مین آیا جب وہ گنبد قریب سر رستم و سمک پہونچا رستم و سمک سکوت مین کھڑے ہوے ہا طرف گنبد کے دیکھ رہے ہین قریب ہی کہ گنبد ان دونون پر گرے لالہ عذار و مرجان سجدہ کر رہی ہین کہ وہ گنبد گرا آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُس گنبد پر گرا گنبد کے ہزار ٹکڑے ہو گئے ایک برق چمکی کہ سارا لشکر تہ تیغ ہوا مصر الغرائب یہ سانحہ دیکھکر ایسا گھبرایا کہ تخت کو بڑھا کر طرف آسمان کے غائب ہوا ملکہ لالہ عذار و مرجان کھڑی ہوئی دیکھا کین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا سناٹا ہوا ہزارہا سر کٹے ہوے پڑے ہین مگر مصر الغرائب نہین ہی تمام صحرا سائین سائین کر رہا ہی اور رستم و سمک بھی غائب ہین یہ حال زار دیکھکر ملکہ لالہ عذار دیوانہ وار وحشی مثال ہو رہی ہین کبھی پکارتی ہین کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا کون سا دشمن لگا ہوا تھا کہ جی سامری و جمشید کے چھڑوادے رستم و سمک یون غائب ہوے افسوس ہی کہ کہان تلاش کرون اور کہان جاکر ڈھونڈھون کہ دیکھا سامنے ایک نخل سرو پر ایک قمری بصد لطف زمزمہ سرائی کر رہی ہی ہر آواز مین اُس قمری کی دمبدم یہی صدا ہی نظم

پھر وہ وحشت کے خیالات ہین سر مین پھرتے
دشت یاد آتے ہین آہو ہین نظر مین پھرتے

واہ ای طالع برگشتہ کہ وہ پھر ہی گیا
آن کر دیکھ مجھے راہ گذر مین پھرتے

پھرتے دن اپنے تو غیرون کی طرح راتون کو
کیسے ہم کوچۂ مہتاب قمر مین پھرتے

عطر عنبر ون کو لگا کر جو رُلایا اُسنے
تر مرے سے ہین مرے دیدۂ تر مین پھرتے

منتظر کسکے یہ رہتے ہین کہ ہم ہر شب کو
تا سحر شام سے اُٹھ اُٹھ کے ہین گھر مین پھرتے

ہی زبان بند اثر دل سے شب وصل مین اور
فکر سو سو ہین دل مرغ سحر مین پھرتے

قلق دل سے ہی جنبش نہ سے پیکانون کو
پوچھ مت حال کہ برسے سے ہین بر مین پھرتے

ایک دم گردشِ ایام سے آرام نہین
گر گئے تھے تو تسلی کو مری کہہ جاتے
زرد رُخ رنگِ طلائی کے ہوے دیوانے
سرمہ گین چشم کی گردش جو نہ بھا جاتی تو
جنبشِ نرگسِ جنت نے رُلایا مومن

گھر مین ہین تو بھی ہین دن رات سفر مین پھرتے
کہ اب آتا ہون وہ گو آٹھ پہر ہین پھرتے
کیمیا ساز بھی ہین خواہش زر مین پھرتے
خاک پون کا ہیکو ہم ڈھلتے سر مین پھرتے
چشم کافر کے اشارے ہین نظر مین پھرتے

یہ سُنکر ملکہ لالہ عذار نے آہ کی کہا کہ ای مادرِ مہربان سُنا آپ نے قمری عاشق سرو گلشن طعن و تشنیع کرتی ہی ہاے مین اُس قمری سرو لیاقت کو کہان ڈھونڈھون کیونکر تلاش کرون یہ سُنکر مرجان نے کہا کہ ای نورِ نظر و ای پارۂ جگر خدا تمھارے واسطے انجام بخیر کرے تم بھی صاحبقران زمان کی کہلاؤ یہ کیفیت ملکہ رابعہ کی ملاقات کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ محلات مین ذکر ہو ایک ایک شاہزادی کو یہی فکر ہو کہ لالہ عذار اپنے عاشقِ صادق سے موصول نہ ہون مطالب دلی حصول نہ ہون کون ایسا خیر خواہ ہی کہ اُنکی بات کو رد کرے یہ کہکر ملکہ مرجان خوب چیخین مار کر روئین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای مادرِ مہربان ہمین رونا اور اشکون سے مُنہ دھونا عمر بھر ہی مصیبت کی ترقی عیش و راحت کمتر ہی اب کیونکر نہ ملے کیونکر غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے ہواے گرم چلی گھبرا کر مرجان نے کہا کہ بیٹا یہ کیسی ہوا ہی کہ مُنہ پُھنک گیا پسینے پسینے ہو گئی دل گھبراتا ہی کہ صحرا سے دیکھا دو شیر ببر لڑتے ہوے آتے ہین جب نخل کے قریب آکر ٹکر ماری وہ نخل گرا شعلۂ آتش مُنہ سے نکلا جلا کر اُسکو خاک کیا اس طرح سے وہ دونون شیر لڑتے ہوے آتے ہین کہ تمام صحرا کو پامال کر ڈالا قریب پہونچ کر ایک چیخ ماری دونون غلطک کھا کر گرے آواز آئی کہ منہم ہزبر آدمخوار دیکھا کہ ایک ساحر مہیب بشکل عجیب ایک شیر پر سوار ملکہ لالہ عذار کو ڈانٹتا ہوا کہ او نازنین تو نے بڑا غضب کیا خداوند ہفت پیکر سے باغی ہوئی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی منہم ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار سے سحر چلنے لگا ایک مقام پر پل کر مان بیٹیون نے سحر کیا اُس جادوگر نے کہ جو شیر پر سوار ہی ملکہ لالہ عذار کا سحر اپنے دہن مین لیا اور ملکہ مرجان کا سحر شیر نے مُنہ مین لے لیا اب جو شیر نے دوڑ کر

جست کی لالہ عذار کی گردن لی آپ جو ساحر نے جست کی گردن پر مرجان کی آیا دونون
بیہوش ہوئین اُس جادوگر اور شیر نے سر اُٹھا کے تمام صحرا کو دیکھا اُٹھا کر اُن دونون
قیدیون کو ہاتھ پر لیکر ایک جانب روانہ ہو گئے لاکر قید خانے مین پہونچایا پلنگ جادو
یہان کا حاکم ہی پلنگ جادو کو خبر پہونچی کہ ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان
کو گرفتار کر لایا دونون کی زبانون مین سوزن دی اُسی قید خانے مین قید کیا تمام زندانخانے
مین منادی ہوئی کہ جو عورت رستم کو لے گئی تھی وہ پکڑ آئی ہر ایک ساحر ناز کرتا ہی کہ یہ
مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہی یہان کا گنہگار کہین جا نہین سکتا جہان جائے وہان سے
فوراً گرفتار ہو کے چلا آئے کہین رہ نہین سکتا جہان رہیگا نام خداوند ہفت پیکر زبان پر
جاری رکھیگا کیا مجال کہ جو کہین جا سکے فوراً ایک پتہ درخت سے گرا اُسمین لکھا تھا کہ دونون
قیدیون کو کل دربار خداوندی مین حاضر کرو قدرت بخوبی آگاہ ہین لیکن اُسنے پوچھین کہ
وہ دونون قیدی کہان گئے شب بھر یہی ذکر رہا صبح کو طائران زمزمہ سرائی
کرتے ہوے قریب ہزبر آدمخوار کے آئے آتے ہی حکم پہونچایا کہ حکم خداوند یہ ہی کہ دونون
قیدیون کو دربار مین بھیجو اُسی وقت ارابے پر سوار کیا ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان
سُرخ پوش کو لیکر ہزبر آدمخوار طرف دربار ہفت پیکر کے روانہ ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے قریب کوہ گلگون پہونچے آج ہفت پیکر کا اجلاس کوہ گلگون پر ہی تمام
لوگ جمع ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہی غلغلہ ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر تیرے صدقے جو
دعا کی اُسی وقت قبول ہوئی دم مین سعادت حصول ہوئی تصویر سنگی کے گرد ہار و پھول
بیحساب جمع ہین کرور در کرور ساحر دست بستہ پوجا پاٹ کر رہے ہین ہزبر آدمخوار نے
بڑھ کر گلگون تاجدار جو یہان کا حاکم ہی اُس سے عرض کی کہ ان قیدیون کو غلام لیکر
حاضر ہوا خداوند سے عرض کیجیے اُسی وقت گلگون تاجدار ہاتھ باندھے ہوے
سامنے تصویر کے پہونچا بمنت و خوشامد عرض کی کہ یا خداوند در دولت پر ہزبر آدمخوار
دونون بان بیٹیون کو لیکر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی حکم ہوا کہ سامنے حاضر کرو
جادوگرون کو حکم ہوا گلگون تاجدار نے بھی اشارہ کیا لالہ عذار و مرجان سُرخ پوش کو

کشان کشان لیکر سامنے تصویر کے آئے ملکہ لالہ عذار کے نام بادشاہ نے یہان تک ایک
خط لکھا تھا کہ ای لالہ عذار آگاہ ہو تمنے بڑی خطا کی قدرت سے غدر کرو تمکو یہ بھی معلوم ہی
کہ علمشاہ اور سمک کو کون لے گیا اگر خواہان ہو کہ قیدیون کا پتہ لگے تو ابھی قدرت
فرمادین کہ فلان مقام پر دونون قیدی موجود ہین جادوگرنیون کے نام حکم ہوا ہی کہ
ابھی جاکر اُنکو لاتی ہین اگر آنے مین تامل ہوا سر اُنکے آجائینگے پھر کیا غدر کرینگے جب
لالہ عذار نے جواب دیا کہ یا خداوند آپ کو اختیار ہی ہم مجبور و ناچار ہین تصویر سے
ایک آواز ہیبتناک آئی کہ زوجہ مستان کو بلاؤ وہ نیکبخت حاضر ہوئی آکے سلام کیا
عرض کی کہ یا خداوند مناسب یہ ہی کہ زوجہ مستان جاتی ہی قیدیان بلا ابھی آمادہ بیٹھے
ہونگے فوراً حاضر ہونگے قیدی بھی چاہتے ہین کہ قدرت اُنکی خطا معاف کرین تصویر
سے آواز آئی ای بندگان من قدرت کو منظور یہ ہی کہ اُنکی خطا معاف نہ کرین ترغیب دیکر
مرین مذہب یزدان پرستی مین رہین آج تک مسلمانون نے نہین سمجھا ناکہ مذہب مسلمانان
کیا چیز ہی اور مذہب ہفت پیکر پرستی کیا ہی مسلمانون کے طریقے ہمارے مذہب سے
بہت ملتے ہین اب ضرور مسلمانون پر بلائین نازل ہونگی اور انسان سے حیوان بنینگے
گلگون تاجدار کو حکم ہوا جلاد کو وہ گلگون کو بلاؤ یہ سنکے گلگون تاجدار نے
آواز دی ایک پہلو سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی سر جھاڑ منہ پہاڑ بال کھلے ہوے
کمر سے نیچے لٹکائی تھان کا دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوے چلی آتی ہی تعریفین ہفت پیکر کی
کرتی ہوئی تصویر سنگ کو دیکھکر دنگ ہی کہ پتھر کی تصویر کیونکر باتین کرتی ہی آواز آئی کہ
سمنکال جادو جلد اپنے کو مکان پر سیمتن کے پہونچاؤ گنبد قہر کو مٹاکر سمک و رستم کو
لے گئی لیجاکر بٹھایا ہی یہ سنکر وہ جادوگرنی موسوم بہ سمنکال سامنے تصویر کے ناچنے لگی
بڑے کمال کر رہی ہی تصویر سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت جلد جاؤ سمجھا کے قدرت
کے سامنے لانا یہ سنکر سمنکال چلی پہاڑ سے کودی دور سے دیکھنے والا جان جائے
کہ گویا شیر گرسنہ جاتا ہی اب حال رستم و سمک عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو رانتے سے
غائب ہوے اب جو آنکھین کھولین اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا آوازین آرہی ہین

کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دیوار مکان شق ہوئی
دیوار سے ایک مار سیاہ نکلا زبان نکالتا ہوا طرف علمشاہ کے چلا علمشاہ نے
پانون کی آہٹ دے کر ہٹ ہٹ کہا وہ مار سیاہ نہ ہٹا جھپٹ کر رستم و سماک سے
لپٹا آواز مہیب آئی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو اب جو
علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سمنکال جادو مجکو اور سماک بلداقی کو لیے ہوے کوہ
گلگون پر سامنے تصویر کے حاضر ہی بہ عتاب خطاب ہوا کہ ای بندگان مغضوب بہتر یہ
ہی کہ سجدہ کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے کسی پہلو امان نہ پاؤگے رستم نے
مردانہ وار کلام کیا اور جواب دیا کہ او مکار و حیلہ ساز و شعبدہ باز کیون باتین بناتا ہی
جیسا تونے شیطان کا ساتھ دیا ہی ویسی شیطان نے تیری ہدایت کی ہی جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر مین تجھپر لعنت کرونگا آواز آئی کہ ای سمنکال ان دونونکو اُسی قیدخانے
مین لیجاؤ لیجاکر قید کرو جو دن اختتام میعاد طلسمی کا آئیگا اُس دن یہ بھی قتل ہونگے
سمنکال نے ان دونون کو اژدہے پر سوار کیا کوہ گلگون سے نیچے اُتری اب طرف
قیدخانے کے قید لیے جاتی ہی اب حال ملکہ سیمتن کا مفصل عرض کرتا ہون سیمتن ملکہ
لالہ عذار کی بہن ہی اپنے مکان پر تھی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی فلان صحرا مین
آپ کی ہمشیرہ لڑ رہی ہین سیمتن چمک کر آسمان مین ڈوبی جب اُس ساحر نے گنبد
قہر ہفت پیکر تجویز کیا سیمتن سے نہ دیکھا گیا اس زور و شور سے گری کہ گنبد کے ٹکڑے
اُڑا دیے رستم و سماک کو اپنے مکان پر لائی دوسرے قصر مین گئی تھی کہ کپڑے
بدل کے سامنے رستم کے جاؤن اتنے عرصے مین سمنکال پہونچی رستم و سماک کو لے آئی
سیمتن نے چند کنیزون کو بھیجا کہ دیکھو اکیلے مکان مین دونون صاحب کیا کر رہے ہین تھینگر
کنیزین گئین اور آکر خبر سُنائی کہ اسباب بکھرا پڑا ہوا ہی جسسے معلوم ہوا کہ رستم و سماک کو
سمنکال جادو آکر لے گئی سیمتن یہ کہکے اُٹھی کہ کیا سمنکال کی قضا آئی ہی مقرب بارگاہ
خداوندی کہلاتی ہین ہم لوگون کے مقابلے مین نہین آتی ہین ہم غیر مقام کے رہنے والے
بعد چندے چلے جائینگے اپنا ملک و مال لڑ بھڑ کر لینگے یا شاید خداوند ہفت پیکر ہماری

داد دین گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک آواز دی بارہ ہزار کنیزین گرد آئین طاؤس
زرین بال پر مالک سوار ہوئی چند کنیزون کو روانہ کیا کہ مفصل ہمکو خبر پہونچاؤ کہ کہان لی گئین
بی سمنکال کو کیا حکم ملا یہ کہکے طاؤس اُڑایا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر تھین کنیزون
نے آکر خبر دی حضور بی سمنکال کو قید مل گئی کوہ گلگون سے آتی ہین سمیتن یہ خبر پاکر چلی
سمنکال قیدیون کو لیکر کوہ سے اُتری ہی صرف تین کوس راستہ طی کیا ہے کہ پشت سے
آواز آئی باش او سمنکال آگے نہ بڑھنا ہماری غفلت مین قیدیون کو لے نکلی ستم سمیتن
نازک مزاج اب کہان جائیگی یہ کہکے سحر کیا لشکر مین سمنکال کے تلوار چلنے لگی جہان دو
کھڑے تھے ایک نے ایک کو ہاتھ مار دیا کسی نے کسی پر گولہ مارا ایک تھوڑے ہی عرصے مین
کئی ہزار جادوگر مر کر لشکر سمنکال کے گرے مرنے کی جو جادوگرون کے آواز کان مین
سمنکال کے آئی غصے مین پلٹی پلٹ کے جو دیکھا لشکر والے آپس مین لڑتے ہین ایک کو
ایک سے دشمنی اور ایک کو ایک سے رہزنی حربے کھینچے ہوے وار چل رہے ہین شعلے
بھڑکے ہوا خلاف چلی سمنکال نے جو یہ تباہی اپنے لشکر کی دیکھی افسرون کے لاشے
پھڑکتے غصے مین پلٹی جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا طرف آسمان کے پھینکا آواز دی
کہ بوا آؤ ہمسے بڑی بے ادبی ہوتی ہی ہمارا سحر ایسا نہین کہ تمسے مقابل ہو تمھارا بڑا
مرتبہ ہی یہ کہتی ہوئی بڑے پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گھبرائی ہوئی جاتی ہی جو اسباب سحر
طرف آسمان کے پھینکا تھا کچھ غبار پیدا ہوا جب غبار پر اشارہ کیا غبار پھٹ کے
الگ ہوا دیکھا اندر سے سمیتن مع ساتھ والیون کے سحر کر رہی ہی چاہتی ہی کہ یہ سب
آپس مین مصروف جنگ ہون تو قیدیون کو لے نکلون سحر سمجھ سمجھ کے کر رہی ہی زمین ہلا دی
آگ برسائی سمنکال نے جو سمیتن کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ کیون خیر تو ہی تمھین کا ہیکا
غصہ ہی مین قیدیون کو چھوڑ دون سمیتن نے گولہ مارا سمنکال نے گولہ کاٹا دو چار سحر
آپس مین چلے تھے کہ سمیتن جا پڑی کئی افسرون کو مار کر غبار زمین کا اُٹھایا منظور ہی کہ
سمنکال کو خاک مین ملا دون یہ سوچ کر مٹھا غبار کا پھینک مارا غبار بلند ہوا لشکر
سمنکال غبار مین گھر گیا آپس مین سر ٹکرانے لگے سمنکال نہایت حیران و پریشان ہی

لیکن دفع سحر کر رہی ہی مگر غبار بڑھتا جاتا ہی سمنکال جست کر کے اُڑی کہ سیمتن نے
للکارا کہ بوا کہان جاتی ہو ہمسے مقابلہ کرو منہ چھپا کے نہ بھاگو ورنہ سامنے خداوند ہفت پیکر
کے ذلیل ہوگی سمنکال نے جو سیمتن کو آتے ہوئے دیکھا اور نوچین نہ بڑا بال سر کے نوچکر
اُس پریشانی مین سیمتن پر کھینچ مارے سیمتن پر ماران سیاہ برسنے لگے سیمتن نے ہنس کر
کہا کہ بوا یہ سحر تو ہماری لونڈیان بھی نہین کرتین تمنے کیا سمجھ کے کیا ہین ان سانپون کو کب
مانونگی بلکہ ان نگوڑون کو مارونگی یہ کہ کے ہاتھ ہلایا وہ سانپ مر کر گرے گھبرا کر سمنکال نے
اور کئی سحر کیے سیمتن نے دفع کیے آخر سمنکال نیمچہ کھینچکر سیمتن پر جا پڑی آپس مین نیمچہ چلنے لگا
ایک مقام پر سیمتن کے منہ سے یہ نکلا خدا کی قدرت کہ ہمسے بی سمنکال لڑ رہی ہین دیکھو بوا
قدرت نے مدد بھیجی ہی بڑا ساحر زبردست آتا ہی یہ سنکر سمنکال پلٹی سیمتن نے نیمچہ مارا
سر سمنکال کا اُڑ گیا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سیمتن نے کنیزان سمنکال کو قتل کیا
کڑک گرگری قیدیون کے نگہبانون کو مار رستم وسماک کو لیا چلتے چلتے ایک سحر کر دیا کہ یہ
آپس مین لڑین جب ایک کو ایک دیکھے غصہ آئے آپس مین سحر ہون رستم وسماک کو
ملکہ سیمتن لے گئین خیال مین گذرا کہ جو صحرا اور باغ متعلق کوہ گلگون ہی اُن مکانون کو
سمنکال دیکھ گئی ہی اُسکی کنیزین بھی آگاہ ہوئین اتنی بڑی ساحرہ ماری گئی اب دیکھیے
کیا آفت برپا ہو ہفت پیکر کو ضرور خبر ہو پہنچیگی دیکھیے کیا تدبیر کرے دوسری سرحد مین
چلنا چاہیے ہر چند کہ تلاش وہان بھی ہو گی یہ سوچتی ہوئی طرف کوہ نیرنگ کے پلٹین
راہ مین کئی شیر ملے سیمتن نے اُنکو مار مار ریت کے بیچ کے مرحلے مٹائے سامنے کوہ نیرنگ
کے سیمتن کا باغ بھی ثانی بہشت شداد تھا اُس باغ مین لاکر رستم وسماک کو پہونچایا
قید سحر جسم سے دور کی مقام صدر بیٹھنے کو دیا آپ ایک گوشے مین آئی ایک شاگرد کو بلایا
کہا پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ مین نے آپ کے واسطے بڑی جانبازی کی آپ کو یہان لے آئی
آپ اطمینان سے بیٹھین تو مین خبر کو بہن کی جاؤن یہ تو دریافت ہو کہ لالہ عذار پر کیا
گذری اول ہفت پیکر نے یہی لکھا تھا کہ ای جہان عزیز بیٹی کو سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ قہر و
غضب خداوندی مین گرفتار ہو یہان کچھ خبر نہ ہوئی اب چلکے دیکھون کہ کیا رائے قرار پائی

یہ کہکر شاگردے چاہا کہ ڈھونڈھون ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا کہا کہ کیون ملکہ عالم کہان چلیے گا سیمتن نے غصے مین جواب نہ دیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئین طاؤس آسمان مین ڈوبا چہار جانب دیکھتی ہوئی ایک مقام پر پہنچین دیکھا کہ ایک مکان وسیع اُسمین ہزارہا بندگان خدا قید ہین ایک مقام پر ایک نازنین نہایت حسین سرنگون کلیجہ خون زبان مین سوزن قلب پر ہجوم رنج و محن بیقراری مین اشارون سے یہ سخن ہین

نظم

پڑتی ہو آکے جان پہ آخر بلاے دل	یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
غصہ ہی غم ہی خون جگر ہی غذاے دل	کھاے بشوق جتنی کہ ہو اشتہاے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار	لیٹا رہا مین ہاتھ سے نیچے دباے دل
کرتے ہین اشک آتش ہجران پہ کار نفط	ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھاے دل
تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگاے	سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل
جو کچھ سلوک تو نے کیے مجھ غریب سے	کیون بیوفا بتا تو یہی تھی سزاے دل
تاب و توان و صبر و خرد کب کے چلدیے	رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین	مرقد سے آرہی ہی صدا ہاے ہاے دل
سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا	جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل
ایسا کہان انیس کہان ایسا غمگسار	بیگانہ سب سے ہی جو ہوا آشناے دل
او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہی	دونون نے کیا نلوہ ہزارون اُڑے دل
گستاخیان ہین بے ادبی کی کلام مین	کیونکر کہون زبان سے جو ہی مدعاے دل
اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا	ای رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

بنگاہ غور جو سیمتن نے دیکھا لالہ عذار بیقرار و اشکبار قید مین بیٹھی ہی تڑپ کر گری نعرہ کیا کہ منم سیمتن یہ کہکے قید جسم سے لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کے دور کی اور زبان سے سوزن نکالی اور ایک گولہ مارا کہ قید خانے مین اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین ایک تخت تیار کرکے مان بہن کو اُس پر سوار کیا اور نکلی کہ پہلو سے آواز آئی یہ کون گستاخ ہی کہ گنہگارون کو لیے جاتا ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا پنج نخل سے ایک ساحرہ نکلی بال پریشان موے سر مثل

شمع کافوری روشن وہین نظیر گلخن وہین سے للکارتی ہوئی کہ خبردار او سیمتن آگے نہ بڑھنا
سیمتن نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پلٹی وہ کڑک کر گری دامن و گریبان مین سیمتن کے آگ لگ گئی ملکہ
لالہ عذار نے بڑھ کر ڈانٹا کہ او آتشبار کیون شامت آئی ہی آتش قہر و غضب سے تجکو
پھونک دونگی زندہ نہ بچیگی آپس مین سحر ہونے لگے لالہ عذار نے ابر سے خمدار پر بل ڈالا
ابر و جو ہلے غنچۂ خاطر کھلے پھول برسنے لگے آتشبار جادو نے دیکھا کہ سیمتن مہر سحر سے بچی
دامن و گریبان کی آگ بجھائی کڑک کر جا پڑی آپس مین سحر ہوے شعلے بھڑکے لگے ابر کے کڑکے
سیمتن و آتشبار سے سحر ہو رہا ہی دونون مصروف جنگ تھین کہ لالہ عذار نے پہلو سے
آکر ہاتھ ہلایا برق چمکائی آتشبار پہ برق گری آتشبار جل کر خاک ہوئی مار کر آتشبار کو ملکہ
لالہ عذار کو لے نکلی پشت سے آوازین ہیبتناک آئین کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ قیدیونکو
باغی لیے جاتی ہی افسوس کوئی پیچھا نہین کرتا سیمتن نے پکار کر آواز دی کہ جسکا جی چاہے وہ
آئے یہ گوے میدان مقام امتحان ہر چند کہ سیمتن ٹھہری مگر کوئی مقابلے مین نہ آیا طرف
کوہ نیرنگ کے چل نکلی لالہ عذار سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب منظور ہی جو باغ
کوہ نیرنگ کے قریب ہی اُسمین چل کر سکونت اختیار کرو تب واسطے طلسم کشا کے فکر لوح
کرین سب نے اسے قبول کیا لالہ عذار و مرجان سُرخ پوش کو سیمتن مع اپنی کنیزون
کے باغ مین لائین رستم و سمک کو بھی یہین بُلایا اب سب کا باغ مین مجمع ہی ایک نے ایک
کو دیکھا آپس مین اقرار کیے کہ جو اُنپر گذریگی وہ ہمپر بھی گذریگی ملکہ لالہ عذار نے سحر کے
جانور بنائے دیوارون پر بٹھائے سحر اپنے تیار کر کے منظور یہ ہی کہ حصول لوح کی تدبیر کرین
لیکن واضح رہے کہ آب و آذوقہ جمع کر کے اسی فکر مین بیٹھی ہین قضاے کار وقت سحر ہی ہفت پیکر
اپنے طریقۂ قدیم سے تصویر سنگی مین ہی باتین کر رہا ہی معتقد جمع ہین نیرنگ جادو سامنے
حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ ای بندۂ خاص الخاص غضب ہو گیا کہ تیری سرحد مین آکر
باغی بسے ہین لیکن جلد کسی کو بھیجو کہ جا کر اُن سب کو سمجھا بُجھا کے لے آئے قیدیون کا قتل واجب
و لازم ہی اُنکا گرفتار ہونا ضرور ہی یہ سُنکر نیرنگ تاجدار نے سر جھکایا پلٹ کر آواز دی
کہ افراسش زمیندار کو بُلاؤ نیرنگ تاجدار کے کہتے ہی افراسش زمیندار مع بارہ ہزار

فوج کے حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی آنکھون سے بجالائین تصویر نے حکم دیا کہ جلد جاکر پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ افراسِ زمیندار ایک گینڈے پر سوار ہوا اور فوج ہمراہ لیکر چلا نشان شیر رنگ تاجدار نے سب بتا دیے کہ فلان مقام پر جانا افراس بموجب حکم چلا یہان باغ مین جلسہ آراستہ ہی سیمتن کو بہن کی خوشی کا خیال ہی کنیزون کو حکم دیا ہی کہ گائن کو بلاؤ شراب و کباب لاؤ جیسے ہی سیمتن نے حکم کیا فوراً محفل مین کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین دورہ شراب چلنے لگا اور ایک گائن نے با ناز و ادا یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی

نظم

چل منزلِ فنا سے کہ وقفہ قلیل ہی — آمد شدِ نفس مین صداے رحیل ہی
روشن ہی صاف آتشِ لالہ سے باغبان — گلزارِ دہر رو کشِ باغِ خلیل ہی
جو چیز ہی جہان مین وہ بیمثال ہی — ہر فردِ خلق وحدتِ حق پر دلیل ہی
تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی — دشمن مزاج یار مین بیڈھب دخیل ہی
صد شکر اُنکے دیدۂ مردم شناس مین — رعنا کا اعتبار ہی دشمن ذلیل ہی

اِس رنگ مین اُس گائن نے یہ غزل گائی کہ تمام اہلِ محفل تعریفین کر رہے ہین عاشق و معشوق کے اشارے و کنائے حکایت و شکایت ایام ہجر کا ذکر وصل کی فکر تمام شب اسی جلسے مین گزری رقاص مہر درخشان بصد شوکت و شان جلسۂ قصر مغرب کو طی کرکے محفل ثوابت و سیار گان مین آیا دیکھتے ہی مہر عالم افروز کو ماہ تابان نے نقاب چہرے پر ڈالی راہی قلعۂ مغرب ہوا گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیرون سنا رہی ہی مگر لالہ عذار کو تردد ہی کہ دیکھین کیا ہو غنچہ دہن قریب بیٹھی ہی اُس سے اشارہ کیا کہ کیون غنچہ دہن اگر قدرت کسی سے دشمنی کرین وہ شخص اس اقلیم مین رہسکتا ہی غنچہ دہن کا اشارہ ہی کہ ہفت پیکر کا دشمن اس قلیم مین نہین رہسکتا پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اس اقلیم سے کوچ کی تدبیر کرو شاہزادہ یہان کیونکر رہیگا سب طرح مشکل ہی ایک سرحد کو چھوڑا دوسری سرحد مین آئے یہ بھی اُسی کی عملداری ہی اب کہان جائین سواے اسکے کہ طہران وغیرہ مین گذر ہو تب جاکر بسر ہو ورنہ ان ممالک مین وہ کاہیکو رہنے دیگا کیون غنچہ دہن تم شاہزادے سے ذکر تو کرو کہ اگر اس اقلیم سے

نکاسی ہو تو کہان جاکر رہین غنچہ دہن نے رستم سے پوچھا رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ انشاءاللہ
اس اقلیم کو اسلام آباد کرینگے مگر بڑا غضب تو یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ مقید ہوے حملہ شمشیر زن
صف شکن لڑے بھڑے کٹے پھٹے بانکے ترچھے جنھون نے نوشیروان کو شکست دی لقا
سے باختر لیا بڑے بڑے جلیل قتل کیے خان اعظم مالک ترکستان پہلوان زبردست
جسکے صرف چار سو بیٹے تھے اُسکو امیر نے شکست دی یہ باتین تھین کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم غضب ہوا باغ آپ کا چہار جانب سے گھر گیا
افراش زمیندار کو خداوند نے بھیجا ہی کہتا تھا فرزندان حمزہ اس اقلیم مین آئے ہمسے مقابلہ
نہ کرینگے اگر مقابلہ کرینگے تو شکین باندھکر خدمت خداوند مین روانہ کرونگا لاشہ ہاے
مسلمانان سے میدان بھر دونگا کنیزون نے عرض کی کہ وہ ظالم سامنے دروازے کے
گینڈے کو ٹھیرے ہوا ہی رستم نے گیسوان کو ٹیک کر اُٹھے فرمایا مین دیکھون افراش کون شخص ہی
سمک گھبرا کے اُٹھا حیران ہی کہ آقا کو بھگا لیجاؤن مگر اس زمانے مین نکلجانا دشوار ہی مسافر
مجبور و ناچار ہو رستم نے مرکب اپنے ہاتھ سے آراستہ کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ کنیز کیا کرے
یہان چہار جانب کفر آباد مسلمان کا رہنا دشوار ہی رستم پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے رکاب
پر ہاتھ رکھا ملکہ گھبرا کے دوڑی کہا اے شہریار اس کنیز کو قتل کرتے جائیے یا کچھ ایسا سمجھا دیجیے کہ
جس سے صبر آئے رستم نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو ہمارے بزرگ قید
ہین بھائی بھتیجے سرداران نامی و پہلوانان گرامی سب ایک دن مین قید ہو گئے یا ان سب کو
رہا کرینگے یا جان دینگے جو تقدیر دکھائے اے ملکہ ہمکو نہ روکو جہاد راہ خدا ہمارا کام ہی
اسی مین نام ہی ملکہ لالہ عذار نے تھرا کر رکاب سے ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اے شہریار آپ کو خدا
کے سپرد کیا علمشاہ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم وہ مرتبے اُن غازیون کے ہین جو غازیان دیندار
و مجاہدان تہور شعار ہین ہمنے وہ مرتبے کہان پائے ہم جان دینے پر آمادہ ہین آئندہ
پروردگار کو اختیار ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا ملکہ دروازے پر جو بنگلہ پڑا تھا اُسپر مع کنیزون
کے آکے ٹھہرین رستم نے باہر آتے ہی نعرہ کیا افراش گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر
ڈٹا ہوا ایک مقام پر کھڑا تھا مع گینڈے کانپ گیا زمین تھرائی اور رستم نے پکار کر آواز دی او

افراش آ ہمارے نیزے سے مقابلہ ہوا افراش نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین رستم کے آیا آپسمین دگاوہ رزن ہوے
رستم کا گھوڑا کم ہٹا اور افراش کا گھوڑا زیادہ افراش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
نیزہ بازی آپسمین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی رستم نے گانٹھکر تھپیڑا ایسا مارا نیزہ ہاتھ سے افراش
کے نکل گیا غصے مین آکر شش ابرگر گرایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے
تیغۂ گیتیستان پر روکا جیسے ہی وہ تلوار پار کر لیٹا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے کمر کو تبا کے
سر پر ہاتھ مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ گیتیستان جو گرا ابر سپر پراگندہ ہوا دو ہاتھسے تلوار گری خود کو
کاٹا دو بلغہ و عرقچین کو کاٹکر سراسر کلے جبڑے کو کاٹا ذرا فرق ہوا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب
صندوق سینہ سے مانند سیماب اُتر کر بنائے حیات کو ویران کرکے سمند زین کو کاٹا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوے ستارہ پکار اُٹھا نظم

مُنھ پہ تیغ بر قدم الماس پیکر کے تری
اِک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی

گر صف دشمن پہ سیدھی ہو تو جون تیر قضا
خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہی

پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکا کیا
بلکہ یہ تعریف تو برش کا اِسکی ننگ ہی

آسمانسے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک
امتحان گر کیجیے اِسکا تو اِک جو رنگ ہی

ہمراہیان فوج افراش نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اس جوان نے مار لیا افسران فوج نے آواز دی
رستم کو گھیر کر مار لو چہار جانب سے بارہ ہزار سوار و پیدل رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج کفار پہ
جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے حکم کنیزونکو دیا کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا ہین جاکے ساتھ دو کنیزین اسپ با
دپایان پر سوار ہو ہوکر نیزے ہلاتی ہوئی نکلین جسکو دعوی افسری ہی اُسنے سبکو اشارہ کیا سب نے
کمانین کاندھے سے اُتارین سڑ کا تیرونکا چلا کئی سو جوان گھوڑونسے گرے رستم نے بڑھکے افسرونکو
مار برے خالی ہوے رستم قلب مین لڑ رہے ہین فوج کو درہم و برہم کردیا دریاے فوج مین تلاطم آ
ہوش افسرونکا گم ہی یہ ہی خیال ہی کہ افسران فوج پر کچھ خرابی آئے تو لطف ہی جمکر لڑ رہے ہین اِک
ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار سب دردمند رستم کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑی
ہوئی ہین جس سے صاف ظاہر ہی کہ ہولی کھیل کر نکلے ہین شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہی
لڑتے بھڑتے قلب فوج مین پہونچے دیکھا علمدار لشکر کفار نہایت قوی تن قوی ہیکل چھڑ کو بغل مین دبائے ہوے

گنبدے پر سوار چار سو جوان نگہبان علمدار تلوارین کھینچے ہوئے گرد علمدار جنگ کرتے ہوئے آتے ہین
جس مقام پر جیسے خون کے دریا بہا دیے رستم نے دور سے دیکھا علمدار کفار کے ہاتھ سے اکثر لوگ
ہمارے لشکر کے سپاہ کشتہ جہان ہوے علمدار کو بیین سے رستم نے ڈانٹا علمدار جہاندیدہ کار آزمودہ
اسنے بھی گنبدے کو مبہر کیا چار سو جوان تلوارین کھینچے ہوئے آگے بڑھے رستم اگر اس غول مین پہونچے
علمشاہ لڑنے لگے جسنے بڑھکر رستم کو ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا سر کو تلکے کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کئی خود لڑتے ہوئے جاتے ہین جوش جرأت مین فرماتے ہین ای کافران بیحیا
دای نابکاران پر دغا مکر کی لڑائی بہتر نہین ایک سے ایک مقابلہ کرے کفار ان باتو نکو کب مانتے ہین چار چار
چھ چھ ملکر رستم پر حملہ آور ہوتے ہین مگر رستم نے کسی کا وار خالی دیا اور کسی کا سپر پر کانٹا اور
کسی کا وار تلوار پر روکا اگر دشمن نے نیزہ مارا تو پیلے سے سنان نیزہ اڑادی گھاٹ سے تیغہ آبدار کے
دشمن کو موت کے گھاٹ اتارا اگر کوئی بڑا پہلوان نامی و نام آور لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچا اور ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر حریف کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا منم رستم پیلتن صف شکن و
سپہ فگن اور ہاتھ پہ تول کر طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے چورنگ ہوا قتل کیا اب ان چار سو
جوانون مین کمی ہونے لگی بعض کہتے ہین کیا سپاہی ہی ایک جوان کے ہاتھ سے سارے لشکر کی
تباہی ہی جس نے اس سے مقابلہ کیا آخر قتل ہوا بعض کہتے ہین جان بچاؤ نکل چلو افسر ہمارا قدردان
مارا گیا اب کسکا ساتھ دین لڑتے بھڑتے نکل چلین کوئی طرف صحرا کے بھاگا کوئی دریا مین گرا کوئی
چاہتا تھا جان بچاؤن کنوین مین جاؤن مگر ممکن نہین بھاگے بھگدر مین آنکھون سے نہ سوجھا اندھے
کنوین مین گرے بعضے وہاں کوہ مین جا کر چھپے علمشاہ ایک طور پر جنگ کر رہے ہین تھوڑے عرصہ مین
دیکھا کہ علمدار گنبد اٹھکراے ہوئے بغل مین جھیڑ رستم پر آپڑا آتے ہی تلوار برسانے لگا رستم نے
روکتے روکتے مرکب کو ٹھکرایا آواز دی او علمدار ایک وار مردان عالم کا بھی روک تو نے حملے کیے
ہمنے روکے اب ہمارا وار روک یہ کہکے خبردار خبردار کہا اور ہاتھ تیغہ کپتیان فرنگی کا مارا اسنے گرد اسپر کا اٹھایا
تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے کر کے سر پر آئی سراسر کٹتے وجبڑے تک کاٹا سر مو فرق نہوا مع گنبدے علم
اور علمدار مرکز زمین پہ گرے رستم نے آواز دی او بھیاؤ دیکھو علم فوج قلم ہوا اب تو قدم سب کے اکھڑے جسید
آوازین افسر دیتے ہین اور کہتے ہین ای بھائیو افراسیاب و علمدار مارا گیا مگر تم لوگ قدم نہ ہٹاؤ خوب جمکر لڑو

رستم کو گرفتار کر لو افسر کلان شنکال جنگ آزما نے جو دیکھا کہ فوج سب باقی ہی صرف دو چار ہزار
آدمی قتل ہوئے ہین مگر فوج کے پاؤن اُٹھے جاتے ہین لڑنے والے جنگ سے گھبراتے ہین بڑھ بڑھکے
جو دیکھا رستم نے لاشون کے انبار لگا دیے دریا خون کے بہا دیے آخر شنکال نے طبل امان بجوا
دلوائی لشکر رستم کا جدا ہوا ملکہ بنگلے پر سے دعائین کر رہی تھین اب جو دیکھا فوج دشمن طبل امان بجوا کر
صحرا مین اُتری اور رستم مع اپنی فوج کے پلٹ کر آتے ہین ملکہ مع کنیزون کے بنگلے سے اُترین طرف دروازے کے
چلین کہ شاہزادہ کا استقبال کرین رستم نے خبر سنی کہ ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی ہین رستم
گھوڑے سے کود کے آکر ملکہ سے ملے ملکہ خون زخمہاے رستم کا دوپٹے سے پاک کر رہی ہین تعریفین
کرتی ہین کہ ماشاء اللہ آپ اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی آپ ہی کا کلیجہ تھا بڑا پہلوان زبردست تھا
جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا لیکر رستم کو بارہ دری مین پہونچایا لباس تبدیل کرایا رستم آکر مسند پر بیٹھے باتین چیتین
ہونے لگین سیارہ نے عرض کیا ملکہ عالم یہ تو فرمایئے لوح طلسمی کہان ہی لالہ عذار رونے لگین کہا ہم ہاتھکے
حال سے بخوبی آگاہ ہین لوح تک رسائی دشوار ہی لیکن اب کوئی سر دست بخدمت خداوند طلسم جاے
اور حال پوچھے تب حال مفصل لوح کا معلوم ہو سیمتن بھی اُس محفل مین موجود ہی بولی تو اتم نہین جا سکتین اور
نہ میرا جانا ممکن ہی کون جا کر پوچھے کیونکر حال معلوم ہو ملکہ نیلم خوشتر و پہلو مین ملکہ سیمتن کے بیٹھی ہی
محبت سے اسکی نگاہ سیارہ پر پڑتی ہی گانے پر اسکے عاشق ہی اپنے مقام پر سے وہ اُٹھی اور رستم کو
جھک کے سلام کیا کہا یہ کنیز رخصت ہوتی ہی آپکے اقبال سے ہفت پیکر سے پوچھکر آتی ہی باقی
اور کوشش کا آپکو اختیار ہی ملکہ لالہ عذار و سیمتن کھڑی ہو گئین کہا اے نیلم بات سمجھکر کہو تمھارا حال
ہفت پیکر کو نہین معلوم دیکھتے ہی سمجھ جائیگا مکار ہی ہمسے احوال کہو اُسکی تدبیر بتائین نیلم نے کہا کہ جو
ہمسے بن پڑیگا وہ کرینگے حال پوچھکر آئینگے کوئی پردہ باقی نہ رہیگا سب حال بتا دیگا جو منظور ہوگا وہ بخوبی
سمجھائیگا آپ لوگ کچھ نہ پوچھین جو ہمسے بن پڑیگا وہ کرینگے اُسوقت نیلم ایک ایک سے رخصت ہوئی
قدمونکو رستم کے بوسہ دیا سیارہ کو انگلی سے اشارہ کیا ذرا کنارے چلو تو تمسے مفصل حال بیان کرین
سیارہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھا اک مقام پر آکر ٹھہرا کہ نیلم اُس مقام پر آئین گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا اے مفتر والا گہر اب ہمسے رخصت ہوتے ہین مین جا کر مفصل کہونگی کہ لالہ عذار رستم پر عاشق ہین
ہمنے سمجھایا حکم دیا کہ اسے مار کر نکالدو اب کنیز آپکی خدمتمین حاضر ہوئی اس حیلے مین حال پوچھ لونگی اگر

حال مفصل معلوم ہوا تو بہتر ورنہ لٹنا بھڑنا اپنی جان دینا ہی اب سر پر ستونمین رستم ہین مین انشاءاللہ حال
پوچھکر آؤنگی یا جان دونگی سیارہ بھی یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کسی طرح مجھکو بھی ساتھ لیچلو نیلم نے
کہا یہ غیر ممکن ہی سیارہ روکر خاموش ہوگیا نیلم نے اُسیوقت لباس معقول پہنا اپنے کو آراستہ کیا آنکھونمین سرمہ دیا
لباس بدلکر تخت زرین پر سوار ہوئی تاج سر پر رکھا طرف ہفت پیکر کے چلی قضائے کار ہفت پیکر
مع اپنے مصاحبونکے کوہ یاقوت پر ہی یاقوت تاجدار مصروف خدمتگزاری سب وزرا امرا جمع ہین
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر خدمت ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اے یاقوت تاجدار دریافت
تو کرو افراش زمیندار گیا تھا اُسپر کیا گذری یاقوت نے عرض کی ہرکارے واسطے دریافت خبر کے
گئے ہوے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ہفت پیکر کی نگاہ پڑی دیکھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین
شمشیر ابرو خوشخو خوشرو آنکھین بڑی بڑی معلوم ہوتا ہی صبح و شام کا تماشا چشم مردم کو دکھا رہی ہین
عارض انور رشک قمر گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ظاہر ہی کہ دو نقابدار سرکش ایک مقام پر قائم ہین
شکم صاف و شفاف تختۂ الماس کمر نازک چالاک و چست ارادہ درست حق تو یہ ہی کہ اُس ماہ سپہر حسن و خوبی و عزیز
مصر محبوبی کی صفت عقل سے دور ہی سراسر ذہن کا قصور ہے ساق پا جیسے بنائے حسن قائم ہی ستون مصفا
پائے نازک اگر زمین پر جمے نقش پا سے ہلال شرمندہ ہو بلکہ مہر درخشان اُس نشان کا بندہ ہو اس
سج دھج سے اُس نازنین کا تخت پیدا ہوا ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
بے اختیار پکار اُٹھا اے بندی قدرت کی آؤ قدرت تمھارے مشتاق تھے تخت ٹھہرا زمین پر آکر اُترا
پایۂ تخت کو نیلم نے بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکی ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ
لعنت بر تو غضب کردم یہ سننا تھا کہ نیلم نے سر اُٹھایا پاؤنکو بوسہ دیا اور پاؤن مین ایک چٹکی لے لی
کہا کیون خداوند ایک دن وہ تھا کہ ہمکو اپنے ہاتھ سے بنایا حسینان جہان کو ہمارا مطیع گردانا اب
قدرت نے ایسا فراموش کیا حیران حیران ہفت پیکر صورت دیکھ رہا ہی سر سے پا تک گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی
آنکھین نرگس شہلا جب ملجاتی ہین چھریان دلکے پار ہو جاتی ہین کبھی آہ کرتا ہی ہاتھ تھام کر کہا اے جان جہان
وائے آرام دل و جان کرسی پر بیٹھو نیلم بیٹھی وزرا امیر جو حاضر ہین حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ کیا حسین
نازنین ہی قدرت بحجت باتین کر رہے ہین ہفت پیکر نے پوچھا اے نازنین تو کہاں سے آئی ہی یہ سنکر نیلم نے
سر جھکا لیا کہا یا خداوند مین ایک ضرورت کو حاضر ہوئی ہون عرض کرتی ہون اور وہ یہ ہی کہ قدرت نے

مجھکو مصاحبون مین لالہ عذار کی قرار دیا ہمیشہ بہ راحت و آرام رہتی تھی یکایک وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی
مین نے سمجھایا میرے کہنے کو خلاف جانا یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ قدرت سے باغی ہوئین افراش
لشکر کشی کرکے گیا پسر حمزہ نہایت جری ہی بہادر صف شکن تیغزن باغ سے نکلکر اُسنے افراش کے
لشکر کا فرش کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا کنیز گھبرائی وہ سب شکست کہا کے بھاگے کچھ شریک مسلمانان
ہوے مین نے ملکہ لالہ عذار و سیمتن کو تنہائی مین سمجھایا مگر ملکہ نے نہ مانا مجھے تنبیہ کرکے نکالدیا اب دیکھون
کیا تقدیر دکھاے ہفت پیکر نیلم کو دیکھکر زانو بدل رہا ہی باتین بھولی بھولی لبونسے سیوانی درج دہان مین
گوہر دندان کی رعنائی زیبائی کیا حسین و مہجبین ہی ہفت پیکر ٹھہر جاتا ہی یہ جواب دیا کہ ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان ہم باغیونکو سزا دینگے تمکو وہان افسر کرینگے یہ سنکر وہ نازنین ہچکیان مارکر رونے لگی
کہا یا خداوند مین اسکی خواستگار نہین کہ مجھکو افسری ملے یا قدرت مجھکو پسند فرمائین ہفت پیکر نے کہا
ای مہجبین قدرت نے تمکو پسند کیا آٹھ پہر دل یہ چاہتا ہی کہ تمھین دیکھا کرین تم سامنے بیٹھی رہا کرو یہ سنکر
نیلم نے سر جھکا لیا کہا یا خداوند مین ایک تحقیقات کو حاضر ہوئی ہون سارے طلسم مین ہنگامہ ہی کہ عمر طلسم کی
تمام ہوئی مین کیونکر اسکا اعتبار مانون قدرت اپنی زبان سے ارشاد فرمائین کہ عمر طلسم تمام ہوئی یا نہین ہفت پیکر
بول اٹھا کہ جو علماے سابق نے لکھا ہی اُس سے صاف صاف ظاہر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہمنے جو حال مین کتابین
لکھین اُن مسلونکا رد لکھدیا کیا مجال کسی کی کہ طلسم ہفت پیکر پر نگاہ اٹھا کر ڈال سکے ابھی عمر طلسم کی تمام نہین
ہوئی نیلم نے یہ سنکر قدمونکو بوسہ دیا کہا یا خداوند تیرے تصدق ایسا نہو طلسم کشا کو لوح ملجاے کہ قدرت کو
صدمہ پہونچے مگر ہم اتنک نہین چاہتے ہین کہ قدرت کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے البتہ لالہ عذار و سیمتن مدعی
زوار ہین لیکن کیا کر سکینگی قدرت یہ ارشاد فرمائین کہ لوح طلسمی کہان ہی حفاظت سے ہی مجھسے صاف صاف ارشاد
فرمایئے کہ وہان کوئی جا تو نہین سکتا لوح سے اطمینان ہو تو قلب قرار پاے ہفت پیکر قہقہہ مار کر ہنسا کہا
ای نیلم خوشسر و اصل یہ ہی کہ لوح طلسمی پاس زنخار جادو کے ہی جنگلون مین وہ پھرتی ہی کون اُس مقام تک
پہونچ سکتا ہی جسپر نگاہ ڈالدے جلکر خاک ہو جاے نام اُسکا زنخار جادو ہی آتشبار کہنا چاہیے اول تو اُسکا
حوالی مین دیو ایسے ایسے رہتے ہین کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا جائین نیلم نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ یا
خداوند لوح تو ملنا دشوار ہی لیکن حضور نے کچھ لالہ عذار سے بھی ذکر لوح کا کیا تھا بس وہ طلسم کشا سے
کہدے گی اُسی پر پسر حمزہ کاربند ہوگا ہفت پیکر ہنسا کہا ای جان جہان ایسی باتین قدرت بہت کی

کہہ دیتے ہین اُن باتون کا کیا اعتبار ہی جب اُس بتے پر جائیگا دھرا جائیگا امان نہ پائیگا وہ تدبیر کی ہی کہ جب طلسم کشا جائے گرفتار ہو ہمارے پاس قید آئے ہم قتل کا حکم دین ایک دن مین سبکو قتل کرین مسلمان زندہ نہ بچین سب جمع ہوکر ایک مقام پر آب ہوگئے ہین صرف طلسم کشا مع عیار رہا ہی جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئیگا مین جملہ مسلمانون کو قتل کردونگا اور لالہ عذار کو مین نے دھوکا دیا تھا کہ دیکھون یہ کیا کرتی ہی نیلم نے کہا کنیز نہ مانیگی کنیز کو مفصل حال بتلائیے کہ لوح کہان ہی تاکہ اطمینان حاصل ہو جبتک مفصل حال نہ سنونگی مجھکو ہرگز ہرگز چین نہ آئیگا میرے دلکو تسکین ہو جائے کہ لوح ایسے مقام پر ہی کہ طلسم کشا نہ پاسکیگا طلسم نہ ٹوٹیگا مین نے رت جگا کیا ہی اگر قدرت نے چاہا انشاء اللہ سب حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نیلم اپنے مقام سے اُٹھی گرد ہفت پیکر کے پھری کہا یا خداوند اب تو مفصل فرمائیے ورنہ لونڈی کو قتل کا حکم دیجیے کہ یہ کنیز بربادی طلسم اپنی آنکھ سے نہ دیکھے ہفت پیکر نے کہا ای کنیز نہ گھبراؤ تجسے مفصل کہدینگے اسوقت جا شب کے وقت آنا قدرت کل حال لوح بتا دینگے کوئی بات باقی نہ رہیگی نیلم نے دست بستہ عرض کی ابھی اُن لوگون پر فوج نہ بھیجی جائے ورنہ کام بگڑ جائیگا ہفت پیکر نے کہا ای بندی قدرت کی نہ گھبرا ابھی فوج نہ بھیجینگے تمھاری رائے پر یہ مقدمہ رہا اسوقت ہنگامہ دربارداری ہی اسوقت ہمکو بخوبی فرصت ہوگی تم آنا تمکو سب حال مفصل بتلا دینگے اور صلاح بھی تمسے لینگے اور خاص تمھاری ہی رائے پر کار بندی ہوگی نیلم سلام کرکے رخصت ہونے لگی پھر کنیزونکو ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اسکو قصر مروارید نگار مین لیجاؤ کنیزین نیلم کو قصر مروارید نگار مین لیکر آئین سامان دعوت کا ہونے لگا لیکن بعد جانے نیلم کے ہفت پیکر وزرا سے پوچھتا ہی کہ تم سب کی کیا رائے ہی نیلم کے ساتھ فوج کرنے کے برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کرون دل دھڑکتا ہی قلب پھڑکتا ہی وزرا نے عرض کی اگر قدرت اسکو اپنا دوست جانیں تو اس سے بہتر کیا ہی اور اگر کسیطرح کا خیال ہی تو بندے کیونکر عرض کرین کہ باعث خرابی ہو تو بھی مشکل ہو سرکار کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین ہفت پیکر سرنگون بیٹھا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سب دیکھنے لگے کچھ پھول برسے کچھ آگ گری کچھ جھونکے ہوا کے چلے آوازین ہیبت ناک آئین جن سے مراد یہ تھی کہ ای ہفت پیکر ایسا آپسے باہر ہوا اپنے کو بھولا ہفت پیکر طرف آسمان کے دیکھنے لگا آندھی موقوف ہوئی دیکھا سب نے تخت پر ایک ضعیفہ عورت جوڑا باندھے ہوئے ترسول ہاتھ مین تخت پر سوار آکر پہونچی ہفت پیکر نے جو اُس عورت کو دیکھا

اُٹھکر سلام کیا کہا مادر مہربان آئیے مین تو آپکا مشتاق تھا اُسنے قریب آکے ہفت پیکر کی بلائین
لین کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر مین ایک ضرورت سے آئی ہون مجھکو بڑی فکر تھی انجام اُسکا کیا ہوا
ہفت پیکر نے کہا وہ سب معاملہ اُسیطرح پر ہے کسی امر مین فرق نہین آیا کہا تو مین جاکر انتظام کرون
ہفت پیکر نے کہا کیا مضائقہ ہے اسطرح کی باتین ہوئین کہ مشیر و وزیر جو سامنے بیٹھے تھے نہ سمجھے
کہ یہ عورت کسواسطے آئی ہے اور یہ کون ہے کیا انتظام کریگی کس چیز کو قدرت سے پوچھتی ہے کوئی کسی بات کو
نہ سمجھا اُس عورت نے میٹھے میٹھے کہا کیون لڑکے کیا اب شوق شراب و کباب بالکل موقوف کر دیا ہے
ہفت پیکر نے کہا ایسا تو نہین ہے بین تو ہر وقت شراب و کباب مین مصروف رہتا ہون اکثر جھنا سہنا ہون
یہ سنکر بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا اک جام لبالب دھوان اُس سے نکلتا ہوا لیکر ہفت پیکر کو دیا ہفت پیکر نے
اُسکو پیکر نصف جو باقی رہا وہ عورت کو پلایا ایسے راز و نیاز باتومین آج بہت ہوے کہ جو ذہن مین
کسی کے نہین آئے عرصہ تک اپسمین صلاح و مشورہ رہا مگر ایسی باتین ہوئین کوئی سمجھا نہین کہ ان مقدمات کا
مطلب کیا ہے بعد عرصہ دراز وہ ضعیفہ یہ کہکے اٹھی کہ مین جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا جائیے جب کبھی
کوئی محل موقع ہوگا تو تکلیف دونگا اُس عورت نے سر ہلایا مراد اس سے یہ تھی کہ تیری مصیبت ہم ہرگز
نہ دیکھ سکینگے جب تو بلائیگا ہم آئینگے وہ ضعیفہ تخت پر سوار ہوئی اُسیطرح آندھی اٹھی دیر تک اندھیرا رہا
ہیبتناک صدائین آئین بعد عرصہ دراز کے ہوا صاف ہوئی پھر اُسی طرح ہفت پیکر بیٹھا تھا وہ جو عورت
آئی تھی وہ چلی گئی مشیر و وزیر حاضر ہین ہفت پیکر نے کہا اے مشیران سلطنت و اے وزیران آپ بہت کم
لوگ سمجھے کہ یہ کون صاحب تھین جنھون نے مجھے سرفراز فرمایا سب نے عرض کی غلامون نے کبھی انکو
نہ دیکھا تھا آج دیکھا غلام کیا جان سکتے ہین یہ قدرت کے کارخانے ہین قدرت کی ذات پر موقوف ہین
کسی کو دخل نہین یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا یارو قدرت خود جاتے ہین عرش اعلی کی خبر لاتے ہین وزرا اُمرا
دوڑکر قدمونسے لپٹ گئے کہ قدرت کہان جاتے ہین سب نے مکرر کہا لیکن ہفت پیکر نے یہ نہ بتایا کہ
یہ ضعیفہ کون تھی کیا لیگئی کس انتظام کے واسطے آئی تھی سب خاموش ہو رہے ہفت پیکر بھی خاموش
بیٹھا ہے کہ نیلم خونخوار اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتے ٹہلتے آئی ہفت پیکر کو بیٹھے دیکھا کہا یا خداوند کنیز اب
رخصت ہوتی ہے جاکر لالہ عذار وغیرہ کی خدمت مین رہون کہ انکو اطمینان رہے ہفت پیکر نے کہا تمھارے
پاس فوج روانہ کرینگے نیلم نے کہا میرے جانے کے بعد قدرت فوج روانہ کرین مین لالہ عذار کو گرفتار

کرو دنگی ہفت پیکر نے حکم دیا تم چلو ہم فوج روانہ کرینگے سرو پا کو نیلم کے دیکھا کیا نیلم ناچار کچھ سامان نہ بن پڑا
اور طلب حاصل نہوا حیران حیران جس پریشانی مین آئی تھی اُسی حیرانی مین گئی یہان ملکہ لالہ عذار نے سیارہ سے
صلاح کی کہ فکر لوح واجب و لازم ہی سیارہ نے کہا ضرور فکر لوح کی کرنا چاہیے بدون حصول لوح کسی شی پر ہاتھ
چلانا مناسب نہین لالہ عذار یہ ذکر کر رہی ہی کہ یہان تھوڑی دور پر قصر ہفت مدارج مشہور ہی ہمنے سنا ہی
کہ قصر ہفت مدارج مین لوح ہی مدت سے یہ خبرین سنتے ہین لہذا طلسم کشا کو بھیجین امتحان اقبال کا بھی مقام ہی ایسے
امتحان مین طلسم کشا کا نام بھی ہی رستم تو راضی ہین لیکن لالہ عذار نے دیکھا کہ اگر نیلم گئی ہی اور لوح دستیاب
ہوئی تو باعث خرابی کا ہوگا اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا
دریافت تو کرو کنیزین گئین گھبرائی ہوئی آئین جواب دیا خونخوار جنگ آزما نام پہلوان بھائی افراش کا
اسفرینہ سے جاتا تھا جو اُسنے اپنے بھائی کی پائی کہ میرے بھائی کا قاتل اس باغ مین موجود ہی قریب باغ
اُتر پڑا قاتل کو طلب کریگا رستم نے کہا اُسکی کیا مجال ہی جب بلائیگا اُسکے مقابلے کو جائینگے خونخوار بیرون باغ
چلا ساتھ والون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا در باغ پر پہونچا اک لات
ماری دروازہ باغ کا کھل گیا یہان رستم لالہ عذار کے پہلو مین بیٹھے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور
آکر عرض کرنے لگین ای شہریار خونخوار جنگ آزما نے لشکر تو بیرون باغ چھوڑا آپ در باغ کے قریب
آگیا طلسم کشا نے کہا آنے دو خبردار کوئی راہ مین روکے ٹوکے نہین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے رستم ٹہلنے لگے
لالہ عذار کو منع کر رہے ہین کہ تم کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ایسا نہو کہ عذر کرے کہ ہم عورت جانتے تھے ساحرہ نے
کیون دخل دیا لالہ عذار کہہ رہی ہی کہ یہ ساحر ہی ناچار ہوکر سحر صرف کریگا اس سے ڈرنا چاہیے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
خونخوار جنگ آزما بل کرتا ہوا پیدا ہوا رستم کو جو لالہ عذار سے باتین کرتے ہوے دیکھا جل گیا مدت سے
لالہ عذار پر عاشق ہی آواز دی باش او پسر حمزہ غضب کیا میری معشوق سے باتین کر رہا ہی او لالہ عذار
کیون اپنے سر پر بھی خاک کرتی ہی چیر پھاڑ کر پھینکدونگا ہمارے سخن سے انکار کیا پسر حمزہ کو بلا کر باغ مین اپنے
پاس بٹھایا اب بچنا تیرا دشوار ہی قدرت کو خبر اچھی طرح ہوجائیگی برابر فوجین آئینگی جان بچانا دشوار ہوگا
رستم نے ہاتھ لالہ عذار کا چھوڑا طرف خونخوار کے بڑھے کہ اُسنے آواز دی او پسر حمزہ میرے مقابلے کو
آتا ہی جیسے ہی رستم جھپٹے نخل شمع کافوری بنے تھے تالیان بجاتے تھے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے کھلکھلاے
شگفتہ ہوے آنکھین ملا رہے تھے تمام درخت جھاڑ دیکھنا جنکا بہار رستم نے پلٹ کے دیکھا چہار طرف سے

نخل روشن ہو گئے خوشبو آتی ہی نسیم جام عیش دکھاتی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی رستم
فرزند صاحبقران مزاج مین غصہ اڑکھڑاتے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ یہی خوف ہی کہ ایسا نہو یہ بھیا
سحر کرے تیغہ کپتان فرنگی بہ ہاتھ پڑا ہوا سپر فولادی پشت پر قرص قمر پہلوے ماہ تابان نہین چاہتے ہین
کہ جھپٹ کر قریب خونخوار کے پہونچون کہ بیچ نخل کی شق ہوئی ایک طائر برابر عقاب کے پیدا ہوا رستم بہ
تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر اڑ گیا لالہ عذار نے للکارا ایک گولہ طرف خونخوار کے پھینکا کہ اسپر آگ برسنے لگی
ایک گولہ طرف آسمان کے طائر کو تاک کر مارا پانوں پر جو طائر کے پڑا پانوں اسکا زخمی ہوا قطرات خون کے
ٹپکنے لگے مگر طائر بلند ہوا چلا جاتا ہی گستاخی یہ کہ پلٹ کے آواز دی او لالہ عذار پانوں تونے میرا زخمی کر دیا
مین سمجھ لونگا دوسرا گولہ لالہ عذار نے اور مارا ابکی اتنا بلند ہوا تھا کہ گولہ وہانتک نہ پہونچا پکار کر لالہ عذار نے
آواز دی او مکار اب کہان جائیگا طائر رکا خونخوار نے سحر کیا لیکن لالہ عذار نے چند دانے ماش کے پھینکے
کچھ شعلے وغیرہ خونخوار پر گرے بیچاری ان شعلہاے آتش کو کب مانتا ہی ہاتھ ہلا دیا کچھ اسم سحر کے پڑھتے کچھ
دستک دی شعلے دفع ہوے لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک چنگیر نکالا اسپر اسم سحر کا پڑھکے طائر پر کھینچ مارا
کہ خونخوار کے ہوش اڑے وہ چنگیر جا کے پانو پر طائر کے پڑا دونون پانوں طائر کے قلم ہوکے گرے طائر مر کر
ایک جانب چلا رستم اسکے ہاتھ سے چھوٹے غلغلہ ہوا کہ علمشاہ آسمان سے طرف زمین کے آتے ہین یہ
سننا تھا کہ لالہ عذار نے بیتاب ہوکر دستک دی آواز دی ہوا خواہ فرزند صاحبقران زمین پر نہ جانے پائین
یہ جو پکار کر کہا دو زنگی زمین سے پیدا ہوے ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوے رستم کو بالاے ہوا روکا زمین پر قائم
ہوے خونخوار طرف علمشاہ کے چلا زنگی غائب ہوے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے ادھر خونخوار
ادھر سے رستم ملکہ لالہ عذار بھی سامنے کھڑی ہین جو سحر خونخوار جنگ آزما کرتا ہی ملکہ لالہ عذار دفع کر دیتی ہین
ہر مرتبہ یہ آواز ہی ای مردان عالم جنگ کرو رستم و اسفندیار کا نام مٹا دو رستم خونخوار پر جا پڑے آپسمین
نیزہ چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ ہر طرح خونخوار ہونٹون کو ہلاتا ہی کبھی ہاتھ چمکاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ
ہان لیجاؤ ان کمبختون کو نہ بلاؤ یہ فرزندان صاحبقران ہین یہ کہکے خونخوار نیزے کو بل دیتا ہوا قریب رستم کے
آیا رستم کے نیزہ مارا سنان نیزے سے چنگاری آگ کی نکلی وہ چنگاری نہ تھی سنہرا پنجہ تھا کمر مین رستم کی
پڑا اور لیکر طرف آسمان کے چلا خونخوار نے زور سے دستک دی ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا وہین سے زنگی
کو کسی نے للکارا کہ خبردار کہان جاتا ہی زنگی پلٹا کہ مجھے کون منع کرتا ہی دیکھا اک نازنین ہنستی ہوئی پکارتی ہی

او عاشق صادق یون دیوانہ ہوگیا ہماری شمع جمال کا پروانہ ہوگیا جب اُس نازنین نے مسکرا کر آواز دی اُدھر
وہ پچہ جو رستم کو لیے جاتا تھا ایک مقام پر رُک گیا اور زنگی کے کان مین آواز آئی او جانے والے ٹھہر جلدی ابھی نہین
زنگی ٹھہرا نازنین مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی اُس زنگی پر جا پڑی کہا کیون نگوڑے دیوانہ ہوا ہی جو چاہتا ہی کیا ہی
ٹھہر جا جیسے تو بات کرلے جیسے زنگی ٹھہرا نازنین نے جھپٹ کر زنگی کا ہاتھ تھام لیا معلوم ہوا آگ کا شعلہ تھی
وہ زنگی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد جلکے خاک ہوا
بعد عرصہ دراز کے آواز دی کشتی مرا نام من واہمہ جادو وبود زنگی کا جلنا کہ خونخوار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک کا غذ سیاہ نکالا مفر اض بھی نکالی چاہتا ہی کہ کچھ کاٹون کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری اور خونخوار
کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا رستم کو اُسی برق نے روکا اور زمین پر پہونچایا لالہ عذار نے دیکھا کہ نیلم ہاتھ
دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا ای نیلم بڑا کام کیا ساتھ والے خونخوار کے اپنے آقا کا مرنا دیکھکر بھاگے رستم کو
نیلم و لالہ عذار و سیمتن اپنے ہمراہ لیے ہوے اندر باغ کے آئین اپنے اپنے مقام پر سب کھڑے ہوے
رستم نے فرمایا کیون نیلم لوح کا کچھ حال معلوم ہوا نیلم نے عرض کی مین کیا گذارش کرون کچھ عجب طرح سے
گول گول بیان کیا ہی کہ مفصل حال نہ کھلا ایسے طور سے اُسنے بیان کیا کہ طائر وہم و خیال بھی وہان نہین
پہونچتا ای شہریار تلاش لوح نہایت دشوار ہی مگر پروردگار مالک و مختار ہی ایسا نہو جستجوے لوح مین نکلین
خدانخواستہ اور کسی بلا مین گرفتار ہون تو بڑی مشکل پڑیگی تلاش سے لوح کا ملنا دشوار ہی اب مشورے
ہونے لگے سیمتن کا کچھ قول ہی نیلم خوشتر و کچھ کہتی ہی لالہ عذار کچھ بیان کرتی ہین راے مین اختلاف ہی
کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی ہر اک کو یہی تردد ہی کہ دیکھیں انجام کیا ہو راؤن مین اختلاف ہی کہ اُس جلسہ مین
سیارہ آیا عرض کی ای شہریار غلام جو تلاش مین حضور کی نکلا تھا یہان سے تین کوس پر جاکے ایک قصر دیکھا
ہزارہا نازنینان مہ جبین وہان بیٹھی تھین غلام وہان ٹھہرا آسمان سے برق چمکی اک تاجدار آیا اُسنے لوح کا
حال بیان کیا ہر چند کہ سختی ہی اگر لوح ملگئی سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہی اور اگر نہ دستیاب ہوئی اور کچھ فکر ہوگی
وہان تشریف لیچلیے تب سامان ہنگامہ کا یہ کہکے سیارہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا رستم کو ایک تاجدار بنایا
ملکہ لالہ عذار کو وزیر اعظم بنایا ملکہ سیمتن کو وزیر دست چپ قرار دیا اسطرحپر رستم کو تخت پر سوار کیا لالہ عذار
وغیرہ نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا فاصلے کا یہ قصر جو دیکھکر سیارہ آیا تھا یہ قصر ملکہ شیداے گراز دندان
کا ہی کہ مشیران سلطنت و وزیران اثبت سے تھی جسد نسے اس طلسم مین غدر ہوا اُس نے اپنے دربار مین جانا

ہفت پیکر کے موقوف کیا یہ یہی کہا کرتی ہی کہ مجھے کیا غرض کہ جو مین کسی کے بیچ مین دخل دون جب کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لالہ عذار وغیرہ تخت آرائی ہوئی بیٹھین یہان شیدائے گرار وندان تخت پر بیٹھی ہین جادوگرنیان چست وچالاک ہیبتناک گردگرد کئی سی جادوگرنیان بارہ ہزار نوکر ساحر بڑے بڑے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور ملکہ لالہ عذار وسیمین تن تشریف لائی ہین مگر پیچھین سب کے ایک تاجدار جلیل بیٹھے ہین کہ جنکو ہم نہین جانتے ہین یہ سنکر شیدا اُٹھ کھڑی ہوگئی کہا ان لوگونکو میرے پاس آنے سے کیا کام ہی یہ کہکے برائے استقبال چلی دیکھا تخت پر ایک تاجدار ایک جانب لالہ عذار ایک جانب سیمین تن ماہ رخسار اور ایک جادوگر پشت پر مگس رانی کر رہا ہی لیکن سر جھکائے ہوے شیدا نے آکر سلام کیا اور عرض کی اس وقت حضور کہان تشریف لیے جاتی ہین اگر تکلیف نہو تو آجکے روز سرفراز فرمایئے گھڑی دو گھڑی ٹھہریے جو کچھ ماحضر آش موجود ہی اسے نوش فرمایئے مین کلاہ عزت اوج آسمان افتخار کے پہونچاؤن کہ مجھے آپنے سرفراز کیا اسطرح عجز سے جو اُس ملعونہ نے بیان کیا لالہ عذار نے کہا برائے کار ضروری نکلے تھے ادھر بھی آگئے شیدا ان سبکو بہ تعظیم وتکریم بارگاہ مین لائی لاکے مقام صدر پر جگہ دی سیارہ بشکل ساحر پشت پر تاجدار کے دست بستہ کھڑا ہوا اور ایک جانب لالہ عذار اور ایکطرف ملکہ سیمین تن آکر دونون پہلو مین تاجدار کے بیٹھین شیدا نے اشارہ کیا گائنین آئین بیٹھکر گانے لگین سامنے علمشاہ کے بتانے لگین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو — آئینہ محتاج ہی نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو — خاک کے پردے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی پائے استقلال کو
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتبِ قدرت کو وان کچھ اور بھی منظور تھا — لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ رکھا آبلون نے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر — مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو بہ رنگ شورنی — اب بجز آوازہ صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ بخدا — جنبش لب یار کی کافی ہین دونون حال کو
روشن و تاریک مین یکسان مزاجی کو ملا — مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو

مصطفےٰ سے ہی تجھے چشم شفاعت ای نسیم
بخشدیگا ایزد بر حق ترے افعال کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سیّارہ نے بھی کنارے آکر صورت تبدیل کی گانا بنکر خوب گایا قہقہہ یہی ارادہ ہوتا ہی لالہ عذار کا کہ ذکر لوح پیش کرین لیکن گانے کا وہ ہنگامہ ہی کہ ذکر نہین آسکتا ہر مرتبہ زبان پر سے بات آکر ملجاتی ہی گانے کا شور ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا عقاب زرین پوش صحراے مغربی مین شکار کھیل کر چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا طائران سیارگان حیران و پریشان شاخ کہکشان پر زمزمہ سرائی بھولے عقابان ضیاء و شعاع عملداری کرتے پھرتے ہین یہان سیّارہ گاتا ہی اور ہر مرتبہ وہ تان لگاتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی جب دن نکل آیا لالہ عذار نے کہا کیون بوا شیدائی الحال اگر طلسم کشتا ملجاے تو اسکا کیا حال کرو سنا ہی کہ فوج ظفر موج اسکے ہمراہ ہی جا بجا تسخیر کرتا ہوا آتا ہی شیدا نے کہا بوا ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر سے اور مجھسے فساد پڑ گیا تھا مگر قدرت نے انجام بخیر کیا مین اپنی سرحد مین رہتی ہون مجال کیا کسیکی جو مجھسے آنکھ ملا سکے وہ سامنے دیکھو جو باغ بہشت آگین ہی وہ قدرت نے مجھکو بنوا کے دیا مین اسمین بسر کرتی ہون روز صبح کو اُٹھکے دو چار کوس ضرور جاتی ہون کہ دشمن خداوند کا ملے تو اسکا سر کاٹ لاؤن مگر ابھی تک کوئی باغی ملا نہین اگر ملتا تو اُسے گرفتار کرکے خداوند کی خدمت مین روانہ کردیتی لالہ عذار نے کہا ای ملکۂ عالم قدرت سے ملی رہنا اسی مین بہتری ہی مین نے بہی کیا کہ قدرت سے میل رکھا آجتک ایک ڈھنگ ہی اب اِس زمانیکا قدرت کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین کسی کو کچھ بن نہین پڑتا کیون بوا ملکہ شیدا قدرت نے لوح کہان رکھی ہی سابق مین ذکر اسکا ہو رہا تھا کہ لوح کے لیے نگہبان چاہیے کوئی نگہبان ممکن ہوا یا نہین شیدا نے کہا مین ابھی ظاہر کیے دیتی ہون یہ کہکے آواز دی ای عندلیب رازدار دیکھ ملکۂ عالم کیا پوچھ رہی ہین انکا جواب دے یہ جو پکار کر شیدا نے کہا جوڑا عندلیب کا آسمان سے اُترتا ہوا آیا اک شاخ نخل پر بیٹھا مثل انسان کے وہ دونون گویا ہوے کہ ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہو ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی کچھ مطلب تو ان اشعار سے سمجھیے جو مطلب رہ جائیگا بلاتکلف حرف بحرف عرض کرینگے اوّل بزبان خوش الحان یہ اشعار شروع کیے

نظم

بلبے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تھا
ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا

جب مین تنہائی سے گھبرایا تشفی آسنے کی
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین
تیرے در سے متصل اپنا پس دیوار تھا

رات بھر سنتا رہا ب عذر لاعلمی نہ کر
بے سبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا

ہاے مین نے تو بہت چاہا مگر اے جان جان
مجھکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا

داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر
خاک سنتا وہ اُسے اک حشر کا طومار تھا

یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز تھا
کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا

اپنی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خبر
جی دہل جاتا ترا وہ حال بیزار تھا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھون مین جگہ
پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا

صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے اے نسیم
اُف بھی ہم کہنے نہ پاے وہ جگر کے پار تھا

یہ اشعار جو نر و مادہ نے بہ خوش الحانی پڑھے رستم جھومنے لگے سیمتن کو بھی وجد ہوا لالہ عذار عاشق جمال طلسم کشا چپ خاموش بیٹھی ہی رستم سے اشارہ ہی کہ حال تو سن لیجیے ای طائران اسرار بیان کرو کہ کیا کیفیت ہی لوح کیونکر دستیاب ہو یہ کہنا تھا کہ دونون طائر پھڑکنے لگے مُنھ کھولتے ہین اور رہجاتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نر و مادہ کے کلیجے مین درد ہی سر اُٹھاتے ہین مُنھ کھولتے ہین اور رہجاتے ہین بیان کر ہین ہو نہین سکتا لالہ عذار نے پھر پکارا کہ ای طائران عقیل کیون تامل کرتے ہو یہان طلسم کشا نہین کوئی خواہان لوح نہین اتفاق سے یہان آگئے اِدھر بھی آگئے اب بیان کرو نر نے مُنھ کھولا تھا چاہتا تھا کہ بیان کرے یکایک اُس طائر کے کان مین آواز آئی کہ کیون او مکّار و غدّار یہ کیا حرکت ہی جو تو کر رہا ہی یہ سُنکے اُس نر نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا آواز دی ارے خبردار ہو جا خبرداری یہ تھی کہ نر کے ہر سر مو سے چنگاریان آگ کی نکلین سراپا شعلہ جوالہ بنا دوڑ کر مادہ کو لپٹا اُسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا اک ہنگامہ ہوا یارو دوڑو بڑا غضب ہوا طائران اسرار جل رہے ہین شیدا گھبرا کر اٹھی پکارتی ہوئی اے ہے کیا غضب ہوا کوئی اِنکو بچاے اور شیدا کو بھی وہ دونون طائر دوڑ کر لپٹے شیدا بھی جلنے لگی کہ ایک ابر آسمان پر آیا اُس سے پانی برسنے لگا پانی کے قطرے جو شیدا اور طائر و نیر گرے اور زیادہ شعلے بھڑکنے لگے مثل ہیزم خشک جلکر تمام ہوے ایک آواز مہیب آئی کہ او لالہ عذار کچھ خوفِ بادشاہ طلسم کیا خداوند طلسم کو غافل جانتی ہی ہر وقت اُنکی اِسی پر نگاہ ہی یکایک ہوا گرم چلنے لگی تمام باغ جلکر خاک سیاہ ہوا ہر طرف سے آوازین ہیہات اور افسوس کی آتی تھین لالہ عذار نے اُٹھکر بہت سحر کیے سیمتن نے رستم اور سیّارہ کو

بارہ دری مین چھپا لکھا او شہریار بادشاہ طلسم یعنے خداوند ہفت پیکر کے یہ نشان تھے جو ظاہر ہوے
کنیزون نے فکر کی تھی کہ حال اوسکا دریافت کرین افسوس کی بات ہی کہ حضور کو نہ دریافت ہوا سپید
وصندلیبان خوشنوانے پھڑک پھڑک کر جان دی مگر کچھ بھی نفع نہ حاصل ہوا نہ آرزو نہ کھلا یہ لطفی
ظاہر ہوئی اس حال مصیبت مآل سے کیا ظاہر ہوے اب اور کچھ آفت برپا ہوا چاہتی ہی رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
کہ آسمان سے آواز آئی او لالہ عذار ہمنے تیرے واسطے بڑے سامان کیے اب حال کھلا کہ یہ غیب ہو کچ
ڈال کے قریب ہو لالہ عذار نے جو یہ آواز سنی ایک گولا اُٹھا کر طرف آسمان کے اُس آواز کی جانب پھینکا
گولا جا کر آسمان پر پھٹا گرم ہوا چلی لالہ عذار وسمتن نے سحر کی بوچھار کر دی کچھ پھول برسائے پھولون
بتیون جگہ جگہ مین آگ برسی پھر تو مین لاکھ جادوگر آسمان سے پیدا ہوے آوازین دیتے ہوے سمتن اور لالہ عذار
کو گرفتار کر لو ان دونون نے ان ساحرون کا کلام سنکر وہ سحر کیے جس کسی نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا اسیر وہ
ہو گیا کچھ ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسطرح کئی سو جادوگر دونون نے مارا ان جادوگرون نے تمام باغ کو
چار طرف سے گھیر لیا رستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تلوار کھینچکر جا پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور
ستیارہ نے حقہ ہائے آتشبار سے لشکر مین پھینکین کچھ ساحرونکو حباب مار کر بیہوش کیا کئی سو ساحرونکو
قتل کیا کہ دروازہ باغ کا بند ہوا اندر سے باغ کے اشجار سے سحر آتے ہین ساحرون کو جلاتے ہین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہوا ارے طلسم کشا کو گرفتار کرو بسر حمزہ طلسم کشا ہو اسی باغ مین چھپا ہی جب بلوہ کرکے قریب
دیوار کے آتے ہین دیوار و در اور شاخ طلسم سحر سے وہ شعلے نکل رہے ہین کہ ہزارہا جادوگر جلکر گرتے ہین
کچھ دور بھاگکر چھپتے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک جادوگر مہیب سیاہ رو بدخو زشت فام بد انجام
ایک غرق باندھے ہوے ہاتھ مین لوہے کا ترسول چھپا ہوا آتا ہی آواز دیتا ہی ارے دروازہ باغ کا گرادو
طلسم کشا کو گرفتار کرو لالہ عذار وسمتن گرفتار ہون بغاوت مین خداوند کی مجبور و ناچار ہون یہ کہکے
بلوہ کیا اُس جادوگر نے بڑھکر وہی ترسول جو ہاتھ مین تھا در باغ پر مارا ایک آواز مہیب آئی دروازہ گرا
صداے مہیب وہ آئی کہ زمین تھرائی ہر شخص کے ہوش پراگندہ ملکہ لالہ عذار وسمتن باغ مین تھین تھرا اُٹھین
رستم نے گھٹنے ٹیک دیے ستیارہ کو دیکھا زمین پر گرا پڑا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار ہوشیار رہیے کیسی
آواز مہیب آئی جادوگر باغ مین گھس آئے رستم تیغہ پکڑ کے بڑھے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا تیغہ رستم کے
ہاتھ سے چھوٹا وہ زنگی جو مہیب صورت آگے ہی آئے پکار کر آواز دی فرزند حمزہ کو لینا مین نے اُٹھا لون یہ کہکے

چند جادوگر بہت کہ رستم کو اٹھا لین لالہ عذار نے بڑھکر سحر کیا کئی کے سر کٹکر گرے جو رستم کو گرفتار کرنے بڑھتا تھا لالہ عذار وہ سیمتن سحر کرتی ہین اُسکا سر کٹکے گرتا ہی بارہ جادوگرون کے سر کٹکے گرے جب وہ ساحرہ سیہ فام جھکو پیسے سے بڑھا پکارتا ہوا او لالہ عذار تو ما بدولت کو نہین پہچانتی منم پہلونشین ہفت پیکر کیا کسی جلسے مین مجھکو پہلو مین ہفت پیکر کے نہین دیکھا ای لالہ عذار یہ مقام خدائی خداوند ہفت پیکر ہی اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہوکر قصد کرین اس طلسم کو مٹا مین تو نا ممکن ہی تم اپنے اپنے ذہن مین کیا سمجھی ہو کہ دم دوستی کا پسر حمزہ کی بھرتی ہو تمھاری قضا دامنگیر ہی یہ ہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکے وہ زنگی بڑھا لالہ عذار عاشق جمال رستم کب رکتی ہی بڑھی زنگی سے سحر چلنے لگا جادوگر دوڑے مینھ برس رہا ہی آگ جل رہی ہی ہنگامہ گرم ہی سحر جابجا نہین سے چل رہے ہین زمین سے پانی اُبل رہا ہی دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر ایک نخل شمع کافوری جل رہا ہی کبھی تلوارین برستی ہین کبھی انگارے آسمان سے برسے دونون مصروف سحر خوانی ہین سیارہ نے دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار سحر مین کمزور ہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے چھپا جب بہت سحر آپس مین ہو چکے تو زنگی نے للکارا او لالہ عذار سحر پڑھنا موقوف نہین کرتی کچھ خداوند ہفت پیکر کا خوف نہین یہ جو زنگی نے پکار کر کہا دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپین تھرا کے گرین زبان بند دل دردمند اُس ساحرہ نے آواز دی ارے لالہ عذار کو گرفتار کرلو چند ساحر دوڑے سیمتن بڑھکر سحر کرنے لگی تلوارین برسنے لگین سیارہ نے گوپھن سے پتھر برسائے جب کئی سو کے سر کٹے اور پھٹے تب وہ ساحرہ پھر بڑھا اور سب کو منع کیا کہ کوئی نہ بڑھے سب ساحر ٹھہر گئے زنگی ہٹو ہٹو کہتا ہوا بڑھا جیسے ہی قریب رستم و لالہ عذار پہونچا چاہا جھک کے دونون کو اُٹھاؤن سیارہ نے پتھر مارا کہ پیشانی پر زنگی کی پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرنا زنگی کا کہ ابر کامل ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من پہلونشین ہفت پیکر بود اور رستم اپنے مقام سے اُٹھے لالہ عذار نے اُٹھتے ہی آگ برسانا شروع کردی ساحر جو ایک مقام پر جمع تھے جلنے لگے اُنکے اعضائے جسمی سے شعلے نکلنے لگے یہ معاملہ دیکھکر اکثر ساحر گھبرائے آپس مین اشارے کیے کہ بھاگ چلو بیتاب ہوکر سب کے سب آواز دینے لگے یا خداوند ہفت پیکر آپکا بندہ قتل ہوا ہم مجبور و ناچار مین سحر خوانی مین حیران و پریشان ہین یا خداوند مدد کر بچا لیجیے یہ جو بیقرار ہوکر کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی وہین سے للکارتی ہوئی کہ تمھاری بلا سے بہت نا گوش حق نیوش خداوند ہفت پیکر پہونچی لونڈی گھر کی کام کرنے والی جاروب کشی کرتی تھی کہ حکم آیا

جاکر مدد کر ایسا ہو بندے ہمارے قتل ہو جائین محسن جادو ٹھنگیا اُسنے غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین ہی
آخر وہین مٹا دیا خاک مین ملا دیا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی کہ مسلمانونکو پکڑ لاؤ کون مصروف سرکشی ہی کسکو خیال
لشکر کشی ہی پیدا کرنیوالے سے کون مقابلہ کریگا فوراً جہنم مین بھیجا جائیگا رومال سے اپنے اپنے ہاتھ باندھ لو
ہین تمکو خاتمین قدرت کی پتلیون کیون ہی لالہ عذار و سیمتن قدرت نے کیا تمھارے ساتھ خلاف کیا کہ تم
قدرت سے ایسا بگڑ رہین کہ بالکل علیحدہ ہو گئین قدرت کے ساتھ یہ دشمنی راہبر سے رہزنی چلو ہم تمھاری صفائی
کرا دین یہ سنتے ہی لالہ عذار نے سحر کیا ایک جانب سے سیمتن نے کمان کیانی کو اُچھالا کہ حلقے گلے مین اُس ساحرہ کے
پڑگئے لالہ عذار کا سحر یہ ہی کہ ماش کے دانے پھینکے ہین منظور یہ ہی کہ دیوانہ وار وحشی مثال زمین پر گرے لیکن اُس
ساحرہ نے سحر جوان دونونکا دیکھا اپنے مقام پر تڑپی مثل برق کے گری ماش کے دانے جلا دیے کمان کیانی کے
ٹکڑے اُڑا دیے اُسی صورت پر جو گری ایک طرف لالہ عذار بیہوش ہوئی سیمتن کو شعلۂ آتش نے گھیرا لشکر والو ہم
ایک تنکہ ہی شعلۂ آتش نے رستم کو گھیر لیا رستم کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہی تیغ کھینچے ہین مجھے دیدیجیے
تیغ کمر سے نکالکر دیدیا پھر کان مین آواز آئی سپر کیا کام کریگی سپر بھی دیدو اسکے خلاف اگر کروگے تو باعث خرابی ہی
رستم نے سپر بھی اُتار کے دیدی جب تیغ و سپر قبضے سے جا چکی تب آواز کان مین آئی او گنہگار ہتھکڑیان بیڑیان
پہن لے دربار خداوندی مین جاکر داخل ہو تاکہ سُن قدرت کیا فرماتے ہین اسوقت تک تو تجھپر قدرت کی
نگاہ مہر و محبت ہی آئندہ جیسا کچھ ہو سیارہ نے جو دیکھا کہ رستم قید ہو گئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے کھڑے
ہین ساحرہ سے باتین کر رہے ہین گھبرا گیا ایک ساحر کی شکل بنا فریاد کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا ای ملکہ عالم اس
غلام کی فریاد کو پہونچیے میرا قریہ ان لوگون نے لوٹ لیا ہر طرف قیامت برپا ہی گاؤن پھونکا گیا عزیز اور
اقارب مارے گئے جب سامان لشکر کشی ہوتا ہی جو مصروف جنگ ان لوگون سے ہوتا ہی انکا حال بخوبی
آپ جانتی ہین اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی ارے میرے پاس آ مین تیرا گاؤن آباد کرا دون سیارہ
بانقیادے ہوے قریب آیا کہا حضور مارا مارا پھر رہا ہون تمام کنبہ قبیلہ قتل ہو گیا مین اکیلا رہ گیا ڈھونڈھتا
پھرتا ہون ایسا خدا نہ کرے کہ خداوند تک مسلمان پہونچین ہین انکا علاج کیجیے ساحرہ نے کہا تمھارا کیا نام
کہا حضور کاشتکار جادو میرا نام ہی ہمیشہ بچپن سے یہ وقت آیا یہی پیشہ کرتا ہون مگر صحبت مین
رئیسونکی رہا کرتا ہون کچھ گانا بجانا بھی یاد کیا ہی بڑی مشکل یہ ہی کہ حضور کہین تشریف رکھین تو مین اپنا کمال
دکھاؤن حضور کو بہت راضی کرونگا خلخال جادو نے یہ باتین جو سنین پکار کر فوج والونکو آواز دی کہ بارگاہ

استاد کرو لالہ عذار وسیمتن گرفتار ہوئین ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ابھی ان قیدیونکو لیکر چلے جائین لیکن اس بیچارے غریب کا کہنا ہمکو ایسا منظور ہوا کہ دل چاہتا ہی آج اسی مقام پر رہیے کل یہانسے کوچ کرینگے قدرت نے سبکو گرفتار کر لیا ہی زندان مشقت مین سب بند ہین جسدن حکم ہوگا قتل ہو جائینگے اسیوقت سامنے فوراً دوڑے بارگاہین خیمے استادہ ہوے جادوگر اپنے اپنے مقام پر اترنے لگے ہزارہا جادوگر کا کھیت ہوا لاشونکو اٹھا کر جلایا خلخال جادو ہاتھ سیارہ کا پکڑے ہوے طرف بارگاہ کے چلی اور سیارہ سے ٹھیٹھی باتین کر رہا ہی خلخال ہنستی جاتی ہی کہتی ہی میان کاشتکار جادو نہ گھبراؤ ہم تمھاری سفارش قدرت سے کرکے تمھارا گانون آباد کرا دینگے اور جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ خداوند ہفت پیکر سے لیگا اب کہی دیے قدرت اس فکر مین ہین کہ جو باقی رہگئے ہین ان ساحرونکو جابجا آباد کردون رعایا کو شاد کردون ان مسلمانون کے آنے سے ملک جابجا ویران ہوے قرینے سے ان سبکا آباد کرنا منظور ہی یہ باتین کرکے سیارہ کو لیکر اپنے ہمراہ بارگاہ مین آئی کنیزون نے بارگاہ کو درست کیا مسند بچھائی اب اسی مقام پر محفل شراب وکباب آراستہ ہونے لگی کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر موجود کین خلخال مسند پر آکر بیٹھی کہا کاشتکار جادو کو لاؤ کاشتکار جادو ایک کونے مین سرنگون بیٹھا تھا کنیزین لیکر سیارہ کو حاضر ہوئین کہا میان کاشتکار کیا کمال رکھتے ہو کہا حضور شادی ہوئی ہو اسمین کا گر ہی دکھاؤن شمع ڈھالون کھانا عمدہ پکاؤن لطف یہ ہی کہ ایک من مین ساری فوج کو کھلاؤن ناچ کے طائفے مجھسے بلوائیے سرود گانا سناؤن بھجن خداوند ہفت پیکر کے گاؤن آپکو لطف ملے خود قدرت تشریف لائین گانا سنین دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی یہ کہکے سازندونسے اشارہ کیا چہار طرف سے سازندے دوڑے کاشتکار نقتی بیچمین سازندون کے آکر بیٹھا مگر ان جادوگرون کو نگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی مطلب یہ ہی کہ ان سبکی بھی گردن لون یہ کہکے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوگئی گھر مین خبر ہی منع وان جانا ہمین — وہ بھی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین
دمبدم رونا ہمین چار و طرف تکنا ہمین — یا کہین عاشق ہوے یا ہوگیا سودا ہمین
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا — بند کر کے قفس مین دام سے چھوڑا ہمین
یار تھے یا دشمن جان تھے مرے ای چارہ گر — لیچلے مرتے ہی زندانسے سوے صحرا ہمین
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم — غش پڑے تھے پھر گیا وہ جاگر سوتا ہمین

تو نہ جانے عشق بازی اور ہم نادان ہوں
بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمیں

یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے
یار کے نازِ بجا سے شکوہ بیجا ہمیں

کیا کہیں کیوں رہ گئے حیران تجھکو دیکھکر
آگیا دل یاد ای آئینہ رو اپنا ہمیں

دست بوسی پر کرو ہاں قتل اپنے ہاتھ سے
سچ تو کہتے ہیں قبول انصاف غیرت کا ہمیں

اہل ماتم کسطرح سے روتے ہیں منھ کو ڈھانک کر
مرتے مرتے پاس اس پردہ نشین کا تھا ہمیں

ہمسے نازک طبع سے کب اٹھ سکے بیداد چرخ
مر گئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمیں

مومن انکا تو نہ تھا ملنے میں آخر اختیار
یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو تمنے کیا ہمیں

اس دھن میں یہ غزل گائی ارباب محفل تعریفیں کر رہے ہیں خلخال نے کہا ای کاشتکار تمکو علم موسیقی میں بڑا کمال حاصل ہے کاشتکار نقلی نے عرض کی حضور ابھی آپنے میرا کیا کمال ملاحظہ فرمایا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں خلخال نے کہا ساقی گری کرنا کیا چیز ہے شراب انڈیلی اور پلادی یہ کیا مشکل ہے کاشتکار جادو نے عرض کی حضور پیروں سے ناچوں منھ سے گاؤں ہاتھ سے بتاؤں سر سے شراب پلاؤں کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے خلخال نے کنجی کاشتکار کو دی کنجی لیکر میخانے میں آیا تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب لوگ دوڑے کوئی بیٹھا کوئی لگا پیالہ شراب کی لے گیا چالیس گلابیاں شراب کی کاشتکار نقلی لیکر محفل میں آیا پاؤں میں گھنگرو باندھ کر گت ناچنے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار مضمون شراب کے گانا شروع کیے

اشعار

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہوں میں بے شیشہ و ساغر شراب

خون آتا ہے نظر صاف اس تن نازک میں یوں
جسطرح بیتاب بلوری میں ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفق
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخموں پر شراب

گرچہ ہوں میکش پہ ای زاہد نہ غیبت کر مری
گوشت کھانے سے برا ہے گر تو ہے بہتر شراب

کانپتے ہیں اہل عصیان وہشت تقریر سے
رعشہ دار انسان کو کردیتی ہے اکثر شراب

لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کیا حصول
ذائقہ میں دیکھ تو رکھتی ہے تلخی ہر شراب

میکشی سے زاہدو تمکو اسلیے انکار ہے
تا نہ ان بد باطنوں کے کھولدے جوہر شراب

ہیں جو عادی سخت انکو میکشی سے عشق ہے
آدمی کی عرش سے پروازی کو ہے شہپر شراب

ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہی	جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر شراب

اِس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے ستارہ نے یہ چند اشعار گا کے پشواز پہنی گھنگرو پانؤن مین باندھے شراب انڈیل کر جام بلورین سر پر رکھا کچھ اشعار گاتا ہوا اٹھو کر لیتا ہوا پاس خلخال کے پہونچا سر کو جھکا کے عرض کی ایسی قدر دانو نکو سر سے شراب پلانا چاہیے خلخال نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیا اب پھر اُسنے اشعار گانا شروع کیے آنکھین ملائے ہوے اشعار گا رہا ہی تانین مار رہا ہی خلخال نے چاہا جام لبو نسے لگاؤن جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب نے چرخ مارا شعلہ سنگر اُڑ گئی جام کے دس ٹکڑے ہوے خلخال نے آواز دی ارے تو کون ہی یہ جو اُسنے کہا ستیارہ نیمچہ پکڑ کے جا پڑا اور نعرہ کیا نام سر برندہ جادوگران خلخال نے ایک دو ہتھر مارا ستیارہ زمین پر گرا ہاتھ پانؤن بیکار ہوے خلخال نے ابر سحر برسا کر سب کی بیہوشی دفع کی اب خلخال نے سیارہ کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا نام پوچھا سیارہ نے کہا مین اِس شہریار کا عیار ہون کنیزونکو حکم دیا اسے مسلسل و مطوق کرو پاس انکے آقا کے اِنکو بھی قید کرو جہان رستم و لالہ عذار و تمکین قید ہین سیارہ کو جو وہان لیکر آئے رستم کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی صورت رہائی کی نہین موت لیکر طلسم ہفت پیکر مین آئی قیدی تو آپسمین یہ باتین کر رہے تھے خلخال نے حکم دیا لشکر کی تیاری کرو سویرے یہانسے کوچ ہوگا رات بھر تیاری ہوئی خیمے بارگاہین لدین اِن گرفتاران مصیبت کو ارابے پر سوار کیا لیکر روانہ ہوے منزل در منزل جاتے ہین راہ مین اک مقام پڑتا ہی کہ اُسے کوہ سیماب کہتے ہین ہر ہفتہ مین خداوند کا اسپر بھی ظہور ہوتا ہی ملکہ سیماب گل نام جو یہانکی بادشاہ ہین اُنکو سب طرحکا اختیار ہی وزیر اسیر دن بھر دربار مین بیٹھے شکوا کے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عین خواب مین دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر ستمگار بلاے روزگار تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر گھیرے ہوے ایک ارابے پر چار قیدی دو عورتین حسین و جمیل ایک عیار طرار خنجر گزار بلاے روزگار ایک شیر بیشۂ جراءت نہنگ قلزم میدان جلالت صفدر و صف شکن سہراب شیر افگن چہرۂ آفتاب عالمتاب خانہ زنجیر مین گل چمنستان شرم و حیا کا گل نازک اندام حسن چہرۂ زیبا آفتاب عالمتاب سرنگون غم سے کلیجہ خون وہ تینون قیدی اس جبری کی لڑائی کر رہے ہین وہ جوان کہتا ہی موت لیکر آئی تھی اِس بلا مین آ کر گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوئے افسوس

اب دیکھیں مآل کیا دکھاے اُس جوان کو دیکھکر سیماب بیقرار ہوئی طرف ارابے کے دوڑی پکاری کہ
ای شہریار آپکو کسنے قید کیا ہی مین واسطے رہائی کے حاضر ہوئی ہون رستم نے وہ کلائیان دکھائین کہ
جنکو شاخ الماس سے تشبیہ دینا مناسب اُنمین ہتھکڑیان یہ دیکھکر سیماب دوڑی کہتی ہوئی کنیز واسطے
رہا کرنے کے آتی ہی سیماب یہ کہکے جھپٹ کے دوڑی بیچمین میز فرش کی ٹھوکر کھائی سیماب گری
گرتے ہی آنکھ کھلگئی اپنے کو فرش خواب پر پایا چمن بار کر جو روئی وزیرزادیان مصاحبین دوڑ پڑین
عرض کی واری خیر تو ہی سیماب نے ضبط کرکے کہا خیر و عافیت ہی آپ لوگ کوئی میرے پاس آئین
میرا دل چاہتا ہی جنگل مین نکل جاؤن کوہ و دشت و بیابان مین ٹھوکرین کھاؤن اپنی جان دے دون کنیزین
ہٹگئین ایک کنیز کہ وہ مدت سے حاضر خدمت رہتی ہی گلعذار نام اُسنے کہا حضور مین خدمت مین
حاضر رہونگی جب سب ہٹگئے تو وہ قدمون پر گر پڑی عرض کی واری مین حضور کو اسقدر پریشان پاتی ہون
مجھے مفصل بتلایئے کہ یہ کیا رنگ ہی کنیز تدبیر کرے اسطرح تندہی کرکے اُسنے کہا سیماب نے جواب دیا
کہ یہ خواب پریشان مین نے دیکھا ہی ابتک اُسکا سامنا نہین دیکھون تو کیفیت کیا ہی یہ کہکے بہت روئی
اور کہا ابھی تک اُسکا ظہور نہین ہوا گلعذار نے کہا شاہزادی چلکر بیٹھیے تنہا بیٹھے ہو بیرون شہر تالاب کے
بڑی مدت سے کسی شاہ نے بنوایا ہی گرد اُسکے سنگ مرمر کی اینٹین عمدہ لگی ہوئین ہین ایک کمرہ
بہت معقول کنارے پر بنا ہوا ہی اُسی پر چلکر تشریف رکھیے حکم ہوا اُسی مین چلکر فرش بچھاؤ کنیزون نے
جا کر وہان فرش بچھایا ملکہ سیماب آنکھونمین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ جو خواب مین دیکھا اُسکا
سامنا ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی دامن گرد کا شگافتہ ہوا اُسکے بعد دیکھا ایک ساحرہ تخت زرین پر
سوار تاج سر پر ہزارہا جادوگرنیان گھیرے ہوے ایکطرف ارابا اُسپر چار قیدی اُنمین ایک جوان
شیر دلیر ایک عیار پہلو مین اور دو نازنینان مہ جبین اور وہ شیر دلیر اپنے حال زار پر روتا ہوا اور
عیار اُسکو سمجھاتا ہوا آتا ہی دیکھتے ہی سیماب بیقرار ہوگئی چاہتی ہی کہ سحر کرون ناگاہ آسمان پر بجلی چمکی
نعرہ ہوا منم نیلم جادو آسمان سے جو گری کئی سو جادوگرون کے سر کاٹ کر پھینکدیے پھر گری
پھر چمکی **خلخال** گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی اور نعرہ کیا منم **خلخال جادو** یہ کہکے سحر کیا نیلم گھبرائی
سیماب نے کہا بڑا غضب ہوا وہ اکیلی ہزارہا جادوگرنیون نے گھیرا ہی خدا اُس بیچاری کو ان ظالمون کے
ہاتھ سے بچاے ایسی اُس ظالم کے دل کو لگی ہی کہ اتنے بڑے لشکر کا کچھ خیال نہ کیا اور آپڑی دیکھو

اب کس زور و شور سے لڑ رہی ہی کئی سی جادوگر مارے اسکے بڑے سحر مین پھنسی ہی لڑکھڑا رہی ہی اب
پیدا کرنیوالا اسکو بچائے خلخال نے دو تین سحر ایسے کیے کہ رنگ روے نیلم متغیر ہو گیا جھولی
جلکر گری چہرہ اداس عالم یاس قریب ہی کہ لڑکھڑا کے گرے کہ سیماب کو تاب باقی نہ رہی وہین سے
للکارا او پچھا کیا کرتی ہی تیغ مین سیماب جاکر پہونچی جاتے ہی دیکھا کہ نیلم لڑکھڑا رہی ہی یقین ہی کہ گرے
کہ سیماب نے جاکر بازو تھاما کہا ہوا ہوشیار ہو خلخال نے دیکھا ایک جادوگرنی تاج وغیرہ سے
آراستہ برابر نیلم کے پہونچی سمجھا رہی ہی اور سحر نیلم کا آثار رہی ہی خلخال کو بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز دی
ارے او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین انکا ستانا ہی منظور ہی قدر کے
مغضوب ہین تو بلا وجہ بیچ مین آکر کیون دخل دیتی ہی چاہتی ہی کہ قیدیون کو چھڑا لے کسیوجہ سے
انکو ابھی سزا نہین دی گئی صرف سحر مین گرفتار کیا ہی ابھی جو خداوند سے عرض کرون تو برق گر کر
انکو جلا دے اور بدعت تیری دیکھ رہی ہون تو کیون دخل دیتی ہی یہ کہکے ایک گولا مارا سیماب کے
قریب آکے گولا پھٹا چند شعلون نے سیماب کو گھیرا تھا کہ سیماب نے دستک دی شعلے پانی ہو کر
گر گئے اتنے عرصے مین خبر پہونچی کہ ہماری بادشاہزادی ایک لشکر سے مقابلہ کر رہی ہی اکیلی ہی
بس بارہ چودہ ہزار جادوگر باہر آکر پہونچے دیکھا کہ اب ہماری مالک پر ساحر بلوہ کرکے چلے ہین
چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرلین ان لوگون نے اپنے مقام سے سحر کیے ادھر کے بھی ساحر دوڑے
دونون لشکر آپس مین مل گئے اب تو برابر کے سحر چلنے لگے آگ برس رہی ہی قیامت برپا ہی اس
عین مغلوبہ مین سیماب نے نیلم کا ہاتھ تھامکر پوچھا کیون بوا یہ کون لوگ ہین جنکو یہ لوگ قید کرکے
لیے جاتے ہین تمنے کیون رہا کرنیکا قصد کیا نیلم نے کہا بوا یہ جوان جو سامنے اراب پر بیٹھے ہین
فرزند صاحبقران ہین قدرت سے لڑنے آئے تھے گرفتار ہوے اب انکو اس مکار کی خدمت مین
لیے جاتے ہین جسنے اپنا ہفت پیکر نام رکھا ہی مجھکو باعث یہ ہی کہ اس شہریار کا عیار جو پہلو مین بیٹھا ہی
علم موسیقی مین کامل و اکمل ہی میری طبیعت اس ظالم پر آگئی اس سبب سے مین نے قصد کیا تھا
کہ جان اپنی و بدون آسکے لڑتی عین وقت پر پہونچی ابھی رہائی انکی تقدیر مین نہین ہی اس ساحرہ کو
بڑا گھمنڈ یہ ہی کہ مین خدمتگزار ہفت پیکر ہون فخر کہتی ہی کہ جاروب کش در دولت خداوند ہفت پیکر ہون
اب اس سے مقابلہ ہی کیون بوا تمنے کیون ساتھ دیا ہم لوگونکے شریک ہونا باعث بدنامی ہی تمھاری

شرکت کا کیا سبب ہی یہ جو نیلم نے پوچھا اشکو نکا دریا آنکھوں سے سیماب کے جوش زن ہوا کہا بوا کیا کہون
فلک کو سنانا منظور ہوا قلب ناصبور رہا شب کو مین نے خواب مین آمد اسی طرح لشکر کی دیکھی چونکہ میرے
ورہ قلعہ سے گذر رہا مین باہر نکلکر بیٹھی آمد لشکر دیکھکر حیران ہوئی نکلکر یہ معاملہ دیکھا کہ تم لڑین تمکو مبتلائے بلا
دیکھکر دل کو آرام نہ آیا آخر لڑنے لگی خدا انجام بخیر کرے مین خلخال سے پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مقابلہ
پڑیگا تو حال کھلیگا اب نیلم و سیماب ایک مقام پہ ہو کر لڑنے لگین خلخال نے دیکھا کس وصوم سے
دونون سحر کر رہی ہین تمام لشکر پامال ہو رہا ہی اسنے جب سحر کیا دو چار ہی کے سر اڑ گئے ہزارون کو
جلا دیا عین گرمی جنگ مین ملکہ سیماب خلخال پہ جا پڑین اپس مین سحر ہونے لگا جب سیماب نے
سحر کیا تلوارین برسین صدہا کے سر اڑ گئے خلخال نے گولہ مارا تلوارین ٹوٹین کچھ شعلے بھڑک کر لشکر
سیماب پر گرے کئی سو جلکر گرے اب دونون سے مقابلہ پڑا ہی سیماب جو سامنے خلخال کے آئی
خلخال نے للکارا کہ کیون تیری شامت آئی ہی ملک و مال تیرا ویران ہوگا اور نیا حاکم مقرر ہو جائیگا
در بدر ماری ماری پھروگی لطف سے خراج دے رہی ہی آرام و چین ہی اب آرام و چین نہ ملیگا یہ سنکر سیماب
نے جواب دیا اے خلخال دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون دیکھون تو کیا دبدبہ کرتی ہی یہ کہکے پھر اپس مین سحر ہوے
سیماب نے ایسی آگ برسائی کہ گرد جو قبیلہ یون کے ساحر تھے وہ جل جل کر گرے جو باقی رہگئے تھے
وہ بھاگ گئے جھپٹ کے ملکہ سیماب نے ارابے پر قبضہ کیا چہار جانب سے اور ساحر بلوہ کر کے آپڑے
تلوار چلنے لگی خلخال نے دور سے جو دیکھا کہ سیماب کشتہ نہوئی اکسیر یہ ہوا کہ نگہبانون کو مارا ارابے پہ
قبضہ ہوا چاہتا ہی نگہبانان ارابہ فراری ہوے لشکر کے ساحر لڑ رہے ہین کئی ہزار آدمی مارے گئے
لاشے تڑپ رہے ہین خلخال نے بلوہ کیا ادھر سے سیماب کے ملازم بھی آگئے ہزار آدمی کے قریب
اس بلوے مین آگئے ہین سیماب نے جھپٹ کر لالہ عذار پر جو نگاہ ڈالی دیکھا اک شاہزادی والا قدر
آسمان حسن و جمال کی بدر آنکھوں مین حلقے پڑے ہوے اور آنکھین ڈگمگاتی ہوئی وہ آنکھین رشک دیدہ
غزال آنکھین آنسو بھرے ہوے چند اشک مژگان پر جو اٹکے ہوے ہین صاف ثابت ہوتا ہی
کہ نیر تھے اب آبداری پیدا کی ہی زبان مین سوزن اگر ہجوم رنج و محن کبھی رستم کو دیکھکر رونا کبھی آپ ہی آپ
محو بت شرمسار ہوتا عجب طور کا ہنگامہ ہی سیماب نے جو لالہ عذار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئی
پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کیون مبتلائے آفت ہوا اور کیون گرفتار دام مصیبت ہوا اس نازنین نے آنکھون مین آنسو

پھر کے رستم کی طرف اشارہ کیا اُن اشارونسے یہ الفاظ پیدا تھے شعر اینست کہ خون کردہ و دلبرو بسی اللہ
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۔ اِس حسرت سے لالہ عذار نے اشارہ کیا اور یہ الفاظ ادا ہوے
کہ آنکھونسے سیماب کی اشک حسرت ٹپک پڑے اور زیادہ جوش و خروش بڑھا جھپٹ کے
سیماب نے زبان سے سوزن نکالی کہا بوا اُٹھو کیون اسقدر ملول و حزین ہوا ب ہمسے مفصل بیان کرو
یہ شیر کون ہی تمھارے گرفتار ہونیکا کیا سبب ہی یہ سنتے ہی لالہ عذار نے اک آہ کی کہ ای مونس و
ہمدم وای گرفتار دام الم کیا اپنا حال بتائین اِس جوان کے جمال ظاہری نے عیش و فرح مین آگ لگادی
مرنے پر آمادہ ہین جلاد عشق کے آٹھ پہر ستم زیادہ ہین کون اِس مصیبت سے نکالے کون اِس بلا کو
ٹالے ای ملکہ سیماب تمھارا بڑا احسان ہوا کہ تمنے رحم کھا کے ہم گرفتاران مصیبت کا حال دریافت
کیا خیر اگر زندہ ہین تو کہین گے اب تو اِس دشمن کو مارنا چاہیے دونون طرف سے دونون نے بلو کیا
خلخال نے جو دور سے دیکھا کہ لالہ عذار کو سیماب نے چھڑا لیا آپس مین سحر چلا انتہا کی تلوار چلی
لالہ عذار کی آنکھون کے اشارے جسپر نگاہ ڈالی وہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا ایک طرف سے
آواز پیدا ہوئی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی ہم تو ایک نگاہ کے مشتاق ہین
یک نظرے خوش گذرے کیا آنکھین کالی کالی ذبح کرنیوالی ہین جنھین تمک کوٹ کوٹ کے بھرا ہی شیرینی
کا مزا الگ ہی ملکہ نے جہان نگاہ ڈالی کسی نے گلا کاٹ لیا کسی نے خنجر شکم پر مار لیا دو کہین مر کر گرے
چار کہین مر کر گرے وہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے پہاڑون سے سر ٹکرا کے
مرے بعض نے یون آبرو ستائی اپنے کو کنوین مین گرایا کوئی نالے مین جا کر گرا سیماب نے
بڑی تعریف کی پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اس سحر کی موجد بنی تمھاری ہی ذات پر موقوف ہی کس لطف سے
لڑ رہی ہو کیا بانکی ادا ہی کس قیامت کی نگاہ ڈالی آنکھین جام بادۂ سرشار ہین لیکن خود ہوشیار ہین
کیا کار نمایان کیا عاشقون کو دیوانہ کر کے مارا ملکہ لالہ عذار نے سیماب کو جھک کر سلام کیا خلخال
بھلا ای گولہ لیکر بڑھی جیسے ہی سامنے ملکہ سیماب کے پہونچی للکارا کیون اوسیماب کشتہ ہونا
چاہتی ہی تیرے واسطے بھی اکسیر ہی جان بچا میدان کارزار سے نکل جا ورنہ باعث خرابی ہی اتنے
بڑے خداوند مالک سے مقابلہ کرنا مصلحت کے سراسر خلاف ہی خلخال نے سیماب کو گولہ مارا یہ قہر و غضب
تمام للکارا لالہ عذار نے پلٹ کے دیکھا کہ اب خلخال بگڑی ہی گوشت اپنا کاٹکر خون گولے پر ڈالتی ہی

چاہتی ہی سحر کامل ہوئے تو پھر ادھر لپٹون لالہ عذار نے جھپٹ کے خنجر کمر سے نکالا خون اپنا دم خنجر پر لگایا
جیسے ہی طرف خلخال کے پھینکا ایک دھماکا ہوا خلخال پلٹی خنجر سے ایک گولہ پیدا ہوا اُسی سے ایک
شعلہ بھڑکا وہ خلخال پہ گرا خلخال نے چاہا بچون نہ بچ سکی جلکر تمام ہوئی پھر تمام لشکر پر اسکے آگ برسنے لگی
کئی ہزار جادوگر مر مر گرے ہر گوشے سے صدا آنے لگی بھاگ کے نکل چلو لشکر پراگندہ ہوا بعض نے دامن
صحرا کو مثل دامن مادر جانکر مخفی ہونا قبول کیا بعض طرف جنگل کے بھاگے بعض فریاد کرنے لگے بعض نے
آواز دی ای ملکہ عالم فریاد کرتے ہین غلامون کو آزاد کیجیے آمادہ مرگ و مہیا ہے قضا ہین خلخال جادو نے
بڑی حماقت کی کہ اس مقدمے مین دخل دیا آخر اسکا کیا انجام ہوا انکو قدرت نے کیونکر آگاہ کیا
ہمکو یقین کامل ہوا کہ تمھارے ہاتھ سے اسکی موت تھی جب تو اُسنے تمسے مقابلہ کیا سیماب ٹہلتی ہوئی
قریب ارابے کے آئی سب قیدیان بلا کو رہا کیا ملکہ سیمتن کی زبان سے سوزن نکالی اور حکم دیا سب کو
قلعے مین لیچلو رستم و سیارہ و سیمتن و نیلم و لالہ عذار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آئین مشیرون اور
وزیرون سے صلاح کی کہ تخت پر کسکو بٹھائین سب نے کہا خوبصورت حسین جمیل صاحب شوکت و
لیاقت رستم سے بہتر کون ہی انکو تخت پر بٹھلیئے سیماب یہ دریافت کرکے اندر آئی تخت زرجدی بچھا
رستم سے اشارہ کیا رستم نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ جواب رستم نے
کہا ملکہ سیماب نے لالہ عذار کا ہاتھ پکڑ کے تخت پہ بٹھایا ایک طرف سیمتن آکر بیٹھین اور ایک طرف
سیماب و نیلم علمشاہ و ننگل شوکت پر سیارہ پشت پر مگس رانی کرنے لگا آخر کو یہ ٹھہری کہ تمام
دربار مین مصاحبان سیماب آکر جمع ہون ہر شخص کو یہی اشتیاق ہی کہ حال سنین کیونکہ مقابلے مین
خداوند ہفت پیکر کے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو بھی اشتیاق ہی کہ ذرا حال سنون کہ
کیا کیفیت گذرے گی بہنے ہو کے خداوند سے لڑنے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو نہایت
جد وکد ہی کہ طریقہ سنون کیونکر لڑنا ہوگا کیا کیفیت گذرے گی ایک تقدیر کر کے قدرت شادینگے ملکہ سیماب
رستم کی طرف متوجہ ہوتین کہا کہ ای شہریار باعث مقابلے کا خداوند ہفت پیکر سے کیا ہی رستم نے
ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای بادشاہ قلعہ سیماب یہ معاملہ طول طویل ہی ہمارے بزرگ سب
قید ہین ہفت پیکر نے وہ ظلم کیے کہ جسکی انتہا نہین اول مین اُسنے بڑے بڑے پہلوان برائے
مقابلہ بھیجے وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تب ہفت پیکر نے وہ بلوہ کیا کہ جسکی تاثیر آجتک باقی ہی

صحراے نیرنگ مین شکار کھیل رہے تھے کہ پھر مقابلہ پڑا وہ شعبدے اور سحر آسنے دکھاے کہ ہم لوگ
غافل ہوگئے ہمین خبر اپنی نہ رہی پہاڑ پر قبلہ وکعبہ چڑھ گئے تھے تصویر کو اُٹھی توڑا عجب نقشہ ہوا ایک
دھوان نکلا کہ آسنے تمام عالم کو گھیر لیا لوگ ایسے غافل ہوے کہ اسم اعظم تک قبلہ وکعبہ کا سہو ہوا
عجب ہنگامہ اُس روز تھا غضنفر بن اسد بن کرب غازی انگشتر مہر وماہ ہاتھ مین لیے براے
دستگیری موجود تھے اسپ بادپا پر سوار تیغ دو دمن شگاف قبضے مین اُس شیر نے قیامت برپا کردی
بڑے بڑے ساحر مارے آخر یہ انجام ہوا کہ اشیاے مذکور اُس شیر سے لے لیے گئے وہ بھی گرفتار ہوا اور
ہم سب ایسے غافل ہوے کہ اپنا ہوش نہ رہا بیدار ہوے تو اپنے کو قید خانے مین پایا پروردگار نے اپنا
فضل کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر سحر العجائب کہ جو نور افشان سے براے فریاد آیا ہی پروردگار نے مجھپر انکو
مہربان فرمایا انھون نے ہمکو قید خانے سے نکالا لڑتے بھڑتے یہانتک پہونچے جستجوے لوح بھی کی
لیکن ابھی تک کچھ انجام نہین ہوا جسطرح مرنا برحق ہی اُسیطرح طلسم ہفت پیکر کو فتح کرینگے اگر ہم مین کا
ایک بھی باقی رہیگا چین نہ لیگا نہ ہفت پیکر کو آرام لینے دیگا مجھے باعث جستجو یہ ہی کہ کاہنان ستارہ شناس
ورمالان فلک اساس نے تجویز کیا ہی کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا اے ملکہ سیماب مین کیونکر آرام لون
کہ میرے فرزند میرے قبلہ وکعبہ وعیاران نامدار گرفتار ہین جان اپنی دونگا تلاش لوح کرونگا ہفت کو
فتح کرون کہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے یا تو اُسکو مارا یا اپنی جان دی جو جستجو ہوسکے گی کرینگے لڑینگے مرینگے
کوئی بات اُٹھا نہ رکھینگے غرضیکہ ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو آج یہ قلعہ قبضے مین آیا کل یہان سے
کوچ کرینگے جو مقام ملیگا وہان لڑائی پڑے گی اُسکو اطلاع ہوگی وہ ساحر و ہمکو بھیجے گا اے ملکہ سیماب
اگر لوہا بھی دریا ہوگا تو اُسکو بھی نگل لینگے جا پہنچینگے یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ سیماب تڑپنے لگی
ابر کے روئی کہا اے شہریار اس امر پر آپ نے کمر باندھی ہی جسکا ہونا حقیقت مین ناممکن ہی آجتک کسی نے
طلسم ہفت پیکر فتح کرنیکا ارادہ نہین کیا اے شہریار میرے واسطے فلک بر سر گردش ہی ستانے کی
ہمارے کوشش ہی جس طور سے آپ کی قید پہونچی اس کنیز نے یہ ہی سب خواب مین دیکھا بس آپ کی
قید لیکر خلخال پہونچی تیلم جادو واژدر گرین کہ آپ کو رہا کرین کنیز شریک ہوئی کچھ خوف جان کا نہ کیا شہزادے
کو لڑائی فتح ہوئی خلخال جادو قتل ہوئی اب آپ کے واسطے مناسب یہ ہی کہ سلطنت اس قلعے کی
موجود ہی بیٹھکر سلطنت کیجیے تاج وتخت قدمون پر نثار کرتی ہون مین کہ وکوشش آپ کے بچانے مین کرون

ہفت پیکر کو سوال مصالحہ دون کیا عجب ہی کہ مان جائے آپ کے قیدیون کو دیدے جو گذرا وہ گذرا اب آیندہ فساد نہ پڑے اِس مقام تک آپکی عملداری رہی آگے جانیکا ارادہ نکیجیے لونڈی صفائی کرا دے گی اگر مین آپکی خدمت مین رہی تو جہانتک ممکن ہوگا صفائی کرا دونگی آپ پر زوال نہ آنیدونگی اتنا بڑا ہفت پیکر بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی سحر و ساحری مین زبردست ہی کہ ہر پہاڑ پر ایک نیا طور دکھاتا ہی ہر مقام پر بلا ہوتا ہی کوئی اُسکے دبنے کا باعث نہین ہی کا ہنان طلسم ہفت پیکر نے بھی حکم لگایا ہی آپ کے نام سے خوف کر رہے ہین سب ساحر ڈر رہے ہین کہ رستم طلسم ضرور فتح کریگا مگر حضور یہ خیالات ہین اُسکے سحر نہین کرامات ہین جس دن زبان ہلاے گا زمین کو آسمان پر پہونچا دیگا کوئی ہمسر اُسکا دنیا مین نہین ہی جو آپ نے ارادہ کیا اُس سے ہاتھ اُٹھائیے اپنے ملک کو پلٹ جائیے ورنہ بڑی بڑی خرابیان پڑینگی یہ جو آپ دیکھ رہے ہین کوہ و صحرا و شجر و حجر سب ساحرون سے معمور ہین جب یہ اپنے اپنے مقامون سے حرکت کرینگے تو آپ کے مٹانے مین کوشش کرینگے مین حیران ہون کہ اُسکے سحر کو کون روکے گا اِس کنیز نے وہ حال آپ سے بیان کیا کہ کوئی خیرخواہ دولت ایسی خیرخواہی نہ کریگا اور مین بالاعلان جاؤنگی حالات عظم و شان آپ کے اُس مغرور کے سامنے ظاہر کرونگی اور کہدونگی کہ تمہارے بگاڑ کا وقت آگیا طلسم کشاے اصلی آپہونچا زمین آسمان اُس شہریار کو ہدایت کرین گے یہ وہ لوگ ہین جو طبقات زمین ہلا دینگے شاید اگر وہ مان گیا اور کہنا میرا قبول کر لیا جب تو پناہ ہی ورنہ خرابیان ہین رستم نے یہ حالات سنکر کہا ای ملکہ سیماب ہمکو مصالحہ منظور نہین فتح طلسم سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے یہی کوشش کرینگے کہ سلطنت ہفت پیکر کی مٹائین ہفت کوہ پر نقارہ سکندری بجے اہل اسلام کا قبضہ ہو ہم خوب سمجھتے ہین کہ سب صحرا اُسکے سحر سے معمور ہی ہمین جان دینے مین کیا قصور ہی یہ ذکر ہمسے نہ کرو تیری محبت یہ ہی کہ فتح طلسم کی تدبیر بتاؤ سیماب نے کہا ای شہریار میرے قبضے مین کوئی کوشش نہین اِس قلعۂ سیماب مین اِک دیر ہی کہ اُسکو دیر ظہور ہفت پیکر کہتے ہین ایک تصویر ہفت جوش کی اُسمین نصب ہی بعد سال بھر کے وہ تصویر بولتی ہی باتین کرتی ہی جو ہونیوالا ہوتا ہی وہ ظاہر کرتی ہی آپ اُس دیر مین تشریف لے چلین مین بہ جا کرون تکلیف اُٹھاؤن آپ اُس سے پوچھین کہین وہ کیا بیان کرتی ہی وہ دن جو سال بھر کے بعد آتا ہی وہ کل کا دن ہی تمام مرد مان شہر جمع ہونگے آپ بھی تشریف لیچلین جو مناسب وقت ہو

وہ پوچھین شاید اس مقدمے مین کچھ بیان کرے بموجب اُسکی ہدایت کے کار بند ہو جیے شاید مقدمۂ فتح طلسم ہفت پیکر کے بھی کچھ بیان کرے رستم فوراً آمادہ ہوے اور کہنے لگے کہ اُس دَیر مین جلوہ دیکھو عرض کی حضور کل چلین گے آج موقوف رکھیے یہ بھی اتفاق کی بات ہی کہ وہ دن بھی کل ہی ہی رستم نے مع سردارون کے اُس دن اور اُس رات کو بعیش و عشرت بسر کی صحبت چنگ و رباب رہی بوقت سحر ملکہ سیماب آئین عرض کی چلیے دیر تصویر ہفت جوش مین چلکر فکر کیجیے رستم آگے ہوے سیماب ساتھ ہین لالہ عذار و سمنتن و نیلم و سیارہ ہمراہ ہین جب دار الامارہ سے نکلے دیکھا شہر مین ہنگامہ ہی روسا اُمرا لباس تبدیل کر کے خیل خیل طرف دیر کے جارہے ہین جسطرف سے رستم نکلے اُن لوگون نے سلام کیا دعاے فتح و ظفر دی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی سیماب نے عرض کی دروازہ دیر کا کھلا گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہو گئے میلہ جمع ہوتا جاتا ہی کوئی شہر مین ایسا نہو گا کہ آج نہ گئے اور تصویر کو سجدہ نہ کرے رستم ان باتون کو سنتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے دیکھا ایک قصر عالی نہایت تکلف سے بنا ہی دروازہ عالیشان دروازے مین صحنچیان متعدد بنی ہین اُن مین گھنٹ نواز ناقوس نواز بیٹھے ہوے گھنٹ و ناقوس بجارہے ہین تعریف مین ہفت پیکر کی اشعار گارہے ہین اہل شہر بیرون در جمع ہین جابجا فرش بچھاے ہوے لوگ بیٹھے ہین شغل ناچ راگ کے ہورہے ہین دوکاندارون دوکانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیا کو بیچ رہے ہین خریدار آئے جس شی کو پسند کیا خرید کرے گئے سیماب نے قریب آکر کہا بسم اللہ آپ دیر مین چلیے سب رئیسان شہر بیس الثبت حضور کے ہین علمشاہ نے دروازے مین ہو کے داخلہ کیا جیسے ہی لفظ بسم اللہ زبان سے نکلا دروازہ جو بند تھا وہ کھلا دیکھا اندر کا درجہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی جھاڑ کنول لگے ہوے ہین تخت کے اوپر ایک تصویر ہفت جوش کی بنی ہوئی تاج الماس سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد ہزارہا تصویرین رکھی ہین مگر سب سرنگون کوئی تصویر کلام نہین کرتی سب رئیسان شہر جو ثبت پر علمشاہ کے ہین و گوش برآواز ہین کہ دیکھیے طلسم کشا و تصویر خداوند سے کیا کلام ہوں جمال جہان آرا دیکھکر سب مبہوت ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ایسے جوانان حسین تیغزن صف شکن نگاہ سے ہم لوگون کی نہ گذرے تھے رعب و دبدبہ و شوکت و اقبال مثل چاکران کمترین داہنے بائین حاضر ہین کہ دیکھین دیر مین کیا گذرے رستم جو سامنے اُن تصویرون کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تصویر ہفت جوش نے

جواب وعلیکم السلام کا دیا تین ہزار تصویرین جو گرد بیٹھی ہین قہقہہ مار کر ہنسین کسی نے آواز دی مبارک ہو
کسی نے آواز دی افسوس ہے ہفت پیکر کی خدائی کی تباہی کا وقت آگیا ایسے کلمات مختلف تصویرون
نے کہے ڈنگل زبرجدی سامنے تخت کے بچھا تھا یہ خط جلی اُسپر مرقوم تھا این مقام نشست طلسم کشا
رستم اُس ڈنگل پر بیٹھے سب رئیس امیر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ سیماب نے بڑھکر آواز دی کہ ای تصویر خداوند
طلسم کشا موجود ہین جو کلام اُنسے کرنا منظور ہو جلد زبان پر لائیے یہ کہکے جھولی شانے سے اُتاری
زبان اپنی کاٹی تصویر پر خون کے چھینٹے دیے بڑی بڑی تدبیرین سیماب نے کین تصویر کچھ جواب
نہین دیتی سیماب نے قریب آکر کہا یا خداوند آپ طلسم کشا سے کیون نہین باتین کرتے آپ تصویر
ہفت جوش علم ستارہ شناسی مین مملو ہو خسرو خوشخو سب معاملات سے درست حالات طلسم آپ پر ظاہر ہین
اُنکو بیان کیجیے ایسا نہو طلسم کشا کے خلاف ہو جلد بیان کیجیے تصویر قہقہہ مار کر ہنسی آواز دی ای ملکہ
سیماب یہ وقت آیا کہ تمنے طلسم کشا کی اطاعت کی تمکو کچھ خوف خداوند نہین اس حسرت سے قتل ہو گی
کہا ہیان وریاد مرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ و زاری کرینگے تاج و تخت نصیب نہوگا کوہ و
دشت مقام دیوانہ صحرا نورد و نام ہم کچھ نہ کہینگے نہ حال بتائینگے طلسم کشا سے کہو تشریف لیجائین
کچھ حال یہانسے نہ معلوم ہوگا طلسم کشا نے بہ قہر و غضب طرف تصویر کے دیکھا اور کہا ای ملکہ عالم
اب تم اِس مردود سے کلام نہ کرنا ہمارے بزرگان دین خوش آئین ہدایت کرینگے ہم طلسم ضرور جا کر
فتح کرینگے اِسنے جو بندگان خدا کو برگشتہ کیا سراسر حماقت ہے کسکی طاقت ہے کہ ہمکو روکے لو ہم اب
جاتے ہین یہ کہکے تلوار کھینچی رئیسان شہر مین الغفر ہوا تھا کہ طلسم کشا سے تصویر نے کچھ کلام نہ کیا
کہ بیرون نہ یہ ہنگامہ ہوا آوازین آنے لگین ای طلسم کشا ٹھہر جائیے ایک خانہ آتا ہے اُسکی آواز سے یہ
اقرابت ہے کہ کسی سے کہہ ہے کہ طلسم کشا کو یہ مناسب ہے بلکہ وہ بہتر ہے کہ یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہی ہے
جو رئیسون نے آواز دی یا تو طلسم کشا اُٹھے تھے پلٹ کے پھر کھڑے ہوکر بیٹھ گئے دیکھا سب نے درد یہ
سنتا ہوا ایک خانہ شخص عقاب زمزمہ سرائی کرتا ہوا الغرض بہ قریب آیا آواز دی ای طلسم کشا نہ گھبراو اگر
تصویر نے تمسے کلام نہین کیا ہم تمسے بات کرینگے صاف صاف حال بتائینگے صورت فتح طلسم ہفت پیکر
سنائینگے دیکھین آپ کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ طائر سر پر تصویر ہفت جوش کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا
اُس زمزمہ سرائی سے یہ صدا آتی تھی نظم

دل جہان جاے وہان اندوہ حرمان ساتھ ہی — آنکھ پڑ جاے جہان وان اشک باران ساتھ ہی
ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہی — جسطرف یہ مور جاتا ہی سلیمان ساتھ ہی
دل مین ہی اب بھی خیال گیسوے پیچان یار — گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے — مر گیا ہون پر خیال چشم فتّان ساتھ ہی
پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان — مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خارِ صحرا ہی اگر سوزن تو رشتہ آہِ دل — قیس سے لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھاے ہین ای عندلیب — میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر — وہ مرے لاشے کے تا گورِ غریبان ساتھ ہی
آمدِ فصلِ بہاری کی چمن مین دھوم ہے — باغبان آتا ہی اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچۂ محبوب ہی موسےٰ نہین یہ کوہِ طور — حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی ابتری بے حجابیان — وقف حسرت ہی زلیخا ماہِ کنعان ساتھ ہی
لاشۂ رعنا کے ہی ہمراہ بس اک بیکسی — وردِ یا بیچارہ تا گورِ غریبان ساتھ ہی

تمام مردمان شہر نے یہ اشعار عبرت آثار اُس طائر کی زبان سے سنے سب خاموش بیٹھے ہین ہر ایک کا قول ہی یارو یہ طائر کیا کہتا ہی سنو اور مطلب سمجھو دیر تک طائر نے زمزمہ سرائی کی بعد زمزمہ سرائی بسیار کے آواز آئی ای طلسم کشا سالہا سال رنج و مصیبت سہو گے بڑی بڑی سختیان اُٹھاؤ گے تب حقیقت مین طلسم ہفت پیکر کے فتّاح ہو اِن منازل شعبدہ بازی کے سیّاح ہو مگر جو عمر بھی کتنا کرے جام عمر لبریز ہوا اور لڑتے بھڑتے تا بہ صحراے مرغزار پہونچا اور دشت عجائب و غرائب مین قدم رکھو بڑی سختیان ہین کبھی کوئی وہان سے گذرا نہین تم صاحب اقبال ہو طلسم کشائی کا اِرادہ رکھتے ہو اتنی چیزین واجب و لازم ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر و زرہ ہفت جوشن در بر و تیغۂ ہفت جوہر در کمر جب یہ چیزین ممکن ہولین تب تلاش لوح کا نام لو شاید تا بہ لوح پہونچو تب طلسم کشائی کی فکر کرو یہ جملہ مین نے اسواسطے بیان کیا کہ کلاہ ہفت جوشن کا ملنا بس اُن مصائب پہ موقوف ہی کہ اِنسان جن مصیبتون کو اٹھا نہین سکتا اگر اُن مصائب کی برداشت کی تو زرہ ہفت جوشن کا ملنا دشوار ہی اِسکے بعد تیغۂ ہفت جوہر ملنا بالکل ناممکن تو پھر تلاش

اوج مین کیون قدم رکھوگے وہ طائر یہ کہہ رہا ہی لکہ سیماب جادوگر یہ فرما رہی ہین قلم دوات ہاتھ مین اِس مضمون کو لکھنی جاتی ہین طائر یہ سب باتین بیان کرکے تصویر کے سر مین منقارین مارنے لگا آواز دیتا تھا آج داخل مقام ہوتا ہون جب کئی منقارین طائر نے سر مین تصویر ہفت جوش کے لگائین سر تصویر شق ہوا وہ طائر اُسمین نہان ہوا سر تصویر کا برابر ہو گیا اُسوقت دیر مین صدائے ہیہات اور افسوس بلند تھی تمام مردمان شہر طلسم کشا کے اقبال کے قائل ہوے اطاعت اسلام کی قبول کی لالہ عذار نے عرض کی ہر چند بغاوت میری باپ پر کھل چکی لیکن جاکر کسی حیلے سے ملون اور رہائی امیر حمزہ صاحبقران کی تدبیر کرون یہ کہکر لالہ عذار رخصت ہوئی سیمتن نے کہا مین اپنے کو خدمت مین ہفت پیکر کی پہونچاؤن اشیاے مذکور کے ملنے کی کوشش کرون یہ کہکے سیمتن بھی رخصت ہوئی نیلم نے اپنے دل سے کہا کہ مین زوجہ عیار کہلاتی ہون فطرت کرون اشیاے مذکور کا پتہ لگاؤن بیشک طلسم کشا صاحب اقبال ہو شاید کوئی بات پیدا ہو نیلم بھی رخصت ہوئی اب ساٹھ ہزار سوار و پیدل رستم کے ہمراہ ہین سیارہ سے صلاح کی فوج مذکور ہمراہ لیکر برائے تلاش اشیاے مذکور قلعہ سیماب سے کوچ کیا کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا لیکن سیماب پر یہ معرکہ گذرا کہ عاشق صادق رستم پر ایک دن سوچی کہ کہان طلسم کہان رستم مدت سے مجھپر عاشق ہی اور مدت سے خواہان وصل ہی اُس سے کسی طرح سے چلکر صورت اشیاے مذکور کی دریافت کرون سیماب بھی رستم سے رخصت ہوئی اب سوار و پیدل رستم نے ہمراہ لیے اور برائے تلاش اشیاے مذکور کوچ کیا کہ وقت پر یہ حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ انکے صرف فیروزہ بن عمرو عیار ہی پہونچنا انکا قلعہ ترکان خونریز پر و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان	لکھوں شاہ اسلام کی داستان	کمیت قلم کی روانی دکھا
کہ ہی ہر جگہ جنگ کا سامنا	وہی رخش کلک جلالت رقم	روانی دکھائے قدم با قدم
کسی جا پہ جم کر طرارا ابھرا	ہوا ہو گیا جب چھلاوا بنا	وہی مرکب تیز سیر القلم
کہ بیچین ہی زیر ران و مبدم	دکھاتا ہی جا بجا خرامی سدا	اُڑا یا کہ جھونکا ہوا کا چلا
نسیم سحر ہی کہ آہوے دشت	کہ پھولو نپہ کرتا ہی جم جم کے گشت	کبھی جم گیا گہ طرارا بھرا

نہ اوراق گل پریشان کر چکے
چلا رو مین اپنی جو یہ برق تاب
خجل ہو کے ٹھہرے صبا جا بجا
لڑائی کے بھی رنگ جھیلے ہوے
کہا بلبلون نے کہ آئی ہوا
کبھی سیر صحرا پہ مائل ہوا
ہوا غل ہوا ہی کہ یہ ہی سمند
سمند سبک خیز ہو بے درنگ
نئی داستان کی مجھے فکر ہی
خبر دشمنون کو بھی ہو جائیگی
کہ سامان جنگ و جدل ہو گیا

کبھی مائل سیر دریا ہوا
یہ ہی لطف سم سے نہ ٹوٹا حباب
روانی کے اطوار بھولی ہوئی
کہ ہی جان پر اپنی کھیلے ہوے
رخ گل پہ قطرات شبنم بنا
عقاب سبک خیز گھائل ہوا
ہین حیران غزالان فرخندہ پی
جماتا ہی جا جا کے کانٹو نپہ رنگ
کہ ہین شاہ اسلام صحرا نورد
کہ ترکون کو آخر حیا آئیگی

روانی کا مضمون بدل گیا
جو تیزی پر آئے مرا بادپا
چڑھا دم کہ تھی سانس بھولی ہوئی
چمن مین جو اسکا گذر ہو گیا
چھلاوا کبھی ہی کبھی بادپا
گرے تھک کے ہین جا بجا آخر پر
گذر ہی تمام دشت پر خار ہی
قلم کی روانی کا کیا فکر ہی
جہلی بل رہے ہین کہ اٹھتی ہی گرد
چلی ای قلم کلک شیرین ادا

چہرہ اور رنگ آرایان محفل رزم و پیکار و رونق دہندگان بزم رزم و جنگ فراز اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے شعر مصنف رہی نگارندہ خوش ادا چنین مے نگارد بہ لطف و عطا کہ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام اس غیرت سے مین لشکر سے نکلجاو فرزندان صاحبقران و سرداران عالی تبار بہ امید فتاحی طلسم نکل گئے ہین بادشاہ اسلام نے فیروزہ بن عمرو عیار سے صلاح کی کہ مجھکو اب کیا کرنا چاہیے عیار نے عرض کی حضور فرزندان صاحبقران ہین سرفراز ہین آپ کی جرأت پہ سب کو ناز ہین آپ کے والد نامدار رستم سے بگڑ کے طرف فرنگستان کے گئے آخر رستم ہدیا او ڈالا اس عظیم الشان سے آئے کوئی فرزند صاحبقران کا اس جاہ و جلال سے نہ آیا تھا حضور بھی قصد کرین کچھ نہ کچھ مطلب نکلے گا بادشاہ اسلام شب کو برآمد ہوے مرکب خنگ سیاہ قیطاس پہ سوار ہوے صرف فیروزہ کو ساتھ لیا اور نکل گئے کئی مہینہ کوہ و دشت و بیابان مین سرگردان پھرے قضاے کار ایک روز ایک دشت سبزہ زار مین گذر ہوا چونکہ کئی مہینے سفر مین گذرے تھے صحراے سبزہ زار جو دیکھا شب کو اسی جگہ پہ مقام ہوا صبح کو جو اٹھے فرمایا ای فیروزہ آج اسی دشت کی سیر کا دل چاہتا ہے چلین فیروزہ نے بھی قبول کیا پشت مرکب پر سوار ہوے دشت کی سیر کر رہے ہین اتفاق سے یہ سرحد قلعہ ترکانیان ہی ترکان خونخوار پہلوان زبردست اس ملک کا حاکم ہی تخت پر بیٹھا ہوا ہی

سامنے نخل وحی نصب ہی کہ ایک پتہ اُس سے گرا یہ پتہ ملا کہ ای ترکان تیری سرحد مین بادشاہ لشکر اسلام سیر کر رہے ہین جا کے گرفتار کر خدمت مین قدرت کی پہونچا یہ دیکھتے ہی ترکان نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر کمر بندی کرنے لگا عیار سے کہا فوراً جا کے دیکھ تو کتنے لوگ آئے ہین ساتھ ہین عیار اسکا سمند سبک رو براے خبر چلا دشت مین دیکھا ایک تاجدار عالی وقار ایک عیار ساتھ سیر بیابان مین مصروف ہین یہ حال دیکھکر سمند سبک رو بھاگا آکر ترکان خونخوار سے اطلاع کی کہ ای پہلوان دوران ایک تاجدار معشوق وضع دشت سبزہ زار مین مصروف صید ہین طائران صحرا اُنکی کمند زلف مین قید ہین ترکان نے کہا بڑے شرم کی بات ہی اکیلے پر فوج لے کے جاؤن یہ گینڈے پر اکیلا سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر چلا بادشاہ اک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین عیار حاضر خدمت ہی کہ بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار سامنے سے پیدا ہوا جمال جہان آرا سے بادشاہ پر جو نگاہ پڑی اور زیادہ گمان ہوا کہ اس معشوق کا زیر کرنا کتنی بڑی مشکل ہی وہین سے للکارا او جوان تو کون ہی کہ دشت عملداری شیران دشت نبرد مین سیر کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ گھوڑے سے اُتر کر رکاب بادولت کی تھام لے ہر چند کہ خاص تیرے مقدمے مین حکم خداوندی بنام میرے وحی ہوئی کہ گرفتار کر کے روانہ کر ولیکن مین خطا معاف کرا دونگا تجکو اپنا رفیق بناؤنگا بلکہ کیا عجب ہی کہ بادشاہ لشکر کر دون بادشاہ نے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیا بکتا ہی ترکان خونخوار مقابلہ مین جا پڑا نیزہ چلنے لگا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ لنکالا ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ترکان بھی لپٹ پڑا دونون زمین پر اُترے کشتی ہونے لگی دو پہر کامل کشتی ہوئی آخر بادشاہ اسلام نے زیر کیا کندہ زانو سینہ پر رکھکر فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ترکان خونخوار نے دیکھا اب جان جائیگی مکر سے کہا مین تابعدار ہون قلعہ مین چلیے تخت سلطنت پر قدم رنجہ فرمائیے بادشاہ نے چھوڑ دیا ترکان بادشاہ کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مصروف خدمت ہوا تھوڑے ہی عرصے مین شراب مین بیہوشی ملائی بادشاہ کو شراب پلا کر بیہوش کیا آواز دی آہنگرون کو بلاؤ بادشاہ کو مسلسل کرایا اب بادشاہ و عیار کو ہوشیار کیا کہا ای سمند سبک رو قدرت کس کوہ پر ہین یہ حساب لگاؤ کہ تین دن سفر مین گذرینگے چوتھے دن کس کوہ پر جاؤن جو قدرت کو وہان پاؤن سمند سبک رو نے تھوڑے عرصے کی فکر کے بعد عرض کی کہ حضور کوہ زبرجدی پر تشریف لے چلین

آج سے چوتھے روز کوہ زبرجدی پر ظہور خداوند ہوگا ترکان اسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر بادشاہ و عیار کو اونٹ پر سوار کرکے قیدیلے کے چلا دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن پہر دن رہے ایک دشت میں گذر ہوا بارگاہ استادہ کرائی مع لشکر اترا ہی خود ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار سواروں سے شکار کھیل رہا ہی عیار نے خبر دی آپ کے بھائی صاحب ہیکلان خونخوار شکار کھیل رہے ہیں بھائی کا نام سنکر گینڈے سے اترا پیدل سامنے ہیکلان کے آیا ہیکلان چھوٹے بھائی کو دیکھکر گینڈے سے اترا دونوں بھائی آپس میں بغل گیر ہوئے ہیکلان نے پوچھا ای برادر خلاف عادت کس فکر میں ہو طرف آئے ہو کہاں جاتے ہو اصل میں کیا ارادہ ہی ترکان خونخوار نے ہنسکر کہا ای برادر مسلمان اپنی جرأت پر بڑا ناز کرتے ہیں میں نے بادشاہ لشکر اسلام کو دوپہر لڑکر زیر کیا اسکو قید کرکے بخدمت خداوند طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہوں ہیکلان نے کہا ای بھائی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہیں وہ تو بڑے صف شکن و تیغ زن مشہور ہیں سلطنت لشکر بزور شمشیر لی انکا گرفتار کرنا تو نہایت دشوار تھا تمنے کیونکر گرفتار کیا کہا ای برادر مقابلہ پڑا میں نے نیزہ نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا میں نے تلوار کھینچ لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا دوپہر البتہ وہ مجھسے لڑا آخر ہانپنے لگا میں نے زیر کیا میرے پاس قید اسکی موجود ہی ہیکلان حیران ہوگیا کہا ای برادر میں ذرا چل کر دیکھوں وہی شخص ہی یا وہ کوئی جوان ہی ترکان بھائی کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ میں آیا عیار سے اشارہ کیا سمجھ گئے قیدی کو بارگاہ میں لا عیار گیا کہا ای سعد بن قباد بڑے بھائی ترکان کے آئے ہیں ترکان نے کہا ہی سیدھے ہاں کروگا جان بخشی کرونگا جو میرے بھائی صاحب دریافت کریں کہدینا ترکان نے مجھکو زیر کیا خوار اگر کرینگے سعد نے کہا یہی کہدینگے سمند سبک رو خوشی خوشی زنجیر تھام کر بادشاہ کو بارگاہ میں لایا بادشاہ نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہیکلان نے کہا ای سعد شہریار رسی جل گئی رسی کا بل نہیں جسلا بادشاہ نے فرمایا کیسی رسی کیسا بل کیا کہتا ہی ترکان بول اٹھا میں نے آپکو بزور زیر کیا یا نہیں بادشاہ نے کہا ایسا ہی ہوگا ہیکلان ہنسا کہا ای شہریار یہ کیا کہتے ہو سعد نے کہا انکی بات کا یہی جواب ہی ہیکلان نے کہا آپکو زیر کیا یا نہیں بادشاہ نے کہا ہاں صاحب زیر کیا ہیکلان نے کہا اب مجھکو یقین نہیں آتا بادشاہ نے کہا شاید تمھارا گمان صحیح ہو جب تو ترکان بگڑا کہا ای سعد یہ کیا کہتے ہو صاف صاف کہو جب تو بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہ او ترکان مکاری کی باتیں کرتا ہی مکر سے گرفتار کیا بھائی کے سامنے

ابرو بڑھاتا ہی ترکان خونخوار بگڑا کہا اى سعد ابھی قتل کر دونگا جھوٹ بولتے ہو او عیار قید خانے مین لیجا ابھی دار استادہ ہو بیجا کر قتل کرو جھوٹے کی یہی سزا ہی سمند عیار نے بدلگامی کی سر زنجیر کو کھینچا کہا ہمنے تمکو کیا سمجھایا تھا تمنے اُسکے خلاف کیا اب قتل کیے جاؤ گے یہ کہکے زنجیر جو کھینچی خار دار اتشو بغلون مین چبھے سعد نے زنجیر کو جھٹکا دیا سمند جھکا ٹھکوی ماری کہ عیار کا سر پھٹا غصے مین آکے نعرہ شیرانہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	کشتگیم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	بانگ تو دارم ز دار چوب ستون من است

یہ کہکے قید کو توڑا ایک پہلوان نے جھپٹ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا نعرہ کرکے لڑنے لگے نعرہ شاہ سعد شم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ ترکان نے اشارہ کیا اس جوان کو مار لو کل افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر نکل آئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوئے ترکان دہیلان نے بڑھکر فوج کو ترغیب دی شاہ اسلام شیرانہ مصروف جنگ لیکن ترکان دہیلان مکر پشت پر آئے بادشاہ کو زخمی کیا ہر چند کہ بادشاہ زخمی ہین لیکن رستانہ مصروف جنگ ہین کافرونکی شمشیر زنی سے نہایت تنگ ہین بادشاہ کی مشکلین سخت ہین اوّل زخم دار دوسرے یہ کہ مرکب غیر کا زیر ران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین افسران فوج پر جا پڑون لیکن یہ دونون لیتا لیتا کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کا بلوہ ہوتا ہی بادشاہ اسلام اپنے کو بچاتے ہین جب فوج کا بلوہ انتہا سے زیادہ ہوا پریشان ہوے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھے کہ اى عاجز نواز و اى کریم کارساز اى رب بے نیاز وقت مدد ہی مدد فرما اس مجبور و ناچار کو بچا نظم

منور ست بہر سمت نیر توحید	ز شرق و غرب نماید جمال حق خورشید	خداے واحد و بیچون لا شریک و وحید
خداست مظہر تفرید و جامع تجرید	شناخت ذات خدا ہر کہ از صفات شناخت	بدید ہر کہ خدا را بچشم باطن دید
بدل کنند پرستش خداے واحد را	مجرد ان محبت بگو ہستہ تجرید	کند چہ شرح زبان بیان جوہر تفرید
کہ ہست خالق تنہا بیرون دید و شنید	خداست واقف ماضی و حال و استقبال	خداست واقف ہر پیش و قدیم و جدید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید	چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید	گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند

امید وار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین
خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید

خداست کار برآر مراد اہل مراد
خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر

خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئنہ سینہ چون منور شد
عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید

بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک
بہر رہنمائیے باطن چو راہ راست بدید

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی یقین تھا کہ گھوڑے سے گرتے ہیں کہ یہ قدرت سبحان لم یزل و عزت بے بدل ز پردہ بیابان گرد سے برخاست نقابدار بادپو مرکب بادرفتار پر سوار نیست پر بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل برداروی کرتا ہوا آتا ہی عیار شل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑھکر نقابدار کو خبر دی کہ سعد شہریار کفار میں پھنسے ہوئے ہیں قریب ہی کہ گرفتار ہوں یہ سنکر نقابدار بیقرار ہوگیا وہین سے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا نقابدار بارہ ہزار سوار سے ایلا اسی ہزار سوار و دلیر شیرانہ لڑتا بھڑتا ہوا چلا افسران فوج کو حکم دیا سعد کو جا کر بچاؤ بارہ افسر شیر صولت لڑتے ہوئے قریب بادشاہ کے آئے بادشاہ پر وہ وقت تھا کہ سر زخمی شانہ و پشت و پہلو انھلکے زخمی پشت کمر چور جھوم رہے ہیں ایک افسر نے آکر شانہ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہوجیے نقابدار بادلہ پوش آپ کی مدد کو آیا بادشاہ نے آنکھیں کھولیں نقابدار کو جو لڑتے ہوئے دیکھا ننگا نہ جائیے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے نقابدار نے جو پلٹ کے جنگ سعد کو دیکھا ساتھ والوں سے تعریفین کرنے لگے فرمایا کہ یارو دیکھتے ہو کس لطف سے لڑ رہے ہیں ماشاء اللہ شیر ہی کہ رمہ گوسپندان میں گرا ہی کس لطف سے لڑ رہا ہی بڑے بڑے افسروں کو مارا بڑے بڑے کافروں کو للکارا انتہا کا دھمکا رہا ہی مگر کس لطف سے لڑ رہا ہی کسی کی مجال ہی کہ اس شیر کے منھ پر جاے یا ہاتھ اٹھاے یہ کہکر نقابدار لڑتا ہوا قریب سعد پہونچا سعد نے دیکھا نقابدار کی کلغی تاج کی لچکتی ہوئی ہر چند کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پر ہی لیکن مانع حسن و جمال نہیں یہ مضمون شاعر کا صادق آتا ہی فرد کیا تن نازک ہی جان کو بھی حسد جس تن پر ہی کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکی پیراہن پہ ہی سعد نے رعب و دبدبہ نقابدار کا دیکھکر جھک کے سلام کیا نقابدار نے برخوردار کہا سعد کو تاؤ آگیا تیوری پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر آپ کیون آن کر میرے شریک ہوے تم آپ کو اپنی جرأت پر غرور ہی بسم اللہ حریف پر آئیے نقابدار ہنس پڑے کہا ای بہادر ای بحر جرأت کے بے بہا در تم ہمہ تنگ بحر صاحبقرانی ہو تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہی میرے برخوردار کتنے پہ آپ بگڑتے ہیں ای فرزند اسکا حال کھلیگا مجکو معاف فرمائیے اس عجز سے نقابدار نے کہا

کہ سعد نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا لڑائی مین دونون تیغ پر مصروف ہوے قضاے کار ہیکلان ترک کہ بڑا قوی تن اور
قوی من ہی گینڈے پر سوار بیٹھا ہوا آتا تھا سعد نے ڈانٹا کہ او مکار کہان جاتا ہی مُزان عالم کے مقابلہ مین آتو احوال
جرأت کھلے ہیکلان نے جو شیر کو غصے مین پایا کانپ گیا کہا ای شہریار میرا بھائی مکار ہی مین نے کچھ سرکار کے ساتھ مکر
نہین کیا میرے بھائی نے جو خطا کی سزا کا بھی وہی مستحق ہی سعد منہ پھیر کر ترکان پر جا پڑے ترکان نے ہاتھ تلوار کا لگایا
شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر لیٹا الجھا دیے سے ہاتھ نکال کر ایک ہاتھ مارا کہ
ترکان سر کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ترکان کا مارے جانا ہیکلان گینڈے سے کود کر قدمون سے لپٹا کہا
ای شہریار مین نے اطاعت کی کیا مجال ہی کہ آپ سے لڑسکون آپ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین اس
کیفیت مین آپنے ترکان ایسے گبرو کو ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا فوج کو پکار کر آواز دی مین نے
اطاعت کی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھاے کل فوج نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کی نقابدار اسی وقت رخصت
ہو کے طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان خونخوار سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ اگر کسی طرح کا مکر اس شہریار کے ساتھ کیا تو مجھکو
اُسی مقام پہچانتا برابر سزا پہونچے گی یہ کہکر نقابدار طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان شہریار کو ساتھ لیے پہلے قلعۂ
ترکان مین آیا وہان عملداری شہریار کی جاری ہوئی گزو سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا ایک ہفتہ قلعۂ
ترکان مین قیام کیا بہزاد ترک بیٹا ترکان خونخوار کا کہ ماں اسکی لیکر بھاگ گئی تھی اُسکو تلاش کر کے بلوایا بہزاد
کو تخت پر بٹھایا قلعہ ترکان اُسکے سپرد کیا اب ہیکلان کو ساتھ لیکر چلے ہیکلان خونخوار راہ مین کہتا تھا کہ
مقصود خان ترک میرا برادر نسبتی ہی نہایت زبردست ہی اکثر قلعہ پر چڑھ آتا ہی ہزارہا بندگان
خدا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے سال مین دو تین مرتبہ آکے آفت برپا کرتا ہی چاہتا ہی قلعہ لے لون مین
قلعہ بند کر لیتا ہون میرا سردار نعمان ترک ہی اُسکو حاکم کر کے قلعۂ ہیکلانیان کا آیا ہون خدا خیر کرے
معلوم ہوتا ہی وہ ظالم چڑھ آیا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی
سمجھ کے اُس سے مقابلہ کیجیے گا توپ کا بند ہونا باعث خرابی کا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان
منتین کرتا ہوا ساتھ چلا سعد فرماتے ہین بھائی تم لشکر کے ساتھ آنا مین جا کر اُسکو روکون بھیا کو
تو کون بدعت نہ کرنے پاے ورنہ غضب ہوگا ہیکلان نے کہا ای شہریار میرا نہونا اور باعث
خرابی ہی مجھکو دیکھکر کسیقدر رکتا ہی آج تک میرا اُسکا مقابلہ نہین ہوا یہ کہتے ہوے سامنے قلعے کے
پہونچے دیکھا مقصود خان ترک خندق پر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو للکار رہا ہی نعمان منتین کر رہا ہے

کہتا ہی ای پہلوان ای رستم وقت تجسے نہین لڑسکتا ہیکلان ترک قلعہ مین نہین ہی اتنی مہلت دیجیے کہ وہ آجاے
پھر آپ کو اختیار ہی مقصود نہین مانتا یہ معاملہ دیکھکر ہیکلان ترک گینڈے کو بڑھا کے جھپٹا آواز دی او ظالم
کہان جاتا ہی مین آپہونچا سعد نے ہرچند روکا مگر ہیکلان نے نہ مانا مقابلے مین مقصود کے پہونچا
نیزے مین دونون برابر رہے تلوارین کھینچین مقصود نے ہاتھ مارا ہیکلان زخمی ہوا مقصود نے چاہا
سر کاٹ لون سعد کو نہایت غصہ آیا وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے مقصود نے جو سعد شہریار کو دیکھا
جمال بے مثال دیکھکر آواز دی ای جوان تونے دیکھا کہ مین نے ہیکلان کا کیا حال کیا کیون مجھسے مقابلہ
کرتا ہی ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار بے پناہ ہی سعد نے کہا وار تو کر اُسنے نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی سعد نے چوتھے
پیچ پر اُکھیڑ کے مارا زمین پر چارون شانے چت سعد چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی
کیا کہتا ہی مردمان فوج مقصود کے دوڑ پڑے تیر جو اُن سب نے مارے گھٹنہ ذرا ڈھیلا ہوا مقصود
نکل بھاگا سعد بھی اپنے مرکب پر سوار ہوے اُن سب سے لڑنے لگے اس عرصہ مین فوج ہیکلان
کی بھی آگئی دونون لشکر مل گئے ہیکلان نے جو سعد شہریار پر بلوہ دیکھا صبر نہو سکا ہرچند کہ زخمی تھا
زخم باندھ کے جا پڑا بادشاہ اسلام لڑتے بھڑتے قلب فوج تک پہونچے مقصود نے پھر ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قصد ہوا کہ زمین پر مارون اُستخوان چور چور ہون مقصود
پکار اُٹھا ای شہریار الامان جب تک زندہ ہون غلامی سے انکار نہ کرونگا سعد نے چھوڑ دیا فوج کو
اُسنے منع کیا کہ یارو جنگ کرو مین نے اطاعت اختیار کی قلعہ کھول کے نعمان ترک بھی نکل آیا مشرف بہ شرف
اسلام ہوا ہیکلان و مقصود ترک و نعمان انتظام سواری شہریار کرتے ہوے قلعۂ ہیکلان مین
آئے اس قلعہ کو بھی اسلام آباد کیا تخت پر بیٹھے ہیکلان و مقصود و نعمان ڈنگلون پر بیٹھے سعد نے کہا
ای ہیکلان طلسم ہفت پیکر کا قصد رکھتے ہین تمکو کچھ رستہ معلوم ہی کس طرف سے جائین لوح طلسم کہان
تلاش کرین ہیکلان یہ سنکر بیقرار ہوگیا کہا ای شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی دل سے نکالدیجیے
تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی یہان سے بارہ کوس پر پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ زبرجدی کہتے ہین
کل وہان میلہ ہوگا تصویر سنگی ہی وہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہر ایک کے دل کا حال بتلاتی ہی اگر
مناسب ہو مخفی ہو کر چلیے یقین کامل تو یہ ہی کہ فوراً وہ تصویر آواز دیگی آپ کی شناخت کی سارا میلہ آپکا

دشمن ہوجائیگا اگر دس ہزار بہادر ہون تو وہان سے نکلنا دشوار ہی تمام خلقت انبوہ انبوہ آکے جمع ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا انشاءاللہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہی لیکن ای برادر تم ہمارے ساتھ نہ چلو ہم اکیلے کوہ زبرجدی پر جائینگے ہیکلان و مقصود نے کہا غلام ضرور ساتھ چلینگے اس چلنے سے مراد یہ ہی کہ چلکر اُسکے اختیارات کو دیکھین اور پلٹ آئین فساد کا قصد نہو پلٹ کے پھر آپکو اختیار ہی مقصود و ہیکلان و نعمان مع پانچ ہزار جوانون کے بصورت تہاے مختلف ہمراہ ہوے رات کو روانہ ہوے بارہ کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا مین پہونچے نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہیکلان نے کہا یہ وہین سے صدا آتی ہی رؤسا اُمرا قصبات و قریات سے آرہے ہین انھین کے ساتھ کے یہ باجے بجتے ہین اب یہان ٹھہر جایئے جب اچھی طرح صبح ہولے تو چلیے تاریکی مین کیا معلوم ہوگا سعد اُس صحرا مین اُترے نماز وہان پڑھی فوج کو آراستہ کیا جب آسمان کا میلہ درہم و برہم ہوا تماشہ بینان ثوابت و سیارگان رخصت ہوکر شہر مغرب مین گئے روشنی نے تمام عالم کو گھیرا طائر درختون پر زمزمہ سرائی مین مصروف ہوے ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت ہفت پیکر کر رہا ہی آشیانون سے نکلتے ہی آواز دیتے ہین یا خداوند ہفت پیکر تیری خدائی برحق ہی تمام جنگل سے یہی آواز آتی ہی شاخین جھوم جھوم کے صداے یا ہفت پیکر دیتی ہین غنچون کے چٹکنے مین بھی صدا ہی پھولون کے کھلنے کا بھی مدعا ہی غزال صحرا سے کر چھالین بھرتے ہوے نکلے آواز یا خداوند ہفت پیکر دیتے ہوے صحرا مین جاکے غائب ہوگئے کچھار مین بھی شیر یہی آوازین دیتے ہین نام ہفت پیکر کا بزرگی لیتے ہین سعد لاحول پڑھتے ہوے مرکب سے اُترے تلوار کمر سے لگی ہی ڈھالے باندھے ہوے مقصود و نعمان و ہیکلان قریب پانچ ہزار جوان پیدل مرکبون کو صحرا مین چھوڑا سائیسون کے سپرد کیا طرف کوہ زبرجدی کے چلے اُس صحرا سے نکل کر دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ بلا تکلف یہ کہ سارا پہاڑ زبرجد کا ہی اُسپر ایک دیر دیر مین تصویر سنگی برہنہ کھڑی ہی گرد تاجدار و گھنٹ نواز و ناقوس نواز پوجے پاٹ کر رہے ہین ہار پھول اسقدر چڑھایا ہی کہ تصویر اُسمین مخفی ہوگئی ہی ایک جانب چند نازنینان ماہ پیکر دامن بر ساز درست گانے مین چالاک و چست یہ غزل گا رہی ہین

نظم

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے — کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
آج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اُٹھے — یان تلک روئے کہ اُسکو بھی رُلا کے اُٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے — شعلہ ہائے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے
گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود — درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے
شمع کے چور کا محفل مین جو مذکور ہوا — دل چرا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط — لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب — زلف منہ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے
اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان — جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
مین دکھاتا انھین تاثیر مگر ہاتھ مرے — ضعف کے ہاتھ سے کب تَت دُعا کے اُٹھے
سوزشِ دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی — وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے
جی ہی مانند نشانِ کفِ پا بیٹھ گیا — پاؤن کیا کوچے سے اُس غنچہ دہن پا کے اُٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھکے اُسکے آگے — خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

گانے پر اُن نازنینان مہ جبین کے تاجداران جلیل و حاضرین وقت وجد مین ہین تعریفین کر رہے ہین کوہ پر ہنگامۂ عظیم برپا ہی تصویر بھی باتین کر رہی ہی بادشاہ مع ساتھ والون کے یہ تماشا دیکھتے ہوے قریب کوہ پہونچے کہ ایک جھونکہ ہوائے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ منھ جھلس گیا قصد کیا کہ گھاٹیون کو طی کرین بالائے کوہ پہونچین کہ تصویر نے جماہی لی منھ سے دھوان نکلا آواز آئی ای بندگان سن آگاہ کہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تماشہ اس کوہ فلک شکوہ کا دیکھنے کو آئے ہین فلان مقام پر ٹھہرے ہین چہار جانب سے گرفتار کرلو یہ جو تصویر نے آواز دی تمام میلے والے سعد شہریار پر چلے لباس کا نقشہ بتا دیا لفظاً لفظاً پتہ دیا سعد نے تلوار کھینچی نعرہ کرکے جا پڑے ہیکلان و مقصود و نعمان ترک بھی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے پانچ ہزار جوانون نے تلوار کھینچ لی مصروف جنگ ہوے میلے مین عجب غدر ہوا دوکاندار چاہتے ہین بھاگین بسبب محبت دوکان کہ جو اسباب اُسپر چنا ہوا ہی چاہتے ہین سب کو لیکر بھاگین بلوہ جو ہوا اسباب لٹنے لگا تصویر نے آواز دی ارے ناہنجارو تم یہ کیا کرتے ہو ایک کو ایک لوٹتا ہی ایسا نہ کرو دشمن کو گرفتار کرو تصویر نے جو کئی مرتبہ آواز دی سب میلے والون نے بلوہ کیا سواران جنگی کے سامنے کب ٹھہر سکتے ہین آدمی پر آدمی گر رہے ہین دوکانین پامال ہو رہی ہین خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکارتے ہین یا خداوندا اس آفت سے بچا یہ دشمن کو گھیر کر مار لو آپ ہی کہتے ہین اور

آپ ہی بھاگتے ہین سعد شہریار کی برق شمشیر جو چمکی ہزارون کافر واصل جہنم ہوے ہنگامۂ گیرودار بلند آخر
پیلے والون سے انتظام نہ ہوا ہزارون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی یہ غازی تو
پانچ ہزار جوان مرکب ہاے تازی پر سوار اڑتے بھڑتے اب جو میدان مین آئے جم کر جو لڑنے لگے ہنگامے
ڈالدیے لاکھون کافر قتل ہوے تصویر نے آواز دی او زبرجد فوج خداوند کو بلا ایسا نہو لڑ بھڑ کر یہ
نکل جائین تو غضب ہوگا زبرجد نے پکار کر آواز دی ای فوج دریا موج خداوندی جلد آکر اس معرکہ کو
سنبھالو ایسا نہو مسلمان نکل جائین زبرجد نے جو یہ آواز دی گوشۂ کوہ سے بیس ہزار سواران زرین پوش
نکلے آگے آگے ایک افسر نعرے کرتا ہوا نام سہمان مردار خوار یا شیدای مسلمانان تلوارین پھینکدو
رومال سے ہاتھ باندھو سامنے قدرت موجود ہین خطا معاف کرینگے ایسا نہو سنگ سیاہ کردین یہ
جرار کرار بہادر صف شکن تیغ زن کب سنتے ہین ایک طور سے شمشیرزنی کر رہے ہین سہمان آکر گرا
مصروف جنگ ہوا پادشاہ اسلام کی جانب للکارتا ہوا چلا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام تمھارے مرتبہ
مین کمی نہو گی قدرت سرفراز کرینگے تاجدار تمھارے مرتبہ پر ناز کرینگے سعد نے للکارا او بیحیا کیا بکتا ہی
کچھ جوہر جرأت دکھلا تلوار کھینچکر آ حال جرأت کھلے تیرے خداوند کی حقیقت معلوم ہو اگر پہاڑ پر پہونچون
تو تصویر کو توڑکر پھینکدون اُسکے عظم وشان کو خاک مین ملادون افسوس ہی تا بہ کوہ نہ پہونچے ورنہ
اس تصویر کے رنگ دکھاتے سہمان آپڑا سعد پر ہاتھ تلوار کے مارنے لگا سعد وار کو اُسکے ہر دم خالی
دے رہے ہین کئی وار روکے آخر خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ قمقام کا مارا برق شمشیر گری سپر فولادی
کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا سراسر کلہ جبڑا کٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق
سینہ سے مانند سیماب بنا ے حیات کو ویران و برباد کرکے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ہیکلان
وغیرہ نے یہ تو دیکھا کہ سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ادھر تو سہمان
مرکر گرا لاش سے سہمان کی بجاے خون کے دھوان نکلنے لگا پیچ وتاب کرتا ہوا اسقدر محیط ہوا
کہ تھوڑے ہی عرصے مین اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا ہیکلان ومقصود خان ترک و
نعمان کہتے ہین کہ اسقدر دھوین نے پیچ وتاب کھایا اور بلند ہوکر محیط ہوا کہ اپنے ساتھ والے ہمکو
معلوم نہوتے تھے اور صدائین ہیبتناک کان مین آنے لگین ہر مرتبہ یہی آواز کان مین آتی تھی کہ بندگان
مغضوب کو گرفتار کرلو کوئی ان مین سے بچکر نہ جانے پائے تھوڑی دیر یہ آوازین کان مین آئین بعد اُسکے

ہم سب بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوشیار ہوے اپنے کو اک مکان مین پایا افسر و سوار
و پیدل سب ایک ہی حالت مین ہین کہ ہاتھہ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلون مین طوق مسلسل اور
مطوق اُس مکان مین بیٹھے ہین وہی پہلوان جو بادشاہ کے ہاتھہ سے مارا گیا تھا سر سے تو اُسکے
خون جاری ہی ہم سبھون کے نام لکھہ رہا ہی افسرون سے کہتا ہی کیون یارو تمنے قدرت خداوندی کو دیکھا
کہ سعد نے اپنے نزدیک مجھکو قتل کیا لیکن قدرت سامنے موجود تھے تلوار کو ممانعت ہوئی کہ زیادہ کاٹ
نہ دکھانا کہ ہمارے بندے کو صدمہ پہونچے دیکھو سر پر اوچھا سا زخم ہی اب سامنے قدرت کے جاؤنگا
سر کے زخم کو دکھا کے صحت پاؤنگا ہیکلان وغیرہ کہتے ہین کہ ہم اِس حال کو دیکھکر حیران ہوے تھے
کہ ہمین کسنے پکڑا اور کسنے گرفتار کیا اور کسنے مسلسل و مطوق کرکے اِس مکان مین پہونچایا تھوڑے
عرصے مین اُس پہلوان نے ہم سب کا شمار کیا سب کے نام لکھے حیران حیران کہتا تھا ارے تم سب کا
افسر اعلے سعد بن قباد و بادشاہ لشکر اسلام کہان گیا اُسکو تو مین نے خود گرفتار کیا تھا اتنی دیر
ہوئی کہ تلوار اُسکی چھین کے بیہوش کیا اُسی مقام پر ڈالدیا تھا اِس خیال سے کہ اب قید خانے مین
لیکر جاؤنگا پھر جو پلٹ کے آیا اُسکو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا تھا تم سب کے ساتھہ اِسی قید خانے مین ہوگا
اب پتہ نہین ملتا جا کے قدرت سے پوچھونگا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا ہم سب حیران تھے کہ بادشاہ ہمارے
کہان گئے ہم لوگ قید ہو کر یہان آئے جنکے اقبال سے امید رہائی تھی وہی ہمارے ساتھہ نہین ہین
ہیکلان وغیرہ کہتے ہین جس مکان مین ہم تھے چہار جانب اُسمین دروازے لگے تھے دن جو چڑھا
روشنی ہوئی نیر اعظم بلند ہوا اُن سب مکانون کے دروازے کھلے دیکھا ہمنے کہ صاحبقران زمان
مع جملہ سرداران نامی کے مقید بیٹھے ہین ہم سب کو دیکھکر پوچھا ہم سب نے حال سعد شہریار کا
بیان کیا امیر کو حال سعد سنکر بڑا افسوس ہوا ہم سب جو قید سے بیقرار تھے بخلق تمام فرمایا اُنکو
پروردگار کے سپرد کرو تم سب مطمئن رہو جب پروردگار ہمکو رہا کریگا تم لوگ بھی رہائی پاؤگے
لیکن یارو تم سب نے کچھہ حال رستم کا بھی سُنا سب نے عرض کی ہمین احوال رستم کا نہین معلوم
صاحبقران خاموش ہو گئے لیکن اب احوال سہمان پہلوان تحریر ہوتا ہی کہ قیدیون کو قید کرکے
یہ جو پلٹا راہ کو طے کر کے بر سر کوہ زبرجدی پہونچا اُسی طرح میلہ آراستہ ہی کسی لاش کا پتہ نہین اکر
دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر خوش فعلیان کر رہے ہین ایک سے کلام کرتا ہی کہ یارو یہ کیسا

ہنگامہ تھا جس شخص نے بلوہ کیا وہ کیا ہوا بعض کہتے ہین سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا گستاخی کی قدرت نے اُسکو کہین پھکوا دیا یا قید ہوگیا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ سب صحیح وسالم رہے کوئی قتل نہین ہوا سہمان یہ حال سنتا ہوا سامنے تصویر کے آیا واسطے سجدے کے سر جھکایا سجدے کے کرتے ہی زخم سر غائب ہوا پکار کر آواز دی یا خداوند سب قیدیون کو قید خانے مین پہونچا دیا مگر اُن سب کا افسر سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نہین معلوم ہوتا اور سب کو قید کر آیا تصویر سے ایک آواز ہیبتناک آئی یہ صدا تھی کہ او غافل راز خداوندی کو تو کیا جانے قدرت اُسکو پیدا کریگی اپنی فوج کو لیجا تم سب کو بہت تکلیف ہوئی سہمان نے دست بستہ عرض کی قدرت کے حکم مین مصروف کار گزار ہون اِن دشمنون کا خاتمہ کیا ہیکلان ومقصود ونعمان ترک پسر حمزہ کو لیکر یہان آئے بڑا فساد برپا کیا تصویر سے آواز آئی تو اپنے مقام پر جا تجھے اِن معاملات خداوندی مین کیا دخل ہای قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا پہلوان چلا گیا دلہ کوہ مین آکر اپنے لشکر کا شمار کیا سب کو صحیح وسالم پایا اب حال بادشاہ کا تحریر کرتا ہون کہ سیماب جادو جو رستم سے جدا ہوئی پاس کاہن کے آئی جسکا لقب ہی آفتاب فلک سیر کاہن طلسم ہفت پیکر یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ سیماب آکر پہونچی کاہن سیماب کو دیکھکر اُٹھا خوش ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم آئیے آپکے حالات سے تو مین آگاہ ہون آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہمارے حال سے تو آگاہ نہین ہوا رستم فرزند صاحبقران کی مدد کی قلعے مین ہمارے اُنکی عملداری ہوئی مین ایک کار ضروری کو تیرے پاس آئی ہون کہ تجھسے حال پوچھون کہ کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش وتیغہ ہفت جوہر کس مقام پر ہی کاہن نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکۂ عالم کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش وتیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ ملنا اُنکا بہت دشوار ہی خود طلسم کشا اپنی ذات سے تلاش کریگا تو کیا عجب ہی کہ اشیاے مذکور اُسکو ملین تمھاری جستجو بیکار ہی اپنے کو بچاؤ کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین نکلا ہی اُسوقت آفتاب فلک سیر نہایت تکلف سے ملکہ سیماب سے باتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای ملکۂ عالم عاشقان فراق نصیب کی بھی تمکو خبر ہی کئی سال کا زمانہ گذرا ہمکو تمھارے فراق مین جان کو گھلاتے تمکو کچھ خبر نہین سیماب نے کہا ای آفتاب فلک سیر ہم اسوقت بڑی غرض لیکر آئے ہین ذرا کتاب مین دیکھو اِن اشیا کے ملنے کی تدبیر بتاؤ کہ یہ کیونکر دستیاب ہون کاہن نے کتاب کھولی چند

اوراق

اوراق دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا لو ملکہ غضب ہوا سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام تا بہ کوہ زبرجدی پہونچے میلے مین ہزارون کو قتل کیا اب قدرت نے فوج عجائب و غرائب کو طلب کیا ہی سہمان مردار خوار آتے ہی آفت برپا کریگا اُسکے شعبدے سے بچنا بہت دشوار ہی اگر ہوسکے جلکے بچاؤ یہ سنکر سیماب گھبرائی بیقرار ہوکر پہلوے کاہن سے اُٹھی سحر کرکے مثل ستارۂ سحری آسمان پر جاکے چمکی سیماب تھی سامنے سے کاہن کے چلی گئی کاہن بیقرار ہوا تڑپنے لگا اُسی بیقراری مین پکار اُٹھا (نظم)

اشک وا نزو نہ اثر باعث صد جوش ہوا	ہچکیون سے مین یہ سمجھا کہ فراموش ہوا
جلوہ افزا مجھے جس رخ کے لیے محو نوش ہوا	مین کبھی آپ مین آیا تو وہ بیہوش ہوا
کیا یہ پیغام بر غیر ہی ای مرغ چمن	خندہ زن باد بہاری سے وہ گل گوش ہوا
ہی یہ غم گور مین رنج شب اوّل سے زیاد	کہ وہ مہر و مرے ماتم مین سیہ پوش ہوا
مجھے شمشیر نگہ خون بہا آپڑتی ہے	عاجز احوال زبون سے ستم گوش ہوا
آفرین دل مین رہی خنجر دشمن کے سبب	اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
در و شانہ سے تما مجو نزاکت خوش ہی	کہ مین ہمدوش ہون گو غیر بھی ہمدوش ہوا
تو نے جو مہر خدا یاد دلایا مومن	شکوۂ جور بتان دل سے فراموش ہوا

اسقدر کاہن تڑپا یقین تھا روح جسم سے نکل جائے گھبرا کے اُٹھا سوچا کہ ایسا نہو معشوق پر کوئی افتاد پڑے چل کے خبر تو لون یہ سوچ کے اُٹھا سحر کرکے ایک عقاب بنا طرف کوہ زبرجدی کے روانہ ہوا لیکن ملکہ سیماب اُسوقت پہونچی دیکھا سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دھوان محیط ہوا سارے میدان و کوہ کو گھیر لیا سیماب دیکھ رہی ہی کہ اُس اندھیرے مین سہمان اُٹھا دھوان جو آنکھون مین سعد کی لگا تلوار ہاتھ سے گری سعد گر کر بیہوش ہوے سہمان طرف ہیکلان وغیرہ کے متوجہ ہوا سیماب جو تڑپ کے گری سعد کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی چرخ مارتی ہوئی طرف آسمان کے جاتی ہی ایک آواز کان مین آئی ارے عجائب و غرائب خداوندی سے غافل ہوئی خوف خداوندی دل سے بھلایا سیماب نے پلٹ کے دیکھا ایک عقاب اُڑا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا کہ ای سیماب کہان جاتی ہی سیماب پلٹ پڑی بائین ہاتھ پر سعد کو لیا آپس مین سحر چلنے لگا دوسرے سحر مین اِس نازنین کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا سحر فراموش

دریاے حیرت کا جوش عقاب نے چاہا تڑپ کے گردن سیماب کو اُٹھا لیجاؤن ایک برق آسمان سے گری کہ عقاب مذکور کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھون پر شاہ کو سیماب نے سنبھالا مرنے سے عقاب کے اندھیرا ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من عقاب جادو بود سیماب شاہ کو لے چلی تھوڑی دور چلی تھی دل سے کہتی ہوئی کہ کیسے مدد کی اس ظالم کے سحر سے بچا یا نہایت محسن تھا اب مکان پر کاہن کے چلون یہ سوچتی ہوئی طرف مکان کاہن کے چلی کاہن جو پلٹ کے آیا تو وارکو دھوڑ رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا سیماب آپہونچی سیماب کے پیچھے مین سعد دبے ہوے آگے اُتری کاہن نے کہا ملکہ جابکے دیکھا کس غضب کا بلوہ تھا ساتھ والے سب فنا ہو گئے انکو تم نکال لائین سیماب نے کہا ای کاہن جو نیکی اہل اسلام کے ساتھ ہو سکے وہ کر گذر مین نے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر مین دیکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی کاہن نے کہا ای ملکۂ عالم یہ صحیح ہی مجھے بھی اہل اسلام کے حال پر توجہ ہی لیکن ہفت پیکر کے عجائب و غرائب وہ مین کہ اس اقلیم مین کوئی اُسکا ہمسر نہین ایسا خوف آتا ہی اب بہتر تمھارے واسطے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سعد کو لیکر یا ہفت پیکر کے جاؤ کسی ساحرہ کا نام لینا کہ وہ لیے جاتی تھی مین نے اُسکو مار کر چھین لیا خدمت خداوند مین لائی ہون ای سیماب طلسم ہفت پیکر کا فتح ہونا بہت دشوار ہی جن اشیا کا تمنے نام لیا انکا ملنا بہت دشوار ہی جلد جاؤ ورنہ تمھاری تلاش مین کوئی نہ کوئی آتا ہوگا عقاب جادو کو مین نے برق شمشیر سحر سے گرا کے مارا ورنہ تمھارا وہین خاتمہ ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آچلا تھا اب تمھارے پیچھے سعد چھوٹ جانے وہ تمکو گرفتار کرکے لے جاتا یہ ذکر تھا سیماب کہہ رہی ہی مجھے تو یہ منظور کہ پاس دشمن کے پہونچاؤن وہ انکو قتل کرے یا قید کرے کیا مشکل کی بات ہی مین اب انکو ہوشیار کرتی ہون جہان کہین وہان پہونچاؤن چاہتی ہی کہ سعد کو ہوشیار کرے کہ آسمان سے آواز آئی او آفتاب فلک سیر تونے بڑی خطا کی کہ دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی حکم خداوندی چلکر حاضر ہو ورنہ مشکین باندھکر لیجاؤنگی جہان صاحبقران قید ہین وہان پہونچاؤنگی سزا اُسکی تم مشکبار جادو کاہن نے کہا لو ملکہ غضب ہوا میرا بھی حال کھلا مشکبار آپہونچی کاہن اُٹھا تھا کہ ایک خوشبو دماغ مین آئی جھونکا ہوا کا چلا سیاہ ہن لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا گرتے ہی کاہن کے سیماب نے چاہا مشکبار پر چاہ پڑھین کہ جھونکا ہوا کا چلا اور خوشبو دماغ مین آئی لڑکھڑائی گر کر بیہوش ہوئی مشکبار زمین پر آئی حیران تھی کہ سیماب کسکو لائی پلٹ کے جو دیکھا جمال جہان آراے سعد پر نگاہ پڑی حسن عالم سوز شہریار کو دیکھکر کانپی پکار اٹھی واہ واہ

سبحان اللہ کیا قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کیا صورت زیبا بنائی کیا جمال بے مثال ہی کیا جوان رعنا کیا جری و بہادر کیا صف شکن و تیغ زن ہی رعب و دبدبہ و سطوت و صولت مثل جاکران کمترین ہمراہ ہین قریب آکے بلائین لین تلوے سہلانے لگی پیشانی پہ ہاتھ رکھا سمجھی کہ سحر مین کسی کے مبتلا ہین بیٹھ کے سحر اتارا سعد کو ہوش آیا دل و جان سے نثار ہو رہی ہی سعد کی جو آنکھ کھلی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قریب پایا بادشاہ کو بھی حسن اسکا دیکھکر توجہ ہوئی فرمایا ای نازنین تو کون ہی باعث مہر و وفا کیا ہوا مشکبار نے کہا ای شاہ سعد قدم تیرے اقبال مند ہو مین تمھاری دشمن ہون سیماب و کاہن میرے سحر سے بیہوش پڑے ہین فرقۂ اہل اسلام کے واسطے مجھکو حکم ہوا ہی کہ جہان پاؤ گرفتار کرکے لاؤ اب مین بسبب آپ کی محبت کے کوئی خبر نہ پہونچاؤن گی ہفت پیکر سے سب حال چھپاؤن گی اب آپکا حکم ہو تو ان دونون کو ہوشیار کرون بادشاہ نے فرمایا یہ لوگ آخر کون ہین ہم سے محبت کا کیا باعث مشکبار نے کہا انسے دریافت کیجیے یہی باعث بتلائینگے یہ کہکے مشکبار نے ہوشیار کیا سحر اپنا اتارا سیماب و کاہن کو ہوش آیا اٹھتے ہی صحبت یہ دیکھی کہ جس ساحرہ نے ہمکو بیہوش کیا تھا وہ بیٹھی ہوئی سعد شہریار سے باتین کر رہی ہی کبھی ہنستی ہی کبھی ہاتھ باندھتی ہی سعد نے سیماب سے پوچھا ای ملکہ سیماب ہم تمسے حال دریافت کرنا چاہتے ہین کہ تمھاری شفقت کا ہمارے اوپر کیا باعث ہوا تمنے اگر وقت پر ہماری کیون مدد کی سیماب رونے لگی کہا ای شہریار جب ہین رستم پر بائی ہوئی جا بجا لڑی شرکت کی اب انھین کی فکر مین نکلی ہون لالہ عذار الگ گئی ہین نیلم جادو نامے ایک ساحرہ ہی وہ بھی جستجو مین گئی ہی مین بھی فکر مین نکلی ہون کاہن کی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام زیر کوہ زبرجدی لڑ رہے ہین مین وقت پر پہونچی آپ کو اٹھا لائی یہان یہ معرکہ گذرا مین گرفتار طلسم روے نیبا ہے رستم ہون اب وہ جس تلاش مین نکلے ہین خدا انکو کامیاب کرے اشیاے مذکور انکو ملین لوح کا سلسلہ شروع ہو جائے ہفت پیکر کے ساتھ والے بھاگین کاہن صاحب بھی آپ کے واسطے بدنام ہوے اب جو مناسب جانیئے وہ کیجیے اور کیون ای ملکہ مشکبار تمھین سحر مین یہ طاقت ہی کہ خوشبو تمھاری بلند ہوتی ہی اسی خوشبو سے ہم اور کاہن بیہوش ہوے سعد شہریار بیہوش ہوے تجھے تسخیر ہونیکا کیا باعث ہوا مشکبار نے آہ کی بے اختیار رونے لگی کہا ای ملکہ سیماب جس عارضہ مین تم مبتلا ہو وہی عارضہ ہمکو بھی ہوا اب تدبیر کرو کہ حضور کو لیکر نکل چلین انکی خیر ہو صحراے ویران مین کلاہ ہفت گوشہ کا

نشان ملتا ہی اب ہم انکو وہان لیے جاتے ہین اگر مل سکے تو کلاہ ہفت گوشہ دلائین ہم بھی رمز سے
ماہر ہین کہ طلسم کشا کے پاس تین چیزین ہونا واجب و لازم ہی تب لوح کا پتہ ملیگا یا تو ہمکو قضا لیے جاتی ہی
یا کلاہ ہفت گوشہ براے شہریار ممکن کرتے ہین اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین کوئی تو فخر انمین ایسا تھا
کہ صاحبقران نے انکو بادشاہ لشکر اسلام کیا ہم بھی انکے دام محبت مین گرفتار ہین بے جستجو ان چیزونکے
بالکل بیکار ہین سیماب نے کہا بسم اللہ خدا آپکی مدد کرے کلاہ ہفت گوشہ ملے یہ کہکے مشکبار
نے تخت تیار کیا سعد شہریار کو اسپر سوار کر لیا طرف صحراے ویران کے چلی بعد جانے مشکبار کے
کاہن و سیماب نے صلاح کی سیماب نے کاہن سے کہا بڑی رازدار ہفت پیکر شریک ہوئی مشکبار
یہ صحراے ویران مین پہونچے گی کہ رازدار طلسم ہی ہم تم بھی چلکر دیکھین شاید کوئی تدبیر سے کلاہ ہفت گوشہ
ہمین ملے اُسی شہریار کے بارے مین نجومیون نے بیان کیا ہی کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین اور
دوسری چیزین بھی کسی وجہ سے دستیاب ہونگی کاہن بھی اسپر راضی ہوا سیماب و کاہن جانوران
پرند بنکر تعاقب مین مشکبار کے چلے مشکبار جو بادشاہ کو لیکر چلی تھی راہ مین اسنے سب کیفیت اپنے
عشق کی بیان کی کہا ای شہریار حضور کو چلکر صحراے ویران مین پہونچاتی ہون ویران بربط خان
وہان کا حاکم نہایت ساحر زبردست ہی اگر اُسنے بہ محبت دوستی کا دم بھرا اور حضور کا ساتھ دیا تو ضرور
کلاہ ہفت گوشہ ملنا بہت آسان ہوگا بادشاہ ساتھ ساتھ مشکبار کے آتے ہین اختلاط ظاہری
راہ مین ہوتے ہین کہ دور سے ایک صحرا دکھلائی دیا دیکھا صحراے ویران کف دست میدان نہ اُس جنگل مین
انسان اور نہ حیوان ہواے گرم چل رہی ہی درخت جلے ہوے پتے گرے ہوے شاخین دست
افسوس شوق کنار و بوس مین حیران پتے سرگردان زرد زرد پتے درختون سے گرے ہر مقام پر انبار
زاغ و زغن کی جا بجا پکار مشکبار نے عرض کی یہی صحراے ویران ہی چاہتی ہون آپکو کسی گوشہ مین
ٹھہراؤن مین ویران بربط خان کے پاس پہونچون یہ کہکے سعد کو اُس جنگل مین لائی اور ایک
پہاڑ پر نخل کے سایے مین سعد کو ٹھہرا کر آپ تلاش مین ویران بربط خان کی چلی سامنے دیکھا
میدان مین ایک قصر شاہی تھپیڑ چٹک رہے ہین دروازہ کھلا ہوا ہواے گرم کے جھونکے پریشان
کرتے ہین مشکبار دروازے پر ٹھہری دیکھا دربان بیٹھا ہی مشکبار نے دربان سے کہا میان
ویران بربط خان سے جاکر عرض کرو کہ ملکہ مشکبار آپکی ملاقات کی طالب ہین دربان گیا

ویران کو تخت پر بیٹھے دیکھا بربط آگے رکھی ہی دسن مین بجا بجا کے یہ غزلین بیٹھا ہوا گا رہا ہی نظم

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا — آئینہ دیکھتا ہی منہ آئینہ ساز کا
ہاتھون سے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا — بگڑا ہی کھیل کیا فلک حقہ باز کا
پہلے ہی اذن عام دیا نعش یار پر — غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
سر پیٹتی ہین حلقۂ ماتم مین قمریان — نخل عصا ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گناہگار — ہی تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
زندہ ہی دفن کردو مجھے دوستو کہ اب — محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
ہی کفر مت کہ اب اُسے کس سے وصال ہی — ای محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگائین گے — خواب عدم مین چین ہی گر خواب ناز کا
گر گلشن خلیل جلادے تو کیا عجب — شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا
نادان دل کو مرگ کا اب تک یقین نہین — اللہ کیا گمان ہی عمر دراز کا

نگہبان سامنے دست بستہ کھڑا رہا جب ویران گا چکا پوچھا ارے کیون کھڑا ہی اسنے بیان کیا کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی مشتاق ہین در دولت پر حاضر ہین ویران خوب ہنسا کہا مین جانتا تھا کہ کوئی صاحب ضرور تشریف لائینگے بربط کو اُٹھا کے کنارے رکھا ایک کلاہ رکھی تھی سات گوشے اسمین مثل بجلی کے چمک رہے تھے اُس کلاہ کو اُٹھا کے ویران نے جھول مین رکھا نگہبان سے کہا بلالو مینے گلابی اُٹھا کر ہمارے سامنے رکھو نگہبان نے گلابی اور جام بلورین سامنے رکھدیا اب ویران شراب پینے لگا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا مشکبار نے آکے ویران کو سلام کیا ویران بہت ہنسا کہا ای ملکہ عالم تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے حال دل بیان کیجیے بعد اسکے چلی جائیے ملکہ مشکبار کرسی پہ بیٹھین چاہتی ہین کچھ حال کہون رک جاتی ہین تھرا رہی ہین ویران نے کہا ای مشکبار جام شراب پیو اسنے انکار کیا ویران نے جام لبریز کیا ہونٹون سے ملا دیا آخر مشکبار نے جام پیا پیتے ہی جام کے ویران قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون ملکۂ عالم کس فکر مین آئی تھین بڑی خطا تمنے کی یہ سنتے ہی مشکبار اپنے مقام سے اُٹھی چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جام آغشتہ بہ دارو سے بیہوشی تھا اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کے گرین ویران نے نعرہ کیا او مکارہ اب کہان جاے گی اپنے

سحر کے جوش مین زبان مین سوزن بھی نہ دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا دل مین خوش ہو کہ اس مکارہ کو مین نے گرفتار کیا لیکن حیران ہو کہ ہیرون نے خبر دی تھی اپنے معشوق کو ساتھ لیکر چلی ہو اسنے معشوق کو کہان چھوڑا کلاہ ہفت گوشہ کی فکر مین آئی تھی سامنے قدرت کے دربار مین سمجھا جائیگا قصر سے نکل کے بلند ہوا ایمان سعد شہریار کوہ پر سرنگون بیٹھے تھے سوچ مین کہ دیکھیے انجام کیا ہو اگر طلسم کشا رستم چیلتن ہین تو خدا اُنکو مبارک کرے ہم مددگار رہین تو بڑی بات ہی نہ دیکھیے ہمارے رفقا کیونکر رہائی پائینگے اگر ساتھ والے رہا ہوتے اُنکو لیکر کوچ کرتے اُن ملکون پر جاتے کہ جہان ساحر نہو نے غیر ساحرون کو تسخیر کرتے افسوس ہی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچے تصویر تک رسائی نہ ہوئی ورنہ کیفیت معلوم ہوتی کیون اے سعدان تصویرون مین کیا ہی کوئی ان تصویرون کے اندر بیٹھا ہی کون آواز دیتا ہی کہ سامنے سے سنا تا ہوا سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام ژولیدہ مو بدخو بدو نیلا لباس زیب جسم کھاروے کی سرخ تہمد باندھے ہوے مشکبار کو پنجے مین دبائے ہوے کہتا ہوا او مکارہ چل اب تجھکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لے چلون قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی قدرت کیا کہین گے یہ بھی مجھکو معلوم ہوا کہ تو برائے گرفتاری ایک ساحرہ اور کاہن کے گئی تھی وہان جاکے دام تسخیر مین پھنسی ایسی بلبلائی کہ صحرائے ویران مین آئی مشکبار کی آنکھین کھلین زبان بند دل دردمند ویران کہتا ہی فوراً تجھکو قتل کراؤنگا ہیرے نے مجھکو خبر دی تھی کہ دھگڑے کو لیکر آئی ہی یہ بتا کہ اُس جوان کو کیا کیا مشکبار کلام نہین کرسکتی آنکھون سے اشارہ کر رہی ہی کہ مجھے چھوڑ دے ایسا نہو کہ قدرت حکم قتل کا دین تو مین کیونکر بچون ویران کہتا ہی او مکارہ اب مین تجکو رہا کرونگا سامنے قدرت کے لے چل کے تجکو قتل کرونگا جلاد طلسم کے سپرد کی جائیگی اور اپنی حرکات قبیح کی سزا پاؤ گی تمھارا عہدہ ہماری کنیزون کو ملیگا اے مشکبار اب تیرا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا سعد نے جو مشکبار کو اس حال پرملال مین دیکھا دل بیقرار ہوگیا یقین کامل ہوگیا کہ ہمارے واسطے قید ہوئی اب اسپر یہ بدعت ہی یہ سوچ کے کمان کیانی دوش سے لی ترکش سے تیر نکالا بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ ویران کا تاک کر تیر مارا عقاب تیر سینہ پر ٹھہرا نوک کر پشت کو پار گذرا مشکبار پنجے سے چھوٹی ایک طرف لاشہ ویران کا چلا ایک طرف مشکبار نے اپنے کو سنبھالا لاش پر کسی نے توجہ نہ کی آسمان پر اُڑتے ہوے کاہن وسیماب دونون آتے تھے انھون نے جو لاشہ ویران کا دیکھا اُلٹتا پلٹتا ہوا جاتا ہی سیماب نے کہا اے کاہن لاشہ

لینا چاہیے شاید کلاہ ہفت گوشہ اسکے پاس ہو یہ سنتے ہی کاہن وسیماب تڑپ کے گرے لاشۂ ویران
ہاتھون پر رہ گیا ایک جانب سعد شہریار پہاڑ پر بیٹھے ہین مشکبار اپنا حال بیان کر رہی ہی کاہن اور
سیماب ان دونون کو دیکھکر اور زیادہ بلند ہوے ایک جانب سناٹا بھرا لاشہ ویران کا لے کے
روانہ ہو گئے یہان مشکبار نے سعد شہریار سے سب حال بیان کیا گھبرا کر کہا کلاہ ہفت گوشہ
دستیاب ہوئی سعد نے گھبرا کے کہا کلاہ کیسی ہین نے تمکو جو اُس کے پنجے مین دیکھا تیر مارا دیا شکر ہی کہ
تیر نشانے تک پہونچا نہین معلوم لاش کیا ہوئی یہ سنکر مشکبار صحرا مین دوڑی چہار جانب تلاش کیا
کہین لاشہ ویران کا نہ ملا آکر تمام کیفیت عرض کی کہا حضور قصر ویران مین چلین چلکر کلاہ ہفت گوشہ
تلاش کرین شاید مل جاے سعد و مشکبار اُس پہاڑ سے اُترے طرف مکان ویران کے چلے مکان بھی
مرنے سے ویران کے گر گیا تمام عمارت گری پڑی ہی اینٹون کے جا بجا انبار ویران کے مکان مین
ویرانی ملازم بھاگے جاتے ہین ہر ایک ملازم یہی کہتا ہوا کسی نے ویران بربط خان کو مارا قاتل کو
کہان تلاش کرین کاشکے لڑائی پڑتی ہم لوگ بھی جان دیتے ایسا مقدمۂ عجائب وغرائب خراب ہوا
کہ سمجھ مین نہین آتا مشکبار نے پکارا ارے کیون بھاگے جاتے ہو اب تمھارے سرپرست ہم ہین تین چار سی
ساحر جو بھاگے جاتے تھے وہ صداے مشکبار سنکر رُکے آگے سعد سے قدمبوس ہوے مشکبار نے
پوچھا تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کلاہ ہفت گوشہ کہان ہی اُن سب نے کہا وہ کلاہ ہر وقت اُسی کے
پاس رہتی ہی مشکبار نے کہا اے شہریار اقبالمندی آپ کی ظاہر ہی لاشہ اُسکا کوئی لے گیا ہمین داغ
دے گیا اب لاش اُسکی کہان تلاش کرین تین سی ساحر نے اطاعت کی مشکبار نے سعد کو تخت پر
سوار کیا وہ صحرا قیام کے لایق نہ تھا اب وہان سے کوچ کیا تین سی ساحر ساتھ ہین مشکبار نے ایک ابر
مشک فام بنایا اُس ابر کا شہریار پر سایہ کیا اس شان و شوکت سے تلاش مین تحفۂ مذکور کی چلے
کاہن وسیماب نے جو لاشہ ویران کا پایا ایک مقام پر آ کے اُترے جھولی سے اُسکی کلاہ ہفت گوشہ
نکال لی سیماب نے کلاہ کو اپنے قبضے مین کیا تلاش مین رستم کی چلی رستم پیلتن کا ذکر جملاً واجب لازم
ہوا کہ لشکر کو لیکر کوچ کیا تھا کئی منزلین طی کین ایک مقام پر پہونچے ہین صحراے دلکشا مین لشکر
اُتارا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تین چار لاکھ فوج پشت پر رستم کو دیکھکر
نعرہ کیا اے رستم تمھاری تلاش ہی بس اب آگے نہ بڑھنا قدرت کے یہان تمھاری طلب ہی پہلو مین

رستم کے سیارہ موجود ہی اُسنے عرض کی حضور کے مقابلے کو یہ پہلوان آیا ہی اس سے مقابلہ کرنا ہوگا رستم
نے کہا ای سیارہ خوب ثابت ہی کہ مین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہون کوئی ہو مجکو مقابلہ کرنا واجب و لازم ہی
وہ پہلوان فوج لیکر مقابلہ مین رستم کے اُترا کہلا بھیجا کہ میرے نام قہرمان خداوندی آیا بحکم خداوند تمھاری
تلاش مین آیا ہون اگر بخوشی میرے پاس چلے آؤ تو کیا عجب ہی کہ قدرت سے کہکر خطا معاف کرادون
اگر جنگ کرکے گرفتار کرونگا پھر معافی خطا غیر ممکن رستم نے ایلچی کو نکلوا دیا کہلا بھیجا جو تجسے ہوسکے
قصور نہ کر ہم آمادۂ حرب و پیکار ہین یہ جو خبر پہلوان کو پہونچی کہ جسکا دیوث شمشیر زن نام ہی اپنا
لشکر مین اُترا کہ طبل جنگی بجواؤن رستم سے مقابلہ کرون رستم بھی آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجے تو مقابلہ ہو آب
حال ملکہ لالہ عذار کا تحریر کیا جاتا ہی کہ ہفت پیکر نے مصر الغرائب سے کہا کہ تمھاری بیٹی طلسم کشا پر
عاشق ہوکے نکل گئی اب ہم اُسکو گرفتار کراکے قتل کرائین گے لیکن زندان خانہ کی حفاظت رکھنا جو کچھ
اشیاے تحفہ جات تمکو دیے ہین وہ حمزہ تک نہ پہونچنے پائین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو
قتل کرکے مختار الطلسم تمکو دلادینگے جاکے حکومت کرنا مصر الغرائب کو بیٹی کے نکل جانے کا بڑا قلق
ہوا تھا آج دربار ہفت پیکر سے جو باہر نکلا دیکھا ایک عمارت عالیشان سات درجے کی آراستہ ہی نیچے
اُس عمارت کے فوج بیحساب فروکش ہی پہلوان گرد گردن کش پھر رہے ہین مصر الغرائب نے
ایک سے پوچھا یہ کیا مقام ہی کہا ای شخص تو نمونۂ قدرت ہفت پیکر سے نہین ڈرتا آگاہ ہو ایک
پہاڑ پر یہ عمارت عالی جو بنی ہی یہ ہفت طبقات قیطول لقا ہین گواہی دینے کو آیا ہی اس سے کلام کرو
مصر الغرائب بالاے قیطول گیا ہر مقام پر ہر ایک فرشتے نے روکا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو
اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ ایک طرف سے آواز آئی ای بندۂ من ما بدولت کو سجدہ کرو دیکھا
ساتوان درجہ ایک قصر رفیع بنا ہی دیکھا کہ لقا تخت پر کرسی وزارت پر بختیارک اٹھارہ سو تاجدار
گرد نازنینان پری چہرہ لقا کی مگس رانی کر رہی ہین مصر الغرائب نے لقا کو دیکھا کہ تصویر ہفت پیکر کو
سجدہ کر رہا ہی مصر الغرائب کو دیکھکر کہا ای بادشاہ طلسم نور افشان یہ خداوند لایق عبادت و معبود
ہی ہم سب کا معبود ہی دیکھو کیا قدرت ہی شہر باختر مع قیطولات یہان پر قائم ہو گیا تم بھی ہفت پیکر کو
سجدہ کرو مصر الغرائب نے سجدہ کیا بختیارک کی چھپے گوئیان دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہی لقا نے کہا
یہ شیطان درگاہ خداوندی تھا اب شیطان درگاہ ہفت پیکر ہی مصر الغرائب یہ کیفیت دیکھکر قیطول ۵۱

لقائے اُترا دوسری ڈیوڑھی پہ آیا حیران تھا کہ ایک ڈیوڑھی مین یہ وسعت کیونکر ہوئی کہ ملک باختر
قائم ہوگیا دوسری ڈیوڑھی سے جو نکلا ملک زبرجد نگار آراستہ دیکھا فیغولات زبرجد شاہ پر پہونچا
دیکھا زبرجد شاہ بھی تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہی عرصۂ دراز تک مصر الغرائب سے باتین کین
تعریف ہفت پیکر کرتا رہا مصر الغرائب یہان سے بھی نکلا تیسری ڈیوڑھی پر پہونچا لات ومنات
کو دیکھا وہان سے آگے بڑھا شہر فرنگستان نظر آیا بقیائے زرّین تن کی خدائی دیکھی اُسنے بھی صفت
ہفت پیکر کی مصر الغرائب سے بیان کی ساتون ڈیوڑھیان مصر الغرائب نے طی کین ہر مقام پر خدایان
خداوندان باطل کی دیکھین سب کو دیکھا کہ تعریف ہفت پیکر مین مصروف ہین اُس قصر مین آیا کہ جو مکان ہمکو
رہنے کو ملا ہی لازم اِسکے جمع ہوئے مصر الغرائب نے سب کے سامنے صفت ہفت پیکر بیان کی کہا سامری
جمشید لات منات لقا زبرجد شاہ بقیائے زرّین تن وغیرہ سب خداوند باطل تھے حمزہ کے
ہاتھ سے مارے گئے تباہ ہوئے اب بعد تباہی بسیار مطیع خداوند ہفت پیکر ہوئے مصروف
اوصاف خداوند ہین اپنے مصاحبون مین بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لالہ عذار
حیران وپریشان آکر پہونچی باپ کے قدمون سے لپٹ کے رونے لگی کہا ای باپ مسلمانون نے مجھپر سحر
کیا معلوم ہوتا ہی وہ ساحر مارا گیا جسکا مجھپر سحر تھا اب مجھے ہوش آیا مین وہان سے بھاگی میری خطا
معاف کیجیے یاد کر کے رستم کو خوب روئی حاضرین وقت کو یقین ہوا کہ لالہ عذار کا دم نکل جائیگا
سب نے کہا ای شہنشاہ خطا بیٹی کی معاف فرمائیے مصر الغرائب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر
بوسہ دیا کہا ای نور نظر ہفت پیکر کی کوئی تعریف کر نہین سکتا یہ خداوند حقیقی ہی ہم سامنے قدرت کے
تمکو لیچلون گا قدرت تمھارے دل کا حال دیکھین گے ارشاد فرمادین گے لالہ عذار نے کہا جو مناسب ہو
ایک جانب لالہ عذار بیٹھی ہین حالات سُن رہی ہین مصر الغرائب آج مبہوت ہو رہا ہی تعریف خدای
ہفت پیکر کر رہا ہی ایک ایک کے سامنے ساتون ڈیوڑھیون کے ذکر مین مصروف ہی ساتون
ڈیوڑھیون کو وہ وسعت دی کہ ہفت اقلیم کا تماشا دکھا دیا تمام عجائب وغرائب سامری کو
بھلا دیا لالہ عذار ان سب باتون کو سُن رہی ہی کنیزون سے پوچھا اسم اعظم صاحبقران کا شیشہ کہان
رکھا ہی کنیزون نے کہا سامنے جو کوٹھری ہی اس مین سب تحفے رکھے ہین تحفہ جات غضنفر وصاحبقران
کا اسم اعظم وحرز ہیکل سب چیزین اسی مین بند رکھی ہین لالہ عذار خاموش ہو رہی مصر الغرائب

باتین کر رہا ہی سامنے قصر کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ایک پتے پر منقار ماری وہ پتہ سامنے مصر الغرائب کے گرا اُسکو اُٹھا کے جو پڑھا اُسمین لکھا تھا ای بندۂ خاص دختر تیری اگی قدرت تجکو آگاہ کرتے ہین کہ وہ صاف باطن ہی اُسکو دلہن بنا کر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو تم عزت دار قدرت کہلاؤ گے اگر قدرت نے نور قدرت اُتار دیا اور خداوندزادہ پیدا ہوا تو خداوندزادہ خدائی کریگا تم قدرت کے نانا کہلاؤ گے اس مقدمے مین بہت جلدی کرنا قدرت کی کیفیت ہی

نالے افلاک پہونچے ہین ہجر یار کے — پھر وہ مشتاق ہین دیدار کے
رہ گئے قطرے کف پا کے مرے — آبلے بنکر زبان خار کے
اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا — ہوگیا جو ہین ترے بیمار کے
سو زبان پر کچھ بھی کہ سکتا نہین — شانہ پھندے مین ہی زلف یار کے
پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوئی — ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے
راستی پائی نہ ابرو مین کبھی — بن نہ نکلے تجسے اس تلوار کے
نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال — سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے
داغ اپنے دل کے کملاتے نہین — بے خزان ہین لطف اس گلزار کے
شکر پروردگار حق مین ای نسیم — اب تو شہرے ہین ترے اشعار کے

یہ اشعار سنکر مصر الغرائب اُٹھا بیٹی کو الگ بلایا کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مقام شکر ہی کہ قدرت تمپر مائل ہوے اب تمہاری شادی کی فکر ہوگی دلہن تمکو بنائینگے سامنے قدرت کے لیجائینگے قدرت تمکو سرفراز کرین ہم اپنی لیاقت پہ ناز کرین یہ مضمون سنکر لالہ عذار نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی آپ خدمت خداوند مین جائین ایک ہفتے کا عذر کرین بعد ایک ہفتہ کے جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگی مسلمانون مین رہی پریشان ہوئی جب وہان سے نکلی پریشان پھری راستہ نملتا تھا بمشکل آپ تک پہونچی لہذا ایک ہفتہ مین طبیعت درست ہوگی یہ سنکر مصر الغرائب بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر تیرے مطلب حاصل ہونگے طلسم نورافشان مین ہفت پیکر والون سے رشتہ داری ہوگی اگر فرزند قدرت پیدا ہوا تو خدائی گھر مین آئی مسلمانون کی پھر مین بیخ نہ چھوڑونگا جہان ہونگے نواسے سے کہکر مٹا دونگا لالہ عذار سنا کی یہ تو عشق مین رستم کے مبہوت ہی منظور ہی کہ یہ تحفہ جات

لیکر نکلون کبھی سوچتی ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کا کیونکر پتہ
ملے ان سب چیزون کو پاؤن تو خدمت مین رستم کی پہونچون اس سوچ مین لالہ عذار بیٹھی ہی کہ پھر وہی
طائر اُس نخل پر آیا پکار کر آواز دی ای خسر قدرت تمکو قدرت سے کچھ کہنا منظور ہی مصر الغرائب نے
اُٹھکے عذر لالہ عذار بیان کیا طائر اُڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے آیا کہا قدرت نے عذر معشوقہ کا قبول کیا
مصر الغرائب بھول گیا ساختہ والون سے کہا ہی لو بھائیو لقب بھی مل گیا اب اختیار ہی جو چاہون
کرون قضائے کار لالہ عذار تو اس فکر ہی مین تھی دن تو جون تون کرکے گذرا رات کو پڑی تڑپ رہی ہی
کبھی بیقراری کبھی اختر شماری کبھی ماہ و اختر کو دیکھتی ہی پھر پلنگ پر آتی ہی جب دیکھا کہ سب سو گئے
لالہ عذار پلنگ سے اُٹھی قریب کوٹھری کے آئی قفل کاٹا اندر کوٹھری کے آئی دیکھا چار شیر غرش
کر رہے ہین لالہ عذار کو دیکھکر تڑپے لالہ عذار نے اُنگلی کاٹ کر خون چارون پر پھینکا چارون کے
چارون آپس مین لڑنے لگے لڑ لڑ کے چارون مر گئے لالہ عذار نے چاہا بڑھون اب جو بڑھی زمین شق ہوئی
ایک مار سیاہ زمین سے نکلا لالہ عذار پر قصد کیا لالہ عذار نے موے سر توڑ کر پھینکا دوسرا مار سیاہ تیار
ہوا آپس مین لڑنے لگے اس مار سیاہ نے اُس مار کو مارا لالہ عذار نے ہاتھ بڑھا کر مار کو اُٹھایا اپنی زلفون
مین قصب کیا وہی مار گیسو تھا آگے بڑھی چاہا شیشے پر ہاتھ ڈالون ایک گوشے سے دیو پیدا ہوا للکارا
او لالہ عذار کیا کرتی ہی شیشہ کو ہاتھ نہ لگانا دل سے زیادہ شیشہ نازک ہی ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جائیگا
کیا تیرے ہاتھ آئیگا ہاتھ لگا کے شیشے کو پچھتائے گی اپنی خود گستاخی پر سزا پائے گی یہ کہکے لالہ عذار پہ
جھپٹا لالہ عذار نے دیو کی کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا طمانچہ کھا کے دیو سنبھلا کہ لپٹ جاؤن کہ
لالہ عذار نے آواز دی ای عفریت جلد حاضر ہو دوسرے گوشے سے ویسا ہی دیو غریو کرتا ہوا پیدا
ہوا دوڑ کر اُسکو لپٹ گیا دونون دیوزادون مین کشتی ہونے لگی لالہ عذار نے کھڑے ہو کے سحر
کیا لالہ عذار کے دیو نے اُس دیو کو چیر کر پھینکدیا اور سامنے سے لالہ عذار کے غائب ہوا لالہ عذار
نے شیشۂ اسم اعظم صاحبقران اُٹھایا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپٹی ہوئی تھی لالہ عذار نے شیشہ اور
حرز ہیکل کو لیکر جھولی مین رکھا قضائے کار مصر الغرائب نے خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر
سامنے کھڑے ہین فرما رہے ہین او مصر الغرائب ایسا غافل ہی تیری بیٹی کوٹھری مین پہونچی
شیشۂ اسم اعظم لے چکی انگشتر مہر و ماہ و اسپ باد پا و تیغہ رو مین شگاف تلاش کر رہی ہی جلد اُسکو

پہونچا ایسا نہو کل جاب طبیعت سے اُسکی قدرت اُسی وقت آگاہ ہوے تھے فقط تمھارے امتحان کو
صفاے قلب کا اُسکے حال کہہ دیا تو نہ سمجھا کہ قریب ہی اتنی مدت نکلی رہی ایکایک چلی آئی قدرت نے
سرفرازی چاہی تو بھی راضی ہوگیا جلد اپنے کو پہونچا ورنہ وہ نکل جائے گی مصر الغرائب گھبرا کر اُٹھا
اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری کہ ارے لالہ عذار کہان ہی کنیزین گھبرا کر اُٹھین گل بہار نامے سامنے
دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہنشاہ چہر گشت پلنگ نہین ہین کہا ارے لینا سب کنیزین پیچھے پیچھے
پکارتا ہوا گیسو بریدہ او ننگ خاندان خبردار اشیاے تحفجات نہ لینا یہ آواز جو لالہ عذار نے سنی دروازہ
کوٹھری کا بند کرلیا سحر کیا زمین شق ہوئی صرف شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر بھاگی غضنفر والے
تحفجات نہ لے اب جو اندر کوٹھری کے مصر الغرائب آیا دیکھا دیو مرا پڑا ہی چار شیرون کے لاشے پڑے
ہین ایک الماری کھولی تیغ و مرکب و انگشتری اُس الماری مین بند دیکھے بے اختیار پکار اُٹھا اور
منہ سے نکل گیا اشیاے غضنفر تو بچے یہ کہکے اُسکو تو بند کیا گل بہار کہ رفیق لالہ عذار کی ہی سوچی
کہ بی بی کو کوئی تو تعلق مسلمانون سے ہوا کہ ان تحفجات کو لیکر بھاگین مصر الغرائب باہر نکلا اور
گل بہار اندر گئی جیسے ہی مصر الغرائب باہر نکلا اندر سے الماری کھولی تینون چیزین قبضے مین کرکے
بھاگی مصر الغرائب آکر بیٹھا ہی کہ یکایک پتہ درخت وحی سے ٹوٹ کر گرا پتہ جو اسکی گود مین آیا اُسمین
نوشتہ پایا او غافل کیا تو نے خاک انتظام کیا جلد تعاقب کر ورنہ پھر نہ پائیگا مصر الغرائب اُٹھکر آیا
کوٹھری مین آیا دیکھا وہ الماری کھلی ہی تینون چیزین ندارد زمین مین غرق ہوکر وہ بھی گئی اب
مصر الغرائب نے جھلا کر سحر کیا کہ زمین شق ہوئی مصر الغرائب غرق زمین ہوا چار سو جادوگر پشت پر
اہل حال لالہ عذار کا لکھتا ہون کہ کوٹھری سے نکل کے شیشۂ اسم اعظم شل دل کے بغل مین دبائے
بھاگی ہوئی جاتی ہی کہ پشت سے آواز آئی واری اِس لونڈی کو تو ساتھ لیجیے تحفجات غضنفر بھی
لائی پلٹ کر لالہ عذار نے دیکھا کہ گل بہار مرکب پہ سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغ رویین شگاف قبضے مین
بھاگی ہوئی چلی آتی ہی لالہ عذار و گل بہار ساتھ ساتھ چلین وقت وہ ہی کہ دیوث مردار خوار نے
طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا رستم کو للکارا رستم نکلے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی آئی رستم کہتے ہین
اُسپر پیچ نہین بیٹھتا وہ پیچ بھی باندھ رہا ہی توڑ بھی کرتا ہی رستم اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ہی
زوال آفتاب کے ساتھ ہی زوال زور رستم ہوا اب وہ اُنکو لے دوڑا چاہتے ہین رکون رک نہین سکتے

لیے ہوے دیوٹ لیے جاتا ہی آسمان سے آواز آئی یہ کنیز و غلام حاضر ہین کلاہ ہفت گوشہ لائی رستم
نے جو سر اُٹھا کے دیکھا سیماب و آفتاب فلک سپہر کا ہین دونون اُترے ہوے چلے آتے ہین سیماب نے
جو رستم کو جنگ سے عاجز پایا فوراً کلاہ سر پر رکھی جیسے ہی کلاہ سر پر آئی طاقت رفتہ واپس ہوئی ہانپتے ہوے چلے
جاتے تھے پلٹ پڑے ریل کر کے دوڑے سیماب و کاہن ترغیب دیتے ہین کہ ای شہریار اب اسکو ہرگز
نہ چھوڑیے گا یہ بڑا مکار ہی رستم ریلے ہوے لیے جاتے ہین یہانتک کہ دیوٹ نے فوج والون کو آواز دی یارو
دیکھتے ہو کہ سورج رستم کے کلاہ ہفت گوشہ پہونچ گئی مجھکو ذلیل کرتا ہی تم سب ایک مرتبہ آپڑو گھیر کر اسکی کلاہ چھین لو
کلاہ اسکے سر سے اُترے تو کچھ اسکا زور کم ہو سرانداز چلے دو لاکھ فوج لپکا لپکی ایکبارگی چلی تیر و تبر سے چلنے لگے پنجہ رستم
سے دیوٹ کو چھڑا لیا چاہا گھیر کر مارلین سیماب بھی آپڑی آفتاب نے اپنی گرمی دکھائی مثل نیر اعظم آسمان
چمکا وہ گرمی دکھائی کہ ساحرون کے بھیجے نکلنے لگے آتش قہر مین جلنے لگے سیماب کا سحر تو اکسیر ہی قتل ساحران
کی تدبیر ہی جب جھپٹ کے گولا مارا وہ دو دو کے سینہ کو توڑ کر پشت کے پار گیا کبھی مثل برق چمکی آندھی ہو کبھی گری
سو دو سو کے سر قلم کیے جس غول پر جا پڑی اُس غول کو پامال کیا لشکر دین کا عجیب حال کیا رستم پشت مرکب پر
سوار ہوے سیارہ مرکب استر پالا کیو دیگر حاضر ہوا رستم نے آپ سوار ہو کے نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد
اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہا کہ بہ تخت مرزوق افگند و شور +
تیغ کپیتان کھینچا کلاہ ہفت گوشہ کو سنبھالا چہار طرف سے کوٹ تیغ تارنج پڑ رہے ہین جو سحر قریب رستم کے
آیا وہ دفع ہو کے گرا شعلہاے آتش بھڑک رہے ہین کڑکا ہے ابر کڑک رہے ہین جو گولہ سامنے آیا کلاہ کو گردش دی
گولہ پلٹا سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسطرح ساحر مر رہے ہین رستم لڑتے ہوے قریب
دیوٹ کے پہونچے للکارا او دیوٹ کمی چوبی سالوس کہان جاتا ہی آگے بڑھنا دیوٹ نے بڑھکر
ہاتھ مارا رستم نے تیغ کپیتان پر روکا آٹھوا دے ہاتھ لا خبردار خبردار کرکے ہاتھ مار دیا برق شمشیر جو گری
خرمن حیات دیوٹ کو جلا دیا مرا دیوٹ کا ایک غبار اُٹھا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا آوازین ہیبناک آنے لگین
آخر مین آواز آئی کہ مجھے مارا نام مرا دیوٹ مردار خوار بود مصر الغرائب جو چار سو ساحرون سے تلاش مین
اپنی دختر بلند اختر کے سحر کے زور مین چلا تھا یہ آواز جو کان مین پہونچی تھرا گیا کہا ہاے دیوٹ مردار خوار
مصاحبان خداوند سے تھا اُسکے مرنے کی آواز کان مین آتی ہی زمین تھراتی ہی بیسے افسوس کی بات ہی بندہ
مسلمان کرامات ہی جسنے جد مصرت خروج کیا ہزارون ساحر مارے گئے نور افشان کا سا حال ہو رہا ہی

یہ کہکے جھپٹا اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم فوج سے لڑ رہے ہین فوج کے پیر اُٹھے ہین علم فوج قلم ہوچکا افسر کلان
مارا گیا جس افسر کو رستم نے تاکا نوک کر مارا مصر الغرائب بھی آپڑا للکارتا ہوا کہ او پسر حمزہ تم لوگون کی
بدعتین بخوبی یاد ہین تم بادشاہ طلسم نور افشان یہ کہکے گرا سحر کیے کہ زمین ہلا دی سیماب لڑتی ہوئی جاتی ہی
کہ مصر الغرائب نے للکارا کہ ای سیماب خانہ خراب قدرت کے گھر کو ویران کیا مسلمانون کی آبادی ساحرون
کی بربادی آج مین بے سبب کے مارے نہ پلٹونگا او آفتاب فلک سیہ کار ہفت پیکر تو نے جلدی
مین کیا کام کیا لیکن اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے گولہ مارا رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو
حرکت دی اور تیغے کو جھپکایا گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینۂ پرکینہ مصر الغرائب کے چلا لاکھ مصر الغرائب
ترکیبین کر رہا ہی گولہ چلا ہی آتا ہی اُدھر نعرۂ رستم کی صدا اُدھر سیماب جب سحر کرتی ہی سو دو سی کو قتل کرتی ہی آخر
مصر الغرائب گینڈے پر سے کود اجایا بھاگون یہ تو الگ ہوا گینڈے کی پیشانی پر گولہ آکر پڑا پشت کو توڑ کر
پار گذرا گینڈا جلنے لگا مصر الغرائب اب الگ لگ لڑ رہا ہی منہ پر رستم کے نہین آتا فوج رستم بہ جانبازی
جنگ کر رہی ہی ہزارون کو مارا خون کے دریا جاری لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین زندہ بھاگے
جاتے ہین جنگ رستم سے جان بچاتے ہین مصر الغرائب سب کو روک رہا ہی کہتا ہی یارو مین نے یہ نگاہ
انصاف دیکھا اہل اسلام بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین تم لوگ جانبازی نہین کرتے جم کر لڑو مقابلہ مین
غالب آؤ رستم کی کلاہ چھین لو کلاہ ہفت گوشہ کیونکر ملی کون لایا مصر الغرائب نے جو اسطرح سے
فوج کو ترغیب دی پھر بھگوڑے پلٹے جم کے لڑنے لگے چاہتے ہین رستم کو گھیر لین کلاہ ہفت گوشہ کو
اُتار لین رستم اپنے زمانے کے رستم ہین تنہا نہ دلیرانہ مصروف جنگ ہین مگر بلوہ فوج کا دیکھکر ستیارہ نے
عرض کی ای شہریار ہوشیار رہیے مصر الغرائب بادشاہ نور افشان ترغیب دے رہا ہی فوج کا بلوہ ہی
رستم جم کے مرکب پر بیٹھے تیغ کیتیان قبضے مین فرمایا ای مرکب اصیل وقت تیز رفتاری ہی ہاتھون سے
فرمایا دستگیری کرو پاؤن سے کہا وقت ثابت قدمی ہی شمشیر کو علم کیا گردا سپر کا ہاتھ مین لیا شیرانہ لڑتے ہوے
چلے جس افسر کو تاکا نوک کے مارا جس مقام پر ڈانٹا فوج کو للکارا جو کوئی افسر کلان سامنے آیا علف شمشیر
آبدار ہوا ہزار ہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی دریاے خون جاری علم کفار بیالم ماتم فوج درہم و برہم رستم لوٹتے بھڑتے
جاتے ہین کہ آسمان پرستاں ہوا لالہ عذار و گل بہار آکر پہونچین لالہ عذار نے رستم کو سلام کیا کہ یہ کنیز
حاضر ہی حربہ سکل گلے مین ڈالدی اب رستم کا زور اور بڑھا لالہ عذار و گل بہار نے بھی سحر کیا کیفیت

دیکھکر مصرالغرائب نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان ڈھونڈھ کر تجھکو مارونگا بیب ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہ کہکے مصرالغرائب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی زمین شق ہوئی ہزارہا ہمراہیان رستم غرق زمین ہوے مثل دہن اژدر زمین نے منھ کھولا ہزارہا ہمراہیان رستم کو نگل گئی مصرالغرائب نے چاہا ہنگامے مین لالہ عذار کو لے بھاگون قدرت کے سامنے پیش کرون اسکو سزاے کامل ہو طرف لالہ عذار کے چلا تھا کہ لالہ عذار نے آواز دی کہ اے شہریار مصرالغرائب نے سحر کامل کیا ہی فوجین گھبرا گئین یقین ہی کنیز گرفتار ہو جاے مجکو آکے بچا لیجیے رستم نے پلٹ کے دیکھا مصرالغرائب نے سحر کیا ہی کہ ہواے تند چل رہی ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی زمین کانپ رہی ہی ہنگامہ گرم ہی مصرالغرائب بے شرم جھپٹا ہوا طرف لالہ عذار کے آتا ہی چاہتا ہی لے بھاگون رستم نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا حرز ہیکل گلے مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر سحر انکے سامنے سے بھاگتا ہی مصرالغرائب کا سامنا ہو گیا مصرالغرائب نے جو رستم کو بشوکت دیکھا کئی کئی طور سے سحر کیے تلوارین برسائین آگ لگائی رستم پر تاثیر ہوئی جنگل سے شیر بھی بلاے رستم کے سامنے سے شیر بھی بھاگ گئے مصرالغرائب نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کیبتان بر کا نتھا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا مصرالغرائب اپنے سحر کے زور مین جانتا ہی کہ مجھپر کوئی شی تاثیر نہ کرے گی سر آگے کر دیا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ حرز ہیکل گلے مین ہی کلاہ ہفت گوشہ سر پر سیماب وکاہن سحر کر رہے ہین لالہ عذار نے شیرون کو مارا رستم نے ہاتھ تلوار کا لگایا چوک کے تلوار جو گری سر مصرالغرائب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون مصرالغرائب شکست کھا کے بھاگا دور تک رستم نے پیچھا کیا مصرالغرائب نے چاہا ٹھہرون سامنے جنگ رستم کے نہ ٹھہر سکا آخر کو پر پرواز پیدا کر کے چلا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بیحیا کہان جاتا ہی گل بہار نے الگ ہو کے گولہ مارا گولہ قریب آ کے مصرالغرائب کے پھٹا مصرالغرائب نے للکارا او کنیز بے تمیز تو بھی اس لائق ہوئی کہ مجھپر سحر کرتی ہی یہ کہکے گولے پر پھبکی ماردی گولہ الٹا پلٹا قریب گل بہار کے پہونچا گل بہار نے شیشہ اسم اعظم کا سامنے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین مین گرا اب مصرالغرائب بلند ہوا چلتے چلتے کہ گیا باشیدای مسلمانان وہ بلا تم پر نازل کرونگا کہ جان بچنا دشوار ہوگی جب مصرالغرائب بھاگ گیا رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے لالہ عذار و سیماب وکاہن رستم کے ساتھ آ کے بارگاہ مین آترے کاہن نے عرض کی اے شہریار خدا نے سامان فتح و ظفر کیا ورنہ آج کی لڑائی بہت سخت تھی خود مصرالغرائب

آیا خوب اُس سے لڑائی پڑی بمقدمۂ زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کیا تدبیر کی جائے رستم نے
کہا اے آفتاب فلک سپہر اگر مین اس طلسم کا فتاح ہون اور اِس منازل عجائب وغرائب کا سیاح ہون
تو پروردگار ان سب چیزون کو مہیا کر دیگا دیکھو عنایت پروردگار کہ کلاہ ہفت گوشہ کس طرح
دستیاب ہوئی اسم اعظم صاحبقران و حرز ہیکل کس طور سے ملی اُسی طرح پروردگار یہ بھی سامان
مہیا کر دیگا اب تو یہان آرہتے ہین پروردگار سامان کریگا اب بمقدمۂ دستیاب ہونے زرہ ہفت جوش
و تیغۂ ہفت جوہر کے صلاحین ہونے لگین رستم نے پوچھا اے کاہن بمقدمۂ زرہ و تیغہ کچھ تمھاری
کتاب مین ذکر نہین کاہن نے عرض کی اِن چیزون کی ہفت پیکر نے ایسی حفاظت کی ہے کہ آجتک کسی ملازم
سے بیان نہین کیا خدا سامان کرے غلام وقتاً فوقتاً عرض کریگا اور کتاب کو دیکھے گا علم ستارہ شناسی
یہ خبر دیتا ہے کہ اِسی ہفتے مین آپ کو اِن چیزون کا پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھِلیگا مگر اِنکی تلاش مین ذات اقدس پر
مصائب ہونگے ملنا اِنکا ضرور اور لوح طلسم تو اُس پردے مین ہے کہ اُسے معدوم سمجھنا چاہیے کیونکر پتہ
ملیگا آپ فتاح اس طلسم کے ضرور ہین اب اسم اعظم و حرز ہیکل تا بہ صاحبقران کیونکر پہونچے رستم نے
کہا اِسکی بھی فکر ہوگی یہان تو یہ صلاح ہے لیکن ذکر سیمتن کا تحریر کرتا ہون کہ سیمتن پاس ہفت پیکر
کے چلی ہے ہفت پیکر مکان خاص مین بیٹھا ہے کہ مصر الغرائب شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے
ہفت پیکر کے آکے سر پیٹ لیا بیٹے سجدہ کیا پھر رو رو کے عرض کیا یا خداوند غلام نے شکست کھائی
آپ کو کچھ خبر ہے کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچگئی راہ مین غلام نے دریافت کیا کہ یہی باعث ہے
جو رستم پر سحر نے تاثیر نہ کی لالہ عذار و گل بہار وقت پر پہونچین رستم کے گلے مین حرز ہیکل پڑگئی ہے
اب گرفتاری اُسکی نہایت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ سیمتن شہر مین آکر پہونچی در اول پر آگے مقام خدائی
زبرجد شاہ دیکھا آگے بڑھی مقام خدائی لقا دیکھا سات ڈیوڑھیون پر پونے دو سو خداوندون کے
مقام دیکھے اِس عجائب وغرائب کو دیکھکر حیران ہوگئی ہر ایک نے سیمتن سے یہی کہا اے سیمتن خدائی
خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے ہم لوگون نے دعوے باطل کیے اسکی سزا پائی اب اعتقاد خدائی خداوند
ہفت پیکر رکھتے ہین جبین سے ہین خبردار جاتے ہی سجدہ کرنا ایسا نہ ہو قدرت کو غصہ آجائے
تم پہلو نشین قدرت ہو سیمتن سے ایک ایک سے یہی گفتگو ہوتی ہے ہر ایک سے یہی کہتی ہے مین اسی لیے
آئی ہون کہ مجھپر غصہ نہ ہو یہ کہکے در آخر پر آئی درگہ سالار بیٹھا ہے اُس سے عرض کی کہ قدرت سے جاکے

عرض کرو کنیز قدیم سرکار کی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی درگہ سالار نے جا کے ہفت پیکر سے کہا ہفت پیکر نے بہ قہر و غضب آواز دی ارے سیمتن تو باغی ہوگئی تو نے پہچانا بھی اس وقت قدرت کو ایسا اختلال ہی کہ اور مقدمات پر نگاہ ہی ان مقدمات کا سوچنا مناسب نہین بلا لو دیکھون کیا کہتی ہی مصر النوائب کہتا ہی مین حیران ہون کہ بی سیمتن کیا جھگڑا لیکر آئی ہین جیسی لا الہ خدا نے فکر کی ویسا ہی فتور نہ ہوا اسی خیال مین تھا کہ سیمتن سامنے سے آئی آکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا قدمون سے لپٹ کے رونے لگی کہا یا خداوند عجب معاملہ گذرا ہی دل مین تھا کہ آپ کی خدائی کو مٹاؤن لیکایک ہوش آیا مین ابھی ابھی پاس سے بہرتم کے بھاگی شکر ہی خدمت مین پہونچ گئی اب امیدوار ہون میری خطا معاف ہو کہ خدمت مین حاضر رہون اب جفائے شرکت مسلمانان نہ سہون مسلمان بڑے ساحر ہین آنکھ ملنے پہ طبیعت لگتی ہی جی چاہتا ہی انکا ساتھ دیجیے اس ناز سے سیمتن نے سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہ ہفت پیکر بیچین ہوگیا سیمتن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے کہا ای مصاحب قدیم ای ملازم ندیم ہمنے تمہاری خطا معاف کی ہر وقت خدمت مین حاضر ہو ترقی تمہارے عہدے کی کی جائے گی سیمتن خاموش ہو کے بیٹھی ہفت پیکر اسکے عشق مین بیقرار ہی فکر مین ہی کہ کسی طرح وصل حاصل کرون کیونکر یہ معشوق پری چہرہ قبضے مین ہو عجب رنگ سے اس ظالم نے اس وقت باتین کین کہ دل بیقرار ہوگیا جی چاہتا ہی کہ دم بھر اسکو پہلو سے جدا نہ کرون ایسا نہ ہو کسی پر ظاہر ہو قدرت کو ہر طرح مشکل ہی اگر کوئی آگاہ ہوگیا تو مشکل ہی مشہور ہوگا کہ قدرت نے نور قدرت بیٹے مین سیمتن کے اتارا ایسا نہو خدائی مین فرق آئے مگر کیا کرین مجبور ہین اپنے دل بیقرار کی تو یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی نظم

لب پر ہی نام تیرا ہی تو ہی تو نظر مین	سینے مین تو کبھی ہی ادہر کبھی جگر مین
ہر چند ہون قفس مین اسیر بھی ہم ہونگا	ہین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری	دل چھین کر ہمارا کہتے ہین جاؤ گھر مین
ایسی رکھیہ آسکو سوجھے لگ جلے ہوگئے	تاثیر ہے الٰہی اس آہ بے اثر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا	چکر سا ہمکو آیا سو بار رہ گذر مین
پیشہ ہی دل کی کہنا سن سن کے مسکرانا	کمال ہی وہ پری رو دانائی کے ہنر مین
بوٹا سے قد نے تیرے گلشن مین قہر ڈھایا	کیا کیا نکالین شاخین جابجا کے شجر مین

دن رات سوچتا ہون گالون کی او تشبیہ — خورشید مین ہی سوزش اور داغ ہی قمر مین
کوچے کے تیرے چکر اور در کی جبہ سائی — اچھے علاج سوجھے ہم آپ درد سر مین
لینگے صلہ غزل کا اپنے وقار سے ہم — طبع ذکی رواں ہی اس بحر صاف تر مین

مکان مین ٹہلتا پھرتا ہی آہ آہ کر رہا ہی سوچتا ہی کیا تدبیر کرون سنہ منزلہ قصر ہی جسکو فلک اول کہتا ہی اُس پریشانی مین فلک اول پر آیا آواز دی کوئی حاضر ہی پہلو سے قصر کے ایک شخص بشکل مہیب بصورت عجیب و غریب سامنے آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا کنیز کی ضرورت ہی تیری ہیبتناک صورت ہی عرض کی قدرت ملاحظہ تو کرین آپ کی خدائی ہی جو صورت مانگیے وہی حاضر ہی اب ہفت پیکر نے دیکھا ایک نازنین بصورت معقول کھڑی ہی چلبلی صورت گلوری گلے مین دبی ہوئی پلیچے سنبھالے ہوے ہفت پیکر نے کہا اپنے کو پاس ملکہ سیمتن کے پہونچا کہنا قدرت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہی جلد ہمارے پاس حاضر ہو وہ نازنین غائب ہوگئی پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر سیمتن بیٹھی ہی مگر انتہا کا انتشار دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سیمتن اشیاے مذکورہ کا کیونکر پتہ ملے کہ بامید حصول اشیاے مذکور خدمت رستم مین جاؤن امید قوی ہی کہ جب اشیاے مذکور پہونچین وہ شیر دلیر بیرا احسان مانے میری وجہ سے طلسم کشائی ہو کہ کان مین آواز آئی ای سیمتن قدرت تمکو یاد کرتے ہین سیمتن نے چہار جانب دیکھا کسی کہنے والے کو نہ پایا سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی سہ منزلے پر آئی دیکھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی سیمتن کو دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار پکارا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت تمھارے منتظر بیٹھے ہمین تمسے راز دل اپنا کہنا منظور ہی دل بہت ناصبور ہی سیمتن نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ سیمتن بیٹھی ہفت پیکر محبت آمیز باتین کرہا ہی خواہان وصل ہوا ہی سیمتن رونے لگی کہا یا خداوند یہ تو بڑی سرفرازی میرے واسطے ہوتی ہی کیا مرتبہ میرا ہوگا سب مجکو اپنا پیر مرشد جانینگے لیکن ایک مقدمہ ایسا ہی کہ آٹھ پہر اُس مین سرگردان رہتی ہون اُسکو صاف صاف فرمائیے تو میرے دل کو تسکین ہو ہفت پیکر نے پوچھا وہ کیا بات ہی سیمتن نے کہا سب کاہنون کا قول یہ ہی کہ طلسم کشا کے واسطے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر واجب و لازم ہی جب یہ چیزین ممکن ہون تب تلاش لوح کر سکتا ہی یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا یہ حکم سچ ہی یہ بھی تمنے سنا ہی کہ

کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا کو ل گئی زرہ ہفت جوشن و تیغۂ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ جہان طائر وہم و خیال نہین جا سکتا ایک طلسم کشا کیا اگر تمام مسلمان لشکر کے کوشش کرین تو ان اشیا کو نہ پائین ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے خراب آباد کہتے ہین جب وہان جاے خراب آباد و جادو ہفت در بند بنا کے بیٹھی ہی اگر وہان کوئی ہزار جانین لیکر جاے تو ایک جان بھی سلامت لیکر نہ پھرے ای جان ہفت پیکر تم اسکا خیال نہ کرو کیا مجال ہی یہ باغی لوگ جو بگڑتے ہین ان سب کی قضا درپیش ہوتی ہی ایک دن مین سب کو ہلاک کرونگا بچکے کہان جائینگے بڑی چیز جس سے طلسم فتح ہوا کرتا ہی وہ لوح طلسمی ہی اُسکا بانیان طلسم نے نشان نہین دیا قدرت نے اتنا پتہ لگایا ہی کہ جب صحراے خراب آباد سے طلسم کشا نکلے تب شاید کان مین آواز پڑے کہ لوح طلسمی فلان مقام پر ہی جب زرہ ہفت جوشن و تیغۂ ہفت جوہر نہ ملا تو لوح کیونکر مل سکتی ہی جسدن قصد کرونگا شاہ ونگا دو شخص باہر ہین علمشاہ جسکو طلسم کشا کہتے ہین جسکو کلاہ ہفت گوشہ ملی دوسرا بادشاہ لشکر ہی ان دونون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی جسدن مین قصد کرونگا اُسی دن ان دونون کو گرفتار کرا لائونگا ای جان ہفت پیکر اسکا خیال نہ کرو کوئی ہمارا زوال دولت نہین کر سکتا یہ بھی تمنے دیکھا جتنے خداوند باطل ہین سب نے ہمکو سجدہ کیا ساتون تو یونہی حاضر ہین آیندہ وندکو سمجھاتے ہین اور ابھی اظہار قدرت کرونگا سیمتن نے پوچھا کیون خداوند صحراے خراب آباد کس جانب ہی ہفت پیکر نے جوش محبت مین کہا طرف مغرب کے جاے تو شاید پتہ ملے یہ کہکے کہا ای جان جہان سمت مین نے خلاف کہی نہین معلوم کس طرف ہی اُسکا ملنا دشوار ہی بلکہ ناممکن ہی کیا مجال طلسم کشا کی کہ اُس طرف رخ کرے قدرت سارے طلسم مین پھرے جب قریب صحراے خراب آباد پہونچے رازداران طلسم مانع ہوے کہ اب قدرت آگے نہ جائین قدرت رازداران طلسم کے کہنے سے واپس آئے جب قدرت صحراے خراب آباد مین نہ جا سکے تو اور کسکی مجال ہی کہ اُس صحرا کی جانب رخ کرے تم خبردار اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا سیمتن نے کہا مین لباس تبدیل کر آؤن تو خدمت مین حاضر ہون ہفت پیکر نے کہا جلد آنا مین حوران جنان کو بلاتا ہون اُنکے سامنے ہی دخل ہو کر وہ جنان مین جا کر تمھاری صفت بیان کرین اہل بہشت سماعت کرین کہ معشوقۂ قدرت کو آج قدرت نے سرفراز کیا اُن سب کے آگے تمھاری آبرو ہو سیمتن نے کہا لونڈی سب طرح موجود ہی یہ کہکے سیمتن اُٹھی ہفت پیکر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا ہر گوشہ قصر سے

نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکن ہنستی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے آئین کہا یا خداوند ہمکو کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا آج قدرت کے قصر مین جشن ہی بیٹھکر گاؤ یہ سنتے ہی ان سب نے ساز اٹھائے سامنے ہفت پیکر کے ہنس ہنس کے یہ اشعار گانے شروع کیے

نظم

ہی مراد وصل حاصل کیجیے روشن چراغ
چاہیے امشب سر ہر کوچہ و برزن چراغ

ہی برائے کشتن پروانہ کیا پرفن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا جوبن چراغ

زلف کے آگے فروغ روے روشن کیونکہ ہو
سامنے کالے کے ہوتا ہی نہین روشن چراغ

تم بھلا وجہ فروغ روے روشن کیون نہ ہو
بزم عالم مین کہین جلتا ہی بے روغن چراغ

سوزش داغ فراق شمع رو مین ہمدمو
آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ

مشتعل رہتی ہی آہ آتشین مثل گیاس
سینۂ عشاق مین جلتا ہی بے روغن چراغ

مثل پروانہ ہی بزم دہر مین گر عندلیب
صورت گلگیر گلچین ہی گل گلشن چراغ

جلوہ گاہ شمع رو مین حاجت مشعل نہین
کب ہوا ہی بزم کوہ طور مین روشن چراغ

مثل پروانہ جلایا شمع رویون نے ہمین
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ

پاک دامانی پہ مرتے ہین یہ پروانے عبث
بزم عالم مین رہا کرتا ہی تردامن چراغ

ہی ترے گھر کا اجالا دخت رز پر میزبان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیے ہی زن چراغ

اختلاط شمع رویون سے ضرر ہی جان کا
سوز پروانے سے رہتا ہی کہین ایمن چراغ

ہی فقط لپکا جلاتی ہی جو پروانے کو شمع
رات بھر محفل مین رکھتا ہی یہی قدغن چراغ

ڈالتے ہین شمع رو کیون روے روشن پر نقاب
چھپ نہین سکتا کسی صورت پس چلمن چراغ

اشتعالک حسن دیتا ہی فقط بہر جفا
ہی فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ

ہی بجا زلف سیہ پہلوے روے شمع رو
ہی مثل یہ کہ اندھیرا ہو جہ ہو روشن چراغ

ہی بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہین
جعد دود شمع ہی گر ہی رخ روشن چراغ

ہی چراغ صبح رعنا آمد پیری مین زیست
واقعی رہتا نہین ہی صبحدم روشن چراغ

ہفت پیکر جلسۂ نازنینان زہرہ جبین مین بیٹھا ہوا اپنے کو خوش کر رہا ہی سیمتن جو جلسۂ ہفت پیکر سے پہلے دروازے پر آئی دیکھا ایک چوبدار کھڑا ہی اسنے کہا بی سیمتن کہان چلین سیمتن گھبرائی ہوئی ہی

چاہتی ہی نکل جاؤن جو مطلب تھا وہ پوچھ چکی ایسا نہ ہو کہین روک لی جاؤن جسنے ایکدن مین یہ عجائب وغرائب بنا دیے تمام خدائیان جنوب و شمال و مشرق و مغرب ایک مقام پر کردین زبرجد نگار اور باختر سے ہزارہا کوس کا فاصلہ ہی وہ ایک مقام پر ہوگئے کہ تمام منسوبات خدائی لقا کے موجود ہین بس اس سبب سے گھبرائی ہوئی ہی چاہتی ہی نکل جاؤن ایسا نہ ہو کوئی گرفتار کرلے تو بڑی خرابی ہو مناسب یہ ہی کہ اصل مطلب دریافت کر چکی اب نکل جاؤن پاس اُس شہریار کے پہونچون یقین ہی انتظار کرتے ہونگے بہانہ کرکے چوبدار سے ہاتھ چھڑایا دوسرے دروازے پر غلام زنگی نے روکا ملکہ ہان کہکے بڑھین تیسرے دروازے پر پہونچین ہر دروازے پر نوبت نقارے بج رہے ہین چوبدار یساول حاجب و دربان بھر رہے ہین کہین وضع باختر کی کہین وضع زبرجد نگار کی کہین وضع فرنگستان کی ہر طرح کے لوگ ہین ساتون ڈیوڑھیون کو طی کرتی ہوئی درآخر پر پہونچی دیکھا ایک نازنین کھڑی ہی اُسنے ہاتھ تھام کر کہا کیون ای سیمتن کہان جاتی ہو کچھ گھبرائی ہوئی ہو کیون پریشان ہو کیا ارادہ ہی سیمتن نے کہا مین ایک کار ضروری کو نکلی ہون قدرت نے ایک کار ضروری کو بھیجا ہی یہ کہکے اُس سے بھی ہاتھ چھڑایا بھاگی جب کوئی روکتا تھا تو سیمتن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اُس مکار کا حکم آگیا گرفتار نہ کرے اب آکے ڈھونڈنے لگی کہ میرا مکان کس محلہ مین تھا نام محلے کا محلۂ زری فروشان ہی وہان کے باشندون سے پوچھا کہ محلۂ زری فروشان کہان ہی ایک دوکاندار نے کہا کہ محلۂ زری فروشان اس شہر مین تو نہین ہی کئی سو برس ہوے کہ محلہ زری فروشان کسی جگہ پر تھا وہ محلے مٹ گئے نئے محلے آباد ہوے اب وہ محلہ نہین ہی اب تو سیمتن گھبرائی کہ اتنا بڑا محلہ غائب ہوا اشیاے نادرہ جو مجکو گھر سے لینا تھے اب وہ کیونکر پاؤن دیکھا سامنے سے ایک زنگن آتی ہی اُسنے پکار کر کہا ای سیمتن کیون دھوکے کھاتی ہی دیکھ گرفتار ہو جائیگی جلد یہان سے نکل جا شعلۂ قہر خداوند بھڑک چکا ہی ایسا نہ ہو کشت زندگی کو جلا دے سیمتن فوراً پر پرواز پیدا کر کے اُس شہر کلان سے نکلی دروازے پر شہر کے دیکھا جس محلے مین مین رہتی تھی محلۂ زری فروشان آباد ہی سرے پر محلے کے اپنا مکان پایا کنیزین منتظر کھڑی ہین پکار رہی ہین بی بی جلد آئیے آپکا محلہ زری فروشان شہر سے باہر پھینکا گیا ہم لوگ یہان آبسے جلد نکل چلیے سیمتن دوڑ کر مکان مین آئی چند تحفہ جات نکالے فوراً ایک طاؤس بنایا اُسپر سوار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی یہان رستم محفل مین بیٹھے ہین صحراے مینو سواد مین فروکش ہین کہ سیمتن آکر پہونچی آتے ہی اسنے رستم کو سلام کیا

کہا ای شہریار کنیز دریافت کرآئی صحرائے خراب آباد مین حضور کو جانا چاہیے جب وہ صحرا فتح ہوگا تب وہ دونون چیزین دستیاب ہونگی ورنہ نہایت مشکل ہی یا تو حضور فتاحی طلسم ہفت پیکر سے ہاتھ اُٹھائین کنیز آپ کو اِس صحرا سے نکال لے چلے تا بہ صحرائے مینو سواد آپ پہونچیے اول مناسب ہی کہ چل کر صاحبقران کو قید سے رہا کیجیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی خواہ طرف صحرائے خراب آباد کے چلیے خواہ طلسم سے ہاتھ اُٹھائیے جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم نے کہا ایہا الحاضرین بگوش ہوش سب صاحب اِس بات کو سُن لین کہ مجھے جان دینا منظور ہی فتاحی طلسم سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا اگر ہزار صحرائے خراب آباد مین جانا ہو اور ہزار فتنین درپیش ہون تو ہم ضرور جائینگے جو ارادہ کیا وہ کیا بموجب قول شاعر فرد یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید دست از طلب ندارم تا کام من برآید * یہ غیر ممکن ہی کہ جسنے اہل اسلام کو اسقدر ستایا کل کو گرفتار کرکے لے گیا ہمنے بھی قیدخانہ دیکھا اُسکے طلسم کو فتح نہ کرین حصول عجائب و غرائب سے ڈرین یہ سُنکر لالہ غدار و سیماب آفتاب فلک سپہر چار دون یہ کہنے لگے کہ ہم ہمراہ رکاب ہین جان و مال آپ پر نثار ہین جسطرف چاہیے اُسطرف چلیے خواہ لشکر کو ساتھ لیجیے خواہ نہ لیجیے غرض یہ سب جمع ہوے انجمن مشاورت منعقد ہوئی اِس صلاح مین ستیارہ بھی شریک ہی سب نے یہی کہا پہلے چلکے صاحبقران کو رہا کیجیے اسم اعظم و سحر نہیں آنکے سپرد ہو ایک طرف سے آنکا بلوہ ہو آپ کی روانگی طرف صحرائے خراب آباد کے ہو یہ صلاح قائم ہوئی۔

دوسرے دن کوچ کی ٹھہری لشکر تیار رہا لالہ غدار رہبر ہوئین بہ رونق تمام طرف زندان خانہ طلسمی کے چلے اِن دونون کا ذکر رفتہ رفتہ تحریر ہوگا اب حال ملکہ مشکبار کہ جو سعد شہریار کو لیکے گئین تحریر کرتا ہون کہ مشکبار سعد شہریار کو لیے ہوے مع تین سو ساحرون کے سایہ ابر مشکبار سر پر بڑے زور و شور سے جاتی ہین ایک مقام پر لشکر پہونچا تھا کہ دیکھا ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا اُس ابر نے آکر ابر مشکبار کو لپیٹ لیا ایک آواز مہیب آئی کہ او مشکبار باغی خداوند ہفت پیکر کو کہان لیے جاتی ہی تیرے واسطے باعث خرابی ہی ایسا نہ ہو قدرت کو زیادہ غصہ آئے ہمکو حکم ہوا ہی کہ سعد شہریار کو مع مشکبار کے لاؤ یہ صدا جو مشکبار نے سنی تڑپ کے ابر سیاہ پر گری ابر سیاہ کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار پشت پر ستر اسی ہزار ساحران غدار کھڑے ہوے آوازین دے رہے ہین غلغلہ ہی کہ باغیون کو گرفتار کرلو بڑھنے نہ پائین مسمار جادو کہ جو کل فوج کی افسر ہی اُسنے کہا ای مشکبار تو کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوئی تونے دیدہ و دانستہ لعل نواز کو قتل کرایا کلاہ ہفت گوشہ اُسکے قبضے سے نکلی اِس طلسم کشا کے پہونچی

تجھے کیا نفع ہوا یہ سنتے ہی مشکبار نے دیکھا کہ مسمار جادو نے لشکر مقابلے مین اُتار دیا ابر دونون نابود ہوے ابر سیاہ کو مشکبار نے مٹایا ابر مشکفام کو مسمار جادو نے خراب کیا مسمار جادو نے پاس مشکبار جادو کے کہلا بھیجا کہ ای مشکبار بہتر یہ ہی کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو ہمارے حوالے کرو ہم خدمت خداوند مین لیجائین تمھاری خطا معاف کرائین مشکبار نے ہر مرتبہ انکار کیا تیسرے دن غصہ مین مسمار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا مسمار کے ساتھ اسی ہزار ساحران غدار ہین اور یہان صرف تین سو ساحر ہین مشکبار خود رات بھر طلایہ پھری سعد شہریار کی حفاظت کی صبح کو سعد بہشت مرکب پر سوار ہوے مشکبار جادو ہمراہ رکاب ہو تین سو ساحر پرے جماے ہوے میدان مین آکر پہونچے مسمار جادو کو دیکھا اسی ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان مین آکر اُسنے بھی پرے باندھے سوفار جادو اسکا بھائی گرگدن مست چھیڑ کر صف سے نکلا مسمار سے اجازت خواہ ہوا مسمار نے کہا ای برادر ہمنے بڑی غفلت کی کہ تین روز کامل کی مہلت دی اب مین چاہتی ہون کہ آج ہی فیصلہ کرون باغیون کو خدمت خداوند مین لیجاؤن پرسش ہوگی کہ عرصہ کیون ہوا سوفار نے کہا مین تو اب قصد کرچکا مین جاکر مشکبار ہی کو للکارتا ہون مسمار نے اجازت دی سوفار میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھاکے آواز دی ای مشکبار مقابلے مین ہمارے آؤ کمال سحر دکھاؤ دیکھین کس بھروسے پر تمنے بادشاہ اسلام کا ساتھ دیا یہ سنتے ہی مشکبار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا سامنے سعد شہریار کے آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس عرض کی ای شہریار اجازت میدان عطا فرمائیے کنیز رخصت ہوتی ہی خوشی اسوقت ہو کہ اس جنگ کو فتح کرون سعد نے اجازت دی آ مشکبار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے سوفار کے آئی سوفار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا مشکبار کو تیر مارا مشکبار نے ہاتھ ہلایا برق نے تیر کو کاٹا کئی تیر سحر کے سوفار نے مارے مشکبار نے تیرون کو کاٹا جب کئی سحر سوفار کرچکا تب مشکبار نے پکار کر آواز دی ای خوشبوے دماغ رس کیون دیر کی یہ گستاخ گستاخی کر رہا ہی سوفار نے دیکھا جھونکا ہوا کا چلا ایک خوشبوے معقول دماغ مین آئی ناک تھپلا تھپلا کر خوشبو کو سونگھا جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ گلنار ہاتھ بڑھا کر گریبان اپنا چاک کرنے لگا جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین
دیکھو پری نہائی ہی دریاے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی | ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
غیبت مین حال دل تمہین کیونکر کہہ سکون | سن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشّاطہ سے نہ ہو | سو بالپیٹ وہ نشۂ مے کے سرور مین
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا | یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
پاس آنکو میر صحبت اغیار مین کہان | ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین | باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے | ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور ہی نظام | جان ہی حریم کعبہ مین تن جسدہ پور مین

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا ہاتھ باندھے ہوے سامنے مشکبار جادو کے آیا کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی جو کہو وہ بجا لاؤن مشکبار جادو نے کہا تو بھی دعوی عشق کرتا ہی سوفار جادو نے عرض کی مین چاکران کمترین سے ہون مشکبار جادو نے کہا جاؤ مسمار جادو کا سر لیکر ابھی آؤ ہم تمھاری آرزو پوری کرینگے یہ سنکر سوفار جادو اُٹھا لپٹا مسمار جادو پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ پانچ سات سو جادوگر مر کر گر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ قلم ہوا جب کئی سو ساحر مر گرے مسمار جادو نے للکارا او سوفار کیا بے ادبی کرتا ہی خبردار ٹھہر رہ سوفار جادو کب مانتا ہی جھوم جھوم کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی جس غول پر گرا اُس غول کے افسر کو تاک کے مارا مسمار جادو کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی جب دیکھا اسنے کہ سوفار جادو نے دو ہزار جادوگر مارے تب تو اسنے بڑھکے نعرہ کیا او سوفار جادو ٹھہر رہ یہ کہکے سوفار جادو پر جا پڑی سوفار جادو نے گولہ مارا مسمار جادو نے گولہ کاٹا کئی گولے مسمار نے سوفار جادو کے کاٹے آخر مسمار جادو نے جھنجلا کے گولہ جھولی سے نکالا سوفار کو مارا سوفار جادو کے سر پر پڑا سر سوفار جادو کا پھٹا سوفار کا مر کر گرنا کہ شکم شق ہوا شکم سے ایک طائر سفید نکلا منقار یاقوت احمر کی آنکھین مثل برق کے چمکتی ہوئین زفیل مار کے شکم سے نکلا پکارتا ہوا او مسمار جادو ارے تو نے غضب کیا اپنے بھائی کو مارا مین قدرت سے اطلاع لینے جاتا ہون مسمار جادو نے بہت چاہا کہ طائر کو روکون لیکن اسکی تیز پروازی پر ہوش اڑے طائر سامنے سے نکل گیا جب طائر نکل گیا مسمار جادو جست و خیز کرتی ہوئی سامنے مشکبار کے آئی

للکار کر آواز دی او مشکبار جادو یہ تو نے کیا خطا کی بڑی تو نے جفا کی میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے
قتل کرایا مشکبار جادو نے پکار کر آواز دی ای خوشبوے دماغ رس اسکو بھی لینا دفعتاً خوشبو
جنگل مین پھیلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھیں کھولین خوشبو جو دماغ مین مسمار جادو کے پہونچی یہ بھی
جھوم پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم مین تو کنیز ہون ذرا ادھر نگاہ اٹھاؤ مشکبار نے نگاہ اٹھائی
آواز دی او مسمار جادو کیون کھڑی ہی ای خوشبوے دماغ رس تاثیر کر ایسی خوشبو دماغ مین مسمار
کے آئی کہ گریبان اپنا چاک کیا خاک صحرا منھ پر ملی پکارتی ہوئی طرف مشکبار کے دوڑی نظم

اس دور مین بچا ہی رنج و الم سے کون	افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون
اِک سر ہزار سودا لے مول دے کے جان	الجھائے دل کو اپنے گیسو کے خم سے کون
تو ہی بتا ستمگر انصاف سے ذرا	بہتر ہی لعبتون مین میرے صنم سے کون
ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون	جان بر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سے کون
سجدا مین خاک ہوکر معراج ای یہی	سر یار کے اٹھائے نقش قدم سے کون
شمشیر کا ہوا ہی سر سبز کھیت کب	پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون
وحم گجر آپ کے گھر رہتا نہین تو شب	کو دا تھا گھر مین صاحب آخر یہ دم سے کون
ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست	جاکر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

مشکبار نے چاہا تلوار کھینچکر اسکو قتل کرون کہ آسمان پر سنّاٹا ہوا دیکھا وہی طائر جو شکم سے سوفار
کے نکلا تھا جسکا مسمار جادو کے سر پر آکے چرخ مارا ایک چیخ ماری شعلہ دہن سے نکلا طائر جل کر خاک ہوا خاک
طائر کی مسمار کے سر پر گری جیسے ہی خاک سر پر پڑی سحر اتر جاتا ہا مشکبار جادو پر چاہا دون اسکو گرفتار
کرون پشت سے آواز آئی او مسمار جادو سمجھ کر قریب مشکبار کے جانا وہ بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو
کسی سحر مین پھنسو تو جان بچانا دشوار ہو مسمار جادو یہ آواز سنکر ٹھہری پکار کر آواز دی ای مشکبار جادو
اب ہٹ جاؤ کل ہمسے سمجھ لینگے یہ کہکے طبل امان بجوایا مسمار جادو اور مشکبار جادو دونون پلٹ آئے
سعد شہریار ساتھ ہین سعد سے کہا آج مسمار جادو کچھ فتور کر گی ہوشیار رہنا چاہیے سعد کو لاکے
بارگاہ مین داخل کیا آپ تنبل عقاب قبہ بارگاہ پر آکے بیٹھی صمصام جادو کنیز کو طلایہ پر مقرر کیا
مسمار جادو جو پلٹ کے آئی بیٹھ کے سحر تیار کیا بارگاہ سے اپنی نکلی طرف لشکر مشکبار کے چلی جب لشکر

مشکبار قریب رہا آواز حاضر باش و ناظر باش کی سنی دیکھا صمصام نامے کنیز طلایہ دے رہی ہی منھ سے کچھ
شعلۂ آتش چھوٹے جس مقام پر صمصام کھڑی تھی اُسی نخل کے نیچے بیٹھکر سو گئی ساتھ والیان بھی آکے
غافل ہوئین اب دیکھا کہ مشکبار قبۂ بارگاہ پر بیٹھی ہی مسمار پلٹی ایک نخل پر آکے بیٹھی چند پھول منقار سے
توڑے اُن پھولون کو لیکر بلند ہوئی سر پر آگے وہ پھول گرا سے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ مشکبار
سو گئی مسمار اُتری بارگاہ سعد شہریار مین داخل ہوئی دیکھا ظل اللہ آرام فرما رہے ہین مگر دو شیر ایک سرہانے
اور ایک پائینتی بیٹھے ہوے عرش کر رہے ہین مسمار نے پڑھکر ایک دستک دی وہ دونون شیر سر جھکائے
ہوے بیرون بارگاہ چلے گئے اب مسمار جادو قریب چھپر کھٹ کے آئی سعد شہریار پر سحر کیا دونون
ہاتھ اور پیر بیکار ہوے پنجے مین دبا کے لے اُڑی اب خیال آیا لشکر مین ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم
ہوتا ہی سیدھی خدمت خداوند مین چلون یہ سوچ کے بلند ہوئی طرف قصر ہفت پیکر کے روانہ ہوئی اُڑی
چلی جاتی ہی کئی کوس پہنچے مین سعد شہریار کو دبائے ہوے نکل گئی ہی قضائے کار سہراب فیل تن
اپنے باغ مین بیٹھا ہوا مصروف جشن تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ایک جوان کو
کہ آفتاب جمال خورشید مثال ہی لیے جاتی ہی سہراب فیل تن حیران ہو گیا کہ یہ ساحرہ کون ہی اور اِس
شہریار کو کہان سے لائی ہی اور کہان لیے جاتی ہی یہ سوچ کے ایک گولہ اُٹھایا غفلت مین تاک کے
سینۂ پر کینۂ مسمار پر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ مسمار جادو کا ایک طرف بادشاہ اسلام پنجے سے
چھوٹے سہراب فیل تن نے اُٹھکر سعد شہریار کو گود مین لیا صورت زیبا کو بہ حسرت دیکھ رہا ہی جی
مین کہتا ہی یہ کون جوان ہی ظاہر مین شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب حشمت و دولت
معلوم ہوتا ہی مسند پر بٹھا کے سعد شہریار کو سہراب نے ہوشیار کیا بادشاہ اسلام کی آنکھ کھلی اپنے کو
مجمع ساحران مین پایا دیکھا ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تلوے سہلا رہا ہی سعد اُٹھ بیٹھے فرمایا مین
اپنی بارگاہ مین تھا یہان مجھکو کون لایا سہراب فیل تن نے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور
کا حسب و نسب کیا ہی نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے مین مصاحب خاص خداوند ہفت پیکر ہون
حضور کو اس حالت مین دیکھکر خیال ہوا اُس ساحرہ کو مارا آواز آئی تھی کشتی مرا نام من مسمار جادو بود سعد نے
کہا اے سہراب فیل تن ملکہ مشکبار جادو کہ مجھسے محبت رکھتی ہی مقابلے مین مسمار جادو کے
اُتری تھی قابو پا کے مجھے اپنے پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی تھی تمھارا احسان ہوا گویا جان بخشی کی

سہراب فیل تن نے کہا طلسم کشائے ہل جنکا لقب ہی رستم پیل تن علمشاہ رومی فرزند صاحبقران وہ
آپ کے کون ہین سعد نے کہا وہ میرے عم نامدار ہین مصروف جستجوے طلسم کشائی ہین انشاء اللہ وہ
ضرور طلسم مذکور کو فتح کرینگے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ فرزندان صاحبقران کوئی قصد کرین اور وہ
مقدمہ نہ ہو ہر چند کہ مین الگ کوشش مین مصروف ہون وہ الگ جستجو کر رہے ہین اگر چاہا خدا نے تو وہ
ضرور اِس ہفت پیکر کی خدائی کو مٹائینگے یہ سنکر سہراب نے کہا ای شہریار کل میرے پاس خداوند
کا ایک خط آیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ دو باغیون کو گرفتار کر کے بہت جلد بدولت و اقبال کی خدمت مین
حاضر کرو نام نامی و اسم گرامی آپکا اور آپ کے عم نامدار کا اُس خط مین تھا میرا قصد تھا کہ کوچ کر دون مگر
میری خوش قسمتی سے اب حضور نے غریب خانے پر نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا جان و دل سے
کوشش کرونگا لیکن فتاح طلسم آپ کے عم نامدار ہین مین مشکبار جادو کو بلاتا ہون مین اور وہ دونون
شریک ہو کے آپ کے لیے جستجو کرینگے یہ کہکے شہریار کے سامنے سہراب نے اطاعت دین اسلام
قبول کی باغ مین تو بیٹھا ہی ہی ایک طائر کی جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا جا کر مشکبار جادو کو اطلاع
کرو ہمارے پاس اُس عاشق صادق کو لاؤ صبح ہو چکی ہی طائر تو اُڑکر روانہ ہوا سہراب جا کے ایک
کتاب لایا بیٹھکر دیکھنے لگا کہا ای شہریار حضور کی شوکت و لیاقت ضرور بڑھے گی مگر اشیاے عمدہ تقدیر مین
رستم کی ہین وہی لوح پائینگے یہ کتاب حالات مقدمات طلسم ہفت پیکر ہی یہ کہکر خاطر داری مین
مصروف ہوا اب حال مشکبار جادو کا تحریر کرتا ہون کہ جب نسیم سحر چلی قبہ بارگاہ پر بیٹھی تھی آنکھ کھلی
قبہ بارگاہ سے اُتری دیکھا صمصام کنیز کو مع ساتھ والون کے ایک مقام پر سو رہی ہی ہاتھ ٹھنکا کوئی اُٹھا
بڑی صمصام کو جگایا کہا کیون صمصام یہ کیسی غفلت طاری اسی طرح دیتے ہین صمصام نے بیان کیا
کنیز رات بھر طلایہ پھری پہر رات رہے ایک ہواے سرد چلی کنیز سو گئی یہ معرکہ گذرا مشکبار جادو
گھبرا کر وہان سے پلٹی بارگاہ سعد بن قباد مین آئی چھپر کھٹ شہریار عالی وقار کا خالی پا کے بیقرار
ہو کے چہار جانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ میرے مقرر کیے ہوے شیر کہان چلے گئے گھبرا کر باہر نکلی
دیکھا ایک نخل کے نیچے دو شیر سرنگون کھڑے ہین مشکبار جادو نے آواز دی ارے کمبختو ہمنے
تمکو کہان مقرر کیا تھا یہان کہان کھڑے ہو دونون شیرون نے مثل انسان کے آواز دی ہم ناچار ہین
مسما رجادو آئی اُسنے ہمکو بارگاہ سے نکالا اب ہم وہان نہین جا سکتے ہم دیکھا کیے وہ ساحرہ

سعد شہریار کو لے گئی ہم مجبور ہین مشکبار جادو جھلا کر یہ کہکے اُڑی کہ ابھی لشکر کو اُسکے تباہ کرتی ہون
اگر وہ وہان موجود ہی تو ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دون گی افسوس اُس شہریار پرجفا کی ہائے کیا حال اپنا کہون
کسکو کیفیت اپنی سناؤن میری تو یہ حالت ہی نظم

لب پہ وقتِ نزع آہون کے شرارے رہ گئے
اشکِ حسرت آکے مژگان کے کنارے رہ گئے

صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمھارے رہ گئے
چل چکے تھے منزلِ ہستی سے بارے رہ گئے

بالا پن اُس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق
کان مین بالے نہین ہر گوشوارے رہ گئے

شکر ہی کرنے نہ پایا شانہ آن زلفون مین عنبر
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

بزم خوبان اُسکے جانے سے ہے آنکھون مین سیاہ
ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہونچے یارانِ عدم سب منزل مقصود پر
ہم سر راہِ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

فارس گلگون خوبی کو خرامان دیکھکر
چوکڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہ گئے

اور ہی کترے ہین گلرویون نے اب کلیون گل
سانٹے سانٹے پائجامون کے غرارے رہ گئے

آتشِ عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے
دیدۂ گریان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی تین سو ساحرون کا لشکر پشت پر لشکر مسمار پر جا پڑی جلتے ہی گولہ مارا
تین سو حربے سحر کے ہوے لشکر مسمار مین بلوہ ہوا ساحر مر کر گرنے لگے مشکبار لشکر مین مسمار
کے گھس پڑی سحر کرنے لگی کبھی برق بنکر آدمی پر چھپی گری کبھی گولہ مارا لشکر مین غل مچاتی پھرتی ہے مسمار
پکارا کہان ہے اگر نہ ملی تو ابھی ابھی مین سارے لشکر کو مسمار کر دون گی شہریار کو لیکر کہان بھاگی
کسی بارگاہون مین آگ لگا دی لڑتی بھڑتی بارگاہ مسمار جادو مین پہونچی مقام اُسکا خالی پایا
جھلا کر اُس بارگاہ سے نکل چاہتی ہے بلند ہو کر دون آدھا لشکر تباہ کر دیا ہے کہ تمام لشکر مین فریاد و
فغان کی صدا بلند ہوئی ساحر بھاگے بھاگے پھر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ملکہ عالم
یہ نوشتہ دیکھ لو ایسا نہ ہو خلاف گذرے مشکبار جادو نے پلٹ کے دیکھا ایک طائر غل مچاتا ہوا
آتا ہے منقار مین نامہ دبائے ہوے آتے ہی نامہ مشکبار جادو کے ہاتھ مین دیا طرف سے سہراب
کے تحریر کیا کہ ملکہ عالم دیکھتے ہی اس نامہ کے ہمارے پاس آئیے مسمار جادو کو ہمنے مارا سعد

شہریار ہمارے پاس بہ خیر و عافیت ہین یہ سنتے ہی مشکبار جادو نے اپنی کنیزون اور ساحرون کو
آواز دی سب کے سب میرے پیچھے پیچھے آؤ بیگناہون کے قتل سے ہاتھ اٹھاؤ کیا فائدہ نصف لشکر
تو پامال کر چکے سب کنیزین پشت پر آئین مشکبار ہوا کو کاٹتی ہوئی چلی یہین سے ساحرون کا جماؤ
پشت پر تین سی جادوگرنیان اڑتی ہوئی آتی ہین جس صحرا سے گذر ہوا وہ جنگل خوشبو سے معطر ہوا
درخت وجد مین آئے سہراب فیل تن سعد شہریار کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی کہ اسکے دماغ مین خوشبو
آئی شہریار سے عرض کی حضور مشکبار جادو آپہونچی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر مشکبار جادو آئے چمکی
تین سی کنیزین پشت پر پکار کر آواز دی ہم مشکبار جادو باغ مین سہراب فیل تن کے آکر اتری
سہراب نے اٹھکے تعظیم کی لاکر صحبت مین بٹھایا سعد شہریار کو دیکھکر مشکبار خوش ہو گئی کہ بہ نشست
بیٹھے ہوے پایا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین ایسے ساحر با شوکت کو
آپ پر خدا نے مہربان کیا کیون سہراب فیل تن کیا صلاح ہی سہراب نے کہا یہ تو مین کتاب مین
دیکھ چکا ہون کہ طلسم کے یہ فتاح نہین ہین دربندون پر چلیے شاید کوئی صورت نکلے مشکبار
نے کہا بہت مناسب ہی سہراب نے دو دن مشکبار جادو و سعد شہریار کو مہمان کیا تیسرے دن
آواز دی لشکر تیار ہو غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین شجر جھومنے لگے تھوڑے عرصے مین
دیکھا چالیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہو کر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے مرکب خنگ
سیاہ قیطاس پر سعد سوار ہونے لگے سہراب نے کہا حضور تامل فرمائین مشکبار سے کہا آج
کے روز کوچ او معطل رہے ساعت کچھ اچھی نہین ہی یہان سے نکلتے ہی کچھ فتور پڑیگا مشکبار
نے دست بستہ عرض کی آج حضور تامل فرمائین کل روانگی ہوگی سعد نے غصے مین کہا ابھی ہم اگر
چلنے کا نام لے کے انکار کرتے تو تمکو خلاف گذرتا سہراب بھی تامل کرتے اب چلو جملہ معاملات
خدا کے سپرد کرو اگر فتح ہماری تقدیر مین ہی سامان غیب سے ظاہر ہوگا اگر شکست لکھی ہی ویسا ہی
سامان پیدا ہوگا مشکبار قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار غنچے ہنستے ہین پھول مسکراتے ہین نخل وجد
مین مطلب یہ ہی کہ سب منع کرتے ہین اور حضور نہین مانتے ہین حضور رکنے کو قبول کرین اگر کوئی
افتاد پڑی تو نہایت تاسف ہوگا اور مین تو اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون جس طرح ارشاد ہو
بجالاؤن میری تو عجب کیفیت ہی نظم

تجھسے کیا تشبیہ دون خرد وئی یکسو نہین
ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دی جو گوہر مثال
مدتین گذرین کہ میری آنکھ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا بہزاد بھی تیرا مطیع
ای پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین

ربط باہم کے مزے باہم رہین تو خوب ہین
یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہی کچھ زیادہ
کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آتے آتے جو زبان تک جان لے
نوش کے قابل لعابِ افعیِ گیسو نہین

طوق ہو کر رہ گئی ہی بان کسی کی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہی ہمین
سینہ اپنا آشنا سے زحمتِ زانو نہین

نوجوانون کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دل کو صحبت پہلو نہین

ہین وہ وحشی ہوان کہ بعد از مرگ بھی زیر غبار
کونسے دن طوطیاے دیدۂ آہو نہین

حادثات دہر سے کس شی نے پایا ہی فراغ
جادۂ آبی خطوطِ موج سے آتو نہین

ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین

کینۂ صیاد سے کیسی شکستہ دلی ہوئی
سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچھ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاجِ شست و شو نہین

کیا کرین سب اختیاری سے نہین کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یادِ حق ای تبسم
کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکرِ ہو نہین

یہ اشعار پڑھکے مشکبار جادو نے دامن سعد شہریار کا پکڑ لیا کہا کہ آج کوچ نہ ہوگا ای سہراب لشکر آرا و سہراب نے لشکر کو اشارہ کیا بیرون باغ لشکر اُترا سہراب فیل تن نے جلسہ آراستہ کیا رقص کی تیاری ہوئی حاضرین خدمت نے بھاری جوڑے پہنے سب نے آراستہ کی سعد و مشکبار دونون آکر بیٹھے سہراب مصروفِ خدمتگاری ہی گاین سامنے بیٹھی گا رہی ہی اسباب عیش و نشاط مہیا مشکبار جادو بھی خوش بیٹھی ہی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آٹھا رعد کی گرج برق کی چمک گرجتا ہوا باغ پر آکر محیط ہوا سہراب فیل تن کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی

کون صاحب ہین تشریف لائیے آئیے مر گئے کا کیا باعث ابر پھٹا ایک ساحرہ بہ شکل مہیب بصورت عجیب و غریب
زاغ سیاہ پر سوار پشت پر جھبرے بڑے ساحر ترسول اور پھپول ہاتھ مین جھولیان اسباب سحر سے بھری
ہوئی ابر سے نکلتے ہی پہلے سعد شہریار کو دیکھا پھر مشکبار جادو پہ نگاہ ڈالی پھر سہراب فیل تن
سے کہا تمنے اپنے گھر مین باغیون کو جگہ دی خوف خداوند بالکل دل مین نہین ہم بوتیمار زاغ سوار
اس جوان کو لیجاؤنگی سہراب فیل تن نے بہ منت کہا ای بوتیمار زاغ سوار میرے حال پر
رحم کر آج جاتے تھے ہزارہا کوس نکل جاتے کسی وجہ سے نہ جانا ہوا کل یہان سے چلے جائینگے راہ مین
تمکو اختیار ہی میرے گھر پر کوئی پریشانی نہ ہو بوتیمار زاغ سوار نے جواب دیا قدرت کا حکم تو یہ ہی
کہ جو دخل دے اسکو بھی لاؤ جو شریک ہو اسکو بھی گرفتار کرو مین تمپر اور اس گستاخ عورت پر رحم کرتی
ہون کس گستاخی سے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی ہمارا کچھ ادب نہ کیا یہ نہ سمجھی کہ مصاحبان خداوند ہین مین اسکو
لیجاؤنگی قدرت کے سامنے قتل کرونگی خطا کے بخشنے نہ بخشنے کا مجھے اختیار ہی یہ کہکے طرف سعد شہریار کے
چلی مشکبار جادو نے جو اس بلاے سیاہ کو آتے دیکھا منع کیا کہ اس طرف نہ آ یہ قہر و غضب نگاہ
نہ اٹھا کیون قضا آئی ہی ساری مصاحبت رکھی رہ جائے گی ایک سحر مین دیوانی ہو کر جائے گی بوتیمار
کب سنتی ہی چاہا جھپٹ کے اٹھالون کہ مشکبار نے دستک دی اور کہا ای خوشبوے دماغ رس اس
ناکا کو لینا بڑی بے ادبی ہی فوراً پتون سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے نخل جھومے وہ بوے خوش
آئی کہ بوتیمار زاغ سوار جھومی چاہا کچھ آواز دے کہ زمین شق ہوئی ایک شخص مہیب و ہیبناک ہاتھ مین
کچھ پھول و غنچے لیے ہوے زمین سے نکلا نکلتے ہی بوتیمار کو سنگھا دیے کہدیا کہ ہوشیار رہنا اور
اسی طرح غرق زمین ہوگیا بوتیمار زاغ سوار کو ہوش آیا نہایت جھلا کر چیخی اب تو مشکبار جادو
اٹھی وہی اپنا کلمہ کہکر دستک دی ایک خوشبو بھی آئی اور ایک شجر کی پشت سے ایک نازنین پھولون کا
گلدستہ ہاتھ مین نازنین پرفن غنچہ دہن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار اپنے فعل کی مختار ہنستی ہوئی
سامنے آئی پکار کر آواز دی بی بوتیمار زاغ سوار اسقدر کیون خفا ہوتی ہو جو کام کہو وہ مین کرون
مشکبار جادو سے مقابلہ نہ کرو بکتی ہوئی قریب آئی ہاتھ بڑھایا کہ گلدستہ سنگھا کر دام مکر مین
لاؤن بوتیمار نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا سر اس نازنین مہ جبین حور تمکین کا اڑگیا سر کے اڑتے ہی
وہ خوشبو پھیلی کہ تمام باغ معطر ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من خوشبوے دماغ رس بود مشکبار جادو

جھلاکر چلی نیچہ کمر سے کھینچا بوتیمار نے آواز دی بس آگے نہ بڑھنا ای زمین باغ اسکو روک لے یہ کہنا تھا کہ مشکبار جادو لڑکھڑا کے گری زبان بند ہوئی اب بوتیمار نے سعد شہریار کی طرف دیکھا کہا لو تمھاری اس مددگار کا یہ حال کیا سعد شہریار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بوتیمار نے ہنسکر کہا تکلیف نہ فرمائیے اُسی مقام پر بیٹھے رہیے سعد کے ہاتھ پاؤن کی طاقت سلب ہوئی قبضۂ شمشیر قبضۂ شہریار سے چھوٹا بہت تردد ہوا بوتیمار زاغ سوار نے چاہا شہریار کو اٹھالون اب سہراب کو تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کیا کیون او بوتیمار جو ہمنے کہا تھا وہ تونے نہ مانا ہمارے سامنے یہ بدعت یہ کیسکے جا پڑا گولہ مارا بوتیمار نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار سحر ہوے بوتیمار نے جھلاکر کہا اپنی پہلوانی پر ناز کرتا ہی بس اُسی مقام پر کھڑا رہ سہراب کے پاؤن زمین نے تھام لیے سحر فراموش ہوا حیرت کا جوش ہوا اب بوتیمار زاغ سوار بڑھی کہ اس جوان کو گرفتار کر لون ملازمان سہراب نے جو اپنے مالک کو اس حال مین دیکھا افسران فوج بڑھے للکارتے ہوے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ہمارے افسر پر ہاتھ نہ ڈالنا جو افسر بڑھا بوتیمار نے سحر کیا کہ وہ زمین پر گرا چالیس افسر فرداً فرداً بڑھے اور زمین پر گرے پڑے لوٹ رہے ہین اٹھ نہین سکتے اُٹھاکے بوتیمار نے ایک گولہ مارا سارا لشکر دھوئین مین مبتلا ہوگیا دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر نخل شل شمع کا فوری جل رہا ہی افسران فوج اور جملہ لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اب بوتیمار جھومتی ہوئی بڑھی کہ سعد شہریار کو جاکے گرفتار کرون کہتی ہوئی ای جوان طرح دار ارے ظالم تیرے حسن عالم سوز نے میرے دل کو جلا دیا تو خوف نہ کر اپنے دل مین نہ ڈر مین تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے نہ لیجاؤنگی اپنے باغ مین لیچل کے مصروف عیش و نشاط ہونگی تیرے پہلو مین بیٹھونگی جو کہیگا وہ قبول کرونگی وہ مرتبہ کرونگی کہ دیکھنے والے رشک کرینگے اگر تو چاہیگا کہ فتح طلسم مین مصروف ہون بہ دل و جان کوشش کرونگی تابہ کوہ دخان پہونچادونگی سعد نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ خبردار میرے قریب نہ آنا یہ سنتے ہی بوتیمار دور سے منتین بہی کرنے لگی کبھی کہتی ہی او ظالم میرے حال پر رحم کر دل تجپر مائل ہی یہ کنیز تیری تیغ ابرو کی گھائل ہی زخم تپک رہا ہی کانٹا محبت کا دل مین کھٹک رہا ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح
نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح

ہزار مرتبہ تجپر فدا مین کر دیتا
اگرچہ ہوتی مرے بس مین اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ ہمین دہشت — رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح جمال — مریض عشق کے آجائے جسم زار مین روح
ترے فراق مین یون زندگی گذرتی ہی — ہی کرب قلب کو پیارے اور انتظار مین روح
اُسی کے حکم مین ہی موت و زندگی محبوب — حقیقتاً ہی فقط دست کردگار مین روح

ایسی منتین خوشامدین کرتی ہوئی اپنے عشق کا اظہار دل کا اضطرار بیان کرتی ہی بادشاہ نے گالیان دین کلمات سخت کہے جب تو بوتیمار نے نیمچہ کھینچا کہ بڑھکر سر کاٹ لون بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی او ظالم مجھے تو بچا ورنہ دشمن مار ڈالینگے پلٹ کر دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل تاج سر پہ دھرا ہوا موتیون کے مالے گلے مین پکارتا ہوا آتا ہی بوتیمار نے اُس جوان کے جمال جہان آرا کو پلٹ کے دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہوگئی یا طرف سعد کے جاتی تھی یا جست کرکے قریب آئی ہاتھ تھاما کہا صاحب سنبھلو کسنے ستایا زخم تمھارے سر پر کسنے لگایا اُس جوان نے کہا دیکھو وہ سامنے تلوار کھینچے چلا آتا ہی جیسے ہی اُدھر بوتیمار پلٹی لپٹ کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ ہم اجر وس حبشی بوتیمار جادو کا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی بوتیمار گری لشکر اسکا جلنے لگا مشکبار اور سہراب دونون اُٹھے کہا کہ ای شہریار یہ کون مددگار ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا ای اجر وس کہان سے آتا تھا بڑے وقت پر آکے پہونچا اجر وس نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور والد نامدار مگلّل خان تاجدار نے نامہ دیا تھا مین وہ نامہ لیے ہوے طرف ہفت دربند کے جاتا ہون کچھ وہان کے ساحرون سے ضرورت ہی اس راہ سے جو گذر ہوا حضور کو اس حال مین دیکھکر پریشان ہوگیا شکر ہی کہ اس ملعونہ کو مارا ایسی ملعونہ واصل جہنم ہوئی اگر حضور اسی مقام پر رہین تو والد نامدار کو مع لشکر بلالاؤن فرمایا خبردار کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا باپ کو اپنے نہ لانا مین یہان سے کوچ کردونگا سب اہل لشکر اجر وس کو دعائین دینے لگے کہتے تھے کہ تو نے بڑا کام کیا ایسے وقت پر مدد کی کہ کوئی چارہ نہ تھا قریب ہلاکت تھے پھر سب نے دیکھا ایک شعلہ چیخ مارتا ہوا ایک جانب غائب ہوگیا سعد شہریار اُٹھے مشکبار جادو اور سہراب نے عرض کی اب اس مقام پر گھڑی بھر ٹھہرنا مناسب نہین غلام کی شرکت کی خبر بھی ہفت پیکر تک پہونچ گئی جب وہان سے یہ ساحرہ روانہ ہوئی اُسی وقت لشکر تیار کیا سہراب فیل تن کو بھی اپنی

جان کا خوف پیدا ہوا سعد شہریار پشت مرکب پر سوار مشکبار جادو طاؤس زرین بال پر سہراب گینڈے پر لشکر کو ساتھ لیا نوبت نقارے بجاتے ہوے باغ سے نکلے لیکن سہراب چاہتا ہی جلدی نکل چلین پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجین آیا چاہتی ہین مشکبار جادو نے بڑھکے پوچھا ای سہراب کس طرف قصد ہی اُسنے جواب دیا اِسکا خیال نکرو مین طرف کوہ ذخار کے چلتا ہون ذخار جادو ساحر زبردست ہی اگر کوہ ذخار لے لیا تو آگے بڑھکر معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کا زور کم ہو جائیگا سہراب اُسی طرف لشکر لیکر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا اسقدر گرد اُڑی کہ ایک کو ایک نہین دیکھ سکتا تھا ہر شخص غل کر رہا ہی کوئی پکارتا ہی پروردگار عالم مدد کر کوئی گھبرا کر پریشانی مین لات و منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا نام لیتا ہی کوئی گھبرا کر پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر بچائیے طائرون نے غل مچایا پہاڑ معلوم ہوتا ہی تھرا کے گر ینگے پتھر لڑھک رہے ہین کھڑکھڑ کی آواز آتی ہی درخت معلوم ہوتا ہی ٹوٹ کر گر ینگے زمین سے غبار اُٹھ رہا ہی زمین تھرا رہی ہی سارا جنگل اہل اسلام کا دشمن ہو رہا ہی کانٹے اُنگلیان اُٹھاتے ہین گویا گنہگار بتاتے ہین قریب ہی زبان خار سے آواز آئی کہ ای آیندہ و روندہ اس صحرا سے نکل جاؤ یہان راستہ نہ ملیگا جلد نکل جاؤ کیون اپنی جان کے دشمن ہو ہم تمھارے واسطے رہزن ہین دشمن جان تشنۂ خون یہان ٹھہرنا نہین بہتر ہی حکم خداوند ہفت پیکر ہی کہ جو مسلمانون کو صدمہ پہونچائین اُنکو مرتبے جلیل ملین غنچۂ آرزو کھلین سارا صحرا خوشی خداوند کا طالب ہی تم لوگون پر بیابان کا غبار بھی بھاری ہی کہ سامنے سے کوہ ذخار دکھائی دیا سعد نے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ نہایت بلند مرتفع ہزار ہا درخت اُس کوہ پر گرد سبز گھانس گھاٹیان درست دریاے کوہ کٹتے ہوے چمک رہے ہین دریاے کوہ سے غزالان دشت کڑچھالین بھرتے ہوے نکلتے ہین دوسرے درے مین جا کے غائب ہو جاتے ہین اُس پہاڑ کو دیکھکر سب کے بدن مین جان آئی قضاے کار ملکہ نیلم جادو جو رستم سے جدا ہوئی تھی یہ حوصلہ نہ پڑا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤن اور حال پوچھون وہان سے پلٹی ہی آسمان پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی کہ نگاہ پڑی ایک جوان ہم شبیہ رستم گھوڑے پر سوار پریشان و حیران جنگل مین پھر رہا ہی اُسکے ساتھ ایک لشکر گران تباہی مین مبتلا ہی یہ دیکھکر حیران ہو گئی کہ یہ کون جوان ہی کسنے ان سب کو روکا ہی اس صحرا مین سرگردان ہی سر جھکا کے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ ایک نخل کے سامنے مین بیٹھی ہوئی کبھی خاک اُڑاتی ہی کبھی چلو مین لیکر پانی پھینکتی ہی کبھی گل بوٹے ہاتھ مین

لیکر اچھالنے لگتی ہی کبھی لشکر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی دستک دیتی ہی کبھی اپنے بیرون کا نام لیکر پکارتی ہی کہ یہ راہ گیر جانے نہ پائین تاریکی مین پھنسین مبتلاے بلا رہین نیلم جادو کو یہ حال پر ملال دیکھکر بہت بڑا افسوس ہوا کہ بڑے بڑے ساحر زبردست لشکر کے ساتھ ہین لیکن اسکے سحر سے ناواقف ہین یہ اسکی کیا حقیقت تھی سہراب فیل تن اور مشکبار جادو اندھیرے مین گھبراے ہوے آنکھین ملتے پھرتے ہین کبھی کسی نخل سے ٹکر لگئی نیلم جادو کو بڑا رحم آیا جھولی سے کارد سحر نکالی انپشت خاک سا پلائی کارد پیاسم سحر پڑھا چند قطرات خون کارد پر ڈالے اور نعرہ کیا او مکارہ منم ملکہ نیلم جادو جیسے ہی بلی کارد سینے پر پری پشت کو توڑ کر پار گذری اڑ کر گری پہاڑ بھی اسی کے سحر کا تھا وہ بھی جلنے لگا گلستان مین آگ لگی غبار موقوف ہوا مشکبار جادو نے سُنا آواز آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود یہ جو صدا مشکبار جادو نے سُنی کہا ای سہراب فیل تن تمنے سُنا خاکسار جادو کوئی ساحرہ تھی اسکے سحر مین ہم سب الجھے تھے جنگل مین مارے مارے پھر رہے تھے کون ایسا دوست صادق محب وافق پیدا ہوا کہ ایسے دشمن سخت کو مارا ارے تلاش کرکے قاتل کو سامنے لاؤ نیلم جادو سامنے سے ظاہر ہوئی سعد کو جھک کے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی سعد نے فرمایا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہین ہم براے فتح طلسم ہفت پیکر نکلے ہین اب سہراب فیل تن اور مشکبار جادو ہمکو لیکر طرف کوہ دخان کے جاتے ہین اس صحرا مین آکے سحر مین پھنسے تمنے آکے اس ساحرہ کو مارا نہایت احسان کیا نیلم جادو نے عرض کی ای شہریار لونڈی کنیزان رستم پیلتن سے ہی سیارہ جو اس جوان رعنا کا عیار ہی اس سے صورت محبت و الفت ہی ایسا کاتا ہی کہ دل ہلاتا ہی اس طرف سے گذری اس ساحرہ کو دیکھکر مارا پہاڑ پر بیٹھی سحر کر رہی تھی سعد نے چاہا نیلم جادو کو اپنے ہمراہ رکھین نیلم نے عرض کی حضور کنیز انھین کی تلاش مین جائیگی یہ بھی خبر نیلم جادو کو معلوم ہو چکی ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچی سعد نے اس صحرا مین قیام کیا دو روز اس صحرا مین رہے نیلم جادو تو جوش محبت مین سیارہ و رستم کے سعد شہریار سے رخصت ہو کر تلاش رستم چلی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا لیکن سعد شہریار مع ملکہ مشکبار جادو و سہراب فیل تن بعیش و سرور اس صحرا مین دو روز رہے بعد دو روز کے قصد سفر ہی لیکن اب حال ہفت پیکر بد اختر کا مقصود ہوتا ہی کہ یہ انتظام گرفتاری بادشاہ اسلام و رستم نامدار مین مصروف ہی اسکے

جس قصر کا فلک اوّل نام ہی اُس قصر مین بیٹھا ہی تمام امیران سلطنت و وزیران ابہت دربار مین حاضر ہین
کہہ رہا ہی کہ خاکسار جادو کو قدرت نے برائے گرفتاری بادشاہ اسلام بھیجا تھا لیکر آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ہاتھہ کا بنایا ہوا خاکسار کا رکھا تھا وہ مدام شگفتہ ہو رہا تھا پھول نیرنگی اپنی
دکھا رہے تھے غنچے چٹک رہے تھے برگ سرسبز و شاداب جون جون گلدستہ شگفتہ ہوتا تھا دون بدن
ہفت پیکر تقدیرین گویا تا تھا کہ خاکسار جادو مقابلۂ بادشاہ اسلام مین پہونچ گئی تقدیرات
قدرت ظاہر ہو رہے ہین لشکر دشمن مین اندھیرا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب بہت جلد گرفتار
کر لیگی بجادہ چشم لیکر آئیگی بی مشکبار جادو و سہراب فیل تن بندھے ہوے آئین لطف سرکشی
اُٹھائین وہ سزا پائین کہ عمر بھر یاد کرین آتش مین دونون کو پھکواؤنگا قصر یاران سیہ مین جگہہ ملے اور ان
سیہ آنکھون کاٹین زندگی مین مرنے کے مزے ملین لیکایک دیکھا وہ گلدستہ مرجھانے لگا رنگ پھولون کے بگڑے
غنچون نے منہہ کھولنا موقوف کیا پتے مرجھاے ہفت پیکر نے کہا لو اور مزے دیکھو کس مزے سے
لشکر کو گھیرا تھا خاتمہ مسلمانون کا قریب تھا غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین ہی چشم زدن مین
مٹا دیگی اب اُسپر زوال آیا چاہتا ہی لیکایک گلدستہ جلا جلکر خاک ہوا ہفت پیکر نے کہا قدرت جو
کہہ رہے تھے آخر وہی ہوا اُسکا غرور اُسپر غالب ہوا اس غرور نے اُسکو مٹایا غرور نے اُسے روز
سیہ دکھایا ارے ذرا خبر تو لو لاش خاکسار جادو کی کہان ہی آخر کسنے اُسکو مارا کسنے اُسکا جلوہ
مٹایا ہواے جادو بہن خاکسار جادو کی روتی ہوئی اُٹھی کہ یا خداوند کنیز جاتی ہی اگر مُنا ہی اور
ملتی ہی تو نعش اُسکی لاتی ہون یہ کہکر ہواے جادو اُٹھی ایک جھونکا ہوا کا چلا ہواے جادو
غائب ہوئی ہوا کی ہوا بلند ہوئی چلتے وقت اِسنے اتنا پوچھا کہ یا خداوند کنیز کس طرف جاے ہواے
ہفت پیکر نے کہا طرف صحراے مینو سواد کے جسکے قریب کوہ ذخّار ہی اُسی کوہ پر لاشہ خاکسار
ہی ہواے جادو روانہ ہوئی لشکر اسلام صحرا مین فروکش ہی کوچ کی تدبیرین ہو رہی ہین مشکبار
کہتی ہی اگر یہ کوہ ذخّار ہی تو ذخّار جادو یہان کا تاجدار ضرور سر اُٹھائیگا سرکار کو روکے گا کنیز جاکے
ذخّار جادو سے ملاقات کرے دیکھون وہ کیا کہتا ہی باہر بارگاہ سے نکل کر دیکھ رہے ہین لیکن
کوئی قلعہ وغیرہ نہین ہی نہ کسی جانب کوئی بستی معلوم ہوتی ہی نہ کوئی دہ نہ قریہ ہر طرف ویرانہ پڑا ہی
پہاڑ کے پتھر جابجا پڑے ہین مشکبار جادو نے پڑھکے سحر کیا کہ کوہ بیچ مین سے پھٹا دیکھا سامنے

ایک کوہ سر بفلک کشیدہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی قلعہ مین خلقت کی آمد و رفت تو مین قلعے کے اوپر
چڑھی ہوئی گولہ انداز وغیرہ ٹہل رہے ہین جو کھونٹے نشان ہوا مین فرا رہے ہین مشکبار جادو نے کہا
وہ قلعہ نمایان ہوا مردمان قلعہ بھی لشکر کو دیکھ رہے ہین قلعہ دار و دیدبان لشکر کو دیکھکر ذخار جادو
کے پاس آئے کہا ای شہنشاہ لشکر مسلمانان صحراے مینو سواد مین آگیا ذخّار جادو نے جواب دیا
خاموش رہو اسکا ذکر نہ کرو فوراً انکو روکا اور فساد برپا ہوا مین نے ابتک قلعے کو نظرون سے سب کی
غائب رکھا تھا کوئی ساحر زبردست انکے ساتھ ہی جسنے قلعے کو ظاہر کیا خاکسار جادو بحکم خداوند
ہفت پیکر آئی تھی قتل ہوگئی دیکھون خداوند کی طرف سے کیا انتظام ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ جھونکا ہوا کا چلا
ہواے جادو آکر پہونچی ذخّار جادو کو سلام کیا کہا ای ذخّار جادو مجکو قدرت نے براے تدبیر
مسلمانان بھیجا ہی کچھ تمکو معلوم ہی کہ خاکسار جادو پر کیا گذری ذخّار جادو نے کہا ای ہواے جادو
خاکسار جادو قتل ہوئی اُسنے ہنگامہ ڈال دیا تھا لشکر مسلمانان مین تاریکی ہوگئی تھی فریاد فریاد کی
صدا بلند تھی آسمان سے ایک چھری گری نہ معلوم ہوا کسنے خاکسار جادو کو مارا مین تو کانپ رہا ہون
کہ مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکی تباہی ہوئی ایسے ایسے ساحر مسلمانون کے ساتھ ہین کہ جنھون نے مخفی قلعے
کو ظاہر کر لیا اب مجکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو قلعے پر لشکر کشی کرین تو مشکل ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکے
عرض کی کہ در دولت پر سہراب فیل تن مبلغ مسلمانان آیا ہی دروازے پر کھڑا ہی اُمیدوار باریابی کی
درگہ سالار سے باتین کر رہا ہی ذخّار جادو نے کہا لو ای ہواے جادو وہی وہان کا آیا ہوا ہی
سہراب فیل تن کہ جو علم نجوم و کہانت مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق ہی تم خاموش بیٹھو مین اُسے
بلاتا ہون دیکھون کیا پیغام لایا ہی وزیر دل سے کہا سہراب فیل تن کو استقبال کرکے لاؤ
ہواے جادو بیٹھی ہی وزرا گئے سہراب فیل تن کو لیکر سامنے ذخّار جادو کے آئے سہراب
جھومتا ہوا سامنے ذخّار جادو کے آیا شل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ذخار جادو تخت پر
کھڑا ہو گیا کہا ای سہراب فیل تن آؤ سہراب آکر ذکل پر بیٹھا بیٹھتے ہی کہا ای ذخار جادو تمکو کچھ
احوال معلوم ہی کہ ایک ساحرۂ مکارہ اس ہفت پیکر مکار کی بھیجی ہوئی نے مخفی آکر سحر کیا قاتل اُسکا
غیب سے پیدا ہوا اُسے واصل جہنم کیا تمھارا قلعہ بھی ظاہر ہوا تم اطاعت مین کیا کہتے ہو ذخار یہ
سوچنے لگا لیکن ہواے جادو بول اٹھی کیون ای سہراب فیل تن تم قدرت کو مکار کہتے ہو

باپ دادا تمھارے پرستار رہے تمنے بھی سالہا سال سجدہ کیا آج آپ خداوند کو مکار بتاتے ہو کچھ خوف
خداوند نہین کرتے سہراب فیل تن طرف ہواے جادو کے پلٹا ایک ساحرہ کو جو کلام کرتے ہوے
دیکھا کہا تو کون ہی کہ بادشاہون کی باتون مین دخل دیتی ہی تجکو اگر کچھ دعوی ہی تو اٹھ ہوا نے کہا
مین فرستادۂ خداوند ہون خداوند نے تمکو بلایا ہی چلکر قدرت سے بات کرو اپنے اعتقاد کو ٹھیک کرو
ایسا نہ ہو کوئی بلا نازل ہو تو جان بچانا مشکل ہو سہراب نے کہا وہ مکار کیا بلا بھیجے گا اب حال
کھلے گا کہ طلسم کشاے اصلی بھی آتا ہی جسکا لقب ہی رستم پیلتن سرفتنۂ ملک فرنگستان جس ملک پر گئے
اُسکو ویران کیا مذہب اسلام جاری ہوا اب حال کھلیگا سارے کرۂ ہفت پیکر کو معلوم ہو جائینگے
ہواے جادو نے کہا خداے قدرت کو مکار کہتے ہو مین براے بربادی لشکر اسلام آئی ہون تمھارے
بادشاہ کو بچاؤنگی سہراب نے کہا کیا مجال کیا طاقت کسی کی کہ ہماری زندگی مین اُس شہریار پر نگاہ
ڈالے اب تم اور ذخار ملکر یا اطاعت کرو یا مقابلے مین آؤ ہواے جادو نے کہا ایک سحر مین
زمین ہلا دونگی یہ کہکے ہواے جادو اُٹھی سہراب فیل تن سے سخت کلامی کی ہوا نے ایک
دستک دی کہ ہوا چلی سہراب نے رنگ جو منہ سے کہا ہوا کے جھونکے چلنا موقوف ہوے ذخار
کہ رہا ہی ای ہواے جادو سمجھ کے کلام کرو فساد نہ بڑھاؤ لیکن ہوا نے نہ مانا دوسری دستک دی
پھر جھونکا ہوا کا چلا ایکی مرتبہ سہراب ہوا پر جا پڑا جھونکون سے ہوا کے کئی مرتبہ لڑکھڑایا لیکن سحر کو
روکتا ہوا قریب ہوا کے پہونچا کہا او مکارہ سحر کیسے جاتی ہی کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ ماردیا
کہ سر ہوا کا چنبر گردن سے اُڑ گیا ہوا کو مار کے سہراب طرف ذخار جادو کے پلٹا کہا کیون ای
ذخار جادو تمنے اس مکارہ کا حال دیکھا اب تم کیا کہتے ہو اگر جنگ منظور ہی بسم اللہ ہمکو عذر
نہین اگر صلاح منظور ہی خدمت مین شہریار کی چلو ذخار نے کہا ای سہراب مجھے فساد نہین منظور
مین حاضر خدمت ہوتا ہون سامان نذر و نیاز مہیا کر لون تو حاضر ہون یہ کہکے سامنے سہراب
کے منتین کرنے لگا کہ سامنے شہریار کے ہماری سفارش کرنا تمنے اتنی بڑی سرکشی کی مین نے دخل
نہین دیا مین جانتا تھا کہ تمھارے سامنے اسکی کیا حقیقت ہی مین یہ حال بھی بخوبی جانتا ہون
کہ تمھارے ساتھ ملکہ مشکبا جادو ہی اُسکے سحر کی کون برداشت کر سکتا ہی مین حاضر خدمت
ہوتا ہون یہ کہکے ذخار نے سہراب کو ٹالا جب سہراب جا چکا تو دنیا سے صلاح کی سب نے

کہا اس حال کی ایک عرضی قدرت کو لکھیے دیکھیے وہ کیا انتظام کرتے ہین ذخار جادو نے کہا
مین نے سہراب فیل تن سے وعدہ کیا ہی مین نہ جاؤنگا تو وہ پھر آئیگا اور فساد عظیم برپا کریگا میرا
خیال یہ ہی کہ اب مین جاکے ملون مگر کچھ فساد برپا کرون سعد بن قباد کو جیا لاؤن سوا اسکے اور کوئی تدبیر
نہین بن پڑتی ہی سب نے ذخار جادو کی اس راے کو پسند کیا ذخار جادو نے اسی وقت کشتیان
جواہرات کی منگائین تحفہ جات آراستہ کرکے مع وزرا چند خدمتگارونکو ساتھ لیکر براے ملاقات
سعد بن شہریار چلا سعد بیٹھے تھے مشکبار جادو بھی اپنے مقام پر آمادہ بیٹھی ہی کہتی ہی مجکو نہ جانے دیا
سہراب فیل تن خود گئے دیکھون کیا کرکے آتے ہین کہ سہراب فیل تن آیا تمام کیفیت بیان کی
کہا خاکسار جادو کی بہن ہوا سے جادو بڑے زور و شور سے آئی تھی غلام کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوئی ذخار جادو نے وعدہ کیا ہی کہ مین حاضر خدمت ہوتا ہون اگر ذخار جادو نہ آیا تو غلام
پھر جائیگا گردن پکڑ کے ذخار جادو کو لائیگا مشکبار جادو کہتی ہی ابھی جاکے سحر کرون سارے
قلعے والے فورًا حاضر ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھ کے عرض کی ذخار جادو دروازے پر
حاضر ہی سہراب فیل تن نے کہا دریافت کرو کس ارادے سے آیا ہی خیرخواہ دولت نے عرض کی
کہا ہون تو ارادہ اصلاح پایا جاتا ہی باطن کا حال خدا جانے بادشاہ اسلام نے حکم دیا اندر آنے دو اب
ذخار جادو سامنے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نذرین پیش کین عرض کی غلام دل سے مطیع
اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی وزرا کو اسکے کرسیان ملین ذخار
نے عرض کی حضور قلعے مین تشریف لے چلین غلام کو سرفراز فرمائین مشکبار جادو بولی اٹھا کر
ذخار جادو و واصل کرو کل حضور کو قلعے مین لے چلینگے ذخار جادو نے عرض کی آج سے دعوت
لشکر غلام کے ذمے ہی بادشاہ اسلام نے قبول کیا ذخار جادو نے وزرا سے کہا جاکر سامان لاؤ
کل لشکر کی دعوت ہی وزرا گئے ذخار جادو دربار مین حاضر رہا تھوڑے عرصے مین وزرا سب
سامان لیکر واپس آئے دیگین چڑھ گئین کھانا تقسیم ہونے لگا رات کو ذخار جادو نہایت تکلف کے
ساتھ خاصہ بادشاہ اسلام کی خدمت مین لیکر حاضر ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
شریک ہین بادشاہ اسلام نے خاصہ نوش فرمایا اٹھنے حاضر ہوئے دور شراب چلنے لگا صداے
ہم شاہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین خوش رو خوش خو سامنے بادشاہ کے کھڑی

پھر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاتے ہو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جلتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

لٹیں دو راہ میں اُنکی تو کہتا ہوں جو چھوڑو
دکھاؤ دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو ابرو کا اشارہ بھی
اٹھا اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روشنی مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ

کوئی اُنسے کہے منہ پھیر کر کیوں قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا مشتاق ہے تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی ہلاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگان کو
دکھاتے ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تم نے منہ سے یہ فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے منہ آتش جو کچھ در پیش آ جائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں سے مقدر دیکھتے جاؤ

بادشاہ سے پھر رات گئے دربار برخاست کیا چھپر کھٹ پر آ کے آرام فرمایا مشکبار جادو و سہراب مصروف اہتمام ہیں طلائے کی گشت مقرر کی فرخار گھبرایا ہوا اُسی بارگاہ میں آ کے سویا جب لیٹے دیکھا مشکبار جادو اور سہراب فیل تن دونوں اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہے ہیں اپنے اٹھ کر سحر کیا بادشاہ اسلام بیہوش ہوئے کمر میں پنجہ دیکے اڑا جب بلند ہوا سوچا کہ قلعے میں جا کر اپنے ناموس کو توڑ لوں ایسا نہ ہو صبح کو مشکبار جادو اور سہراب فیل تن دونوں بلوہ کریں تو ناموس برباد ہو یہ سوچتا ہوا قلعے میں آیا اپنی زوجہ کو کہ جسکا نام نسرین جادو تھا کمسن حسین مہ جبین جگایا وہ جو خواب سے اٹھی پوچھا کیوں صاحب کیا ارادہ ہے کہا میں بادشاہ اسلام کو گرفتار کر کے لایا ہوں طرف خداوند کے جاتا ہوں نسرین جادو گاتی دوپٹے کی باندھ کے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ ہولی زن و شوہر قلعے کو چھوڑ کر بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے حد کوہ فرخار سے نکلے یہی ارادہ ہے کہ آج پتے کو خدمت خداوند میں پہونچاؤں یہ سوچکر ایک تخت سحر تیار کیا زن و شوہر اُسپر سوار ہوئے

سے شہریار کو تخت پر ڈال لیا طرف ہفت پیکر کے چلے یہان صبح کو مشکبار جادو اور سہراب جو بیدار ہوے خدمتگار روتے ہوے آئے دیکھا پلنگ شہریار کا خالی پڑا ہی مشکبار جادو نے نقش پا کی خاک اٹھائی اُسکا پتلہ بنایا اُس سے پوچھا تو کس کے پائون کی خاک ہی پتلے نے آواز دی ذخار تاجدار کی جو شہریار کو لے گیا یہ سنتے ہی مشکبار جادو اور سہراب جادو سمت کو اپنے سحر سے دریافت کرکے لشکر سے نکلے لشکر والون سے کہدیا تم اسی مقام پر رہو ہم تلاش مین شہریار کی جاتے ہین یہ کہکے مشکبار اور سہراب دونون پرپرواز پیدا کرکے چلے لیکن ذخار جادو اور نسر بن جادو بادشاہ اسلام کو تخت پر ڈالے ہوے صحراے لالہ زار مین پہونچے لالہ زار جادو صبح کا وقت ہی سیر صحرا کر رہا ہی چند مشیر و وزیر ساتھ ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار پہلو مین ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سیمین غنچہ دہن رشک چمن دو پٹہ ڈھلکا ہوا بال چہرے پر پریشان عارض وہ کہ جیسے خورشید و قمر دونون شرماتے ہین سینہ پر اُبھار دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش نازنین مہوش کے سامنے حاضر ہین صاف ظاہر ہی کہ نخل سرو مین ثمر ہین محرم اس راز سے بے خبر کمر نازک موے میان یا تار نظر کہنا چاہیے عدم کی کسکو خبر ہو ساق پا جس پر بلے قصر حسن قائم چال سے شہیدان ادا پامال اچھال با بھونچال نقش پا تاج سر شاہان جلیل عاشقون کی کفیل لالہ زار نے جو یہ صورت جہان آرا دیکھی بیتاب ہوگیا پکار اٹھا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان یک نظرے دخوش گذرے ذرا عاشقون کی جانب دیکھو ہمسے تو نگاہ ملاؤ الگ الگ نہ جاؤ نظم

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری
کیا کہون وہ نہین سُنتا ہی کہانی میری

کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سُنتا ہی
عشق جانان مین ہی مشہور کہانی میری

خون عاشق کا بھی دھونے سے کہین چھٹتا ہی
رہگئی خنجر قاتل سے نشانی میری

بحر ہستی مین حباب لب جو ہون لاریب
ہی فنا سامنے بنیاد ہی فانی میری

آہ کے تیر ترے سینہ سے کیا کیا گذرے
دیکھی اے ترک فلک سخت کمانی میری

اپنے کوچے مین جگہ دی نہ مجھے بعد فنا
جان لی تمنے مگر قدر نہ جانی میری

یہ ہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہین
قاصدا کہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا سن شباب آتے ہی — کٹ گئی آگ کے شعلون مین جوانی میری
بس کہ کوہ غم فرقت کے تلے دب کے مرے — کوہ سے بھی ہی سوا لاش اُٹھانی میری
میرے شعرون کی صفائی سے عدو کٹتے ہین — تیغ ہی اُنکے لیے سیف زبانی میری
نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجھکو قبول — ایک بھی بات نہ صیاد نے مانی میری

یہ اشعار پڑھکے سحر سے اشارہ کیا تخت تھرا کے زمین پر آیا لالہ زار بے اختیار ہوکر دوڑا ذخار نے لالہ زار کو بیچا یا پکارکر آواز دی ای لالہ زار ای لالہ زار ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کیا کرتے ہو میری زوجہ پر نگاہ ڈالتے ہو تمھاری بھلا مچ ہی ذرا سنبھلو لالہ زار نے آواز دی او ذخار جادو اگر اپنی زندگی چاہتا ہی ہٹجا اس نازنین کو چھوڑ دے مین شربت وصل سے سیراب ہون نہایت بیتاب ہون ذخار جادو نے ہر چند پڑھکا لالہ زار نے نہ مانا چاہا نسرین کا ہاتھ پکڑلون نسرین نے سحر کیا اُس سحر کو لالہ زار نے دفع کیا ذخار جادو کود کر بیچ مین آیا کہا خبردار ہاتھ نہ لگانا اور نہین تو بہت پریشان ہوگا چند وزیر و امیر جو لالہ زار کے ساتھ تھے آنسے کہا اس نازنین کو پکڑ کے میرے پاس لاؤ مین کیا کرون مجھسے صبر نہین ہوسکتا میری جان پر بنی ہی وزیر و مشیر دوڑے ذخار جادو و نسرین جادو نے ایک گوشہ پکڑا زن و شوہر دونون ملکر سحر کرنے لگے کبھی گولہ مارا کبھی آتش کے دانے پھینکے ملازمان لالہ زار جل جل کر گر رہے ہین سو دو سو جوان سے زیادہ نہین ہین ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین جب زن و شوہر نے سحر کیا دس پانچ جل کر گرے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منہ جھپکا کوئی منہ کے بل گرا کوئی چیختا پھرتا ہی کوئی اشعار انتقام پڑھتا ہی لالہ زار نے جو دیکھا کہ میرے ساتھ والے بلوہ کرتے ہین لیکن کوئی اس نازنین تک نہین جا سکتا نازنین شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہی کاتی بندھی ہی چمک چمک کے سحر کر رہی ہی زن و شوہر نے چالیس پچاس جادوگر مار کر ڈالدیے لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین کبھی ذخار جادو نے بڑھکے چار اور چار جادوگرون کو مارا پھر پلٹ کے اپنی زوجہ کے قریب آیا دور سے سحر کرنے لگا دریاے خون مین نہایا ہوا مصروف جنگ ہی لالہ زار جھلاکر خود بڑھا پکارتا ہوا کہ او ذخار بہتر ہی کہ زوجہ کو چھوڑ دے ورنہ تجکو قتل کرونگا کیون شامت آئی ہی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب ذخار جادو کے جاکے پھٹا ذخار نے دستک دی گولہ پھٹ کے زمین پر گرا کئی سحر لالہ زار نے کیے ذخار نے دفع کیے زن و شوہر لڑ

جانبازی کی لڑائی لڑ رہے ہین لالہ زار جادو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ جاکر نسرین جادو پر قبضہ کرین ذخار جادو
بڑھ بڑھ کے ہٹاتا ہی قریب نہین آنے دیتا سحر کر رہا ہی لالہ زار جادو نے جھوم کے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
ذخار جادو لڑکھڑا کے گرا نسرین جادو نے دوڑ کر اپنے شوہر کو سنبھالا کہا صاحب ذرا ہوشیار رہو
اس ظالم کی بدعت سے خداوند ہفت پیکر بچائین ذخار جادو سنبھلا لالہ زار نے پکار کر کہا ارے
کمبختو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کرو ان دونون کو گرفتار کرو سب نے بلوہ کیا اب زن و شوہر گھبرا کے ہفت پیکر
سے دعائین کرنے لگے بیقرار ہوکر جو دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
جو تلاش مین بادشاہ اسلام کی چلے تھے اسوقت آکے پہونچے دیکھا بادشاہ اسلام تخت پر بیہوش پڑے ہین
ذخار جادو کی زوجہ نسرین جادو کو سب نے ملکے گھیرا ہی بلوہ کرکے چلے ذخار جادو کی بیقراری
پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کر دو دشمنون نے گھیرا ہی یہ معاملہ جو مشکبار جادو نے دیکھا
للکارا او ذخار مکار ہمارے شہریار کو کہان لیکر چلا تھا ہان لالہ زار لینا یہ جانے نپاے یہ کہکے سہراب
و مشکبار جادو دونون زمین پر آئے لالہ زار جادو کا ہاتھ مشکبار جادو نے پکڑ لیا کہا ای لالہ زار
سچ بتاؤ اس ہنگامے کا کیا باعث ہی لالہ زار جادو نے کہا ای مشکبار جادو اصل امر یہ ہی کہ اس عورت
پر میری جان جاتی ہی اگر اسکو نہ پاؤنگا زندہ نہ بچونگا اس روے روشن نے قلب کو جلادیا مین اپنے
ہوش مین نہین ہون سہراب فیل تن نے کہا ای لالہ زار جادو تم ہٹو ہم ابھی گرفتار کیے دیتے ہین
ذخار جادو سے سمجھ لینگے ابھی اس عورت کو گرفتار کرکے تمھین دیتے ہین تم لے کے اپنے قبضے مین
کرو اس ملعون نے بڑا غضب کیا ہمارے شہریار کو لے چلا تھا لالہ زار جادو نے کہا مین غلامی
کرونگا ای سہراب فیل تن و مشکبار جادو مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون اطاعت دین اسلام
قبول کی یہ جو لالہ زار نے پکار کر کہا ایک برق چمکی آواز آئی کہ او بیحیا قدرت کو ایسی بات کہتا ہی تیری
یہی سزا ہی برق گری کہ لالہ زار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اب جو برق چمکی ملازمان لالہ زار کے سر اڑ گئے
سہراب فیل تن جھومتا ہوا بڑھا قصد کیا کہ ذخار جادو پر جا پڑے جیسے ہی جھوم کر بڑھا پھر آسمان سے
برق چمکی قریب تھا کہ سہراب فیل تن پر گرے مثل لالہ زار جادو کے اسکو بھی ظلم کرے مشکبار
نے ایک دستک دی پکار کر آواز دی او مکار جو تیرے دام مکر مین پھنسے ہین آنکھ سے یہ کرامات ہی
ہمارے نزدیک کیا بات ہی او سہیل سامنے کیون نہین آتی سہراب نے دیکھا ایک ساحرہ نیلے کپڑے

پہنے ہوے سر پچھاڑ تھی پہاڑ ہاتھ چمکاتی ہوئی قریب سہراب فیل تن کے پہونچی چاہتی ہی کہ پنجہ آگ لگاون
سہراب فیل تن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا اُس ساحرہ کے سر کیا کہ گال پتھر کا ہو گیا
ہاتھ سہراب فیل تن کا جھلا گیا سہیل نے چاہا گولہ جھولی سے نکالون اور پکار کر آواز دی کیون
اے سہراب تو قدرت سے باغی ہی بہن اِدھر سے جاتی تھی لالہ زار جادو نے اپنی جان بچانے کے
واسطے قدرت کو برا کہا تھا جب ناگوار ہوا اُسکو مع ساتھ والون کے قتل کیا تمھین سامنے قدرت کے
لیجاؤنگی یہ کہکے چاہا گولہ مارون مشکبار جادو نے پشت پر سے سنگ ریزہ مارا کہ سینے کو توڑ کے
سُہیل کے پار گذرا لاشہ سُہیل کا زمین پر گرا جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام من سُہیل جادو بود اب سہراب
طرف ذخار جادو کے متوجہ ہوا ذخار جادو نے گولہ مارا سہراب فیل تن نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
قطرات خون انگلیون سے ٹپک رہے تھے وہی قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے ذخار پر
گولہ مارا کہ سر اُس خود سر کا پھٹ گیا اِس تیزی کو سہراب فیل تن کی دیکھکر نسرین جادو سہراب
فیل تن پر مائل ہوئی پکار اُٹھی اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان کیا کہنا مین نے آج سے
ہفت پیکر پر لعنت کی مین اِس شہریار کے گرفتار ہونے سے کدر تھی زبردستی مجکو لے نکلا تھا چارہ
نہ تھی کچھ کر سکتی اب تم لوگ میرے ہو مین تمھارے ساتھ ہون سامنے قلعہ لالہ زار ہے ہمین چلکے
دخل کیجیے سہراب فیل تن بھی نسرین جادو پر مائل ہوا آپس مین اشارے کنائے ہوے
مشکبار جادو سمجھ گئی کہا اے نسرین جادو انشاءاللہ تعالی ہم بڑے دھوم سے تمھاری شادی
سہراب فیل تن کے ساتھ کرینگے خدا اِس شہریار کو زندہ و سلامت رکھے یہ آپس مین سب باتین
کر رہے ہین بادشاہ اسلام کو ہوشیار کیا مگر ہزاران فوج شہریار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے مشکبار
اور سہراب فیل تن کے لشکر تیار کرکے قلعہ کوہ ذخار مین گھس گئے ہزارون کو قتل کیا آخر سب
مطیع اسلام ہوے جن دیرون مین تصویر ہفت پیکر تھی اُن دیرون کو لشکر اہل اسلام نے
کھدوا ڈالا مسجدون کی بنا ڈالی ذخار جادو کا بھائی معراج جادو تھا اُسکو بھی گرفتار کیا وہ بھی
صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اُسکو اُس شہر کا بادشاہ کیا بزور نجوم دریافت کیا کہ سہراب اور
مشکبار جادو کس طرف گئے اُسی طرف نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان یہ سب
بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اب جو

مشکبار جادو نے اپنے لشکر ظفر اثر کو دیکھا نہایت خوش ہوئی مرکب شہریار کا آکر پہونچا مرکب
خنگ سبز قیطاس کی پشت پر بادشاہ اسلام کو سوار کیا تاج سر پہ رکھا مشکبار جادو و سہراب
فیلتن نے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھا ملکہ نسرین جادو کو افسر فوج کردا نا نوبت نقارے
بجاتے ہوئے طرف قلعۂ لالہ زار جادو کے چلے دیدبان جو قلعے پر تھا اُسنے دیکھا فوج آتی ہی گولہ مارا
مشکبار جادو نے آگے بڑھ کر ایک دستک دی کہ توپین پتھر پہتون پر سے گر پڑین دیدبان منھ
کے بھل گر پڑا ہوائی ہاتھ سے گری سب دیکھ رہے ہین مشکبار جادو نے آگے بڑھکے دستک دی
اور آواز دی ای مردمان قلعہ لالہ زار جادو تمھارا افسر لالہ زار جادو وہ اصل جہنم ہوا عشق مین ایک
عورت کے مارا گیا اُسے مٹا یا بستر یہ ہی کہ تم سب اطاعت دین اسلام کی قبول کرو ورنہ ہم سارے
قلعے کو قتل کرینگے افسر اور رئیس وہان کے دوڑے آئے عرض کی ہم رعایا و افسران فوج دل سے
اطاعت حضور کی کرینگے ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اطاعت دین اسلام بہ دل وجان منظور کی
مشکبار جادو و سعد شہریار کو لیکر داخل قلعہ ہوئی کل فوج کو باہر چھوڑا دو سو افسر ساتھ لے لیے
قلعے کو جاکے دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ شہر کی سیر کرتے ہوئے دوکانداروں کو سرفراز کرتے ہوے
راہگیر بادشاہ اسلام کو دعائین دے رہے ہین سر پر زر نثار ہوتا ہوا دار الامارہ پر پہونچے گل ریز جادو
بھائی لالہ زار جادو کا یہان موجود تھا بادشاہ اسلام نے اُسکو یہان کا حاکم کیا آپ آکے تخت پر
بیٹھے نوبت نقارے بجنے لگے نذرین خوشی کی گذرنے لگین گل ریز جادو نے سامان دعوت و ضیافت
کیا گل ریز بہ دل وجان خدمتگزاری مین مصروف ہی بادشاہ اسلام نے چاہا کوچ کرین گل ریز نے
عرض کی حضور دو دن تو اور تشریف رکھین سارا شہر تسخیر ہوجاے تب سرکار کو اختیار ہی سعد نے
قبول کیا شب کو آرام فرمایا صبح کو لشکر مین آئے گل ریز جادو ساتھ ہی صلاحین ہونے لگین کہ اب
کوچ کرنا چاہیے افسران فوج تیار ہین گل ریز کہتا ہی اگر حکم ہو تو غلام بھی سرکار کے ساتھ مین ہولے
راستہ بتاتا جائیگا تا بہ کوہ عجائب پہونچائیگا بادشاہ اسلام باہر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین آمادگی کو
فوج کی دیکھکر شاد ہین فرماتے ہین ای مشکبار جادو اگر تا بہ کوہ عجائب و غرائب پہونچے اُس کوہ پہ
اُس دن اُسکا جلوس ہوا ور تصویر پہ جاکر توڑین تو کیا لطف ہو مشکبار جادو کہتی ہی ای شہریار نہایت
دشوار ہی سعد فرماتے ہین مین تصویر پر جا پڑونگا اگر توڑ کر نہ پھینکدون تو فرزند قباد نہ کہنا یہ ذکر تھا

کہ صحرا سے گذر آری دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت کا کلین چھوٹی ہوئی تیغہ آبدار قبضے مین گردا سپر کا پشت پر
گزار لبے پر جسمین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی چار لاکھ ساحر پشت پر جیسے ہی لشکر سعد کو دیکھا
افسر نے پکار کر آواز دی سنم ہنگام نیلی پوش کیون ملکہ مشکبار جادو و ای سہراب فیل تن تم
دونون نے بڑی گستاخیان کین یہانتک عملداری کرتے ہوے آگئے اب آگے نہ بڑہ سکوگے یہ کہکے
وہ بیابان تخت سے اُترا لشکر مقابلے مین اُترا کہ دوسری گرد دوسری طرف سے اُڑی پانچ لاکھ ساحر کی جمعیت
سے ایک ساحر آکے پہونچا گینڈے سے اُترا ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ عیوق تاجدار اسکا نام ہی
سارا جنگل دونون فوجون سے بھر گیا عیوق گینڈے سے اُترا ٹہلتا ہوا لشکر ہنگام نیلی پوش مین آیا
ہنگام کو اُسی وقت خبر پہونچی کہ عیوق تاجدار ہماری ملاقات کو آیا ہی بارگاہ مین بیٹھ چکا ہی چند سردارون کو
حکم دیا کہ جاؤ اور عیوق تاجدار کو استقبال کرکے لاؤ چند افسر حکم پاتے ہی عیوق تاجدار کے استقبال
کو آئے عیوق تاجدار کو بہت ناگوار گذرا افسرون سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو میرے استقبال
کو خود ہنگام نیلی پوش نہ آیا اب افسرون نے عرض کی چونکہ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین طبیعت
شکستہ ہی اسوجہ سے وہ تشریف نہین لاے یہ سُنتے ہی عیوق تاجدار کے تیور پر بل پڑگئے کہا بڑا ہی
مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی افسرون کو براے استقبال بھیجا ہی ہم وہ تاجدار ہین کہ دربار خداوندی
مین جاتے ہین پہلوے قدرت مین جگہ ملتی ہی ہمارے مرتبے کو قدرت جانتے ہین یہ ایک افسر فوج اسکو
یہ لیاقت بہم پہونچی کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا عذر بیجا کرتا ہی یہ کہتا ہوا اپنے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا اطرف
ہنگام نیلی پوش کے چلا ہنگام اپنے مقام سے نہ اُٹھا زبان سے کہا آئیے تشریف لائیے آپ
کہان سے تشریف لاتے ہین عیوق تاجدار نے کہا ہمکو وحی ہوئی فرشتۂ وحی ہمکو کاغذ پہونچا گیا
قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ قلعۂ لالہ زار پر سعد آپہونچا اُسکو گرفتار کرکے لاؤ مین براے گرفتاری یہان
آیا ہون ہنگام نیلی پوش نے کہا مین اس کام پر مامور ہوا ہون حکم خداوندی میرے پاس آیا ہی قدرت
نے ارشاد فرمایا ہی کہ جاکر قلعۂ لالہ زار پر آفت برپا کرو بادشاہ اسلام کو گرفتار کرلاؤ عیوق تاجدار
نے کہا آپ پلٹ جائیے مین گرفتار کرلیجاؤنگا اور کیون ای ہنگام نیلی پوش تیرے دماغ مین اب بڑا
غرور ہوگیا ہی نہ تو ہمارے استقبال کو تو آیا ہم تیری بارگاہ مین تشریف لاے اور نہ تو واسطے تعظیم کے اُٹھا
اپنے مقام پر بیٹھا رہا اور بد دولت سے کہتا ہی کہ چلے جاؤ اگر یہان رہیگا تو کہے دیتا ہون بہت ذلیل ہوگا

لشکر اپنا اُٹھاؤ قدرت سے کہدینا کہ عیوق تاجدار کے پاس وہی قدرت کی پہونچی اُسنے ہمکو منع کیا اب
جو شب کو یہان رہو گے تو ابد دولت کے خلاف ہو گا ہنگام نیلی پوش نے کہا مین کیون استقبال کو
آتا کیا تیرے مرتبے سے میرا مرتبہ کم ہی تاج سر پر رکھنے سے بہت بلبلایا ہوا ہی ہم مرد سپاہی ہین جسکو
چاہین تاجدار بنائین افسر کے سامنے تاجدار کی کیا لیاقت ہی مین عمداً تیرے استقبال کو نہین آیا مین بھلا
تیری کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہون ایسے ایسے تاجدار میرے سلام کو آیا کرتے ہین جس تاجدار سے ناراض
ہون تخت سے آتار دون تاج و تخت ہمارے حکم سے ملتا ہی ای عیوق تاجدار تمھارے لیے بہتری
اسی مین ہی کہ ہماری بارگاہ سے اُٹھ جاؤ زیادہ ہمسے کلام نہ کرو یہانتک تکرار بڑھی کہ عیوق تاجدار نے
کہا او رذیل کلمات سخت زبان سے نکالتا ہی تجھ ایسے بہت سے سپاہی میرے یہان نوکر ہین
بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچا کوچ کرکے چلا جا دونون تلوار کھینچکے اُٹھے یہ خبر لشکر عیوق مین پہونچی وہ
سب پانچ لاکھ جوان مسلح و مکمل ہوکر لشکر ہنگام نیلی پوش پر آپڑے چار لاکھ ساحر ہنگام نیلی پوش
کے پانچ لاکھ عیوق تاجدار کے آکے آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا گولون کے سنّاٹے سنّاٹے
ہونے لگے تلوارین برسنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا یہان افسر دونون لڑتے ہوے سحر کرتے
ہوے باہر نکلے عیوق تاجدار نے گولے مارے ہنگام نیلی پوش سحر کرتا ہوا باہر جو آیا دیکھا
نو لاکھ ساحر آپس مین لپٹے ہوے سحر کر رہے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی ہر طرف سے پکار ہی ہزارہا
لاشہ زمین پر گر گیا دریاے خون جاری عالم بیقراری ہنگام نیلی پوش نے للکارا او عیوق
کیا تیری قضا آئی ہی مین تو آہی چکا تھا تو کاہیکو آیا عیوق تاجدار نے کہا مجھکو وحی پہونچی مین وحی کا
پابند ہون جسکو حکم وحی ہوتا ہی اور احکام پر حکم وحی غالب ہی ہنگام نیلی پوش نے گولہ مارا
عیوق تاجدار نے گولہ کاٹا کاردہ سحر لگائی اُس کاردہ کو آسنے دفع کیا پیچھے ہٹ کر عیوق نے
روئی کا گالا جھولی سے نکالا خبردار خبردار کہکے طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ آسمان پہ آٹھا
ابر محیط ہونے لگا لشکروں کو ابر نے گھیرا مینہ برسنے لگا جسپر قطرا پڑا اجل کرخاک ہوا کئی ہزار جادوگر
مارے گئے بڑا تکلّف یہ ہی کہ دشمن کے لشکر پر مینہ برستا ہی اپنا لشکر بھی برابر اُسی لشکر کے ہی مگر اُسپر ایک
قطرہ نہین گرتا ہی اب مینہ بڑھنے لگا ہوا بھی بڑھی تھوڑی دیر کے بعد بجاے پانی کے اولے برسنے
لگے تھوڑی دیر اولے پڑے اب سلین برسنے لگین لشکر ہنگام نیلی پوش سے فریاد کی صدا بلند ہوئی

ہنگام نیلی پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا لڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا جھولی سے کچھ پرچے کاغذ کے
نکالے طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار بائین جانب سے اور ظاہر ہوا وہ ابر آ کر اس ابر کے
مقابل ہوا آپس مین لڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی آپس مین ٹکر لڑ رہے ہین جب دونون
ابر بڑھے ٹکر چلی سناٹے کی آواز آئی دونون ابرون سے شعلۂ آتش گرتے ہین وہ شعلے جسپر پڑتے
ہین اسکو جلا دیتے ہین ہزارہا ساحر جانبین کے جل کے خاک ہوے عیوق تاجدار نے دیکھا
کہ میرا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے گھبرا گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسکو تماشہ اپنی قدرت کا
دکھا دیئے فرشتگان مقرب کو بھیجیے غلام بر سختی ہے اہل لشکر کی کم بختی ہے بیقرار ہو کر جو دعا کی صحرا سے
گرد اُڑی اتنی بڑی گرد اڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا اس گرد سے
آواز آئی او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش تم دونون بڑے گستاخ ہو قدرت کے سجدہ
کرنے والون کو قتل کر رہے ہو ایسا نہ ہو غضب خداوندی مین مبتلا ہو تم سرشار بدمست دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر اژدر مہیب پہ سوار پشت پر دس بارہ لاکھ ساحران غدار تیغہ
برہنہ کھینچے ہوے وہین سے پکارتا ہوا ای عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ہوشیار
ہو جاؤ لشکرون کو علحدہ کرو ابرون کو ہٹاؤ ان ابرون کو لڑایا یہ سحر خاص ساختہ خداوند ہفت پیکر
ہین یہ سحر کبھی رکتے نہین لاکھون کے خون ہو جائینگے پھر وفیۃ نہ ہو سکیگا لاکھ چیخا چلایا کیا مگر یہ
دونون سحر خوانی مین مصروف رہے دونون لشکر کے ساحر جل رہے ہین کبھی برف برسی کبھی آگ
برسی کبھی پانی کے قطرے گرے اگر پانی کا قطرہ بھی گرا جسپر پڑا وہ جل گیا اگر اولے پڑے یہی کیفیت
اُنسے بھی ہوئی برف کی سلین گر رہی ہین جسپر برف گری دب کر رہگیا ہزارہا من کی سلین گر رہی ہین
سرشار بدمست نے کئی آوازین دین یہ دونون نہ جدا ہوے سرشار بدمست ایک بلندی پہ
آیا ایک دستک دی کہ آسمان پر برق چمکی اس زور سے وہ برق ابرون پہ گری کہ ابر دونون کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوے بیچ مین دونون ابرون کے ایک سنہری لکیر کھنچ گئی دور سے دیکھنے والے
دیکھ رہے ہین کہ ظاہر مین برق کی چشمک زنی باطن مین جیسے بیچ مین مصلح کار کھڑا ہوتا ہے دونون
ابر جو کے ہوے ہین ابر سے اولے پانی برف اب نہین برستی دونون ابر پیچھے ہٹتے آگے بڑھتے ہین
کہ آپس مین ٹکر ہو لیکن برابر آ کر ٹھہر جاتے ہین ابرون کا تو یہ سامان کیا اور آپ طرف عیوق و ہنگام کے چلا

اژدر پر سوار پکارتا ہوا او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ارے یہ کیا حرکت لغو ہی کہ آپس ہی مین جنگ کر رہے ہو چلو تم دونون کو قدرت نے یاد فرمایا ہی کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہو یہ آواز سنکر دونون اور جوش مین آئے ہنگام جادو عیوق تاجدار کی طرف پکارتا ہوا چلا کہ او تاجدار تجکو اپنی تاجداری کا بڑا غرور ہی سپاہیون کی تلوار کا کاٹ تو دیکھ تجکو حال کھلے کہ مرد سپاہی میدان کارزار مین کیا کرتے ہین عیوق تاجدار بھی آواز سنکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی جھنّاتے تلوار کے بلند ہوے سرشار بدمست اپنے اژدر کو بڑھا کے ان دونون کے بیچ مین آ پہونچا اژدر نے اس طرح کی آواز دی کہ دونون کانپ گئے سرشار بدمست نے ہاتھ بڑھا کے تلوارین دونون کی چھین لین دونون کی کمر مین ہاتھ دے کے اٹھا لیا آواز دی یا خداوند یہ دونون گنہگار حاضر ہین ابر ون سے ایک ساحر مہیب پیدا ہوا کہا لا مجکو دے سرشار بدمست نے دونون کو اس ساحر کے حوالے کیا وہ ساحر دونون کو لیکر اڑ گیا ابر ون کو بھی ہٹا گیا ابر دونون کے غائب ہوے مردمان لشکر کو آواز دی جاؤ تمھاری سزائین مقرر ہوئین صحرا نوردی مین رہو اب تمکو شہر مین آنے کا حکم نہ ملیگا دونون لشکرون کے افسرون نے گھوڑے بڑھا بڑھا کے اپنی اپنی فوج کو آواز دی لشکر افسرون کی پشت پر آئے سرشار بدمست سے پوچھا ہم لوگ کہان جائین ہمکو کیا حکم ہوتا ہی سرشار نے آواز دی تم لوگ جا کے صحراے مغیلان مین ٹھہرو جب حکم خداوند ہو گا تمکو خبر پہونچے گی اب تو چندے سیر صحراے مغیلان مین مصروف رہو سعد شہریار و سہراب فیل تن و مشکبار جادو اپنے لشکر ظفر اثر کے کنارے سے کھڑے ہوے یہ ہنگامے دیکھ رہے تھے مشکبار جادو نے عرض کی دیکھیے یہ ساحر کیا کیا عجائب و غرائب دکھاتا ہی مگر حضور کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے کہ یہ سب آپس مین لڑے جاتے ہین کے لاکھون جادوگر مارے گئے اب یہ دونون جا کے کہین قید کیے جائینگے لیکن نہین معلوم کیا سزا ملے وہ ساحر مہیب جب ان دونون کو لیکر جا چکا لشکر بھی دونون کے چلے گئے سرشار بدمست اپنا لشکر لیکر مقابلے مین بادشاہ اسلام کے آیا مشکبار جادو سے کہلا بھیجا کہ شہریار و سہراب فیل تن پر غضب خداوندی نازل ہو چکا تم لوگ بادشاہ اسلام کو کہانتک بچاؤ گے کئی ساحرون کو حکم ہو چکا ہی کس کس سے لڑو گے مین ہی تم سب کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا دو چار دن اور رہا ہو پھر تو سامنا قید کا ہی جس قید خانے مین صاحبقران ہین اسی قید خانے مین بھیجے جاؤ گے

چلنے پھرنے کی فرصت نہ پاؤ گے بادشاہ اسلام نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جاکر اس بد ست سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سرشار یہ حال سنکر خاموش ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم ہوا نازنینان پری چہرہ کو لاؤ ملازم گئے چند نازنینان حور پیکر قمر منظر کو لشکر سے ڈھونڈھ کر لائے حکم ہوا ناچ گانا شروع کیا جائے سرشار مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان جبین و مہر تمکین مصروف رقص و سرود ہوئین ایک نازنین نے یہ غزل گائی نظم

متبدل بے سبب کب ہی اعتبار رنگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا

پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مرجانے والی کو
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید تجھ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہی
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھے تھا اپنا لو اسی کو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن ہوا دل ہی عدو میرا

انھین سوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکھ اٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا
انھین یاد آئیگا برسون حسین گفتگو میرا

نہ چھوٹیگا پچھڑے سے ہزارون صورتین بدلے
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نہ لیگا نام بھولے سے کبھی یار خوبرو میرا

نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

مصاحبین جمع ہین دور شراب چل رہا ہی بادشاہ اسلام گوش بر آواز ہین کہ سرشار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار و سہراب روز ہوم خانہ آراستہ کرتے ہین سحر نئے نئے طور کے آراستہ کرکے طرف آسمان کے بھیجدیتے ہین یہان تو یہ حال ہی لیکن وہ ساحران دونون کو لیکر جو چلا ہفت پیکر قصر فلک اول پر مصروف عیش تھا کہ سرہنگ جادو دونون کو لیے ہوئے ڈیوڑھیان طے کرتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا

کہا حضور کیا عرض کرون ان آشفتہ مزاجون نے یہانتک شمشیر زنی کی کہ لاکھون ساتھ والے مارے گئے انکو
سرشار نے بھیجا ہی ہفت پیکر نے بہ عتاب خطاب کیا کہ ای بے ادبو کس واسطے تمکو بھیجا تھا دشمن کو
نلائے دونون نے سر جھکا لیا حکم ہوا ای سرہنگ ان دونون کی زبان مین سوزن دے اور لیجا کر
زندان مصیبت خیز مین قید کر جو گنہگارون کے لیے قاعدے مقرر ہین وہ سب انکے ساتھ کرنا کہ اور سردارون
کی آنکھ کھلے ساحرون نے عجب طریقے اختیار کیے ہین ابکے بروز نوروز قدرت نئی نئی تقدیرین کرینگے کہ
کوئی سرکش ایسا ارادہ نہ کرے جو آپس مین جنگ ہو بندے ہمارے مفت مین مارے گئے قدرت
انکو پھیر زندہ کرینگے اور وہ مسلمانون سے لڑینگے سرہنگ ان دونون کو لیکر اُس قید خانے مین
آیا جہان صاحبقران وغیرہ قید ہین لائے ان دونون کو بھی وہین چھوڑا سرہنگ تو چلا گیا ان
دونون کو قید خانے مین چھوڑ گیا زاغ سیاہ رو جو یہان نگہبان ہی وہ جو آیا ان دونون کو بھی گرفتار دیکھا
کہا ارے یہ تم دونون کو کیا ہوا کیا خلاف خداوند تمسے سرزد ہوا کہ جو اس بلا مین مبتلا ہوے یہ قید خانہ
برائے مسلمانان تعمیر ہوا ہی تم یہان کیونکر رہ سکوگے یہانکی جفا سے گھبراؤگے عیوق تاجدار نے کہا ای
زاغ سیاہ رو ایک دن وہ تھا کہ ہم تم سب ساتھ رہتے تھے آج ہم اس بلا مین مبتلا ہوے ایک ہمپر
احسان کرو ہماری زوجہ نسیم سنگ رو مکان پر ہی اُس سے کہلا بھیجو وہ ہماری رہائی کی تدبیر کریگی زاغ
نے قبول کیا باہر جب آکے بیٹھا کنیزان نسیم کسی کار ضروری کو اس طرف آئی تھین زاغ نے اُنکو بلایا کہا ملکہ
نسیم سے جاکر اطلاع کرو کہ شوہر تمھارا عیوق زندان مصیبت خیز مین گرفتار ہوا جو کچھ ہوسکے فکر رہائی کی کرو
کنیزین یہ سنکر روتی پیٹتی سامنے اپنی ملکہ کے آئین کہا ای ملکہ عالم آپ کے شوہر صاحب مقابلہ مسلمانان مین گئے
تھے نہین معلوم کیا خطا کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوے جس مقام پر مسلمان قید ہین وہین اُنکو بھی قید کیا ہی
یہ حال مصیبت مآل سنکر نسیم بہت روئی کہا صاحبو مین کیا کرون شوہر میرا بڑی مصیبت مین ہی عیش و نشاط کا عادی
ایسا نہ ہو صدمات سے قید خانے کے جان دیدے خداوند نے بڑا ستم کیا ہی مین کس سے جاکر فریاد کرون آخر
سوچی کہ اپنے کو قید خانے مین پہونچاؤن شوہر سے ملاقات نو کرون حال پوچھون کہ کیا خطا ہوئی جسکی یہ
سزا ہوئی اشیاے سحر جسم پر آراستہ کیے جھولی سحر کی گلے مین ڈالی پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا
شوہر ایک گوشے مین سلسل بیٹھا ہی ایک اور ساحر زبردست وہ بھی قریب عیوق کے زنجیرمین ہلا رہا ہی طمانچہ
زنجیر مین غل ہی برابر عیوق سے آنکھین ملا کر کہتا ہی او بیحیا تو میری وجہ سے قید ہوا اب رہائی نہ ہوگی عیوق ہیرا کے

سر جھکا لیتا ہی نسیم نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آسمان سے اُتری قید خانے مین آئی شوہر کو اشارہ
سے الگ بلایا پوچھا کیون صاحب یہ کیا آفت ہی یہ کون ساحر ہی جو تمسے برابر کلام کرتا ہی عبوق نے رو رو کر
زوجہ سے سب حال اپنا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر قید سے رہائی پاؤن تو اِس ساحر کے ٹکڑے اُڑاؤن
اِسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی نہ استقبال کو آیا نہ براے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد ہوا قدرت نے
سرشار و سرہنگ کو بھیجا یا تم جاکر قدرت سے عرض کرو شاید رحم آجاے نسیم قید خانے سے نکلی دربار
ہفت پیکر مین آئی براے سجدہ جھکی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی کہا یا خداوند جو میرے شوہر سے خطا ہوئی
اُسے معاف فرمایے رہائی کا اُسکی حکم ہو ہفت پیکر نے کہا ای نسیم ان دونون نے وہ بے ادبی کی کہ کئی لاکھ
بندے ہمارے اِنکی وجہ سے مارے گئے سات برس کی قید مقرر کی تھی تیری عرض معروض کی یہ
تاثیر ہوئی کہ قدرت کا دریاے رحمت اس وقت جوش مین ہی بدلے ایک ایک سال کے ایک ایک
مہینہ ہوا بعد قتل مسلمانان اُسکی رہائی ہوگی نسیم نے کہا یا خداوند وہ عیش پسند ہی یہ جفا اُس سے نہ اُٹھے گی
سات مہینے تو بہت ہوتے ہین اس ہفتہ مین سر ٹکرا کے جان دیگا ہنگام نیلی پوش نے بڑی بے ادبی
کی نہ براے استقبال آیا نہ براے تعظیم اُٹھا یہی باعث فساد تھا ہفت پیکر نے کہا ہنگام بھی عہدہ جلیل
رکھتا ہی کیون براے استقبال آتا نہ اُٹھا تھا نہ اُٹھا اُنکو صبر چاہیے تھا ہمکو آکر اطلاع کرتے ہم اُسکا انتظام
کرتے آپس مین لڑنا کیا بس اب جاکر بیٹھو بعد سات مہینے کے جب ہنگامے طلسم کے موقوف ہونگے تب
رہائی ہوگی نسیم یہ حکم سنکر رنجیدہ پلٹی دروازہ پر قصر کے ہنگامہ خداوند نگاہ دیکھتی ہوئی کہ ایک طرف لقا ہی
اور ایک طرف زبرجد شاہ سامری و جمشید اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نسیم سبکا تماشا دیکھتی ہوئی طرف اپنے
مکان کے چلی صبح کا وقت تھا ہوا جو ٹھنڈی چلی اور زیادہ بلند ہوگئی دور ایک صحرا مین دیکھا ایک لشکر
گران مقیم ہی کچھ ساحر بھی پھر رہے ہین ساحرون کو دیکھکر پہچانا لالہ عذار و سمتین و سیماب و آفتاب یہ
سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے کچھ صلاحین کر رہے ہین نسیم انکو دیکھکر اُتر آئی سیماب سے
زیادہ ربط و ضبط تھا اُسکو سلام کیا کہا ای سیماب یہ لشکر کسکا ہی تم لوگ کس حال مین ہو اِس لشکر کو
لیکر کہان جاتے ہو سیماب نے کہا رستم پیلتن فرزند صاحبقران براے فتاحی طلسم ہفت پیکر
جاتے ہین ہم لوگون نے کتابون مین مکرر دیکھا قدرت نے خود تصویر رستم کی دیکھی کتبہاے پارینہ مین لکھ گئے
کہ یہ جوان فتاح طلسم ہی ہم لوگ اُس شہریار کے ساتھ ہین جس مقام پر پہونچے اُس کو فتح کیا کلاہ ہفت گوشہ

حاصل ہوئی نسیم نے کہا ہمکو خدمت شہریار مین لیچلو ہمارا شوہر بلا وجہ قید ہوا جو کد وکاوش ہوسکے ہم بھی کرین وہ بھی کرین ہفت پیکر مغرور ہے کس کس طرح مین نے کہا اُسنے میرے شوہر کو نہ رہا کیا سیماب وغیرہ نے نسیم کو تسکین دی کہا رہائی صاحبقران کی تدبیر ہو رہی ہی اگر کوشش کرو گی اسی حیلہ سے تمھارا شوہر بھی رہائی پائیگا سب نے نسیم کو ساتھ لیکر دربار رستم مین پہونچایا نسیم نے وہ دربار دُربار دیکھا کہ رستم کلاہ ہفت گوشہ سر پر حرز ہیکل گلے مین ونگل شوکت پر جلوہ فرما ہین گرد تمام سردار حاضر ہین سیارہ پشت پہ مگس رانی کر رہا ہی حاجب و دربان چوبدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین نسیم جاہ وجلال رستم دیکھکر دنگ ہوگئی سیماب وغیرہ نے سلام کرایا نسیم نے پایۂ اقدس کو بوسہ دیا غم مین شوہر کے ملول وحزین تھی بے اختیار روئی عرض کی ای شہریار کنیز فریادی آئی ہی فرد سر بکف پیش تو ای ظل الہ آمدہ ایم ؛ سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ؛ بدل وجان اطاعت دین اسلام کرتی ہون میرے شوہر کی رہائی کی تدبیر ہو ورنہ وہ بڑا نازک مزاج صاحب تخت وتاج ہی قیدخانے مین ہلاک ہو جائیگا ایک افسر ذلیل اُسکی ہفت پیکر برابری کراتا ہی چونکہ زوال اُسکا درپیش ہی اتنا بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست اُسپر یہ حماقت سوار کہ تاجدار کا خیال نہین سر دربار جواب دیا کہ وہ بھی افسر اعلی ہی کجا مرتبۂ تاجدار کجا ایک سپاہ سالار اس جرم پر قید کیا ہی کہ آپس مین کیون لڑے رستم نے فرمایا ای سیماب اُنکو ٹھہراؤ مقام رہنے کا دو صلاح مین جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا نسیم کو اُتارا سیماب نے کنیزین واسطے خدمت کے دین عمدہ بارگاہ رہنے کو ملی شب کو جو دربار ہوا کاہن نے دست بستہ عرض کی ای فتاح طلسم آپ صاحب اقبال ہین اگر مناسب ہو تحفہ جات غضنفر نسیم کی معرفت بھیجے جائین حرز ہیکل واسم اعظم بھی صاحبقران کا پاس صاحبقران کے پہونچے وہ بلوہ کرکے قیدخانے سے نکلین شوہر کو بھی اُسکے رہا کرین رستم نے فرمایا نسیم کو بلاؤ نسیم سامنے آئی کاہن نے کہا ای نسیم تمھارے شوہر کے رہائی کی یہی ہم تمھارے ساتھ چلین صاحبقران کو اسم اعظم پہونچے حرز ہیکل اُنکے گلے مین پڑے تحفہ جات غضنفر غضنفر کو دیے جائین فوراً صاحبقران قیدخانے سے نکلین تمھارے شوہر کی بھی رہائی ہو نسیم نے عرض کی مین موجود ہون جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤن شوہر کے واسطے اسقدر ملول ہون کہ جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤن گی کاہن نے کہا مین ساتھ جاؤن جنگ کرتا ہوا ساتھ اُنکے نکلون جب صاحبقران نکل آئین ہم تو ملازمان حضور ہین آپ ہی کے ساتھ رہینگے اشارے سے یہ بھی کہا کہ یہ

تحفہ جات نایاب غیر کے ہاتھ مین کیونکر دین مین اپنے ہاتھ سے جا کے شیشہ توڑون حرز ہیکل کو جا کر
صاحبقران کو پہناؤن غضنفر کے تحفے غضنفر کو پہونچاؤن سب نے اس راے کو قبول کیا نسیم
آراستہ ہوئی کاہن تحفہ جات مذکور لیکر ساتھ ہوا نسیم کاہن کو لیکر چلی رستم منتظر ہین لیکن نسیم کاہن کو
ساتھ لیے ہوے صبح کا وقت ہی زاغ سیاہ رو دروازے پر قید خانے کے بارہ ہزار ساحرون سے
بیٹھا ہی یکایک آواز آئی اور سناٹا ہوا اسنے سر اٹھایا دیکھا ایک ٹکڑہ ابر ہوا اسکو اڑاے ہوے لاتی ہی
زاغ نے کہا کوئی ساحر زبردست آتا ہی یہ کہکے ایک گولہ مارا لگا ابر پھٹا دیکھا نسیم اور آفتاب فلک سیر
اس ابر مین چھپے ہوے لہرا رہے ہین زاغ سیاہ رو نے للکارا او آفتاب فلک سیر تو تو باغی ہوا
کہان آتا ہی کاہن نے گولہ مارا زاغ نے کل فوج کو آواز دی ان دونون کو گرفتار کرلو بارہ ہزار ساحر اسباب
سحر لیکر اٹھے نسیم نے دیکھا غضب ہوا اگر یہین سے لڑائی پڑی تو صاحبقران تک کیونکر پہونچینگے
کڑک کے گری سحر کرنے لگی کبھی دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر ٹکرانے لگے کئی ہزار ساحر ٹکرا کر
مرے زاغ سیاہ رو پھر للکارا او نسیم تیری مراد کیا ہی نسیم نے جواب دیا تیرے قتل کو آئی ہون بہتر یہ ہی کہ
سامنے سے ہٹ جا ورنہ قضا تیری دامنگیر ہی زاغ حیران ہی کہ مجھسے اور نسیم سے کیا بگڑی الجھی یہ میری کیون
دشمن ہوئی کئی گولے نسیم پر مارے نسیم نے گولے کاٹے ذرا زاغ سیاہ رو غافل ہوا تھا کہ نسیم نے
زمین پر آکر ایک دستک دی پکار کر آواز دی ای صبای سبک رو کیا نہ چلے گی یہ زاغ سیاہ رو
آمادہ حرب و پیکار ہی یہ کینہ چاہتی ہی جس مطلب کو آئی ہی وہ مطلب حاصل ہو یہ کہکر جو دو پتھر زمین پر
مارا جھونکا ہوا کا چلا ہواے معتدل نہ سردی نہ گرمی ہر ساحر نے بند قبا کھول دیے بے اختیار پکارنے
لگے ای نسیم تیرے دیدار کے طالب ہین اپنی یہ کیفیت ہی دل مشتاق پہلو نشینی ہی ہاتھ چاہتے ہین ہر دم
تیری بلائین لین قدم کہتے ہین گرد تیرے پھرین آنکھین مشتاق جمال ذرا ادھر دیکھو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپکو کھویا مگر جو یا خدا کا ہو گیا	راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی	عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا
خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون	سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا
حائل نظارہ دیدار کیا ہو گی نقاب	دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجھکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا
یاد آتا ہے کہ معشوقوں میں بھی تھیں لعبتیں
قحط اپنے عہد میں مہر و وفا کا ہو گیا
آن کا منظور تھا ہر چند پہلے ہی وصلے
حیلۂ معقول اُس بت کو حنا کا ہو گیا
ہے یہی عالم نمود یار کا تو دیکھنا
کچھ دنوں میں وہ قد بالا بلا کا ہو گیا
یاد میں اُس راست قامت کی یہ کی فریاد نے
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

ایسے اشعار پڑھتے ہوئے ہزار ہا جادوگر طرف نسیم کے دوڑے زاغ سیاہ رو نے جو دیکھا کہ ساتھ والے محبت میں ملکہ نسیم کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں گھبرا گیا بمشکل جھولی سے گولہ نکالا جیسے گولہ مارا نسیم نے انگلی کاٹ کر خون کا چھینٹا گولے پر مارا گولہ اُلٹا پلٹا سامنے زاغ کے آکر پھٹا اسمیں سے دھواں نکلا دھواں گرد زاغ کے پھرا اور آسمان پر جا کے غائب ہوا دھوئیں کا غائب ہونا کہ زاغ نے گریبان پھاڑا خاک منھ پر ملی اور پکارا اُٹھا اے ملکۂ عالم میری جان پر بنی ہے اُمیدوار ہوں کہ ایک نگاہ ادھر بھی دیکھیے اپنی عجب کیفیت ہے نظم

میں تو قائل ہوں عشق کامل کا
سر پہ احسان ہے تیغ قاتل کا
پاس حور جنان جو آئے مجھے
صاف ہو آئنہ مرے دل کا

مرتبہ اور ہو گیا دل کا
خوف روز شمار لازم ہے
دل نہ مائل ہو تیرے مائل کا
جان تک مانگے گر تو دوں حیدر

کیا سبکدوش کر دیا مجھکو
دینا ہوگا حساب تل تل کا
اسمیں مطلق نہیں غبار کو راہ
دل نہ توڑوں کبھی میں سائل کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے نسیم کے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو بجا لاؤں فوج والوں کو آواز دی ٹھہر جاؤ اِن لوگوں پر سحر نہ کرو ہم اِنکے تابعدار ہیں جو ارشاد کرینگی بجا لائینگے بس اب لڑائی موقوف ہو حکم بجا لانے میں مصروف ہو سب رُک گئے نسیم نے کہا اے زاغ سب کو لیکر خدمت خداوند میں جاؤ کہنا نسیم دکاہن بر سر قید خانہ گئے ہیں صاحبقران کو چھڑانے گئے ہیں یہ سنتے ہی زاغ نے دست بستہ عرض کی ابھی حکم بجا لاتا ہوں یہ سات ہزار ساحر ساتھ لیکر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف ہفت پیکر کے روانہ ہوا مگر بہوت لب پر مہر سکوت کبھی آپ ہی آپ مسکراتا ہے رو رو کے زیبا کو یاد کرکے کبھی چیخیں مارتا ہے پکار رہا ہے اے زیبا اے ملکۂ عالم آپ کے غلام کی جان جاتی ہے آکر وعدہ زیبا کو دکھا دیجیے یہاں بعد جانے زاغ سیاہ رو کے نسیم و کاہن اندر قید خانے کے گئے آئے قضا دیکھا سامنے دالان میں غضنفر جن اسمند دیوانہ وار بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں

ارے ہفت پیکر کہان ہی سامنے مردان عالم کے نہین آتا اگر آئے توحال معلوم ہو ہم شاہزادہ غضنفر
بن اسد بن کرب غازی نسیم نے نام جو غضنفر کا سُنا کاہن سے اشارہ کیا کہ انکے تحفے انکو دیجیے
کاہن نے بڑھکر انگشتر مہر وماہ ہاتھ مین پہنائی سب قید ٹوٹ کر گری تیغۂ روئین تسگا فنہ کمر مین باندھ جست
کر کے غضنفر پشت مرکب باد پا پر سوار ہوے آواز دی ای قزاقان بدر روید وقت آگیا دیوانون نے جو
آواز اپنے آقا کی سُنی زنجیرین توڑ توڑ کر دوڑے اسی ہزار دیوانہ گرد غضنفر کے آیا غضنفر بوق ترکی
بجاتا ہوا قید خانے سے نکلا ہر چند کاہن نے پکارا ذرا حضور ٹھہر جائیے مین صاحبقران کو رہا کر لون
وہ بیخبر اختیار رہی یہ کب سنتے ہین کاہن بڑھا قریب صاحبقران کے پہونچا شیشہ اسم اعظم کا توڑا امیر حمزۂ
صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا حرز ہیکل گلے مین پڑی امیر حمزۂ صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک نہ دارم ز دار چوب ستون من ست
گرمی بازار عشق از لقب خون من ست
خانۂ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
بشکنم این بند را وقت جنون من ست

قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا صاحبقران کا اٹھنا سردارون نے قیدین توڑین سب سردار
اٹھے صاحبقران نے فرمایا ای اسد نامدار تمھارا بیٹا نکل گیا اسد نے کہا وہ مرد دیوانہ ہی جو اُسکے دہن
مین آیا وہ کر گذرا جانے دیجیے صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر پانچ ہزار پانچ سو بچپن تلوریے پشت پر
دست راست پر لندھور بن سعدان دست چپ پر مالک اس رنگ سے صاحبقران جاتے
این غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا اسب کے آگے لیکن زاغ سیاہ رو جھومتا ہوا اشعار عشق آمیز پڑھتا ہوا
نام نسیم زبان پر شہر مین داخل ہوا لوگ پکارتے ہین ای زاغ سیاہ رو خوب زغندین بھر رہے ہو
کسکے عشق مین مبتلا ہو نسیم کون کسکی ہوا مین ہوا اسقدر ہوا نہ باندھو زاغ سیاہ رو تو یون جاتا ہی
سب قیدیون کے نکل جانے کے بعد نسیم سبک رو قریب اپنے شوہر کے آئی زبان سے
سوزن نکالا عیوق تاجدار نے قید توڑی ہنگام نیلی پوش پر جا پڑا ایک طمانچہ مارا سر ہنگام کا
اُسی وقت اُڑ گیا مار کر ہنگام کو زن و شوہر عقب مین صاحبقران کے چلے نسیم سبک رو نے کہا
صاحب انھین کی چل کے اطاعت کرو جنکے تصدق مین تمنے اس زندان مصیبت سے رہائی پائی
عیوق تاجدار نے پوچھا کسکی اطاعت کرین نسیم سبک رو نے کہا رستم پیل تن جنکو کتابون مین
ہفت پیکر نے لکھا یا کہ طلسم کشاے اصلی ہی طلسم کشائی اُنپر ظاہر بھی ہو چکی کلاہ ہفت گوشہ ہاتھ آئی

کیسے مقام احتیاط پر تھی ساحر کیسے کیسے ساتھ ہین جنمین کا ایک یہ دلیر شیر بیشۂ ہفت پیکر رستم وقت آفتاب فلک سیہر ایسے ایسے ساحر زبردست ساتھ ہین کہ زمین ہلادین یہ مدد اُنکے خدا کی طرف سے ہوئی کہ اُنکے بزرگ چھوٹے اب زمین کو ہلادینگے انھین کے حکم سے آئے صاحبقران زمان کو رہا کیا جب وہ کسی جانب چلے جائینگے تو ہم خدمت مین رستم کی رہینگے اُنکے ساتھ شریک ہوکر طلسم کشائی کرینگے شاید ہماری ذات سے بھی کوئی مدد اُنکو ایسی پہونچے کہ طلسم کشائی مین نفع ہو زرہ ہفت جوشن و تیغۂ ہفت جوہر کی تلاش ہے لوح طلسم کو سنتے ہین معدوم ہے شاید اُسکا پتہ کچھ ہماری ذات سے ملے تو مطلب نکلے اسطرح جو لنیم نے عیوق تاجدار کو سمجھایا کہ میرا اُنکی خدمت مین پہونچنا اور تمھاری رہائی کی صورت کا ہونا اُنکی ذات والاصفات پر موقوف ہوا تمھاری قید کا حال سُنکر بیقرار ہوگئے کاہن طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تم انکے ساتھ جاؤ اور عیوق تاجدار کو رہا کرکے لاؤ اگر اُنکی مدد نہ ہوتی تو تمھاری رہائی ناممکن تھی اصل امر یہ ہی کہ اُنھین کی عنایت سے تمھاری رہائی ہوئی ورنہ حکم سے ہفت پیکر کے سات مہینے کے بعد ہوتی اس طرح سے جو لنیم سبک رو نے اپنے شوہر عیوق تاجدار کو سنایا اور اعزاز اور اکرام و حشم و خدم و جاہ و جلال و شوکت و ہمت رستم کی لفظاً لفظاً بیان کی پھر تو عیوق تاجدار بھی راضی ہوا عقب مین صاحبقران زمان کے خوشی خوشی زن و شوہر دونون چلے زاغ خوشتق مین ملکہ لنیم سبک رو کے ڈھونڈھتا ہوا سارے شہر کو طے کرکے در ہفت پیکر پر پہونچا درگہ سالار نے پوچھا میان صاحب کہان جاؤگے زاغ سیاہ رو نے جھلا کر جواب دیا سامنے اُس مکار کے جائینگے جسنے اپنا نام خداوند ہفت پیکر مقرر کیا ہی آج حال کھلجائیگا درگہ سالار نے کہا اے زاغ سیاہ رو کچھ دیوانہ ہوا ہی قدرت کو مکار کہتا ہی قدرت آسمان اوّل پر موجود ہین ابھی تجھکو سنگ سیاہ کردینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اُسکی کیا مجال ہی کہ ایک عضو بھی میرا میلا کرسکے یہ کہکے قرق زنجیر کو توڑا چاہا اندر مکان کے گھس جاؤن فلک دل پر پہونچون درگہ سالار اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے زاغ سیاہ رو در دولت پر قدرت کے سرکشی نہ کرو تم ٹھہرو ہم جاکر قدرت سے عرض کرین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اچھا جاؤ درگہ سالار اندر چلا جب درگہ سالار نظرون سے ناپدید ہوا زاغ سیاہ رو بھی اندر مکان کے گھس گیا پیچھے درگہ سالار کے

آسمان اوّل پر پہونچا پکار کر آواز دی اے منکر نعمت خدائی پر خداوند بنکر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی
یا تو ہفت پیکر سرداروں سے باتین بگھار رہا تھا یہ آواز جونہی سنی سر اٹھا کر کہا ارے تو کون ہی
جو مقدمۂ قدرت مین ایسے کلام کرتا ہی زاغ سیاہ رونے چاہا کہ یہ جواب دیکر آگرے اس مکار
غدار ہفت پیکر پر جا پڑے ادہر ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ زاغ سیاہ رو کے دو ٹکڑے
ہو گئے ساتھ ذات الجواہر کھڑے تھے اُن پر بھی بجلیان برابر گرنے لگی جسپر بجلی گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوئے تھوڑے ہی عرصہ مین چھ ہزار ساحرون کو جلا دیا ورگم سالار کھڑا کانپ رہا ہی ہفت پیکر
نے کہا او ورگم سالار نابکار تونے اِسکو ندرو کا ساتھ قدرت کے ایسی بے ادبی کی دریافت کر
اس حال مین تھا کہ حضور مین نہین جانتا ہفت پیکر نے طرف نعش کے دیکھا پکار کر آواز دی
اور کہا ظاہر کر کہ تو اسقدر کیون بے ادب ہوا کیون اپنی جان دی نعش سے آواز آئی کہ یا
خداوند ملکہ بسم اپنے شوہر کی رہائی کو آئین صاحبقران کو رہا کر لیا سب رہا ہو کر نکل گئے مجھے
بسم نے بھیجا کہ جا کر ہفت پیکر کو خبر دے اور اُسکا سر الامیر تیرے سامنے کچھ زور نہ چلا یہ سنکر
ہفت پیکر نے حکم دیا ان گنہگارون کے لاشے درختے پر لٹکوا دو زاغ و زغن انکو کھا جائین
لاشے بھی انکے خبیث اٹھا دین کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران کو جا گرفتار کرے
اور انکے ہمراہیون کو دے جو اس جو اسکا بھی علاج کرے یا قدرت خود تکلیف فرماوین بیچ
[illegible] کیمیا سردار خوار بیٹھا ہو دلگل سے اٹھا عرض کی یا خداوند غلام جاکے
سب کو لاتا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہون سب کو لیجاؤن حکم ہوا سارا جنگل فوجون سے بھر
گیا [illegible] جا پہنچا اسی قدر فوج نکل [illegible] کیمیا سجدہ کرکے اٹھا باہر آکے آواز دی سب فوج
میری ایسے چار لاکھ ساحر چار طرف سے آکر جمع ہو گئے سب کو لیکر چلا درّہ کوہ پر سے آکر دیکھا
ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اسی ہزار دیوانے پس پشت حرکات لغو کرتے ہوئے آتے ہین
کیمیا غور کرکے چاہتا تھا کہ [illegible] غضنفر جو سنبھالا برق تڑ کی کمر سے نکال کر بچایا آواز دی
اوکی قزلقان [illegible] قزاق ساحرون پر جا پڑے اب جو گھوڑے دوڑاتے ہوئے جا پہنچے ایک نے
سنانا کیا ایک نے پہلو سے نیزہ مارا [illegible] تھا لین تیر اندازی کرنے لگے [illegible] نے خنجر کھینچے او خنجر
کھینچ کر جا پہنچے ایک نے ٹوکا ایک نے پہلو پر خنجر مارا دس بیس ہزار ساحر اسے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین

ساحر مرمر کے گرتے ہین قزاقون نے تہلکہ ڈالدیا غضنفر گھوڑے پر سوار تیغۂ رومین شگاف قبضے مین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا ہوا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پچاس ہزار ساحر پامال کیے تھے کہ کیمیا بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین آیا کچھ بوٹیان پتیان نوچ کے باہر نکلا وہ پتیان پھینک مارین جیسے ہی وہ منتشر ہوئین قزاق گھوڑون سے گرنے لگے غضنفر کی بیتابی ہر ایک کے قریب پہونچتا ہے انگشتر چمکاتا ہے ایک کو بچایا دس گرے کیمیا تین مرتبہ درۂ کوہ مین گیا پتیان نوچ کے لایا لشکر غضنفر پر پھینک مارین تیسری مرتبہ مین غضنفر نے پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے گھوڑون سے گر پڑے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہین چاہتے ہین کہ راکب کو پامال کرین راکب اپنے کو بچاتے ہین حربے ہاتھون سے گر پڑے پاؤن مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا دل دھڑک رہا ہے اپنے قابو مین نہین دل گویا پہلو مین نہین غضنفر یکہ و تنہا بچاتا پھرتا ہے اسّی ہزار جوان ہمراہی کے گھوڑون سے گرے کس کس کو بچائے بیقراری مین پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچائے نظم

در نظر ہا رو نما صورت ز ہر منظر یکے است / جلوہ گر نقشہ ز ہر دیوار و در رو در یکے است
کار فرمای جہان سلطان بحر و بر یکے است / حاکم اقلیم شرق و غرب خشک و تر یکے است
بر رخ ہر نقش یک نقاش جلوہ مید ہد / ظاہر از ہر جلوۂ تصویر صورت گر یکے است
اندرین گلزار رنگ و بوے ہر گل واحد است / اندرین گنجینہ آب و تاب ہر گوہر یکے است
خار و گل یکسان بود در دیدۂ وحدت پرست / پیش مردان موحد قدر خاک و زر یکے است
ہست بر یک منحصر کار زمین و آسمان / انتظام و اہتمام زیر و بالا بر یکے است
ہر حساب اند حساب خود شد از یک آشکار / ہر رقم ہر ہندسہ ہر شکل پنہان در یکے است
در کمالات جمال و خوبی ذات و صفات / از ہمہ بہتر یکے از جملہ بالا تر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا / بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم / اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بے مثال و بے نظیر و لا شریک / طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور ہندی کہ در ہر کار تو صبح و مسا / حامی و مشکلکشا و ناصر و یاور یکے است

بیقرار ہو کر جو غضنفر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُٹھی صاحبقران آکر پہونچے
دور سے جو غضنفر کو اس حالت مین دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران
یہ دغا ہر کہ داند و اند دہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بہ کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر آکر اس فوج ہزیمت موج پر گرے جملہ سردار نعرے کر کے آپڑے عقب مین نسیم و آفتاب و عیوق جو آتے تھے دیکھا کہ یہ ہوگا
ہی نسیم نے سر اُٹھا کے دیکھا آفتاب سے کہا کہ میان کیمیا صاحب آئے کشتہ ہونگے اُنکے لیے یہی
اکسیر ہی کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے جا پڑے اب بچنا دشوار ہی لیکن وقت مدد ہی یہ کہکے
نسیم بڑھی دستک دی عیوق نے بڑھکر گولہ مارا آفتاب نے اسم اعظم پڑھکر چمکا ساحرون کے بھیجے جلنے لگے
نسیم نے جو دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر سر ٹکرانے لگے عیوق نے جھوم جھوم کر سیکڑون
کو مارا جسکو پکڑا چیر کر پھینک دیا تینون سحر کرتے ہوے چلے کیمیا نے جو دیکھا کہ لشکر پامال ہونے لگا امیر
نے جو بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھا ہمراہیان غضنفر گھوڑون پر سوار ہوے مصروف جنگ ہین امیر
جنگ رستمانہ کرتے ہوے اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہوے ہمراہیان غضنفر صداے اسم اعظم سنکر
ہوشیار ہو چکے ہین گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اپنے آقا کی پس پشت جمتے جاتے ہین غضنفر نہنگانہ
رستمانہ شمشیر زنی کر رہا ہی اکثر سرداران صاحبقران کو جو کیمیا آتے ہوے دیکھتا ہی سحر کرتا ہی وہ سردار
گھوڑون سے گرے امیر کا نام لیکر آواز دی کہ ای شہریار غلامون کو بچائیے امیر نے بڑھکر اسم اعظم
پڑھا ان سردارون کو سنبھالا گھوڑون پر سوار کیا وہ پھر مصروف جنگ ہوے چہار جانب یہی کد و کاوش
ہی یہی کوشش ہی کہ اپنے آقا کو قریب کیمیا پہونچائین ایک طرف سے غضنفر جنگ کرتا ہوا آتا ہی
کئی مقام پر کیمیا کو للکارا کیمیا نے خیال بھی نہ کیا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ کیمیا سحر کرتا ہوا
جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہمارے سامنے تو آ کیمیا پلٹ پڑا
کئی گولے مارے ماش کے دانے اُچھالے آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا قریب کیمیا کے جا پہونچا تھا کہ فوج والون نے بلوہ کیا بیچ مین آگئے غضنفر اُنسے
لڑنے لگے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ غضنفر کو لاکھون جادوگرون نے گھیرا ہی زنجیرین

اور کمند مین لیکر چلے مین چاہتے ہین کہ گرفتار کرین غضنفر کی تنہائی دیکھکر بیقرار ہو گئے وہین سے نعرۂ شیرانہ کرتے ہوے اُس غول پر جا پڑے ایک طرف سے جو اسد نامدار نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوے نعرہ کرکے اُس غول پر گرے انکے ساتھ والے لڑے بھڑے ہوے ابراہیم بن مالک وغیرہ اس ترکیب سے آگرے کہ غول کے غول پراگندہ کیے لڑبھڑ کے غضنفر کو اُس بلوے سے نکالا کرب بنے بھی آکر مدد کی پہلوان عادی بھی اُسی مقام پر آکر لڑے کرب فرماتے ہین غضنفر کیا جوان ہی اسکی جرأت کی تعریف کرنا واجب ولازم ہی یہ شیر تو اسد سے زیادہ طرار و فرار ہی کون اس سے مقابلہ کر سکتا ہو اکیلا کس دھوم سے لڑا مجمع کو متفرق کیا سب شیر اُسی مقام پر لڑ رہے ہین غضنفر نے جو اپنے بزرگون کو قریب دیکھا شمشیر زنی کرتا ہوا الگ ہٹا اپنے غول کو جمع کرتا جاتا ہی قصد ہی کہ لڑبھڑ کے نکل جاؤن ایسا نہ ہو کہ بزرگ نہ جانے دین اپنے غول کو لیکر کنارے ہوا کئی مرتبہ اسد نے پکارا کہ اے فرزند ٹھہر جاؤ غضنفر نے دور سے سلام تو کر لیا بات کا جواب نہ دیا گھوڑا اُڑاتے ہوے ایک طرف نکل گئے اسد ناچار بیٹے ساتھ کے سردارون سے کہا کہ دیکھو بات کا جواب نہین دیتا سلام کر لیا یہی بڑا احسان ہوا یہ فرماتے ہوے مصروف جنگ ہین صاحبقران لڑتے ہوے سامنے کیمیا کے پہونچے للکارا کہ او ساحر مکار آگے مقابلہ کر کیمیا گوے مارتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے تلوارین امیر پر گرین خنجر چلیے مگر امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب پہونچ گئے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا سپر سحر کیمیا نے اُٹھا دی برق شمشیر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے کیمیا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا آندھی سیاہ چلی ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا تمام سردار گھبرا گئے سیکڑون اہالی فوج ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوے بعض گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم کیمیا مردار خوار ہو ساتھ والون نے جو افسر کا لاشہ دیکھا چاہتے تھے کہ صاحبقران کو مارین صاحبقران نے جم کر شمشیر زنی کی سب فرزند بھی اُسی مقام پر آگئے آخر کار شکست کھا کے لاش اپنے افسر کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے بھاگے نسیم وعیوق وآفتاب خدمت صاحبقران مین آکے عرض کی کہ خدا آپ کو مظفر ومنصور کرے رستم نے آداب وتسلیمات عرض کیا ہی اُنھین کے حکم سے آئے اُنھون نے یہ اشیا بھم پہونچائین غلام خدمت مین لیکر آئے فیروزہ بن عمرو جو قید سے چھوٹا ہی اسکو خدمت مین اپنے آقا کی جانا چاہیے فیروزہ بن عمرو اُسی وقت پتہ پوچھ کر مع جملہ مطیعان سعد بیٹے ہیکلان ترک

ومقصود ترک و نعمان ترک مع پانچ ہزار جوان تبلاش شاہ سعد روانہ ہوے کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا صاحبقران نے ان جوانون کو تاکید کر کے رخصت کیا کہ سعد سے ہم سب کا آداب و تسلیمات کہنا میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ حضور اب تشریف لائین بے آپ کے رونق تاج و تخت نہین ہی اور نسیم امیر سے یہ کہکے رخصت ہوئی کہ حضور صحراے گرداب نشان مین چلکر فروکش ہون وہان سے سرکار کو پتہ ملیگا خواجہ عمرو سے امیر نے کہا کہ خواجہ تم پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ اے نور نظر ہمارا ساتھ ہو تو بہتر ہی آئندہ جو تقاضاے وقت ہو خواجہ طرف رستم کے چلے چونکہ علم و شان رستم سُنا بیقرار ہوگئے تبلاش رستم روانہ ہوگئے یہ سب باتین وقت پر تحریر ہونگی صاحبقران مع لشکر و مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف صحراے گرداب نشان کے چلے ہفت پیکر کو بھی اس فتح کی خبر پہونچیگی یہ بھی ضرور رفتہ رفتہ انکا سب کے حال وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھتا ہون

دو کلمہ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کی عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت کے کہ دختر نعمان زمیندار ہی خواجہ عمرو نے برق کو نظر بند کیا ہی اسکا ذکر تحریر کرتا ہون باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای برق باران عشق
چمکتا ہی مہر درخشان عشق
کہان تو ہی ای عشق کاشانہ سوز
کہان تو ہی ای شمع پروانہ سوز
جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
لہو سے بھرے ہر رگِ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق
کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
جو قیسِ حزین نے عجب بھی
ہوئی عشق لیلی مین بیبسی
کہ مجنون لقب خلق مین پاگیا
یہ سامان اُسکا ہوا بر ملا
بسد اسجد مین جا کے تھنا رہا
محبت مین لیلی کے وحشی بنا
یہ دیوانہ بن خلق کو بھا گیا
نہ معشوق پایا بمشکل جیا
کبھی چین صحرا مین پاتا نہ تھا
کہ معشوق دلسوز آتا نہ تھا
اسی غم مین دی جان دلسوز نے
اسی عشق مین خوب صدمے سہے
لیا عشق نے جانِ فرہاد کو
نہ پہونچا کوئی اُسکی فریاد کو

یہ آخر کو اُسنے مصیبت سہی
کہ معشوق سے آج تک دور رہی
کہ شیرین نے دی جان اُسکے لیے
کہ ظاہر ہوئی صورتِ رنج و غم
تڑپتا ہی سیماب سا عشق مین
کہ معشوق کے ذکر سے عید ہی
قمر برق کا حال تحریر ہو

کہ اس عشق مین جان شیرین گئی
یہ لکھتے ہین نکتہ نوازان عشق
جدائی کے سامان جدا ہو گئے
بنا عاشقِ زار شیدا ہوا
لکھون مین اُسی کا بیان عشق مین
چھٹے قیدِ محنت سے وہ دردمند
فراق و مصیبت کی تقریر ہو

لقب کوہکن اُسکا مشہور ہی
کہ آخر ہوا جا کے مہمانِ عشق
ہوئے مر کے معشوق و عاشق بہم
نیا درد سینے مین پیدا ہوا
کہ برقِ حزین مائل و بیدہ ہی
اُسے دشت و صحرا ہین دل سے پسند

چہرہ دشت نوردان جادہ عیاری و طی کنندگان مراحل بیقراری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کہ غواص بحر مصیبت نشان + نگارد چنین طرفہ این داستان + مہتر برق فرنگی کہ عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت دختر لقمان زمیندار کے مبتلا ہی خواجہ اسکو گرفتار کر لائے ہین ابو الفتح وغیرہ نہایت لطف سے دلدہی کرتے ہین یہ فتح جو نصیب ہوئی برق نے زبانی عیارون کے سُنا کہ صاحبقران آمادہ فتح طلسم ہفت پیکر ہین لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین قید خانے سے رہائی پائی طرف صحرائے گرد آدر بانشان کے جاتے ہین وہان سے طرف طلسم ہفت پیکر کے قصد کرینگے جی مین کہتا ہی کہ ای برق اُستاد کی پرورش ہی کہ تیری حفاظت کی نظر بند رکھا ورنہ اب تک اُس صحرائے ویران مین تڑپ تڑپ کر مر جاتا لیکن تلاش معشوق کرنا واجب و لازم ہی نگہبان سب سانحہ کے عیار ہین انہین سے نکلون تا در محبوب پہونچون یہ سوچ کے عیارون سے گھُل مل کے باتین کرنے لگا کہا آج آپ لوگون نے حقہ نہین پیا یہ کہ کے چلم بھری بیہوشی اُسمین ملائی عیارون کو حقہ پلا کر بیہوش کیا قید خانے سے تڑپ کر نکلا ایک جانب بھاگا جنگل مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی اگر راہ مین کوئی دیہہ یا قریہ ملا وہان جا کے پتہ لگاتا ہی جب پتہ نہین ملتا غنچہ آرزو نہین کھلتا تو روتا ہوا وہان سے نکلتا ہی یاد مین محبوب مطلوب کی کسی نخل کے نیچے بیٹھ گیا اور یہ اشعار حالتِ بیقراری مین بصد سوز و گداز پڑھنے لگا نظم

تجکو جو مرغوب تیری شعرخوانی ہوگئی
ای پری اپنی طبیعت مین روانی ہوگئی
مین کہان عشق قدِ دلدار ای واعظ کہان
کیا کرون نازل بلائے آسمانی ہوگئی
سبز و رنگی ختم ہی اُسپر کہ پوشاکِ سفید
زیبِ تن جس وقت کی فی الفور دھانی ہوگئی

اُس پری کے عشق نے اتنا کیا مجکو ضعیف
خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہو گئی
داغ اُسکا دل پہ ہی اب دل کو لے سکتا ہی کون
اُس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہو گئی
آج کل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گل ہنسے
عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہو گئی
تاصحو بس بس زیادہ عشق نے بھڑکائی آگ
یہ نصیحت مجکو پریون کی زبانی ہو گئی
میری وحشت دیکھکر مجنون دہل کر مر گیا
ناقہ لیلی کی مجکو سار بانی ہو گئی
ای قبول اب عشق محبوب حقیقی کا ہی عہد
بچپنا اک دن کا دو دن کی جوانی ہو گئی

اس طرح کے یہ اشعار پڑھ کر ایسا گھبرایا کہ بیقرار ہوکر اُٹھا خیال مین گذرا کہ قصبہ نعمانیہ مین چلکر دریافت کرو شاید حال معلوم ہو یہ سوچ کر بھاگا قصبہ نعمانیہ مین آیا صورت بدلے ہوے دیکھا گانون کا بازار ویران پڑا ہی دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی ساحر مشکور جادو وہ ملکہ انجم مہر طلعت کو گرفتار کرکے لے گیا ہی اُسنے نعمان کو پیغام بھیجا ہی کہ تمھاری دختر میرا وصل نہین قبول کرتی آپکے دختر کو سمجھاؤ وہ مرتبہ تمھارا کردونگا کہ شاہان دربند رشک کرین وہ گئے جاکر سمجھایا بیٹی نے نہ مانا اُسنے دونون کو قید کیا ہم لوگ نہین جانتے مشکور کس مقام پر ہی مالک ہمارا قید ہو گیا قصبہ ویران ہی زراعت مین فرق آیا سب اہل قریہ پریشان ہین برق یہ حال سُنکر قریے سے نکلا تلاش مین مشکور کی چلا جس مقام پر ساحر کا مکان دیکھتا ہی دریافت کرکے آگے بڑھتا ہی پھرتا پھراتا ایک دن ایک صحرا مین پہونچا ایک نخل کے سایے مین غمگین وملول بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ دیکھا ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے دوڑا ہوا جاتا ہی برق آگے بڑھا ایک فقیر کی شکل بنکر بیٹھا دو چار حقے وہان رکھ لیے ساحر کو آواز دی وہ ساحر قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یہ لون چل رہی ہی اور تم اس دھوپ مین جاتے ہو ابھی کئی آدمی اس مقام پر گرے اہل قریہ اُٹھا کرلے گئے تم اس دھوپ مین تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ ساحر نے کہا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہی جو مالک کا حکم ہی وہ بجالانا ضرور ہی رنجور جادو ہمارے مالک کا نام ہی طلسم ہفت پیکر پر چڑھائی ہی چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی رنجور نے مشکور کو بلایا ہی مین نامہ لیکر جاتا ہون حکم کیا تھا کہ آج ہی نامہ پہونچے اس وجہ سے جلدی جاتا ہون برق نے پوچھا رنجور کس مقام پر رہتے ہین ساحر نے کہا کہ نامہ دار میرا نام ہی یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہی قلعہ دانعدار اُسکا نام ہی اُسمین رنجور جادو بادشاہ ہی برق نے یہ دریافت کرکے مشکور کا پتہ بھی پوچھ لیا حقہ پلاکر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیا نامہ کی پشت پر طرف سے

مشکور کے لکھا کہ ای برادر میرے آج کل ہوش درست نہین کہ مین مسلمانون کو کیونکر روکون چند ساعت کے واسطے ہمین سرفراز کرو یہ نامہ لیکر طرف رنجور کے چلا پانچ کوس راستہ طی کرکے دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہی اور خلقت کی اُسمین آمد و رفت ہی برق بلا تکلف اندر آیا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا دارالامارہ پر پہونچا اندر بارگاہ کے آیا نامہ پیش کیا نامہ پڑھکر رنجور بہت خفا ہوا کہ اس کام سے زیادہ بھائی صاحب کو اور کون سا کام ہی ملک برباد ہوتے ہین ایسا نہ ہو کہ رستم کا اس طرف گذر ہو جائے تو حال کُھلے لیکن مین چلتا ہون برق نے کہا کہ کچھ زبانی ارشاد فرمایا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون رنجور کو کنارے لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجکو بھائی صاحب کے پاس لے چلے وزیر اُٹھا اُسنے عرض کی کہ غلام آپ کو پہونچائیگا اکثر حضور کے ساتھ گئے ہین راستہ بخوبی یاد ہی یہ کیفیت لے چلین گے برق نے اسکو ساتھ لیا تخت پر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے بعد پہر بھر کے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا وزیر نے کہا کہ یہی قلعہ آپ کے بھائی صاحب کا ہی تشریف لے چلیے قریب در قلعہ لاکر وزیر کو بھی برق نے بیہوش کیا ایک غار مین اسکو ڈالدیا آپ بصورت رنجور قلعے مین آیا لوگون سے پوچھا کہ بھائی صاحب کہان ہین سب شکایت کرنے لگے کہا اب تو چند سے قلعہ ویران پڑا ہی مشکور صاحب باغ مین تشریف رکھتے ہین برق نے کہا کہ ہمین چل کے وہ باغ بتاو چند ساحر ساتھ ہوے طرف باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ در باغ دکھائی دیا چند نگہبان در باغ پہ تھے اُنھون نے اُٹھکر رنجور جانکر باادب رنجور نقلی کو سلام کیا کہا ٹھہر جائیے ہم شہنشاہ سے عرض کرلین برق نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا ہمارے جانے کی ممانعت ہی ساحر چپ ہوے برق اندر باغ کے آیا چند خدمتگار دوڑے جاکے خبر کی مشکور سُنکر گھبرا گیا کہ انجم مہر طلعت کا قفس و لقمان زمیندار کا قفس سامنے رکھا تھا نام رنجور کا سُنکر قصد ہوا کہ ان قفسون کو چھپاؤن رنجور نقلی آپہونچا مشکور نے سلام کیا برق نے آکر کہا کہ بھائی صاحب آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ طلسم ہفت پیکر کی کیا کیفیت ہی ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی جس ملک پر گئے اُسے فتح کیا اپنے اپنے قلعون کی تدبیر کرین ہاتھ سے دشمنون کے بچین اس زمانے مین عشق و عاشقی ترک کرو مصروف انتظام ہو یہ سُنکر مشکور رونے لگا کہا بھائی صاحب مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون لائق عرض کرنے کے نہین ہی جو مجھپر گذرتی ہی اُسکا ذکر کیونکر کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین باپ کو بھی

معشوق کے بلوایا اب بھی کوئی مطلب نہ حاصل ہوا دونون کو سمجھا رہا تھا کہ آپ آگئے جب تک کوئی تدبیر اسکے وصل کی نہ ہوگی مجھسے کچھ کام نہ ہوسکیگا اگر ہوسکے تو آپ ہی سمجھائیے برق نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہے ایک لفظ مین سمجھا دونگا خود تمپر عاشق ہوجائے تمھاری محبت سے مہلت نہ پائے شراب منگوائیے ابھی ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور نے دوڑا شراب لایا برق ملتا ہے بے آب تڑپ رہا ہے کہ معشوق کو قفس مین قید دیکھا جلدی جام بھرا مشکور کے سامنے گیا کہا بھائی جام پیو ابھی تدبیر ہوتی ہے مشکور خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا بھائی صاحب یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا کہ اُٹھکر ٹہلو گرمی شراب کی کم ہو مشکور اُٹھا ٹہلنے لگا اُٹھتے ہی مُنہ کے بھل گرا برق چھلایا ہوا تھا اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ منم برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہے برق خنجر گذار
کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون

کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے

ہر مکر ہے میرا پھیرا رہا
تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

یہ کہہ کے خنجر مارا مشکور کا شکم چاک قصہ پاک ملکہ انجم نے جو نام برق سُنا تڑپ گئین جی مین کہتی ہین کہ یہ عاشق صادق ہے کس طور سے پہونچا برق نے نعمان کو سلام کیا نعمان نے کہا کہ اے بہتر برق فرنگی تمنے بڑا احسان کیا کوئی عزیز قریب میرا یہانتک نہین آیا تمنے اپنے کو پہونچایا برق قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون عمر بھر خدمتگذاری کرونگا دونون کو قفس سے نکالا نعمان نے سحر سے ایک تخت تیار کیا برق و انجم کو تخت پر سوار کیا الیکطرف اپنے قریے کے چلے قریے مین آکر پہونچے نعمان نے عزیزون سے صلاح کی کہ تم سب کی خوشی ہو تو انجم کی شادی ساتھ برق فرنگی کے کردون ایسے وقت مین پہونچا کہ جہان کوئی عزیز قریب نہ گیا نہ کسی نے رفاقت صرف کی مشکور کے بھائی کی شکل بنکر پہونچا جاتے ہی اُسکو مار لیا ایسے نیز عیار بھی لشکر اسلام مین کم ہین خواجہ عمرو اپنا قوت بازو جانتے ہین برق نے کہا کہ مین اُستاد کا نائب کہلاتا ہون جہان کہین اُستاد قید ہوے مین ہی جا کر رہا کرتا ہون سب راضی ہوے بڑی دھوم سے مانجھا بٹھایا بیاہ ہونے برق تخت پر بیٹھے ہین قضائے کار مہر سپہر عیاری جو تلاش رستم مین چلے تھے اُس قریے مین جو آئے دیکھا گانون مین باجا بج رہا ہے کچھ لوگ زعفران پوش پھر رہے ہین خواجہ نے اُسنے پوچھا کسکی شادی ہے لوگون نے کہا کہ یہان کے رئیس کی دختر کی شادی ہے پوچھا دولہا کون ہے

لوگون نے بیان کیا حضرت برق فرنگی نائب خواجہ عمرو کا یہان آیا ملکہ کو مع اُنکے باپ کے رہا کیا اب باغچا مین
بیٹھے ہین خواجہ حیران ہوئے کہ مین تو اسکو قیدخانے مین چھوڑ آیا ہون یہ یہان کیونکر پہونچا نائب جنگل
بیٹھے ہین کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر جلیل کی شکل بنے قبائے قلم کار زیب جسم
لعل و یاقوت کی انگشتریان ہاتھ مین عصا بادام تیغ کا ٹیکتے ہوئے در بارگاہ پر آئے پوچھا بانگ عالم پناہ
کہان ہین لوگون نے بارگاہ نعمان کا پتہ دیا بارگاہ نعمان مین آئے جھک کر سلام کیا نعمان نے پوچھا
خواجہ بازرگان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میرے یہان دختر کی شادی ہی جو کچھ مال و اسباب لائے ہو
ظاہر کرو عمرو نے کہا زمیندار صاحب مین لٹ گیا مین نے سنا ہی کہ میرا چور آپ کے قریے مین آیا ہی
صورت یہ ہی کہ مین نے ایک لڑکے کو فرزند بنا کر پالا وہ اوباش لوگون مین ملکر خراب ہوا کئی لاکھ روپیے کا
مسند و قچہ لیکر بھاگا ہی نعمان نے کہا ایک دربارگاہ آراستہ ہی وہان تشریف لے چلیے جہان کہین آپکا
چور ہو اُسے گرفتار کر دون خواجہ کو نعمان لیکر بارگاہ برق مین آیا برق کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا خواجہ
نے جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحبزادے اُٹھو چلو بڑھیا ماں تمھاری رو رہی ہی مسند و قچہ کہان ہی جلد
بتاؤ برق حیران ہوا کہ بڑھیا کون اور مسند و قچہ کیسا کہا خواجہ بازرگان کسی کو پہچانتے بھی ہو یا جو چاہا
کہہ دیا مین کیا جانون آپ کیا فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ اب باتین نہ بناؤ ورنہ گردن لونگا وہ لباس
تمھارا موجود ہی جو پہن کے آئے تھے تنگی مین تمھاری مان تمکو لیکر آئی ڈھائی سیر جو دیکر مین نے تمکو لیا
جب وہ بہت روئی تو نقد بھی تین پیسے دیے آج باغچا ہین کے بیٹھے ہو اور نعمان زمیندار کے داماد
بنے مسند و قچہ میرا مجھے دیجیے مین چلا جاؤن پالنے کی مشقت راتون کا جاگنا اور چھی بی کا اٹھکر بہلانا
ہگ کے پڑ رہتا تھا پر سال تک کپڑے خراب کرتا تھا پیشاب کا تجکو عارضہ تھا کیسے مین نے ٹوٹکے کیے
گلی گلی تجکو لیکر پھرا لوگون سے دوا پوچھتا اب آج جوان ہوکر ساری مشقت ہماری بھلائی نعمان زمیندار
کو کیسا قلق ہوا کہ مین تو اسکو برق عیار سمجھا تھا بیٹا جو کا زر خرید غلام ٹھہرا اب اگر نکالا تو دونون تو یہان
کا رہنے والا ہون کہین بیٹی کی شادی نہ ہو گی قریب آکر برق سے کہا کہ اب زیادہ نہ شرماؤ سوداگر کے ساتھ
جاؤ ایسا نہ ہو کہ سوداگر زیادہ بگڑے مسند و قچہ اُسکو دیدو لاکھ روپیے کا مال بہت ہوا تنگ وہ دیکھو تغیر
ہو رہا ہی کس حسرت سے روتا ہی اُسکے رونے پر رحم کرو برق نے کہا کہ حضور آپ یہ کیا فرماتے ہین مین اس
تاجر کو بالکل نہین پہچانتا ناحق یہ باتین بناتا ہی اسکو نکلوا دیجیے عمرو نے کہا میان برق صاحب اپنا گلا

کاٹونگا تمھین یہان چھوڑکے نہ جاؤنگا خیر زمیندار صاحب آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا مال آپ ہی
نے میرا لیا زمیندار قسمین کھانے لگا کہ خواجہ صاحب مین آپ کے احسان کا ممنون ہون مین اسکو سمجھا تھا
کہ عمرو کا نائب ہو جب خواجہ نے ہاتھ پکڑکے برق کا کھینچا برق نے جو آنکھ ملائی قدمون سے لپٹ گیا کہا
اُستاد آئیے لغمان لوگون سے کہتا ہو اب راہ راست پر آیا اپنے مالک کو پہچانا برق نے کہا کہ اے
لغمان مبارک ہو میرے واسطے بڑا فخر ہوا کہ شہنشاہ اوج عیاری آگئے یہ میرے باپ ہین وہ پرورش
مجھپر کرتے ہین کہ فرزندون سے زیادہ سرفراز کیا اکثر چالاک کو خفا ہوے اور میری ہی بات رکھی لغمان
نے کہا کہ صاحبزادے اب جو چاہے باتین بناؤ ہرچند کہ ہمنے عمرو کو نہین دیکھا اُنکی تصویر تو دیکھی ہو صورت
اصلی دکھائین برق نے کہا کہ اُستاد صورت اصلی دکھائیے اشارہ کیا کہ بیٹا رونمائی تو منگاؤ مین
پریشان ہون کہ تمھارے لیے نامبارک نہ ہو دلھن زندہ رہے خدا اولاد دے برق نے لغمان سے
کہا کہ کچھ نقدی منگواؤ اُستاد کے آگے پیش کرو خواجہ نے کہا کہ اب زمیندار سے منگواتا ہو وہ جو
تونے جابجا لوٹ لوٹکے گاڑا ہو اُسمین سے کچھ نکال برق نے بمشکل چند انگوٹھیان نکالین خواجہ
نے وہ انگوٹھیان لین حسبت کی پکارکے آواز دی کہ داد آدم درویش از کل عالم بیش صورت اصلی
میری مجکو عطا فرمائیے اب جو بلندی سے اُترے سبنے صورت زیبا دیکھی لغمان بغلگیر ہوا اگر لغمان
صورت کو دیکھکر ڈر گیا ظریف لوگ پھبتیان کہنے لگے کوئی کہتا ہو کہ بن مانس ہو کوئی کہتا ہو کہ جل مانس
ہو خواجہ فرماتے ہین کہ صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب خواجہ آکر کرسی پہ بیٹھے برق کی تعریفین
کرنے لگے برق نے کہا کہ اُستاد شرمندہ نہ کیجیے مین غلام ہون خواجہ فرماتے ہین کہ اب تمھارے مال کے
خرچ ہونے کا وقت آیا برق کہتا ہو کہ اُستاد میرے پاس کیا ہو آپ کو دلھن کو دینا پڑیگا خواجہ عمرو
کہتے ہین ہم رونمائی دینگے اتفاق سے یہان آگئے برق نے کہا کہ آپ کا تشریف لانا باعث فخر ہوا
غرض خواجہ کی لغمان نے بڑی خاطر و مدارات کی ساتویں طرف سے برق کے مہندی طرف سے لغمان
کے بڑی دھوم سے برات کی تیاری ہوئی خواجہ برق کو گود مین لیکر سوار ہوے مکان پہ دلھن کے
پہونچے غل ہوا کہ دولھا کی سواری آئی ایک عورت بڑھیا گھٹنا پہنے ہوے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوے
طشت مین پانی بھرے ہوے سامنے برق کے پھینک گئی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمیشہ دولھا سامنے
دلھن کے پانی بھرے برق نے پلٹ کے دیکھا کہ اُستاد نہین معلوم ہوتے اور لوگ برق کو گھیرے ہوے ہین

باعث یہ ہوا کہ نعمان نے کہا گوشے پر قصبے کے قاضی صاحب رہتے ہین اُنکو بلا لائے جاؤ خواجہ فوراً ایک
سپاہی کی شکل بنکر دوڑے مکان پر قاضی کے پہونچے آواز دی قاضی صاحب قاضی نکلے دیہاتی آدمی پوچھتے ہین
آج کیا ہی کہا قاضی صاحب آپ کو خبر نہین دختر زمیندار کی شادی ہی آپ کو عقد پڑھنے کو بُلایا ہی قاضی بہت
خوش ہوے سمجھے کہ زمیندار زمین بھی دیگا خواجہ نے کہا آج خوشی کا دن ہی گلوری تو نوش کیجیے گلوری اپنے
پاس سے نکال کر دی جیسے ہی قاضی صاحب نے گلوری کھائی گھبرا کر کہا کہ ذرا مین پاَیخانہ پھر آؤن یہ کہکے
اندر گئے قاضی صاحب تو دستون مین مبتلا ہوے خواجہ نے ادبر کی کُنڈی چڑھا دی قاضی کی شکل بنکر
دربار مین آنے کا موقوف ہوا اسلام علیکم کہکے قاضی صاحب آکر بیٹھے حکم ہوا محل مین جائیے دلھن سے
قبول کرا لائیے وہان مردانہ ہوا مان بہنین دلھن کی پاس دلھن کے ہین حجلۂ عروسی مین قاضی صاحب نے
آکر پوچھا مہتر برق فرنگی ابن عبد اللہ کے ساتھ تمھارا نکاح مہر شرعی تین روپئے آٹھ آنے پر ہوتا ہی تم راضی
ہو دلھن کی مان پیٹنے لگی کہا قاضی کچھ دیوانہ ہوا ہی شرعی مہر نہ بندھیگا پچیس ہزار پر میرا بندھا ہی اُسی
کاغذ کے موافق لڑکی کا مہر بندھیگا ورنہ برات پھیر لیجاؤ خواجہ نے قبول کیا آکر برق سے کہا کہ پچیس ہزار
پر مہر قرار پایا برق نے اشارہ کیا کہ پڑھیے خواجہ نے بیٹھکر نکاح پڑھا لڑکے زمیندار سے نقدی لی
جب خواجہ بہت بگڑے تو برق سمجھ گیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ قاضی صاحب اب عنایت فرمائیے جو ملا اُسکو
غنیمت جانیے یہ لوگ زمیندار دیہاتی آپ کی خدمت کر چکے خواجہ نے کہا کہ ابے تو دے برق نے مجبوری
کچھ چھلے کچھ انگوٹھیان نکالکر حاضر کین خواجہ نے کہا کہ بچا تمنے طلسم نور افشان مین بہت کچھ پایا برق نے کہا اُستاد
جو ملا تھا وہ اُٹھ گیا خواجہ بصورت اصلی نمودار ہوے زمیندار گھبرایا کہ ابھی قاضی تھے ابھی خواجہ عمرو ہوگئے
برق نے کہا کہ لشکر مین سب کا نکاح یہی پڑھتے ہین بڑے دھوم سے دلھن بیاہ کے لائے برق شب کو
حجلۂ عروسی مین آیا عاشق و معشوق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ تھے برق نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ انجم
حاملہ ہوئین کئی دن کے بعد برق محل سے نکلا خواجہ نے کہا کہ ای فرزند ہم تو اب رخصت ہوتے ہین
تلاش رستم مین جاتے ہین دیکھین اُسپر کیا گذری برق نے کہا کہ مین بھی چلونگا محل مین آیا ملکہ سے کہا کہ
یہ جان نثار اب رخصت ہوتا ہی اُستاد کے ساتھ جاؤنگا اگر خدا فضل کرے اور بیٹا پیدا ہو تو برق ثانی
نام رکھنا کمند و خنجر اپنا دیا کہ یہ اُس لڑکے کو دینا اگر لڑکی پیدا ہو تو پھر تم کو اختیار ہی نصیحت و وصیت
کرکے جب رخصت ہونے لگا ملکہ انجم رونی ہوئی ساتھ ہوئین کہتی ہوئین کہ ای مہتر صاحب اب کب گذر ہوگا

برق نے کہا کہ اگر زندہ طلسم ہفت پیکر سے پلٹے تو انشاء اللہ ملیٹ کے آئین گے ملکہ انجم رو ئین کہا کہ ای مہتر برق عجب داغ دیے جاتے ہو برق نے بہت سمجھایا کہا کہ ای ملکہ عالم مجکو بھی یہان کا خیال ہیگا آٹھ پہر یاد رہیگی ملکہ نے کہا کہ ای برق کیا کہین کہ جو کچھ ہم پر گذریگی اپنی تو عجب کیفیت ہی لائق بیان کرنے کے نہین نظم

موت کو سمجھے رہین گبر و مسلمان آئی	روح قالب مین ہی دو روز کو مہمان آئی
بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب	بعد الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہمسے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل	اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئنے لے رخِ انور پہ اجارا باندھا	شانے کے حصے مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفا تن مین کہان کتم عدم سے باہر	جسم کی طرح تری روح بھی عریان آئی
ڈھونڈھین اپنے لیے معشوق کوئی گرما گرم	فکر ہیلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشنِ دہر بھی ہی کوئی سرائے ماتم	شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے لکھے عفو ہوئے	فارغ البال ہوا مین شب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اُس رخِ نورانی پر	بل جبین صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا ہی خوب	اس بلا مین جو پھنسا شامتِ انسان آئی
عشق بلبل مین اثر ہی جو قفس مین آتش	بولنے گل پھاندکے دیوار گلستان آئی

برق نے آنسو دامن سے پاک کیے کہا کہ ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین جلد حاضر ہونگا آگے خواجہ سے ملا خواجہ و برق باشلے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش رستم مین چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دُردانۂ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اُسکا ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہی اور دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہی فرزند امیر کا نام خسرو شیر دل ہے باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا

جب امیر پردۂ قاف سے پلٹے تھے تو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے عقد کیا تھا ملکہ حاملہ ہوئی تھین لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام خسرو شیر دل رکھا پرورش مین مصروف ہوئین عجب حسین صاحبزادہ پیدا ہوا

حسین و جمیل آنکھوں مین بیچے شیر کے جلوہ گر پرورش مین مصروف ہوئین جب دو برس کا سن صاحبزادے کا
ہوا ملکہ دیکھتی ہین تیر و شمشیر سے زیادہ ذوق و شوق ہی جس روز خسرو پیدا ہوے اُس روز بارہ سو
لڑکے شہر مین پیدا ہوے سب کو ملکہ نے محل مین داخل کیا لڑکون کے ساتھ خسرو کھیلا کرتے ہین یہان
ملکہ انجم مہر طلعت کے بطن سے برق ثانی پیدا ہوا مکار و عیار و ضدی جب کسی بات پر بگڑتا ہی تو
پہرون روتا ہی دائیان حیران ہوجاتی ہین جب دو برس کا سن ہوا جست کرکے دیوار پر جاتا ہی ملکہ
انجم پیٹنے لگتی ہین کہ ارے کمبخت گریگا تو سر پھٹ جائیگا برق ثانی ہنستا ہی کہتا ہی کہ ہٹ جائیے مین
کودتا ہون مان نانا سب گھبرا لیتے ہین ایسا نہ ہو کہ پانون پھسل جائے تو گرے اس طرح جست و خیز کرتا ہی
خنجر بازی کمند اندازی جہان کہین چوری ہوتی ہی تو کوتوال کہتے ہین اُس لڑکے کو بلاؤ وہ چور کو خوب
پہچان لیتا ہی میان برق ثانی گئے اور چور کو پہچانا مال دلوا دیا چور کو بچا لیا گانون مین ہلڑ رہتا ہی
جب باہر نکلتا ہی تو کسی لڑکے کو ڈھیلا مارا کسی کا سر توڑا کسی کو کاٹ کھایا لوگ فریادی آتے ہین میندا کے
سے کہتے ہین آپ کے نواسے نے ہمارے لڑکے کو کاٹ کھایا ڈھیلا مار کر بھاگا چار برس کا سن ہوا محل خانہ
مین برق ثانی کھیل رہا ہی کبھی جست کرکے دیوار پر گیا کبھی دیوار سے صحن مین آیا کنیزون کو ستاتا ہی
کسی کے سینے پر ہاتھ ڈالدیا کسی کے کاندھے پر چڑھا ملکہ انجم کہتی ہین بادا جان کو بلاؤ لشکر صاحبقران
مین لکھ بھیجین اسکے باپ کے پاس اسکو بھیجدین وہ اسکی ہڈیان توڑیگا گانون مین ہنگامہ رہتا ہی رعایا
کے لوگ کیسے مجبور و ناچار ہین بیچارے آکے فریاد کرتے ہین چاہتی ہون کہ اس نگوڑے کو سزا دون سبے مجھے
ڈھکیل کے بھاگ جاتا ہی مین روتی بیٹھی رہجاتی ہون محل مین ہنگامہ ہی قضاے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش
تخت پر سوار پہلو مین خسرو و شیر دل چند لڑکے بعہدۂ مصاحبت ہمراہ ہین پریزادین تخت اُٹھائے ہوئے
صبح کا وقت ہی کہ خسرو کی نگاہ برق ثانی پر پڑی بیقرار ہوکر کہا کہ ای مادر گرامی اس لڑکے کو منگوا لیجیے
ہم اپنا عیار بنا لینگے مان نے کہا کہ ای فرزند جسکا لڑکا ہی وہ رو رو کر جان دیگا خسرو نے کہا ہمارے
خاندان کا عیار معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی قبلہ و کعبہ کے جو عیار ہین خواجہ عمرو اُنکے کسی شاگرد کا
فرزند ہوا سقدر خسرو پیچھے کہ ملکہ دردانہ کو کچھ بن نہ پڑا ایک پریزاد سے کہا کہ اس لڑکے کو
اُٹھا لے پریزاد نے باحتیاط برق ثانی کو اُٹھا لیا ملکہ انجم تو فراق فرزند مین دیوانی ہوگئین نجومیون
کو بلا کے پوچھا انجومیون نے حکم لگایا کہ گھبرایئے نہین وہ لڑکا بعیش و فرحت ہی پھر آپ لوگون سے ملیگا

اس عظم و شان سے ملیگا کہ کسی فرزند خواجہ کو یہ لیاقت نہ بہم پہنچی ہوگی نا تاب ہونا اس لڑکے کا باعث خوشی ہو بڑے لطف سے پرورش پائیگا عرصہ دراز تک کاہن و نجومی بیان کیا کیے ملکہ انجم نے ناچار ہوکر صبر کیا مگر خسرو برق ثانی کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ زبان سے کہا پلٹیے شہزادہ دیکھ چکے اب پلٹ چلنا مناسب ہو ملکہ دردانہ فرزند کے کہنے سے پلٹ آئین اپنے قلعے مین آکر برق ثانی کو ہوشیار کیا شاہزادے کو دیکھتے ہی برق ثانی قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس بزرگون سے جو سنتا آج اسکا سامنا ہوا زلفین خلیلی خال سبز رنگ ہاشمی آپکے غلام کا برق ثانی نام ہو برق کا بیٹا ہون خسرو بہت خوش ہوے پانچ پانچ برس کے دونون کے سن ہوے برق خسرو کو بہکایا کرتا ہو کہ براے شکار صحرا مین چلیے جلسہ آراستہ ہو آج ناچ ہو مین پایان بجاؤنگا آپکے سامنے تانین اڑاؤنگا خسرو مان سے ہر مقدمے مین ضد کرتے ہین تو ملکہ کہتی ہین جسدن سے یہ چھوکرا آیا عجب عجب باتین میرے فرزند کو سمجھاتا ہی مین کیونکر قبول کرون کہ یہ جنگل مین واسطے شکار کے جائین گھر مین جلسہ آراستہ کرو ناچ دیکھو گانا سنو باہر مین نہ جانے دونگی برق ثانی سمجھایا کرتا ہی اب راوی شیرین کلام تحریر کرتا ہی کہ نوان برس خسرو کو شروع ہوا برق ثانی نے ایک دن عرض کی کہ شاہزادے تم کیسے مرد ہو کہ گھر مین بیٹھے رہتے ہو بلا سے چوڑیان پہنو گڑیان کھیلا کرو کسی بات مین تو شرماؤ فرزند صاحبقران ہو جنگل مین شیر کا شکار کھیلو شیر بیشہ جرأت ہو یکہ تاز میدان جلالت ہو جرأت و شوکت دکھاؤ لیاقت بڑھے جلالت زیادہ ہو پردۂ قاف مین مشہور ہو کہ فرزند صاحبقران قلعہ گھر بیٹھے ہین لوگ آپکے دیکھنے کو آئین ملکہ قریشہ سلطان کے بڑے نام ہین بیٹی ایسا نام کرے بیٹا کونے مین چھپ کر بیٹھے اور بھی فرزند صاحبقران پردۂ قاف مین ہین مین دریافت کر چکا لڑتے بھڑتے ہین مثل انکے تو آپکا نام ہو۔ چاہیے کہ اسنے نام بڑھ جائے نہ گھٹ کے تو نہ ہو آپکو محل مین رہنے کا بڑا شوق ہی اسطرح جو برق ثانی نے خسرو کو سمجھایا رگ شجاعت جوش مین آئی کہا کہ ای برق ثانی مین ابھی جاکے ان سے اجازت لیتا ہون اگر اجازت نہ دینگی تو اپنے کو ہلاک کرونگا خسرو نیمچہ لیے ہوے اندر محل کے آئے مان نے جو آتے دیکھا کہ عجب شان سے آتے ہین نیمچہ ہلالی لیے ہوے خود سر پر کج زرہ بھی پہنے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آکے مان کے پاس بیٹھے کہا کہ کل ہم واسطے شکار کے ضرور جائینگے بارہ سو لڑکے جو ہمارے ملازم ہین یہی ساتھ ہونگے مان نے کہا کہ بیٹا ابھی تمھارا سن اس لائق نہین ہی کہ شکار کو جاؤ برس دو برس اور تامل کرو پھر ہم تمھین واسطے

شکار سے کہیجین گے خسرو رونے لگے کہا کہ مادر مہربان ہم ضرور شکار کو جائین گے اگر نہ جانے دیجیے گا نہ تو پانی پیئین گے نہ کھانا کھائین گے ماں نے گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند ملک یاقوت شاہ نانا تمھارے تمھارے ساتھ جائین گے اور وزیر وامیر ساتھ ہونگے خسرو نے کہا کہ ہم کسی کو ساتھ نہ لیجائین گے فقط لڑکے ہمارے ساتھ ہون اور فرزندان صاحبقران بھی تو اس ملک مین ہین گھر مین کبھی نہین جاتے کبھی گھر چلے گئے دریوزادون کو مارتے پھرتے ہین ہمنے اب تک کسی کو نہین مارا ملکہ دردانہ نے ملک یاقوت شاہ اپنے باپ کو بلوایا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبزادے بگڑے بیٹھے ہین اُنکے شکار کا انتظام کیجیے ملک یاقوت شاہ نے آکر خسرو کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر ہم بھی براے شکار چلین گے خسرو نے کہا کہ نہین نانا جان آپ الگ جائیے ہمکو جانے دیجیے ورنہ ہم کھانا نہ کھائین گے رو رو کر اپنی جان دینگے اسی پیچھے سے گلا اپنا کاٹین گے آخرکار ملک یاقوت شاہ بھی راضی ہوے کہا کہ ای نور نظر آج ہم سامان کر دینگے کل جانا خسرو ہنستے ہوے باہر آئے برق ثانی سے سب کیفیت بیان کی کہا کہ ای یار وفادار لڑکون سے کہدو کہ کل سویرے سے حاضر رہین ہم واسطے شکار کے چلین گے ملک یاقوت شاہ نے بہلیے قراول میرشکار آنہ بہری وغیرہ ممکن کرائے چند شیر بڑے آدمی ساتھ جانے کے لیے مقرر کر دیے اُسنے سمجھا دیا کہ دور نہ جانے دینا اپنی عملداری مین شکار کھلوا کر پھیر لانا مان نے شب کو سامان کیا کھانا کھوایا خسرو رات سے اُٹھے سب باتون سے مہلت کرکے ہتھیار لگائے برق ثانی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا ملکہ دردانہ نے جو برق ثانی کو سجا ہوا دیکھا کہا کہ او متغنی مین نے سنا کہ تو نے لڑکے کو خوب سمجھایا براے خدا خیر و عافیت سے پھیر کر لانا ملکہ نے تو چپکے سے کہا برق ثانی نے چلا کے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم یہ فرزند صاحبقران ہین کب تک یہ آپ کی آنکھون کے سامنے رہین گے کہین لشکر کشی کیجیے قریب جو آپ کے قلعہ جات ہین اور مذہب خلاف رکھتے ہین اُنکو فتح کیجیے مذہب حق وہان جاری ہو ہماری راے کے تو یہ سراسر خلاف ہے کہ گھر مین بیٹھے رہین کچھ جستجو کیجیے آپکے فرزند کا نام ہو آپ کا حکم جاری ہو خسرو نے جو پلٹ کے دیکھا کہا بھائی برق ثانی نہ گھبراؤ ہمین شکار کو نکلنے دو برق ثانی نے کہا کہ ہم جانتے ہین آپ بڑے بہادر وصف شکن ہین نام صاحبقران قلعہ گہر ریز مین مشہور ہوگا ملکہ چپ ہو رہین بیٹے کی بلائین لین کہا ای فرزند تمکو کسی سے فساد نہ کرنا بخیر و خوبی پلٹ کے آنا پھر ہم تمکو پاس ملکہ قریشہ کے روانہ کرینگے اُنکے ساتھ جنگ کرنا برق ثانی نے منہ پھُلا کر کہا

اُنکے ساتھ رہین اُنکے ملازم کہلائین نام اُنکا ہو اور شاہزادہ ہمارا لڑے یہ ہم نہ قبول کرینگے ملکہ دردانہ جھلاکر رہگئین کنیزون سے کہتی ہین کہ اس متنفی کو شاہزادے سے کیونکر جدا کردون دیکھیے یہ شاہزادے کے ساتھ کیا کرتا ہی اسی کی ذات کا فتور معلوم ہوتا ہی آٹھ پہر سمجھاتا ہی جب کہتا ہی اُلٹی ہی کہتا ہی دیکھو تو اس وقت نگوڑے نے کیا جلکر جواب دیا کنیزین برق ثانی کو کوسنے لگین خسرو ہتھیار باندھے بیٹھے رہے ہین کہ ملک یاقوت شاہ آئے دوڑکر خسرو نانا سے لپٹ گئے کہا کیون نانا جان سب سامان تیار ہی کہا اے نور نظر چلو مان کو سلام کرکے خسرو چلے برق ثانی بھی ساتھ ہو لیا برق ثانی راہ مین کہتا ہوا چلا کہ آپ اپنی مان کی باتین سنتے ہین آپ ہرگز ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس نہ جائیے گا اُنکے نوکر کہلائیے گا خدا آپ کا علم و شان بڑھائے دشمنون سے مقابلہ پڑے تو دیکھیے کیا کیا عیاریان کرتا ہون باہر جو آئے دیکھا بارہ سی لڑکے جمع ہوے کھڑے ہین مرکب خسرو کا تیار سائیس باگ لیے کھڑا ہی گھوڑا بل کر رہا ہی خسرو سوار ہوے برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سی لڑکے پشت پر آئے چند مشیر ملک یاقوت شاہ نے ساتھ کر دیے اور کہدیا کہ اے فرزند انکی رائے پر کاربند رہنا جس وقت یہ کہین فوراً واپس آنا تامل نہ کرنا خسرو نے کہا بہتر برق ثانی نے اشارہ کردیا کہ خاموش رہیے جنگل مین چل کر سمجھا جائیگا نانا کو جھک کر سلام کیا اب گھوڑے کی باگ لی گھوڑے کو اُڑاتے ہوے چلے بارہ سی لڑکے پشت پر ہتھیار سجے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے ملک یاقوت شاہ لپٹ کر گھر مین آئے ملکہ دردانہ نے کہا کہ اے والد نامدار اس نجورے کو ساتھ سے شاہزادے کے جدا کیجیے ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس جانے کو شاہزادے کو منع کرتا ہی کہتا ہی کہ آپ فرزند صاحبقران ہین وہ دختر امیر کشور گیر آپ کو اُنکے ساتھ سے کیا کام وہ خود آپ کے ساتھ ہین آپ کو اپنا افسر جانین ملک یاقوت شاہ نے کہا کہ اے نور نظر تمھین اس نجورے کو لائین اب تو اسکا جدا ہونا مشکل ہی برق کا بیٹا وہ بھی برق ہی وہ شاہزادے سے دوستی پیدا کی ہی کہ بارہ سی لڑکون پر حکومت کرتا ہی دیکھیے کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہین خسرو گھوڑا اُڑاتے ہوے قلعہ گھر ریز سے نکلے داہنے پر دیکھا کہ ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی اور ایک قفل اُسکے دروازے پر لگا ہی چند دیوزاد ایک طرف بیٹھے ہین برق ثانی نے کہا کہ اے شہریار دریافت تو کیجیے یہ قصر کیسا ہی مین بڑھ کے دریافت کرتا ہون یہ کہکے برق ثانی قریب اُن دیوزادون کے گیا پوچھا کہ اس قصر مین کیا ہی تم لوگ یہان کیون بیٹھے ہو اُن دیوزادون نے کہا کہ یہ قصر سلیمانی ہی کسی کو اسمین جانے کا حکم نہین

وہ شخص اس قصر مین جائے کہ جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہو تیغ سلیمانی و سپر وغیرہ حضرت کی اسمین رکھی ہی اور مرکب حضرت کا اشہب سلیمانی اس باغ مین ٹہل رہا ہی جو کوئی اسکو رام کرلے تو اُسپر سوار ہو اگر اُسپر سوار نہ ہو سکے تو ہم اسکو پکڑ کر پاس دیو مرغ سر کے لیجاتے ہین وہ کھا جاتا ہی اگر دیو زاد ہو تو اسکو ذبح کرکے سینے کا گوشت آپ کھاتا ہی اور باقی فوج کو تقسیم کردیتا ہی لہذا اس مکان مین نہ جاؤ برق ثانی یہ حال سنکر ہنستا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار پہلا مژدہ تو یہ ملا کہ ہتھیار حضور کے باندھنے کو ملتے ہین مرکب اشہب سلیمانی آپ کے واسطے موجود ہی صاحبقران تو آپ اپنے زمانے کے ہین یہ سب چیزین آپ کو دستیاب ہونگی شہزادی سلطنت نے جو یہ سنا دوڑ کر پاس شاہزادے کے آئے کہا ای شہریار یہ مکان کئی سو برس سے اسی طرح ہی بہت لوگ یہان آکر مارے گئے یہان جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا برق ثانی نے کہا ای شہریار انکا کہنا نہ مانیے آپ ضرور تشریف لیجائیے اس مرکب سے اُتریے باغ مین جائیے قفل مین کاٹ دون خسرو نے کہا مین قفل توڑ لونگا یہ کہکے خسرو گھوڑے سے اُترے در باغ پر آئے قفل مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا مارا وہ دیو زاد غل مچانے لگے ای جوان یہ کیا کرتا ہی خبردار باغ مین نہ جانا ہم جاکر دیو مرغ سر سے اطلاع کرتے ہین برق ثانی نے کہا آپ انکی بات کو نہ سنیے اندر جائیے خسرو نے دروازہ کھولا باغ کو دیکھا نہایت سرسبز و شاداب غنچے چٹک رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی آنکھین گردش مین دیدہ بازی گلشن کی کوشش مین قمریان بر سر سرو کوکو کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کے بھر رہی ہین پریزادین حسین و جمیل نوجوان سینے ابھارے ہوے باغ کو دیکھتی پھرتی ہین خسرو نے جو باغ مین داخلہ کیا پریزادین حیران جمال و محو دیدار ہوکر نظارۂ جمال کر رہی ہین ایک نے پکارا ای جوان خبردار آگے نہ بڑھنا بارہ دری مین سلاح سلیمانی و ساز و یراق وغیرہ رکھا ہی خسرو نے جواب نہ دیا طرف بارہ دری کے چلے کہ ایک طرف سے کھڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی خسرو نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک مرکب نہایت شایستہ معقول کوہ سرین کوہ کفل دہن غنچۂ گل باغ خوبی اسطرح کا تیار ہی کہ اگر مگس بیٹھے تو گر پڑے شاہزادے کو دیکھکر دونون سم اُٹھائے چاہا مارون خسرو دامن گردان کر آگے بڑھے دونون پاؤن مرکب کے پکڑ کے کاکل پکڑ کے کلے پر ایک گھونسہ مارا مرکب نے چاہا چھڑا کر بھاگون شیر کے قبضے مین آگیا کب چھوٹتا ہی جست کرکے پشت مرکب پر آئے مرکب نے دوڑنا شروع کیا شاہزادہ جب ایڑی دباتا ہی پسلیان کڑک جاتی ہین مرکب طرارے بھرتا ہی

رُکتا نہین کبھی دولتے پر جاپڑ اچاہتا ہی شاہزادے کو گرادون خسرو نے اسقدر گھونسے مارے کہ مرکب
کا سوج گیا برق ثانی نے جو دیکھا کہ شاہزادے کو اندر گئے ہوے عرصہ ہوا گنبد مار کے اندر آیا دیکھا لباس
شاہزدے کا پارہ پارہ کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئین کاکل مرکب بجاے لجام ہاتھ مین گھوڑے پر سوار گھوڑا
دوڑتا پھرتا ہی برق ثانی نے جو شاہزادے کو ناچار دیکھا قریب آیا بازو دن پر سے کمند کھولی پکار کر آواز دی
یہ کمند حاضر ہی اِسمین گھوڑے کو باندھیے شاہزادے نے کمند برق ثانی سے لی کمند گھوڑے کے گلے مین
ڈالی دوسرا سرا برق ثانی کے پاس پھینکا برق ثانی نے وہ سرا لیا اُسے لیکر ایک درخت مین باندھا
مرکب چاہتا ہی کہ کمند کو اُکھیڑ ڈالون تھک بھی چکا ہی پسینے پسینے خوف سے شاہزادے کے کانپ رہا ہی اور
ٹاپین مارتا ہی چاہتا ہی تڑپ کے نکل جاؤن لیکن کمند ریشمی نہین ٹوٹتی شاہزادہ ٹہلتا ہوا سامنے مرکب کے آیا
صورت جو مرکب نے شاہزادے کی دیکھی کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادے نے چند پتے گھانس کے توڑ کر
سامنے مرکب کے کیے مرکب نے گھانس پر منہ ڈالا گھانس کھا کر شاہزادے کا منہ دیکھنے لگا پریزادین
قریب آئین جھک جھک کے سلام کرنے لگین برق ثانی نے کہا اب بارہ دری مین چلیے سلاح
دیکھیے خسرو بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر تیغ سلیمانی رکھا ہی وسپر فولادی فراخ دامن
ایک جانب گرز ایک جانب موزے رکھے مگر اشیاے معقول خود آہنی چمکتا ہوا زرہ نہایت عمدہ خسرو
دیکھکر خوش ہوگئے جملہ اسباب کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ برق ثانی نے کہا بسم اللہ زرہ پہنیے ہتھیار لگایئے
آپ کیا حیران حیران دیکھ رہے ہین یہ سب چیزین آپ کی تقدیر کی ہین یہ سنکر خسرو نے خود سر پر رکھا
سر پر ٹھیک آیا زرہ پہنی جو شی زیب جسم کی صاف ثابت تھا کہ انھین کے جسم کے واسطے قطع ہوئی تھی جملہ
اشیاے نادرہ جسم پر آراستہ کیے اُسکو پہنکر باہر نکلے سامنے مرکب کے جو آئے مرکب شاہزادے
کو دیکھکر شیہے بھرنے لگا جب شاہزادہ قریب آیا مرکب نے سینے پر منہ رکھدیا سینے کی بو اسقدر خوش آئی
کہ مرکب رام ہوگیا برق ثانی زین ولجام اُٹھا کر لایا مرکب کو کسا کہا بسم اللہ سوار ہوجیے اب جو شاہزادہ
پشت مرکب پر سوار ہوا دیکھا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہی چاہتا ہی اُڑ کر فلک پر پہونچون سبزۂ فلک کو پامال
کردون شاہزادہ باہر باغ کے آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیو مرغ سر بارہ سو دیوزادون سے آکر پہونچا مرکب
جو زیر ران دیکھا جھلا گیا وہین سے آواز دی او آدم زاد تو ہماری خوراک ہی ہمارے مقام پر آیا اشیاے سلیمانی
حاصل کرلیے کچھ جان کا خوف نہ آیا تو ٹھہر دور کر تجکو کھا جاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا شاہزادہ گھوڑے سے کودا مرغ سر نے

چوبدست لگائی خسرو نے خالی دی زمین پر چوبدست پڑی کہ زمین سے پانی نکل آیا مرغ سر نے ایک آواز دی
ہائے غضب ہوا لقمہ آدم زاد کا کرکرا ہو گیا شاہزادے نے نعرہ کیا منم شاہزادہ خسرو شیر دل نعرہ خسرو
فرزند امیر نو تصنیف مصنف + منم خسرو شیر دل خوش نسب + منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف ایوان قاف + نعرہ جو کیا زمین تھرائی مرغ سر
نے جو لپٹ کے شاہزادے کو زندہ پایا بہت جھلایا چوبدست پھینک کر چنگل مارا شیران سلطنت جو
شاہزادے کے ساتھ آئے ہیں کھڑے ہوئے کانپ رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں یارو غضب ہوا دیو مرغ سر
کہ جو سرکشان قاف سے ہی بڑے بڑے دیوزاد اس سے بھاگتے ہیں کبھی کوئی اوسپر غالب نہیں ہوا ایہان
مرغ سر نے جو شاہزادے پر چنگل مارا خسرو نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو جھکایا تو مثل الف
کے سیدھا تھا یا دیل شکست یہ ہتی کہ مثل دال کے خم ہوا برق ثانی نے آواز دی گھونسا چلے اب تو خسرو
نے ایک گھونسا مارا دیو کو یہ معلوم ہوا سر اڑ گیا گویا گرز سر پر پڑا ایک چیخ ماری او آدم زاد اگر تھوکدوں تو تو
ڈوب جائے مجھے چھوڑ دے میں نے تجھے معاف کیا اشیا جو پائے ہیں اوسے لیجا خسرو نے کہا او
بھیا اب میں کب چھوڑتا ہوں برق ثانی پکار رہا ہے حضور پہلا شکار ہے چھوڑئیے گا نہیں شاہزادہ لپٹا ہوا
مرغ سر سے لڑ رہا ہے اسقدر گھونسے مارے کہ دیو کی پسلیاں سوج گئیں چاہتا ہے کہ چھوڑ کر بھاگ
جاؤن جان بچاؤن لیکن پنجہ شیر سے کب چھوٹتا ہے پہر پہر کامل کشتی ہوئی خسرو کا لباس ٹکڑے ٹکڑے
زرہ پارہ پارہ جسم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں لیکن جنگ میں مصروف ہیں جسم کے غربال
ہونے کی کوئی پروا نہیں برق ثانی نے بڑھکر آواز دی ای شہریار کوسے پر اسکو لا دیجئے اُکھیڑ کر ماریئے
عرصہ ہو چکا ہے میں نے فرزندان صاحبقران دیو کو بہت جلد مارتے ہیں عرصہ انسان سے ہوتا ہے
دیوزاد پیچ نہیں جانتے یہ سنا تھا کہ خسرو نے جھپٹ کر دیو مرغ سر کو کوسے پر لادا اُکھیڑ کر مارا دم سے
نکلنے کا تھا گرا جست کر کے چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے مرغ سر نے کلمہ
سخت کہا خسرو سینے پر سے اوٹھے ایک پاؤن دونوں پاؤن سے دبایا دوسرا پاؤن دونوں ہاتھوں
میں تھام کر ہک مارا شق کر دیا ہے کمہ چیر کر پھینک دیا بارہ سو دیو جو ساتھ کھڑے تھے حربے لیکر شاہزادے پر
آ پڑے شاہزادہ تلوار کھینچ کر چلا تھا کہ برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی داغا روغن نفت پھینکا کئی دیو
جلکر گرے دھماکا جو حقہ آتشبازی کا ہوا دیو الامان کہتے ہوئے بھاگے کہتے تھے کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی

اگر تم نے سب مارے جانے دو تو بھاگ کر متفرق ہوے خسرو نے برق ثانی کو گلے سے لگایا کہا ای بہادر کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیکھیے شکار کو آئے تھے کیا شرف حاصل ہوا ایسی اشیاء نادر ہین گھر مین بیٹھے رہنے سے یہ اشیا نہین شکار مین یہ مزے ہین آج یہ خبر قاف مین مشہور ہوگی کہ فرزند صاحبقران نے خروج کیا جا بجا دیوزاد گھبرا جائینگے ملکہ فرشتہ سلطان کو خبر ملے گی وہ بھی آپ کی ملاقات کی طالب ہوگی اب طرف صحرا کے چلیے خسرو نے چپکے سے کہا ای برق ثانی دیو سے جو لڑا بال اُسکے جسم مین چبھے اُسمین درد ہی آج مناسب ہو تو اسی مقام پر مقام کرو کل برائے شکار چلین گے کچھ تو اطمینان ہو جائے برق ثانی نے کہا بہتر اسی باغ کے دروازے پر لشکر اُتارا خیمے استادہ ہوے برق ثانی نے لڑکون کو خیمے مین جگہ دی کہا بھائیو نہ گھبراؤ اب دمبدم آتا ہی شاہزادہ جا بجا لشکر کشی کریگا مقابلے پڑینگے جب لشکر کشی ہوئی تو فوج کی خاطر ہوگی افسر فوجون کو آراستہ کرینگے تم مین کچھ لوگ افسران فوج ہونگے یہ فوج لڑکون کی سب پر غالب آئیگی سب تمکو مانینگے فوج قدیم جاسینگے رمکے بھی تلوارین باندھے ٹہل رہے ہین برق ثانی نے باورچی بلواکے سامان کھانا پکنے کا ہوا شاہزادے کی زخم دوزی کرائی پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھائین ملکہ دردانہ گوہر پوش نے شام تک انتظار کیا جب شام ہوگئی تو باپ کو بلوایا کہا ذرا کسی کو بھیجیے خبر تو منگوائیے شاید رات کو اُسی مقام پر رہین گے ملک یاقوت نے آکر ہرکارے روانہ کیے ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین خوشی خوشی واپس آئے ملکہ نے دردولت پر ہرکارون کو بلوایا ہرکارون نے عرض کی مبارک ہو آپ کو شاہزادے نے دیو مرغ سر کو مارا بارہ سو دیوزادون کو شکست دی شاہزادے کسی قدر زخمی تھے باغ سلیمانی پر اُترے ہین لشکر والے خوشی خوشی پھر رہے ہین شاہزادہ شب کو باغ سلیمانی پر رہیگا کل برائے شکار جائیگا ملکہ ہوئے غمگین کہا جاکر شاہزادے سے کہو کہ ای فرزند یہان پلٹ آو پانچ کوس پر قلعے سے تم اُترے ہو وہان تمہارے ساتھ والونکو تکلیف ہوگی افسر کو ہرکارون کے روانہ کیا کہ جاکر شاہزادے کو پھیر لاؤ افسر ہرکارونکا پھر رات گئے لشکر مین پہونچا دیکھا کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی میان برق ثانی کھانا تقسیم کرتے پھرتے ہین شاہزادہ بارگاہ مین ہی افسر ہرکارونکا پاس برق ثانی کے آیا حکم ملکہ کا پہونچایا برق ثانی نے بگڑ کر جواب دیا جاکر ملکہ عالم سے عرض کرو کہ برق ثانی عرض کرتا ہی اب تو لشکر نکل آیا کھانا سب کھا چکے سونے کا وقت ہی اب حضوری کل پرسون ہوگی حضور گھبرائیے نہین اب تو نکل آئے یہان سب سامان ہوگیا افسر ہرکارون کا پلٹا ملکہ دردانہ سے سب حال بیان کیا کہ حضور برق ثانی کا وہان انتظام ہی

ہماری کون سُنتا ہی برق ثانی کھانا تقسیم کر رہے تھے شاہزادے تک رسائی نہین ہوئی میان برق ثانی
نے ہکو اُلٹا پھیر دیا ملکہ رونے لگین کہا یہ نگوڑا اجھور یا نہین معلوم میرے فرزند کو کہان لیجاے گا دیکھیے
اب کیون کر شاہزادہ آتا ہی وہ تو صاف صاف کہرہا ہی مین اپنے فرزند کو دیکھتی دیو مرغ سر سے کیونکر
مقابلہ پڑا یہ کہکر ملک یاقوت شاہ کو بلوایا کہا بابا جان آپ جائیے سمجھا کر شاہزادے کو پھیر لائیے دیکھیے اُس
متفنی نے فساد برپا کرایا دیو مرغ سر مارا گیا سلاح سلیمانی شاہزادے نے حاصل کیے اسپ
سلیمانی دستیاب ہوا یہ سُنکر ملک یاقوت شاہ سوار ہوئے لشکر کو آکر دیکھا نہایت تکلف سے
آراستہ شہیر جو ساتھ کر دیے تھے وہ الگ خیمے مین اُترے ہین شاہزادے تک اُنکی رسائی نہین میان
برق ثانی طلایہ مقرر کر رہے ہین ملک یاقوت شاہ کو جو آتے دیکھا آکے سلام کیا کہا حضور نے کیون
تکلیف فرمائی ملک یاقوت شاہ نے کہا یہان کیون اُتر پڑے شہر مین کیون نہ آئے برق ثانی نے
کہا حضور یہ مقام فتح و ظفر ہی یہان اُترنا ضرور تھا سارے پردۂ قاف مین آج مشہور ہو جائے کہ فرزند امیر
نے دیو مرغ سر کو مارا اُسی باغ پہ اُترے ہین آپ اب جائیے شاہزادے نے آرام فرمایا
ملک یاقوت شاہ نے ہر چند کہا کہ ہم شاہزادے کو دیکھ تو لون برق ثانی نے قبول نہ کیا یہی
کہے گیا کہ صاحبقران خرد نے آرام فرمایا اب وقت ملاقات نہین ہی تشریف لیجائیے میری جانب
سے ملکہ سے عرض کیجیے گا کہ آپ ایک شب کے لیے گھبراتی ہین جب مہینون کی جدائی ہوگی تب
کیا ہوگا ان کو جنگ و جدل سے کام ہی گھر مین آنا کیسا ملک یاقوت شاہ پلٹ آئے آکر بیٹی سے بیان کیا
اوفرزند وہان برق ثانی کا انتظام ہی کون کسی کی سنتا ہی دیکھنا شاہزادہ کا ہمکو ممکن نہ ہوا ملکہ نے کہا بابا جان
آپ جاکر برق ثانی کو نکال دیجیے ایک پریزاد کو حکم دیجیے اسکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے ایسے فسادی
کا ساتھ رہنا مناسب نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کریگا ملک یاقوت شاہ نے کہا بیٹیا یہ قدیم شاہزادے
کے خلاف گذریگا ملکہ نے ایک پریزاد سے کہا تو اس نگوڑے بہروپیے کو اُٹھا لے پردۂ دنیا پہ چھوڑ کر
چلی آ نرگس پری کنیز دیرین تھی اُس نے کہا مین جاؤن نگوڑے کو جاکر دنیا مین پہونچا دون وہان
کسی صحرا مین چھوڑ کر چلی آؤن گی ملکہ نے کہا جاؤ یہ شکار گاہ مین جاکر فساد برپا کریگا نرگس
پری تڑپ کے گری برق ثانی کو اُٹھا لیا لیکر چلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری برق ثانی کو ڈالدیا آپ
اپنے کو درست کرنے لگی خیال ہی کہ رات بھر اُڑنا ہوگا دیکھیے کس وقت پردۂ دنیا پر پہونچون ہوا ٹھنڈی

جو چلی برق ثانی کی آنکھ کھل گئی تڑپ کے اُٹھا کہا ارے تو کون ہی مجھکو کہان لیے جاتی ہی پریزاد نے
کہا تمھاری گستاخی ملکہ وردانہ کو ناگوار ہوئی تمکو حکم ہی کہ پردۂ دنیا پر پہونچادو اب تم شاہزادے
کے پاس نہ جانے پاؤگے یہ سن کر برق ثانی خوب ہنسے کہا بی نرگس پری مین آپ چاہتا ہون
کہ شاہزادے سے جدا ہو جاؤن تم ملکہ کی مصاحب ہو مجھے دنیا پر لیچلو کچھ گانا سناؤن مین رفیق بے مثل ہون
یہ کہکے چند شعر سامنے نرگس کے گائے گاکر تو بڑا کھولا اُسمین سے مٹھائی نکالی کہا بی نرگس پری دو ڈلیان
کھالو راہ مین تکلیف ہوگی نرگس پری کیا جانے کہ یہ نو برس کا لڑکا کیا آفت برپا کریگا چند ڈلیان
کھائین گھبراکر کہا میان برق ثانی میرا دل گھبراتا ہی کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی نرگس پری اُٹھی لڑکھڑا کے
گری بیہوش ہوئی برق ثانی نے خنجر کمر سے نکالا خیال مین آیا ملکہ آزردہ ہونگی اسکو بیہن ڈالدو یہ سوچ کر
نرگس کو کنارے ڈالدیا ایک نوشتہ لکھ کر گلے مین باندھا کہ بی نرگس پری اب مجھکو تکلیف نہ پہونچانا تمھاری
جان بخشی کی ورنہ مار ڈالتا یہان کون دیکھنے والا تھا پہاڑ سے اُتر لشکر مین آکر طلایہ پھرنے لگا تھوڑے
عرصے مین نرگس پری کو ہوش آیا وہ نوشتہ دیکھکر بھاگی خدمت مین ملکہ وردانہ کے آئی کہا حضور لڑکے نے مجھے
مار ڈالا ہوتا بڑا مکار و حیلہ باز ہی اس طور سے مجھسے باتین کین کہ مین نے اُسکی دی ہوئی مٹھائی کھائی بیہوش
کرکے پہاڑ پر ڈال گیا حقیقت مین اُس نے جان بخشی کی قتل کر ڈالتا تو کون دیکھنے والا تھا ایسے رفیق طرار کا
رہنے دینا شاہزادے کے ہمراہ بہت مناسب ہی ملکہ خاموش ہو رہین یہان برق ثانی نے رات بھر طلایہ دیا دو گھڑی
رات رہے شاہزادے کو ہوشیار کیا کہا اُٹھیے سوار ہو جیے سفر مین زیادہ آرام نہ فرمایئے اُٹھیے وقت شکار
آگیا شاہزادہ اُٹھا رفع حاجت کرکے نماز پڑھی سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیے باہر آئے دیکھا سب
لڑکے بھی تیار ہین برق ثانی گھوڑا لیے کھڑے ہین چند شمشیر و وزیر جو ملکہ نے ساتھ کردیے تھے وہ کنارے کھڑے
ہین جب کچھ کہتے ہین برق ثانی اُنکو گھڑک دیتا ہی کہتا ہی آپ لوگون کو کیا دخل ہی آپ ساتھ رہین اور باتون سے آپ
کیا مطلب ہی شاہزادہ سوار ہوا سب کو ساتھ لیکر اندھیرے مین طرف صحرا کے چلے جنگل مین آکے برق ثانی
نے پہلے قراولون کو اشارہ کیا باز بہری چھوٹنے لگے شاہزادہ شکار کھیلتا پھرتا ہی پہر دن چڑھے
تک شکار طائران پرند کھیلا فرمایا ای برق ثانی کوئی آہو دستیاب نہ ہوا برق ثانی نے عرض کی ہرکارے
گئے ہین خبر لایا چاہتے ہین دیکھا چند گنوار سامنے دوڑے ہوئے آئے عرض کی سامنے دھانو نکا
کھیت ہی وہان دس بارہ ہرن چر رہے ہین شاہزادے نے ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑے

بڑھاے شاہزادے نے دیکھا بیچ مین آہوون کے ایک نرجہ رہا ہی شاہزادے نے حکم کیا اور آہوونکا
اختیار ہی بیچ مین جو آہو ہی اُس کا ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھاے آہوے کلان جست کرکے
سامنے سے شاہزادے کے بھاگا بہ زمانہ کمسنی کا شاہزادے کو نہایت ناگوار ہوا گھوڑے کو پلٹایا
طرف آہو کے چلا آگے آگے آہو جاتا ہی پیچھے شاہزادہ گھوڑے کو ڈالے ہوے چلا جاتا ہی ہر مقام پہ
چاہتا ہی کہ یہ ٹھہرے تو مین تیر مارون لیکن آہو بھاگتے بھاگتے پہر بھر کامل بھاگا ہوا آگیا ایک مقام پر
جو کڑی بھولا شاہزادے نے تیر مارا آہو لنجھیا کے گرا شاہزادہ جھپٹ کے کودا ایک طرف سے برق ثانی
جھپٹا آہو کو ذبح کیا کہا ای شہریار آئیے اب اسی مقام پر اسکے کباب لگائیے برق آہو کو صاف
کرنے لگا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دوسرا آہو تیر خوردہ آتا ہی جیسے ہی سامنے شاہزادے
کے پہونچا شاہزادے نے تیر مارا یہ آہو بھی گرا برق ثانی اسکو بھی ذبح کرکے کھینچ لایا کہ دوسری
گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو چہار جانب دیکھتا آتا ہی اسنے
آہو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک عیار اُسکو درست کر رہا ہی میرا تیر ہاتھ مین ایک نوجوان کے ہی خون پوچھتے ہین
چاہتے ہین خون پوچھ کے نام پڑھون اُس جوان نے للکارا او اجل گرفتہ یہ تونے کیا کیا میرے شکار کو
شکار کیا شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک نوجوان خوش رو للکار رہا ہی شاہزادے نے کہا او
بدزبان صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کیا یہ سنکر اُسنے کہا ہمارا اس
صحرا مین دخل ہی کسکی مجال ہی کہ اس صحرا مین شکار کھیلے بدلہ اسکا یہ ہی کہ اس آہو کو سر پر اُٹھاؤ ہمارے
مقام پر پہونچا دو شاہزادہ غصے مین کانپنے لگا برق ثانی نے کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی شہریار اسکو
ہزادیے بیہودہ بک رہا ہی شاہزادے نے کہا او بیہودہ ہمین اختیار ہی ہمین کیا تونے مردود سمجھا ہی کہ
ہم آہو کو سر پر لادین جو تجھسے ہو سکے قصور نکر یہ سنتے ہی اُسنے ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا
روک کر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کو کاٹا وہان سے گری خود وغیرہ کاٹ کر مع مرکب وراکیے
چار ٹکڑے ہوے اس عرصے مین دیکھا صحرا سے دوسری گرد اُڑی چند سوار و پیدل اپنے آقا کو ڈھونڈھتے
ہوے آتے ہین دور سے اپنے شاہزادے کا لاشہ زمین پہ دیکھا تڑپ رہا ہی حیران ہوگئے کہ ہمارے
آقا کو کسنے مارا کہ ادھر سے مشیران سلطنت شاہزادے کے آکر پہونچے انھون نے جو لاشہ اُس تاجدار
کا دیکھا گھبرا گئے آپس مین کہتے تھے غضب ہوا مہران تاجدار مارا گیا یہ بیٹا ہی شنگل کوہ کسن کا کہ

اُسنے دیوزادون کو مار ایک نے کہا اور ایک ستم ہی وجہ اُسکی آفتاب گرمجو مالک طلسم آفتاب نگاری
اور زیادہ اُسکو گھمنڈ ہی اُس طرف سوارون کا تانتا لگ گیا کیدان رسالہ دار جو آئے اُنھون نے جو یہ معرکہ دیکھا
روتے ہوے گھوڑون سے کود کے لاش سے لپٹے بین کرتے تھے کہ چراغ شہر شنگل گل کر دیا یہ
کون شخص ہی برق ثانی نے پکار کر آواز دی کہ بیٹا فرزند صاحبقران خسرو شہر دل کہ بطن سے ملکہ
دردانہ گوہر پوش کے پیدا ہوا ملک یاقوت شاہ کا نواسا ہی وہ لوگ لاشہ اُٹھا کر روتے ہوے طرف
شنگل کے چلے یہان شیرون نے خسرو کو گھیر لیا اب شکار گاہ سے پلٹے شاہزادہ نہ مانتا تھا منت
خوشامد کر کے پھیرا جب شاہزادہ پتا مشیہ پہلے پلٹے آکر یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ آپ کے فرزند نے
مہران تاجدار کو مار ڈالا سابق سے کدو کاوش چلی آتی ہی ملکہ دردانہ رونے لگین کہا بڑا غضب ہوا
اب وہ کیا ستم نہ برپا کریگا آخر مشیرون نے صلاح دی کہ اب ایک صورت ہی شاہزادہ جو آئے اُن کو تو ٹال دیجیے
یہان سے نکال لیے پھر آپ پر جو گذرے گی وہ جھیلین گے یہ صلاح کر کے بیٹھے کہ دیکھا شاہزادہ اُسی شوکت
شان سے شیاف شکار سے ارابے بھرے ہوے آکر پہونچا شکار سب کو تقسیم ہونے لگا جب محل مین آئے
مان نے رقت کو ضبط کیا صورت دیکھکر خیال آتا تھا اب یہ صورت خاک مین مل جائیگی شنگل نہایت
بدمزاج صاحب زور و طاقت صاحب فوج و لشکر سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین ان خیالات کو
دل سے دفع کر کے اُٹھین گلے سے لگایا جانور شکاری ہاتھ سے لیے کہا اے نور نظر تمنے یہان کے صحرا مین
کیا شکار کھیلا جب شکار گاہ سلیمانی مین جاؤ گے تو شکار کا مزا پاؤ گے خسرو نے کہا ہمین رخصت دیجیے
ہم وہین جا کر شکار کھیلین آپ کا حکم بجا لائین اندر باہر خبر ہوئی برق ثانی کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ
شکار گاہ سلیمانی مین برائے شکار جائیگا سب لڑکون کو خبر ہو چکی لڑکے بھی خوش ہین کہ ہمراہ آقا کے
شکار گاہ مین بڑے لطف ہونگے ہم بھی شکار کھیلین گے طائران صحرا کو شکار کرینگے رات کو شاہزادے
نے آرام کیا مان کی بیقراری شمع ہاتھ مین سرہانے بیٹھی جمال دیکھ کے روتی ہین کہ یہ ہمسے جدا ہوتے
ہین اب ان کو کاہیکو زندہ دیکھین گے اب ہمسے جدا ہوتے ہین نہین معلوم وہ جا رہا ہے کیا حال ارے گا
قلعے کی کیا کیفیت ہو رات بھر اسی خیال مین رہین گلچینی گلشن جمال کی کر کے سحر کی شاہزادہ سو کر اُٹھا
مان کو جو قریب پایا مان کو اُٹھتے ہی سلام کیا برق ثانی نے بھی آکر سلام کیا شاہزادے نے پوچھا ہمارے
ساتھ والے تیار ہین عرض کی یہی عرض کرنے آیا تھا کہ ملازمان شاہی در دولت پر سب حاضر ہین

شاہزادہ

شاہزادہ خوشی خوشی اُٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے نماز پڑھی مان نے صندوق سلاح منگوا کے
لا کے سامنے رکھا شاہزادے نے خود سر پہ پہنا مان کے سر مین درد ہونے لگا جب زرہ پہنی کمر بند باندھا
مان نے کرتھامی قلب کانپ رہا ہی فرزند نے ہتھیار لگائے کلیجہ پر چھری پھر گئی آنکھون سے آنسو پونچھتی جاتی
ہین فرزند کو لباس پہنایا چاہتی ہین جلدی رخصت ہون ایسا نہو وہان سے فوج آجاے لباس پہن کر
مان کو سلام کیا مان نے سراپا کی بلائین لین آنائین ددائین دائیان گوشون مین دعائین مانگ رہی ہین
پروردگار جسطرح یہ شیر پشت دکھا کے جاتا ہی اُسی طرح آکے چہرہ دکھاے ہم سب اِسکو دیکھکر شاد ہون
پروردگار یہ گھر اِس شیر سے آباد ہو شاہزادہ لباس پہن کر ہتھیار لگاے ہوے جو باہر چلا مان پیچھے پیچھے
روتی ہوئی آتی ہی خسرو نے کئی مرتبہ پلٹ کر کہا ای مادر مہربان جو آپ زیادہ بیقرار ہون تو ہم ابھی شکار کو نہ جائین
یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے مان نے کہا نہین بیٹا جاؤ جب یہانسے آدمی پہونچے تب پلٹ کے آنا بے ہماری اطلاع
کے نہ آنا ملک یاقوت شاہ بھی روتا ہوا چلا شاہزادہ باہر آیا بہشت مرکب پر سوار ہوا بارہ سو لڑکے چھوٹے
چھوٹے نیمچے ہاتھ مین لیے ہوے خود چھوٹے چھوٹے سرون پر گھوڑون پر سوار عقب مین شاہزادے
کے برق ثانی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اشیاے عیاری سے آراستہ شاہزادے کو سمجھاتا ہوا ساتھ ساتھ آتا ہی
اسطرح شہر سے نکل گئے طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلے لیکن برق ثانی سے فرماتے ہین مادر مہربان بہت
بیقرار تھین نانا جان بھی بہت روتے تھے اسکا کیا باعث تھا برق ثانی کہتا ہی ای شہریار آپ کی محبت سب کے
دل مین ہی اسیوجہ سے بیقرار تھے اب شکارگاہ سلیمانی مین خوب شکار ہوگا یہ تو طرف شکارگاہ سلیمانی
کے جاتے ہین کہ ذکر اِنکا تحریر ہوگا ملک یاقوت شاہ نے پھاٹک قلعے کا کھلوا دیا ہتھیار سب کے
کھلوا ڈالے انتظار مین بیٹھے ہین یہان شنگل فیلزور تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے کہرہا ہی آج کئی دن
ہوے فرزند میرا براے شکار گیا پلٹ کے نہین آیا کیا باعث ہوا وزرا کہتے ہین بعد عرصے کے براے شکار
گئے ہین آج ضرور آئینگے حضور نہ گھبرائین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کہ دیکھا رفیقان
مہران تاجدار ایک چارپائی پر لاشہ مہران تاجدار کا لیے ہوے روتے پیٹتے سامنے شنگال
کے آئے کہا ای شہریار ہاتھ سے خسرو شیردل کے آپ کا فرزند مارا گیا کسی وجہ مین صاحبقران
قلعۂ گھر سنبر پر آئے وردانہ گوہرپوش کے ساتھ شادی کی اُسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اسی جنگل
مین مقابلہ پڑا اُسنے بیک ضرب شمشیر شاہزادے کے دو ٹکڑے کیے یہ سُنکر شنگل نے اپنے کو

تخت سے گرادیا کہا یارو چراغ شہر مہرانیہ و چراغ طلسم آفتاب نگار گل ہو گیا تمام عمر مین ایک فرزند نصیب ہوا اسکا یہ حال ہو گیا مشیرون وزیرون نے سنبھالا ارتھی بنائی بڑی دھوم سے لاش اُٹھائی صحرا مین لیجا کر لاش کو جلایا کئی دن شندکل اس غم مین محل سے نہ نکلا کئی دن کے بعد وزیرون نے لاکر تخت پر بٹھایا ذکر جو فرزند کا نکلا جھلا کر کہا کیا غضب کی بات ہی کہ مین زندہ رہون اگر بہرام فلک قصد کرے تو اُسکو بھی مٹا دون قاتل میرے فرزند کا زندہ ہی تم مین کوئی ایسا ہی کہ خسرو کا سر لاے یاقوت شاہ کو قتل کرے دردانہ کو گرفتار کرکے ما بدولت کے سامنے لاے یہ سنتے ہی افراش گرگدن سوار کہ جسنے فن سپاہ گری بھی مہران تاجدار کو سکھائے تھے روتا ہوا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یہ خدمت غلام کے سپرد ہو غلام کو بڑا قلق ہی اس خدمت کو مین بجا لاؤنگا بغیر شاہزادے کے دربار مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا قلعہ کھدوا ڈالونگا مین جاکر سب انتظام کرونگا شندکل نے حکم دیا اسّی ہزار فوج ساتھ لیکر طرف قلعہ گوہر ریز کے چلا ہرکارون نے یہ خبر ملک یاقوت شاہ کو پہونچائی یاقوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یارو جب افراش اندر قلعے کے آوے کہنا حمزہ نے آکر زبردستی شادی کی وہ لڑکا خدمت مین ملکہ قمر لیشہ کے چلا گیا بہن کے پاس جاکر رہے گا اگر وہ اُنپر لشکر کشی کریگا تو مزا پائیگا مین عجز کرونگا تم لوگ دخل نہ دینا جس طرح آتا ہی اُسی طرح آنے دو تخت پر یاقوت بیٹھے کانپ رہے ہین نہایت تردد ہی افراش گرگدن سوار سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا تو پہرہ وغیرہ ندارد پھاٹک کھلا ہوا ہی ساتھ والون نے تلوارین کھینچ لین گینڈا بڑھا کر داخل قلعہ ہوا شہر کو دیکھتا ہوا کہین سامان جنگ نہ پایا آخر گینڈے سے اُتر افسرون کو ساتھ لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا یاقوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی گرد رفقا یاقوت شاہ تخت سے اُٹھا جھک کر سلام کیا کہا اے پہلوان دوران آئیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا افراش نے کہا او مکار اسواسطے بیٹی مسلمان کو دی چراغ شہر مہرانیہ گل کرایا اب کیونکر مہلت پائیگا یہ سنکے ملک یاقوت نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین اس مقدمہ سے آگاہ نہین وہ لڑکا حمزہ کا تھا اپنی بہن کے پاس چلا گیا نہایت بدوضع تھا اگر اُسکی تلاش ہی تو شہر زرین حصار پر جائیے یہ سنکر افراش کانپنے لگا سر پر اُس مومن کے ٹھوکر ماری جب تو ملک یاقوت نے کہا او نالائق جو کوئی سر جھکائے اُسکا یہی عوض ہوتا ہے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افراش جو غصے مین اُٹھا اب تو دربار مین یاقوت شاہ کے ہلڑ ہو گیا تلوار چلنے لگی لیکن افراش نہایت زبردست ہی جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی جسنے آنکھ ملائی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیے

ہنگامہ گرم ہی ملک یاقوت شاہ لڑتا ہوا باہر نکلا افراش کی فوج نے بلوہ کیا ہزارہا بیگناہ
مارے گئے افراش لڑتا ہوا برابر یاقوت کے پہونچا یاقوت نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار پر روک کے
اُسنے ہاتھ مارا کہ سر کٹکے یاقوت کا زمین پر گرا فوج والون نے جو یہ دیکھا بھگدر پڑگئی افراش سب کو بھگاتا
ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا کنیزین لڑنے لگین افراش مارتا ہوا اندر گھسا کئی سو کنیزین قتل کین دریاے
خون ڈیوڑھی پر بہایا ملکہ دردانہ نے جو سُنا چاہا بھاگ کر اپنے کو کوئین مین گرا دون کہ افراش نے دوڑ کر
پکڑا گرفتار کرکے بے پردہ محافے مین سوار کیا کنیزونکو قتل کیا محل کو خوب لوٹا باہر آکر سر یاقوت نوک
نیزہ پر رکھا شہر کو کھدوایا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش و سر یاقوت شاہ کو لیے ہوے باہر آیا شہر کو تبلہ کیا
لاشہ یاقوت شاہ کا در قلعہ پر لٹکا دیا اب سوچا کہ مین نے قاتل کو نہ پایا شاید قاتل کہین بھاگ کر حوالی
شہر مین چھپا ہو پتہ لگاؤن بھائی اُسکا قماش فیل سوار اُس سے کہا تو قید ملکہ و سر یاقوت شاہ لیکر
خدمت شاہ مین چل مین قاتل کا سر لیکر آتا ہون قماش فیلسوار قید ملکہ و سر یاقوت لیکر طرف قلعہ مہرانیہ کے
چلا افراش بیرون شہر فروکش ہی ہرکارے بہ تلاش شہزادہ خسرو روانہ کیے ہرکارے جاتے ہین
مجبور پلٹ آتے ہین کہین پتہ شاہزادے کا نہین ملتا یہ اُترا ہوا ہی قضاے کار خسرو نہ یہان یہ معرکہ گذرا
شاہزادہ شکارگاہ سلیمانی مین شکار کھیل رہا تھا خود بخود گھبرایا کہا ای برق ثانی خدا خیر کرے دل گھبراتا
ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی لڑکے بھی سب اُسی شہر کے رہنے والے یہ بھی سامنے شاہزادے کے رونے لگے کہا حضور
جی چاہتا ہی چیخین مار کے روئین اپنا حال ابتر کرین نہین معلوم شہر مین کیا معرکہ گذرا شاہزادہ بھی پریشان
برق ثانی بھی تڑپ رہا ہی کہ دیکھا ایک طرف سے پانچ چار سوار گھبرائے ہوے پریشان خاطر زخمدار بیقرار
آتے ہین خسرو نے کہا ان کو بلاؤ ان سے بوے وطن آتی ہی ملازمان شاہزادہ گئے اُن کو بلا کر لاے
شاہزادے نے اُن سے پوچھا تم کون ہو ایک سوار نے شاہزادے کو پہچانا کہا ای شاہزادۂ والاقدر
ہم آپ کے نمک خوار ہین نہایت بیقرار ہین قلعہ مہرانیہ سے بعد آپ کے آنے کے افراش گرگدن سوار فرستادہ
شہنشاہ کل آیا معاوضۂ خون مہران مین آپ کے نانا کو قتل کیا مان کو آپکی گرفتار کرکے روانہ کیا سارا شہر ویران
کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے ہم لوگ بھاگ کر نکل آئے یہ سُنکر شاہزادے نے اپنے کو
گھوڑے سے گرا دیا بارہ سولڑکا رونے لگا جنگل مین ہلچل پڑگئی صحرا ماتم زدہ نے لڑکون کے
ہلتا تھا بعد عرصے کے شاہزادے نے کہا کیون ای برق ثانی افراش گرگدن سوار بڑا کوئی پہلوان ہی

اپنی جرأت پر اُسکو بڑا گھمنڈ ہی کیا بڈھے آدمی کو مارا انشاءاللہ اگر چلکر سزا اُسے کامل نہ دی اور رمان کو بھی نہ رہا کیا تو نام اپنا خسرو شیر دل نہ پایا کیون ای برق ثانی اب حال کُھلا مادر مہربان و نانا جان کے رونے کا یہ باعث تھا افسوس سفت مین نانا جان نے اپنی جان دی مین ہوتا تو حال اُسکی جرأت کا کُھلتا یہ کہکے شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا خستہ و شکستہ چلا برق ثانی رکاب پکڑے ہوے کہتا ہو ای شہریار بڑی جرأت اُسنے دکھائی شاہزادہ خاموش کبھی کہتا ہی کیون ای برق ثانی اگر قبلہ و کعبہ اس معاملے کو سُنین تو کیا فرماوین یہی فرمائینگے کہ ہمارے خاندان مین نامرد پیدا ہوا ہم کیا جواب دینگے برق ثانی کہتا ہی انشاءاللہ آپ چلکر اُسکو سزا دینگے بلکہ اُسپر غالب آئینگے یہ کہتے ہوے جاتے ہین ایک دن ایک رات اسی روا روی مین گذرا صبح کا وقت ہی افراش کرگدن سوار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہ لڑکا بارہ سو لڑکون سے صحرا مین گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی یہ سنتے ہی افراش اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کئی دن یہ لڑکا چھپا رہا آج نکلا ہی ایسا نہ ہو کہین دور بھاگ جاے کہا گینڈا لاؤ گینڈے پر سوار ہوا اسّی ہزار فوج مین قرنا ہوئی سب کو ساتھ لیکر چلا ہا چلون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا پشت مرکب پری پیکر پر شہزادہ سوا چہرہ آفتاب عالمتاب نہایت کمسن گھوڑے کو ڈالے ہوے اسی طرف آتا ہی افراش نے گینڈے کو بڑھایا شاہزادے نے دہن سے نعرہ کیا نعرۂ خسرو

منم نور عین امیر عرب
اگر تیغ کین برکشم از غلاف

مسخر کن ملک دیوان قاف
تزلزل فتد در میان مصاف

منم خسرو شیر دل خوش لقب
بلرزند از خوف ایوان قاف

نعرہ کرکے افراش پر جا پڑا بارہ سو لڑکے اسّی ہزار جوانون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لیکن اسّی ہزار مین بارہ سو لڑکے گھرے لڑ رہے ہین جس مقام پر دو ہزار جوان افراش کے ہین وہان دس لڑکے لڑکے نام روشن کر رہے ہین اکثر جا بجا مارے بھی گئے اگر کوئی لڑکا مارا گیا اور شاہزادے کی نگاہ پڑ گئی تو بہت بیقرار ہوتا ہی چاہتا ہی افراش سے نیزہ بازی نہ کرون اپنے رفیق کے قاتل کو جاکر مارون مگر افراش سے نیزہ چل رہا ہی برق ثانی نے وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جوان جلا دیے کبھی کمند اندازی کرتا ہی کبھی نیمچہ لیکر لڑتا ہی جو پشت پر شاہزادے کی آیا اُسکو جست کرکے خنجر مار دیا کمسن قد چھوٹا اگر سوار تک نہین پہونچتا گھوڑے یا گینڈے کے پاؤن کاٹ دیتا ہی جب سوار گرا گرے ہوے کو مارا شاہزادہ تعریفین کر رہا ہو ای برق ثانی

کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیر نہ کیجیے نیزہ حریف کا نکالیے دیکھیے مشت اُسکی سست ہوئی یہ سنتے ہی خسرو نے نیزے کو آڑا اُچھالا کیا گانٹھ کے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا برق ثانی نے پکارکے کہا ای شہریار سبحان اللہ کیا مزے سے لڑ رہے ہین افراش نے تلوار کھینچی خسرو ارکھکے ہاتھ مارا شاہزادے نے ادھر سپر کی لگائی تلوار اُسکی ٹوٹی اوپر سے ہاتھ مارا برق شمشیر جوگری سپر کے دو ٹکڑے ہوے افراش نے اپنے کو بچایا تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی افراش گینڈے سے گرا شاہزادے نے بنائے ہین تلوار کے افراش کو لیا چاہا ہاتھ مارون کہ سر اُڑجائے افراش نے ناچار ہوکر دانت نکال دیے عاجز ہوکر ہاتھ جوڑنے لگا شاہزادے نے ہاتھ روک لیا خسرو شیردل نے کہا ای افراش اور گینڈا منگا تلوار طلب کر عاجز کو ہم نہین مارتے جب تو برابر سے وار کریگا انشاء اللہ ٹوک کر مارینگے یہ کہکے ہاتھ روکا افراش نے دیکھا ایسے مقام پر کوئی حریف کو مہلت دیتا ہی اس جوان نے تیری جان بخشی کی دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین تابعدار ہون جو خطا کی اُسکی سزا ملی آپ تو میرے جان بخش ہین مین نے غلامی اختیار کی فوج کو پکارا خبردار شمشیر زنی نہ کرو مین نے اطاعت اختیار کی سب رُک گئے کہا ہم نے بھی غلامی اختیار کی شاہزادہ گھوڑے سے اُترا طرف قلعے کے چلا دیکھا قلعہ کھُدا پڑا ہی پھاٹک پر لاش ناناکی دیکھی بہت روئے لاش اُتروالی کہا ای افراش سراؤ کہ نانا جان کو دفن کرون افراش قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار غلام سے بڑی خطا سرزد ہوئی سر آپ کے نانا جان کا اور قید مادر مہربان کی طرف مہرانیہ کے روانہ کردی دس ہزار فوج سے قماش کو روانہ کرچکا یقین ہی وہ شہر مین پہونچے ہون یہ سنتے ہی شاہزادہ اُٹھا کہا ابھی جاؤنگا یا سر نانا کا اور مادر مہربان کو لاؤنگا یا اپنی جان دونگا تم ای افراش شہر کو آباد کرو رعایا کو ڈھونڈھو مین انہین بارہ سو لڑکون سے جاؤنگا یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاءاللہ مطلب پورا ہوگا ہرچند افراش نے روکا مگر شاہزادے نے نہ مانا افراش نے یہ بھی کہا مین ساتھ چلون کہا نہین تمھارا ساتھ چلنا بہتر نہین مین انہین لڑکون سے جاکر لڑونگا نانا کی لاش کو صندوق مین رکھکر سپرد زمین کیا ہرچند کہ دن کم باقی تھا لیکن اُسی وقت شاہزادہ سوار ہوا بارہ سو لڑکون کو ساتھ لیکر مع برق ثانی چلا افراش روتا ہوا رہگیا یہ بھی کہدیا کہ حضور مجھسے بہتر زور و قوت مین وہان موجود ہین چار لاکھ فوج رکھتا ہی آپ بارہ سو لڑکون سے کیا کرینگے خسرو نے کہا ای برادر مرنے والے کے نزدیک ایک اور لاکھ برابر ہین جسکو جان بچانا ہی

اُسکے نزدیک ایک بھی بہت ہی اور اگر جان نہ رکھنا منظور ہی تو ایک اور لاکھ برابر ہین افراسیاب پلٹ کر قلعہ مین آیا شاہزادہ روتا ہوا چلا جب افراش کی نظروں سے مخفی ہوے افراش نے ہرکارے روانہ کیے تاکید کی جو ہیرے آقا پر گذرے فوراً مجھے خبر پہونچانا ہرکارے چلے مگر برق ثانی نے راہ مین عرض کی ای شہریار جو عرض کرون اگر مناسب ہو قبول فرمائین اگر نامناسب ہو اختیار ہی حضور آہستہ آہستہ آئین پہلے غلام جاے جاکر دیکھے شنگل کیا کر رہا ہی اور جو کچھ بن پڑیگا وہ کرونگا شاہزادے نے کہا اچھا ہم چلکر قریب شہر ٹھہرتے ہین تم بڑھو برق ثانی تڑپ کر چلا رہروی کرتا ہوا قلعہ سمرانیہ مین پہونچا دیکھا شہر آباد و وسیع ہی اب جو برق ثانی نے دریافت کیا تو احوال معلوم ہوا کہ یہان سے بارہ کوس پر کوہ نیرنگ ہی اُسپر تصویر سامری و جمشید مثل انسان کے باتین کرتی ہی شنگل نے جو ملکہ کو دربار مین بلایا تھا صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوا تھا سوالِ وصل کیا ملکہ نے کلمات سخت کہے جو پیغام لیکر آیا تھا اُس سے کہا اُس ناہنجار سے کہنا تیری یہ مجال ہوئی کہ ہمسے ایسے پیغام کرتا ہی کیا کہین زمین سخت آسمان دور جان دینے سے مجبور کوئی تدبیر ایسی نہین بنتی کہ جان دین کوئی ہم کو زندہ نہ دیکھے اسقدر تو نے ہمکو ذلیل کیا قید کر کے دربار مین بلایا اور ایسا مہمل سوال کرتا ہی ہم تیرے گنہگار ہین ہمکو قتل کر خبردار اب کبھی ایسا سوال نہ کرنا جو پیغام لایا تھا وہ بمجبوری پلٹا سب حال آکر شنگل سے کہا شنگل نے مشیرون سے صلاح کی سب نے صلاح دی کہ کوہ پر ملکہ کو لے چلیے تصویر خداوند سے درخواست کیجیے وہ فوراً دل پھیر دینگے شنگل کو یہ صلاح پسند آئی پچیس ہزار جوان ساتھ لیکر طرف کوہ خداوند کو روانہ ہوا چلا برق ثانی یہ خبر سنکے پلٹا راہ مین شاہزادے کو خبر دی کہ شنگل شہر مین نہین ہی طرف کوہ نیرنگ کے گیا راہ مین چلکر بچیا کو لیجیے رات کو اُسکے لشکر پر شبخون ماریے اور مادر مہربان کو مع سر اپنے نانا جانکے نکال لائیے یہ خبر سنکر شاہزادہ بہت خوش ہوا اُسی طرف گھوڑے کو پھیرا یہان شنگل نزدیک کوہ نیرنگ آکر ٹھہرا ہی برہمنون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی برہمنون نے کہا کل آپ بالاے کوہ چلیے ہم سفارش کرینگے اگر دریاے رحمت نے جوش مارا تو یہ کتنی بڑی بات ہی کہ قدرت دل اُسکا پھیر دین اور آپ سے محبت کرے یہ خبر سنکر شنگل راضی ہوا رات کو اُسی مقام پر مقام کیا ایک خیمے مین ملکہ کو رکھا سر یاقوت نوک نیزہ پر نصب ہی پچیس ہزار جوان جا بجا اُترے ہین بار گار بڑی استاد ہی ملکہ سے کوئی کلام نہین کر سکتا یہ قید خانے مین ملول و حزین بیٹھی ہین کبھی فرزند کو یاد کرتی ہین کبھی یاد صاحبقران مین فریاد کرتی ہین کبھی کہتی ہین ہاے

اگر مین یہ انجام جانتی پاس قریشہ سلطان کے چلی جاتی وہ مجھکو آنکھون پر رکھتین ہر چند کہ آسمان پر بھی شعلۂ جوالہ ہی لیکن ملکہ قریشہ ضرور خاطر کرتین تقدیر ہماری برگشتہ تھی پہر رات گئی ہی کہ لشکر مین غلغلہ ہوا آواز آئی باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سرفتنۂ ایران وتوران نعرۂ امیر

کنِ دو گشتہ سہراب و رستم تخل
سیکے تیغ صمصام و قمقام نام

امیر عرب ضیغم روزگار
کہ یکے تیغ عقرب یکے ذو انجام

امیر عرب حمزۂ شیردل
بحکم خدا بستہ شمشیر جابر

مشرق سے یہ نعرے کی آواز آئی

مغرب سے چہ ہزار جوان واسطے روکنے صاحبقران عالیشان کے چلے کہ جنوب سے آواز آئی باشید ای بیحیا ؤ میرے ہاتھ سے کیا بچو گے منم دارا ے ہند لندھور بن سعدان نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان ؞ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؞ ایک طرف سے مالک کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے نعرہ بہرام ہوا ایک جانب سے رستم ایک جانب سے نعرۂ بدیع الزمان کفار اب جو اندھیرے مین چلے مشرق والون نے دیکھا مغرب سے لوگ آتے ہین انکو حریف سمجھے آپسمین لڑنے لگے جنوب والے جو چلے شمال والون سے بھڑ پڑے گوشت خرو ندان سنگ آپسمین ہو رہا ہی یہ صدا ئین سنکر شنکل خیمے سے نکلا روشنی اُسکے ساتھ ہی جہان پر دیکھا اپنی فوج آپسمین لڑ رہی ہی انکو ہٹاتا ہوا ایک سمت پہونچا دیکھا ایک لڑکا کمسن جنگ رستمانہ کر رہا ہی کئی پہلوان مار کر ڈال دیے سمجھا کہ یہی حمزۂ عرب ہی زوجہ کا حال سنکر آپڑا شبخون گر اللکار ا او حمزہ کہان جاتا ہی منم شنکل بن شنکال تاجدار یہ کہتا تھا کہ خسرو برق جہندہ سنکر جا پڑا اللکارا او مردود مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالی لڑکے بھی جا بجا لڑ رہے ہین برق ثانی نے خیمون مین آگ لگا دی اب جو برق ثانی نے ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ مقابلے مین شنکل بن شنکال تاجدار کے پہونچا برق ثانی قید خانے پر لڑتا ہوا پہونچا دو تین ایسے حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ نگہبان کچھ جلکر گرے باقی فریاد کرتے ہوے بھاگے برق ثانی خیمے مین گھسا دیکھا کہ ملکہ ور دانہ گوہر پوش سر زمین پر ڈالے پڑی ہین کنیزین بیٹھی رو رہی ہین برق ثانی نے کہا ای ملکۂ عالم اُٹھیے آپ کا فرزند لشکر شنکل مین شنکل سے لڑ رہا ہی افراش جو آپ کے شہر پر تھا اُسکو بھی مطیع کر لیا ملکہ نے گھبرا کر سر اُٹھایا برق ثانی کو دیکھا دیکھا ویلے خون مین نہایا ہوا آیا ہی گھبرا کر پوچھا ای برق ثانی میرے فرزند پر کیا گذری کہا حضور خیر و عافیت ہی

کیفیت تو عرض کی افراشتہ کو جا کر زیر کیا اب یہان پہونچے لشکر کو شنکل کے تباہ کیا ہی اب یقین ہی مقابلہ پڑے گھبرا کر ملکہ نے کہا ای برق ثانی میرے فرزند کو ہاتھ سے دشمنون کے بچا نا کہا حضور تو نکلین برق ثانی چند گھوڑیان پکڑ کے لایا اسپر ملکہ کو مع کنیزان سوار کیا ایک ایک گھوڑی پر دو دو کنیزین سوار کین ملکہ روانہ جو قید خانے سے نکلین دیکھا شنکل بن شنکال تلوار کھینچ کر شاہزادے پر آیا ہی شاہزادہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ یہ تلوار لگائے تو ہاتھ مارون اُسنے تلوار لگائی خسرو نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا الجہاد سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے چمک سے تلوار جو گری سر کو بھی زخمی کیا شنکل نے دوسرا وار کرنا چاہا تھا کہ برق ثانی نے حقہ آتشبازی منہ پر گینڈے کے مار دیا گینڈا بھاگا الا کدھر جا رہتا ہی رو کون حقہ جو منہ پر گینڈے کے پڑا منہ جھلسا ہوا بھاگا جاتا ہی ساتھ والے شنکل کے بھاگے کچھ مارے گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب بھاگے لڑائی فتح ہوئی شنکل کو گینڈا لیکر جنگل مین پہونچا چند کس بمشکل اُسکے پاس پہونچے کہا ای شہریار یہ لڑائی تھی یا غضب خداوندی تھا کہ لڑکون نے لڑ کے لڑائی کو فتح کیا شنکل کو گینڈے سے اُتارا ہوا اور پر سوار کیا شنکل گھبرا کے پوچھتا ہی ارے ملکہ پر کیا گذری چند نگہبان قید خانے کے بھاگے ہوے آئے کہا حضور عجب قیامت برپا تھی آگ ہم سب پر برس رہی تھی قدرت نے عذاب کیا تھا حمزہ یہان کہان غضب خداوندی تھا اگر شاید حمزہ تھا تو آگ کسنے برسائی غضب خداوندی کہنا چاہیے آپ نے بڑی خطا کی کہ زیر کوہ ٹھہرے رہے برائے زیارت تصویر خداوند نہ گئے اسیوجہ سے قدرت نے عذاب نازل کیا چار طرف آگ برس رہی تھی صدہا خیمے جلے ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی کدھر بھاگ کے جاتے ہر طرف آگ ہی آگ تھی ساتھ والون نے کہا جب خیمے پر آگ برسی ایک لڑکا خیمے مین گیا تھا وہ ملکہ کو چھڑا لیگیا شنکل نے آہ کی کہا یار و کیا کہون دل مین درد رنگت زرد اس معشوق کو چھڑا کر لیگئے کیا تدبیر کرون مدت سے اُسپر عاشق تھا جب سے ملکہ آفتاب گر مجھ سے ملاقات ہوئی اِدھر کا خیال بھولا نظم

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر بار درد — جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے — باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر و دوست — ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد
صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ — کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد

بصورت حرف غلط بیمار ہجران کاٹتے
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
صورت معشوق ہو اُسکی جدائی ناگوار
بے مصیبت دوستو لطف سخن ہوتا نہین
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
نظم ہو کیفیت حال مصیبت خیز عشق
ہم نفس کیا پوچھتا ہو نالے مین کرتا ہون کیون
کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
چاک کرتا ہو دم قسمیا و ہر گل پیرہن
کم نہین ہو زخم سے ایذا کلام تلخ کی
بات مُنہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہو

سٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد
دل مین ہو میرے بشکل لذت بیکار درد
دوست رکھتا ہو نہایت زخم جسم زار درد
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
کیا کہے رکھتا ہو کیا کیا عاشق ناچار درد
تجھکو کیا معلوم ہو رکھتے ہین کیا ای یار درد
کیا عجب پیدا کرین دل مین مرے اشعار درد
آج کی شب ہو مرے پہلو مین بے دلدار درد
غیر ممکن ہو کہ ہووے کاوش آزار درد
کسقدر رکھتا ہو شور بلبل گلزار درد
کرتی ہو پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
آج رکھتا ہو نسیم اپنا دل افگار درد

سب نے کہا حضور اب گھر چلیے جو مرنے سے باقی رہ گئے تھے اُن سب کو ساتھ لیکر شنگل آہ آہ کرتا ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا یہان شاہزادہ جنگ فتح کرکے دس کوس پر ایک جنگل ہو اُسمین آیا اُسی مقام پر اُترپڑا امان سے کہا اب آپ شہر چلیے مین بے غیرت بھی آؤنگا افراش شہر آباد کر رہا ہو وہ مصروف خدمت گزاری رہیگا مین بھی بہت جلد آؤنگا ہرچند ملکہ نے کہا ای فرزند ساتھ چلو خسرو نے قبول نہ کیا ملکہ کو روانہ کردیا ملکہ شہر مین آئین افراش حاضر ہو حال دریافت کرکے وجد مین آگیا دمبدم تعریفین کرتا تھا کہ شاہزادے نے کیا کمال کیا زیر کوہ نیرنگ پہونچا اور ملکۂ عالم آپ کو رہا کرنا اُنھین کا کام تھا کیا کسی کی مجال تھی کہ مقابلۂ شنگل مین جاتا جرأت ذاتی ہو اُنھین کے واسطے ہو مگر نہ آنے کا کیا سبب ہوا اب واضح ہو ملکہ نے سب حال افراش سے کہا افراش نے رعایا جمع کی مکان شہر کے بنوا رہا ہو شاہزادہ صحراے سبزہ زار مین فروکش ہو لیکن ملکہ کے حقیقی بھائی الماس تیغ زن چندے سے براے شکار گئے ہوے تھے ایک صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی چند سوار و پیدل زخم کھاے ہوے حیران و پریشان شہر سے

بھاگ کے اسطرف آنکلے الماس نے اُنکو بُلایا خود بخود پریشان ہورہے تھے صبح سے غم تھا اُن لوگون نے الماس کو پہچانا اور رو رو کر سب حال قلعۂ گھر ریز کا بیان کیا کہ آپ کی بہن کو گرفتار کرکے روانہ کر دیا باپ کو آپ کے قتل کیا یہ سُنکر الماس بہت روئے بارہ ہزار جوان ساتھ تھے سب روئے جب ہوش درست ہوے الماس نے کہا بڑی غیرت کی بات ہو کہ بہن گرفتار ہو ہم زندہ رہین اور بہن گرفتار ہو کر سامنے کافر کے جائے اگر تم سب صاحب ساتھ دو تو چلکر شہر مین ہنگامہ ڈالدین کیا عجب ہی کہ شنگل سے بھی مقابلہ پڑے اگر اُسکو مارا اور بہن کو چھڑا لیا تو شہر مین مُنھ دکھائینگے ورنہ لڑ بھڑ کے مرجائینگے سب نے کہا غلامان جانباز ساتھ ہین ہمارے بھی عزیز قتل ہوے اُنکا چلکر بدلہ لین بیجا کو چلکر شکست دین سب نے قبول کیا الماس تیغ زن بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر طرف شہر مہرانیہ کے چلے یہان شنگل بن شنگال تاجدار کوہ نیرنگ سے پریشانی اُٹھا کر آیا ہی کہ چار لاکھ فوج دروازے پر قلعے کے موجود ہی بارہ سو افسر گرد ذکر کوہ نیرنگ کر رہا ہی کہتا ہی یارو یہ کیا معرکہ تھا افسر سمجھا رہے ہین کہ اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ملکہ دردانہ کا ملنا کمال دشوار ہی ایک ہرکارے نے خبر کی حضور نے یہ بھی سُنا افراش کر گدن سوار مسلمان ہوگیا یہ سُنکر شنگل کو سناٹا ہوا کہا یارو غضب ہوا کہ ایسا سردار جاکر مسلمان ہوا شنگل نے اور ہرکارے روانہ کیے کہ جاکر مفصل خبر لاؤ مسلمان ہو کے کیا کر رہا ہی ہرکارے روانہ ہوگئے یکایک شہر مین ہنگامہ پڑا دکان شہر کے جلنے لگے گھبرا کر شنگل اپنے مقام سے اُٹھا کہا ارے خبر تو لاؤ یہ کیا معرکہ ہی دن دہاڑے شہر مین ڈاکہ پڑا چار لاکھ فوج قلعے کے دروازے پر موجود ہی یہ سُنتے ہی ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہ الماس تیغ زن بھائی ملکہ دردانہ کا اپنی بہن کے رہا کرنے کو آیا ہزارہا بندگان سامری مارے گئے یہ سُنکر شنگل سوار ہوا حکم دیا فوج مین قرنا ہو جیسے ہی ہرکارے نے فوج مین خبر پہونچائی چار لاکھ سوار و پیدل مثل سمندر موج مارتے ہوے چلے نوبت نقارے بجاتے ہوے اُسوقت یہ فوج آکر پہونچی کہ الماس لڑتے بھڑتے سامنے دار الامارۂ شاہی کے پہونچے ہین کہ اندر سے بارگاہ کے شنگل بن شنگال تاجدار نکلا فوج آکر گری افسران فوج جنگ کرنے لگے چار لاکھ فوج جو بارہ ہزار پر آکے گری بہادر متفرق ہوکر دس دس ہزار کے غول مین دو دو جوان گھر گئے الماس نے جو سر اُٹھا کے دیکھا کہ فوج متفرق ہوئی ہر غول مین جوانان تیغ زن گھر گئے الماس تیغ زن

کرد و کاوش کر رہے ہین بہ مشکل لڑتے بھڑتے کسی غول پر پہونچے اگر دس کو بچایا سو قتل ہوگئے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے سیّار گلشن جنان ہوے کوئی ساتھ والا باقی نہ رہا اُسوقت الماس کی پریشانی تنہائی حیران کبھی داہنے دیکھا کبھی یاران رفتہ کو آوازدی کبھی پکارتے ہین اے یار وہمار اساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنہ موڑا بہ قول شاعر نظم

قفس بردوش صیاد جفا طینت کا پھیرا ہی
مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہی
متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت ہین
زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہ میرا ہی
کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین
ذرا کھول آنکھ اے غافل کہ دم بھر مین سویرا ہی
چھپا دن دور ہی منزل اُٹھا جلدی قدم غافل
فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہی

ایسے کلمات حسرت زبان پر تھے کہ ناگاہ پردۂ شب حائل ہوا مسافر نیر اعظم منزل عالم کو طی کرکے ایسا تھکا کہ سراے مغرب مین داخل ہوا شاہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادۂ الماس نے جو دیکھا رات ہوئی ہرچند کہ انتہا کے زخمدار ہین لیکن ایک جانب گھوڑا اُٹھا دیا لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ایک سردار موسوم بہ کلکال فیل پیکر دروازے پر کھڑا تھا اس بیحیا نے پشت پر سے ہاتھ مارا گھوڑا چمک تلوار کی دیکھکر بھڑکا پشت پر مرکب کے تلوار پڑی کہ گھوڑا زخمی ہوا اب گھوڑا اُسی مقام پر جم گیا کلکال نے جو شاہزادے کو حیران و پریشان دیکھا بڑھکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کام آیا نہ معلوم ہوا مرکب گیا شاہزادہ زمین پر آیا اُسی کلکال ملعون نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اس افسر کا کٹکر گرا فتح کے نقارے بجے کلکال سر اس افسر کا لیکر سامنے شنکل کے آیا بل کرکے کہا اس شیر کو مین نے دروازے پر مارا کئی سردار اسنے وہان قتل کیے آخر غلام نے بڑھکر قتل کیا شنکل نے اُسکو انعام دیا سر الماس دروازۂ قلعہ پر لٹکوا دیا افسران فوج سے کہا یہ کیا حرکت ہی کہ بارہ ہزار جوان ہتھیار بند شہر مین گھس آئے تم لوگون نے نہ روکا آج سے حکم قطعی دیا جاتا ہی کہ دس جوان بھی اگر ہتھیار بند آئین اُنکو باہر ہی روکنا اندر قلعے کے نہ آنے دینا یہ حکم دے کر شنکل قلعے مین آیا لاشہ الماس کا دروازے پر قلعے کے بڑا ہی پھاٹک مین سر لٹکتا رہا ہی ان بارہ ہزار مین سے چند کس بھاگ کر نکلے اُس صحرا مین پہونچے جہان خسرو و شیر دل اُترا ہی ان سوارون کو دیکھکر خسرو نے بُلوایا پوچھا تم کون لوگ ہو کیے

اُنمین سے شاہزادے کو پہچانا کہا ای شہریار غلامان قدیم کو نہ پہچانا ہم آپ کے ماموں کے ساتھ وادئ
ہین ہین صحرا برف بار مین شکار کھیل رہے تھے یہن کی گرفتاری کی خبر پائی بارہ ہزار سے قلعہ مہرانیہ
پر جا پڑے بارہ ہزار نے ساٹھ ستر ہزار قتل کیے آخر سب مارے گئے راہ مین سُنا کہ افسر بھی سیار گلشن
جنان ہوے سر اُس افسر کا اُس مردود نے در قلعہ پر لٹکایا ہی لاشہ اُس شہریار کا مزبلہ پر پڑا ہی خدا اُنکا
انجام بخیر کرے اُسی جنگ سے ہم بھی بھاگے لڑ بھڑ کے نکل آے ماموں آپ کے سیار گلشن جنان
ہوے خسرو نے برق ثانی کو بُلایا کہا لو برق ثانی اور تمنے سنا ماموں جان نے جا کر شہر مہرانیہ مین
جان دی بہادر انکا نام ہی یہ خبر سنتے ہی زندگی گوارا نہ کی کہ اگر زندہ رہینگے لوگ مُنہ دیکھینگے روبرو طعن
کرینگے کہ اس شیر کی بہن گرفتار ہو کر شہر مہرانیہ مین گئی یہ تو اُنکی دعا تھی دعا قبول ہوئی سعادت ظاہری
و باطنی اُنکو حصول ہوئی پھر ارشاد کیا ای برق ثانی اب زندہ رہنا ہمارا بھی بہتر نہین ماں گرفتار ہو کر
مجمع عام مین گئین اس بیحیا نے دربار مین بُلوایا کلمات سخت زبان نجس سے کہے ای برق ثانی مثل
ماموں جان کے ہم بھی جا کر جان دین شکر ہو کہ مادر مہربان قلعہ مین پہونچ گئین افراسیاب ایسا خدمت گزار
موجود ہی نام بزرگوں کا قائم رہا ہم زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا قبلہ و کعبہ کے نام کو دنیا مین پروردگار
رکھے اور بھائی جو ہین اُنکے نام کے ڈنکے بجتے ہین ہم ایسے نامرد کا کون نام لیگا کہین ذکر بھی نہوگا
برق ثانی باتوں پر شاہزادے کی بہت رویا کہا ای شہریار باتوں نے آپ کی دل کے ٹکڑے
کر دیے کوچہ ہاے دل غم و الم سے بھر دیے جو آپ فرماتے ہین یہی مناسب ہی یا چلکر جان دی یا اُس
کو مارا تو البتہ نام ہوگا شاہزادہ نے کہا ان بارہ سو لڑکوں کو تیار رکھو بارہ سو لڑکے خبر جنگ سُنکر
تیار ہونے لگے مسلح ہو کر سامنے شاہزادے کے آے شاہزادہ نے حکم دیا اُسی وقت شب سلیمانی
تیار ہو کر سامنے آیا گھوڑا وہ بے باک قدم زمین پر نہین رکھتا چاہتا ہی اُڑ جاؤن طرارے بھرون سر دشمن
پامال کرون شاہزادہ جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سو
لڑکے پشت پر گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوے طرف شہر مہرانیہ کے جاتے ہین جب پانچ کوس
شہر باقی رہا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ ڈال کے روکا کہا ای شہریار مین کچھ بات عرض کرونگا
آپ کے ماموں جان بلا تکلف شہر مین گھس گئے ہزاروں کو قتل کیا عمارتین پامال کین نہین
معلوم شنگل نے کیا حکم دیا ہی غلام کی صلاح یہ ہی کہ ایسی تدبیر تو ہو کہ سامنے شنگل کے چلکر

پہنچے

مقابلہ پڑے اگر اُسکے سامنے مارے گئے تو بھی خیر ہے اگر اُسکی موت آپ کے ہاتھ سے ہو تو شہر فتح ہوا
ذرا گھوڑے روکے ہین وہ تدبیر کرون کہ دربار مین شنگل کے تلوار چلے اگر غلام کی تدبیر بن پڑی تو دربار
شاہی مین پہونچاتا ہون یہ کہکے برق ثانی نے ایک کاغذ تیار کیا مضمون یہ تھا کہ اے شنگل بن شنگال
ہمین معلوم ہوا کہ تمھاری فوج والے بڑے غافل ہین کوئی شخص بارہ ہزار جوان سے شہر مین گھس آیا
دوپہر تلوار چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی تمھارے مارے گئے یہ بڑی بات ہوئی کہ تم بچے اگر تم پر کوئی چشم زخم
آتا تو ہم کو کیسا صدمہ ہوتا تمھارے واسطے تڑپتے لہذا یہ بارہ سو لڑکے کہ ہمارے ہمراہ رکاب رہتے ہین
نہایت جری پیل و صف شکن تیغ زن ہین تمھاری حفاظت کرینگے جہان تم آرام کرو وہین موجود رہین یہ کسی قسم
مین کمی نہ کرینگے یہ کاغذ لکھکے تیار کیا شاہزادے کے چہرے پر ڈھاٹا باندھا چہرہ چھپایا آگے برق ثانی
بڑھا فرمان ہاتھ مین لیا مہر اُسپر آفتاب گرم خو کی آگے نعرے کرتا ہوا بڑھا پکارتا ہوا منم فرستادہ ملکہ آفتاب
گرم خو بادشاہ طلسم آفتاب نامہ براے حفاظت شنگل آئے ہین ہرکارون نے یہ خبر شنگل کو پہونچائی
کہ ملکہ آفتاب گرم خو نے بارہ سو جوان آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کیے ہین وہ آتے ہین فوج مین
کہلا بھیجے کہ کوئی اُن کو نہ روکے چوبدار یہان سے پہونچے جا کے فوج مین منادی کردی کہ بارہ سو جوان
ہتھیار بند آتے ہین اُنکو کوئی نہ روکے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آواز
دیتا ہوا کہ ہم لوگ بھیجے ہوئے ملکہ آفتاب گرم خو کے ہین فوج والون نے سلامی لی بیچ مین سے اُنکے
نکلے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے شہر کی سیر دیکھتے ہوئے دیکھا شہر آباد رعایا دل شاد شہر والے دیکھ رہے
ہین کہ بارہ سو جوان براے حفاظت شنگل آئے ہین یہ لوگ خاص جا کر دربار مین ٹھہرینگے شنگل
منتظر ہو کہ در دولت پر پہونچے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جیسے ہی بارگاہ مین پہونچے دیکھا شنگل تخت پر بیٹھا ہے
گرد شنگل نشینان بارگاہ سرداران لشکر بیٹھے جھوم رہے ہین ذکر قتل شاہزادۂ الماس تیغ زن ہو رہا ہے
کنکال کہہ رہا ہے مین نے اُس شیر کو مارا کہ جس سے کوئی آنکھ نہ ملا سکتا تھا صدہا سردار اُسنے ٹکڑے ٹکڑے کر
مارے کہ خسرو شیر دل آگے بڑھے بہ تمام ہیبت پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس بر آن کسے باد
کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و دین پیغمبران خدا برحق و رسالت رسول خدا مطلق است یہ کہکے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خسرو ۔ منم خسرو شیر دل خوش نسب ۔ منم نور عین امیر عرب ۔
مسخر کن ملک دیوان قاف ۔ بلرزند از خوف ایوان قاف ۔ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف ۔

تنزل فتنہ درمیان مصاف ٭ ہزبر دمان خسرو نوجوان ٭ منم نور عینین صاحبقران ٭
بارہ سو لڑکون نے تلوار کھینچی برق ثانی نے دروازہ بارگاہ کا بند کردیا چند لڑکے دیوار پر چڑھا دیے کہدیا
جو باہر سے آئے اُسے تیر مارو سو لڑکے دیوارون پر تیر کمان لیکر بیٹھے باہر والون کو تیر مارنے لگے باہر لوگ
گھبرا رہے ہین حیران کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جائین برق ثانی نے بڑھکر حقۂ آتشبازی مارا حقہ پھٹا تاثا ہوا
کافر کانپ گئے شنگل نے آواز دی ارے لڑکے کو مار لو باہر سے فوج کو بلاؤ جو اندر ہین وہ باہر نہین نکل
سکتے باہر سے فوج والے غلغلہ کر رہے ہین دیوارون پر سے تیر برس رہے ہین جس نے ارادہ کیا اندر
بارگاہ پر جائین عقاب تیر پر کھول کر گرا سوار پیدل گر رہے ہین سو نے ہزارون کو گرا دیا برق ثانی
مارتا پھرتا ہی کفار حقون سے عاجز چاہتے ہین بھاگ کر نکل جائین کسی طرح جان بچائین مہلت نہین ملتی
جل جل کے گر رہے ہین خسرو شیر دل اڑتے بھڑتے برابر تخت شنگل کے پہونچے شنگل نے اٹھکر ہاتھ تلوار کا
مارا چونکہ خسرو کم سن قد چھوٹا جست کرکے تخت پر آئے قریب آکے ہاتھ مارا شنگل نے گرد اسپر کا
اٹھا دیا برق شمشیر چمک کر جو گری سپر کٹی ہرچند کہ سپر مثل شب فراق تھی مگر کٹی اب جو تیغ وہان سے گرا تیغۂ
لاثانی سر پر پڑا خود کو کاٹا وہان سے گذرتا ہوا تا جگرگاہ پہونچا لاشہ شنگل گرا برق ثانی نے بڑھکر سر کاٹ
لیا نوک نیزہ پر بلند کر دیا اور بارگاہ والون کو گھیر کر مارا اب خسرو نے برق ثانی سے کہا مراد حاصل ہوئی بہ
عنایت پروردگار تسکین دل ہوئی شنگل کو مار چکے بدلہ گستاخی کا لیا اب دروازہ کھول دو اندر کے سب
سردار مارے گئے برق ثانی نے بڑھکر دروازہ کھولا دیکھا بیرون بارگاہ لاکھون کافر کھڑے ہوئے
غلغلہ کر رہے ہین سب نے دیکھا اندر سے بارگاہ کے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شمس بہجت افزون
جہان داری دریائے خون مین نہایا ہوا اندر سے بارگاہ کے نکلا مثل شیر گرسنہ رمۂ گوسفندان پر
آکے گرا بارہ سو لڑکے چار لاکھ فوج پر گرے تہلکہ ڈالدیا ہزارون سر کٹ کے گرنے لگے غلغلہ کر رہے
ہین جس غول پر پہونچے افسر ہی کو تاک کے مارا دو سرداران عالی شنگل کے شہباز فیل تن و عقاب
شیر سوار فوج کو لڑا رہے ہین نعرے کر رہے ہین کہ یارو اس لڑکے نے بڑی گستاخی کی بارگاہ
مین گھس کر شنگل کو مارا اب جنگ کا فتح ہونا دشوار ہی مگر معاوضۂ خون شہنشاہ مین گھیر کر مار لو ہان یارو
وقت جانبازی ہی قاتل تمہارے آقا کا تم مین آگیا اب نہ بچنے پائے جب شاہباز و عقاب ترغیب
دیتے ہین فوج والے بلوہ کرتے ہین اس بلوے مین شیر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر جرأت یکہ تاز

میدان جلالت جگر شمشیر زنی کر رہا ہی اول تو افسر اندر مارے گئے اب افسر نہین رہے فوج بے سردار لڑ رہی
ہی عقاب و شاہباز ترغیب دیکر فوج کو لڑاتے ہین جب غول بڑھ بڑھ کے آئے لڑ کے جا پڑے
وہ شمشیر زنی کی کیا عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی برائے
استقبال اُٹھے علمون نے بال کھولدیے تیر سہمے ہوے گوشہ ترکش مین چھپے ہوے کانپ رہے ہین
تلوارین بیدم خنجرون مین کاٹ کم باجون مین ہیجنے چیختے دم نہین آوازین پڑگئین کانپ رہے ہین خسرو
لڑتا بھڑتا سامنے عقاب و شاہباز کے پہونچا دونون نے تلوارون کے وار کیے برق ثانی پکار اُٹھا
ای شہریار ہوشیار رہیے گا دو افسرون نے وار کیے شاہزادے نے دیکھا دونو کی تلوارین سر پر آئی ہین
تلوار کو زانو کے نیچے دبایا جیتون لڑی ہوئی ہی جیسے ہی تلوارین قریب سر کے جھکین شاہزادے نے
دونون تلوارون پر تھپکی لگائی تلوارین پٹ پڑین دونون کی تلوارون پر ہاتھ ڈالدیا ہر چند کہ کلائیان
اُنگلیان چھوٹی ہین مگر کلائیون پر ہاتھ ڈالا اس زور سے فشردہ کیا کہ دونون نے تلوارین چھوڑ دین تلوارین زمین
پر گرین شاہزادے نے دونون کی کمرین ہاتھ ڈالا بہ قوت صاحبقرانی زور جو کیا دونون کو اُٹھالیا چاہا ٹکرا کے
مارڈالون دونون نے دیکھا اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین بے اختیار پکار اُٹھے ای شہریار الامان
شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان دونون نے عرض کی جب تلک زندہ ہین غلامی سے گردن تابی نہ کرینگے
شاہزادے نے چھوڑدیا دونون نے فوج والون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے سب تلوارین نیامون
مین ہوگئین برق ثانی نے کہا دارالامارہ مین چلیے شہباز و عقاب استقبال کرتے ہوے چوب چاق
ہاتھ مین شاہزادے کو بارگاہ مین لائے تخت شاہزادے نے اُٹھوا ڈالا دنگل زرین اُس مقام پر
بچھا یہ عہدۂ افسری آکر خسرو بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر کرسیون دنگلون پہ بیٹھے ہین
شاہزادے نے عہدے مقرر کیے وزیرون کو بعہدۂ وزارت کوتوال کو بعہدۂ کوتوالی شاہزادے
نے فرمایا ای برق ثانی تم جاؤ تو مطلب سنے ہم عرضی بنام والدۂ ماجدہ لکھتے ہین تحفہ جات کچھ
خزانہ لیکر جاؤ اس فتح سے آگاہ کرو جب تم واپس آؤ گے تب چلینگے شہر بڑا ہی اور بڑے بڑے
مہاجن رہتے ہین ان سبکو خبر ہوپہنچاؤ برق ثانی خوش ہوگیا کئی چھکڑے مال و اسباب کے اشیائے
تحفہ جات سے آراستہ کرائے عرضی فتح کی لکھی کہ آپ کے دودھ کے تصدق سے غلام نے آکر
سنگدل کو مارا شہر کلان تسخیر ہوا عملداری قایم کر رہا ہون کوئی وارث سنگدل کا ملے تو عہدہ

سلطنت اُسکے سپرد کرون تب حاضر خدمت ہون یہ تحفہ جات بدست مہتر برق ثانی پہونچتے ہین افراش
کو بہت کچھ لکھا تھا کہ ای پہلوان دوران خدمت گذاری سے والدۂ ماجدہ کی گردن تابی نکرنا عقاب شہباز
نے اطاعت کی وہی انتظام کررہے ہین انشاءاللہ آپکی دعا سے بخیر وخوبی طونگا یہ عرضی برق ثانی کو
دی برق ثانی چھکڑے لیکر چلا دن بھر شاہزادہ دربار مین رہتا ہر شب کو بارگاہ مین آرام فرماتا ای برق ثانی
عرضی لیے ہوے مع تحفہ جات قلعۂ گہر ریز پر پہونچا جس نے برق ثانی کو آتے دیکھا اُسکو عید ہوگئی
برق ثانی احوال بیان کرتا ہوا مژدۂ فتح دیتا ہوا اندر محل کے آیا ملکہ دردانہ گوہر پوش کو خبر پہونچ رہی
تھی برق ثانی سامنے آکر پہونچا قدمون کو بوسہ دیا عرضی پیش کی ملکہ نے پڑھکر دعائین دین خدا اُنکو مظفر و
منصور کرے مثل اپنے بھائیون کے نامی گرامی ہون لیکن ای برق ثانی جلد پلٹ جاؤ شاہزادے
کو سمجھا کے لاؤ آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین برق ثانی فورًا تحفہ جات سبکو تقسیم کرکے آیا اور افراش سے ملا
افراش کے حال سنکر ہوش اُڑ گئے کہا شاہزادے نے وہ کار نمایان کیا کہ رستم و اسفندیار سے بھی
نہو سکتا کسی فرزند صاحبقران مین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اتنے سن مین ایسے مقام پر جاتا مگر یہ
شیر بیشۂ جرأت شاہباز اوج لیاقت ہین فتح و نصرت ان کی غلام ہے شنکل کی کیا حقیقت تھی مگر ای
برق ثانی اب جلد جاؤ شاہزادے کو سمجھاؤ اور شہر مین لاؤ کہ تمام مردمان شہر بہت مشتاق دیدار ہین
مین تو حال قتل شنکل سنکر مشتاق ہوا کہ زبانی اُس شہریار کی حال مقابلہ سنون شنکل بن شنکال
تاجدار دیو تھا اُسکے سامنے کیونکر پہونچے جنگ کسطرح ہوئی فوج کفار کیونکر تنگ ہوئی برق ثانی
سب حال بیان کرتا جاتا ہو کہ یون بارگاہ مین پہونچے یہ تدبیر کرلی تھی افراش یہ حال سنکر وجد مین
آیا کہتا ہے ای برق ثانی بڑا کام کیا خوب بادشاہ تک پہونچے اگر باہر سے جنگ شروع کرتے تو مہینون
شنکل تک رسائی نہوتی بارہ ہزار سردار جو حاضر خدمت تھے یہ بھی فوجین لیکر آتے معروف جنگ
ہوتے مقابلہ شنکل کی خوب تدبیر نکالی جیسے وہ سردار ویسے ہی تم عیار برق ثانی سب سے
ملکر رخصت ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی نہایت خوش و محظوظ
اس خیال مین کہ چلکر شاہزادے کو قلعہ گہر ریز مین لائین رعایا تمام خوش ہو کہ ہمارا آقا
آیا کیا خوشی ہوگی منتظر ہے کہ سر یاقوت شاہ لاش سے ملحق کرکے برق ثانی نے دفن کیا اور
الماس تیغ زن کی لاش اُٹھوا کر شاہزادے نے دفن کرائی ماموں کی قبر پر روئے پکارتے تھے

ڈرا ہون جان سمجھان، اللہ شیوہ جرأت یہی تھا کہ جو آپنے کیا زبردستی اپنی جان دی ہم بغیرت زندہ رہے
بزرگونکا نام مٹانے والے آپ کی ذات سے نام جرأت روشن ہوگیا افسرون نے شاہزادے کو اٹھایا
لاکے بارگاہ مین بٹھایا شاہزادہ مقام صدر پر گرد افسران فوج لاشہ شنکل بیرون بارگاہ مزبلہ پہ پڑا ہے
یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے صداے مہیب آئی کہ ای مردمان شہر تمنے غضب کیا
میرے وارث کو قتل کرایا اور بیٹھے جشن کر رہے ہو باغی کو افسر بنایا اُسکی اطاعت مین ہو عجب حالت
مین ہو دیکھو تو کیا بدلہ کرتی ہون یکایک ابر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بدانجام گال پھولے ہوے
دھوتی کی تہمد باندھے ہوے آنکھون سے آنسو جاری اژدر مہیب پر سوار کنارے پر شہر کے
اُتری جھولی مین ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھ کر شہر والون پر پھینک مارے
جو جس مقام پر تھا پتھر کا ہوگیا کوئی عورت کوٹھے پر کھڑی تھی لڑکا گود مین پڑوسن سے باتین کر رہی تھی
یہی قول تھا شنکل مارا گیا وہ ظالم تھا اب عادل کی علمداری ہوئی اس زمانے مین شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین نہین معلوم چور اُچکے گرہ کاٹ دغا باز وغیرہ کیونکر جیتے ہین دانا ماش کا جو پڑا اُسی طرح
پتھر کی ہو کے رہگئی گود مین لڑکا پتھر کا خود پتھر کی ہاتھ پھیلائے پڑوسن سے بات کیا چاہتی ہے آنکھین گردش
کر رہی ہین زبان بند کلام کرنیکی طاقت نہین لڑکا مان سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا ہے دوکاندار دوکان پر
بیٹھا تھا ترازو اٹھائی کہ شیرینی تولے گاہک نے جمع دینے کو ہاتھ بڑھایا کہ شیرینی تول کر دے دونون
پتھر کے ہوکے رہگئے اسیطرح ہر گلی کوچہ مین انسان حیوان پتھر کے بناتی ہوئی چلی آتی ہے مردمان شہر کو
گالیان دیتی ہوئی بعض کو جو قریب آگئے پکڑا چیرا اور پھینکدیا اب شہر والونکو پتھر کا بناتی ہوئی قریب
دارالامارۂ شاہی پہونچی دروازے پر دیکھا چوبدار وغیرہ کھڑے ہین سردارون کی سواری کے
مرکب گینڈے ہاتھی پالکی نالکی ایک جانب ہین ایک مزبلے پر لاشہ شنکل جو اُسنے دیکھا ہاے وارث
میرا کہکے دوڑی قریب لاش کے آکے پچھاڑین کھانے لگی دھڑادھڑ پیٹتی تھی پھر لاش کو اٹھایا منھ پر منھ ملتی تھی اور
پکارتی تھی ای وارث میرے اب میرے ہمراہ بجرے پر کون سوار ہوگا ہاے دریاے فراق مین حیران و پریشان
رہونگی تیرا مرنا مجھ پر شاق ہوا ہاے راتون کو آتی تھی لطف صحبت اُٹھاتی تھی تمکو کس ظالم نے مارا
جاکے اُس ظالم کی گردن لیتی ہون چوبدار دوڑے کہ اس عورت کو مارین لاشہ گنہگار کا کیون اٹھاتی
ہے سب نے جو للکارا آفتاب گر مجو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی مین پھر ماش کے دانے نکال کر پھینک مارے

وہ سب پتھر کے ہو کے رہ گئے اب آفتاب گر مخو اندر بارگاہ کے گھسی شاہزادے کو جو مقام صدر پر دیکھا جھپٹی پکارتی ہوئی کہ او ظالم تو ہی نے میرے وارث کو مارا ہے کیا کرون کیونکر بدلہ لون شاہزادے نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا چاہا نعرہ کر کے جا پڑون آفتاب گر مخو نے کہا او طفل بے ادب کیا مجھے شنگل سمجھا ہی رفیق وامیر بھی ساتھ شاہزادے کے اُٹھے تھے کہ پکار کر آفتاب گر مخو نے کہا کہ بدلہ تجھسے ایسا لونگی کہ کسی نے کسی پر یہ بدعت نہ کی ہو یہ کہکے ماش کے دانے پھینک مارے سب پتھر کے ہو کے رہ گئے شاہزادہ خسرو تلوار کھینچے ہوے ہاتھ مین آنکھین گردش کر رہی ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے گرد رفیق و امیر کھڑے ہین وہ بھی اسی حال مین یہ حرکت کر کے کہا پہلے لاشہ دفن کر آؤن کہ میرے دل کو آرام ہو پھر آ کے تجھکو لیجاؤن لاشہ شنگل اُٹھا کے اژدر پر ڈالا ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ ویران کہتے ہین جو ساحر مرتا ہو اُسکو اُسی باغ مین دفن کرتے ہین عشرت جادو یہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکو آفتاب گر مخو نے پکارا عشرت حاضر حاضر کہکے سامنے آیا آفتاب گر مخو نے کہا قبر تیار کرو قبر تیار کر کے شنگل کو داخل قبر کیا دیر تک قبر پر روئی کہا اے عشرت مین نے مہرانیہ والونکو پتھر کا کر دیا سب شہر والے اُس لونڈے سے مل گئے اب اُسے لینے جاتی ہون تو سامان قتل پر آمادہ رہ آنکھین اُسکی نکال کے تلوون سے ملون تب شاید دل کو چین آئے یہ سنتے ہی عشرت مصروف سامان ہوا ادرین استادکین ایک جانب آگ سلگا دی آفتاب گر مخو پھر طرف شہر مہرانیہ کے چلی برق ثانی شلنگین لگاتا ہوا شہر مین جو آیا دیکھا سب تصویرین پتھر کی کھڑی ہین ہر ایک سے کلام کرتا ہی کوئی جواب دینے کے لایق نہین آنکھین گردش کر رہی ہین اشارون سے کچھ کلام کرتے ہین وہ ذہن مین نہین آتا برق ثانی تمام گلی کوچون کو دیکھتا ہوا دردارالامارہ پر پہونچا دیکھا گینڈے گھوڑے ہاتھی سب پتھر کے ہو گئے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا معرکہ ہو گیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تمام سردار و زیر مشیر پتھر کے پتلے بنے ہوے کھڑے ہین ایک سمت شاہزادے کو دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین وہ شہریار پتھر کا بنا کھڑا ہی آنکھین گردش کر رہی ہین یہ دیکھکر برق ثانی دوڑ کر لپٹ گیا پکارتا تھا کہ اے گل گلزار صاحبقرانی وائے یوسف ثانی کس حال مین آپ کو پاتا ہون آپ کو اس حال مین دیکھکر بہت گھبراتا ہون دو ہی دن مین کیا قیامت برپا ہوئی کون ظالم یہ کام کر گیا شاہزادے کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آنکھین دونون گردش کر رہی ہین کچھ شاہزادہ اشارے کرتا ہی برق ثانی رو رہا ہی کہتا ہی یہ اشارے میری سمجھ مین نہین آتے زبان کو کسنے آپ کی بند کیا کسنے

ور و مند کیا یہ حرکت کرنے والا کہان گیا سارا شہر ایک ہی حالت مین ہی کیونکر آپ سے کلام کرون کیونکر
احوال معلوم ہو شاہزادہ کچھ جواب نہین دیتا آنکھون سے آنسو جاری ہین اشارہ کرتا ہی کہ زبان سے نہین
بولا جاتا ہی اور زبان سے کچھ نہین نکلتا کیونکر جواب دون ان اشارون کو برق ثانی سمجھا کہ ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر اُڑا ہوا اسی طرف آتا ہی برق ثانی ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ابر آکے
ٹھہرا اُس ابر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی قریب شاہزادے کے آئی پکار کر آواز دی ارے تیرے
پاس کون آیا تھا کوئی تجھسے باتین کر رہا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کچھ احوال نہین کھلتا ہر طرف ڈھونڈھا جب
کسی کو نہ پایا تو خسرو کو اُٹھا لیا اژدر پر ڈال کے لیچلی برق ثانی نے اسکا تعاقب کیا چاہا اس ساحرہ کے
پیچھے جاؤن تھوڑے ہی عرصے مین ابر بلند ہوا برق ثانی تھوڑی دور گیا تھا کہ ابر نگاہون سے مخفی ہوا
برق ثانی اب تڑپ کے رہگیا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون تھی اسی نے سارے شہر کو پتھر کا کیا نہین معلوم
شاہزادے کو کہان لیگئی برق ثانی جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی حال اسکا عرض کیا جائیگا کہ برق ثانی
کہان پہونچتا ہی لیکن آفتاب گرم خسرو کو لیے ہوے باغ ویران مین آئی عشرت جادو حاضر ہوا کہا
حضور سب سامان قتل تیار ہی دار بھی موجود ہی اس سردار کے واسطے جلاد بھی موجود ہین حسرت سے چاہیے
اس سردار کو قتل کیجیے غلام قتل کرنیکو موجود ہی لیکن آفتاب جب قبر شنگل کو دیکھتی ہی دوڑکر قبر سے
لپٹ جاتی ہی پکارتی ہی اے عاشق صادق تیرے مرنے سے مین بیوہ کہلاؤن گی تجھکو تلاش کرنے
کہان جاؤن گی قاتل کو تیرے تیری جوانی پر رحم نہ آیا ایسی تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹایا اب دوسری
صورت عرض کرتا ہون کہ یہان باغ ویران مین قبرستان ساحران ہی عشرت دمبدم آفتاب کو
سمجھاتا ہی آفتاب نہین قبول کرتی دمبدم بیتابی بڑھتی جاتی ہی شاہزادہ مسلسل و مطوق سامنے
بیٹھا ہی اور مثل ابر نیسان کے آنکھون سے آنسو دمبدم جاری آفتاب طلسم آفتاب نگار مین رہتی ہی وہانکی
بادشاہ ہی دوسرا شہر یہان سے قریب بیس بائیس کوس کے ہی کہ اُسے شہر یاقوت نگار کہتے ہین
یاقوت سرخ پوش بہن اسکی اُس شہر کی بادشاہ ہی ایکایک یاقوت کو خبر پہونچی کہ شنگل مارا گیا
آفتاب قاتل کو گرفتار کرکے باغ ویران مین لیگئی ہی گھبرا کے ملازمون سے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا
میرے بہنوئی صاحب مارے گئے بہن بیوہ ہوئی باغ ویران مین گئی ہی مین جاکر پرسا تو دے آؤن
یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی دختر بلند اختر اُسکی کہ کوچۂ سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہی ان کے رونیکی

آواز سنکر اپنے قصر سے نکل آئی کہا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون آپ روتی ہین یاقوت نے کہا بیٹا غضب ہوا شنکل قتل ہو گیا بہن بیوہ ہوئی باغ ویران ہو گیا ہی ایسا نہو اسنے تمہین ہلاک کرے چلکر اسکو پرسا دون مین جاتی ہون صبر کی باتین سمجھاؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہونے لگی مرجان نیلم پوش نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی خالہ امان کو سمجھاؤنگی یاقوت نے کہا ہان ای فرزند چلنا ضرور ہی وہ مصیبت بہن پر پڑی کہ جسکا انجام مشکل ہی کیا کہکے اسکو سمجھاؤن شنکل ایسا جوان چاہنے والا بات کا نباہنے والا کہان ممکن ہوگا یاقوت و نیلم سوار ہو کے چلین چند کنیزین بھی ساتھ ہوئین تخت اڑاتی ہوئی یاقوت چلی اسوقت آکر پہونچی کہ آفتاب نے روتے روتے قبر سے شنکل کی اٹھکر تیغہ کھینچا طرف خسرو شیردل کے چلی کہ قتل کرون عشرت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم غلام تو برای قتل حاضر ہی آپ کیون تکلیف فرماتی ہین آفتاب نہین مانتی کہتی ہی مجھے چھوڑ دے کہ مین اس ظالم کی آنکھین نکالون تلوون سے ملون کہ ذرا قلب کو تسکین ہو اس ظالم نے میرا گھر ویران کیا عشرت نے سمجھا کر تلوار ہاتھ سے لی خود آمادۂ قتل ہوا ہی کھڑا ہی ای ملکۂ عالم حکم دیجیے کہ سر اسکا کاٹ کے آنکھین نکالون آپ کے تلوون سے ملون کہ کچھ تو آپ کو تسکین ہو اس ظالم نے جو ظلم کیا کچھ تو اسکا بدلہ پائے لیکن مین حیران ہون کہ اس چھوٹے سے قد کے آدمی نے اتنے بڑے دیو خصال کو کیونکر مارا اسنے اسکی ضرب کیونکر کھائی آفتاب کہتی ہی ای عشرت جوان رعنا قد آور زورون مین بھرا ہوا پہلوان یگانہ سامری و جمشید نے پسند کیا کہ ہماری خدمت مین حاضر رہے ملک الموت کو نہ بھیجتے تو یہ کیا کر سکتا تھا اب سوائے صبر کے کوئی چارہ نہین ہی شاید سامری کو رحم آئے پھر اسکو دنیا مین بھیجدین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ نمایان ہوا آفتاب ابر کو دیکھکر رونے لگی کہا لو ای عشرت غضب ہوا ہمشیرہ صاحبہ آتی ہین بہنوئی سے بڑی محبت کرتی تھین پہر پہر بھر اکیلے مکان مین اسکے ساتھ ہنسی دل لگی رہتی تھی وہ اپنا حال بہت ابتر کرے گی ہاے اسکو کیا کہکے سمجھاؤنگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا یاقوت جادو پہلو مین مرجان نیلم پوش آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے تخت زمین پر آیا یاقوت نے پکار کر آواز دی کیون بہن میرے بہنوئی کو کیا کیا آفتاب نے سر پیٹ کے جواب دیا بہن انکو سامری و جمشید نے پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا مجھے بیوہ کر دیا تمہارے بہنوئی کو کہان سے لاؤن ایسے چاند کے ٹکڑے کو پیوند خاک کیا دونون بہنین ملکر رونے لگین

یاقوت نے کہا ارے اُسکا قاتل کہان ہے اُسکو بتاؤ کہ مین اُسکو قتل کرون دل کا حوصلہ نکالون کس طرح کا آدمی ہے آفتاب نے کہا اے عشرت اُس شخص کو لاؤ بہن کو اُسکی صورت دکھا ؤ چند کنیزین دوڑین خسرو شیردل کو کشان کشان لائین مرجان نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک لڑکا کمسن آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ و تاب حلقون مین دل عاشقان پھنسے ہوئے زیور آہن پہنے ہوئے اُدھر سے خسرو کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حور مثال پری جمال قد نخل باغ رعنائی عارضون کی زیبائی بہ قول شاعر

نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہے ایک بادہ نوش
غرق دریائے جواہر مین ہے وہ پاؤن تلک

حسن ایسا کہ جسے دیکھ کے حیران رہے ہم
ایک بہ یک دیکھے تو یک چند ہی رہجائے جھجک

چہرے مین ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جیسے
پاؤن کتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک

جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر
اگر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریائے اشک

ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ ما سکے پانی
کھیل جائے وہین کالا جوڑے اُسکی لٹک

زلفین یون بکھری ہوئی چہرہ پہ ناگین جیسے دل
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

اُلجھ بھی قصد رہے کے ڈالدے تو پاتا نہیں
لنگ سکے جی مین ہی آجائے کسے بھاگ اُچک

سراپا خوب محبوب مرغوب حسین جمیل سینہ پر ابھار سرو مین پھل لگے یا حباب دریائے نور پیدا و آفتاب دار سرکش اپنی اکڑ دم مروڑین مجرم اس راز سے خوب محرم ہے چڑھا بنائی ہے کہ شہسوار نظر کو شکار کرے کبک رفتار شیرین گفتار عنبرین مو خال ہندو چشم جادو خوش مزہ و فروبہ خندہ کہ لب ہلائے تو نمک بر دل خستگان ریختے دونون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دل و جگر کے پار ہوئین شاہزادہ لہرایا سر زنجیر پر سر رکھلیا آنکھون مین آنسو بھر آئے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہے ہین لیکن ملکہ مرجان نیلم پوش جمال بے مثال شاہزادہ دیکھکر مثل بید کانپی چاہا کہ کون ہے رنگ مکی بے اختیار لہرا کے گری بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے چہرہ اُداس منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین یاقوت نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا کنیزون سے کہا ارے اسکو سنبھالو یہ کیا ہو گیا کنیزون نے دوڑ کر گلاب کیوڑہ بید مشک چہرے پر چھڑکا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی آفتاب نے پوچھا کیون اے نور نظر مزاج کیسا ہے کیا کیفیت ہے مرجان نیلم پوش حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے کچھ جواب نہین دیتی ہے ایک کنیز نے کہا وارے اس قیدی کو دیکھکر ملکہ کا یہ حال ہوا

ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا اسطرح پر ملکہ نے کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا یہ پہلو ملکہ کو ملا یہی جواب دیا کہ خالہ امان مین نے کبھی کسی کو اس حال سے نہ دیکھا تھا اس حال خراب مین جو قیدی کو دیکھا ہاتھ پاؤن سن سنائے مجھکو غش آگیا ضبط نہو سکا یہ کہکے سر جھکا لیا اُگاہ محبت سے شاہزادہ کو دیکھ رہی ہی یاقوت آفتاب کو سمجھا رہی ہی کہ بہن اب صبر کرو دلپر جبر کرو سامری و جمشید نے تمھارے شوہر کو بسبب کیا اپنی خدمت مین بُلا لیا اب اس دشمن کو قتل کر دین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بہنوئی کے خون کا بدلہ لون آفتاب کہتی ہی مین قتل کرون عشرت دونون کو روک رہا ہی کہتا ہی تامل فرمائیے غلام تو حاضر ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرون یہ مصیبت شاہزادے کی دیکھکر مرجان گھبرا رہی ہی حیران ہی کہ اس شیر کو کیونکر بچاؤن افسوس ہی ایسے پر طبیعت مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی اُسکا خداے نادیدہ اُس کو بچائے اس آفت سے چھڑائے رنج و غم اسکو خدا نہ دکھائے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

تجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین — جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین — ابھی دل تیرا یار ہم دیکھتے ہین
عدم عین ہستی اُنھین کو ہوا ہی — جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے — کب اُسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چل کر حسن ہم — ان آنکھون سے اُن کے قدم دیکھتے ہین

آنکھون سے آنسو جاری ہی دل سے بیقرار ہی طرف آسمان کے دیکھکر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خداے نادیدہ اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے عجب بلا مین مبتلا ہی دیکھین کیونکر بچے سب یہی چاہتے ہین کہ قتل کرین تو جاہے تو بچ جائے تو اگر چاہے تو سامان نکل آئے اور کوئی ظاہرا صورت معلوم نہین ہوتی ہی تو اس شیر کو بچالے نظم

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز — خداست واقف حال و خداست محرم راز
خدا نمود برویش در اجابت باز — ہر آنکہ دست دعا پیش حق نمود دراز
فروغ خوبی گل در چمن دو بالا گشت — چو گشت قمری و بلبل دران بلند آواز
خدا نبود اگر ناخدا بکشتی نوح — چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز
بعجز و الفت و اخلاص و بندگی گردد — بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

ای رحیم و کریم اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے قتل سے نجات دے ایسا نہو یہ سب ظالم ملکر اُسکو
قتل کرین کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین کون بچنے کی صورت ہی تو رحیم و کریم بندہ نواز ہی غریبونکا
کارساز ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر کو دیکھکر آفتاب و یاقوت کھڑی ہو گئین کہنے لگین جدہ
آتی ہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب بہ شکل عجیب تخت پر سوار سبب کبر سنی
سر پر بال ندارد تھے کمار وے کی باندھے ہوے اسباب سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر زمین پر آکے
اُتری شاہزادے کو زیر تیغ دیکھکر عشرت کو منع کیا ایک طمانچہ بھی مار دیا کہا وہ یہ کیا کرتا ہی ارے
یہ سال آخر طلسم آفتاب نگار ہی سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی اب مذہب ہمارا
بدل جائےگا ساحرون کی تباہی بربادی مسلمانون کی شادی احتیاط مناسب ہی او آفتاب و یاقوت
اندر سرحد طلسم کے قیدی کو لے آئی چاہتی ہی قتل کرے فوراً فتور برپا ہوگا طلسم مین آگ لگ جائیگی
یہ وہ زمانہ ہی کہ دوست دشمن ہون اس ظالم کی شراکت کرین تحفہ جات گھر سے نکلین احتیاط کا وقت ہی
بعد چھ مہینہ کے یہ قتل ہوگا کیون ای یاقوت تو اس چھوکری کو کیون ساتھ لائی کسن اُسنے یہ معرکے کہان
دیکھنے یہ کہکے مرجان کو گلے سے لگایا کہا بیٹیا کیون مزاج کیسا ہی ارے یاقوت دیکھتی ہی پیکر جادو اسکا
نام ہی بزرگ طلسم سب اِسکو بہ بزرگی مانتے ہین گلے مین ایک تختی یہی ڈالے ہوے ہی مثل برق کے تڑپ
رہی ہی یاقوت اور آفتاب کو خوب سمجھایا کہا ارے یاقوت یہ بھی تو نے دیکھا کہ چھوکری کا رنگ رو
تک اُڑ گیا کیسی پریشان بیٹھی ہی ایسے مقام پر کوئی نادانون کو لاتا ہی ایسا نہو دشمنونکا دم نکل جائے
بس اپنے اپنے مکان پر جاؤ اور ای یاقوت علم نجوم خبر دیتا ہی کہ تیرے گھر سے اور تیرے ملک سے
غدر برپا ہوگا تو جاکر شہر کو نظر مردم سے مخفی کر کہ شہر سے کوئی نکلنے نہ پائے غیر آدمی شہر مین نہ آئے
یاقوت نے کہا ایسا ہی ہوگا آفتاب سے کہا طلسم مین جاؤ ای عشرت جادو قاتل شنگل کو بہ
احتیاط قید کرو بخوبی حفاظت کرنا کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے نہایت تکلف سے حفاظت
کرنا صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ یہ جوان فتاح طلسم آفتاب نگار ہی پوجے پاٹ
کی زیادتی رہے کو وہ ہفت صورت پر تصویر خدا و ندہی اُسکا پوجا پاٹ زیادہ ہو بخوبی سبکو سمجھایا
عشرت جادو کشان کشان خسرو کو لایا ایک چبوترے پر بٹھایا ایک گولہ مارا گرد آگ ہو گئی
ہتھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین شاہزادے کی بیقراری یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر طرف اپنے

شہر کے چلی آفتاب طرف طلسم آفتاب نگار کے گئی بگر جادو طرف اپنے قصر کے گئی یاقوت جوہر جان
کو ساتھ لیکر تخت پر بلند ہوئی مرجان پلٹ پلٹ کے شاہزادے کو دیکھتی ہی نہایت پریشان دل سے
کہتی ہی کہ ہائے مرجان کیا تدبیر کرون کہ اس آگ سے شاہزادے کو بچاؤن یہ پروردۂ ناز و نعم اسیر
یہ ہجوم رنج و الم دیکھیے انجام کیا ہو جب باغ نظرون سے مخفی ہوا وحشت اور بڑھی پریشان آنکھون مین
آنسو بھر آتے ہین دل طرف پروردگار کے رجوع دعائین مانگتی ہوئی مان کے ساتھ قلعے مین آئی
اُس قلعے کا قلعۂ یاقوت نگار نام ہی یاقوت نے آتے ہی حکم دیا کوئی شہر سے نہ نکلے نہ باہر سے کوئی
اندر آنے پائے خود کھڑے ہو کے سحر کیا کہ قلعہ نظر مردم سے غائب ہو گیا گرد غبار اُڑنے لگا یہ
تدبیر کر کے یاقوت اندر آئی یہ تو اپنے مکان مین بیٹھی لیکن مرجان بیتاب بیقرار اپنے مقام پر آئی
ایک کمرے مین بیٹھکر رونے لگی اُس کی وزیرزادی گلپوش اُسنے جو دیکھا کہ ملکہ کمرے مین بیٹھی ہوئی
رو رہی ہین آ کے بلائین لین کہا کیون واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا سر مین خلل ہی پنڈا پھیکا کیا حال بیان
کرین وزیرزادی نے عرض کی جب سے حضور باغ ویران سے پلٹین جب سے آپ بے لطف ہو رہی ہین
نام باغ ویران سُنکر اسقدر مرجان روئی کہ ہچکی لگ گئی وزیرزادی نے عرض کی کہ واری اپنے کو سنبھالیے
کنیز تسکین دینے آئی ہی نہ کہ اور غم و الم زیادہ ہو حضور اسقدر بیقرار ہین کہ کلام کرنیکی طاقت نہین ہی
کو روکیے لونڈی سے مفصل حال کہیے کچھ تدبیر بتائیے دل بہلائیے ہر چند کہ لونڈی سمجھ گئی ہی لیکن بسبب
خوف سرکار کہہ نہین سکتی ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی جو کچھ ہو بیان کرو
وزیرزادی نے عرض کی حضور فرزند صاحبقران پر مائل ہین مین نے وہین دیکھا تھا کہ حضور متغیر ہوئین
یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ نے کہا تیرا کہنا صحیح ہی لیکن کیا کرون مجھے اُس شاہزادے کے حال پر رحم آتا ہی
ایسے جلیل کا فرزند اس مصیبت سے وہ چھوٹ جائے دو پہر کامل اس مصیبت مین گذرے کہ گرداگرد آگ
بیچ مین وہ ماہ اوج صاحبقرانی جب تخت بلند ہوا تو مین نے پلٹ کے دیکھا تھا کہ چہرہ سرخ ہو گیا
تھا تھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین یقین ہی پہر دو پہر مین دشمن ہلاک ہو جائینگے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا کیا
تدبیر کیجیے کیون ای وزیرزادی کیونکر اُن تک پہونچون وزیرزادی نے کہا واری ایک تدبیر ہی
جو ہو سکے آپ کی دادی صاحبہ جو بزرگ طلسم ہین اُنکے گلے مین جو تختی پڑی ہی اگر وہ آپ کے قبضے
مین آئے اور اُس شاہزادے تک پہونچے تو رہائی پائین ملکہ نے گلے مین وزیرزادی کے

ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی مجھے سحر سے اُڑا کے وہان لے چلیگی مین ابھی جا کے لوح محفوظ لاتی ہون مجھکو لے چل وزیرزادی نے کہا لونڈی لے چلیگی یہ سُنتے ہی ملکہ مرجان اُٹھین چند کنیزون سے کہا مجھکو پاس جدہ کے پہلو مین نے اُن کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ہی جا کے اپنی دادی کی خبر لون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی سے کہا بوا تم بھی چلو وزیرزادی کو بھی لیا تخت اُڑتا ہوا چلا پیکر جادو بیٹھی ہوئی ہی ذکر طلسم کشا کا ہو رہا ہی کہ آسمان سے ملکہ مرجان کا تخت آکر پہونچا پیکر نے ہاتھ بڑھا دیے پکار کر آواز دی ارے میری مرجان رات کو آنے کا کیا باعث کہا دادی امان نہین سوئی تھی آپ کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ایسی گھبرائی کہ دوڑی آئی دل کو آرام نہ ملا اب روح کو راحت ہوئی کہ آپ کو بخیر و عافیت دیکھا پیکر نے گود مین لیکر مرجان کو زانو پر بٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے کہا میری چاہنے وال مجھکو دیکھنے آئی امی بیٹا صاف کتاب مین لکھا ہی کہ پسر حمزہ چار دن قید نہ رہیگا ہمارے گھر کا کوئی مل جائیگا اسوجہ مین رہائی پائیگا مرجان نے کہا دادی امان آپ کے گھر مین کون ایسا ہی پیکر نے کہا بیٹا جب خداوند کو منظور ہوتا ہی تو اپنے ہاتھ پانون دشمنی کرتے ہین ہزار طرح کے مجھکو خیال ہین بیٹا آج کل گھر سے نہ نکلا کرو جمال فرزندان حمزہ کے وہ ہین کہ دیکھنے والے مائل ہوتے ہین مرجان نے کہا دادی اور باتین کیجیے پیکر نے دسترخوان بچھوایا کہا بیٹا مرجان تم بھی دو نوالے کھالو مرجان نے کہا مجھے بھوک نہین کھانا دیکھکر اور دل بھر آیا جی مین کہتی ہی اُس شیر بیہ آب و دانہ بند مین کیا خاک پتھر کھاؤن لاکھ لاکھ طرح ہر پیکر نے کہا مرجان نے قبول نہ کیا پیکر نے کھا کر دسترخوان اُٹھوایا شراب پی جب نشہ ہوا کچھ گایا کی ہاتھ مرجان کا پکڑ لیا کہا ای نور نظر چلو آرام کرو اب زیادہ جاگنا بہتر نہین مرجان ساتھ پیکر کے چھپر کھٹ پر آکے بیٹھی پیکر نشے مین ڈوبی ہوئی غافل سو رہی ہی مرجان چپکے سے اُٹھی مقراض اپنے پاس سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا پہلو سے پیکر کے اُٹھی آکے وزیرزادی کو جگایا کہا بی اُٹھو وزیرزادی نے آنکھ کھولی دیکھا ملکہ مرجان لوح محفوظ لیے کھڑی ہین وزیرزادی گھبرا کے اُٹھی کہا داری بڑا کمال کیا مجھے اسکا گمان نہ تھا کہ ایسی گستاخی آپ سے ہوگی پیکر پڑی سو رہی ہی آپ لوح لے آئین صبح کو جب لوح نہ پائیگی آفت برپا کرے گی اُسکا پار سحر کون اُٹھائیگا جلدی تخت تیار کیا تخت پر مرجان نیلم پوش کو سوار کر کے لے بھاگی راہ مین تدبیرین ہوتی ہوئین کہ عشرت کو کیونکر

تسخیر کرین وزیرزادی نے کہا اُسکی تدبیرین کر لونگی وہ مدت سے آپ کے نام پر جان دیتا ہی آپکو دیکھکر
نہال ہوجائیگا میرے پاس انگوٹھی الماس کی ہی اُسی کو پیس کر اُسے کھلا دینگے مرجان کہتی ہی صرف
مین بات کرون اتنا پوچھون کہ اس قید مین آپ پر کیا گذری بس اور کوئی مطلب نہین یہ کہتی ہوئی
باغ ویران مین پہونچی عشرت نے جو دور سے دیکھا آکے سلام کیا ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا
ہی وزیرزادی نے آنکھ سے اشارہ کیا کہا ای عشرت تم اکثر ہمسے کہا کرتے تھے کہ ملکہ کو راضی کرو آج
ہمارے پھندے مین آگئین اب راضی کرنا تمھارا کام ہی فرش بچھاؤ شراب کباب لاؤ عشرت جادو
نہال ہوگیا جلدی سے فرش بچھایا گلابیان شراب کی لایا وزیرزادی نے فوراً انگینہ پیسا جام مین ملاکر عشرت
کو دیا کہا لو ای عشرت ملکہ تمھین جام عنایت فرماتی ہین عشرت خوش ہوگیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام
پی گیا جام کو پیتے ہی گھبرایا کہا ای گلپوش دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی گلپوش نے جواب دیا کہ اُٹھکر
ٹہلو ہوا لگے شاید نشہ کم ہوجاے یہ کہتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا ٹہلون ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ
ہوئی لڑکھڑا کر گرا گلپوش وزیرزادی نے نیمچہ کھینچا عشرت کا سر کاٹ لیا عشرت کا مرنا گرد اُس
شاہزادہ کے جو آگ تھی وہ آگ دفع ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین خسرو اپنے مقام سے
اُٹھے پاس ملکہ کے آئے ملکہ نے کہا آئیے بیٹھیے آپ کے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی کہ عشرت کو مارا
یہ لوح محفوظ لیجیے کوئی ساحر آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکے گا سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا لوح محفوظ خسرو نے گلے
مین ڈالی وزیرزادی کچھ میوہ توڑ کر لائی دونون شیدا ے یکدیگر نے بیٹھ کر کھایا اختلاط ظاہری ہونے
لگے نرگس نے آنکھین بند کر لین سنبل کی پریشانی کہ عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین بیلا البیلا پن
دکھا رہا ہی چنبیلی کے پھولونکی مہک طائرون کی چہکار طاؤس رقصان شبنم چاہتی ہی عاشق و معشوق پر موتی
نثار کرون اسوقت چمن مین عجب عالم ہی عاشق و معشوق کے حالات سب دیکھ رہے ہین ہوا مستانہ وار
لڑکھڑاتی ہو مستانی چال چل رہی ہو آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ خاک نہ اُڑے رخ گل پر گرد بھی
نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہین عاشق و معشوق بیٹھے ہوے مصروف عیش و عشرت ہین اور لاشہ
عشرت ایک جانب پڑا ہی وزیرزادی منھ پھیرے بیٹھی ہی باہن گلون مین دونون مبہوت محبت
آپسمین راز و نیاز ہو رہے ہین فلک کو رشک آیا کہ عاشق و معشوق ایک مقام پہ بیٹھے ہین وہان
پیکر سو کر اُٹھی کچھ خیال بھی نہ کیا رفع حاجت کو گئی حوض پر آکے اطمینان سے بیٹھی منہ دھونے لگی

اُسوقت خیال آیا کہ لوح محفوظ کیا ہوئی کنیزون کو بُلوایا ایک ایک سے پوچھتی ہی اسے بتلاؤ لوح محفوظ کیا ہوئی آخر کہان گئی کنیزین ہاتھ باندھے کھڑی ہین کہ واری ہم نہین جانتے ہم آپ کے پلنگ کے پاس بھی نہین آئے ہم نہین جانتے ہین دو چار کو جب اُسنے مارا ایک نے اُن مین سے کہا واری آپ کی صاحبزادی بی مرجان نیلم پوش رات ہی کو آئین رات ہی کو چلی گئین یہ سُن کر پیکر گھبرائی اُٹھکر بارہ دری مین آئی کتاب کو دیکھا از روے علم نجوم دریافت ہوا کہ مرجان نیلم پوش لوح لیگئی باغ مین شاہزادے سے باتین کر رہی ہی یہ دیکھکر اسنے دستک دی شیر گوشۂ باغ سے ٹہلتا ہوا سامنے آیا پیکر ہزبر سحر پر سوار ہوئی بہ قہر و غضب تمام چلی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ مرجان گود مین شاہزادے کی بیٹھی ہین باتین ہو رہی ہین اُسنے وہین سے نعرہ کیا اشم پیکر جادو اوگیسو بُریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہی کچھ میرا خوف نہ کیا لوح محفوظ لے آئی مرجان تو خوف سے کانپنے لگی شاہزادہ تیغہ پکڑکے اُٹھا للکارا کہ او فاحشہ کیا بکتی ہی اپنی جان بچا پیکر نے گولہ مارا شاہزادے نے تختی چمکائی گولہ پھٹ کر غائب ہوا اب تلوار کھینچ کر جا پڑی ایک ہاتھ تلوار کا مار خسرو شیر دل نے جھکر اُسی مقام پر کھڑے ہوے کے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر وار کیا پیکر جادو نے سحر کے زور مین حفاظت بھی نہ کی بس تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ زخم کاری سر پر آیا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے اپنے کو زمین پر گرا دیا تڑپ کے پیچھے ہٹی اور اُٹھ دی او شقی تو اس لائق ہوا کہ ہمارے مقابلہ مین آیا یہ صدقہ مرجان کا ہی او مرجان دیکھ تو تیرے ساتھ کیا کرتی ہون شاہزادہ تیغہ خون آلود لیکر دوڑا اب پیکر پیچھے ہٹی شاہزادہ چاہتا ہی اُس کے پاس جاؤن مرجان الگ کھڑی ہی جب شاہزادہ دور نکل آیا مرجان سے الگ ہوا پیکر نے جست جو کی برابر مرجان کے پہونچی مرجان کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ او گیسو بریدہ اب کہان جائیگی تجھکو لیکے ابھی جلادونگی مرجان نے پکار کر آواز دی اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی ہزار غریبان پر آنٹپے گا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا ورنہ قبر مین روح تڑپے گی لبشت ہماری زمین سے نہ لگے گی پیکر نے گردن ملکہ مرجان کی پکڑی لیکر بلند ہوئی شاہزادہ نے دیکھا مرجان ٹنگتی ہوئی جاتی ہی چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین آنکھوتین ملتے چہرے پر زردی اشک حسرت ٹپک رہے ہین کبھی پکارتی ہی اس کنیز کو گوشۂ خاطر سے فراموش نہ فرمائیے گا ہم کو یہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی نہین معلوم کیا حال کرے گی اگر آپ کے ہاتھ سے دفن و کفن ہوتا تو البتہ مسلمان کہلاتی حسرت و یاس لیکر جاتے ہین آپ کا نام لیکر بیقرار

ہوے جاتے ہین کیونکر تسکین ہو یہ کہتے کہتے جب مخفی ہونے لگی تو شاہزادے نے پکار کر کہا ای پیکر جادو
قسم ہی تجھے بروح سامری و جمشید کی تیرا مطلب یہی ہی کہ میرے پاس لوح نہ رہے لوح محفوظ لے مگر اس
کشتہ حسرت و یاس کو چھوڑ دے مرجان نے آواز دی ایسا ارادہ نہ کیجیے گا سرکار کو گرفتار کرے گی
کچھ میری گرفتاری کا افسوس نہ کیجیے یہ کہتی ہوئی نظرون سے مخفی ہوئی شاہزادہ دیوانہ ہوگیا درختونسے
سر ٹکراتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان وای راحت دہ دل عاشقان ہاے تجپر
کیا گذری عین وقت پر فلک نے تجسے جدا کیا وزیرزادی نے کہا مین جاکر خبر لاؤن صورت بدل کے
چلی پیکر لیے ہوے مرجان کو قلعہ یاقوت نگار مین آئی یاقوت جادو نے جو بیٹی کو اس حال مین دیکھا
گھبرا گئی کہا کیون ای جدہ اسنے کیا خطا کی کہا ارے یاقوت جادو اِسنے غضب کیا لوح محفوظ میرے
گلے سے اُتار کر لیگئی کتاب مین مین نے دیکھا تھا کہ یہ تحفہ تیرے پاس سے نکل جائیگا مین حیران تھی
کنیزون پر گمان تھا یہ نہ سمجھی تھی کہ مار آستین گرگ بغل پیدا ہوگا مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئی اگر
زمین پر نہ گرا دیتی تو ایک ہی تلوار مین خاتمہ ہوا تھا ایسا جری بہادر جسنے شنغل کو مارا ساحرون کے
سحر سے ناچار تھا اب اُس کے پاس لوح محفوظ پہونچی ہملوگون سے اب برابر مقابلے کریگا اب مین
اِسکو سزا دونگی یا اِس کو سمجھاؤ کہ توبہ کرے نام اُسکا نہ لے خیر جو کیا وہ کیا کوئی فقرہ دے کے لوح
لینگے یا لشکر کشی کر کے بلوہ کرینگے یاقوت نے مرجان کو پیکر سے لیا تنہائی مین لاکر کہا کیون بیٹا
یہ کیا کیا ہم سب کے قتل پر کمر باندھی ایسا زبردست کہ شنغل ایسے جوان کے بیک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیے اب اُسکو لوح مل گئی بہ قول جدہ ہملوگون سے برابر لڑیگا سحر تاثیر نہ کریگا تو ہملوگ کیا کرینگے
خیر جو گذرا وہ گذرا دادی کے سامنے توبہ کرو خطا معاف کراؤ یہ سُنکر مرجان نے کہا ای مادر مہربان
ہمین اب آپ سے کیا واسطہ سامری و جمشید پر اب ہمنے لعنت کی دین خداے برحق کا اختیار کیا
بہ قول شاہزادۂ والا قدر سامری و جمشید انسان تھے آخر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے شیاطین
مین ملے ایسون کو سجدہ کیا کرنا بس مین نے اُن پر لعنت کی یہ سُنکر یاقوت بہت جھلائی کہا لو اور
مزا دیکھیے یہ تو اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دلیلین یاد کر کے آئی ہی اب جدہ کو اختیار ہی یاقوت نے پلٹ کر
پیکر سے سب حال بیان کیا کہا وہ مبہوت ہی جو جواب دیتی ہی ہمارے مزاج کے خلاف ہوتا
ہی جی چاہتا ہی ابھی اُسکی جان الگ کردون اب آپ کو اختیار ہی پیکر جادو نے کہا لیجا کر قید کرو

شہر مین ڈھنڈھورا پٹے صبح کو اسکو آگ پر رکھکے جلاد دیگی رات بھر میدان خونی کے تیاری ہو صبح کو سب شہر والے آکر جمع ہون کہ مین نے جب اپنی پوتی کے ساتھ یہ کیا تو اور جو کوئی طلسم کشا سے میل کریگا اُسکا اس سے بدتر حال ہوگا اور ہر ایک کو عبرت ہو اگر اسکو سزا نہوئی تو لوگون کو حوصلہ پیدا ہوگا مین یہ نہین چاہتی اب تدبیر معقول چاہیے ساحرا اسی فکر مین نکلے ہین کہ جسطرح بنے لوح محفوظ اس سے لائین مین دم بھر مین مثاد ونگی ملکہ مرجان کو ایک قصر مین قید کیا یہ یوسف کنعان مصیبت اُس تنہا مکان مین بند ہوئی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی پکارتی تھی نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری تنہا باغ مین گھبراتے ہونگے اور بلبل کی آواز سُنکر مجھ سوختہ بخت کا نام لیکر چلاتے ہونگے ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کل راہیِ عدم ہونگے نہین معلوم شہریار کو خبر ہو یا نہو اس پھڑکن مین تڑپن مین مبتلا ہیکر اُس شب کو اُسی شہر مین رہی محبت مین پوتی کی بغیر ار کنیزون کو مدعا ہون کو بھیجا کہ جا کر سمجھاؤ عشق سے اُس فتنہ انگیز کے توبہ کرے مین خطا معاف کردون ورنہ صبح کو جلاد دونگی کلیجے پر چھریان پھرینگی ضبط کرونگی اس ظالم نے ہم سب کا قتل کرانا چاہا کچھ خیال گھر کا نہ کیا کنیزین سمجھاتی ہین وہان سے بے نیل مقصود واپس آتی ہین جواب سخت پاتی ہین قید خانہ مین مبہوت بیٹھی ہے جس کنیز نے جاکے سمجھایا جواب نہ پایا دیکھا بیٹھی ہوئی رو رہی ہی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہے نظم

دل مجروح قیس کا صدقہ
مرض الفت حبیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار
دل مین ہو خون آرزو ہر دم
بلبلونکا سبق ہو نالۂ دل
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو
ہو جنون زا مرا فسانۂ عشق
نامرادی ہو میری مین مراد
عالم علم عشق بازی ہون

پھر درد دل شکستہ دلان
زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
اشک غم سے کرون وضو ہر دم
دل غم دریغ و درد کا گھر ہو
خانۂ برق کا چراغ ہو دل
دل پہ کوہ غم ہراس گرے
داغ دل ہو چراغ خانۂ عشق
صفت بے گل رہون برباد
مفتی علم جان گدازی ہون

یا خدا روح قیس کا صدقہ
بے سوز وردن خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی ناز دل بری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی پہ شہرت پائے

ورس وحشت کو روح مجنون آئے
کوہ رنج والم کی ہون فرہاد
ننگ کے نام سے بھی عار رہے

کوہ غم وہ اُٹھاؤن مین سر پر
روح مجنون کہے مبارک باد
رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

روح فرہاد سے قدم آ کر
بے حجابی مرا شعار رہے
وحشیون کی ہون قافلہ سالار

جو کنیز آتی ہی ملکہ کو اِس حال زار مین دیکھتی ہی پلٹ جاتی ہی اتنی نہین کسی کو مہلت ملتی کہ اُس مبہوت عشق سے بات کرے کنیزین ناچار ہو کر پلٹ جاتی ہین اگر کسی نے جبر کر کے کچھ کلام کیا تو اُس دیوانۂ عشق نے یہ جواب دیا کہ صاحب اب اس کوچہ سے میرا نکلنا دشوار ہی دل مبتلاے فراق آتش شعلہ زن کا دل مشتاق مجکو جلا دے خاک کو باد فنا اُڑا دے تو بہت بہتر ہی کنیزین پلٹ آتی ہین کہتی ہین حضور وہ جوش وخروش ہی کہ کبھی ایسا کسی عاشق کا نہین دیکھا خود خواہش کرتی ہین کہ مجھکو جلا دین خاک کو اُڑا دین ناگاہ شعلۂ جوالہ ماہ تابان بصد عظم وشان داخل تنور مغرب ہوا چنگاریان جو ثوابت وسیارگان کی اُڑ رہی تھین وہ بھی موقوف ہوئین آمد نیر اعظم نے گرمی دکھائی پیکر جادو سوار ہو لی میدان مین آکر پہونچی لاکھون من لکڑیون کا انبار لگا ہی اُن لکڑیون پر رسال وغیرہ ڈال رہے ہین تمام خلقت کا میدان مین جماؤ ہر طرف سے لوگ چلے آتے ہین آپس مین یہی چرچے ہین کہ دختر یاقوت مرجان ایسی حسین کو جلا دینے کا ارادہ ہی دیکھیے کیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دیکھیے وہ مہ جبین کیونکر بچے بعض کہتے ہین اُسنے بھی تو غضب کیا لوح محفوظ لیکر طلسم کشا کو دیدی عشرت ایسے ہوشیار جادوگر کو کیونکر قتل کیا بعض کہتے ہین کہ مرجان سحر بھی نہین جانتی ایک کہتا ہی اُسکی آنکھون مین سحر ہی باتون مین سحر ہی نہین معلوم کہ اُس کمبخت کو کیا فقرہ دیا کیا بات سنائی کہ وہ دیوانی ہو گئی جان دینا اُسنے گوارا کی یاقوت بھی مع اتّی ہزار جادوگرون کے سوار ہو کے آئی دو بیٹیان کہ جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ پہلوؤن مین بیٹھی ہین نام پر مرجان کے طعن کرتی ہین کہتی ہین اے مادر مہربان افسوس ہی مرجان کو سحر نہ سکھایا اگر سحر یاد کرتی تو مرتبے کو سامری وجمشید کے پہچانتی اب قید خانے سے بلوائیے ہم جا کر اپنی بہن کو سمجھائین پیکر نے اشارہ کیا اُس قیدی کو زندانخانے سے لاؤ کنیزین گئین دیکھا اُسی طرح مرجان بیٹھی ہی کھانا بھی نہین کھایا سودے مین یاد زلف عنبرین خسرو شیر دل کے پریشان آئینۂ رُخسار پر حیرانی پکار رہی ہی اے شہریار یہ کنیز اپنی جان آپ پر نثار کرتی ہی میرے خون کا بدلہ ان ساحرون سے لیجیے گا نظم

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہی فاصلا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا

تپک رہا ہی یوہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہو آبلا دل کا

نواے چغد سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ اُنھین زمزمہ عنادل کا

دو روزہ زندگی نے جان سے کیا ہی تنگ
مجھے ہلاک کیا اُسنے ہو بُرا دل کا

سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ ڈھونڈھ
لگائیگا تجھے ڈھرّے پہ رہنما دل کا

بہ رنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے اب تو کہا سُنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین
مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم
نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے
کرے بغور جو غافل مشاہدا دل کا

یہی ہی مرشد کامل یہ حقیقت مین
خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

مکین ہی ایک ہی دونون مکان اسکے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا

اشعار پڑھ رہی ہی چہرہ غصے سے سرخ آمادۂ مرگ و مہیاے قضا مبتلاے جور و جفا ہر مرتبہ نہ زنجیر ہلاتی ہی خانۂ زنجیر مین غل ہوتا ہی کنیزون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا واری چلیے آپ کی دادی آپ کو بلاتی ہین مرجان نیلم پوش فورًا دامن جھاڑ کے اُٹھی مبہوت بکتی ہوئی کہ ہم تو آگ مین جلائے جائینگے لیکن انشاء اللہ اسی مہینے کے اندر یہ سب ساحر جلائے جائینگے قتل ہونگے میرا خون رنگ لائیگا بالا بالا نہ جائیگا ان ساحرون کو مزا دکھائیگا بیرون قلعہ آکر پہونچی صورت مرجان کی دیکھکر ایک ہنگامہ ہوا غیر بھی افسوس کر رہے تھے کف افسوس ملتے تھے ہر ایک کا قول تھا یارو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی جوش عشق مین مبہوت دیکھو کیا باتین کہتی ہی ہیکر نے بہ آواز بلند کہا کیون ای مرجان اب کیا کہتی ہی یہ سامنے لکڑیون کا انبار ہی اسپر بٹھا کے تجھے جلاونگی اور تمام اہالی طلسم کو تیرا حال عبرت مآل دکھاؤنگی مرجان نے پکار کے آواز دی ای حرامزادی تو نے مجھکو

شاہزادے سے جدا کیا اب اس جبر کی خواہان ہی میرا خون تیری گردن پر رہا اُس شیر بیشۂ جرأت کو خدا سلامت رکھے طلسم کو شکست کریگا تمھارا خود سب کا قول ہی کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی خدا اُسکو سلامت رکھے سطوت وصولت اُسکی بڑھائے طرف باغ ویران کے مُنھ کرکے آواز دی ای شہریار یہ کنیز بے دینی جان دیتی ہی میرے خون کا بدلا لیجیے گا اس پیکر حرام زادی کو کہ جسنے مجھکو آپ سے جدا کیا فوراً قتل کیجیے گا آپ کو خدا کے سپرد کیا دونون بہنین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین یاقوت پہلو مین یاقوت کے بیٹھی تھین یا تخت سے کود ین یہ کہتی ہوئی چلین کہ ہم اپنی بہن کو سمجھا ئینگے محبت سے اُس شیر کی ہم انکار کرائینگے یہ کہتی ہوئی قریب آئین کہا ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق حقیقت مین ایسا عشق مین کوئی مبہوت نہ ہوگا تو فخر مجنون وفرہاد ہوئی نل دمن کو بھلا دیا لیکن اب ہمارا کہنا مانو سامنے وادی کے توبہ کرو کہ تمھارے جرم سے درگذرے ہمارا کلیجہ جلتا ہی تمام عالم جمع ہی سب افسوس کررہے ہین دوست دشمن مین یہی چرچا ہی کہ ایسا عاشق صادق ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا بڑی تمھاری تعریفین کر رہے ہین بس اب صبر کرو دل پر جبر کرو ان باتون کے کہنے سے کیا فائدہ سامنے بزرگ کے سر جھکاؤ یہ باتین زبان سے نہ نکالو یہ قول تیرا صادق ہی کہ تو دل وجان سے اُسپر عاشق ہی بے شک وہ شیر جرأت وشوکت مین بے مثل وبے نظیر ہی کیا تعجب ہی کہ طلسم کو فتح کرے لیکن اس طلسم مین بڑی آفتین ہین ہزارون قباحتین ہین خالہ امان صاحب جو بادشاہ طلسم ہین اُنکا سحر مین کون نظیر ہی اگر سحر کرین تو زمین کے طبقے آسمان پر پہونچائین دَور انقلاب دکھائین کون اُن سے مقابلہ کر سکتا ہی کون اُنکے سحر کا جواب دیگا جب قلعے سے نکل کر سحر کرینگی آگ برسائینگی بس اب صبر کرو وادی کے سامنے چل کر سر جھکاؤ صاف صاف کہدو کہ ہمین خسرو شیر دل سے کچھ واسطہ نہین یہ سُنکر مرجان نے کہا ای بہن اب مین کیا انکار کرونگی آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُس شیر کی پھر رہی ہی جی چاہتا ہی کہ جا کر آگ مین گردن اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

اُس فتنۂ دوران سے یکایک جو لڑی آنکھ	دل پھنس گیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ
پرتو سے بناتا ہے نگہ سلک گہر صاف	اُسکے دُر دندان سے کئی دن جو لڑی آنکھ
برسات مین وہ گھر سے مرے جا نہین سکتا	تھمتا ہی اگر مینہ تو لگاتی ہی جھڑی آنکھ
لائیگی کہان سے ترے چہرے کی شرارت	گو دیکھنے کو ہو گئی آہو کی بڑی آنکھ

۵۵

بہ لخت جگر آستے ہین پیہم دم گریہ
اُس چشم کا نظارہ تو مشکل ہی امانت

مژگان کو بنادیتی ہی پھولون کی چھڑی آنکھ
نرگس سے لڑا نے دوچار گھڑی آنکھ

یہ اشعار جو پڑھکر مرجان نے پڑھے سننے والے رونے لگے مجمع مین غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا ایسے عاشقان صادق نگاہ سے نگذرے تھے اگر مجنون ہوتا تو اس عشق حقیقت کی داد دیتا فرہاد کو کیا لیاقت دمن قتل اسکے نخل عشق کی کوپل کون اسکو سمجھائے صاف صاف کشی ہو بے شک اسکا قتل ہونا غضب ہوگا پیکر نے پھر پکار کے پوچھا کیون مرجان کیا کہتی ہو مرجان نے آواز دی او لگّاتہ مجھے کیا پوچھتی ہو جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر بس پیکر نے اپنی کنیزون کو اشارہ کیا اسکو لکڑیون پر بٹھادو کنیزین کشان کشان لیچلین مرجان نے کہا مجھے چھوڑ دو مین آپ ان لکڑیون پر چڑھ جاؤنگی کنیزون نے چھوڑ الکڑیون کو طے کرکے سر پر اتار کے پہونچی ہاتھ اُٹھاکرکے دعائین مانگنے لگی

نظم

ای محبت تجھے جنون کی قسم
نالۂ بلبل چمن کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے
ہان زلیخا کی روح کا صدقا
جب تلک حسن کی بہار رہے
قیس ہو جائے سنکے دیوانہ
شیشۂ عقل پر پڑین پتھر
ہوش کا سر مین کچھ اثر نہ رہے
غمگساری مین بھی ملال رہے
میری دیوانگی کی دھوم رہے
زخم سے ٹپکے بادۂ انگور نہ
صاف اُڑجائے رنگ روئے شفق
جوش دل دیکھکر کہے فرہاد

قیس کے سرکی قل سے خون کی قسم
دل پروانہ کے لہو کے لیے
کشش صدق کہربا کے لیے
پے سوز درون کبک دری
عشق پر ہی مرا انتشار رہے
ضبط غم سے لہو لہو دل ہو
شل ہو جامہ سے رہون باہر
سینہ زخمون سے لالہ زار رہے
جسکا جی چاہے پائمال کرے
تیغ عریان کرے جگر کا علاج
خاک اُڑائے بہت دل رنجور
جب کبھی آئے وقت مرگ قریب
مرحبا مرحبا خوشا فریاد

جان شیرین کو دوکن کے لیے
لالۂ باغ آرزو کے لیے
پھر انددہ وامق و عذرا
شاخ دل ہو ہری کبھی نہ پڑے
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ
منتقل خون آرزو دل ہو
اپنے تن کی مجھے خبر نہ رہے
طوق گردن گلے کا ہار رہے
وحشیون کا سدا ہجوم رہے
سر چڑھون وار کے تو ہو معراج
خون فشانی کرے یہ دل کا قلق
ہو زبان پر سے سبب عجیب

اسطرح کے اشعار پڑھ کر

آواز دی اُولگاتہ حکم دے کہ آگ لگادین پیکر نے حکم دیا ارے آگ لگادو بولا لیکر کنیزون نے آگ لگائی اُسوقت حاضرین وقت مین ایک شور غریو بلند ہوا گلپوش وزیرزادی بھی یہ معاملہ دیکھ رہی ہی سر پیٹ لیا کہتی ہی کیا غضب ہوا جاکے شاہزادے سے اطلاع کرون دیکھون وہ کیا تدبیر کرتا ہی شاہزادہ بہت حال اپنا ابتر کریگا جب اسے جوش عشق ہی وہ بھی محبت مین مبہوت ہی یکایک آگ جب لگی دھوان پیچیدہ ہوکر آسمان پر گیا ملکہ مرجان دھوئین مین چھپ گئی دو تین مرتبہ اُس دھوئین سے آواز تو آئی پھر نہ ثابت ہوا کہ جلی یا بچی کہ اُس کا حال انجام طلسم مین لکھونگا کہ اِس حریق شعلۂ آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرتی ہی ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس مبہوت عشق پر کیا گذری فلک نے کیا گردش دکھائی کیا سامان ہوا اہل شہر روتے پیٹتے پلٹے یاقوت دونون بیٹیون کو ساتھ لیے ہوے سب کی ہچکیان لگی ہوئین تصویر زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی پیکر جادو جلاکر اپنے مقام پر گئی یاقوت سے کہگئی خوب ہوشیار رہنا جو کہدیا اُس سے غفلت نہو قلعہ نظر مردم سے مخفی رہے کوئی فتور نہونے پائے غیر کو قلعہ مین آنے کا دخل نہ ملے گلپوش روتی ہوئی بھاگی یہان اگر پہونچی گلپوش نے پکار کر کہا او ننگ عشق تو زندہ ہی معشوق نے اپنی جان دی مردانہ وار جل گئی تیرے عشق سے ہاتھ نہ اُٹھایا یہ سُنکر شاہزادہ مثل مرغ نیم بسمل زمین پر گر اتڑپنے لگا پکارتا ہی ای ثابت قدم کوے الفت ای رازدار رموز محبت یہ کیا ستم ہوا مین نے یہ کیا خبر سنی ہاے تو نے کیون نہ انکار کیا یون مردانہ جان دی یہ کہکر شاہزادہ ایسا تڑپا کہ بیہوش ہوگیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان سے اُترا اُسپر ایک بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر پکارتے ہوے ای سرشار بادۂ محبت وای مبہوت وادے مودت اب صبر کر پھر تو اُسکو پائیگا اب وقت طلسم کشائی ہی کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع ہو صورت فتاحی پیدا ہو اِس تڑپنے پھڑکنے سے کیا فائدہ مرد مردانہ شمشیر فرزانہ ہو جرأت پر قدم مارو زیادہ پریشان نہو یہ فرماکر تخت غائب ہوا آنکھ جو شاہزادے کی کھلی اپنے کو بے تکلف اُسی باغ مین پایا گلپوش روتی ہوئی طرف صحرا کے نکل گئی کہ اُسکا بھی حال تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ جو اُٹھا نہایت پریشان آئینۂ رخسار پہ حیرانی خواب یاد رہا خیال مین گذرا کسی بزرگ دین نے ہدایت فرمائی اُس ہدایت پر کاربندی چاہیے شاید اسی سے کچھ مطلب نکلے شاہزادہ روتا ہوا تلاش مین کوہ بلا کی نکلا صحرا صحرا جنگل جنگل

مارا مارا پھر رہا ہی ہر طرف جاتا ہی جہان کوئی شخص ملا کسی ساحر کا سامنا ہوا اُس سے پوچھا کوہ بلا کس مقام پر ہی کوئی جواب باصواب اُسکو نہین دیتا اگر جواب دیا تو یہ کہا کہ ای شخص ہمنے کبھی نام بھی کوہ بلا کا نہین سُنا ایک ہفتہ شاہزادے کو اس پھرنے مین گذرا آٹھوین دن تھکا ہوا پاؤن پر ورم دل پر ہجوم غم و الم ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا دا ہنے پر ایک شہر معلوم ہوا بائین پر ایک باغ مگر دروازے پر قفل لگا ہی حیران حیران شاہزادہ دیکھ رہا ہی تردد بڑھتا جاتا ہی کہ یکایک شہر سے کچھ لوگ نکلے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک بادشاہ بیر تاج سر پر حیران و مضطر ایک مرکب تخت سے آگے گھوڑے کے مُنھ پر سہرا بندھا ہوا ہاتھ پاؤن مین مہندی کہ دولھا کا گھوڑا معلوم دیتا ہی گرد تخت کے مصاحب وزیر مشیر کچھ نوجوان کچھ پیر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف اُس باغ کے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا برات لیے جاتے ہین دولھا ساتھ نہین قریب اُس باغ کے وہ بادشاہ پہونچا قفل کھولا اندر باغ کے گیا بعد تھوڑے عرصے کے روتا ہوا نکلا پکارتا ہوا ہاے نوجوان ای فرزند تجھ پر یہ مصیبت ہم تجھے اس حال مین دیکھنے کو آئے تھے کہان تک اس حال زار کو دیکھین کیونکر صبر کرین کسطرح دل پر جبر کرین ہاے افسوس وہ ظالم نہین سُنتا کاش مجھے موت آجائے بادشاہ جو روتا ہوا نکلا سب ساتھ والے بھی صورت دیکھکر رونے لگے کوئی حال پوچھتا ہی کوئی خاک اُڑاتا ہی وزیر امیر سر برہنہ ہوگئے شادی کرتے ہوے گئے تھے روتے پیٹتے پلٹے شاہزادہ حیران کہ یہ کیا سحر کہ ہوا ان کو کسی نے لوٹ لیا دولھا کیا قتل ہوگیا دُلھن کو کسی نے چھین لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے ایک ایک سے شاہزادہ حال پوچھتا ہی کوئی حال نہین کہتا کئی مرتبہ شاہزادہ بادشاہ سے متوجہ ہوا پکارکر پوچھا کیون ای بادشاہ خیر تو ہی دولھا کیا ہوا ساتھ بھی دولھا کو نہ لیگئے تھے کچھ ہمسے تو حال کہو یا وہ راحت یا یہ مصیبت نوبت نقارے بجاتے ہوے گئے سر پیٹتے ہوے پلٹے ہر چند شاہزادے نے کہا وہ بادشاہ کچھ نہ بولا شدت گریہ سے بیقرار انتہا کا اشک بار شاہزادہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اُس شہر مین وہ لوگ پہونچے شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ داخل شہر ہوا جب وہ بادشاہ شہر مین آیا دوکاندار پیٹنے لگے بڑھ بڑھ کے پوچھتے ہین کیون حضور کس حال مین دیکھا ہمسے تو بیان کیجیے ہم تو حال سنین بادشاہ کچھ جواب نہین دیتا اگر بولا تو یہ بولا کہ یارو کیا پوچھتے ہو اُسی حال قدیم مین دیکھا کیا تمسے بیان کرون وہین باتین قدیم نہ دوست نہ مونس نہ ندیم وہی مصیبت وہی آفت یہ سُن کر شہر والے

اور زیادہ پیٹتے ہین تمام شہر مین ہنگامہ برپا ہی بہت شاہزادے کو صدمہ گذرتا ہی مگر ان لوگون مین کوئی
ساحر نہین معلوم ہوتا شاہزادہ جب بارگاہ مین آیا دیکھا وہی بادشاہ سر جھکائے تخت پر بیٹھا ہی اور
شیر و وزیر جمع ہین شاہزادہ ایک ڈنگل پر بیٹھ گیا وزیرون نے اُس شہریار کا منھ ہاتھ دھلایا تاج
سر پر پہنایا مطمئن ہوکر بادشاہ بیٹھا تب شاہزادہ متوجہ ہوا پوچھا اے بادشاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ ہنستے
ہوے گئے روتے ہوے آئے اتنے عرصے مین کیا مصیبت پڑی شہر والے بھی روتے ہین
تمھارے ساتھ والے بھی گریان و نالان حیران و پریشان اُس بادشاہ نے کہا اے شیر بیشۂ جرأت
اے صاحب شوکت و لیاقت تو کس وجہ سے ہمسے پوچھتا ہی تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس
گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو صورت زیبا پر شوکت و جلالت برس رہی ہی شاہزادے
نے کہا مین بیٹا ہون صاحبقران زمان کا بطن سے ملکہ دردانہ گوہر پوش کے طلسم آفتاب نگار
مین آکر پھنسا ہون تلاش مین کوہ بلا کی نکلا ہون ایک معشوق پری چہرہ کو پیکر جادو نے
جلا دیا ایسی حسین و جمیل کو خاک مین ملا دیا چاہتا ہون طلسم مذکور فتح کرون لڑتا بھڑتا یہ آفتاب نگر تک
پہونچا ہون یہ سُنکر وہ بادشاہ تعظیم کو اُٹھا قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار آپ کے سامنے بیان کرنے
سے شاید کوئی مطلب نکلے آپ فرزند صاحبقران ہین اے شہریار میرا نام لالان شاہ ہی ایک فرزند
پروردگار نے دیا تھا کہ احمر گلگون پوش اُسکا نام تھا جری بہادر صف شکن جسنے اُس سے جنگ کا ارادہ
کیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا کئی پہلوان اُسنے مارے کئی اپنے مطیع کیے شہر کی رونق بڑھنے لگی میرے
خیال مین آیا کہ اب بیٹے کی شادی کرون سن بلوغ سے گذرا اگرچہ یہ بھی خیال مین آیا کہ اگر کسی بادشاہ کی
بیٹی سے شادی کرونگا فرزند وہان ضرور جائیگا میرے دل کو کیونکر آرام آئیگا آخر دختر وزیر سے شادی
قرار دی جس باغ کو بیرون قلعہ آپنے دیکھا اُس باغ کو ہمیشہ بہار کہتے ہین شہر والونکی شادی اُسی باغ
مین ہوتی ہی میرا فرزند دولھا بنکر اُس باغ مین جاکر اُترا ماہتاب میرا حقیقی بھائی ہی مین نے عرضی
لکھی کہ فرزند کی شادی درپیش ہی آپ بھی آکر شریک ہوجیے اُس مغرور نے جواب لکھا تو میرا خراج گذرانا
دوسرے یہ کہ غیر ساحر ما بدولت تیرے یہان شادی مین نہ آئینگے مگر بیٹی کو اپنی ضرور روانہ کرینگے
سہیل خونخوار اُسکا نام ہی تقریب عقد مین کچھ زمانہ باقی تھا کہ سہیل نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ
نرگسی چشم سرو قد خورشید خد عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خرامان خرامان آئی بیٹے کی جو نگاہ اُسکے

جمال جہان آرا پر پڑی دونون آپس مین مائل ہوے وہ تو شرما کر چلی گئی اُسنے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا
کہا اب شادی نہ کرونگا یہ خبر ماہتاب کو پہونچی جھلا کے بیٹی کو سامنے بلایا کہا ہر چند کہ تو نے سحر نہین
سیکھا لیکن تیری شادی کسی بڑے ساحرہ کے ساتھ کرونگا تو اُسپر مائل ہوئی کہ جو ہمارا دست نگر اور
خراج گزار اور بیکار ہی خبردار وہان نہ جانا بیٹا اُسی باغ مین رہنے لگا سامان شادی کو بالکل ترک کیا
آپسمین پیغام ہوے اسنے نامہ اُسے لکھا اُسنے جواب لکھا کہ مین مخفی تیرے پاس آؤنگی اُس کو محبت
نے اِس شیر کی ایسا پریشان کیا کہ صبر نہو سکا بیقرار ہوکر اُسکی ملاقات کو آئی دو چار مرتبہ آمد و رفت ہوئی
بس وراہنداران نے خبر پہونچا دی یہ سُنکر اُس مغرور نے شرارۂ جادو کو بھیجا شرارہ نے آکر آگ
لگائی دونون کو ایک مقام پر گرفتار کیا معشوقہ کو تو نہین معلوم کیا کیا اب شرارہ خود اُسپر عاشق ہی
اِس باغ مین ایک درخت سرو ہی اُسمین ایک صندوق لٹکا ہی اُس صندوق مین اُسکو قید کیا روز شبکو
اُس جوان کو لیکر بیٹھتی ہی سوال وصل کرتی ہی اُس دلیر کو آجتک انکار ہی طرح طرح کی بدعتین کرتی ہی
اُس دلیر نے اب تک نہین مانا جب مین نے کئی عرضیان بھائی کو لکھین تب اُسنے حکم دیا کہ مین صرف
ایک مہینہ بعد جاتا ہون ایسی مصیبت مین اُسکو دیکھکر آتا ہون وہ صندوق مین قید مثل مُردے کے
پڑا ہی یہ باعث گریہ و زاری ہی ہنستے ہوے جاتے ہین روتے ہوے آتے ہین نہ کلام کر سکتے ہین نہ
حال پوچھ سکتے ہین یہ کہکر لالان شاہ بیقرار ہوکر رونے لگا خسرو شیر دل نے کہا ای عم نامدار آپ کے
رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہم جاکر اُس کو رہا کر لائینگے لالان شاہ نے کہا ای شہریار اب رہائی
مین اُسکی دقت ہی پہلے جاکے کوہ بلا کی سیر کیجیے جب وہان سے پلٹ کے آئیے تب اُسے رہا کیجیے
مین نے کاہن اور نجومی جو جمع کیے اُن سب نے حکم لگایا ہی کہ سیار کوہ بلا اُسکو رہا کریگا مین نے
اکثر عقیل فہیم بھیجے جو کوہ بلا مین جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا نہین معلوم وہان کیا سحر ہی کہ اُس شہر
مین مبہوت ہوکر رہجاتا ہی یا کوئی اُس شخص کو قتل کرتا ہی کئی جوان مین نے بھیجے کوئی بھی پلٹ کر نہین آیا
شاہزادے نے کہا آخر کوہ بلا کہان ہی مین مدت سے اُسکی تلاش مین ہون لالان شاہ نے کہا
بیرون شہر پانچ کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسی کو کوہ بلا کہتے ہین جو گیا وہ پلٹ کے نہین آیا
شاہزادے نے کہا ہم جائینگے ہمارے بزرگان دین نے ہمکو ہدایت کی ہی کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا
سر سے دفع ہو لالان شاہ نے کہا ای شہریار مین آپ کو اُس مقام آفت مین نہ جانے دونگا

آپ سے مجھے ایک محبت ہوئی تاج و تخت لیجیے ہم گوشے مین بیٹھ کے عبادت پروردگار کرین اب
آپ کو ملک و مال کا اختیار ہی خسرو نے کہا ای لالان شاہ ہم کل جائینگے باغ ویران سے مین اسی
فکر مین نکلا ہون ایک ہفتہ گذرا کہ تمام صحرا چھان ڈالے آج نام تو کوہ بلا کا سنا ہم ضرور جائینگے
دربار مین وزرا اُمرا سب رونے لگے صورت دیکھکر شاہزادے کی کف افسوس ملتے تھے کہتے
تھے افسوس کہ یہ سن و سال اور یہ حسن و جمال اور یہ ارادہ ہی کہ جس مقام پر اکثر لوگ گئے کچھ اُنکا
حال نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری وہان کا آپ ارادہ رکھتے ہین شاہزادے کو دربار مین لالان نے
چھوڑا روتا ہوا محل مین آیا ریحانہ اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا کہا صاحب آج نیا معرکہ گذرا فرزند
صاحبقران جوش پر جوانی اپنے زمانے کا یوسف ثانی میرے بیٹے کا حال سُنکر کہتا ہی کل ضرور براے
رہائی جاؤنگا تاج و تخت دیتا ہون کیسی منتین خوشامدین کین مگر وہ شیر نہین مانتا فتاحی طلسم پر قدم
مارا ہی کچھ تحفہ بھی اُسکے پاس ہی اُس کے بزرگون نے ہدایت کی ہی بموجب ہدایت کے جانے کا
قصد ہی ریحانہ بانو یہ حال سُنکر بے اختیار رونے لگی کہا ایسے کے مان باپ پر کیا گذری ہوگی جب
یہ شیر جدا ہوا ہوگا ذرا محل مین بلاؤ مین بھی اُس کو سمجھاؤن شاید مان جائے لالان شاہ نے کنیزون
کو بھیج کر شاہزادے کو اندر بلوایا تمام انیسین جلیسین حسن و جمال دیکھکر بے اختیار روتی تھین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ای یوسف ثانی ہماری ملکہ کا کہنا مانو اس ملک ویران کو آباد کرو تیرے دیکھنے سے ان
دونون کو تسکین ہوگی دونون میان بیوی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین غیر بھی ان کے
حال کو دیکھکر روتے ہین جب ریحانہ بانو کا اور خسرو کا سامنا ہوا دونون ہاتھون سے بلائین لین
کہا ای نور نظر ہم بڑھیا بڈھے کے حال پر رحم کر چند روز تم کو دیکھکر جئین گے تسکین ہوگی ورنہ فراق
مین احمر گلگون پوش کے نوبت بجان و کارد بر استخوان ہی ہم کو بچالو مُردون کو زندہ کر دو یہ سُنکر
شاہزادے نے ہاتھ باندھکر کہا ای مادر مہربان میرا حال سُننے کے لائق نہین طلسم آفتاب والون
نے وہ ظلم مجھ پر کیا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا ایک حسین و جمیل نازنین مہ جبین کو آگ مین جلا دیا
اُسکا خون کیا رنگ نہ لائیگا انشاء اللہ آپکی دعا سے اگر گھُس کر آفتاب گر مجھ کو نہ مارا تو نام اپنا
فرزند صاحبقران نہ پایا یا موت ہمکو طرف طلسم کے لیچلی ہی اب آپ بخوشی حکم دیجیے اور دعا کیجیے کہ
مین کوہ بلا سے بخیریت واپس آؤن آپکے فرزند کو آپ سے ملاؤن آپ زن و شوہر دل شاد ہون

اسطرح بیقرار ہوکر خسرو نے بیان کیا کہ ریحانہ بانو رونے لگی محل مین شور وغل گریہ و زاری کا بلند ہوا بمشکل شاہزادے نے وہ شب وہان بسر کی صبح کو مسلح ہوے فرمایا ای مادر مہربان رخصت دیجیے ریحانہ بانو روتے روتے بیہوش ہو گئی شاہزادہ باہر آیا ملک لالان شاہ مع چند رفیقون وزیرون کے ساتھ ہوا شہر والے جمال بے مثال خسرو کا دیکھکر روتے تھے بڑھ بڑھ کے سمجھاتے تھے کہ ای شہریار جانیکا قصد نہ کیجیے یہ وہ مقام ہی کہ بڑے بڑے پہلوان گئے آپ بالکل یکہ و تنہا ہین شاطر بھی تو آپ کے ساتھ نہین شاطر کا نام سُنکر خسرو بیقرار ہو گئے کہا یار دغا عیّار طرار ہمارا اسیے ایسا جدا ہوا کہ آج تک حال نہ معلوم ہوا ہماری رفاقت سے اُسنے مُنھ موڑا وہ اب تک ہوتا تو اِسکی بھی کوئی تدبیر بتاتا عقل و فطرت سے معمور عیّاری مکاری اُسکی ذات سے پیدا ہوتی ہی اُسی کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا صحرا مین برا ے شکار لایا شنگل کی بارگاہ تک پہونچایا اُس ایسا بادشاہ عالیجاہ میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو مین کیونکر کہون کہ وہ غافل بیٹھا ہوگا اسی جستجو مین ہوگا کہ مجھ تک پہونچے وہ کسی فطرت سے ضرور آئیگا اُسکی ذات سے ہمین بڑی اُمید ہی ضرور وہ ہم تک آئیگا ساحرون کو قتل کریگا ایسا جھٹ پٹ ساحرہ کو مار لیتا ہی کیا کیا فقرے دیتا ہی حقیقت مین اگر ایک مرتبہ اُس کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو کے طریقے دیکھ لے اور اپنے باپ سے ملے اُسکا باپ بڑا نامی گرامی عیار ہی ہوشربا و نورہ افشان مین کیا کیا نام کیے کیسے کیسے کام کیے یہ کہکے شاہزادہ یاد مین برق ثانی کی بیقرار ہوا سمجھانے والون کو جواب دیا آپ لوگ کیا ہم کو سمجھاتے ہین ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ جو مقامات باطل پرستان دیکھے اُنکو مٹایا اپنا سکہ بٹھایا پردۂ دنیا مین صدہا طلسم فتح کیے ہین زبان سے کہچکا اب قول سے پلٹنا مردان عالم کے طریقے سے خلاف ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار آپ لوگ دیکھین انشاء اللہ کوہ طلسم سے پلٹ کر فرزند لالان شاہ کو رہا کرینگے بزرگون کی ہدایت ہی کوئی نکوئی مطلب ضرور نکلیگا یہ کہکے بیرون قلعہ آئے پانچ کوس طی کرکے اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ نہایت شان و شوکت سے واقع ہی کہ سب دروازے بند گویا بند و بست ہی ایک دروازہ بیچ مین مثل پھاٹک کے کھلا ہو وہی جانے کا راستہ ہی شاہزادہ سلاح سلیمانی سے آراستہ لالان شاہ سے بغلگیر ہوا کہا کہ ای عم نامدار آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین ہمین بھی حفظ خدا مین سپرد کیجیے فرصت جانیکی دیجیے

یہ خوشی فرمایئے کہ بسم اللہ جاؤ اُسوقت لالان شاہ کا جوش گریہ کیا بیان کرون کہ چچنین بار گریہ کرتا
تھا کہتا تھا کہ آج روز جدائے احمر گلگون پوش ہی کون سی ساعت تھی کہ باغ ہمیشہ بہار مین وہ
جا کر رہے ہماری نظرون سے مخفی ہوے آج اُنکی جدائی تازہ ہوئی شاہزادے نے بہت سمجھایا
حاضرین وقت رئیسان شہر ساتھ آئے ہین شاہزادہ اُن سب سے رخصت ہوا سب ہاتھ
اُٹھا کر دعائین دیتے تھے کہ خدا آپ کو وہان مظفر و منصور کرے یہ پریشانی دل سے دور کرے شاہزادہ
تیغہ سلیمانی ہاتھ مین لیئے ہوے بسم اللہ کہکے داخل درۂ کوہ ہوا دیکھا نہایت اندھیرا ہی شاہزادہ
اُس اندھیرے کو طی کرتا ہوا جاتا ہی لیکن لالان شاہ بعد جانے شاہزادے کے مثل فقیرون کے
اپنے کوہ پر فروکش ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا شاہزادہ اُس اندھیرے کو طی کرتا ہوا بعد دو تین
پہر کے درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جا بجا چمن بندی ہو رہی گل ہاے
رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ساتھ موزونی کے آراستہ ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہکار
رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین ہر مرتبہ یہی چہکار رہے ہین کہ اے باغبان قضا و قدر
تو نے چمن دنیا کو کس رنگ سے آراستہ کیا ہی چمنستان کی سیر سے روح کو راحت قلب کو قوت
حاصل ہوتی ہی ہر چمن ہر ایک گلشن گویا جنت نظر ہی کیا رنگ قدرت کی تحریر ہی جو خط جس مقام پر
نصب کیا ہی رنگا رنگ کی تحریر ہی سبحان اللہ کیا تیری صنعت کرین ہر سمت طائر مصروف زمزمہ سرائی
چمنہاے طولانی کی رعنائی زیبائی آمد بہار کے جوش ہین تھالے درختون کے سبد گل فروش ہین
ہر سمت ہنگامۂ آمد جوش بہار ہی ہر سمت نخل ہاے طولانی میوون سے لدے ہوے چمن
ہرے بھرے شاخین نہال بلبل کا گلشن وصال سامنے ایک چھوٹا سا دریاچہ جوش مار رہا ہی
مچھلیان تڑپ کے بلند ہوتی ہین تشنگان خون آشام شناوی کر رہے ہین دم محبت حالم بر و بحر کا
بھر رہے ہین بیچ مین چمنستان کے ایک چبوترہ مدور مثل قرص قمر نہایت تکلف سے آراستہ ہی اُس پر
چینی کے ناندے اُن مین نخلہاے سنبل پیچان کو زلف محبوب سے توسل شاہزادہ اِس جوش بہار
کو دیکھکر محظوظ ہوگیا بند قبا کھولدیے سیر مین مصروف ہوا لیکن حیران ہی کہ کس شوقین نے اس صحرا
کو آراستہ کیا کس تکلف سے پیراستہ کیا نہایت انتظام منظور رہوا جسکے دیکھنے سے قلب کو
سرور رہوا دن قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرہ لے رہے ہین بعضے آشیانون مین پہونچ
پہ

بعض شاخ گل پر گرد پھولونکے پھر رہے ہین قطرات شبنم برگ ہاے درخت سے ٹپک ٹپک کے پیہم گر رہے ہین شراب شبنم نے مستی کا سامان پھیلایا ہی ہوا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہی پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہی کہ روے گل پر غبار نہ پڑے شاہزادہ ایک فرسخے مین نخلستان کے اِس خیال سے بیٹھا کہ جو اس صحرا کی رعنائی و زیبائی کا بانی ہوا ہی وہ یہان ضرور آئیگا یہ سوچکر درختون کی آڑ مین چھپ کر شاہزادہ بیٹھا تماشہ گل و گلزار کا دیکھنے لگا ہر طرف نگاہ کی کہ دیکھا دریا مین ایک کشتی مثل ہلال شب اول پیدا ہوئی ماہجبین قوم کی ننگی لنگی عمدہ پہنے ہوئے چند پریان اوڑھے ہوے ڈانڈین سونے چاندی کی ہاتھ مین ایک شامیانہ با سلک ہاے مروارید اُس کشتی پر استادہ ہی چوبین سنہری ڈوریان کلابتون کی مسند پر ایک نازنین چاردہ سالہ زیب مسند لباس فیروزی زیب جسم زیور بیجہ لونکا جسم گلگون پر آراستہ گل سے عارض کمہلائے ہوئے چہرے پر اُداسی آنکھین چور رشک نرگس شہلا ہین صاف ظاہر ہی کہ جوہری قضا و قدر نے موتی کوٹ کوٹ کے بھرے ہین اکثر اشک ٹپک پڑتے ہین حسن یون بے مثال ابرو رشک ہلال آنکھین غیرت دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال چپ بیٹھی ہی کلمات حسرت و یاس زبان پر بیقرار و مضطر یہ دیکھتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا خیال مین آیا کہ کنارے دریا کے چلین قریب سے کیفیت دیکھین پاؤن مین زور نہ پایا کہ وہان تک جائین اور کیونکر پہونچین شاہزادہ اُسی فرسخے مین بیٹھا رہا اُس نازنین کی کشتی کنارے پر آئی کنیزون نے بیڑہ ڈالا وہ مہ جبین اپنے مقام سے اُٹھی بیڑے کو خراماں طے کیا بہ سہولت اُس راہ کو طے کر رہی ہی خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین اپنی بدنصیبی پر روتے ہین مثل نقش قدم دمبدم قدمون سے جدا ہوتے ہین اس حال کو شاہزادہ بہ نگاہ یاس دیکھ رہا ہی وہ نازنین جب آہ کرتی ہی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہی ہاے اُس قتیل تیغ محبت نے مردانہ وار جان دی ہاے اُسکو کیونکر پائین اپنے کو کیونکر اُس تک پہونچائین باہم منزل عدم کو طے کرین اُس محبوب تک پہونچین اپنا حال زار ظاہر کرین راتین جدائی کی تڑپ تڑپ کے کاٹین نامہ بر بھی نہین جا سکتا خبر بھی کوئی اُنکی نہین لا سکتا کنیزین سمجھاتی ہین واری اب اُنسے ملاقات غیر ممکن مسافران ملک عدم سے ملاقات کیونکر ہو وہ نازنین کہتی ہی جسکی محبت مین اُسنے جان دی اُسکو کیونکر دیکھین کیسا معشوق ہی جس پر یون مبتلا ہوئین جان اپنی دی عشق سے ہاتھ

نہ اُٹھایا اُس ظالم کو کچھ خبر نہین افسوس مزار غریبان پر جاتا فاتحہ خیر پڑھتا مگر معشوق سنگ دل ہی ایسے کو کیا یاد کرین اپنی بہن کے واسطے فریاد کرین کنیزین سمجھاتی ہین واری آج کئی دن گذرے ہروقت آپ کو انھین کی یاد ہی اب اُس یار کو فراموش کیجیے بیٹھ کر سیر گل و بلبل ملاحظہ فرمایئے دیکھیے بلبل کو گل سے کیا محبت ہی کیا پھول پھول کے پہلو سے گل مین بیٹھتی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی کیسی بھولی ہی کیسا یاد خزان کو بھولی ہی ہائے ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا ظاہر مین کہدیا ہوتا لیکن ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین کنیزین سمجھاتی ہوئین برابر اُس چبوترے کے لائین فرش مشجر کنیزون نے بچھایا ہی مسند عمدہ آراستہ اسباب عیش و نشاط مہیا گائنین منتظر بیٹھی ہین کہ اشارہ ہو تو ہم گائین ایسی مہ جبین مضطر و بیتاب کو بہلائین ملکہ آن کر مسند پر بیٹھین سیر صحرا سے چمن و گلشن سے منھ پھیرے ہوے کنیزین تمام جنگل مین پھیل گئین کسی نے جھولا ڈالا تانے اُڑا رہی ہی کوئی مصروف گل چینی کسی کے پاس اسباب خود بینی کوئی اکڑتی پھرتی ہی اپنے حسن و جمال پر ناز کسی کو نیاز قضاے کار پانچ سات کنیزین ہمراہ ہین ایک نے جھنک کر دیکھا ایک نے چنگی لیکر کہا لو دیکھو تارہ زمین پر پڑا ہی ایک نے کہا چاند کا ٹکڑا ہی ایک نے کہا او دیوانی یہ غور دیکھ اپنے زمانہ کا یوسف ثانی ہی ہمسے تو نہین ہو سکتا کہ ایسے جوان کو ستائین ایک نے کہا چلو قریب سے دیکھین ایک حبشن بڑھی اُسنے ماتھا کوٹ کر کہا ارے تم سبکو کیا ہوا ہی یہ تو کوئی مردوا بیٹھا ہوا ہی ارے سب کو دیکھ رہا ہی مین اسکو درست کیے دیتی ہون یہان کیون کر آیا او شخص اُٹھ بھاگ ورنہ مارا جائیگا شاہزادہ نے نیمچہ چمکایا حبشن نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو چمکایا گولہ پلٹ کر گرا حبشن نے کہا ارے یہ تو جادوگر ہی میرے سحر کو باطل کیا مین اِسے پکڑے لیتی ہون اب کہان جائیگا یہ کہکے بڑھی چاہا کلائی پکڑ لون شاہزادہ نے جھٹیا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس زنگن کا اُڑ گیا حبشن کا گرنا اور جادوگرنیان سحر کرنے لگین شاہزادہ تیغہ کھینچ کر اُن سب جادوگرنیون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی وہ عورتین بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین جب شاہزادہ لوح محفوظ چمکاتا ہی سحر اُنکے باطل ہوتے ہین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کے سر پر قبضہ مارا کسی کو اُٹھا کے دے مارا جب پانچ سات جادوگرنیان مرین کنیزین فریاد کرتی ہوئین بھاگین پلٹ پلٹ کے سحر کرتی ہین سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر جسنے کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی سی جادوگرنیان مر گئین بھاگ کر قریب چبوترے کے پہونچین پکارتی ہین اے ملکۂ عالم فریاد ہی اس جوان نے کتنی بہنونکو

ہماری مارا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ایسے گرو کا سونڈا ہوا ہی کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے پلٹ کے دیکھا
ایک جوان خوشرو خوشخو شیر بیشۂ جلالت یکتاز میدان شوکت تیغہ خون آلود ہاتھ مین جادوگرونکو
مارتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے سحر پڑھ پڑھ کے کر رہی ہین سحر تاثیر نہین کرتا اُنھین کا سحر اُنھین کو پامال کر رہا ہی
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین خون کا دریا بہ رہا ہی یہ شیر بیستی و چالاکی لڑتا ہوا آتا ہی غزال چشم
شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مچھلیان بھری ہوئین آثار جلالت چہرے سے ہویدا و ظاہر جسکو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سیکڑون لاشے گرا دیے ملکہ دیکھکر جمال جہان آرا کو مائل ہوئین مثل
بید کانپنے لگین یقین تھا گرین کاندھے پر کنیز کے ہاتھ رکھ کے اپنے کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای شمشیر زن
ای صف شکن ان بیچاری غریبون کو کیون قتل کیا یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے مین پاس اپنی بہن
مرجان نیلم پوش کے پہونچون ہاے ظالم مرجان نے یون مردانہ وار جان دی اُس چاہنے والے
نے خبر بھی نہ لی یہ سنکر خسرو شیردل نے ایک آہ کی معشوق کا نام سنکر کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا پکار کر
آواز دی ای شاہزادی والاقدر ای آسمان خوبی کی بدر وہ ننگ عشق مین ہی ہون میرے واسطے
اُسنے سب کچھ کیا اپنی جان دی مجھسے کچھ نہو سکا یہ سنکر وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے میری بہن
کا معشوق آگیا کلیجہ تھرا گیا یقین ہی لہرا کر گرون جان دیدون یہ کہکے قریب آئی ہاتھ خسرو کا پکڑ لیا
کہا ای شہریار ایک ہاتھ مجھکو مار دیجیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن خسرو شیردل نے آواز دی
کٹین وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تم کو نگاہ بد سے دیکھین آج نقشہ محبوب نظر آیا
گویا مرجان کو دیکھا دونون مرجان کا نام لیتے ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا مرجان کا ذکر ہو رہا
ہی لا کے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین دونون شیداے یکدیگر آنکھون سے اشارے
کر رہے ہین جانبین مین ترقی محبت ہر بات مین ذکر مرجان کا آتا ہی جب مرجان کا ذکر آیا شاہزادے
نے ملکہ کے زانو پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای شہریار
مجھکو فرزانہ فیروزہ پوش کہتے ہین بیٹی ہون آفتاب گرمخو کی ہم اور مرجان ایک مکتب مین پڑھے
ساتھ تکمیل کے بڑے ہوے سحر کے نام سے اُنھین بھی نفرت رہی اپنی بھی یہی کیفیت رہی سحر نہین سیکھا
ساحرون کو دیکھا جو سحر یاد کرتے ہین منھ سے وہ بوے بد آتی ہی کہ اگر پاس اُنکے بیٹھو یقین ہی قی ہو جائے
اسی وجہ سے سحر کے سیکھنے سے نفرت رہی مین نے جو خبر اُسکے جلائے جانے کی سنی کئی دن تو منھ لپیٹے

پڑی رہی کئی دن کے بعد کنیزون نے اُٹھایا بمشکل اُٹھکر یہان آئی یہ مراد پائی کہ تمسے ملاقات ہوئی یہ کہا اور پشت پر شاہزادے کی ہاتھ رکھدیا کبھی گلے مین ہاتھ پڑ گئے اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہٹ جاتی ہین کبھی مُنھ پھیر لیتی ہین ایک کنیز تہنیت کہ اُسکا نام ہی جب رات ہوئی گانین الکر سامنے بیٹھین یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے
کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے

صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائر جان
کر گیا ذبح مجھے مرغ سحر کے بدلے

دولتِ عشق حقیقی نے کیا مستغنی
زردے رخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے

خرمن ہستئِ عاشق جو جلانا ہو اُسے
بجلیان کان مین پہنی ہین گہر کے بدلے

جان گئی مین خبر آمد جانان پہونچی
پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے

رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہی قبول
خوب تھی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

اُدھر تو گانے کا ہنگامہ ڈومنی بتا رہی ہی ہاتھ بڑھا بڑھا کے دامن شاہزادے کا تھام لیتی ہی مچل مچل کے بتاتی ہی جمال شاہزادے کا دیکھکر پسی جاتی ہی شیدا ہے پکڑ کے آپسمین بوسہ بازی ہو رہی ہی تہنیت نے جو یہ معاملہ دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہی اس شوخ دیدہ نے عاشق مرجان کو پہلو مین بٹھایا اگر یہ خبر پیکر جادوگر کو ہوئی انکو بھی شل مرجان کے جلا دے گی ہم لوگون پر بھی غصہ ہوگا اور کہے گی تملوگون نے نہ سمجھایا ہم لوگ کیا جواب دینگے ایسا نہو سبکو قتل کرے چلکر پیکر سے اطلاع کرون اس مستانی کو آکر دہ سزا دے اس عشق بازی کا مزا چکھادے کیا گلُ ل کے بیٹھی ہی حیلہ مرجان کے نام کا مقرر کیا اختلاط ہو رہا ہی یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کسی کنیز نے پوچھا بوا تہنیت کہان چلین کہا مین براے رفع حاجت جاتی ہون یہ صحبت اس لایق نہین جس مین بیٹھے یہ کہکے تڑپتی ہوئی چلی اُس صحرا سے نکلی مکان پیکر کا دریافت کرکے پہونچی وقت سحر ہی پیکر بیٹھی ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی ادے یہ بھی دریافت کیا کہ باغ ویران سے قاتل شقیق کہان گیا اُسکی تلاش واجب و لازم ہی اگر گرفتار ہو تو بہت بہتر اگر اسکے خلاف ہوا تو صاحب اقبال ہی اور شاید کوئی صاحب زادی اُسپر نگاہ ڈالین وہ تو ایسا حسین و جمیل ہی کہ جسکی نگاہ پڑے ضرور عاشق ہو مرجان نے بے وجہ نہین جان دی عشق مین اُسکے مبہوت ہو رہی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کے

کہا

عرض کی در دولت پر کنیز ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کی حاضر ہی وہ کچھ عرض کرنا چاہتی ہی پیکر نے کہا اُسکو بلاؤ ساحری و جمشید خیر کرین کہ تہنیت سامنے آئی دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی عرض کی ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا وہ مفتری قاتل شنگل کوہ بلا مین پہونچا فرزانہ نے بڑا اُسکا اعزاز و اکرام کیا ہی پہلو مین لیکر بیٹھین مرجان کے ذکر مین باتین ہو رہی ہین ہر بات مین مرجان کا ذکر ہی رات بھر اختلاط ظاہری رہے ہین اور کیا عرض کرون یہ سُنکر پیکر جادو غصّے مین کانپنے لگی کہا ابھی جاکر دونونکو مارتی ہون مرجان تو میرے کلیجہ کا ٹکڑا تھی مین نے اُسکو کِس ناز و نعم سے پرورش کیا اُسکو تو مین نے سر میدان جلایا ملکہ یاقوت کیسی بیٹی کے واسطے بیقرار ہوگی مین نے کسی کا خیال نہ کیا فورًا اُسکو جلا دیا اِس گیسو بریدہ کی قضا آئی ہی جاتے ہی دونون کو پھونک دونگی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ہزبر آتشین پر سوار ہوئی پشت پر سو دو سی کنیزین ہزبر آتشین اُڑا کر چلی یہان یہ شیدا ے یکدگر ملے جلے بیٹھے خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہی دونونکو نہ فکر دنیا اور نہ خیال عاقبت مست بیٹھے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان بڑا تو نے غضب کیا کیا حالِ مرجان نہ سنا تھا تیری بھی قضا دامن گیر ہوئی ملکہ نے جو آواز پیکر جادو کی سُنی اور دیکھا مثل شعلہ جوالہ آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین ملکہ کو تو غش آنے لگا گھبرا کر کہا لو صاحب غضب ہوا ہم بھی براے ملاقات مرجان جائینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ مزار غریبان پر ضرور آئیے گا جب فاتحہ خیر پڑھیے گا روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی کیا عجب ہی کہ قبر سے نکل آؤن قدمون کو نکل کے بوسہ دون پکار اُٹھون ای شہریار یہ کنیز براے قدمبوسی حاضر ہی اُسوقت اگر میری زبان سے یہ اشعار نکل جائین تو عجب نہین نظم

گر مسیحا لے مرا دہ عیسی دوران ہوگا
حق مین میرے یہ مرادر دبھی درمان ہوگا

بزم مین وا جو نقاب رخ جانان ہوگا
کوئی بے خود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوئیگا بلند
گذر اُسکا جو سر گور غریبان ہوگا

کوئی غافل بھی ہی شاعر جو کسی نے پوچھا
بیدماغی سے وہ یہ کہنے لگے ہان ہوگا

یہ کہکر بہت روئی شاہزادے نے اشک حسرت دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ یہ کہکے تیغہ کھینچ کے شاہزادہ بہ قہر و غضب تمام اُٹھا نعرہ کیا نعرہ خسرو ؎ منم خسرو شیر دل خوش لقب

منم نور عین امیر عرب ⁂ مسخر کن ملک دیوان قاف ⁂ بلرزند از خوف الیوان قاف ⁂
اگر تیغ کین برکشم از غلاف ⁂ تزلزل فتد در میان مصاف ⁂ نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا ایک
کنیز نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو جنبش دی وہ گولہ پھٹ کر گر گیا کنیزون نے
سحر کیے سحر اُنکے باطل ہوے خسرو نے حبس کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پیکر نے جو لاشے کنیزون
کے دیکھے جھلا کر خسرو پہ جا پڑی کئی تلوارین لگائین خسرو اُسکو روک رہے ہین تلوارین برس
رہی ہین لیکن کوئی تلوار جسم پر شاہزادے کے نہین پڑتی داہنے بائین گر رہی ہین کوئی سحر تاثیر
نہین کرتا شاہزادے نے اژدہے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا پیکر نے سپر سحر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ سلیمانی دست زبردست شاہزادہ والا قدر سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے
تلوار سر پر آئی تلوار نے کچھ کاٹا دو اُنگل کا زخم آیا تھا کہ پیکر نے اپنے کو زمین پر گرایا تڑپ کے
بلند ہوئی کنیزون کو آواز دی ارے نکل چلو مرجان اسکو لوح محفوظ دے گئی ہی اسپر سحر تاثیر نہین
کرتا جان بچاؤ اور تدبیر ہوگی جیسے ہی دیکھا شاہزادے نے کہ پیکر کے سر سے خون بہتا ہوا تڑپ
کے بلند ہوئی چاہتی ہی آسمان مین ڈوبون کہ شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر
یازدہ مشتی نکالا بجر کمان مین پیوست کیا سینہ پُر کینہ پیکر کا تاکا تیر کو رہا کیا عین سینہ پر پیکر کے تیر پڑا کہ مہرہ
پشت کو توڑ کر پار گذر الہراتی ہوئی پیکر زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی مرنا پیکر کا کہ اندھیرا ہو گیا
سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی گشتی مرا نام من پیکر جادو بود کنیزون نے جو یہ آواز سنی سر پیٹتی
ہوئی بھاگین آپس مین کہتی ہوئین ارے کس سے جا کر اطلاع کرین کون ہماری فریاد کو پہونچے
اس ظالم کو سزا دے آخر چند کنیزین طرف قلعہ یاقوت نگار کے چلین کہ جا کر ملکہ یاقوت جادو سے
اطلاع کرین وہ آکر اس کو سزا دیگی کنیزین تو ادھر سے جاتی ہین شاہزادہ کوہ بلا مین ساتھ ملکہ
فرزانہ فیروزہ پوش کے مصروف عیش و نشاط ہی اب حال یہانسے برق ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ صحرا
صحرا مارا مارا پھرتا ہی قضاے کار پھرتا ہوا بعد ہفتے عشرے کے ایک صحرا مین پہونچا ایک طرف
جھیل ہی ایک طرف غبار اُڑ رہا ہی اُس غبار مین کچھ ثابت نہین ہوتا کہ اندر غبار کے کیا ہی کچھ جگنو
چمک رہے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا مقام ہی علامت سحر تو معلوم ہوتی ہی یہ نہین ثابت ہوتا کہ
سحر کرنے والے نے کیا سحر کیا ہی صحراے وحشت خیز ہی اس سوچ مین ایک نخل کے سایہ

مین بیٹھا غبار کی جانب دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک عقاب اُس غبار سے نکلا ایک نامہ بندھا ہوا گلے
مین پڑا ہی وہ عقاب غبار سے نکل کر جھیل کی جانب متوجہ ہوا گُنڈے باندھ کر جھیل پر اُترا منقار
پانی مین ڈالی پانی پینے لگا برق ثانی نے سر سے گوپھن کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیا تاک کر عقاب پر مارا
عقاب کا سر پھٹا برق ثانی نے دیکھا اندھیرا ہوگیا مرنے کی ساحر کے علامت بلند ہوئی آواز آئی
کشتی میرا نام مین عقاب جادو بود برق ثانی دوڑا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام کا لاشہ پڑا ہی گلے مین نامہ بندھا ہی برق ثانی لاش کو کھینچ کر کنارے لایا نامہ کو جو پڑھا اُسین طرف
سے عنکبوت کے لکھا تھا مسمارہ جادو کو مضمون یہ تھا کہ اے داماد آج کل قلعہ یاقوت نگار
مین کسی کو آنے جانیکا حکم نہین ہی عقاب جادو کو روانہ کیا ہی زوجہ کو ہماری ڈولی مین سوار کر کے
فلان جنگل مین رکھدو پھر ہم تدبیر کر لینگے اگر یہ نہ کروگے تو مین نے زوجہ کو چھوڑا کبھی نام نہ لونگا برق ثانی
نے جو یہ معاملہ دیکھا رنگ و روغن عیاری لگا کر عقاب کی شکل بنا مسمارہ کا گاؤن پوچھتا ہوا چلا گانون مین
مسمارہ کے آیا مسمارہ کاس کے باندون کی چارپائی پر بیٹھا ہی بہی کھاتا کھلا ہوا اسباب جمع ہین عقاب
نقلی نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا داماد کا نامہ دیکھکر خوش ہوگیا نامہ کو لیکر گھر مین گیا خوشی خوشی
زوجہ سے کہا لو صاحب تمھارے داماد نے تمھاری بیٹی کو بلایا ہی بیٹی کو اپنی ساس سے رنج رہتا تھا وہ بڑھیا
بھی مرگئی اب خالی گھر ہی زن و شوہر چین سے رہینگے بڑی تاکید لکھی ہی اگر تم کہو تو عقاب کو ڈیوڑھی مین
اُترنے کی جگہ دون ستو لگا اور اب تھوڑی نکال دو راب و ستو لیکر مسمارہ باہر آیا کہا اے عقاب جب تک
یہ کھاؤ رات کو کھانا کھانا برق ثانی نے کہا ایک بات کا خیال رکھیے گا میرا مزاج اور طرح کا ہی اگر مین
اور کہین چلا جاؤن تو آپ ڈولی دُلھن کی وعدہ گاہ پر رکھوا دیجیے گا مسمارہ نے قبول کیا میان برق ثانی
آکر ڈیوڑھی مین اُترے گھر مین مسمارہ کے ڈھول وغیرہ بجنے لگا برق ثانی بیٹھے سنا کیے دوپہر بجے سب
لگا بجا کے سوئے اب برق ثانی ڈیوڑھی سے نکلے پشت پر مکان کے آئے کمند مار کر کوٹھے پر چڑھے
دیکھا دُلھن پڑی سو رہی ہی پھولون کا زیور پہنے ہوے چاندی کا زیور موٹے موٹے کڑے چوڑیان
ہاتھ مین جوانی کی نیند بے باک پڑی سو رہی ہی مُنھ کھلا ہوا بال چہرے پر پریشان سینہ پر اُبھار ابروے خمدار
مثل تیغہ اصفہانی برق ثانی نے مُنھ پھیر لیا قریب پلنگ کے آیا دارو بیہوشی کنچے مین نکالی برابر
دماغ کے لگا دی وہ عورت یا تو سوتی تھی یا اب بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی برق ثانی نے اسکو

تو کوین مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر تیار ہوا اُسی عورت کی شکل بنا پلنگ پر آکے
سو یا صبح کو آکے مان نے پائون پکڑکے جگایا کہا بیٹی اُٹھو بیاہے گھر جانا ہی دن چڑھے تک نہ سویا
کرو شوہر نوکری پیشہ جب وہ اُٹھے تمھین جاگتا پائے اب تمھاری ساس بھی مر گئین اکیلے گھر مین
جاکر بیٹھو گی شوہر کو راضی رکھنا برق روتے ہوے اُٹھ بیٹھے کہا اے مادر مہربان کیا بیان کرون جو دل
پر قلق ہی آپ کی جدائی کا بڑا ملال ہی مان نے کہا بی عادتین بدلو اور عادتین اختیار کرو اب مین تمھاری
رُخصتی کی تدبیر کرتی ہون اُسیوقت شوہر سے کہا آج اِسکو ٹھنڈے وقت رُخصت کرو برات کے دن دھوپ
چڑھ آئی تھی آج تک جلتی رہی باپ نے چوپہلا درست کرایا اُسمین دُلھن کو سوار کیا کہارون نے اُٹھایا
اُسی جنگل وعدہ گاہ مین لاکر چوپہلا رکھا تھوڑے ہی عرصے مین آسمان پر سنّاٹا ہوا عنکبوت بہ شکل طاوس
آکر پہونچا تڑپ کے گرا پنجہ رسیدون مین دیکر ڈولی سمیت لے اُڑا باپ نے پکار کر آواز دی اے عنکبوت
یہ لونڈی خدمت کو دیتا ہون اِسکا خیال رکھنا عنکبوت ہون ہون کرتا ہوا ڈولی کو لے اُڑا
قلعہ پر پہونچا ایک محلہ مین مکان ہی اُس مکان مین اُتارا ڈولی سے پاندان صندوقچہ اُٹھا کے گھر مین رکھا
کہا صاحب اُترو اب مکان مین تنہائی ہی کس سے شرم کروگی مان نے انتقال کیا برق ثانی گھونگھٹ
نکالے ہوے اُترے پلنگ پر بیٹھے عنکبوت نے کہا میری نوکری کا وقت ہی مین دوپہر کو آؤنگا یہ کنجیان
حاضر ہین کوٹھریون مین سب اناج وغیرہ رکھا ہی یہ کہکے عنکبوت گیا برق ثانی نے اُٹھکر دروازے مین
کُنڈی دی کوٹھریان کھولین سب سامان بھرا ہوا پایا ارہر کی کھچڑی نکال کے چولھے پر چڑھائی
نمک اپنے پاس سے ڈالا کھچڑی نکال کے تخت پر رکھی گھی کی ہنڈیا قریب رکھدی چٹنی بھی پیس کے رکھی
سب سامان قریب رکھ کے آپ پھر اوڑھ لپیٹ کے بیٹھ رہی دوپہر کو عنکبوت نوکری پر سے آیا تھکا
ماندا چولھے مین دیکھا خاک اُڑ رہی ہی بہت پریشان ہوا سوچا کہ شرم کے مارے کچھ نہ پکایا کہا
کیون صاحب کنجیان ہم دے گئے تھے تم نے کچھ نہ پکایا برق ثانی نے دوپٹے سے ہاتھ نکال کے
اشارہ کیا اب عنکبوت نے تخت پر دیکھا سب سامان رکھا ہی خوش ہو گیا صراحی پانی کی بھی
رکھی ہی گھی کی ہنڈیا قریب چٹنی ایک ظرف مین خوش ہو گیا سوچا کہ گھر والی کی ذات سے بڑا آرام ہوتا
ہی کس سلیقہ سے کھانا رکھا ہی کھچڑی سے خوشبو آتی ہی خوب تنکے کھائی جب کھا چکا پانی پیا پیاس
نہین بجھتی ساری صراحی پی گیا پیٹ پھولتے پھولتے مُنھ کو آیا گھبرا کے کہا ارے صاحب مجھکو اُٹھ کر

پانی پلاؤ میرا پیاس سے دم نکلا جاتا ہی برق ثانی کہتا ہوا اُٹھتا ہی ہر حیرت شوہر کو کیا ہو گیا ارے
میرے وارث کا عجب حال ہی پھر کہا کہ کنوئین کے پاس چلکر بیٹھو مین پانی بھر کے تمھین نہلاؤن
جب یہ کنوئین کے پاس آیا پانی بھرنے کے بہانے سے اُٹھین قریب آ کے کنوئین مین ڈھکیل دیا عنکبوت
تو تڑپ تڑپ کے کنوئین مین مرا اب برق ثانی عنکبوت کی شکل بنکر باہر نکلا راہ مین ساحرون سے بھی
ملاقات ہوئی ساحرون نے پوچھا میان عنکبوت کہان سے آتے ہو آج تمھاری نوکری خاص دردولت
ملکہ یاقوت پر ہی یہ بتہ پا کر برق ثانی در دولت ملکہ یاقوت پر آیا پہرے پر بیٹھا پہرا دینے لگا جمعدار
وغیرہ بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ عنکبوت جادو کا چہرہ سرخ ہوا بیقرار ہو کر چلانے لگا اور
کہا یا لات و منات مجھے بچاؤ ایسا نہو یہ کالی کالی صورت کے لوگ مجھے کھا جائین یا کوئی اور آفت
برپا کرین یہ کہکے غل مچانے لگا ہر طرح ہوا کہ عنکبوت کو کیا ہو گیا یاقوت ہی سنکر محل سے باہر آئی دیکھا کہ
عنکبوت جادو دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہا ہی بدن انتہا کا گرم ہی کبھی اٹھتا کبھی گرا ملکہ یاقوت نے
کہا اسکا تو قلب الٹ گیا چونکہ یہین جو شاہی دار الشفا ہی وہان لیجا کے اسکو رکھو حکم دو کہ حکیم اسکا علاج کرے
ملکہ یاقوت تو یہ کہکر چلی گئین ساحر برق ثانی کو کشان کشان اُس مکان مین لائے شہر والون نے
دیکھا کہا اسکو وحشت ہو گئی ہی خلاف کلام کرتا ہی کسی کو دیکھکر مارنے دوڑا کسی کو گالی دی کبھی آسمان کی
طرف دیکھکر پکارتا ہی لو پونے دو سو خداوند آ گئے سامری و جمشید بھی ساتھ ہین آخرکار لا کر اُس
مکان مین برق ثانی کو داخل کیا حکیم نے نبض دیکھی کچھ نسخہ لکھدیا علاج ہونے لگا کبھی صحت ہوتی ہی
کبھی عارضہ بڑھجاتا ہی اسی طرح علاج ہو رہا ہی کئی مہینے برق ثانی کو اُس جگہ گذر گئے ایکدن برق
نے دیکھا وزیر و امیر و مشیر کپڑے عمدہ پہنے ہوے بیرون شہر جاتے ہین رئیسان شہر بھی ساتھ ہین
برق ثانی نے پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین لوگون نے کہا سال بھر کے بعد کوہ رنگا رنگ پر
جشن ہوتا ہی اسکا زمانہ قریب آیا ہی برق ثانی جی مین کہتا ہی کہ چلکر کوہ رنگا رنگ کو دیکھنا چاہیے کہ
وہان تصویر خداوند کیا کرتی ہی وہان کے لوگون سے کہا کہ ملکہ یاقوت سے جا کر عرض کرو کہ عنکبوت
کو کوہ رنگا رنگ پر لیچلیے شاید زیارت خداوند سے صحت حاصل ہو لوگون نے جا کر ملکہ یاقوت سے
کہا یاقوت نے کہا بہت ہی مناسب ہی جب ہم چلین تب ہمارے ساتھ چلے دوپہر کو ملکہ یاقوت
سوار ہوئین کلیم و سلیم سے کہ گئین تم ہمارے بعد آنا وقت پر پہونچنا یہ کہکے سوار ہوئین جب قریب

اُس مکان کے آئین حکم دیا کہ عنکبوت کو بھی ساتھ لیلو جادوگرون نے عنکبوت کو ہمراہ لیا ایک سواری پر سوار کر لیا اس طرح برق ثانی چلے ایک مقام پر شام ہو گئی ملکہ یاقوت اُتر پڑین اور فرمایا عنکبوت کو بلاؤ دیکھا آج صحت ہی باتین بھی ہوش کی کرتا ہی پوچھا ای عنکبوت مزاج کیسا ہی کہا حضور خدمت خداوند مین چلتے ہین جنگل کی ہوا نے دل کو فرحت بخشی شب کو اُسی مقام پر رہے صبح کو پھر ملکہ یاقوت سوار ہوئین پہر دن رہے صحراؤن کو طی کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا لاکھون آدمی خیمے بارگاہین استادہ جابجا میلے کے سامان ایک جانب بھنگیریون کی دوکانین مسند لگائے تخت پر نازنینان مہ جبین سامنے سُنہری حقے اُنپر لال نیچے ایک طرف آگ سلگ رہی ہی ایک طرف سے ایک جوان نے چوانی پھینکی کہا ای ساقن صاحب ٹرہ سا لجھان کا پلوائیے مگر پڑو پر کی ہو کہ جوانون کو نشے ہون بھنگیرن نے چلم چرس کی جمائی آگ اپنے ہاتھ سے رکھی جوان نے کہا ذرا مُنھ تو لگا دو ساقن نے ایک دم لگایا جوان خوش ہو گئے سامنے ساقن کے کھڑے ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسو لکا رندون مین ۔ پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مُردون و زندون مین
نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دُھن کا پکا ہی ۔ بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی وزنکا ہی

ایک جانب مداری تماشا کر رہا ہی ایک جانب گگنتین ناچتی پھرتی ہین اور ڈھول بج رہا ہی عجب رنگ ہی کہین چہار بیت ہو رہی ہی ایک جانب جوان جوان لوگ چہرے زرد انتہا کے دُبلے پتلے لیٹے ہین نگالیان مُنھ سے لگی ہین خوانچے روشن دھوئین اُڑ رہے ہین معلوم ہوا چانڈو پینے والے پڑے ہین ایک پہاڑ نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر ایک حجرہ بنا ہی اُسکے دروازے پر گھنٹ نواز اور ناقوس نواز سیکڑون برہمن تہمری دھوتیان باندھے ہوئے ماتھون پر تلک لگے ہوئے پوتھیونکا جاپ کر رہے ہین یا سامری کا اڈہ ہی برق ثانی نے یہ سب تماشا دیکھا حیران ہی کہ یہ کیا جال پھیلا ہی لوگون سے دریافت ہوا اس حجرے مین ایک تصویر سنگ مرمر کی ہی مثل انسان کے وہ تصویر باتین کرتی ہی تصویر سامری مشہور ہی برق ثانی خاموش ہو رہا رات کو اُسی مقام پر سو یا صبح کو ملکہ یاقوت مع وزرا و امرا کشتیان جواہرات کی ساتھ لیکر طرف پہاڑ کے چلین پکار کر آواز دی کہ عنکبوت کو ساتھ لیلو برق ثانی بھی ساتھ ہوئے گھاٹیون کو طی کرکے بالائے کوہ پہونچے دیکھا پوجا پاٹ ہو رہا ہی نذر و نیاز سب چڑھا رہے ہین اندر حجرے کے ایک تصویر پتھر کی

مثل انسان کے باتین کر رہی ہی برق ثانی کا ایک جادوگر ہاتھ پکڑے ہوے ملکہ یاقوت کے
ساتھ ساتھ ملکہ جب سامنے حجرے کے پہونچین کشتیان رکھوائین آپ واسطے سجدہ کے جھکین برق ثانی
بھی دو انگلیون کی محراب بنا کے واسطے سجدے کے جھکا جب سر اُٹھایا تصویر سے آنکھ مل گئی تصویر نے
آواز دی او یاقوت جادو کیسی غافل ہی طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی تجھکو اپنے گھر کی خبر نہین یہ جو تیرے
برابر سنہری کپڑے پہنے کھڑا ہی عیار طلسم کشا ہی اسکو مارے قدرت کو دم دینے آیا ہی یہ کہکر تصویر نے
آواز دی ارے اِسکو پکڑلو برق ثانی نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا جو جادوگر ہاتھ پکڑے کھڑا تھا
اُسکو ایک خنجر مارا وہ لڑکھڑا کے گرا اندھیرا ہوا برق ثانی تو کود کر بھاگا اندھیرے مین ساحر اُسکو
ڈھونڈنے لگے برق ثانی پہاڑ سے نیچے کود گیا جادوگر ڈھونڈتے رہگئے برق ثانی نے اپنے کو
ایک غار مین گرا دیا ساحر ڈھونڈھ کے پلٹے کسی کو نہ پایا دن بھر زیر کوہ ہنگامہ رہا یاقوت پہر دن رہے
رخصت ہو کر طرف اپنے ملک کے گئی برق ثانی نے غار سے دیکھا زیر کوہ سناٹا ہوا رات کے وقت
غار سے باہر نکلا اپنی حماقت پر نادم ہی کہ ای برق ثانی اتنے عرصے تک شہر یاقوت نگار مین رہے
کوئی کام نہ کیا جسدن چاہتے یاقوت کو پکڑ لیتے مگر قصد نہ کیا آج اُن سب سے چھوٹے اب
اس طرح شہر مین جانا نہایت دشوار ہی جھاڑ پونچھ کے غار سے نکلا کنارے کنارے کوہ کے چلا
دور سے دیکھا ایک باغ معلوم ہوتا ہی یہ باغ باغ کنیزان سامری مشہور ہی ہر شخص یہ جانتا ہی اسمین
کنیزان خداوند رہتی ہین برق ثانی پشت پر باغ کی آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا گوشے سے دیکھا ایک
ساحرہ سر جھاڑ منہ پہاڑ مسند پہ بیٹھی ہی اور جو اسباب دیر مین بطور نذر چڑھایا گیا تھا وہ یہان جمع ہی
وہ ساحرہ کنیزون کو بھی دے رہی ہی برق ثانی حیران کہ یہ اسباب تو دیر مین چڑھایا گیا تھا وہ
یہان کیونکر آیا معلوم ہوتا ہی یہی ساحرہ اُس تصویر سے آواز دیتی ہی مگر وہ ساحرہ کنیزون سے یہ
کہہ رہی ہی برق ثانی عیار یاقوت جادو کے ساتھ آیا تھا مین نے پہچانا اس طرح تڑپ کے نکل گیا کہ ہزارہا
جادوگر تلاش مین گیا کسی نے اُسکو نہ پایا یہ بھی برق ثانی نے سنا گوشے مین چھپا بیٹھا رہا محفل مین دورہ
شراب کا ہوا ساحرہ جب نشے مین چور ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چھپر کھٹ پر گئی کنیزین اپنے اپنے مقام پر
جا کے سوئین اب برق ثانی اپنے مقام سے اُٹھا تھر تھر کانپتا ہوا دل پہ پتھر رکھ لیا قریب پلنگ کے
پہونچا ملنے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دیکر اُسے بیہوش کیا گود مین اُٹھا کر گوشۂ باغ مین لایا زمین

اپنے ہاتھ سے کھودی اُسکو زندہ در گور کیا اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سویا صبح کو جو اُٹھا نہایت
بدمزاج جس کنیز نے آکے سلام کیا اُسکو خنجر مارا کہا سامنے سے دور ہو ہم تو ابھی سوکے اُٹھے ہین ہمکو
سلام کرتی ہی دوسری نے خوف کے مارے سلام نہ کیا اُسکو یہ کہکر خنجر مارا کہ ہمکو سلام نہین کرتی جب
دس پانچ کو مارا کنیزین ہاتھ باندھ کے سامنے آئین عرض کرنے لگین حضور کو کس بات پر غصہ ہو صاف
صاف ارشاد ہو کیا منظور ہی برق ثانی نے کہا مادولت دیر مین جانا چاہتے ہین رستہ یاد نہین ہی
مادولت دیر مین جائینگے راستہ بتاؤ کنیزون نے عرض کی سامنے زیر محل سے نقب ہی اسمین سے حضور
دیر مین تشریف لیجاتی ہین یہ سُنکر برق ثانی خوب ہنسے کہا بس ہمکو یہی منظور تھا اب برق ثانی
اُس نقب مین داخل ہوا دیر مین سر نکالا تصویر سنگ مرمر جو نصب ہی اسمین بھی جوف ہی اُس
جوف مین برق ثانی داخل ہوا دروازہ دیر کا کھولا سب برہمن دوڑے کہ آج خلاف وقت
کیون دروازہ کھلا دیکھا قدرت بہ قہر و غضب آواز دے رہے ہین کہ کیون بندگان خاص الخاص
عین جشن مین عیار طلسم کشا دیر کے قریب آیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا ہو شرط کہ سب کو جلا دون تمام
طلسم کو خاک مین ملادون برہمن کانپنے لگے جواب دیا یا خداوند خطا ہوئی معاف فرمائیے کہا ایک
کام کرو نامے لیکر شاہان طلسم کے پاس جاؤ کل قدرت کا یہان جشن عالی ہی شراب کے مٹکے جمع کرو
قدرت اُنپر اپنا نام لکھدین جو ایک جام پیئے گا سو برس عمر اُسکی بڑھیگی یہ سُنکر برہمن خوشی کرنے لگے
رقعے قدرت کی طرف سے سب بندون کو لکھنے لگے کہ کل آکر سب جمع ہون قدرت اپنا فیض
جاری کرینگے یہ رقعے لیکر برہمن اول قلعہ یاقوت نگار مین پہونچے یاقوت جادو کو رقعہ دیا
یاقوت نے رقعے کو آنکھون سے لگایا دونون بیٹیان سلیم جادو و کلیم جادو سے کہا تیاریان کرو
کل ہم دربار خداوندی مین جائینگے اے نور نظر تم بھی آنا رات بھر تیاریان کین صبح کو روانہ ہوئین
برہمنون نے رقعہ آفتاب گر مجو کو بھی پہونچایا سب جگہ رقعے پہونچ گئے یاقوت بیٹیون سے کہکر
روانہ ہوئی پہلے آکے پہونچی دیکھا دیر کا دروازہ کھلا ہی مٹکے اور گھڑے جمع ہین اُنمین شراب بھری ہی
قدرت چیخ رہے ہین غل مچا رہے ہین کہ بندے ہمارے آئے یاقوت جادو نے آکر سجدہ کیا
برق ثانی نے آواز دی سجدہ ہمکو نہ کرو جب طلسم کشا کو مٹائینگے عمر تمھاری بڑھائینگے تب ہم
تم سب سے سجدہ لینگے سب خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے مین دیکھا دیر کا صحن سب بھر گیا

۱

اب تو برق ثانی سمجھا کہ لوگ آ گئے برہمنون سے اشارہ کیا بندون کو ہمارے شراب پلاؤ
برہمنون نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کیے کچھ گھڑے شکے زیر کوہ بھی بھیجے دوکاندار و نکو
بھی شراب ملنے لگی ایک تھوڑے ہی عرصہ مین شراب پی کے حرکات ناشایستہ کرنے لگے کوئی
ناچتا ہی کوئی گاتا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی مُنھ کے بھل گرتا ہی صحن ویرہ مین یاقوت بیٹھی ہی اُسکی
انیسین جلیسین کنیزین سب سامنے جمع ہین برہمنون نے سب کو شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سامنے
والے بیہوش ہوئے سبکا بیہوش ہونا کہ برق ثانی تصویر سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق ثانی

منم برق ثانیٔ خنجر گذار
ہمہ جا شود الامان الامان

گشتم ساحران جہان را بدار
منم پور شاگرد خواجہ عمرو

در آیم اگر در صف کافران
زمین کافران میکنند الحذر

کافرون کو قتل کرنے لگا کبھی سحر جادوگرون کو مارا ہر مرتبہ چاہتا ہی یاقوت کے پاس جاؤن جاکے
اُسکو قتل کرون راہ مین اور جادوگرنیان مل جاتی ہین اُنکو قتل کر رہا ہی بہت چاہا کہ یاقوت کو
قتل کرون مگر ممکن نہوا یاقوت تک نہ پہونچا کنیزون مصاحبون کو مارا قضاے کار کلیم و سلیم
بیٹیان یاقوت کی جو چلین راہ مین جادوگرنیون کے مرنیکی آواز کان مین آئی ایکطرف مصاحبان
یاقوت کے مرنے کی صدا اٹھی گھبرا گئین کہ مان کی مصاحبونکو کسنے مارا دونون نے اپنے طاؤس
اُڑائے بر سر کوہ زنگار رنگ اگر لہرائین دیکھا ایک عیار طرار کمسن نیمچہ ہاتھ مین ساحرونکو قتل کرتا
ہی یاقوت کو بھی قتل کیا چاہتا ہی زیر کوہ و بالاے کوہ سب بیہوش پڑے ہین وہین سے دونون نے
للکارا او مکار غدار خبردار مادر مہربان کو قتل نہ کرنا ورنہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے منم
کلیم و سلیم برق ثانی نے سر اُٹھا کے دیکھا دو جادوگرنیان سر پر لہرا رہی ہین برق ثانی نے چاہا
تڑپ کے بھاگون اُن دونون نے سحر کیا برق ثانی کے پاؤن زمین نے تھامے دونون زمین
پر آئین باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے یاقوت جو اُٹھی دریاے خون جاری دیکھا اپنی
مصاحبونکے لاشے دیکھے گھبرا گئی بیٹیون نے سب حال بیان کیا کہ ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا
دیکھا آفتاب گرمخو آکر پہونچی یہ حال جو دیکھا کہا ارے قدرت کی تو خبر لو اس ظالم نے قدرت
کو مٹایا جب تو اُنکے مقام پر آیا دیر مین گئی تصویر مین جوف پایا زیر تخت نقب دیکھی باغ مین پہونچی
وہان لاشہ قدرت کا پایا کنیزونسے حال پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے کہ کیا معرکہ گذرا قدرت کو

کیونکر یارہ اُنھین کی شکل بنکر دیر مین گیا آفتاب نے سبکو ہوشیار کیا اور رخصت ہوئی برق ثانی
کو ایک قفس مین قید کیا کہا بوا یاقوت لیجاؤ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا طلسم کشا پہ نہین معلوم کیا
گذری اب کس مقام پہ ہی ضرور اُسکی طرف سے فتور بپا ہوگا قدرت کا مارا جانا بھی صورت زوال ہی
ہم تصویر قدرت سمجھے تھے یہ ساحرہ تھی مذہب اُسنے بگاڑا آفتاب گر مجو بہت جھلائی مذہب کو
بُرا بھلا کہنے لگی کہا بہن یاقوت اب ہوشیار رہنا اسکی قید بہت اچھی طرح رکھنا دیکھو کوئی فتور
نہ آنے پائے اپنے آقا سے یہ الگ تھا تو اُسنے یہ قیامت برپا کی اگر یہ اُس سے مل جائے تو نہین معلوم
کیا قیامت برپا کرے وہ طلسم کشا صاحب اقبال یہ عیار طرار مکار غدار اگر یہ اُسکے ساتھ ہو تو
آفت ہی یاقوت جادو قید برق کو لیکر شہر مین آئی یہ تو مشہور ہی کہ بیٹی کے غم مین ہی جب مرجان
کا ذکر آتا ہی تو پہرون روتی ہی ایک دن برق ثانی نے یاقوت جادو کو مکدر پایا پوچھا کیون ملکہ
عالم کیسا مزاج ہی یاقوت نے رو رو کے حال بیٹی کا بیان کیا برق ثانی باتون مین بہلانے لگا اس
لطف سے باتین کین کہ یاقوت خوش ہوگئی حیران ہی کہ کوئی مقام ایسا مقرر کرون کہ آٹھ پہر اسکی
باتین سنا کرون بیٹیون سے کہا تم سلطنت کرو مین بیرون شہر باغ ہی اُسمین جاکر رہون وقتاً فوقتاً
آیا کرونگی بیٹیون کو شہر مین چھوڑا آپ آکر باغ مین رہی آٹھ پہر برق ثانی کا گانا سنا کرتی ہی اکثر
قفس سے برق ثانی کو نکال لیتی ہی گانا سنا کرتی ہی آٹھ دن گذرے ہین کہ کلیم و سلیم تخت پر بیٹھی
ہین کہ رونے کی صدا بلند ہوئی گھبرا کر کلیم و سلیم نے کہا ارے یہ کون روتا ہی کنیزون نے عرض کی
حضور کنیزان بیگم روتی پیٹتی آئی ہین اسقدر بے تاب و بیقرار ہین کہ کچھ جواب نہین دیتین کلیم و سلیم نے
کہا اندر بلاؤ کنیزان بیگم اندر آئین پوچھا کلیم و سلیم نے ارے کیا امر گذرا خون جسم مین بھرا ہوا ہی
اسقدر بیتاب و بیقرار ہو کچھ حال تو بیان کرو معلوم ہوتا ہی کہین لڑائی ہوئی کیا امر گذرا کنیزون نے
سر پیٹ لیا کہا ای ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہوئی فرزانہ فیروزہ پوش معشوق مرجان پہ عاشق ہوئین
کوہ بلا پہ اُسکو جگہ دی ہی پہلے آپ کی جدہ کو خبر ہوئی سحر کے زور مین اُسپر جا پڑین اُسنے ہاتھ لوا رکا
مار دیا آپ کی دادی قتل ہوگئین لاشہ کوہ بلا پر پڑا ہی ہم نہ اُٹھا سکے آپسے اطلاع کرنے آئے ہین
یہ سنکر کلیم و سلیم نے ایک عرضی یاقوت کو لکھی حال قتل بیگم لکھا اور یہ لکھا کہم برای معاوضہ
خون جدہ جاتے ہین مزاج مین آئے تو آپ بھی آئیے ہم تو جاتے ہین یہ عرضی بھیج کر تیاری کرنے لگین

یاقوت کے پاس اُسوقت عرضی پہونچی کہ برق ثانی کا گانا سن رہی ہی برق ثانی خوب تڑپ تڑپ کے گا رہا ہی بتاتا بھی جاتا ہی یاقوت مبہوت ہو رہی ہی عرضی کو تو پڑھ کے ڈالدیا کنیزونسے کہا جاکر شیونسے کہنا تمھین اختیار ہی مین غم مین مرجان کے ہون مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مین بھی آونگی لیکن عرضی اسطرح پڑھی کہ برق ثانی نے سب حال سُنا اور زیادہ تکلف سے گانے لگا خوب تڑپ تڑپ کے گا رہا ہی مین کہتا ہی برق ثانی فرزند صاحبقران صاحب اقبال ہی بادشاہ طلسم کی بیٹی سے عشق ہوا اب سلسلہ معقول ہوا کیا عجب ہی کہ لوح بھی ملے بے شک شاہزادہ ہمارا صاحب شوکت ولیاقت ہوا مین کیونکر اُن تک پہونچون برق ثانی تو اس فکر مین ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون یاقوت کو گرفتار کرون پھر سوچا کہ دیکھو وہان کیا انجام ہوتا ہی یہان تو یہ صورت ہی کلیم وسلیم دو ہزار جادوگر تیار کر کے طرف کوہ بلا کے چلین یہان خسرو بیگر کو مار کر پہلو مین بی فرزانہ فیروزہ پوش کو لیے بیٹھے ہین لیکن جب سے بیگر قتل ہوئی فرزانہ بیقرار ہی کہتی ہی اے شہریار بیگر بزرگ طلسم تھی سب ساحر قصد کرینگے اس خیال مین آنکھون سے آنسو جاری دمبدم شاہزادے سے لپٹ جاتی ہی کہتی ہی اے شہریار بڑی ساحرہ قتل ہوئی اسکے مرنے سے طلسم مین ہنگامہ ہوگا اگر خبر پہونچی تو کیا عجب ہی کہ آفتاب بھی آنے کا قصد کرے اگر آفتاب آئی تو بڑی مشکل ہوئی سر اُٹھا کے دیکھتی ہی کہ کنیزین سب بھاگ گئین کوئی دوست دمونس باقی نہین فقط شاہزادہ ہی اور ملکہ پہلو مین بیٹھی ہی کوئی وزیرزادی انیس جلیس نہین باقی ہی صرف ملکہ شاہزادہ کے پہلو مین بیٹھی ہین شاہزادہ ہر مرتبہ اشک پاک کر کے فرماتا ہی ملکہ نہ گھبراو پروردگار مالک ہی انشاءاللہ اگر دس لاکھ ساحر آئینگے سب کو جواب دونگا شاہزادہ ہرچند سمجھاتا ہی ملکہ کی بیقراری نہین موقوف ہوتی دمبدم بیقراری بڑھتی جاتی ہی کہ آسمان پہ لکۂ ابر اُٹھا ملکہ نے کہا لو صاحب کوئی آتا ہی ہرچند سحر نہین جانتی مگر علامت سے تو آگاہ ہون کوئی ساحر بڑا آتا ہی یکایک ابر سے آواز آئی کہ او ننگ خاندان اس ظالم کو تو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال ہوتا ہی بزرگ طلسم زادی کو قتل کیا لاشہ اُسکا یون پڑا ہی کچھ تجھکو فکر نہین اب جو دیکھا کلیم وسلیم دو ہزار جادوگر وسے آگے پہونچین زمین پہ آتے ہی لاشۂ بیگر پر پہلے روئین پکار پکار کر کہتی تھین ہائے جدہ تم کس رنگ مین قتل ہوئین فلک نے کیا سامان دکھایا ہمنے تمھارا لاشہ دیکھا مادر مہربان غم مین مرجان کے نہایت مبہوت ہین کل مردمان طلسم تمھاری لاش پر آئینگے خوب بین کر کے ساحرونسے اشارہ کیا ارے تم دو ہزار ہو یہ مفتری اکیلا ہی بلوہ کر کے گرفتار کر لو سب

جادوگر لینا لینا کہکے چلے شاہزادہ تلوار کھینچ کر جا پڑا مثل شیر خشمناک لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیئے سو جادوگر تھوڑے عرصے مین مارکر ڈالدیے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی ان افسرون کو بڑھکر قتل کرون کلیم و سلیم سامنے سے ہٹ جاتی ہین دور سے سحر کرکے دیکھا سحر بہ سبب لوح محفوظ کام نہین کرتا یا اُلٹا پلٹا یا ہیبت کر اُسی مقام پر گر کسی ساحر کا کام تمام کیا شاہزادہ شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہی اسقدر ساحر ہین مگر بھاگتے پھرتے ہین بعض مُنہ کے بھل زمین پر گرتے ہین بعض کا قول ہی اس شیر سے کوئی عہدہ بر آنہوگا کیسا پشت و پہلو سے آگاہ ہی کسی کا دھوکہ نہین کھاتا کیونکر گرفتار کرین کلیم و سلیم الگ کھڑی ہوئی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہین کلیم نے سلیم سے کہا کیون بوا اب کیا ہوگا گرفتار ہونا اس شیر کا دُشوار ہی حقیقت مین یکتاز میدان جلادت شیر بیشۂ جرأت ہی جب تو بزرگان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر ایسا دلیر نہوتا تو ایسا مقدمہ سخت وصعب کیون اِسکے نام قرار پاتا لیکن عقل کو دخل دینا چاہیے سلیم نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بوا کیا تدبیر کرین دونون نے آپسمین کچھ صلاح کی جادوگرون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے بھی شاہزادے کی اطاعت قبول کی ہم جا بجا کتابون مین دیکھ چکے ہین کہ جو اِس جوان کے ساتھ بُرائی کرے گا بذلت مارا جائیگا اور جو اِسکی دوستی کرے گا عیش و آرام پائیگا شاہزادے نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا اے کلیم و سلیم ہم تمکو مرتبۂ اعلی دینگے تم ملکۂ عالم کی عزیز دانہ دونون نے کہا حضور ہماری شرکت سے بڑا مطلب نکلے گا کل ہی پاس آفتاب کے پہونچا دینگے آپ قتل کرینگے آپ کے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگی یہ کہکر دونون دوڑین اور آکر ملکہ فرزانہ کے قدمون سے لپٹ گئین کہا حضور ہم آپ کی لونڈیان ہین ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش رونے لگین کہا بہن تمنے بڑا احسان کیا میرے وارث کی خیر و خوبی ہو کہا حضور کل ہی ہم آفتاب کو مخو کو قتل کرا دینگے آپ سب جادوگرون کو لیکر اُسی صحرا مین بیٹھین کہا اے شہریار یہان سے قریب ایک باغ ہی شب کو چل کر اُسی مقام پر رہینگے صبح کو آپ کو قلعۂ آفتاب نگار مین پہونچا دینگے قلعے کے اندر ہی بلوہ کیجیے کہ آفتاب بھی دنگ ہو فوراً اُس کو قتل کیجیے طلسم یون ہی پڑا رہجائے جب بادشاہ مارا گیا پھر کسکی اتنی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے سب آپ کی اطاعت بدل و جان کرینگے آپ کا مذہب حق ہی یہ کہکر شاہزادہ اور ملکہ کو لیکر ایک باغ مین آئین

بارہ دری میں فرش بچھایا چھپر کھٹ آراستہ کیا آپ مثل کنیزوں کے خدمت کرنے لگیں پہر رات تک خدمت گزاری میں رہیں پہر رات گئے عرض کی حضور آرام فرمائیں کنیزیں برائے حفاظت موجود ہیں کیا مجال ہے کہ کوئی دشمن آسکے شاہزادہ و ملکہ فرزانہ چھپر کھٹ پر آئے دونوں نے باہم آرام کیا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے کلیم و سلیم قریب چھپر کھٹ کے آئیں لوح گلے میں شاہزادے کے پڑی ہوئی سلیم نے فوراً مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا لوح تو جھولی میں رکھی پکار کر آواز دی دو بار کئی خانمان ساحران عالم آنکھ تو کھول دیکھ تو کیا ہوا شاہزادہ اٹھا دیکھا دونوں جادوگرنیاں سر پر کھڑی ہیں گرد کنیزیں جانوں جانوں کر رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے اسکی مشکیں باندھو لو لوح محفوظ کا پڑا گھونڈ تھا لوح لے لی شاہزادہ یہ باتیں سنکر اٹھا قصد کیا تلوار کھینچوں کلیم و سلیم نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے شاہزادے کے گری لڑکھڑا کے گرا شاہزادے کو گرفتار کیا ملکہ فرزانہ نے آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں مجبور و ناچار کھڑا ہے گرد کنیزیں گھیرے ہوئے ہیں پکار کر آواز دی لوا کلیم و سلیم یہ تمنے کیا کیا دونوں نے کہا یہ معاوضہ خون پیکر جادو ہے اتنے بڑے بزرگ کو قتل کرایا ہائے افسوس کی سزا پایا یہ کہکے ملکہ کو بھی گرفتار کیا رات بھر اسی باغ میں رہیں صبح کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف شہر یاقوت نگار کے چلیں چار سو جادوگر ساتھ ہیں بڑی دھوم دھام سے جاتی ہیں شہر یاقوت نگار میں آکر پہونچیں ایک عرضی یاقوت کو لکھی کہ آپ کی کنیزیں گئیں جا کے طلسم کشا کو گرفتار کر لائیں اب کیا حکم ہوتا ہے یہ تو یہاں تشریف لائیے یا ہمکو اپنے پاس بلائیے کنیز عرضی لیکر چلی یاقوت گانا سننے میں غرق ہے برق ثانی بیٹھا مچل رہا ہے غزلیں ٹھمریاں سنا رہا ہے یاقوت مبہوت بیٹھی ہے قفس سے برق ثانی کو نکال لیا برق ثانی نے بھی دم دیا کہ آپ ایسی قدردان مجھے کہاں ملیگی عمر بھر خدمت میں رہونگا میں نے طلسم کشا کو چھوڑا مسلمانوں کی صحبت سے منہ موڑا مذہب سامری و جمشید مجھکو تعلیم کیجیے میں چاہتا ہوں لات پرست بنوں میری عقل میں آگیا کہ پوجنے دو کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کرنا یہ مسلمانوں کا کام ہے آپ کی صحبت میں رہا تو زنگ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا یاقوت کہتی ہے ای برق ثانی ہمارے ساتھ دغا نہ کرنا برق ثانی ہنس ہنس کے کہتے ہیں ای حضور میں آپ ایسی قدردان کہاں پاؤنگا کنیز کلیم و سلیم نے آکر نامہ دیا یاقوت نے پڑھا کہا ای برق ثانی سنا تمنے خسرو شہر دار گرفتار ہوے ملکہ فرزانہ بھی پھنسیں جسوقت بادشاہ طلسم سنیگی کہ میری بیٹی طلسم کشا پر مائل ہوئی کیا آفت

برپا کریگی اب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے برق ثانی نے کہا حضور جلد قتل کیجیے فرمایا کہ طلسم مین رہنا اچھا نہین آپ کی بیٹیون نے بڑا کام کیا یہ ظالم قتل ہوجائے تو میرے دلکو آرام آئے آپ جشن کیجیے اُس جشن مین مین لات ومنات کو سجدہ کرون تمام اہالی طلسم جان جائین کہ برق ثانی لات ومنات پرست ہوا حال سب پر کھلا یاقوت نے کہا اب طلسم کشا کو یہان بلوائین یا شہر مین جائین برق ثانی نے کہا حضور وہان چلکے کیا کیجیے گا یہان بلوا لیجیے رات بھر چوکی پہرا دیجیے سویرے مجھکو حکم ہو مین اپنے ہاتھ سے خسرو کو قتل کرون یہ بھی سُنا دون کہ اب ہم یاقوت کے تابعدار ہوے تمنے ہماری کیا قدر کی اِس رات کو بڑی حفاظت کرنا چاہیے سویرے عاشق ومعشوق قتل ہون یاقوت باتونسے برق ثانی کی خوش ہوگئی کہتی ہے اے برق ثانی تجھ ایسا رفیق ملا طلسم کشا قتل ہوا جہان بانیان طلسم نے یہ لکھا ہے کہ خسرو طلسم کشا ہے یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر خسرو وشیر دل کو قتل کیا تو پھر ہزار سال تک اِس طلسم کو زوال نہین اب عمر بھر چین کرینگے برق ثانی ہنس ہنسکے باتین بنا رہا ہے کہتا ہے اے ملکہ یاقوت آپ کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے آپ کی بیٹیون نے کیا کمال کیا طلسم کشا کو کیونکر دم دیا لوح تحفونا کو چھین لیا کیونکر لوح لی کیا فقرہ دیا کہ قید کرلیا جواب عرضی کا لکھیے کہ قید طلسم کشا ومعشوقہ طلسم کشا یہان لیکر آؤ لیکن خبردار ساحر ساتھ رہین عمدہ لوگ جو معتبر قدیم ہین وہی ساتھ رہین اور کوئی ورانداز ساتھ نہو رات بھر یہان حفاظت کرین صبح کو قتل پر کمر باندھین یہ جواب کنیز کو لکھکر دیا یہان وہان مین کلیم وسلیم بیٹھی ہین دونون قیدی سامنے زنجیرون مین جکڑے ہوے بیٹھے ہین کلیم وسلیم کہہ رہی ہین کیون اے طلسم کشا اگر ہم یہ دھوکا نہ دیتے تو تم کیونکر گرفتار ہوتے کیون بی فرزانہ پیکر کے قتل کا تمکو کچھ افسوس نہوا بزرگ طلسم سب کی حاکم ساحرہ اِس بلا کی وہ یون قتل ہوجائے اگر ساحرون سے لڑائی پڑتی دو لاکھ ساحر ایک طرف ہوتے پیکر ایک جانب ہوتی تو اُن دو لاکھ کو مٹاتی اِس طلسم مین کوئی اُسکا ہمسر نہ تھا یقین تھا کہ جسدن لڑائی پڑیگی ایک سحر مین لاکھون کو مٹا دیگی کون اُس سے مقابلہ کرسکیگا وہ یون چپکے چپکے قتل ہوئی آفتاب گرم خو آج تک سوگ مین ہے خسرو نے جواب دیا او مکّار دکیا بیہودہ بکتی ہو ہم صاف باطن ہین نیک وبد کا حال معائنہ ہے دل صاف وشفاف آئینہ ہے جو تونے کہا ہمنے قبول کیا ہم کیا جانتے تھے کہ مکر درپیش ہے اب کیا پس وپیش ہے قید سے چھوٹینگے طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے کلیم وسلیم کہتی ہین اے فرزند صاحبقران اب رہائی ناممکن قتل کے

امیدوار رہو یہ باتین درمیان ہی تہین صبح سامنا قتل کا ہی کہ کنیز جواب لیکر آئی کلیم و سلیم نے جواب پڑھا
ساتھ والونسے کہا سو بادگرہ مغیر چین تو مادر مہربان کو ایسا مرجان کا غم ہی کہ سلطنت ترک کی باغ مین سکونت
اختیار کی قتل طلسم کشا کو بھی یہان نہ آئینگی وہین ہمکو بلایا ہی یہ کہکر دونون اُٹھین خسرو و شیر دل و ملکہ فرزانہ
و سلاسل و مطوق ایک تخت پر سوار کیا کلیم و سلیم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے پشت پر سو جادوگر طرف باغ چلے
یہان برق نے یاقوت کو بیہوش کیا اپنی صورت بناکر قفس مین بند کیا آپ اسکی شکل بنکر بیٹھا کنیزون کو کہا کہ تم
دروازے پر ٹھہرو صرف دونون بیٹیان اندر آئین اور دونون قیدیونکو لائین کہ دونون مع سو جادوگرون کے
دروازۂ باغ پر پہونچین دیکھا کنیزین پہرے پر کھڑی ہین پکار کر آواز دی اے ملکہ سلیم و کلیم آگے نہ بڑھنا
ملکۂ عالم کا حکم نہین ہی ارشاد فرمایا ہی کہ دونون بیٹیان قیدیونکو لیکر اندر آئین کلیم و سلیم رکین قیدیون کو
لیا اندر باغ کے دونون آئین روشنی باغ مین ہو رہی ہی اور یاقوت جادو مسند پر بیٹھی ہی باغ پر نگاہ ہی
کہ کلیم و سلیم قید لیے ہوے خسرو کی آکر پہونچین یاقوت نے اٹھکر بیٹیونکو گلے سے لگایا کہا کہ ای
فرزندو بڑا کام کیا اس ظالم کو تمنے پکڑ لیا ہی مرجان طلسم کشا نہ آئین لوح محفوظ دیدی ملکہ نے کہا لاؤ
لوح محفوظ مجھے دو کلیم و سلیم نے دیکھا برق ثانی قفس مین بند سر ڈالے پڑا ہی کہا کیون مادر مہربان
عیار کو بھی قتل کیجیے گا یاقوت نے کہا ای نور نظر یہ بڑا عمدہ رفیق ہی مسلمانون سے بیزار مذہب لات
و منات کا خواہان اسکو لات پرست کرینگے ہمارے پاس رہیگا اب مین ہمیشہ اسی باغ مین رہونگی
سلطنت تمکو مبارک ہو ای نور نظر مینے مرجان کے بعد سلطنت سے ہاتھ اٹھایا ایک جشن کرین خوشی
قتل طلسم کشا کا اسی جشن مین برق ثانی لات و منات پرست ہوگا ہمین خوب خیال ہی یہ کہکے
کنیزونسے کہا باہر جاؤ ہم اور بیٹیان طلسم کشا کی حفاظت کرینگی رات بھر جاگین ایسا نہ ہو رات کو کوئی نور
ہارے کوئی معین و مددگار پیدا ہو شب قتل طلسم کشا ہی ہزار طرحکا انتظام چاہیے ای نور نظر اگر مین کوئی
خلاف حرکت کرون تو مجھے بھی قتل کرنا تمسے کوئی حرکت خلاف ہوگی تو مین تمکو بھی قید کرونگی رات بھر کے
لیے زندان مین موزون دونگی صبح کو بعد قتل طلسم کشا چھوڑ دونگی دونون نے عرض کی آپ مالک ہین جو
مناسب ہو وہ کیجیے دونون قیدیونکو ستون سے باندھو دو قیدیونکو ستون سے باندھا اور دونون
بیٹیونکو دو تلوارین دین لوح محفوظ تو پہلے ہی اپنے پاس رکھلی کہا تم حفاظت کرو مین پلنگ پر بیٹھی
دیکھ رہی ہون یکایک بیٹے بیٹے کہا چار کنیزین باہر سے بلالو سلیم گئی چار کنیزین باہر سے بلا لائی ان

کنیزو نے کہا تم بھی حفاظت کے لیے بیٹھو آپ چار پائی پر بیٹھی نیچہ کھینچکر اپنے آگے رکھ لیا اسباب سحر
رکھا ہوا چپکے چپکے اسماے سحر پڑھنے لگی یکایک دو پہر رات گئے آواز دی اری کلیم مین نے تیری حرکت
دیکھی ہاتھ کیسا ہلاتی تھی ادھر میرے پاس آؤ کلیم تھرتھراتی ہوئی سامنے آئی جیسے کلیم سامنے آئی کہا
بیٹا مین نے تمھاری حرکت دیکھی تمنے طلسم کشا سے کیا اشارہ کیا مین نے دیکھ لیا کلیم نے کہا اے
مادر مہربان مین تو خاموش بیٹھی رہی مین نے تو ہاتھ پانون بھی نہین ہلایا یاقوت نے کہا مین یہ کچھ
نہین جانتی میرے دل مین شک آیا مین اب تمکو گرفتار کرونگی اگر گرفتاری نہ قبول کرو تو مجھسے مقابلہ کرو
کلیم نے کہا اے مادر مہربان میری مجال ہی کہ مین آپ سے مقابلہ کرون کہا تو زبان نکالو دو پہر کی تکلیف
ہی پھر ملکہ کو بعد قتل طلسم کشا کے رہا کردونگی نہین تو مقابلہ ہو جائے کلیم نے سر جھکا لیا کہا میری کیا مجال
ہی کہ آپ سے مقابلہ کرون یہ کہکے زبان نکالی یاقوت نے کلیم کی زبان مین سوزن دی ستون سے
مروڑ کر مشکین باندھین سلیم تھرتھر کانپ رہی ہی جی مین کہتی ہی ہمشیرہ سے کیا خطا ہوئی کہ جو مادر مہربان
نے قید کیا میرے نزدیک تو بجا تھی یا مادر مہربان نے دیکھا ہوگا پرانی جادوگرنی ہی کوئی تو بات
دیکھی سلیم سر جھکائے بیٹھی ہی سر نہین اٹھاتی اسواسطے کہ مین طرف طلسم کشا کے دیکھون کوئی خطا
نہ نکل آئے اس سوچ مین بیٹھی ہی یہان یاقوت چارون کنیزو نسے بولی اری تم سوتی ہو ہوشیار ہو
بیٹھو نہین یہانسے نکلجاؤ کنیزون نے عرض کی جب حضور نے بیٹی کو قید کر لیا تو ہماری کیا حقیقت ہی
کہا اپنی اپنی زبانون مین سوزن دو مین نے تم چارون کے قاعدے دیکھے یا مجھسے مقابلہ کرو کنیزون
نے کہا ہماری کیا مجال ہی جو حکم ہو بجا لائین یاقوت نے کہا زبان مین سوزن دینگے اپنی اپنی زبانین
نکالو کنیزون نے زبانین نکالدین یاقوت نے چارونکی زبان مین سوزن دی انکی بھی مشکین باندھکر
ستون سے باندھا تھوڑی دیر کے بعد آواز دی کیون سلیم بیٹے تمھارے حرکات دیکھے میرے
پاس آؤ اری تونے بھی ہاتھ ہلایا یہ کیا اشارہ سے کرتی تھی جلد میرے پاس آؤ سلیم کانپتی ہوئی سامنے
آئی یاقوت نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا سلیم رونے لگی کہا مادر مہربان مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی مین نے
ہاتھ پانون کچھ نہین ہلایا یاقوت نے کہا بیٹا مین نے دیکھا میرے دل مین شک پڑا مین ضرور تمکو
بھی قید کرونگی یا مجھسے مقابلہ کرو مین لڑونگی سلیم نے کہا جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے یہ کہکے زبان
نکالی یاقوت نے زبان مین سوزن دی اور سلیم کی بھی مشکین باندھین وہ گرفتار ہو لئے خسرو کے

لپٹ گیا اور کہا حضور نے غلام کو پہچانا سنم برق ثانی ہی یاقوت کو پکڑ لیا قفس مین قید ہین غلام نے جو خبر سُنی بیقرار ہو گیا مین نے گرفتار کیا انتظار مین حضور کے تھا لوح محفوظ گلے مین خسرو کے ڈالی کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹ گرین ملکہ فرزانہ کو بھی رہا کیا قفس کو اُتارا اُس مین یاقوت بند تھی یاقوت کو قفس سے نکالا زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن اب یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت کی جو آنکھ کھلی بیٹیونکو دیکھا کہ ستون سے بندھی ہوئی کھڑی ہین زبانون مین اُنکی بھی سوزن چارون کنیزون کی بھی زبان مین سوزن یاقوت گھبرا گئی برق ثانی نے صورت اصلی بنائی شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ڈالدی ملکہ فرزانہ کو تخت پر بٹھایا ہو پکار کر آواز دی ای ملکہ یاقوت قدرت خدا کو تمنے دیکھا مجھ ایسے حقیر کو تمپر غالب کیا شاہزادہ قید سے چھوٹا لوح محفوظ گلے مین پڑ گئی ای ملکہ یاقوت اگر دل سے اطاعت کی فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بخوبی مجھکو ثابت ہی کہ ہمارا شاہزادہ طلسم کشا ہی ضرور طلسم کو توڑیگا جو اطاعت نکریگا وہ مارا جائیگا اور تصور یہ ہی کہ شاہزادہ اب لوح کی فکر کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوئی اور طلسم توڑا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کرو ملکہ فرزانہ دختر بادشاہ طلسم کی یہی بادشاہ طلسم ہوگی ای یاقوت تمنے کارخانہ قدرت خدا کا دیکھا کہ وہ مسبب الاسباب ہی شاہزادہ بھی اُٹھا کہا ای ملکہ یاقوت تم میری بزرگ ہو مرجان کے قتل نے دل توڑ دیا پیکر نے قتل کیا لیکن جن بزرگ نے مجھکو ہدایت کو وہ بلا کی کی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مرجان سے ملوگے پروردگار کو اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرے خاک کو اُسکی جمع کردے اور روح تازہ عطا فرمائے اسوجہ سے امید ہی بزرگان دین نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ضرور ملاقات ہوگی شاید کوئی سبب پروردگا نے رکھا ہو مرجان کا ذکر جو شاہزادے نے کیا یاقوت بے اختیار ہو کے روئی اِشارہ کیا کنیز کی آپ زبان سے سوزن نکالیے مین نے دلسے اِطاعت کی برق ثانی کہتا تھا حضور سمجھ لیجیے یہ ساحرہ بہت زبردست ہی ایسا نہ ہو بگڑ جائے تو اِسکو کون سنبھالے گا شاہزادے نے کہا پروردگار مالک ہی چہرے پر اِسکے نور اِسلام چمک گیا یہ کہکر زبان سے یاقوت کی سوزن نکالی یاقوت قدمونسے شاہزادے کے لپٹ کے بہت روئی مرجان کو یاد کیا کہا حضور اُسکی نشانی ہین مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی دین پروردگار اختیار کیا شاہزادے نے کہا بیٹیونکو سمجھاؤ ایسا نہ ہو یہ نہ مانین اور برق ثانی قتل کرے یاقوت ٹہلتی ہوئی دونون کے پاس آئی کہا ای نور نظر شاہزادے نے

کس لطف سے رہائی پائی اب اگر اطاعت نہ کروگی تو عیار کو اختیار ہی فوراً قتل کریگا اُسکو کون روکیگا
مجھ ایسی ساحرہ کو اُسنے پکڑ لیا تمکو کس تکلف سے گرفتار کیا اب یہی مناسب ہی کہ دل سے اطاعت
دین اسلام اختیار کرو تم ایک مرتبہ مکر کر چکی ہو شاہزادہ ایسا جلیل ہی کہ اُس خطا کا خیال بھی نہین ہی
بس اب بہتر یہ ہی کہ دل وجان سے اطاعت کرو ایسا نہو برق ثانی قتل کر ڈالے اسطرح یاقوت
نے سمجھایا دونون بیٹیون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے کہ ہم زبان سے جواب دیوین
یاقوت نے فوراً سوزن نکالی دونون کی دونون قدمون سے شاہزادے کے لپٹ گئین عرض کی ای
شہریار ہماری خطا کو معاف فرمائیے جیسی خطا کی اُسکا معاوضہ پایا ہم بدل وجان حاضر خدمت فیض حیث
ہین جو مان نے ہماری اختیار کیا ہم بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتے ہین کنیزون نے بھی اطاعت کی چار
سو جادوگر جو باہر تھے اُنکو بلایا اُنھون نے جو یاقوت کو مطیع دیکھا وہ بھی بدل وجان شریک ہوے
اب یاقوت نے شاہزادہ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ فرزانہ کو تخت پر چوب وچاق ہاتھ مین لیکر مان
بیٹیان ساتھ ہو مین اہتمام سواری کرتی ہوئین قلعہ یاقوت نگار مین لائین شہر والون نے جو جمال
جہان آرا ے شاہزادہ دیکھا سب نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے لاکر دار الامارہ مین ملکہ
کو تخت پر بٹھایا ملکہ یاقوت پہلو مین بیٹھین کلیم وسلیم آکر بیٹھین سب ساحر جمع ہین برق ثانی نے
کہا کیون ملکہ یاقوت لوح طلسمی کیونکر حاصل ہو یاقوت نے کہا صاحب لوح طلسمی ضمن مین
پیکر جادو کے تھی وہ قتل ہوئی اب لوح کا پتہ کون بتائے قدمونکی شاہزادے کے قسم کھاتی ہون
کہ مجھکو نہین معلوم لوح طلسمی کہان ہی اب اِسکو غنیمت جانیے کہ تا بہ یاقوت نگار آپ کا قبضہ ہوا
لوح محفوظ آپ کے قبضے مین ہی یقین ہی کہ آفتاب بھی آپ سے تعرض نہ کرے اگر تعرض کریگی سحر
آپ پر تاثیر نہ کریگا بس اب اِرادہ نہ کیجیے ایک جادوگر مصاحبون مین تھا کج طینت اُسکا نام ہی
اُسنے مکر سے اسلام اختیار کیا ہی ہنس کر کہا ای شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے شاہزادے نے
کہا بزرگان دین نے ہدایت کی تا بہ کوہ بلا پہونچے آخر قلعہ یاقوت نگار قبضے مین آیا انشاء اللہ طلسم
بھی قبضے مین آئیگا ہم رو گردانی فتاحی طلسم سے نہ کرینگے کج طینت بول اُٹھا ای شہریار وہ خواب
آپ کا شیطانی ہوگا یہ سُنکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا ایک عصا ے مرصع کا ہی کہ ہاتھ مین
پیکر کے رہتا تھا وہ عصا بوجہ رعنائی برابر تخت ملکہ فرزانہ کے رکھا ہی وہ عصا شاہزادے نے

اُٹھاکر سر پر کچھ طپنچے کے مار کر کہا او بیچار ارشاد بزرگان دین کو خواب شیطانی کہتا ہی کہ سر اُسکا پھٹا عصا ٹوٹ گیا ساحر تو واصل جہنم ہوا عصا جو ٹوٹا اُس سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا وہ کاغذ دوڑ کر برق ثانی نے اُٹھا لیا سب ساحرون کو مرنے کی اُس ساحر کے خوشی ہوئی سبکو سرور ہوا کہ ایسا کافر مارا گیا جو ہدایت بزرگان کو خواب شیطانی کہتا تھا برق ثانی نے جو اُس کاغذ کو دیکھا نوشتہ پایا طرفہ بانیان طلسم کے لکھا ہی کہ اگر کوئی ارادہ طلسم کشائی طلسم آفتاب نگار کا کرے تو لوح طلسمی پاس برقان دریانشین کے ہی طلسم کشا کو مناسب ہی کہ یاقوت جادو کو ساتھ لیکر بیرون قلعۂ یاقوت نگار جاے پانچ کوس کے بعد ایک دریاچہ ملیگا کنارے دریا کے جاکے یہ اسم جو لکھا ہی اسکو پڑھکر دریاچے پر دم کرے اور پکار کر آواز دے کہ ای برقان جلد آؤ اندر سے دریا کے تھلکہ پیدا ہوگا ایک ماہی کلان پر ایک ساحر سوار ظاہر ہوگا جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا اُس سے سوال کرے کہ پیکر جادو نے انتقال کیا یاقوت جادو مطیع ہی یہ لوح طلسمی کا باعث ہی کہ جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہی پس لوح اُس سے حاصل کرے برق ثانی نے وہ پرچہ شاہزادے کو دیا شاہزادے نے پڑھکر کہا ایہا الحاضرین خدا کی قدرت کو دیکھو کہ لوح کا سامان ہوگیا وہ بد اعتقاد مرا ورنہ اس عنایت پروردگار کو دیکھتا لو ملکہ یاقوت چلو لوح طلسم بیرون شہر یاقوت نگار ملیگی ملکہ یاقوت نوشتے کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا ای شہریار ہمکو اسکی بالکل خبر نہ تھی آپ مؤید من اللہ ہین غیب سے سامان پیدا ہوا پیکر جادو نے ہمسے کبھی ذکر نہین کیا نہ اس پرچے کا حال ہمکو معلوم تھا کنیز آپ کے ساتھ چلے گی برق ثانی نے کہا ای شہریار اگر حضور تامل کرین تو مین ایک عیاری کرون طلسم پڑا رہجاے ملکہ آفتاب کا سر اُڑا دون یاقوت نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی برق ثانی نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین کلیم جادو کی شکل بنون اور دو گنہگارون کو ایک کو بہ شکل ملکہ اور ایک کو بہ شکل حضور گرفتار کرکے قلعۂ طلسمی پر جاؤن اور آواز دون کہ خالہ اماں مین قیدیونکو لائی ہون ماں تو ہماری شریک مسلمانان ہوئی ہین جب شب کو سوتے ہین ان سب کو گرفتار کیا ہی حضور کے پاس آئی بس وہ ضرور بلا لینگی اندر گھس کے قلعے کے مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین سر سرکار کے پاس لاؤن یاقوت نے برق ثانی سے کہا خوب بات تجویز کی ورنہ سراسر خرابی تھی ہر چند کہ رقعے مین مرقوم ہی اگر برقان

نہ آوے یا لوح دینے سے انکار کرے تو کیا زور رہی یہ صلاح بہت معقول ہی سب حاضرین وقت نے اس صلاح کو منظور کیا برق ثانی نے دو گنہگار قید خانے سے بلاے عورت کی صورت بہ شکل غنیزانہ بنائی الیسا رنگ و روغن لگایا کہ ماں بھی نہ پہچان سکے ایک مرد کو بہ شکل خسرو شیر دل بنایا چار کنیزین سحر کرنے کو ساتھ لین کہا تم سحر کرکے تخت اڑاتی ہوئی چلو برق ثانی بہ شکل کلیم جادو دختر یاقوت بنے قیدیونکو ساتھ لیکر تخت اڑاتے ہوے چار کنیزین پایہ تخت کو سنبھالے ہوے سحر کرتی ہوئی ساتھ تھین پانچ سات کوس قلعہ یاقوت نگار سے نکلکر داہنے پر ایک قلعہ بصورت عجائب و غرائب دکھائی دیا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا منھ کھولکر آواز سہات سہات وافسوس دیتا ہی اُسکے منھ سے چنگاریان آگ کی گر رہی ہین وہ خندق مین گرتی ہین خندق مین بجاے پانی کے آگ جوش مارتی ہی شعلے بلند ہوکر ہوا پر پہونچتے ہین خندق سے بھی دھوان نکل رہا ہی ملکہ یاقوت نے بتلا دیا تھا کہ ای مہتر والا گہر سامنے قلعے کے جاکر طاؤس سے آنکھین ملانا اور پکار کے آواز دینا ای نگہبان طلسم خالا جان کو اطلاع کرو کہ وہ مجھے اپنے پاس بلائین قیدیونکو مجھسے لین ایسا نہ ہو کوئی ساحر میرے تعاقب مین آتا ہو مجھکو خوف گرفتاری ہی وہ طاؤس اڑ جائیگا جاکر آفتاب کو اطلاع کریگا سنتے ہی ملکہ دوڑی آوینگی جیسے ہی برق ثانی نے سامنے قلعہ دیکھا قریب قلعے کے آیا پکار کر آواز دی ای نگہبان طلسمی ملکہ آفتاب سے خبر کرو کہ آپ کی بھانجی قید طلسم کشا و دختر حضور کو لیکر حاضر ہوئی ہی لوح محفوظ میرے پاس موجود ہی امید وار شفقت بزرگانہ ہون کہ مجھکو اپنے پاس بلوائیے یہ سنکر طاؤس نے پرواز کی آفتاب تخت پر بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ پیکر قتل ہوئی قلعہ یاقوت نگار قبضے مین طلسم کشا کے آیا آفتاب گرم خو کہہ رہی ہی ایک بہت بڑی بات ہی کہ لوح اس طلسم کی مفقود ہی آجتک کبھی جدہ نے یہ نہین بیان کیا کہ لوح طلسم کہان ہی کسکے پاس ہی لوح کسکے سپرد کی بی یاقوت بھی نہین جانتین کہ لوح طلسمی کہان ہی کہ طاؤس آکر پہونچا بیان کیا کہ بھانجی حضور کی لوح محفوظ لیکر آئی ہی باغیون کو قید کرلائی ہی تخت پر سوار پکار رہی ہی آفتاب گرم خو نے کہا قید مین کون کون ہی طاؤس نے وسن بستہ آفتاب گرم خو سے عرض کی دختر حضور و طلسم کشا چار لونڈیان ساتھ لیے ہوے آئی ہین حقیقت مین اُسنے بڑا کام کیا اُسکو بلاکر سرفراز کیجیے کہ دوسرون کا حوصلہ بڑھے تخت اڑتا ہوا آیا ہے

آفتاب یہ سُنکر خوش ہوگئی کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر میری بھانجی کو لاؤ دیکھو صاحبو کیا زمانہ ہی
بیٹی سے سوا بھانجی کو خیال ہوا کس شفقت سے گرفتار کرکے لائی چند مصاحبین گئین طاؤس سے
اشارہ کیا کہ راستہ کھول دے طاؤس بلند ہوا آواز ہیہات و افسوس دینے لگا جیسے ہی یہ آواز دی
شعلۂ آتش بیچ مین سے شق ہوے ایک سڑک تیار ہوگئی ایک پھاٹک دکھا کھلا ہی برق ثانی
بصورت کلیم جادو قیدیون کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لیکن قیدی بیہوش ہین برق ثانی
نے آکر دربار مین آفتاب کو سلام کیا ملکہ آفتاب نے بھانجی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای نور نظر
بڑا کام کیا ایک تختی بصورت لوح محفوظ بنا کے لایا تھا وہ ہاتھ پر رکھ کر نذر دی آفتاب خوش ہوگئی
لوح محفوظ کو لیکر اپنے پاس رکھا بلکہ گلے مین پہن لی اب کلیم نقلی نے حال بیان کرنا شروع کیا
کہ ای مادر مہربان مین جلدی مین سب کو لائی برق ثانی کو چھوڑ آئی آفتاب نے کہا کہ جس سے
غرض تھی اُسکو لائی اب کیا مشکل ہی لشکر کشی کرکے چلین گے بی یاقوت کو بھی پکڑ لائین گے قلعۂ
یاقوت نگار پر قبضہ کرینگے عیار ملیگا اُسے گرفتار کرینگے اگر نہ ملیگا بھاگ جائیگا طلسم مین نہین آسکتا
کلیم نقلی نے کہا کہ خالہ امان آپ کو اختیار ہی جو مناسب جانیے وہ کیجیے مین اپنی جان دے کر
انکو لائی آفتاب نے کہا کہ بیٹا تمنے وہ کار نمایان کیا کہ تمسے امید ہوئی بیٹی کو بالکل خیال نہ آیا
مرجان کا حال سُن چکی تھین جان کا بھی اپنی پاس نہ ہوا برق ثانی عرض کر رہا ہی کہ خالہ امان
مین نے کتاب مین دیکھا کہ اگر یہ طلسم کشا قتل ہوجائے تو ہزار سال تک طلسم پر زوال نہ آئیگا
اب ہزار برس کو چھٹی ہوگئی اب میرا جی چاہتا ہی کہ آپ کے سامنے کچھ گاؤن مین نے بڑی مشقت
کرکے حاصل کیا ہی گاؤن بجاؤن جشن کرون شراب چلے شراب پی پی کر بیہوش ہوئین پھر کل
لشکر کشی کیجیے گا کہ مادر مہربان کو بھی سزا ملے اُنکو بھی معلوم ہو کہ اطاعت طلسم کشا کا یہ مزا ملا
غنچۂ آرزو نہ کھلا سلطنت طلسم پر نازان ہین طلسم کشا نے وعدہ کیا تھا کہ تمکو بادشاہ طلسم
آفتاب نگار کرینگے آفتاب نے کہا کہ اُنکو قید مین مار ڈالونگی کیا چین لینے دونگی کل ہی
طلسم کشا کو قتل کرونگی دیکھو تو کیا آفت کرتی ہون برق ثانی نے کنیزون سے پکار کر آواز دی
کہ ارے کنجی میخانے کی مجکو دو شراب محفل مین آئی آفتاب نے کنجی اپنے پاس سے دی
برق ثانی دوڑ کر میخانے مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین

دوڑین گلابیان پتلے اٹھا اٹھا کر لیجانے لگین اب تو جابجا ہنگامہ ہوا کہ آج بی کلیم شراب بانٹ رہی ہین سب کو شراب مل رہی ہی ہر طرف غریو بلند ہوا شراب چلنے لگی برق ثانی نے سو گلابیان عمدہ آراستہ کر کے کشتی مین لگائین بڑے تکلف سے شراب لیکر محفل مین آیا جو چار کنیزین ساتھ آئی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ کیا کلیجہ ہی کس طور سے شراب لایا برق ثانی نے پیشواز پہنی سامنے آفتاب کے گت ناچی آفتاب خوش ہو گئی کہا کہ ارے میری بیٹی یہ کیونکر حاصل کیا برق ثانی نے عرض کیا کہ مادر مہربان ابھی کیا سُنا ہی ذرا شرم تو میری دفع ہو برق ثانی نے گت ناچ کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیالِ دوست
قربان شانِ حُسن عدیم المثال دوست

پُتلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست
یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے
صورت دکھائے ہدہد فرخندہ فال دوست

حُسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمالِ دوست

سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروون کے حُسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پہ یقین ہوتا ہی مجکو امین کا
جانِ عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ قد ہی مثلِ سرو ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہی جان پر
ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست

گڑگڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست

انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی
ایک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا | خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دست

اس رنگ مین یہ غزل سامنے آفتاب گرمحو کے گائی کہ آفتاب گانا برق ثانی کا دیکھکر تڑپ گئی کہا بیٹا تمنے تو وہ کمال حاصل کیا ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا تمھارا تو گانے مین مثل نہین کہا حضور لاکھون روپیے صرف کیے مشقت کی جو کامل آیا اُسکی خاطر و مدارات کی اُن لوگون نے دل کھولکر بتایا ابھی حضور نے کیا سُنا ہے مین آپ کو خوب راضی کرونگی اور ایک کمال دکھاتی ہون کہ پانون سے ناچون اور مُنھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے آپ کو شراب پلاؤن یہ کہکے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آفتاب کے آیا سر جھکا کے کہا کہ ایسے بزرگون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سر جھکایا آفتاب گرمحو نے ہاتھ بڑھا کے جام سر سے لیا چاہا کہ پی جاؤن اور برق ثانی عیار آنکھ سے آنکھ ملائے ہوے تانین مار رہا ہے سب حاضرین وقت پامال ہین جیسے ہی آفتاب نے چاہا کہ جام پیے شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر شراب اُڑ گئی پتلہ جو بازو پہ تھا اُسنے آواز دی کہ ای آفتاب گرمحو یہ برق ثانی عیار ہے مکار و غدار شاگرد عمرو کا بیٹا اپنے کو اس سے بچانا آفتاب نے کہا کہ ارے تو کون ہے یہ کہکے ہاتھ جو ہلایا برق تڑپ کر گری رنگ و روغن عیاری کا برق ثانی کے چہرے سے اُڑ گیا پانون زمین نے تھام لیے وہ کنیزین چارون بھاگین کہ جا کر یاقوت سے اطلاع کرین کسی نے ہال مین اُنکو نہ روکا آفتاب گرمحو نے کہا کہ ارے دیکھو یہ گنہگار کون ہین اب جو اُنکے چہرے دھلائے گنہگار نہ تھے اُنکو رہا کیا برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا پلٹ کر آواز دی کہ ذرا قلعۂ یاقوت نگار کی خبر لو کہ بی یاقوت کیا کرتی ہین یہ خبر سُنکر دیکھیے کیا انتظام کرتی ہین یہان خسرو و شیر دل انتظار برق ثانی کر رہے ہین یاقوت کہتی ہے کہ ای شہریار ہمسے بڑی نادانی ہوئی اُسوقت خیال نہ آیا کہ اندر طلسم کے کیونکر عیاری ہو سکیگی خداوند کریم برق ثانی کی آبرو رکھے نہین معلوم اُسپر کیا گذری خسرو و شیر دل فرماتے ہین کہ ملکہ اُس وقت خیال نہ آیا کہ برق ثانی کو روکا جاتا حقیر تحریر کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین کہا کہ ای شہریار برق ثانی نے وہ رستمانہ کام کیا آخر مین پہچانا گیا برق ثانی گرفتار ہوا یہ بخدمت ناظرین و سامعین عرض کرنا منظور ہے ناظرین والامقام آگاہ ہون کہ جب برق ثانی کی گرفتاری کی خبر آتی ہے اُسوقت معاً

ساحرۂ کج طینت نکلتا ہی حال لوح معلوم ہوا ساحرہ کو مار اگیا اب آمادگی ہوئی کہ صحراے
سبزرنگ سے چلکر لوح حاصل کرین بموجب ہدایت اُس کاغذ کے یاقوت نے تخت سحر تیار کیا
اُس تخت پر شاہزادے کو سوار کرلیا چند کنیزون کو ساتھ لیا لوح محفوظ خسرو کے گلے مین ہی
یاقوت تخت اُڑاتی ہوئی صحراے سبزرنگ مین پہونچی دیکھا صحرا نہایت عمدہ نخل سرسبز وشاداب
صحرا لاجواب طائر جا بجا زمزمہ سرائی کررہے ہین دم محبت کا باغبان قضا و قدر کی بھر رہے ہین
ایک جانب قمریان نخل سرو پر صداے کوکو بلند کرتی ہین ایک جانب فاختۂ قلندر مشرب دلق
خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ دے رہی ہین فقیری لباس راز داران بہار زمزمہ سرائی
سُنتے ہین عروسان چمن کی زیبائی صحرا کی رعنائی ہر طرف صحرا مین جوش بہار طائرون کی ہر سو پکار
چشمہ ہاے آب روان مثل آئینہ صاف وشفاف موج مار رہے ہین ایک جانب دریا مین مچھلیان
تڑپ رہی ہین نہنگان خون آشام سر باہر کرتے ہین پھر غوطہ لگاتے ہین گھڑیال مگر اُنکی نئی
چال لب دریا جابجا پتھر پڑے ہین صاف وشفاف یاقوت آکر اُتری شاہزادہ خسرو ایک
جانب کھڑے ہین یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ ای برقان دریانشین پیکر جادو نے
انتقال کیا ہمکو اپنا نائب کرگئین لوح طلسمی لیکر جلد حاضر ہو ہمکو بتا گئی ہین کہ برقان دریانشین
سے لوح لینا اُسکو بحفاظت رکھنا اب لوح ہمارے پاس رہیگی تم حکومت کرچکے دریا
مین مخفی نہ ہو لوح لیکر جلد آؤ یہ جو ملکہ یاقوت نے آواز دی چھوٹی چھوٹی مچھلیان مثل برق
کے چمکتی ہوئی آئین مُنھ نکالکر یاقوت کو دیکھا پھر دریا مین غوطہ مارکر غائب ہوئین ہزارہا
مچھلی نکلی دیکھکر چلی گئی اب دریا مین غرش دیکھی ایک ماہی کلان نے سر نکالا اُسپر ایک
ساحر سوار ہی مثل بجلی کے چمکتا ہوا سینہ اچھی طرح ثابت نہین ہوتا یہ ثابت ہی کہ سینے پر
آفتاب عالمتاب ہی جسکے دیکھنے سے دل بیتاب ہی سر دریا سے نکالتے ہی آواز دی کہ ای
یاقوت کیون مجکو تکلیف دی یاقوت نے کہا کہ ای برقان دریانشین پیکر جادو نے
انتقال کیا حفاظت لوح کی مجھپر وصیت ہوئی لوح مین تمسے لینے آئی ہون آج کل طلسم مین بڑا
انقلاب ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کا اب داخلہ ہوگا مذہب طلسم بدلیگا ملکہ آفتاب بھی تمکو دربار
مین بُلائینگی تمسے بمقدمۂ طلسم کشا صلاح ہوگی تمھاری راے یہ اصلاح ہوگی کہ طلسم کو کون بہا

ساحر رد کے کہ آمد طلسم کشانہ ہو سکے یہ سُنکے برقان خوب قہقہہ مار کے ہنسا کہا کہ ای یاقوت
سب حال مین نے سُنا کہ تو بادشاہ طلسم سے باغی ہوئی اب بہتر یہ ہو کہ یہاں سے چلی جا زیادہ
باتین نہ بنا بانیان طلسم نے اس تحفے کا مجکو مالک کیا مجھسے لوح کون پا سکتا ہو یہان تجکو قضا لیکر
آئی ہو یہ باتین جو یاقوت نے سُنین قصد کیا کہ برقان پر سحر کرے جیسے ہی جھولی کی جانب
متوجہ ہوئی برقان دریانشین نے ہاتھ ہلایا یاقوت جادو لڑکھڑا کے گری مچھلی پر سے
برقان کودا کہ سر یاقوت کا کھینچ لون پہلو مین شاہزادہ خسرو شیر دل کھڑا تھا یہ معرکہ
دیکھکر نخل کی آڑ سے نکلا للکارا کہ او برقان کیا کرتا ہو خبردار یاقوت پر ہاتھ نہ ڈالنا اُسنے
دیکھا صورت زیبا شاہزادہ خسرو پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہو گیا مگر اپنے سحر پر ناز ہی
ہاتھ ہلایا سمجھا کہ شاہزادہ سحر مین پھنس گیا شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ہی سحر نے تاثیر
نہ کی شاہزادے نے ہاتھ بڑھا کر گردن برقان دریانشین کی زور سے پکڑی برقان سحر کے
تار مین لپٹ پڑا لپٹتے ہی شاہزادے نے اُٹھا کر برقان کو زمین پر مارا کہ استخوان برقان
کے ریزہ ریزہ ہوے وہ انتہا کی تاریکی ہوئی کہ ہزار ہا مچھلیان دریا سے تڑپ کر نکلین آوازین
دیتی تھین کہ ای اہل طلسم آج بڑا غضب ہوا کہ برقان دریانشین نگہبان لوح
ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا دریا مین شور پیدا ہوا کنارے دریا کے غار ظاہر ہونے لگے اُن غارون
مین دریا سمٹ کر گرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین دریا غائب ہوا مچھلیان جل کر خاک ہوئین
اندھیرا موقوف ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من برقان دریانشین بود پھر ایک صدای
خوش آہنگ آئی کہ ای طلسم کشا مبارک ہو لوح ملی یقین کامل ہو کہ جسکے غم مین زیادہ ملول و
حزین ہو وہ مراد بھی ملیگی شاہزادے نے چہار جانب دیکھا آواز دینے والے کو نہ پایا قریب
یاقوت کے شاہزادے آئے یاقوت کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی اُٹھ کر قدمون سے
شاہزادے کے لپٹ گئی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا کیا جلد ظاہر ہوے
فوراً اُسکو مارا اب لوح تو لیجیے یہ کہ کے یاقوت قریب لاش برقان کے آئی اُسی طرح
بدن اُسکا مثل برق کے چمک رہا ہی لوح طلسمی کا باعث تھا لوح طلسمی گلے سے اُتاری لوح کا
جسم سے جدا ہونا تھا کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام استخوان چور چور صورت پُر غرور

لاشہ زمین پر پڑا ہی یاقوت نے لوح لاکر گلے مین شاہزادے کے ڈالی خوشی وہان سے پلٹی صحراے سبز رنگ چھوڑا قلعہ یاقوت نگار مین آئی سب رئیسان شہر نے آکر مبارکباد دی کہ اے شہریار پروردگار آپ کی قوت و طاقت کو زیادہ کرے آج آپ نے کلید طلسم پائی اب طلسم پر قبضہ ہوگا برق ثانی کے گرفتار ہونے کا شاہزادے کو بڑا رنج ہی شاہزادے نے ملکہ فرزانہ سے کہا کہ کوچ کا لشکر کو حکم دیجیے لشکر کو قلعے سے باہر نکالیے فتح طلسم شروع ہو ملکہ فرزانہ رونے لگین کہا کہ اے شہریار پروردگار عالم آپ کو مظفر و منصور کرے آفتاب جادو بڑا بے روزگار ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ تامل فرمایے اگر کسی مقام پر آفتاب ملجائیگی تو واپس کیجیے گا طلسم تک جانا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب تکلیف نہ پڑیگی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے ملکہ یاقوت کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرکے بیرون قلعہ چلو دوسرے دن کوچ ہوگا برق ثانی کا گرفتار ہونا مجھپر بہت شاق ہوا انصاف یہ ہی کہ اُسنے اپنی جان لگادی کسی مقام پر کمی نہین کی اگر آفتاب دھوکا کھاجاتی تو مارلینے مین اُسنے کیا انتظار کیا تھا تا بہ طلسم پہونچین اُسکو صحیح و سالم پائین جب اُسکو قید سے چھڑائین تب دل کو اطمینان ہو ورنہ یہی جانے کہ آقا نے ہمارے واسطے کوشش کی ساحران طلسم اُسکے نام سے جلے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ آفتاب اُسکو قتل کرڈالے شاید ہماری آمد کی خبر سنکر تامل کرے اُسی وقت یاقوت نے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کیا شاہزادہ سوار ہوا یاقوت جادو ساحرون کا انتظام کرتی ہوئی باہر نکلی ملکہ فرزانہ تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ کا لشکر پشت پر اسی جاہ و حشم سے لشکر بیرون قلعہ آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی رات کو جشن کا حکم دیا تیاری ہونے لگی تھوڑے عرصے مین شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ آکر تخت پر بیٹھین تمام سردار آکر بیٹھے آخر صلاح یہ ہوئی کہ سامنے باغ ہی اُسمین ملکہ کو داخل کرو ملکہ فرزانہ مع کنیزان باغ مین داخل ہوئین آتے ہی ملکہ نے روشنی کرائی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی یہان تشریف لائیے شاہزادہ باغ مین آیا باغ نہایت پُر بہار تھا سیر دیکھتا ہوا شاہزادہ بارہ دری مین آیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آکر حاضر ہوئین غزلین ٹھمریان گانے لگین ایک مہ جبین نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل شروع کی نظم

صورتِ شاہدِ اصلی کا جو ادراک کرے
آئینۂ دل کا کدورت سے بشر پاک کرے

ہو جو حاصل تو تونگر کو بھی کر دے یہ فقیر
کیمیا کی ہوس اہلِ دل کو ہی کیا خاک کرے

کچھ تری دست درازی سے نہیں دور ای شوخ
شبِ وصلت میں جو تو جیبِ سحر چاک کرے

سبز کو آنا پڑے وہ گل بھستانون مین
کیون صبا دور نہ آکر خس و خاشاک کرے

دست بردار نہ ہون قبر مین وحشت سے کبھی
پنجۂ شل بھی گریبانِ کفن چاک کرے

منفعل ہو کے گناہون سے اگر روئے بشر
دستِ قدرت سے خدا آنسوؤن کو پاک کرے

چشمِ روشن تری نرگس کو بصارت بخشے
تیری ہنسی گلِ زنبق کو فرحناک کرے

تیرِ مژگان سے جو مارا ہو تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنے جو تو بستۂ فتراک کرے

خم سے شیشے مین سمجھ کر اسے لانا ساقی
دخترِ رز کی نہ ہر اک رند کہین تاک کرے

حسن دیکھا تو کہا چھوٹے سے ماشاء اللہ
دیکھیے کیا مرے حق مین بتِ بیباک کرے

مہر سا داغِ عقیدت ہو مرے دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھے اپنا شہِ لولاک کرے

شاہزادہ شب بھر جشن مین رہا کوچ کی خوشی مین آرام نہین فرمایا بڑا اشتیاق ہے کہ برق ثانی کو خیر و عافیت سے پاؤن ایسا نہ ہو کہ ہمارے عیار کو کچھ تکلیف پہونچے سویرے سے بارگاہ مین آئے یاقوت سردارون کو لیے موجود ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی تیاری لشکر کی ہے فرمایا جلد تیاری کرو دن نہ چڑھنے پائے کہ یہان سے کوچ کرین بڑی جلدی یہ ہے کہ برق ثانی رہا ہو یہ باتین تھین کہ کنیزانِ ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ فرزانہ کے دردِ گردہ اُٹھا ہے مثلِ ماہیِ بے آب تڑپ رہی ہین آپ کو بلایا ہے شاہزادہ گھبرا کر پھر باغ مین آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی کہ حضور جلد بارہ دری مین جائین ملکہ نہایت بیقرار ہین شاہزادہ گھبرا کے بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مثلِ ماہیِ بے آب طپان فرش پر مثلِ مرغِ بسمل غلطان شاہزادے کو دیکھکر آواز دی کہ ای شہریار کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہے اپنے دستِ حق پرست سے دفن کیجیے گا تا بہ قبر پہونچائیے گا راہ سے نہ پلٹ آئیے گا شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہو یہ کہہ کے شاہزادہ قریب آیا پاس ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کہ ای مسیحِ زمان آپ کے بیٹھنے سے درد کم ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ اٹھین

کہا کہ آپ کے آتے ہی درد جاتا رہا آپ کی زیارت پر دم موقوف تھا اب درد کا نام نہین شاہزادہ ملکہ سے بیٹھا باتین کر رہا ہی کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ملکہ یاقوت وکلیم وسلیم ودیگر سرداران نامی درد مین تڑپ رہے ہین حضور جلد تشریف لے چلین شاہزادہ ملکہ سے خدا حافظ کہکر اُٹھا دوڑتا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سب سردار مبتلاے درد کمر وغیرہ ہین اسقدر بیتاب ہین کہ کوئی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا شاہزادے کو دیکھکر سب نے آواز دی کہ غلامان جانباز رخصت ہوتے ہین شاہزادہ قریب اُن سب کے آیا جیسے ہی قریب پہونچا اُن سب نے عرض کی کہ حضور کے آنے سے تسکین ہو گئی یہ کہکر فوراً سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے یہ لوگ اُٹھکر بیٹھے ہین کہ پھر کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ پھر ملکہ کے درد اُٹھا ہی شاہزادہ اُٹھکر دوڑا نصف راہ طی کی تھی کہ آسمان سے آواز آئی منم شکل کش اوظالم دیکھ مین نے ملکہ فرزانہ کو گرفتار کر لیا لیے جاتی ہون یہ سُنکر شاہزادے نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار کچھ تصویرین ہاتھ مین اُسپر کچھ لکھ رہی ہی اور ملکہ فرزانہ مع چند کنیزون کے گرفتار پکار رہی ہین کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ شکل کش کنیز کو پاس آفتاب کے لیے جاتی ہی وہ میری خون کی پیاسی ہی شاہزادہ جھلا کر طرف ساحرہ کے دوڑا ساحرہ نے تخت فرزانہ اُسی مقام پر چھوڑا تڑپ کے اگلی بارگاہ پر گری بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ شاہزادۂ خسرو شیر دل

منم خسرو شیر دل نوجوان
منم نور عینین صاحبقران
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
نزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاؤ زمین بیخ و بن بر کنم
منم قاتل کافران جہان
ز تیغم شود الامان الامان

یہ نعرہ کرکے شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا تھا کہ بارگاہ مین رونے کی آواز آئی سردارون کی آواز تھی کہ اے شہریار کنیز ولی غلامون کو لیے جاتی ہی اب زندہ نہ بچین گے آفتاب ہم لوگون کی صورت سے بیزار ہی دیکھتے ہی قتل کریگی کنیزون کی حمایت کو پہونچیے گا شاہزادہ کیا کرے کہ وہ بلند ہو گئی ہی جانا کہ کمان کیانی دوش سے اُتارین شکل کش اسقدر جلد بلند ہوئی کہ جاکر ملکہ فرزانہ والے تخت کو لیا چندہ سردار نامی اُسمین یاقوت وکلیم وسلیم اور جو سردار بارگاہ مین

موجود تھے اُن سب کو لے لیا کُل لشکر پہ تصویرین پھینکین سب کاغذ کی تصویر ہوگئے ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین جب ہوا کا جھونکا چلا داہنے والے بائین کو گئے اور جو بائین پر تھے وہ داہنے پر اُڑتے ہوے آگئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہے کبھی دوڑ کر کمیدانون رسالہ دارون کے پاس گئے کبھی سپاہیون کے پاس پہونچے جسکو آواز دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جواب دینے کے لائق نہین ہین شاہزادہ بیقرار ہوتا ہے ایک ملازم کسی اپنے کام کو بیرون لشکر گیا تھا وہ بچا ہوا ہے اُسنے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہین شکل کش سب کو گرفتار کرکے لے گئی اب جب تک وہ ملعونہ قتل نہ ہوگی تب تک یہ لوگ صحت نہ پائین گے لوح تو ملاحظہ فرمائیے اُستاد تو آپ کے پاس ہے آپ کو لوح ہدایت کریگی اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار پر کوئی صدمۂ عظیم گذر جائے یہ جو اُس ساحر نے سمجھا کر کہا شاہزادے کو گویا ہوش آگیا فوراً چشمۂ آب پر آ کے وضو کیا وضو کرکے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم دیدی سیار این عجائبات اگر لوح طلسمی حاصل ہو تو ایک لمحہ بھر توقف نہ کرنا فوراً برائے فتاحی طلسم جانا اگر شاید تامل کیا اور شکل کش نے آکر لشکر کو تصویر کاغذی بنا دیا تو جسوقت شکل کش قتل ہوگی یہ سب سردار پھر صورت اصلی پہ ہو جائین گے فوراً برائے فتاحی روانہ ہو سر اُٹھا کے فلک پہ دیکھو سات ستارے معلوم ہونگے اُسی نشان پر جاؤ مقام پر فیلان کے پہونچوگے جو شعبدے دکھائے فوراً لوح دیکھنا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤگے یہ دیکھکر شاہزادے نے لشکر کو اُسی حال خراب مین چھوڑ آپ برائے فتاحی طلسم روانہ ہوے رات کو سر اُٹھا کے دیکھا ایک جانب سات ستارے چمک رہے تھے اُسی کے نشان پر چلے رات بھر راستہ طے کیا صبح کو قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہے یکایک باغ کے اندر سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ دو زنگی سیاہ رو تیرہ دورن سلیم و کلیم کو پکڑے ہوے کشان کشان لاتے ہین سلیم و کلیم چلا رہی ہین کہ اے شہریار کنیزون کو بچائیے آپ کے جرم محبت مین قتل ہوتے ہین شاہزادہ تیغ کھینچ کر دوڑا اُس ساحر نے ایک مقام پر دونون کو بٹھا کے خنجر مارا کہ دونون کے سر کٹ کے زمین پہ گرے شاہزادے نے کلیم و سلیم کے سر لوٹتے ہوے دیکھے لاشے تڑپکر سرد ہوے

شاہزادہ دوڑا کہ ہاے ان مطیعان اسلام کو یون قتل کیا چاہا کہ دوڑ کے سر اُٹھاؤن کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی آپ کی محبت مین کام تمام ہوا دیکھیے جلاد مجکو قتل کرتا ہی
آپ کی زیارت بڑی تھی کہ ہمنے کرلی ذرا ادہر پلٹیے وقت آخر آنکھین تو چار ہوجائین شاہزادے
نے پلٹ کر دیکہا کہ ایک جادوگر بڑے قدو قامت کا کلاہ جلادی سر پہ تیغہ باڑھ دار کھینچے ہوے ملکہ
فرزانہ کو لیے جاتا ہی جب ملکہ رکتی ہین وہ قبضہ مارتا ہی سر سے خون جاری ہوتا ہی کئی جگہ سے
خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پانچے چھوٹے ہوے خاک مین لتھڑے ہوے آنکھون سے آنسو جاری
شاہزادہ ہاے جان جہان کہکے دوڑا نعرے کرتا ہوا کہ او جلاد صاحب بیداد خبردار ہاتھ
تلوار کا نہ مارنا ورنہ ساحر کا نام طلسم سے مٹادونگا جان بچانا دشوار ہوگی شاہزادہ دوڑا ہوا جاتا
ہی یہی چاہتا ہی کہ جاکر اس ساحر کو مارون ملکہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن کہ اُسنے جلدی سے
تیغہ کھنچا ہوا جو ہاتھ مین تھا سر پر ملکہ فرزانہ کے ماردیا فرزانہ کا سر کٹ کے گرا ساحر نوسر کا ٹکر
بھاگا شاہزادے نے دوڑ کر سر اُس کشتۂ حسرت و یاس کا اُٹھایا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین
چہرے پر موت کی اُداسی گلوے بریدہ سے خون بہ رہا ہی شاہزادہ خون چہرے پہ ملتا ہی خیال
مین آیا کہ ای خسرو ساحر کہین گے یہ ایسا بدنصیب ہی کہ دو معشوقین اسکی محبت مین قتل ہوئین اور
یہ کچھہ نہ کرسکا افسوس ایسی معشوق پریچہرہ کو اس ظالم نے قتل کیا اس جلاد کو رحم نہ آیا ہاے
اس محبوب کو کیونکر پاؤن نہین معلوم کہ یاقوت پہ کیا گذری وہ جو اپنی بیٹیون کا لاشہ دیکھیگی
بیشک اپنی جان دیگی ایک بیٹی اُسکی آفتاب جمال جلادی گئی اس محبوب مطلوب کو یون قتل کیا
بیٹیون کو اُسکی مٹایا کیا تدبیر کرون جان اپنی دون اب زندہ رہنا بیکار ہی یہ سوچ کر خنجر کمر سے
کھینچا چاہا کہ اپنے مارلون کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال
آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور بآواز مثل انسان کے دیتی ہی کہ
ای شہریار جان نہ دیجیے گا ورنہ پچتایئے گا یہ نمود بے بود طلسم ہی آپ کو شعبدہ دکھایا ہی
اس لاشے پہ لوح کا عکس ڈالیے حال کھل جائیگا یہ کہہ کے طوطی اُڑ گئی شاہزادے نے
عکس لوح طلسمی کا جو لاش پر ڈالا دھوان نکلا دیکھا کہ ماش کے آٹے کا پتلہ ہی شاہزادہ
حیران ہوا دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی ایک فیل مست پر ایک ساحر سیہ فام ہفت سر

سات ہاتھ اُسکے ہاتھی کو اُڑائے ہوے آتا ہی اور وہ فیل مست مثل پہاڑ کے مستک اپنی اُٹھائے ہوے اُس ساحر کے ہاتھون مین سات حربے ایک ہاتھ مین نیزہ ایک مین گرز ایک مین خنجر ایک مین بڑی قرولی وہین سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او طلسم کشا کہان جائیگا اس مقام پُر آفت مین آیا شاہزادہ جھپٹا اُس فیل سوار نے ساتون حربے مارے شاہزادے نے اپنے کو زیر گلہائے سپر غنچہ بنایا بمشکل اپنے کو بچایا جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا بھسونڈا ہاتھی کا کٹا ہاتھی نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا فیل و فیل سوار اُس غبار مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھی اُسی طرح پر تیار ہوا بھسونڈا اُسی طرح آراستہ گویا تلوار پڑی ہی نہ تھی اُس فیل سوار نے ہاتھی بڑھا کر پھر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا پھر لپک کے ہاتھ مارا ایک ہاتھ فیل سوار کا کٹا اُسی طرح اندھیرا ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ فیل سوار غبار سے نکلا دیکھا کہ ہاتھ اُسی طرح سالم موجود ہی ساتون ہاتھ بدستور ہین زخم تک اُسکے جسم پر نہین ہی کئی مرتبہ اُسنے حملے کیے شاہزادے نے کبھی ایک ہاتھ قلم کیا جب غبار مین چھپا پھر ظاہر ہوا زخم کا نشان نہ پایا بہت عرصے تک شاہزادہ فیل سوار سے لڑا اعضا فیل کے کٹتے ہین ہاتھ فیل سوار کے قلم ہوتے ہین جب غبار سے نکلتا ہی سب اعضا صحیح و سالم ہوتے ہین شاہزادہ نہایت بیتاب و بیقرار ہی فیل سوار نعرے کر کر کے حربے لگا رہا ہی شاہزادہ جست و خیز کر کے اپنے کو بچاتا ہی لیکن حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ پھر آواز آئی کہ او طلسم کشا اُستاد تیرے پاس موجود ہی اُس سے صلاح نہین لیتا پلٹ کے دیکھا کہ وہی طوطی زرین بال آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ برائے خدا لوح دیکھیے لوح سے تدبیر قتل نکلے گی ورنہ آخر کو ہلاک ہو جیے گا اگر سات حربون مین ایک حربہ بھی پڑ گیا تو تمام جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا تھکا کے مار لیگا یہ کہہ کے وہ طوطی اُڑ گئی فیل سوار حربے لیکر چلا کہ ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر فیلان فیل پیکر سات حربے لیے ہوے مقابلے مین آئے سات سر بھی اُسکے جسم پر ہونگے خیال کر کے دیکھو بیچ مین جو سر انسان ہی پیشانی پر خال سیاہ ہی اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُسی خال پر تیر مارو تل بھر کا فرق نہ ہو

اگر تیر اُسی خال پر پڑا بجاے خون شعلۂ آتش نکلین گے مع فیل جلکر خاک ہوگا یہ مقدمہ جو لوح
مین دیکھا شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر تین پھال کا نکالا بجز کمان مین تیر
پیوست کیا خال کو فیلان کے تاکا تاک کے تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا قضا و قدر سے
عین خال پر پہونچا پیشانی کو توڑکر پار گذرا بجاے خون شعلۂ آتش نکلے سوار و فیل جلنے لگے
جلکر خاک سیاہ ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مارکر اُس ساحر کو لوح کو
ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ اس باغ مین جاکر ٹھہرو جو معرکہ گذریگا وہ دیکھو شاہزادہ باغ
مین آیا بارہ دری مین آکے بیٹھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کے
دیکھا کہ نخل مین ایک کنیز بندھی رو رہی ہی شاہزادہ بارہ دری سے اُترا قریب اُس نخل کے
گیا کنیز کو پہچانا کہ کنیز قدیم ملکہ فرزانہ کی ہی پوچھا کہ کیون گلشن تجکو یہان کون باندھ گیا
کنیز نے کہا کہ تشہیر جادو یہان کی حاکم ہی ملکہ کی قید اُسکے سپرد ہی اُسنے مجکو اس مقام پر
باندھا ہی اب آتی ہوگی اُسی کے پاس قفس ملکہ ہی جب اُسکو قتل کیجیے گا تو ملکہ رہا ہو نگی
مجکو نہ کھولیے اسی مین بندھا رہنے دیجیے ورنہ وہ مجکو قتل کرڈالیگی خسرو نے کھولا کہ ایک طرف
سے کراہنے کی صدا آئی وہ کنیز جاکر بارہ دری مین بیٹھی شاہزادہ اُس کراہنے کی آواز پر
متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آتی ہی کوئی شخص بلک بلک کر رو رہا ہی
آواز دیتا ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک میرے ساتھ کجروی کریگا خدایا
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے صدمات نہین اُٹھتے شاہزادہ اُس
کمرے کے قریب آیا قفل کلان لگا تھا قفل کو توڑا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ رخسار آتش
بید و قدرت رب ودود یعنے سبزہ آغاز نہین ہوا زمین پر چت پڑا ہی ایک پتھر چھاتی پر
رکھا ہی اُسکے صدمے سے کراہ رہا ہی زندگی سے اپنی بیزار بیقرار و اشکبار شاہزادے نے
اگر پتھر اُسکے سینے سے اُٹھایا وہ جوان بیہوش ہوگیا خسرو حوض سے پانی لائے تلوے سہلائے
مُنھ پر پانی چھڑکا تب اُسکو ہوش آیا شاہزادے کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ
ای فرزند رشید صاحبقران وای طلسم کشا خدا نے آپ کو پہونچایا اگر چند ساعت اور تشریف
نہ لاتے تو غلام کو زندہ نہ پاتے کئی برس کا زمانہ اسی حال مین گذر چکا اصل یہ ہی کہ غلام آپکا

گشتہ حسرت ویاس ہی پیکر جادو نے مجکو فرزند کرکے پالا سحر بھی تعلیم کیا جب یہ معاملہ آفتاب نے دیکھا اُسکو
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پیکر جادو شہرت جادو کو بادشاہ طلسم کردے راہ گیر جادو کو حکم دیا
شہرت کو جہان پاؤ گرفتار کرلو ورنہ سلطنت طلسم ہاتھ سے جائیگی راہ گیر میری فکر مین رہی ایک دن مین
واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا دفعۃً کاریگہ غلام کو قید کرلیا لیکن مجھپر عاشق ہو اسیوجہ سے بڑی بڑی
بدعتین کرتی ہو ابتک غلام نے اُسکا وصل قبول نہین کیا ملکا آفتاب کی مصاحب گلگونہ گلگون پوش
مجھپر عاشق ہو اور مین بھی اُسپر جان دیتا ہون چھپکر قید خانے مین آتی ہو آپ کی بھی خدمت مین ضرور آئی ہوگی خسرو
نے کہا ای شہرت وہ مقام ہے ایک طوطی زرین بال نے ایسی ہدایت کی کہ گویا جان بچائی شہرت رونے
لگا کہا ای شہریار وہ گلگونہ ہی ہر مقام پہ آپ کی مدد کو آئیگی جو کدو کاوش اُس سے ہوسکیگی وہ اُٹھا نہ رکھیگی
شہزادہ شہرت سے باتین کر رہا ہو کہ آسمان پر سے آواز آئی او مفتری تو کون ہو میرے معشوق کو رہا کرلیا
میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا ایک سحر مین مٹا دونگی مجھے کسی ساحر کی پروا نہین ہو ایک ساحرہ سیہ فام کو
دیکھا کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی آتی ہو دھم سے زمین پر گری شاہزادے پر گولہ مارا شاہزادے نے لوح کو
جنبش دی گولہ پھٹ کر زمین پہ گرا راہ گیر خسرو پر سحر کرتی ہو سحر باطل ہوتا ہو تاثیر نہین کرتا ایک مقام پر خسرو
تلوار کھینچکر دوڑے راہ گیر نے جب دیکھا کہ خسرو قریب آگئے سحر کرکے جست جو کرتی ہو قریب شہرت کے
پہونچی کہا کہ ای شہرت اب تجکو طلسم مین قید کرونگی یہ کہکے کمر مین پنجہ دیا خسرو پلٹکہ راہ گیر پر جا پڑین
راہ گیر شہرت کو لیکر بلند ہوگئی چاہا تیر مارون راہ گیر قندیل فلک ہوئی اُسوقت انتہا کے پریشان
ہوے شہرت کا جدا ہونا شاہزادے پر بہت شاق ہوا آنکھونمین آنسو بھرے ہوے شاہزادہ پلٹا کف
افسوس ملتا ہوا حیران و پریشان کہ ای خسرو اب دیکھیے فلک کیا دکھائے لوح کو دیکھکر داخل باغ
ہوے دیکھا وہ کنیز جسکو رہا کیا تھا گلشن نام ایک نخل کے سائے مین بیٹھی تھی شاہزادے کو دیکھکے
اُٹھی کہا ای شہریار اب تشہیر جادو کے آنے کا وقت قریب آیا یقین ہو ملکہ کو لیکر آئے یہ کہکے قریب شاہزادے
کے ٹھہری شاہزادہ گلشن سے باتین کر رہا ہو کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ایک ساحرہ قفس آہنی ہاتھ
مین لیے ہوے وہین سے دیکھکر شاہزادے کو للکارا او برباد کن خانمان ساحران عالم یہان بھی تو آپہونچا
تمہاری چہیتی کو قتل کرنے لائی ہون آفتاب نے حکم دیدیا دو دلشے اسکو لیے پھرتی ہون مین نے
دو دلشے جان بچائی یہ کہکے زمین پر آئی قفس کو زمین پر رکھا شاہزادے پر سحر کرنے لگی اوّل گولہ

مارا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا آگ برسانے لگی آگ نے بھی اُس شاہزادے پر تاثیر نہ کی زمین مین اپنے کو گرایا ایک شیر ببر کی شکل بنکر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادے نے نہ تو اُس ساحرہ کے مرنے کو دیکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ آواز نہ آئی دوڑکر فوراً قفس اُٹھاکے کلیجے سے لگالیا ملکہ فرزانہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای شہریار قفس کھولدیجیے تو مین قفس سے نکلون نادر مہربان کا مجھپر مہر ہی کلیجہ پکڑ لیا ہی لوح میرے سینے پر رکھکر ہٹ جائیے کہ مین لوح کو کلیجے سے مس کرون درد اٹھے تسکین حاصل ہو کلیجہ کوئی مسل رہا ہی دم کنیز کا نکل رہا ہی شاہزادے نے کھڑکی کھولی فرزانہ قفس سے نکلی شاہزادے نے دونون لوحین لوح محفوظ و لوح طلسم سامنے رکھدین کہا آپ ذرا ہٹ جائیے شاہزادے نے منھ پھیرا تھا کہ ایک آواز مہیب آئی او مفتی بربادکن خانمان ساحران عالم اب تیری موت آئی منم تشہیر جادو دیکھیون یون بہ آسانی لوح کو لیا اپنی ہمشیرہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا مین فرزانہ بنکر آئی پلٹ کے جو شاہزادے نے دیکھا کہان فرزانہ ایک ساحرۂ سیہ فام بدانجام لوحین ہاتھ مین للکار رہی ہی شاہزادہ تلوار کھینچکر پلٹا تشہیر نے کہا او موے مونڈی کاٹے اب یہ تلوار کیا کریگی یہ کہکے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری ایک دوہتھڑ زمین پر مارا اور ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی شاہزادہ زمین پر گرا گوشہ ہاے باغ سے کئی ہزار جادوگرنیان پیدا ہوئین پکارتی ہوئین کہ ای ملکہ تشہیر بڑا کارنمایان کیا شاہزادہ بیکار ہوکر زمین پر گرا تشہیر نے کہا کیون ای خسرو دیکھا مکر اسکا نام ہی تمھارے عیار صاحب پاس ملکہ آفتاب کے قید ہین کسیوقت قفس نہین چھوڑتین وہ مکار ہوتا تو اس عیاری کی تعریف کرتا شاہزادہ خاموش آنکھون سے آنسو جاری یہی خیال کہ لوحین پاس دشمن کے پہونچین اب زندگی کی کون صورت دیکھین اب فلک کیا دکھائے تشہیر نے سب جادوگرنیون کو جمع کیا کئی ہزار جادوگرنیون نے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا مار ان سیاہ بدن مین لپٹا دیے اژدہے منھ کھولے ہوے گرد منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوے شاہزادہ اپنی زندگی سے بیزار جو مار ان سیاہ جسم مین لپٹے تھے ہر ہر نیش منھ کھولتے ہین کہ بدن پر نیش ماریں شاہزادہ منھ پھیر لیتا ہی اس حال مین شاہزادے کو تخت پر سوار کیا تشہیر جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسم کے چلی فخر کرتی ہوئی کہ مین نے کس لطف سے لوحین لین ایسا مکر کیا کہ لوحین خود آ کے دیدین مجھے [illegible] تھے کہ معشوق کو رہا کیا مین فرزانہ بنکر قفس سے نکلی اپنی ہمشیرہ کو قتل کرایا اب یہ سب ہاتھ آیا کنیزونکو بھیجا کہ جاکر آفتاب گردہ [illegible] بادشاہ طلسم سے اطلاع

مکر و کر تشہیر نے طلسم کشا کو پکڑ لیا جشن کی تیاری ہو لیکر طلسم کشا کو آتی ہون آفتاب گرم خو تخت پر ہے قفس
برق ثانی ہر وقت سامنے رہتا ہے کہ کنیز نے آکر خبر دی برق ثانی یہ خبر سنکر کیسا تڑپا فقرے کرنے لگا
کہ ای ملکہ عالم ہیرا گنا ئینیہ مین مسلمانون سے بیزار ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون مذہب
مسلمانان ترک کیا سامری پرستون مین ہیرا بھی نام ہو آپ کی خدمت مین رہون عیاری بیان کر کے
آپ کا طلسم بڑھاؤن گرد کے ساحرونکو گرفتار کر دون ہر جگہ آپ کا قبضہ ہو علمداری طلسم آفتاب نگار
کی بڑھے آفتاب نے کہا او مکار یہ باتین تیری یاقوت کو پسند آئی تھین وہ کانا نشین کی ہین گا نا شکر گیا
اپنی جان دو دن تیری عیاری تو سحر سے زیادہ ہے میرے ساتھ یہ باتین نہ بنا کنیز کو جواب دیا شہر کو آئینہ بند
کرانے مین تشہیر سے کہو قید کو لیکر آوے کنیز ادھر گئی آفتاب نے حکم دیا شہر آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب آراستہ ہو کر دوکانون پر بیٹھین قید طلسم کشا آتی ہے شہر والے خوش ہو گئے یا تو خوف
تھا کہ طلسم کشا آکر قتل کریگا اب اطمینان ہوا کہ تشہیر نے سبکو بچا لیا مذہب بھی بچا تیاریان کرنے لگے
دوکانین رنگی گئین شہر آئینہ بند ہوا دوکانون پر تماشہ بینونکا ہجوم ہر گلی کوچے مین یہی غل ہے کہ طلسم کشا
کی قید آتی ہے بڑے بڑے ساحر اسنے مارے پیکر جادو کا قاتل ہے کہ تشہیر قید کو لیے ہوے داخل
شہر ہوئی جسطرف سے نکلی لوگ تشہیر کی تعریفین کر رہے ہین کہ بی تشہیر تمھاری وجہ سے مذہب
بچا ورنہ طلسم کشا سب کو قتل کرتا آفتاب کو مناسب ہے کہ تمکو اپنا نائب کرے اہتمام کل طلسم
تمھارے سپرد رہے تشہیر سب کو سلام کرتی ہوئی کہتی ہے جو میرا کام تھا وہ مین نے کیا ہے ہر گلی
کوچے والے اس سے حال پوچھتے ہین ہر ایک سے حال اپنی چالاکی کا بیان کرتی ہوئی شہر کو طے کیا
دار الامارہ پر پہونچی آفتاب نے وزیر امیر استقبال کو بھیجے با اعزاز تشہیر کو سامنے آفتاب کے لائے
آفتاب نے ہاتھ بڑھا دیے تشہیر کو گلے سے لگایا کہا بوا تمنے بڑا کام کیا اب تمھین سلطنت کرنا مین
گوشہ نشین ہونگی سب اہل شہر وزیر و امیر یہی کہ رہے ہین کہ تشہیر نے مذہب بچا لیا کس لطف سے
طلسم کشا کو گرفتار کیا تشہیر نے دونون لوحین [illegible] پیش کین تشہیر نے کہا اب لوح طلسم
کا انتظام کیجیے برقان تو مارا گیا کہ دریا مین مخفی رہتا تھا اب لوح کے پاس رہے آفتاب نے کہا
یہ سب انتظام تمھارے سپرد ہے قید طلسم کشا کو اندر لاؤ تشہیر نے خسرو کو اندر بلایا برق ثانی
نے قفس سے دیکھا کہ عجب سختی مین شاہزادہ ہے ہاران سیاہ بدن مین پٹے ہوے چہرہ زرد ہو رہا ہے

خاموش سامنے آفتاب کے کھڑا ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے پکار کر
کہا ابھی یہ دعویٰ باقی ہی خسرو نے کہا انشاء اللہ قید سے چھوٹینگے طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے
اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور ونا چار ہین دعویٰ مذہب کیا دلسے گیا ہی جسطرح بنے گا تجھکو
قتل کرینگے آفتاب ہنسی کہا دیکھو اس پسر حمزہ کی باتین کہ گرفتار کھڑے ہین ہمارے قبضے مین ہین اور
اسپر یہ باتین ای تشہیر جادو نیب طلسم کشا تمھارے سپرد ہی بیرون بارگاہ جا کر بیٹھو ہم دوسرے
طرز سے لوح کا انتظام کرینگے سب وزیر وامیر خوش بیٹھے ہین لیکن ملکہ گاگو نہ گلگون پوش عاشق شہرت
جسوقت سے قید شاہزادے کی آئی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے انتظام واحکام دیکھ رہی ہی
پہلے ہی اپنے دیکھا سنا کہ راہ گیر قید شہرت لیکر آئی کہا ای ملکہ عالم غضب ہوا تھا طلسم کشا نے
اسکو چھڑا لیا کھڑے ہوے خوشی خوشی باتین کر رہے تھے کہ مین پہونچی لڑائی کا سامان کیا طلسم کشا کو النے
الگ کیا انکو لیکر بھاگی طلسم کشا کو انتہا کا قلق ہوا ای گاگو نہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تشہیر کی آج
بڑی عزت افزائی ہی آج انکی بڑی خاطر ہی کیا تدبیر کرون کہ لوح طلسمی انتک پہونچاؤن کیونکہ
دونون لوحین پاؤن سوچ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کہ آفتاب نے پکار کر کہا ایہا الحاضرین ای سرداران
نامی وای ساحران گرامی دیکھا تمنے تشہیر نے کیا کام کیا ورنہ یہ جوان لڑتا ہوا تا یہ قلعۂ طلسمی آتا اب لوح
کی کیا تدبیر ہو لوح محفوظ تو خیر ایک تحفہ ہی حفاظت کی اس سے ایک صورت ہی لیکن لوح طلسمی کی حفاظت
واجب ولازم ہی بانیان طلسم نے کیا تدبیر معقول کی تھی کہ لوح طلسمی برقان کے سپرد ہوئی وہ دریا مین
رہتا تھا کوئی اُس تک نہ جا سکتا تھا کون لوح اپنے پاس رکھیگا اسکے بھائی اسکے بھتیجے اسکا باپ سب
صف شکن وتیغ زن ہین اسکے قتل کی خبر سنکر آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی اُسکی فکر کرینگے تمام طلسم اُسکا
دشمن ہوگا پس مین تو اپنے پاس لوح نہ رکھونگی اور جن صاحب کے مزاج مین آئے لوح اپنے پاس
رکھین بخوبی حفاظت کرین لوح کا انتظام نہ بھولین اگر لوح مین ذرا فتور پڑا اسکے بھائی بند ضرور آئینگے
اب برسون جنگ رہیگی بڑی بڑی مشکل پڑیگی کیا تدبیر کرین کہ لوح غائب ہو جائے سب ساحرون
نے عرض کی اگر حضور لوح اپنے پاس نہین رکھتین تو ہم مین کسکو لیاقت ہی کہ لوح اپنے پاس رکھے اور
تدبیرین کیسے تو عرض کرین کہ لوح معدوم ہو جائے نہ لوح ہوگی نہ کوئی طلسم کشا پائیگا اگر مناسب
ہو تو لوح کی یہ تدبیر کیجیے کہ کوئی ساحر تیز پر مقرر کیجیے وہ ساحر لوح کو لیکر چہار سوچہ سلیمانی پر جائے

جوان

وہان دریاے قہار ہی کیسی موجین اُٹھ رہی ہین برابر قصر البحرین کے طبقہ زمین کا ٹوٹا ہوا ہی اُس مقام پر لوح پھینک دی جاے کوئی مچھلی نگل جائیگی لوح معدوم ہو جائیگی نہ لوح ہوگی نہ طلسم کشا پائیگا سب نے اس صلاح پر آفرین کی کہا اے مشیر خوش تدبیر کیا خوب بات کہی ہی یہی مناسب ہی ورنہ لوح جسکے پاس رہیگی سب اُسکے دشمن ہونگے پس لوح کا رہنا بہتر نہین سب نے اس صلاح کو قبول کیا آفتاب نے کہا کوئی ساحر تجویز ہو کہ وہ لوح لیکر جائے لوح کو پھینک آئے کہ لوح دُنیا سے معدوم ہو عقاب جادو ایک جادوگر ہی کہ اُسکو اپنی تیز پری پر بڑا ناز ہی اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی لوح غلام کو ملے آج ہی جاؤنگا اور آج ہی پھینک آؤنگا لوح محفوظ تو آفتاب نے اپنے پاس رکھی اور لوح طلسمی عقاب جادو کو دی عقاب جادو نے لوح کو جھولی مین ڈالا آفتاب کو سلام کرکے رخصت ہوا آتشیر جادو طلسم کشا کو بیرون بارگاہ لائی اور ایک چبوترے پر لاکر بٹھایا ایک گولہ مارا دیا گرد آگ بیچ مین شاہزادہ سامنے ایک کمرہ تھا اُسمین کنیزونکو لیکر بیٹھی شہر الجزاری کرنے لگی گلگونہ یہ معرکہ دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی سوچتی ہوئی کہ اے گلگونہ اگر لوح طلسمی گئی اور عقاب جادو تا بہ چہار موجہ پہونچا اور لوح کو پھینک آیا دریا مین کون جستجو کریگا کیونکر لوح ملیگی اسی عقاب کا تعاقب کرون راہ مین جاکر اسکو مارون یا جان اپنی دون اس کشاکش سے جان کا جانا بہتر ہی طلسم کشا اس مصیبت مین شہرت اس آفت مین مین کیونکر زندگی کرون طلسم کشا پر نثار ہو جاؤن طلسم کشا نے جاکر اُسکو رہا کیا اُسکی تقدیرین قید تھی راہ گیر پھر پکڑ لائی زندان طلسم مین لاکر قید کیا اب جان دینا ہی بہتر ہی یہ سوچ کے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دربار سے اُٹھی آفتاب نے پوچھا اے گلگونہ تم زیادہ پریشان معلوم ہوتی ہو گلگونہ نے کہا حضور کی پریشانی ہم لوگونکے لیے حیرانی ہی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ زوال دولت ہو رہا ہی جو حضور نے تدبیر کی یہ مناسب پڑے کہ لوح چہار موجہ پر پہونچے عقاب جادو گیا ہی بہ خیر و عافیت پلٹکے آئے یہ کہکے باہر آئی دیکھا عقاب جادو کبوتر بنا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی کنارے آکر ایک باز کی شکل بنی تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب اِسقدر تیز پر ہی کہ لاکھ گلگونہ چاہتی ہی کہ مین برابر اسکے پہونچون سحر کرکے اسپر گرون اِسکے دو ٹکڑے کرون لوح لیلون تیز پروازی کرتی ہوئی جاتی ہی مگر عقاب آگے بڑھا ہوا جاتا ہی پھر سہ پہر رہروی کی آخر بازوون مین درد ہونے لگا سامنے پہاڑ دیکھا اُسپر اُتر پڑا چشمہ پر پانی پینے کو جھکا چاہتا ہی کہ پانی پیوے کہ گلگونہ پہونچی دیکھا عقاب جادو بشکل کبوتر پانی پہاڑ پر پیا چاہتا ہی

سوچی کہ اے گلگونہ اگر یہاں سے اُٹھا تو چہار موجہ ہی پر جا کے ٹھہریگا پھر مقابلہ نہ پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر پتھر الٹی
کار دیکر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکے جب برابر آئی نعرہ کیا او عقاب صنم گلگونہ گلگون پوش عقاب
پلٹا کار دا گر عین سینے پہ پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب لڑکھڑا کے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من عقاب جادو بود گلگونہ ہوا سے زمین پر آئی دیکھا لاشہ عقاب کا تڑپ تڑپ کے سرد
ہوا جھولی سے اُسکی لوح نکالی لوح کو رومال میں لپیٹا جھولی میں رکھا رات ہو گئی تھی گلگونہ سوچی رات
ہی رات چلنا چاہیے بی تشہیر کو قتل کروں یہ سوچتی ہوئی چلی یہاں تشہیر جادو خسرو شیر دل پر مدعت
کر رہی ہے کہ شراب پیکر دُرد شاہزادے پر پھینکتی ہے شاہزادہ اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے
او ملعونہ ایک مرتبہ خنجر مار دے کہ خاتمہ ہو اب کشاکش سہے نہیں اُٹھتی تشہیر جواب دیتی ہے او طلسم کشا
تو نے کس حسرت سے ساحروں کو قتل کیا ابھی خنجر لیکر دوڑتی ہے کنیزیں ہاتھ تھام لیتی ہیں کہ وارثی قتل
نہ کیجیے صبح کو طلسم کشا پر مدعت کیجیے گا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوگی وہاں آپ کو اختیار ہے کہ گلگونہ
آسمان سے اُتر کر زمین پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی تشہیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے یہ راستہ نہیں ہے
یہاں طلسم کشا کی قید ہے ادھر سے ہٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند تشہیر پکاری مگر گلگونہ کب
سُنتی ہے جب تو تشہیر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی ارے آنے والے جواب نہیں دیتا لاکھ منع کیا
مانتا نہیں یہ کہکے گولہ مارا گلگونہ نے لوح کو آگے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا تشہیر نے آواز دی ارے
کوئی بڑا ساحر ہے کہ میرے سحر کو یوں دفع کیا یہ کہکے دوسرا گولہ مارا گلگونہ نے پھر لوح دکھا دی پھر گولہ
بیکار ہوا اور پلٹ کر قریب پائے تشہیر کے پہونچا تشہیر گھبرا گئی کہتی ہے ارے یہ کیا شے دکھا دی کہ گولہ
پلٹ کے میرے پاس آتا ہے کیا شے اسکے ہاتھ میں ہے جب گلگونہ قریب آگ کے پہونچی آگ بجھنے لگی اب تو
تشہیر گھبرائی آواز دی ارے آگے نہ بڑھنا اس آگ میں جل جائیگا اس آگ سے امان نہ ملیگی گلگونہ
قریب طلسم کشا پہونچ چکی ہے برقع چہرے سے اُٹھایا پکار کر آواز دی صنم گلگونہ گلگون پوش اور لوح طلسمی
گلے میں طلسم کشا کے ڈالدی بیچہ کمر سے نکالکر ہاتھ میں دیا جیسے ہی لوح گلے میں طلسم کشا کے آئی ماران سیاہ
جل گئے اژدہا جو سامنے خسرو کے منھ کھولے بیٹھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا طلسم کشا اپنے مقام سے
اُٹھے گلگونہ نے بھی کہا اے شہریار اب یہ وقت شمشیر زنی ہے مگر اب لوح سے ہوشیار رہیے گا شاہزادہ نعرہ
کر کے اُٹھا نعرۂ خسرو

کر کے اُٹھا نعرۂ خسرو		صنم خسرو شیر دل نوجوان	صنم نور عینین صبا جعفران

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نگاو زمین بیخ و بن بر کنم

تلوار کھینچ کر شاہزادہ غول پر جادوگروں کے گرا گلگونہ سحر کر رہی ہے
جب گولہ مارا سو دو سو کے سر اڑ گئے کنیزیں لڑکھڑا کے گریں گلگونہ نے کئی سو کنیزوں کو قتل کیا اہالی شہر دوڑے کہ یہ کیا ہنگامہ ہوا کیسا گولہ چلنے لگا آکر دیکھا طلسم کشا لوح گلے میں ڈالے ہوئے شمشیر زنی کر رہا ہے گلگونہ پشت پر سحر کر رہی ہے اور آواز دیتی ہے اے ساکنان قلعۂ طلسمی شاید تمکو یاد نہو کتاب میں لکھا ہے کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صدہا ساحر طلسم کشا کے شریک ہونے لگے گلگونہ آوازیں دے رہی ہے صاحبو طلسم کشا کی شرکت کرو تشہیر بھاگتی پھرتی ہے خسرو چاہتے ہیں اسکو قتل کروں اسنے بڑے صدمے پہونچائے تشہیر نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے میرا بچنا دشوار ہے یہ سوچکر زمین پر گری بانہ بنکر چلی گلگونہ نے آواز دی اے شہریار تشہیر جاتی ہے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تاک کر سینۂ پرکینۂ تشہیر پہ مارا تشہیر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا تشہیر کا لاشہ زمین پر گرا تشہیر ایسی جادوگرنی کا مرنا اندھیر ہوگیا صدائیں مہیب آنے لگیں پھر صدا آئی کشتی مرا نام من تشہیر جادو ولو دبہ آواز کان میں آفتاب کے پہونچی یا تو تخت پر بیٹھی جشن کر رہی تھی نشے میں شراب کے مبہوت کہ رہی تھی تشہیر نے بڑا کام کیا کہ کان میں مرنے کی تشہیر کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا ارے یہ کیسی آواز آئی تشہیر کو کسنے مارا کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری طلسم کشا لڑ رہا ہے گلگونہ پشت پر کئی ہزار جادوگر شریک ہو چکے تشہیر کو طلسم کشا نے مارا گھبرا کر کہا طلسم کشا کو لوح کسنے دی کنیزوں نے کہا سُنتے ہیں گلگونہ نے جا کے عقاب جادو کو مارا اب ہزارہا جادوگر طلسم کشا کے شریک ہوتے جاتے ہیں یہ حالات سُنکر آفتاب نے منہ پیٹ لیا کہا یارو بڑا غضب ہوا میری قوت بازو قتل ہوئی جا کر طلسم کشا کو مار لو کئی لاکھ جادوگر لیکر باہر نکلی دیکھا شہر میں غدر ہو گیا گلی کوچے میں تلوار چل رہی ہے آفتاب جادو نعرہ کرکے بڑھی پکارتی ہوئی ارے گلگونہ کو پکڑ لو گلگونہ نے پکار کر آواز دی او ملعونہ مجھے کون قتل کریگا میں کنیز طلسم کشا ہوں آفتاب نہیں لاکھ جادوگروں کو لیکر گری سحر کرتی ہوئی آگ برساتی ہوئی بڑھی ہر طرف ساحروں کا بلوہ گلگونہ نے دور سے دیکھا ایک مکان میں شہرت قید ہے راہ گیر بندہ نگہبانی پر طلسم کشا کو اشارہ کیا خسرو جا پڑے راہ گیر نے اُٹھکر سحر کیا آگ برسنے لگی راہ گیر بڑھی تھی

کہ طلسم کشا نے تیر مارا ارادہ گیر مر کر گری گلگونہ نے بڑھکر شہرت کو قید سے رہا کیا شہرت جو تڑپ کے
اُٹھا کر ٹک کر ٹک کے گرنے لگا ہزارون ساحرونکو قتل کیا یاقوت و کلیم و سلیم بھی قید سے چھوٹین
شکل کش پیچھے دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای ملکہ آفتاب جادو یاقوت و کلیم و سلیم نے رہائی پائی
اُڑتی ہوئی آتی ہین شاہزادے نے شکل کش کو بھی تیر سے مارا اسکے مرنے کی جو آواز آئی آفتاب
گھبرا گئے کشتی ہر صاحب غضب ہوا شکل کش قتل ہو گئی سبرے بزرگونکا وزیر اعظم ساحر زبر دست
بختیار جادو گنبد جالینوس پر حاکم ہین وہان جاتی ہون جسکے مزاج مین آئے وہان چلے مین
وہان جا کر شکست درست کرونگی اور طور سے لشکر کشی ہوگی یہان کا رنگ تو بگڑ گیا قدم اُکھڑے ہوے
نہین رکتے ساحر بھاگے جاتے ہین آفتاب جادو نے غلغلہ مار کر پر پرواز پیدا کیے لیکن
برق ثانی کا ہجرا تھا ہمین ہر شاہزادے نے چاہا کہ برق ثانی کو رہا کرون نہ رہائی ہوئی آفتاب
پھر اسمیں بلند ہوئی شاہزادے نے چند تیر مارے آفتاب نے آتش سحر سے جلا دیے ساحرون
نے دیکھا کہ آفتاب بلند ہوئی وزیر و امیر بلند ہونے لگے تھوڑے عرصے مین تین لاکھ جادوگر
اور شہر والے کچھ اہل فوج ساتھ آفتاب کے پہونچے تھوڑا دن چڑھتے چڑھتے فتح ہوگئی چادر
ہلنے لگی ہر طرف سے آوازہ الامان بلند ہوئی شہرت و گلگونہ جو ملے سالہا سال کے ہجران دیدہ آفت
کشیدہ معشوق نے جو عاشق کو دیکھا سر جھکا لیا کنیزون نے حجاب دفع کرایا گلگونہ کہتی ہین ای
شہرت ہمین زندگی سے یاس ہوئی تھی ہمین یقین نہین تھا کہ اب تمسے زندہ ملینگے پروردگار نے
اپنا فضل کیا شاہزادہ دار الامارہ مین آیا رفیقان جان نثار آکر بیٹھے یاقوت جا کر فرزانہ کو لائین
بروقت جنگ یہ خود نکلی تھی فرزانہ کو چھوڑ آئی تھی فرزانہ جو آئین شاہزادے سے حکایت شکایت
ہجران کی شاہزادے نے عذر کیا بخدا گلگونہ کے ہم شکر گزار ہین جس مقام پر فیلان فیل پیکر
نے تمھارا مردہ کھایا آمادہ اپنے قتل پر ہوے تھے خنجر نکالا تھا کہ اپنے کو ذبح کرین مگر اسوقت
انھہ نے ایسے لطف سے ہمکو آگاہ کیا کہ ہین قتل سے اپنے باز رہا اور کس لطف سے کہا کہ لوح کو
ملاحظہ کیجیے لوح جب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ممدوحے یوں طلسم ہر ساحر نے شدید کیا خدا نے یہ دن
دکھایا کہ قلعہ طلسم فتح ہوا گلگونہ اور شہرت کو عہدہ جلیل عطا ہوا شاہزادہ تو یہان مصروف
عیش ہے لیکن دوسری بہن آفتاب کی سہ جنگ بد باطن مکر سے مسلمان ہوئی ہے فکر مین ہے

کہ کس طور سے طلسم کشا کو لیجاؤن یہان تو یہ صورت ہی آفتاب جو شکست خوردہ بھاگی گنبد جبال لینوب
پر پہونچی گنبد قریب تھا کہ بختیارک کو خبر پہونچی کہ ملکہ آفتاب شکست کھا کے آئی ہین بیقرار ہو کر برائے
استقبال نکلا آکر آفتاب سے ملاقات کی آفتاب نے جو بختیارک کو دیکھا کہا اے وزیر اعظم تم تو یہان آکر
بیٹھے ہمارا ملک تباہ ہوا مرحلہ جات مٹے اور مین یہ بھی کہتی ہون کہ طلسم کشا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑیگا
کہ مین برق ثانی کو لینی آئی ہون بختیارک نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کون شخص ہی آفتاب نے کہا اے بختیارک
یہ بلاے روزگار ہی مگر جیسے گرفتار کیا رہائی نہین پائی روز مجکو دھوکے دیتا ہی مگر مین ایسی ہوشیار ہون
کہ اسکو بات نہین کرنے دیتی شہر یاقوت نگار اسیکی ذات سے فتح ہوا بختیارک یہ سنکر اعزاز و اکرام سے
آفتاب کو گنبد مین لایا تخت زبرجدی نکلوایا اسپر آفتاب کو جگہ دی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے بختیارک
نے کہا اے ملکۂ عالم مین ایک بات عرض کرون خلاف راے اقدس نہو خداوند قدیم کو آپنے چھوڑا اور
مذہب سامری و جمشید کا اختیار کیا جب ہی سے رنج و ملال آپ پر گذرنے لگا یہانتک مجکو نوبت بہم
پہونچی کہ مین تو ہر سال جاتا ہون کئی مرتبہ خداوند نے فرمایا کہ اہالی طلسم آفتاب نگار کہان ہین مین عذر
کر دیا کرتا ہون ایکی مرتبہ فرمایا تھا کہ رنج اٹھاکر آفتاب آئیگی قدرت کو بڑا خیال ہی اے بختیارک کہدینا
کہ بادولت کا اعتقاد کرو سامری و جمشید کون گنتی سے رنج و ملال اٹھا کر آئی تو کیا اب قدرت
اسکو کسی بلا مین پھنسائینگے لہذا مین سامان پوجہ پاٹ کا مہیا کرتا ہون جاگتی جوت کے خداوند کو
یاد کیجیے کہ یا خداوند جمشید خود پرست جو کچھ مین نے کیا وہ معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہوگی
ضرور امید ہے آپکی آئینۂ اقبال مین صورت فتح و ظفر نظر آئیگی آفتاب نے کہا اے وزیر اعظم حقیقت مین کہ
مجسے بڑی خطا ہوئی ہین بیشک توبہ کرونگی اور عہد کرتی ہون کہ ضرور انکی جشن مین جاکر شریک ہون
پہلے بھی وہانکا دیکھون اسیوقت بختیارک نے اشیاے پوجہ پاٹ کے مہیا کیے آفتاب نے بیٹھ کے پوجہ
کیا اور جمشید خود پرست سے فریاد کی رات کو تو یہ معاملہ درپیش ہوا اوہان جو سرہنگ بد باطن اٹھ پہر
فکر مین رہتی تھی ایک شب کو اسنے دیکھا شاہزادے نے مع ملکہ فرزانہ بالاے بام آرام کیا سرہنگ
نگہبانونکو بیہوش کرتی ہوئی بالاے بام پہونچی دیکھا دونون آپسمین لپٹے ہوے سو رہے ہین اسنے
جھولی سے مقراض نکالی پہلے ڈورا لوح کا کاٹا جب لوح قبضے مین آچکی تو پکار کر آواز دی او طلسم کشا
کہانتک سوئیگا بیدار ہو اپنا حال دیکھ مین سرہنگ بد باطن بڑے افسوس کا مقام ہی کہ میری

بہمن کی سلطنت مٹے اور اُسکے تخت پر بی فرزانہ بیٹھین گھبرا کے جو عاشق و معشوق نے آنکھ کھولی سر جا کے
سر ہنگ کو پایا لوح قبضے سے نکل چکی چاہا اُٹھین اُسنے فقط ہاتھ ہلا دیا ہاتھ پاؤن دونون کے
بیکار ہوے اُسی وقت دونو نکو لیکر تخت پر ڈالا لوح طلسمی جھولی مین رکھی لیکے طرف گنبد جالینوس کے
چلی یہان صبح تو سب بیدار ہوے عاشق و معشوق کو تلاش کرنے لگے آخر معلوم ہوا کہ سر ہنگ بد باطن
لیگئی یاقوت نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو مع فرزانہ سر ہنگ بد باطن لیگئی
اب کیا کیا جاے دیکھیے آفتاب گرم خو کیا آفت برپا کرے بختیار جادو ساحر قدیم آفتاب کا
ندیم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ ملکہ عالم سلطنت طلسم پر بہ لطف قبضہ کیجیے در ماندانو نکا دخل نہ ہونے پائے
ورنہ بڑی خرابی ہوگی اب وہ اُسیکے پاس گئی ہو وہان صلاحین ہو رہی ہونگی اُسی صلاح مین یہ بھی
حرامزادی طلسم کشا کو لیکر پہونچیگی شہرت اور گلگونہ نے عرض کی ای ملکہ عالم نہ گھبرائیے وقت
بربادی گنبد جالینوس بھی آگیا لشکر تیار کیجیے لشکر کشی کر کے چلیے ہرچند کہ وہ بادشاہ طلسم ہی تحفہ جات
طلسمی پاس موجود ہین سحر مین طاق شہرۂ آفاق لیکن تدبیرین کرینگے جنگ بھی عیاریان بھی شاید
پروردگار کوئی تدبیر کرا دے غافل بیٹھے رہنا مناسب نہین سب نے صلاح گلگونہ کو پسند کیا
لشکر تین لاکھ ساحرونکا تیار ہوا کوئی سلطنت قبول نہ کرتا تھا تخت دیکھ دیکھکر رونے تھے کہ ہاے
یہ مقام ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کا اسپر کسی اور کو کیونکر دیکھین کیونکر دلکو آرام آئے آخر صلاح
کر کے ملکہ یاقوت کو تخت پر بٹھایا کلیم و سلیم لعبدہٗ وزارت گلگونہ و شہرت منتظم لشکر ہوے تین
لاکھ ساحرونکا لشکر تیار کر کے اس شوکت و شان سے بیرون قلعہ نکلے رئیسان شہر بھی ساتھ آئے
ہین پانچ کوس قلعے سے آگے بڑھکر اُترے ارادہ ہی کل یا پرسون کوچ کرین لیکن آفتاب گرم خور آت
بھر پوجہ کر کے صبح کو تخت پر بیٹھی ہی بختیار جادو کہتا ہی کچھ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ چند
جادوگرنیان دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ سر ہنگ بد باطن طلسم کشا و آپکی
ساحرزادی کو قید کر لائین لوح طلسمی لیلی آفتاب نے حکم دیا بلاؤ بختیار کہ رہا ہی کیون ملکۂ عالم
مین نہ عرض کرتا تھا کہ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی ایسے خداوند سے کیونکر کوئی برگشتہ ہو آفتاب بھی مثل
گل شگفتہ ہوگئی سر ہنگ اندر بارگاہ کے آئی کہا ہمشیرہ صاحبہ مین نے اپنی جان لگا دی تب ان
دونون کو گرفتار کیا یہی گلگونہ و شہرت شریک طلسم کشا ہوے آٹھ پہر حفاظت کرتے تھے یہ کیکے

لوح نذر دی لوح لیکر اُسنے جھولی مین رکھی کہا ای بختیار اب پہلے کے خداوند کے یہان کو دن باقی
ہین کہا ابھی ہفتے عشرے مین ہی قدرت کے سامنے چلکر ان سب کو پیش کیجیے پٹی کے سر سے سحر سلیمان
اُتارینگے سب لوگ راہ پر آجائینگے سب آپ کی اطاعت کرینگے لیکن اول اُن باغیونکو چلکر گرفتار
کر لائین سب کو لیچلکے خدمت خداوند مین پیش کرین اور آپ اپنے نہ حاضر ہونے کے عذرات بھیجیے
باجی چاہے آپ نہ جائیے مین جاکے سبکو پکڑ لاؤن بختیار جادو کے ساتھ بڑا لشکر گیا بختیار
بمقابلۂ یاقوت لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا یہان ملکہ یاقوت وغیرہ پانچ کوس پر قلعے سے بڑھکر
اُتری ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا آگے گینڈے پر بختیار جادو پشت پر لشکر ساحران غدار
بڑے زور و شور سے آکر پہونچا پہلے یاقوت کو خوب سمجھایا یہ سب آمادۂ مرگ و مبتلاے قضا ہین
جواب سخت دیے کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر جواب سنکر بختیار نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی
بجا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بختیار آگے بڑھا ہوا
لشکر کو ترغیب دیتا ہوا میدان مین آکر پہونچا ملکہ یاقوت تخت پر سوار قلب فوج مین دونون
بیٹیان برابر کھڑی ہین گلگونہ و شہرت لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کڑکا کہکر ہٹے بختیار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی جسکو تمناے مرگ کی ہو وہ نکلے گلگونہ
یہ سنکر جا پڑی آپس مین سحر ہوے بختیار نے پکار کر آواز دی ای خاک بار لینا یہ کہکے زمین پر ایک
لات ماری جہان گلگونہ کھڑی تھی اسقدر خاک اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسنے اُس
غبار کو شق کیا دیکھا گلگونہ بیہوش پڑی ہے چاہا جھپٹ کے اٹھالون شہرت جا پہنچا گلگونہ کو اٹھا کے
سے بچایا آپ لڑنے لگا تھوڑے عرصے تک آپس مین سحر ہوے ایک مقام پر بختیار نے وہی
آواز دی ای خاک بار لینا اسقدر غبار بلند ہوا کہ شہرت اُس غبار مین بیہوش ہو گئے گرا بختیار
نے اِن دونون کو اٹھالیا لشکر یاقوت پر جا پڑا ملکہ یاقوت بیٹیونکو ساتھ لیکر لڑائی مین مصروف
ہوئین ہزارہا ساحر لشکر بختیار کے مارے کہ لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ایک مقام پر بختیار نے
یاقوت و کلیم و سلیم کو دیکھا وہی آواز دیتا ہوا بڑھا غبار بلند ہوا انہون مان بیٹیان بیہوش
ہو گئے گرین بختیار نے اٹھا لیا انھین دونکو تو یون پکڑا سارے لشکر پر سحر کر دیا کہ ایک سے ایک
بات نکرے لشکر والے اسباب سحر پھینک کر مبہوت ہوے سر جھکا کر اُسی مقام پر بیٹھ گئے

ان سب کو اس حال مین چھوڑا مال اسباب اپنے قبضے مین کیا جب مال بھی قبضے مین کر چکا اسیوقت کوچ کیا ستّرہ سردار ان نامی اپنے ساتھ لیے زبانون مین سبکے سوزن گرفتار رنج و محن اِس زور و شور سے کوچ کیے ہوے جاتا ہی آفتاب گرم خو کو خبر پہونچی کہ وزیر ہمارا سردارونکو گرفتار کر لایا گنبد سے باہر آکے اُتری سب سردارونکو مع فرزانہ الگ قید کیا طلسم کشا کو علٰحدہ قید کیا برق ثانی کو ایک خیمے مین قید کیا رات کو حکم دیا کل کا دن درمیان دوسرے دن کوچ ہوگا طرف قلعہ جمشیدیہ کے چلینگے خبرین سنگوالین کہ زمانہ میلے کا قریب ہی برق ثانی نے قید خانے مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ جمعدار چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے بھی ایک تان ماری جمعدار نے کہا ارے قیدی تو بھی گانا جانتا ہی کہا حضور جان کے خوف سے روتا ہون گانا کیا جانون ذرا مجھکو قریب بُلایئے تو مین اپنا گانا آپ کو سناؤن جمعدار کی شامت جو آئی برق ثانی کو اپنے پاس بُلایا چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے چکارے مین آواز ملا کر وہ تانین لگائین کہ جمعدار بیقرار ہوگیا کہا میان لڑکے خوب گاتے ہو تب برق ثانی نے کہا ذرا ہاتھ کھول دیجیے تو گانا سناؤن کبھی ایسا گانا نہ سُنا ہوگا جمعدار نے ہاتھ کھول دیے برق ثانی نے بتانا شروع کیا جمعدار دیکھ دیکھکر بیقرار ہوا جاتا ہی تعریفین کر رہا ہی برق ثانی نے اشارہ کرکے جمعدار کو اندر قید خانے کے بُلایا باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جمعدار کو بیہوش کیا اُسکو اپنی صورت بنایا جمعدار کو قید خانے مین ڈالدیا آپ جمعدار کی شکل بنکر باہر نکلا ساتھ والون سے کہا چوکی پہرے سے ہوشیار رہنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکے برق ثانی نکلگیا لشکر تو بے انتہا اُترا ہوا ہی ایک دوکان پر جاکے پڑ رہا یہان صبح کو لشکر تیار ہوا آفتاب نے کوچ کیا جب آنکھ کُھلی جمعدار غل مچانے لگا کہ ارے مجھے کسنے قید کیا ملکہ آفتاب کو خبر پہونچی کہ آج وہ قیدی نئے فقرے بگھار رہا ہی آفتاب نے کہا بکنے دو نگہبانون نے کہا حضور وہ اپنی جان دینے پہ آمادہ ہی آخر آفتاب خود آئین دیکھا برق ثانی رو رہا ہی سر زنجیر پہ دے مارتا ہی آفتاب کو دیکھکر پکارا حضور مجھے کسنے قید کیا اور وہ لڑکا کہان گیا آخر بختیار آیا بختیار نے کہا اِسکا منھ دُھلاؤ جب منھ دُھلایا تو مفصل حال کُھلا پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور لڑکا مجھکو اپنی صورت بنا کے چلا گیا جمعدار کو تو قید سے رہا کیا حکم دیا اب کوچ ہو برق ثانی نے ایک سردار کی نوکری کر لی وہین رہتا ہی دن بھر منزل چلتے ہین شام کو کسی مقام پہ اُترتے ہین برق ثانی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون

اگر شاہزادے کو رہا کیا لوح پاس آفتاب کے ہی کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا ایسی باتین سوچتا
ہوا لشکر کے ساتھ ہی آٹھ منزلین آفتاب کے ساتھ طی کین آج ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا
سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ بنا ہی ایک پھاٹک سامنے اور چھ دروازے تین طرف دست راست
کے تین طرف دست چپ کے نہرین پانی کی جاری ہین انسان کا نام نہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا کیا قلعے کے دروازے بہت ہین اُسنے جواب دیا یہی سات دروازے ہین ہر ایک دروازے
کے آگے بازار آراستہ ہوگا مقام پر ان دروازونکے کل دیکھنا جس رنگ کا جو دروازہ ہی اُسی
رنگ کے اہالی بازار ہونگے اُسی رنگ کا لباس پہنے ہوے داروغہ ہوگا دو دن مین میلہ جمیگا
تیسرے دن جلوس خداوندی ہوگا لوگ زیارت کو جائینگے اپنی اپنی مراد پائینگے ہزارہا کوس سے
آنیوالے آتے ہین سب طرح کی مراد پاتے ہین بڑے بڑے تاجدار بڑے بڑے سفر والے اس میلے
مین شریک ہونگے کیا تم کبھی اس میلے مین نہین آئے برق ثانی نے کہا مدت ہوئی مین بہت چھوٹا
تھا اپنے باپ کے ہمراہ آیا کرتا تھا اُسوقت کی باتین یاد نہین رہین اب یہ احتیاط دیکھونگا یہ باتین سنکر
برق ثانی اُسی خیمے مین آیا جب نوکر تھا اُس سے یہی کچھ باتین پوچھین پھر دن رہے سے آمد ین شروع
ہوئین شام کو برق آکر اپنے سونے کے مقام پر لیٹا خیال مین شاہزادے کی قید کے کب نیند آتی ہی
پڑا تڑپ رہا ہی آوازین نوبت نقارے کی کان مین آتی ہین رات بھر یہی ہنگامہ سنا کیا جی مین کہتا ہی صبح ہو
تو دیکھون کون کون آیا صبح کو جو اُٹھا حاجت وغیرہ سے مہلت پاکر اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام میدان
و اس قلعہ آدمیونسے بھرا ہوا ہی جو دروازہ کلان ہی اُسکے آگے کرسی بچھی ہی دروازے کا سرخ رنگ
ایک جوان یاقوت پوش کرسی پر بیٹھا اپنے میلے کا انتظام کر رہا ہی ایک دروازے پر زمرد پوش بازار
زمرد پوشان کے انتظام مین مصروف ہی ایک دروازے پر مروارید پوش کہ وہ بازار سفید پوشان ہی
انتظام کر رہا ہی ایک طرف نیلی پوش ایک طرف صندلی پوش اپنے اپنے بازار کے رنگ مین مصروف
ہین اور پہلوے قلعہ پہ ایک نہر جاری ہی مثل دریا کے جوشان و خروشان کنارے کنارے اُسکے
ہزارہا آہوان صحرا پھر رہے ہین جس بازار مین جو کوئی دزدی کرتا ہی کوتوال اُس دزد کو گرفتار کرکے
سامنے داروغۂ بارگاہ کے لیجاتا ہی داروغہ کوتوال کو حکم دیتا ہی اسکو لیجاکر نہر مین نہلاؤ وہ لوگ اُس
گنہگار کو نہر پہ لیجاتے ہین جبراً اُسکو جھیل مین نہلاتے ہین نہا کے نکلا اور آہو ہو گیا قید بند سے اُسکو رہا

کر کے اسی صحرا مین چھوڑ دیا کنارے کنارے ہزارہا آہو پھر رہا ہی کنارے پر نہر کے جو گھانس لگی ہر وہی انکی
خوراک ہی برق ثانی اٹھا کہ بازار رنگی سیر کرون اول کے کونے پر بازار زرین پوشان اُس بازار
مین آیا دیکھا کرسی زرنگار پر ایک نازنین نہایت حسین بہ کبر و نخوت بیٹھی ہر عدل و انصاف مین مصروف
برق ثانی کھڑا ہوا دیر تک اُس مہ جبین کو دیکھا کیا دوسرے بازار مین آیا وہ بازار نیلی پوشون کا ہی
ایک زنگی قوی تن قوی من پہلوان کی وضع بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی جو گرفتار ہو کر زنگی کے سامنے
آیا تیغہ کھینچکے اٹھا اسکو قتل کیا کوتوال سے اشارہ کیا اسکو نہر عدالت مین پھینک دو ہمراہیان کوتوال
لاشہ اٹھا کر لیگئے جا کے نہر مین پھینکا کچھ مچھلیون نے لاش کو نوچا ایک نہنگ پیدا ہوا لاش کو اُس مقتول
کی نگلگیا کنارے پر آ کے اسی لاش کو اُگلا ہوا جو لگی بہ شکل آہو وہی مقتول جست کرتا ہوا آہو ون
مین جا ملا وہانسے برق ثانی بازار صندلی پوشان مین آیا دیکھا ایک جوان صندلی پوش کرسی پر
بیٹھا ہی برق ثانی ایک تاجر کی دوکان پر کھڑا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہی تاجر نے کہا میان صاحب
بیٹھ جاؤ برق ثانی نے کہا مین اچھا کھڑا ہون اُس تاجر نے بہ حسرت برق ثانی کو دیکھا اپنی دوکان
سے کسی حیلے مین اُترا کوتوال کے پاس گیا کہا میری دوکان پر ایک غیر شخص بہ حسرت کھڑا تماشہ دیکھ
رہا ہی جلد چلکے گرفتار کر لیجیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص کبھی اس میلے مین نہین آیا کوتوال
پیادونکو ساتھ لیے ہوے نرسنگھا پھکتا ہوا جیسے ہی اُسکی دوکان کے سامنے آیا برق ثانی نے
جو کوتوال کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب چاہا بھاگ جاؤن یہ سوچکے ایک خیمے کی آڑ پکڑی کوتوال
نے تاجر سے پوچھا وہ گنہگار کہان گیا تاجر نے کہا وہ خیمہ کی آڑ مین کھڑا ہی لوگون نے آکر برق ثانی کو
گرفتار کر لیا ہرچند برق ثانی چیخا پیٹا کچھ نہ سُنا کوتوال کہتا ہی کہ ای شخص تو ہمکو دیکھکر کیون بھاگا صاف
ثابت ہوتا ہی کہ تو یہان نیا آیا ہی کبھی اس میلے مین نہین آیا تھا ہرچند برق نے عذر کیا کوتوال نے کچھ
نہ سُنا برق ثانی کو کشان کشان سامنے داروغہ صندلی پوش کے لایا داروغہ نے پوچھا کیون کوتوال
اسنے کیا خطا کی کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ شخص چور ہی ہمکو دیکھکر بھاگا داروغہ نے جواب دیا
اسکو پاس داروغہ نیلی پوشان کے لیجاؤ کوتوال کشان کشان برق ثانی کو سامنے داروغۂ بازار
نیلی پوشان کے لیکر آیا کہ داروغہ وہان کا وہی زنگی ہی تیغہ بخون آلودہ چمکا رہا ہی برق ثانی داروغہ کی
صورت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا ای داروغۂ بازار زرین نے کوئی خطا نہین کی بلا وجہ مجھے گرفتار کیا ہی

کوتوال نے کہا بیشک بے خطا ہی لیکن ہمکو دیکھکر بھاگا چور ہمکو دیکھکر بھاگتا ہی ہم اِسکو گنہگار سمجھے گرفتار
کرلائے اب سزا وغیرہ کا سرکار کو اختیار ہی زنگی نے حکم دیا اِسے لیجاؤ اور لیجا کر بہر عدالت ہین نہلاؤ
برق ثانی نے فریاد کی ای داروغہ تیرے عدل و انصاف کے شہر سے ہین مین نے کوئی خطا نہین کی ہی
بلا وجہ مجکو گرفتار کیا ہی امیدوار ہون کہ رہا کیا جاؤن زنگی نے حکم دیا ای کوتوال اسکو چھوڑ دے لیکن
اِس اقرار سے کہ بہ نگاہ حسرت بازارونکو نہ دیکھے اور نہ تم لوگونکو دیکھکر بھاگے برق ثانی کو اُسنے رہا کیا
کہا جاؤ اگر مفتی بازار کے پاس جاتے تو تمھارا انصاف ہوتا برق ثانی سلام کرتا ہوا بھاگا اور بازار
زمرد پوشان مین پہونچا دیکھا ایک جوان زمرد پوش کرسی پر بیٹھا ہی اس بازار پر بڑی گھما گھمی ہی صرافہ
بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے بزازونکے تھان کھلے ہوے خرید و فروخت ہو رہی ہی دلال
پکار پکار کے کہر رہے ہین سیٹھ جی دوکاندار صاحب ہمکو دھیلا روپیہ دیجیے گا ہم زیادہ نہین لینگے گاہک
ہمارا پڑا اٹا ہی بے ہمارے کبھی سودا نہین خرید تا ہم بھی اپنے گاہک کو سودا سستا دلواتے ہین کیسے
کیسے دوکاندار گلبدن چہرے رشک چمن بیچنے پر آمادہ گاہک کو آواز دیتے ہین میان کچھ کپڑے کی
خریداری منظور ہو تو ہمارے پاس آئیے ایک طرف جوہری بیچ چکی لال و پنا لال و لالہ یاقوت کھرے
سے کھرا سودا بیچنے والے کوئی خریدار جو آیا ڈبہ جو کمر مین باندھے تھے وہ کھولا جواہرات دکھائے
دیکھنے والا جواہرات دیکھکر محو ہو گیا گفتگو خرید و فروخت کی ہونے لگی ایک جانب سر اُٹھا کے دیکھا
بھانڈ بھگتئین بازار مین اپنا رنگ جما رہے ہین گاتے پھرتے ہین جب کسی بھگتن نے کسی نوجوان کو دیکھا
دامن پکڑ لیا کچھ دو چار پیسے لیے تب جانے دیا ایک جانب فرش بچھا ہی رئیسان شہر دوستون آشنا
کو ساتھ لیے ہوے فرش پر بیٹھے ہین آپسمین باتین ہو رہی ہین ایک جانب دیکھا پالین رنگ برنگ
کی استادہ ہین اُسکے نیچے نازنینان مہ جبین گوری گوری صورتین جوڑے تو چھپے بندھے ہوے مسند پر
بیٹھی ہین سامنے سنہری حقے لالی نیچے چلمین ایک جانب دھری ہی آگ روشن چاہنے والونکے جاو جنکو
زیادہ تقرب ہی وہ تخت پر بیٹھے ہین چلمین اُڑتی چلی جاتی ہین کوئی جوان اکڑتے ہوے آئے جیب سے
چونی نکالکر پھینکی پکار کر کہا بی ساقن صاحب کوئی تڑ سا لجھا نکالو اپیے ساقن نے سر ہلایا نوکر سے
چلم مانگی وہ سُلفہ جا کر لایا بھنگیرن نے کمر سے بٹوہ نکالا اُسمین سے چرس نکالکر جمائی کہا لو میان
اب نشہ ہو جائیگا آگ رکھو اگر حقہ بڑھایا جوان نے کہا ذرا منھ بھی لگا دیجیے بھنگیرن نے بڑی

مشکل سے اِس بات کو مانا دم لگایا کہ چلم کے ٹوٹنے کا ڈر پیدا ہوا بالشت بھر کی لَو نکلی کہا لو یار۔ ان دم لگاؤ
جوانون نے حقہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی پیارے ذرا جوانونسے تو آنکھ ملاؤ یہ لفظین جوانون کی یاد رکھنا
چھنے نہ پی گا بجنے کی کلی اُس بیٹھے سے بیٹی بھلی اپنا تو یہ قول ہی فرد نہ آئندہ کے دم مین کھینچ دم چرسون کا
زندون مین چند پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین چند دس برس کی عمر پیتا گھر سے نکلے
اِسی چرس کے واسطے مان باپ سے بڑے ہوے تمسے آنکھ لڑانے کا شوق ہی قطار کی قطار بھنگیڑون
کی اُس مقام پر ہی سب طرف دم پڑ رہے ہین دُھوان بلند بازار دُھوان دھار ہو رہا ہی ایک جانب
نہر شی بچھا ہوا جوان لیٹے ہین ایک کا سر ایک کا پانوٗن چہرے زرد خوانچے مین لو روشن لگالی ہاتھ
مین چھینٹے جا کر اُڑا رہے ہین دوکاندار کو دم ہی دم مین آواز دیتے ہین چرس مانگتے اور بھیجو دوکاندار
نے جواب دیا ابھی چارہ مانگنے کا بتہ بھیجا ہی خانصاحب آپ بہت پیتے ہین خانصاحب نے جواب دیا
بھائی آج کل دو لوٹے کا دور ہوتا ہی شام سے جو آتے ہین چانڈو خانے سے بارہ پہر ایک بجے
جاتے ہین قورمہ چپاتیان تیار ملتی ہین ایک روٹی شوربے مین ڈبو کر کھا لیتے ہین برق ثانی
نے ایک سے پوچھا یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا یہ چانڈو پینے والے ہین زرد ہو کر رہ گئے ہین خون
جسم مین باقی نہین ہی برق ثانی سیر دیکھتا پھرتا ہی ہر بازار مین دوکاندار مرفہ حال خرید و فروخت
انتہائی ہو رہی ہی ساتون بازارون کی برق ثانی نے سیر کی ہزارہا گنہگار گرفتار ہوے آہو بنیا
اور چھوڑ دیا وہ آہو بہ نگاہ حسرت بازارونکو دیکھتے ہین کنارے کنارے شہر کے چرا کرتے ہین
دو دن برق ثانی نے بازارونکی سیر ہو کے سیر کی کوئی پیشہ ور ایسا نہین ہی کہ جو اِن بازارونمین
نہ ہو تیسرے دن سویرے قبل از طلوع آفتاب بڑے بڑے تاجر تحفہ جات کی کشتیان لیے
ہوے بڑے پھاٹک کے اندر جاتے ہین بازارون مین غلغلہ ہی کہ وقت جلوس خداوند قریب آیا
برق ثانی اُن سب مین ملکر اندر دروازے کے آیا دیکھا ایک میدان وسیع سامنے ایک دروازہ عالی
کھلا ہوا دروازے پر چند نگہبان بیٹھے ہین کسیکو آمد و رفت سے نہین روکتے یہ تاجدار سردار تاجر
جو سب ملکر گئے تھے اُنکے ساتھ برق ثانی بھی اندر دروازے کے داخل ہوا دیکھا ایک باغ پربہار
عروسان چمن کا نکھار درخت قطار در قطار عندلیبان چمن کی پکار پھولونکا زیر نخل سایہ دار انبار
غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

ہین یہ غزلین گا رہی ہین

نظم

اُڑ کے وان پہونچیگا حال شوق شہپر ہو گیا
گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہو گیا

جب اُڑائے اپنے منھ سے پھونک کر اُس طفل نے
جان اُن مین آگئی ہر پر کبوتر ہو گیا

ہے یہ بیٹا نہین ہی ہاتھ مین جام بلور
معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا

اے بہار عمر آخر آگیا وقت خزان
یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہو گیا

قطرۂ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے
دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا

ملگئے سب خاک مین کہنے کو وہ دن کے لیے
کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا

آفتاب حشر کا اب اے متین کچھ ڈر نہین
سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہو گیا

ہر طرف جوش بہار ہے چہچہاتے طولانی نہرون مین آب صاف وشفاف نہرین چھلک رہی ہین پانی کی روانی صاف وشفاف پانی حباب مثل چشم معشوق بہ حسرت سمت گلشن نگران آب آئینہ مثل آئینہ حیران برق ثانی سب کیفیت دیکھتا ہوا اسکے ساتھ وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ وسیع گرد اُسکے ہزارہا سیڑھیان علاوہ بر سر چبوترہ کے سیڑھیون پر درجہ بدرجہ فرش بچھا ہے اور بالائے چبوترہ ایک ممبر سونے کا رکھا ہے ممبر کے پہلو مین ایک کرسی جواہر نگار اور کرسیان اُس کرسی سے الگ الگ بچھی ہین لیکن یہ کرسی جو قریب ممبر کے ہے نہایت تکلف سے آراستہ سونے کی کرسی اُسمین جواہرات جڑا ہوا اور کرسیان چاندی کی ہین چند کرسیان دست چپ پر چند دست راست پر ممبر کے بچھی ہین بر سر چبوترہ بھی صدہا تاجدار دنگل و میز پر بیٹھے ہین نیر اعظم نکلا تھا دھوپ ساتھ زردی کے ظاہر ہوئی ہے کہ سب تاجدار کھڑے ہو گئے دیکھا سامنے سے ایک ہوادار ظاہر ہوا ہوادار پر ایک مرد چہرہ بار ریش سفید تاج بھاری سر پہ پہنے ہوے لباس سفید جسم مین کہارہ ہوادار کو مثل ہوا اُڑائے ہوے لاتے ہین تاجدارون مین ہنگامہ ہوا قدرت آگئے وہ ہوادار قریب سیڑھیون کے لاکے رکھا وہ مرد پیر اُترا تاجدار اُسکو ہاتھون ہاتھ بالائے چبوترہ لائے وہ جو کرسی بشکل بہ جواہر بچھی ہے اُسپہ آکے بیٹھا سب نے اُسکو سجدہ کیا سبکو ہنس ہنسکے جواب دے رہا ہے کہ برق ثانی نے دیکھا بختیارک جادو مالک گنبد جالینوس پہلو مین آفتاب گرم خو لباس بھاری پہنے ہوے مصاحب و رفیق ساتھ تھا اور چہار جانب سے وہی داروغہ لوگ جو بازارون مین کرسیون پہ بیٹھے تھے آکر پہونچے کرسیون پر بیٹھے

کہ بختیارک نے آفتاب کو لاکر سامنے پہونچایا آفتاب نے سجدہ کیا جمشید خودپرست نے پوچھا
اے آفتاب کئی سال سے کہان تھین کیون نہین آئین بختیارک نے حال بربادی طلسم کہنا شروع کیا
جمشید خودپرست نے جواب دیا قدرت کو سب معلوم ہے بعد اختتام جشن بیان کرنا قیدیونکو بھی
ہمارے سامنے لانا سب کا علاج ہوجائیگا یہ کہکے جمشید خودپرست ممبر پر آیا کہ سب تاجدار پھر
کھڑے ہوگئے دیکھا ایک نقابدار یاقوت پوش سراپا دریائے جواہر مین غرق تاج یاقوتی برفرق
مرکب بادرفتار اڑاتا ہوا گھٹنا چست چڑھا ہوا اگاتی بندھی ہوئی اندر سے نقاب کے لو نور کی نکل رہی ہے
اُس نقابدار کو دیکھکر سب کھڑے ہوگئے جمشید ممبر پر بیٹھا ہے وہ نقابدار سیڑھیونکو طے کرکے بر سر
چبوترہ آیا جمشید نے آواز دی اے نور چکیدۂ خالص قدرت اپنے مقام پر آکے بیٹھو وہ کرسی مکلل
بہ جواہر جو بچھی ہے اُس کرسی پر آکے بیٹھا وہ نازنین جو بازار مین داروغہ تھی وہ پشت پر آکے مگس رانی
کرنے لگی جمشید ثانی نے کتاب کھولی پکارکر آواز دی ایہا الحاضرین طلسم آفتاب نگار مین
زمان انقلاب ہے ہمارے بندونکے واسطے پیچ وتاب ہے لیکن ہماری دختر بلند اختر کے طالع مین وہ ستارہ
آکے واقع ہوا ہے کہ سب پر حاکم ہوگی لیکن انقلاب سے مایدولت سبکو بچائینگے گھرون مین پوجے
پاٹ کرو یاد ہماری فراموش نہو قدرت تمکو نہ بھولینگے یہ کہکر چند فقرات زبان سنسکرت مین
پڑھے اُسکا ترجمہ یہ تھا کہ مذہب ساحری وجمشید باطل ہمارا مذہب مثل آفتاب روشن رہیگا
طلسم کو بربادی سے بچائینگے سبکی مدد کو وقت پر آئینگے ایسے فقرات پڑھکر ممبر سے اُترا شیرینی لگنون
مین آئی اُسپر کم فقرے پڑھے ممبر سے اُترکر تخت پر بیٹھا اب آفتاب اپنے مقام سے اُٹھی جمشید نے
کہا تمھاری بربادی کا حال معلوم ہے قیدیونکو بلواؤ مگر اپنی بیٹی کو بعد لانا پہلے اپنے سردارونکو لاؤ
آفتاب نے پلٹ کے اشارہ کیا یاقوت وغیرہ آئین اُنکی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون اے یاقوت
و اے کلیم وسلیم بربادی طلسم منظور ہوئی خبردار آج سے بدل وجان آفتاب کی اطاعت کرنا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا سبکے منہ پر ہاتھ پھیرا سبنے جمشید کو سجدہ کیا قدمون پر آفتاب کے گرین کہا ہم سحر
مین مبتلا تھے اسوجہ سے آپ کی دشمنی کی اب عمر بھر تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرینگے یاقوت
وغیرہ مع جملہ سردار پشت پر آکھڑے ہین جمشید نے حکم دیا لوح طلسمی کہان ہے آفتاب نے جھولی سے
نکالی جمشید کو نذر دی جمشید نے پکارکر آواز دی اے گلگون پوش وہ جو داروغہ بارگاہ گلگون پوشان

تھا وہ سامنے آیا جمشید نے لوح اُسکو دی اب جمشید نے اشارہ کیا فرزانہ فیروزہ پوش کو لاؤ دیکھا فرزانہ فیروزہ پوش لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ اشعار زبان پر

نظم

دیتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے — دھاگون مین آگیا بت زنار دار کے
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ ایکسال بُرے ہین بہار کے
مانند گرد باد کے لپٹین گے ہم تجھے — آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے
نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم — جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل — پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے لیے تار کے

بہوت لب پر یہ اشعار عاشقانہ کبھی پکارتی ہے ای خسرو شیر دل مقام افسوس ہے ہم تمھارے دیدار سے محروم رہے آج کتنے دن کا زمانہ گذرا کہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا نہین دیکھی کاشکے پہلو نشین مرجان کے ہوتے مرجان نے خوب صلت پائی دنیاے ناپائدار کو چھوڑا ہم ایسے سخت جان ہین کہ کسیطرح روح جسم خاکی سے نہین نکلتی آفتاب نے کہا یا خداوند دیکھیے یہ حال ہے کہا آنے دو جو کہتی ہے کہنے دو ابھی ہوش مین آجائیگی ارے شیشۂ آب رحمت کا حاضر کرو فوراً ایک لقا بردار اُٹھکر شیشہ کیوڑے کا لایا وہ لقا بردار یاقوت پوش جسکو پروردۂ قدرت کہتا ہے اُسکے پھر ڈھلاے ایک جام مین لبریز کرکے وہ جام آفتاب کو دیا کہا جسطرح بنے بیٹی کو پلا دو بمشکل ہونٹ سے فرزانہ کے لگایا جیسے ہی قطرہ اُسکے حلق سے اُترا الٹی گرمی بیہوش ہوگئی ہاتھ پائون مین مارنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے ہوشیار ہوئی اُٹھتے ہی جمشید کو سجدہ کیا دوپٹہ سمیٹنے سے اوڑھا مان سے کہا ای مادر مہربان یہان مجھے کون لایا ہتھکڑیان کیون پہنائین آفتاب نے ہتھکڑیان ہاتھ سے اُتارین قید و بند کی مان کے پہلو مین سر جھکا کے بیٹھی باتین ہوش کی کرنے لگی جمشید نے آفتاب سے اشارہ کیا اسکو رخصت کرو یاقوت سے آفتاب نے کہا فرزانہ کو لیجاؤ یاقوت اپنے ہمراہ فرزانہ کو لیگئین شاہزادہ بالکل فرزانہ کو یاد نہین برق ثانی حیران حیران یہ معاملہ دیکھ رہا ہے کہ جمشید نے کہا ای آفتاب طلسم کشا کو بلاؤ بدلائل قتل کرینگے تخت طلسم پر بعہدۂ سلطنت بیٹھین اور قاعدے سے آگاہ ہوئین ملازمان آفتاب جاکر طلسم کشا کو لائے برق ثانی نے دیکھا شاہزادہ مسلسل و مطوق زیور آہن مین غرق ہتھکڑیان ہاتھ مین بیڑیان پائون مین بغلو مین

خارہ دار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے رانون پر بھی چوڑے چڑھے ہوے اُٹھنے کی طاقت نہین اکڑتا ہوا شاہزادہ آتا ہی سامنے جمشید کے آکر پہونچا نقابدار یاقوت پوش جو جواہر نگار کرسی پر بیٹھا ہی جمال جہان آرای شاہزادہ دیکھکر پسینہ آگیا قاب تھرتھرایا لیکن سر جھکالیا شاہزادے نے مثل اہل اسلام کے سامنے جمشید کے صاحب سلامت کی جمشید نے کچھ جواب نہ دیا پکار کر آواز دی کہ ای تاریک جادو طلسم کشا کو زندان عشرت مین لیجاؤ یہ سُنتے ہی ایک ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا آیا گمرہین شاہزادے کی پنجہ دیکر لے اُڑا اب جو برق ثانی پلٹا شاہزادے کو محفل مین نہ پایا گھبراکر لوگون سے پوچھا شاہزادے کو کون لیگیا لوگون نے کہا تاریک جادو داروغہ زندان خانہ عشرت ہی وہ شاہزادے کو لیگیا برق ثانی نہایت شرمندہ کہ افسوس اب مین کیا کرون زندان خانہ کیونکر تلاش کرون لیکن مجبور و ناچار فرزانہ کو سردار لیگئے شہرت وگلگونہ سب نے اطاعت آفتاب کی کی جمشید یہ شعبدے کرکے اپنے مقام سے اُٹھا جلسہ برخاست ہوا اب برق ثانی باہر آبادیکھا تمام بازارین ویران پڑی ہین جابجا سناٹا بارگاہین اُکھڑ گئین برق ثانی حیران ہوا جسکا نوکر تھا وہ بھی چلا گیا آفتاب نکلتے ہی طرف طلسم کے روانہ ہوئی برق ثانی سوچا کہ اب مین آفتاب کے ساتھ جا کے کیا کرون شاہزادہ اِس حوالی مین مجھے وہا لسنے کیا کام ہر طرف تلاش کرنے لگا کبھی زیر دیوار قلعہ دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی سر ٹکراتا ہی کبھی جنگل مین دوڑا جاتا ہی کبھی نام لیکر شاہزادہ خسرو کا پکارتا ہی ای آقاے نامدار آپسے فلک نے یون جدا کیا کہان ڈھونڈھون کہان تلاش کرون کبھی زیر کوہ آتا ہی پتھرو لسنے سر ٹکراتا ہی درہاے کوہ مین گھس جاتا ہی چیخین مار کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار اگر جان جاؤن کہ آپ اِس پہاڑ مین ہین تو جان شیرین کو مثل فرہاد تلف کرون پہاڑ کو خنجر سے کاٹون جوے شیر بہادون پھر دوڑ کر اُس قلعے کے سامنے آتا ہی وہان سناٹا پاتا ہی وہ نہر وغیرہ سب غائب ہوگئی اہو ونکا پتہ نہین دروازے قلعے کے بند درختون سے سر ٹکراتا ہی برق ثانی تو اِس حال پُرملال مین ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر کرونگا اب حال پُرملال شاہزادہ خسرو شیردل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی کمر مین پنجہ دیکر تاریک جادو جو بلند ہوا شاہزادے کی آنکھ تموج ہوا سے بند ہوگئی نہین معلوم لانے والا کس راہ سے لایا کتنی دیر اُڑا اب جو آنکھ کھلی عجب مقام عشرت خیز مین اپنے کو پایا گرد باغ پُربہار درخت سرسبز و شاداب میوہ شاخون مین لاجواب طائر زمزمہ سرائی کررہے ہین دم محبت کا باغبان

قضا و قدر کی بھر رہے ہین خار بھی انگلیان اُٹھاتے ہین کہ اے بانی بناے باغ عالم تو یکتا ہے حقیقت
مین تو لا شریک ہے یہی اعتقاد سب کا ٹھیک ہے طفلان غنچہ مہد شاخ پہ جھول رہے ہین چہرۂ گل کو دیکھکر
پھول رہے ہین رنگ گل مین چہرۂ محبوب سے زیادہ رعنائی شاخ پر میوہ کی زیبائی اپنے کو شاہزادے
نے بارہ دری مین پایا صدہا چمچیان کھانا سب طرح کا میزون پہ چنا ہے اُڈالیان میوے کی بہ رعنائی
رکھی ہوئین نارنگیان رشک پستان محبوب جنکو دیکھکر دانت کھٹے ہون کولے سرخ سرخ مثل عذار
معشوق اپنی رعنائی دکھا رہے ہین اسی صحنچی مین مگدر ڈنڈ پیلنے کی نالی بنی ہوئی سپر شمشیر گرز موزے
رکھے چار آئینہ پلنگ کسا ہوا سفید چادر کلابتون کی ڈوریان پھندنے سنہری لٹک رہے ہین تکیے
نرم ایک جا گل تکیے ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہوا ہے سامنے بارہ دری ایک مولسری کا
درخت نہایت سایہ دار اُسکے نیچے ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہے طاق مین سہرا بندھا ہوا ہے شاہزادہ
حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہے اُن سب جوانون نے جمال شاہزادہ دیکھا سب اپنی اپنی صحنچی سے
اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے ایک صحنچی مین ایک شاہزادے کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا سرنگون
بیٹھا ہے آنکھون سے آنسو جاری وہ قریب شاہزادے کے نہین آیا ایک سر کئی جوان شاہزادے
وزیرزادے تاجر بچے سب خاندان عالی سے شاہزادے کے پاس آکر بیٹھے سب نے بہ محبت
پوچھا آپ کس وجہ مین قید ہوے شاہزادے نے کہا قید تم ہوے ہوگے یہ قید خانہ ہے کہ عیش خانہ
سب نے کہا کہ اے شہریار یہان کا قیدی تا بہ قید حیات نہین چھوٹتا یہ جو اکھاڑا سامنے ہے اور بلندی پہ
چبوترہ بنا ہے اس چبوترے پر ایک نازنین گلگون پوش خون جگر پیسے بستا ہوا آکے تخت پہ بیٹھتی ہے
تاریک جادو ایک ساحر سیہ فام آکر اکھاڑے مین کودتا ہے جسکی سیاہ بکا دل ہوا اُسے بلاتا ہے
کہتا ہے اگر مجھکو زیر کرو تو اس قید خانے سے رہائی ملے اگر مین زیر کرونگا فوراً قتل کر ڈالونگا اے
شہریار کیسے کیسے پہلوان کیسے کیسے شاہزادے صف شکن اُس سیاہ رو کے مقابلے مین گئے
بڑی کد و کاوش کی مگر وہی سیاہ رو غالب آتا ہے چھاتی پر بیٹھ کے سر کاٹتا ہے سامنے اُس محبوب کے
لیجاتا ہے وہ پانچون انگلیان اپنی اُسکے سر کے خون سے رنگین کر لیتی ہے اور ایک انگلی سے ٹیکا ماتھے
پر دے لیا لاشہ اُس کشتۂ حسرت و یاس کا بیرون قید خانہ پھینک دیا صدہا آدمی جوان خوش رو
خوشخو ہمارے سامنے قتل ہوے وہ شاہزادہ جو صحنچی مین بیٹھا ہے اور رو رہا ہے چہرہ اُداس عالم یاس

کل اُسکی باری ہی اِسوجہ سے کلام نہین کرتا شاہزادہ اُٹھکر اُس جوان کے قریب آیا کہا ای برادر کیون ملول و حزین ہو ہمنے حال سنا کل تمھاری باری ہی اسقدر ملول نہو نام نامی تو اپنا ظاہر کرو یہ سُنکر وہ جوان اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار کیا نام اپنا ظاہر کرون اجل سرپہ چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہون اپنی موت کو یاد کرکے رو رہا ہون ایسی بلا مین آکر پھنسے کہ لاش کو دفن و کفن بھی ممکن نہوگا شاہزادے نے تسکین دیکر پوچھا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ موت قریب ہی لیکن یارو ہم ایک تدبیر بتائین ایک کا ایک ملال نہ دیکھے ہم تمھارے بدلے مقابلہ کرین سب ملکر لپٹ پڑو اُسکا منھ بند کردو کہ سحر نہ کرنے پاے سب ملکر مار ڈالین سب نے کہا ای شہریار خدا معلوم کیا آفت برپا ہو مشہور ہی وہ نازنین جو آتی ہی ملکہ نرگس خونریز اُسکا نام ہی مرد کے نام سے بیزار رہا چاہتی ہی دنیا مین کوئی مرد نہ رہے نام بھی مرد کا مٹا دون جب آدمی کے خون کا ٹیکا وہ لگا لیتی ہی تب جا کے منھ دھوتی ہی سالہا سال سے یہی طریقہ مقرر ہی صدہا جوانان خوشرو اُسنے قتل کرائے معلوم کیا آفت برپا ہو وہ دختر خداوند مشہور ہی شاہزادے نے کہا ارے بھائیو جان دینے سے زیادہ اور کیا آفت ہی ایک ایک کا رنج اُٹھانے سے ملال اُٹھانے سے تو چھوٹو گے دس پانچ دن جسکے ساتھ رہے اُسکا ساتھ ہمسے نہ چھوڑا جائیگا خیر تم لوگ اگر نہین مانتے نہ سہی لیکن ای جوان ہم تیری جانب سے مقابلہ کرینگے تجھکو نہ قتل ہونے دینگے ہم تیرے بدلے جان دینگے اُس جوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای شہریار آپنے کہا گویا جان بچا لی کوئی کسیکے واسطے کب جان دیتا ہی آپنے جو فرمایا احسان کیا اِس رات بھر آپ کے ساتھ ہین صبح کو ہماری باری ہی خسرو نے کہا ہم تمھارا رنج نہ دیکھینگے مگر یارو لات و منات پہ لعنت کرو دین خدا پرستی اختیار کرو یہی اعتقاد ٹھیک ہی کل مذہبون مین تشکیک ہی سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھ کے کھانا کھایا شاہزادے کی باتین سُنسنکر بعض نے کلمہ پڑھا بعض کہتے ہین ہمارے بزرگ بیوقوف نتھے جو کیا وہ کیا شاہزادہ اُنکو سمجھا رہا ہی اُنکے سوال کا جواب دیتا ہی چار پہر رات ایک ہی مقام پر سب بیٹھے رہے صبح کو وہ جوان روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار آگاہ رہیے کہ مین مسلمان ہون ایسے شخص کا تابعدار ہون کہ اگر وہ میری گرفتاری سُن پائین تو طلسم کو آکر درہم و برہم کرین خسرو نے کہا وہ کون صاحب ہین اُس جوان نے کہا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان جب شہر دمشق کو

انھون نے فتح کیا سکندر فرخ لقا میرا نام ہے مجھکو صاحبقران نے بادشاہ دمشق کیا برائے شکار
نکلا ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھا کے غائب ہوا مگر وہ آہو مثل انسان کے آواز دیتا ہوا گیا
کہ یا خداوند جمشید خود پرست بچائیے اِس ظالم نے بخطا مجھے تیر مارا کہ یکایک ہوا چلی ایک پنجہ
آکر میری کمر مین پڑا مجھے اُٹھا کر لیگیا متوحش ہوا سے آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اِس
قید خانے مین پایا خسرو نے گلے سے لگا لیا کہا ای سکندر مین انھین صاحبقران کا بیٹا ہون
نام صاحبقران سُنکر سکندر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ نشانی ہین آقائے نامدار کی
مگر اب باہر چلیے وہ نازنین خونخوار اور وہ پہلوان آیا چاہتے ہین شاہزادے نے ہر چند کہا کہ
یارو جو ہم کہتے ہین وہی قبول کرو ایک کا داغ ایک نہ اُٹھاوے مگر سکندر ملول و حزین باہر
نکلا قریب اکھاڑے کے آکر کھڑا ہوا سب جوان سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے کھڑے
ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہ نازنین زہرہ جبین تخت پر سوار تاج سر پر دریائے جواہر مین غوطہ زن
گرد چند کنیزین وہ پہلوان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے تخت آکر چبوترے پر قایم ہوا وہ پہلوان
جھومتا ہوا اکھاڑے مین آیا گیارہ ڈنڑ پیلے مٹی بازوون پر ملی پکار کر آواز دی آج کس جوان کا
دن ہے اگر مجھسے مقابلہ کرے اور مجھکو زیر کرے تو قید سے رہائی ہو اگر مین غالب آیا تو فوراً قتل
کرونگا ملکہ نرگس خونریز اُسکے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائینگی تب جا کے منھ دھوئینگی ایک مرد کا خون
جب پیشانی پر اپنی مل لیتی ہین تب منھ دھوتی ہین یہ سُنکر سکندر اپنے مقام سے اُٹھا تھا کہ
شاہزادہ غول مین سے جوانون کے نکلا نرگس خونریز نے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید
مثال کلاہ زرین سر پر لباس معقول زیب جسم الور غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کیا بتا رہی
آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو بصورت ہلال ادھر سے شاہزادے کی نگاہ اُس نازنین حور تمکین پر پڑی
عارض رشک قمر سیمین بر پری پیکر خنجر ابرو رشک مشک تتار گیسو خال ہندو چشم جادو فسو
سحر خندہ گز لب بر انگیختہ ہ نمک بر دل خستگان ریختہ ہ دیگر زلف معنبر برمہ رو بیت تیرہ شب آ
ووادی ہو شی ہ جامہ صبرم در کف عشق دامن یوسف دست زلیخا ہ دیگر بت مین اللہ کی قدرت کا
تماشہ دیکھا ہ وہ تجلی تھی کہ موسے کے بھی لیجائے ہوش ہ غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق
زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش ہ کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور ہ اختر بخت مسیحان

تھا کہ انجم درگوش ٭ روے تابان تھا کہ ہیری شب امید کی صبح ٭ مہر سے طالع کی رسائی تھی کہ گیسوے سر دوش تک
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ ٭ خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش ٭ حلقۂ چشم سیہ بادۂ
پیمانۂ ناز ٭ مردمک آنکھ مین یا مُغبچۂ بادہ فروش ٭ متحرک لب نازک تھے برنگ گل برگ ٭ متبسم
صفت غنچہ دہان خاموش ٭ شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا ٭ جسمین معمور نزاکت کی شراب سر جوش تک
حور آئین وقمر طلعت و آئینہ جمال ٭ نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش ٭ کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی
شوخی کبھی شرم ٭ ہیجا یا نہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش ٭ جنبش لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے ٭
نازکی کا یہ اشارہ ہو کہ بس بس خاموش ٭ سرو قدسی بالا حسن و جمال مین یکتا سینے پر دو قبۂ نور
کے یا دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش جنسے ظاہر بانک پن شکم صاف و شفاف کو تختۂ نور کہیے کمر
نازک ساق بلوری جسپر بناے قصر تن قایم نقش پا تاج سر عاشقان حضرت عشق نے دونون کی
آگے پیشوائی کی تحفۂ حسن و عشق پیش ہوا ادھر ملکہ لڑکھڑائین پیشانی پر ٹھنڈھا ٹھنڈھا پسینہ آیا
شاہزادہ لڑکھڑایا قریب تھا کہ گرے لیکن اپنے کو سنبھالا جھپٹ کے اکھاڑے مین کود پڑا جوش
جرأت مین ہاتھ اُس سیاہ رو کا تھاما فرمایا اُسکے بدلے ہم تجھسے مقابلہ کرتے ہین اگر زیر ہون تو
قتل کرنا ورنہ شاید تیری قضا ہمارے ہاتھ سے ہو تو ہم بھی زندہ نچھوڑینگے ملکہ نے کاندھے پر اپنی وزیرزادی
کے سر رکھدیا خاموش عشق کا جوش ہرچند سنبھالتی ہین دل نہین سنبھلتا کہ اُس پہلوان سیاہ رو
نے پکار کر آواز دی او قاتل مردان عالم آج یہ نئی بات ہی اُس جوان دمشقی کے بدلے یہ تجھسے
مقابلہ کرتا ہی ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا آنکھ شاہزادے سے چار ہوگئی ملکہ نے اشارے سے کہا دانت کے
نیچے انگلی دبائی اشارہ وہ یہ تھا کہ او ظالم کیا کرتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اس سے مقابلہ کرنا
اگر تو اپنے زمانے کا رستم ہی تو بیکار یہ وہ شخص ہی کہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا اگر رستم و سہراب ہون تو
بھی غالب آئے شاہزادے نے پکار کر کہا او نازنین کیون اشارے سے منع کرتی ہی ہم ضرور مقابلہ
کرینگے اس جوان دمشقی کا داغ نہ دیکھینگے ملکہ نے ہنسکر وزیرزادی سے کہا یہ جوان تو بالکل بیخوف ہی
بجہالت پسند غیر کے واسطے اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی مین تو اشارے سے
منع کرتی ہون وہ غل مچاتا ہی چار آدمی سُنتے ہین اس سے مقابلہ کرکے اسپر غالب آئیگا وزیرزادی
نے کہا واری مین سمجھاؤن شاہزادہ تاریک پہلوان سے تکرار کر رہا ہی کہ وزیرزادی نے پکار کر

کہا اے جوان ایک دو باتین ہماری سُن لے تو تجھکو اختیار ہے شاہزادے نے کہا کہو پریزادی نے
کہا اے جوان مہمانکا یہ دستور نہین ہے اِس مقام کا نام ہے زندان عشرت ابھی تو نے ایک شب مین
کیا کھایا اور کیا چین کیا جب تیری باری آئیگی تب مقابلہ کرنا اپنے زور پر ناز نہ کر اگر رستم ہو اور
اسفندیار ہو تو اِس سے مقابلہ نہ کر سکے بڑے بڑونکو اِسنے مارا بس اب معاف کرو اُنکو اُٹھ کے
کے باہر جاؤ اُسکو بیہودہ تو خود راضی ہے وہ کئی مہینے سے یہان قید ہے زندان عشرت کے مزے
اُٹھا چکا کھانے عمدہ عمدہ کھا چکا تُنے ابھی کچھ عیش نہین اُٹھایا جفا اپنے اوپر نہ اُٹھاؤ تمہاری
عمرین مشہور ہین کہ طلسم آفتاب نگار مین شنکل ایسے پہلوان کو تخت پر چڑھکے مارا اور وہ مقام
اور تھا یہ مقام اور ہے کئی مہینے کے بعد تمہاری نوبت آئیگی خسرو نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو
یہ پہلوان سیہ رو بدخو یہان روز آتا ہے ایک کو مار کر چلا جاتا ہے ہم اسکو مٹائینگے جھگڑا ابھی طے ہو جائے
نرگس نے پھر آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے جوان اپنے حال پر رحم کر شاہزادے نے کہا اے تو قتل
کرنے کی مردونکے خواہان ہو تم کیون منع کرتی ہو نرگس خونریز نے شرماکر سر جھکا لیا پہلوان نے
اشارہ کیا یہ جوان زبردستی کرتا ہے اگرچہ خلاف قاعدہ ہے لیکن مقابلہ کر پہلوان سے اشارہ کرکے کہا اُٹھ
تختی کے مقابلہ نہ کرنا بس پہلوان مثل برق کے چمکا کہا اے جوان آ مقابلہ کر تجھکو اپنے زور بازو کا بڑا
ناز ہے یہ کہکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑا اب جو شاہزادہ کشتی مین مصروف ہوا بدن اس پہلوان کا اِسقدر
گرم ہے کہ جب لپٹتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گندہ جہنم سے لپٹ گئے جب اچھی طرح لپٹ نہین سکے اور پیچ کرنا
باندھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ کھینچے سارے بدن کا زور نکال لیا بمشکل تھوڑی دیر لڑ کے پہلوان
بریل کرے دوڑا پیچھے ہٹتے ہی چلے آتے ہین زور و طاقت کھینچے جسم سے نکال لیا آخر اُسنے کمربند ہاتھ
دیکے اُٹھا لیا زمین پر مارا شاہزادہ چت گیا کود کر چھاتی پر آیا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لے اُسوقت
جو نرگس خونریز نے اِس حال پر ملال مین شاہزادے کو دیکھا کہ جیسے بسمل زمین پر تڑپتا ہے اور رنگ
گورش چہرہ زرد ہاتھ پاؤن زمین پر مار رہے ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے نرگس خونریز اپنے
مقام سے اُٹھی تخت سے کود پڑی پہلوان چاہتا تھا خنجر پھیرون نرگس خونریز نے گلے پر ہاتھ رکھدیا
کہا اے پہلوان کیا کرتا ہے آج زندانخانے مین نیا معرکہ ہوا کوئی کسیکے واسطے نہ لڑا تھا کبھی ہنستی ہے کبھی
آنکھون مین آنسو بھر کے طرف خسرو کے اشارہ کرتی ہے کیون او جاہل اپنے زور کا امتحان کیا شاہزادہ

وہی کیے جاتا ہی کہ ہم اپنے سامنے کسیکو قتل نہ ہونے دینگے اِس قتل کرنے والے کو مٹا دینگے آج تمنے بچا لیا کل ہم پھر مقابلہ کرینگے نرگس خونریز نے کہا مقابلہ کروگے تو سزا پاؤگے خسرو نے کہا ہم سزا ہی کے مشتاق ہین ملکہ تخت پر سوار ہوئین پہلوان کو ساتھ لیا راہ مین سمجھاتی ہوئی کہ اگر اُسکو قتل کرتے قواعد طلسم مین فرق پڑتا باواجان فرماتے تمنے کیون خلاف قاعدہ کیا کیون غیر کو لڑنے دیا خیر آج مین یون ہی مُنہہ دھو ڈالونگی ایک مرد نہ قتل ہوا نہ سہی یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی بیتاب و بیقرار وزیر زادی سے کہتی ہی کیون وزیر زادی تمنے کچھ گستاخی اِس جوان کی دیکھی خوف جان کا بالکل خیال نہین نہین معلوم اِسنے طلسم آفتاب نگار مین کیا کیا وزیر زادی نے کہا وہان لوح ملگئی وہ لوح حفاظت کرتی تھی کوئی ساحر دست انداز نہ ہوسکا وہی گھمنڈ ہی یہ نہین جانتے کہ یہ مقام اور ہی وہ اور مقام تھا یہان قاعدے کے خلاف ہوتا آج باواجان سے اپنے ذکر نہ کیجیے گا ورنہ وہ خداوند ہین شاید حکم دیدین یا یہ فرمائین کہ جو لڑا تھا اُسے قتل کیا ہوتا یہ سُنکر نرگس خونریز نے مُنہہ پیٹ لیا کہا ای وزیر زادی مجھکو ہر طرح مشکل ہی تکلیف اِس نوجوان کی دیکھکر دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنہہ کو آتا ہی دیکھیے کیا ہو کیونکر اِسکو اِس مصیبت سے نکالون اور اِسکی جان بچے وہ تو ہر وقت سر ہتیلی پر رکھے ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے وزیر زادی نے کہا واری کیا گذارش کرون مجھکو بھی بڑا تردد ہی آپکو اِس حال مین دیکھتی ہون نرگس خونریز نے کہا کیا کہون کہ کیا انتشار ہی دل خود بخود بیقرار ہی ہجر اُس ظالم کا بہت ستاتا ہی بقول شاعر

نظم

جا مین راحت کو نہ آگاہ مین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے
خم کے خم گردونکو سمجھتے ہین اِک جام سے ہم

زہر کھانا پڑے گا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلوے گور مین شاید رہین آرام سے ہم

عاشقو نین ترے ہم بھی ہین ازل سے ابد دوست
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیے تر
آکے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تمنے ہمین
آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ وزیرزادی نے کہا واری بس اب اور ذکر کیجیے آپ کی باتون سے کلیجہ پھٹتا ہی آپ کو تو بڑا جوش وخروش ہی آپ کو تو مرد کے نام سے نفرت تھی اِس رغبت کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا ای دلپذیر اِس شخص کو دیکھکر ایسی بیقرار ہون کہ دل نہین مانتا ملکہ نرگس تو اِس ذکر مین ہین وہان شاہزادہ سب کو لیکر اکھاڑے سے پلٹا گویا سب کے افسر ہین سب کے آگے آگے فرماتے ہوے کیون جوان دمشقی جو ہمنے کہا تھا وہی کیا تمھاری بھی جان بچی ہم بھی بچے جوان دمشقی قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ فرزند صاحبقران ہین جو کچھ آپ سے نہو کیا تعجب ہی لیکن آپ جہالت فرمایئے کل غلام ضرور مقابلہ کریگا خسرو نے کہا ہم جو کچھ کہہ چکے ہین وہی کرینگے تمھین اُسکے مقابلے کو نہ جانے دینگے اور جوان بھی منع کرتے ہین شاہزادہ جواب دیتا ہی ای برادران اِس مقدمۂ خاص مین دخل نہ دو ہم کسیکا کہنا نہ مانینگے سمعون نے آکر ساتھ کھانا کھایا یہی چرچے رات بھر رہے کہ سب شاہزادے کو سمجھاتے ہین شاہزادہ ایک ہی بات کہے جاتا ہی ناگاہ قیدی زندان فلک چہارم زنجیرہاے ضیا و شعاع کی جکڑا ہوا بالاے آسمان آیا شاہزادے نے اُٹھکر نماز پڑھی اِن سمعون کو بھی نماز پڑھائی وہ لوگ کہتے ہین کیون حضور نماز کے پڑھنے سے قید سے رہا ہونگے شاہزادہ کہتا ہی پروردگار سے دعا کرو کہ مین آج اُسپر غالب ہون اِس ملعون سیاہ رو کو مارون کئی ہو سال سے یہی حرکت کر رہا ہی اور یہ نازنین عورت بڑی ظالم ہی خون مرد کا جب پیشانی پر لگاتی ہی تب اپنے مقام سے اُٹھتی ہی مرد کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگاتی ہی شاہزادہ ٹہل رہا ہی سب شاہزادے کی باتون پر ہنستے ہین کہ دیکھا آسمان سے تخت پیدا ہوا نرگس خونریز تخت پر وزیرزادی چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی پہلوان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے مثل دیو کے جھومتا ہوا تخت آکر چبوترے پر قایم ہوا پہلوان اکھاڑے مین کود اڈنڑ پیلنے لگا نرگس خونریز نے سر اُٹھا کر دیکھا آگے شاہزادہ پشت پر سب جوان جمے ہوے گویا افسر کی پشت پہ فوج ہی ملکہ نے کہا کیون وزیرزادی کیسا اِسنے سب کو تسخیر کر لیا ہی دیکھیے کیسے خوشی خوشی کھڑے ہین سب پشت پر جمے ہین آج بھی اسی امر پہ آمادہ ہی کہ مین لڑون جوان دمشقی بھی آمادہ ہی وہ تو کل سے چاہتا ہی اپنی جان دون خدا اُسکو بچاے کہ پہلوان نے آواز دی ای قیدیان زندان عشرت خبردار قاعدے کے خلاف نکرنا جسکا دن ہی وہی آکر مقابلہ کرے ملکہ نے آج خداوند سے پوچھا ہوگا ملکہ نے بھی سب کے سنانے کو سر ہلا دیا مراد اُس اشارے سے یہ تھی کہ مین نے باوا جان

سے پوچھ لیا حکم ملگیا کہ جو کوئی مقابلہ کرے اُسی کو قتل کرو جوان وحشی اپنے مقام سے بڑھا تھا کہ
شاہزادہ اکھاڑے مین کود اکہا او بھیا سیاہ رو مجھسے مقابلہ کر اُس سے کیا کام ہے ہمین کو قتل کرنا
لیکن آج تجھپر غالب آئینگے یہ کہکے ہاتھ پہلوان کا پکڑ لیا پہلوان نے پکار کر آواز دی او ملکہ عالم
کل والا جوان پھر مقابلہ کرتا ہے اسکو منع کیجیے ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلوان کا ہاتھ پکڑے
کھڑا ہے پکار کر کہا او جوان تو کیسا جاہل ہے کل اپنا امتحان کر چکا اب آج کیا ضرور ہے آج نہ بچوگے خسرو
نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ ہمکو قتل کرے ہم کسیکا داغ نہ دیکھین ہمارا داغ سب اُٹھاوین
ملکہ اس بات پر ہنس پڑین کہا او شخص یہ کیا جہالت کی باتین ہین آج غضب ہوگا مین نے قدرت
سے پوچھ لیا خسرو نے کہا وہ خداوند کیا ملعون ہے اُسکا حکم کیا وہ خود اپنی جان بچالے ہم اُسکے قتل
کی فکر مین ہین ملکہ بہت ہنسین کہا لو وزیرزادی اور کیفیت دیکھی یہ قدرت کو قتل کرینگے وہ جاگتی
جوت کے خداوند ہین لات و منات وغیرہ قدرت کے ماتحت ہین مذہب سامری و جمشید کمقدر
زور پکڑے ہوے تھا سامنے احکام خداوندی کے وہ مذہب منسوخ ہوا اب کوئی نام بھی نہین
لیتا نہین معلوم یہ جوان کیا سمجھتا ہے خسرو نے جواب دیا کوئی مکار حیلہ ساز ہے دام مکر پھیلاے ہوے
بیٹھا ہے سبکو مطیع کیا مین نے تو اُسکے منھ پر بھی کہا تھا مراد یہ تھی کہ قتل کا حکم دے ملکہ نے کہا
خداوند عادل و منصف ہین جو قیدی اگر زندان عشرت مین قید ہو کھائے پیے اُسکے بعد اُسپر
دست اندازی ہوتی ہے تو نے ابھی بہانا کیا دیکھا اپنی جان پر رحم کر ایسا نہو یہ پہلوان تم کو
قتل کرے قواعد کی پابندی سے کل چھوڑ دیا آج نچھوڑیگا خسرو نے کہا جو ہم غالب آئے تو کیا
حال کرین پہلوان نے کہا تم کو قید سے رہا کر دینگے یہ سنکر شاہزادہ پہلوان سے لپٹنے لگا جب تو پہلوان
جھلا کر پلٹا اب تو ملکہ نے بھی پہلوان کو اشارہ کیا شاہزادے سے اور پہلوان سے کشتی ہونے لگی
سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ اپنی جان سے عاجز ہے شاہزادہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہے وہ
پہلوان ایک مقام پر ریل کر لے دوڑا دسوین بارھوین قدم پر لا کے ہتھ مارا دونون گھٹنے
شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے جب دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے
کمر مین ہاتھ ڈال کے شاہزادے کو اُٹھا لیا زمین پر مارا شاہزادہ چت گرا پہلوان خنجر کھینچ کر چھاتی
پر آیا خنجر سے چاہا سر کاٹے نرگس خونریز بیتاب ہو کر تخت سے کود پڑی گلے پر شاہزادے ۱۸

کے ہاتھ رکھدیا پہلوان سے کہا مین نے خداوند سے نہین پوچھا ہی قواعد کے خلاف ہوگا آج بھی معاف کر پہلوان نہ مانتا تھا ملکہ نے غصے مین کہا ارے مدت سے یہ قاعدہ مقرر رہی قاعدے کے خلاف ہوگا مین سمجھتی تھی کہ یہ شخص اپنا امتحان کر چکا اب ایسی حرکت نہ کریگا اُسنے پھر گستاخی کی آج اسکو ضرور خداوند سے پوچھونگی دیکھون خداوند کیا حکم دیتے ہین پہلوان سینے سے شاہزادے کے اُترا ملکہ نے ہاتھ تھام کر شاہزادے کو اُٹھایا کہا کیون جاہل اپنا امتحان کیا شاہزادہ بھی اسپر جان دیتا ہی مسکراکر جواب دیا صاحب تم کیون بیقرار ہو جاتی ہو اُسنے ہمکو زیر کیا وہ ہمکو قتل کرے تم کاہیکو بچاتی ہو ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی اپنی جان بچا بعد چندے کے یہی معاملہ درپیش ہوگا خبردار اب ارادہ نکرنا خسرو نے کہا ہم تو باز نہ آئینگے ملکہ نے دانت کے نیچے انگلی دبائی کہا ارے زندان عشرت مین چین کرلے پھر یہی سامنا ہوگا خسرو نے کہا جب جان جانا واجب و لازم ہی جیسے کل جان دی ویسے آج وزیرزادی نے کہا حضور آپ بھی کس جاہل کو سمجھاتی ہین اپنی نیکی کو بدی جانتا ہی آج ضرور جاکر خداوند سے پوچھیے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین تخت پر سوار ہوئین پہلوان نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ملکہ آج قیدخانے سے روتی ہوئی گئی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی مکان پر آئی عرصے تک سر جھکائے بیٹھی رہی کہا کیون وزیرزادی اس مقدمے مین کیا انتظام کرون وزیرزادی نے کہا اپنے باپ سے پوچھیے ملکہ آراستہ ہوکر اپنے کو سنبھالتی ہوئی پاس جمشید کے آئی کہا بابا جان جس قیدی کو آفتاب دیگئی ہی اُسنے تو بڑا فتور برپا کیا دو دن سے وہی لڑتا ہی جوان دمشقی کو نہین لڑنے دیتا دو دن مین نے قتل نہین ہونے دیا اب جیسا حکم دیجیے ویسا کیا جائے جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر کتاب مین صاف صاف لکھا ہی بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ اس شخص کی ذات سے فتور ہوگا زندان خانہ ٹوٹے گا ہر ایک قیدی چھوٹے گا تونے دو دن کیون بچایا اگر کل بھی وہ ویسی ہی حرکت کرے تو قتل ہونے دینا اگر وہ زندہ رہا تو بس میری سلطنت پر تباہی ہی یہ فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر یہ قتل ہوجائے تو مجھکو جان کا خوف مٹے ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہون کہ آفتاب کیا بلا میرے یہان چھوڑ گئی دیکھیے کیا آفت برپا ہو بزرگون نے بہت کچھ لکھا ہی اصل مراد یہ ہی کہ کسیطرح طلسم کشا قتل ہو خبردار خبردار سمجھا کے کہے دیتا ہون اگر وہ ذرا بھی خلاف قاعدہ کرے برابر قتل کرانا اگر یہ قتل ہوگیا تو میری خدائی رہی ورنہ مجھے خدائی کا خوف ہی لاکھون آدمی آتے ہین جاگیرین مقرر ہین دیکھیے اسس

شخص کی ذات سے کیا ہوتا ہی ملکہ وہانسے پلٹی اگر وزیرزادی سے کہا کہ ای وزیرزادی قدرت تو اُس شخص کے مقدمہ مین بہت پریشان ہین سکتے ہین اگر یہ شخص زندہ ہی تو خدائی مین فرق آئیگا حکم قطعی دیا ہی کہ فوراً اُسکو قتل کرو اُسنے جاکر زندانخانے مین فتور برپا کیا ہا اب ضرور فتور برپا ہوگا کیون ای وزیرزادی کیا کرون کیونکر اُس ظالم کو سمجھاؤن اپنی تو عجب کیفیت ہی بقول شاعر نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زوال دنیا ہی عجب طرح کی علامہ دہر — مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہی
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجھکو — تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی — کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہ ہوئی تب ناچار — اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق — کان اُسکے مری فریادہی بھر دیتی ہی

وزیرزادی نے عرض کی حضور آپ اپنے کو سنبھالین مین دیکھتی ہون کہ آپ کا ولولہ بڑھتا جاتا ہی ملکہ نے آہ کی کہا ای وزیرزادی آج خداوند کے فرمانے سے بڑا تردد ہوا یہ کہکے چھپرکھٹ پر لیٹتی ہی پھر گھبرا کے اُٹھتی ہی اگر وزیرزادی کو جگاتی ہی کہتی ہی دلپذیر مجھے نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن ہاے اُس شہریار پر یہ مصیبت قتل سے اُسکو کیونکر بچاؤن تاریک جادو اُسکی جان کا دشمن وہ قتل پر آمادہ ہی یہ تو یہان تڑپ رہی ہی شاہزادہ جو اکھاڑے سے پلٹا آکر بارہ دری مین بیٹھا سب نے کہا حضور کھانا کھائیے خسرو نے کہا کیا خاک کھانا کھائین تم لوگونکی بیوقوفی نے کلیجہ خون کر دیا ارے یارو جو تم سب لوگ آمادہ ہو جاؤ تو اُسکی کیا حقیقت ہی جسوقت وہ آکر آواز دے مین تو اُسکے مقابلے مین جاؤن تم لوگ چہار طرف سے اگر گھیر لو منھ اُسکا بند کرو کہ سحر نہ کرنے پائے مین ایک گھونسہ مارون کہ سر ملعون کا پھٹ جائے ہزارہا بندگان خدا کے خون اُسکی گردن پر ہین اُسکا قتل کرنا تو نہایت بہتر ہوگا وہ بیجا قتل ہو تو بڑی بات ہی تم لوگ تامل کرتے ہو ورنہ ابتک مار بھی لیا ہوتا ملعون کی خاک بھی نہ ملتی افسوس تم لوگ بڑی نامردی کرتے ہو سب نے کہا ای شہریار عجب کیفیت ہی جان کا خوف آتا ہی خسرو نے کہا یارو جان تو یون بھی نہ بچیگی میعاد پر قتل ہوگے لہذا اقل بلوہ کرو مین وعدہ کرتا ہون اگرچہ وہ نازنین منع کرتی ہی مین نہ مانونگا مین اُس سے مقابلے کو بیٹھون تم سب

ٹوٹ پڑو ایک ایک ہاتھہ مین دس دس آدمی لپٹو ایسا عاجز کرو کہ منھہ سے بول نہ سکے سب نے کہا کہ اے شہریار ہم راضی ہین جو آپ ارشاد فرمائین وہی بجا لائین شاہزادے نے سب سے عہد واثق لیا ترکیب بنائی کہ مین جب اسکا ہاتھہ پکڑون اور ہان سمجھا لینا کھون چہار جانب سے آجاؤ بیچیا قاتل جلاد کو گھیر لو منھہ ایسا دباؤ کہ بول نہ سکے سب نے عہد کیا شاہزادے نے کہا اب کلمہ پڑھو اعتقاد وحدانیت خدا مین مصروف ہو لات ومنات پر لعنت کرو ایک سو کئی جوان شاہزادے کی جرأت وشوکت پر آمادہ ہوے سب نے عہد واثق کیا مسلمان بھی ہوے کلمے پڑھے چار پہر رات جاگتے رہے عہد وپیمان ہوا کیے چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہ زرین آفتاب نے خنجر برہنہ کھینچا ہاتھہ مین لیا بعد کہ جلادی فلک نیلوفری پر آیا شاہزادے نے سب کو نماز پڑھوائی ہاتھہ واسطے دعا کے اٹھائے عرض کی اے خالق بے نیاز واے رب کارساز سب ایک دل رہین جو ارادہ کیا ہے اسکو پورا کر آج جلاد کو موت آئے بندگان خدا کو بیخطا قتل کرتا ہے سب نے آمین کہی شاہزادہ سجادے سے اٹھا سب کو ساتھہ لیا یہ بھی بتلا دیا کہ تم دس آدمی ہاتھون مین لپٹنا تم بیس پچیس آدمی پانون مین لپٹنا چند کس منھہ مین بیچیا کے ہاتھہ ڈالدین کہ زبان نہ ہلا سکے سب کو عہد نے قایم کیے جست ہو کے باہر نکلے قریب اکھاڑے کے آئے صف باندھکر کھڑے ہوے سب کے آگے شاہزادہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے تخت نرگس خونریز کا ظاہر ہوا پہلوان پایۂ تخت پر ہاتھہ رکھے ہوے جھومتا ہوا ظاہر ہوا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ شاہزادہ سب کے آگے کھڑا ہے وزیرزادی سے کہا لو وہ جہالت پسند صف باندھے کھڑے ہین اور وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت سب کے آگے افسر بنے ہوے کھڑے ہین حماقت زدہ بیوقوف بقول شخصے سید سے سپاہی جان دینے پر آمادہ ہین وزیرزادی نے کہا آج تو سب آمادہ کھڑے ہین سب کو سمجھا کے لائے ہین دیکھو اقبال اسیکا نام ہے جسدن سے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی قید خانے مین آیا سب اسی کے ساتھہ رہتے ہین جو کہتا ہے وہ کرتے ہین دیکھو کیسے سب جمے ہوے کھڑے ہین غرض تخت چبوترے پر آیا پہلوان اکھاڑے مین کود اڈنڑ پیل رہا ہے شاہزادہ قصد کرتا ہے کہ اسپر جا پڑے دل جن جن لوگون پر جو جو تعلیم کیا ہے چپکے چپکے یاد کر رہے ہین دس تو کہ رہے ہین ہم ہاتھہ والے ہین ہمکو ہاتھہ سپرد کیے ہین بیس کہ رہے ہین ہمین پانون کی خدمت ہے دس پانچ کہ رہے ہین ہم بولنے نہ دینگے ہمکو منھہ بند کرنے کا حکم ہے ملکہ وزیرزادی سے کہتی ہین آج یہ کیا چپکے چپکے بک رہے ہین وزیرزادی نے کہا آج خداوند خیر کرے ہین

نہایت سب آمادہ ہین جیسے ہی پہلوان ڈنڑ پیل کر سیدھا ہوا پکار کر آواز دی جسکا دن ہو وہ آئے
شاہزادہ جھپٹ کے کود ا ملکہ نے پکار کر آواز دی ارے جاہلون کے پیشوا آج ارادہ تکو تا تدبیر ہو گئی ہے
شاہزادے نے کہا آج بخوبی صورت تدبیر ہو گی ملکہ نے ہنسکر کہا ہم تو یہ کہتے ہین کہ قدرت سے تمھارا
ذکر ہوا حکم صادر ہو چکا کہ برابر اسکو قتل کرنا میری مجال نہین کہ مین بچا سکون شاہزادے نے ہنسکر کہا
آج یہ تدبیر ہو گئی کہ اس جلاد کو مار ڈالینگے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای شخص کیا جہالت کی باتین کرتا ہی
آج اگر زیر ہوا تو غضب ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ آج زیر ہی نہ ہونگے ملکہ نے منھ پیٹ کر
کہا ای شخص زبردستی اپنی جان دیتا ہی شاہزادے نے کہا آج اسکی جان لینا ہی منظور ہی ہر چند کہ ملکہ
نے دیکھا کہ شاہزادہ رات کا جاگا ہوا آنکھون مین نیند بھری ہوئی چہرہ زرد مگر ہاتھ پکڑ کے پہلوان کا
کھینچ رہے ہین ملکہ نے جھلا کر پہلوان سے کہا ای تاریک تو جان تیرا کام جانے مین مجبور و ناچار
ہون ادھر تو یہ معرکہ ہوا کہ مین شرمندہ ہوئی دو دن بچایا انکے خیال مین نہین آتا خیر ہم بھی جان دینگے
بس پہلوان نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا آئیے مقابلہ کیجیے ادھر تو ہاتھ سے ہاتھ ملا خسرو نے پکار کے
آواز دی ہان بھائیو ہاتھ والون پانون والون زبان نہ ہلنے پائے یہ جو شاہزادے نے کہا منتعد تو
کھڑے تھے جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے ایک سو کئی جوان بلوہ کر کے اکھاڑے مین پھاند کے
دوڑ کر تاریک کو لپٹے بیس آدمی تو ہاتھون مین بیس تیس پانون مین دس نے منھ پر ہاتھ رکھا دس
بیس آدمیون نے پکڑ کے اسکا منھ مسلا زبان پکڑ کے کھینچی یہ ہر چند چاہتا ہی کوئی فقرہ سحر کا پڑھون
اسطرح بیکار کیا چونٹیان گویا لپٹ گئین اس حال مین خسرو نے ایک گھونسہ سر پہ مارا سر اسکا پھٹا
ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالین جون جون شاہزادہ اسپر قبضہ کرتا ہی ملکہ بیٹھی ہی ہین پکارتی ہین ای شاہزادے
یہ کیا کرتا ہو ارے ان سبھو نکو کیا سکھا دیا وزیرزادی نے کہا وہ تو پہلے ہی کہتے تھے کہ ہم تدبیر کر چکے
ہین وہ یہی تدبیر تھی اب جو تاریک جادو مرا اندھیرا ہو گیا ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا ارے
تخت اڑا و غضب ہوا تاریک جادو ایسا پہلوان مارا گیا بڑا اندھیر ہوا دلپذیر نے تخت اڑایا
تخت بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود ادھر تو آواز آئی ادھر
دروازہ قیدخانے کا کھلگیا باہر چیل میدان جہان انسان نہ حیوان شاہزادے نے ساتھ والون
سے کہا نکل چلو سب نے اپنے اپنے ہتھیار اٹھائے زرہ پہنی چار آئینے لگائے کوٹھا ہتھیار و نکا

یہان تھا اُسکو توڑا اگر زر وغیرہ لیا آگے آگے شاہزادہ پیچھے سب جمع ہوے بارہ دری سے نکلے ملکہ نے
آسمان سے پُکارا ارے تم سب نکلجاؤ کسی مقام پر جاکے چھُپ رہو ملکہ پریشان ہو رہی ہین تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی
فضاے کار صندل جادو جو افسر اعلیٰ اس قیدخانے کی ہی اُسکے کان مین تاریک کے مرنے کی آواز
پہونچی چند کنیزین ساتھ ہین زانو پیٹ لیا کہا ارے اندھیر ہوا کسینے تاریک کو مارا ہاے طلسم کشا کیونکر
چھوٹا آفتاب بڑے فسادی کو چھوڑ گئی تخت پھیرا اُسوقت آکر پہونچی دیکھا ملکہ کا تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی اور قیدی
سب جمع ہو کر چاہتے ہین قیدخانے سے نکلجائین ملکہ گھبراہٹ مین پُکار رہی ہین کہ ارے خبردار دروازے
باہر نہ نکلنا ورنہ بڑی آفت مین پھنسوگے صندل قریب آکے پہونچی کہا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے
کہا ارے غضب ہوا اٹھہی رونے کی جگہ ہی ای صندل جادو کیا بیان کرون کہ کیا معرکہ گذرا کہ ان
سبھون نے ملکر اس حال سے تاریک کو مارا کہ بیان نہین کرسکتی سب ملکر لپٹ گئے منھ اُسکا بند
کیا سحر نہ کرنے پایا آخر کتّے کی موت مارا گیا وہ دیکھو لاشہ پڑا ہی صندل نے جو لاشۂ تاریک دیکھا
بہت بیقرار ہوئی کہا واری اگر حکم ہووے تو ان سب کو مار ڈالون ملکہ نے کہا مار ڈالنے سے کیا
فائدہ دراستہ ان سب کا روکدے کوئی جا نہ سکے صندل نے بڑھکر سحر کیا سحر کرتے ہی صندل کے
پھاٹک زندانخانے کا بند ہوا اور ایک گولہ گرا گرد اِن سب کے آگ ہوگئی نخل جلنے لگے ہتھیار ہاتھ
سے چھوٹ کر گرے آب و دانہ بھی وہان صندل نے جلا دیا مکان بھر مین پانی کا نام نہین بیچ مین یہ سب
کے سب کھڑے ہین نخل و در و دیوار سے آگ نکل رہی ہی زرہین دہکنے لگین زرہین اُتار کر جسم سے
پھینکین صندل نے یہ حال کرکے ملکہ سے کہا آپ چلیے جو کیا اُسکا بدلہ پائینگے تین دن مین یہ سب
جل جلکر مرجائینگے بھوک پیاس کا صدمہ کیونکر اُٹھائینگے بعد اِن لوگون کے مرجانیکے قدرت سے اطلاع
کردینگے کہ اُن لوگون نے یہ حرکت کی تاریک جادو کو ملکر مارا ہمنے قتل نہین کیا اسطرح سے راستہ روک
دیا اب نکل نہین سکتے بھوکے پیاسے مرینگے یہ کہکے صندل روانہ ہوگئی ملکہ بھی طرف اپنے باغ کے
چلی راہ مین دلپذیر وزیرزادی سے کہتی ہوئی کہ کیون ای دلپذیر اب کیا ہوگا عجب مصیبت مین شاہزادہ
ہی کیون ای دلپذیر یہ کیا سوجھی سب کو ایک راے کرلیا ہان کرتے ہی غضب ہوا صندل نہ آتی اور
یہان سے یہ نکل جاتے تو مین کوئی تدبیر کرتی اب دیکھیے کیونکر بچین عجب مصیبت مین ہین تو نے دیکھا کہ
بیچ مین شاہزادہ گرد وہ سب گھیرے ہوے کیا سب کو پڑھا دیا کہ جو سب تابعدار ہوگئے جو کہا وہی کیا

وزیرزادی عرض کرتی ہی سحر نہ کرنے دیا دس بیس نے منھ بند کیا اسیوجہ سے مارا گیا اِس حال پُرملال
ہین ملکہ روتی پیٹتی باغ مین آئی کنیزون کو الگ کردیا آپ چھپرکھٹ پر بیٹھ کے رونے لگی کبھی نام لیکر
پکارتی ہی کبھی آوازہ دیتی ہی ای شہریار اِس آتش شعلہ خیز مین آپ پر کیا گذری آب و دانہ بند بیقرار دردمند نہ
کوئی مونس نہ غمگسار کیا گذرتی ہوگی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی کبھی گھبرانا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنا آنکھین
روتے روتے سوج گئین اِسقدر پریشان ہی کہ جسکی انتہا نہین یہان شاہزادہ عجیب حال مین مبتلا ہی
جسب ہوا چلتی ہی شعلے بھڑک کر جسم پر گرتے ہین دامن گریبان جلا ہوا خاک سینے پر پڑی ہوئی ساتھ والے
کہتے ہین دیکھیے ہم اسیواسطے کہتے تھے کہ پہلوان کو قتل نہ کیجیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا شاہزادہ کہتا ہی
ای برادران تمسے کیا کہون تم سب نے نکلنے مین دیر کی صندل جادو جہنم آن پہونچی اُسنے آکر سحر کر دیا
آگ سے مکان کو بھر دیا اب اسیطرح تڑپ تڑپ کے مرینگے ای برادران اُسطرح تڑپ تڑپ کے مرنے
سے تو بہتر ہی کہ روز آکے وہ بیچیا ایک کو قتل کرتا تھا اگر ہم طلسم کشا ہین تو پروردگار کوئی سبب پیدا
کریگا اِس آفت سے رہائی پائین گے اِس مکار کی خدائی مٹائینگے ہم اور خیال مین تھے کہ یہ مقدمہ درپیش
ہوا اپنا پس وپیش ہوا سارا دن اور ساری رات اسی آفت مین گذری یہان ملکہ روتے روتے
بیہوش ہوگئین وزیرزادی نے صبح کو اپنے مقام پر کہا ارے صاحبو آٹھ پہر گذرے نہین معلوم
ملکہ پر کیا گذری اُنکی چلکر خبر لو ہم تو چلکر دیکھین کس حال مین ہین اگر خدانخواستہ اُنکے جسم پر کوئی اُفتاد
آگئی تو بڑی مشکل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھین کہا ارے کھانا لیلو کنیزون نے کہا حاضر تیار نہین
سب کنیزون کو ساتھ لیکر دلپذیر بارہ دری مین لائی دیکھا ملکہ بیہوش پڑی ہین عجب چہرے پر اُداسی ہی
دلپذیر بیقرار ہوگئی سرھانے آکر بیٹھی سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے آوازہ دی واری آنکھین
کھولیے لونڈی گھبراتی ہی منھ سے بولیے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ملکہ نے آنکھین کھولین وزیرزادی کو
اپنے پاس پایا گھبراکر کہا کیون دلپذیر خیر تو ہی کہا واری آٹھ پہر گذرے آب ودانہ بالکل موقوف کیا ہی
کنیز گھبراکر آئی آپ کو عجب حال مین پایا حضور بیہوش تھین ملکہ نے کہا ای دلپذیر مین تو اپنے مکان مین
ہون اُس کشتہ حسرت و یاس پر رونا چاہیے کہ جسکا کوئی مونس نہ ہمدم گرفتار زندان رنج والم اُس پر کیا
گذری ہوگی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گرد شعلہ ہاے آتش درخت جل رہے ہین دیوار و در سے
شعلہ ہاے آتش کا نکلنا بیچ مین وہ خود گرد وہ سب جوان یہ سنکر دلپذیر نے سر جھکایا نسرین ونسترن و

کنیزین ہاتھ باندھکے سامنے آئین کہا ای ملکۂ عالم آپ تشریف تو لے چلیے کنیزین سحر صندل کا سٹاینگی ملکہ خوش ہوکر اُٹھین اُن دونون کنیزون نے جھولی اسباب سحر کی لی ملکہ کو تخت پر سوار کیا طرف قید خانے کے چلین یہان شاہزادے کی عجیب نوبت ہی تخت اُڑا ایا اُسوقت پہونچین کہ شاہزادے نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہین پکارہ رہا ہی اومعین و مددگار اس آفت سے بچالے عجیب مصیبت ہی تیرے نزدیک آسان کرنا کیا بات ہی اس آتش شعلہ ور سے جلد نجات دے

نظم

توئی شاہنشہ وحدت توئی فرمانده کثرت	تو ہستی خالق خلقت تو ہستی کاتب قدرت
توئی والی توئی حاکم توئی صاحب توئی مولے	تو سیداری بہر ملک و ولایت خاص ملکیت
تو معبودی تو مقصودی تو مودودی و موجودی	تو ہستی قاسم قسمت تو ہستی والی نعمت
تو ستاری و غفاری تو جباری و داداری	تو ہستی معدن شفقت تو ہستی منبع رحمت
تو رحمانی تو سلطانی تو سبحانی تو ستانی	تو ہستی صاحب عزت تو ہستی لایق عظمت

پشت پر سب کھڑے ہوے آمین کہر ہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ پروردگار اس آفت سے بچالے کہ سامنے آکر ملکہ پہونچین لشمرین و لشترن نے دیکھا روئی جھولی سے نکالی چند قطرے اُسپر پانی کے ڈالے سحر کرکے اُسکو اُڑا دیا اِن سب گرفتاران مصیبت نے دیکھا ایک لکۂ ابر سیاہ اُٹھا شاہزادے نے کہا بھائیو دیکھو رحمت محیط ہوتی جاتی ہی کہ ابر اور قریب آیا آکے اُسی باغ کو گھیر لیا رعد گرجا برق چمکی پانی برسنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین نخلستان کو سرسبز و شاداب کیا تھا لے درختون کے پانی سے بھر گئے دیوار و در ٹھنڈے ہونے لگے شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا سب کے جسم مین طاقت آئی دیکھا سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آتی ہین مگر چہرہ زرد آکے شاہزادے کا ہاتھ تھاما کہا تخت پر سوار ہو جیے شاہزادے نے کہا ای ملکۂ عالم جہان تمنے احسان کیا دروازہ کھولدو کہ یہ سب بھی نکلجائین ملکہ نے لشمرین و لشترن سے اشارہ کیا اِن دونون نے دروازہ بھی کھولدیا شاہزادے نے کہا لو بھائیو نکلیا لو سب گھبرائے ہوے خدا حافظ ای شہریار کہکے باہر نکلے ملکہ نے شاہزادے کو تخت پر سوار کرلیا طرف اپنے باغ کے چلین راہ مین پوچھتی ہوئی شاہزادہ کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم عجب سانحے گذرے ہمارا اختیار تمسے جدا ہی ملکہ لیکر شاہزادے کو باغ مین لائین دروازہ بند کرادیا کنیزون پر تاکید کی کہ کوئی غیر نہ آنے پائے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا باغ مین روشنی ہوئی ایک تو باغ بہشت آئین تھا یہ

گل بوستان خوبی جو داخل ہوا اور زیادہ باغ مین بہار آگئی عندلیبان خوشنوا گل عارض کو دیکھکر دیدم چہکارتی ہین کوئل کی کوک دلکو برماتی ہی پپیہے کی چہکار پی پی کہکے پکارنا دل سودازدہ کو بیچین ہوتے ہین عاشقان صادق صدا اسپر کرتے ہین شاہزادہ مسند پر آکے بیٹھا پہلو مین نرگس خونریز بیٹھی ناچ سامنے ہورہا ہی ڈومنیان جان دیتی ہین ملکہ نے روپیہ اشرفی شاہزادے پر سے نثار کیا پھول سونیکے لٹ رہے ہین جام مے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند کنیزین گرد حاضر ہین شاہزادہ تو اس جوش و خروش مین ساتھ ملکہ نرگس خونریز کے معروف عیش و نشاط ہی کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا لیکن حال مہتر برق ثانی گذارش ہوتا ہی کہ صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن برق ثانی خاک اڑاتا ہوا جاتا ہی کہ ہوائے سرد آئی سر در تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی برق ثانی نے سر اٹھا کے دیکھا سامنے ایک باغ دروازہ اسکا کھلا ہوا لیکن دروازے پر حاجب دربان برائے نگہبانی بیٹھے ہین باہر سے درختون کی سرکشی معلوم ہوتی ہی جب ہوا ادھر سے آتی ہی دل خوش ہو جاتا ہی آخر اسطرف چلا پشت پر باغ کے آیا پہلو مین باغ کے ایک درخت چنار سر بفلک کشیدہ ہی بذریعہ کمند برق ثانی اس درخت چنار پر چڑھا اب جو دیکھا تو عجب معرکہ نظر آیا برق ثانی گھبرا گیا دیکھا بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ بلور کا اسپر جمشید خود پرست بیٹھا ہی گرد مصاحبان جانثار اور رفیقان ہمراز بیٹھے ہین صحبت شراب و کباب ہی برق ثانی نخل سے اترا نہ بیدیوار بیٹھکر سوچنے لگا کہ ای برق ثانی اس گرگ باران دیدہ کو کیونکر دام مکر مین لون خواجہ عمرو کا نام لیکر رونے لگا کہ استاد آپ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین میرے باپ نے آپ سے تعلیم پائی ہی مین ابتک زیارت سے مشرف نہین ہوا مگر انشاء اللہ شاہزادے کو لیکر بجاہ و جلال تمام حاضر ہونگا یہ کہکے آنکھین بند کرکے بیٹھا یکایک آنکھ بند ہوئی دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے دیکھا سامنے استاد کھڑے ہین برق ثانی نے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی استاد کوئی تدبیر بتائیے کہ جمشید کے پاس جاؤن دام مکر پھیلاؤن آپنے سر ہلا دیا اور پشت پر برق ثانی کی ہاتھ رکھا ایک تدبیر بتادی برق ثانی خواب مین خوب ہنسا چاہتا تھا کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی سر اٹھا کر چہار جانب دیکھتا ہی کہ استاد کہان گئے جب کہین نہ پایا سمجھا کہ عالم رویا مین آئے تھے تدبیر بتا گئے اسی تدبیر سے چلو بہ در دگار رحم کریگا وہین پر بیٹھے بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک پریزاد کی شکل بنکر تیار ہوئے موے مشکین چہرہ پر پہیلا

پر چھوٹے ہوئے دیکھنے والے کہے کہ صبح شام گلے ملتے ہین ایک تھال سُنہرا اُسکا لا پر یاقوت کے باز دو سپر
لگائے تھال مین چند سیب رکھے اِس صورت سے نخل پر چڑھا خیال مین ہی اسطور سے اُترون کہ دیکھنے
والے جانین کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی پریزاد آئی ہی ایک لہنگا بہت بھاری پہنے ہوئے چوٹی پر نخل کی
آیا تھال ہاتھہ مین لیکر پر کھولدیے اسطور سے اُن پرونکو کھولکر اُترا الغرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت خداوند
جمشید اب جو کنارے پر اُترا دیکھا جمشید ثانی بیٹھا ہی جمشید ثانی کی نگاہ پڑی پریزاد سبزہ رنگ نازنین
چھوٹی ہوئی جس سے بوے عنبر آتی ہی بقول شاعر فرد سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر + دام ہمرنگ
زمین بود گرفتار شدم + سبکی نگاہ جمال بیمثال پریزاد پر پڑی پسینہ آگیا محو مطلق ہوگئے سراپا کو دیکھنے
لگے جسکی نگاہ پڑی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا سینے پہ اُبھار دو سنان ہین کہ دلکے پار ہوتی ہین آنکھونکی
گردش قتل عاشقان کی کوشش ہر شخص حیران جمال محو دیدار ہوا جمشید خودپرست بہ نگاہ محبت دیکھنے
لگا پریزاد نے جھک کر سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی اِس ناز و نیاز سے سلام کیا کہ جمشید
نے کہا ای پریزاد قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پریزاد نے دست بستہ عرض کی ای جاگتی جوت
کے خداوند سال بھر کا زمانہ ہوا مین تخت پر سوار اسطرف سے جاتی تھی اور آپ کے یہان جشن تھا
مین نے دریافت کیا لوگون نے بیان کیا خداوند جمشید خودپرست کا دربار ہی مین پردۂ پنجم قاف
کی رہنے والی ہون میرے بزرگونکی سلطنت ہی حضرت سلیمان نے ہمارے بزرگونکو ایک باغ عطا
کیا تھا کہ اُسکے سبب قاف مین نایاب ہین کئی سال سے وہ خشک ہوگیا آپ آگاہ ہونگے کہ اُسی باغ
پہ ہماری وجہ معاش تھی اب معاش مین تنگی ہونے لگی لات و منات خداوند راس الشیاطین کہ
اُنکی خدائی قاف مین ہی ایک درۂ کوہ ہی اُسمین ایک تصویر پتھر کی مثل انسان کے باتین کرتی ہی
بڑے اعزاز و اکرام سے اُس کوہ پر گئی تصویر سے عرض کی کہ ہماری معاش مین تنگی ہی روپیہ سلطنت
کا اکتفا نہین کرتا امیدوار ہون ارشاد ہو باغ پھر سرسبز ہو جائے تصویر نے ارشاد کیا کہ وہ باغ اب
سرسبز نہ ہوگا دن بدن گھٹتا ہی جائیگا قدرت تقدیر کر چکے وہانسے مین مجبور و ناچار پلٹی پھر سامری
و جمشید سب سے عرض کی ہماری التجا نہ سُنی جب آپ کی خداوندی کا حال سُنا التجا کی کہ اگر باغ
سرسبز ہو تو نخل چاندی کا لا کے چڑھاؤن اور سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جاتے ہی
مراد پوری ہوئی بہت سیب پیدا ہوئے تمام مردمان قاف مشتاق ہوکر آئے بخواہش خرید

لیگئے تب مجھکو نذر خداوند یاد آئی مین نے چاندی کا تخل بنوایا چند سیب بطور تحفے کے لائی ہون اب خدائی
آپ کی پردۂ قاف مین بھی مشہور ہو گئی ہر جگہ ہمنے مشہور کیا کہ خداوند جمشید خود پرست نے اس باغ
کو سرسبز و شاداب کیا لاکھون دیو و پریزادین جمال قدرت کے مشتاق ہین سب خدمت مین آیا چاہتے
ہین اپنی اپنی التجا کرینگے بڑے قدرت کے زور و شور ہونگے ہر جشن مین دیوزاد و پریزاد آیا کرینگے
اور میرے پردے کا تو کوئی نہ باقی رہیگا کہ خدمت مین نہ آئے یہ سنکر جمشید بھول گیا کہا ای پریزاد قدرت
آؤ قدرت پہلے ہی تمھارے آنے کا سبب سمجھ گئے تھے جب تم نے دعا مانگی ہو تو قدرت سُن رہی
تھی ابر رحمت کو حکم دیا کہ جاکر اُسی باغ پر برسو آخر مراد ظاہر ہوئی آؤ بیٹھو نام تمھارا کیا ہی پریزاد نے
عرض کی مجھکو یاقوت پریزاد کہتے ہین جب مین ماں کے پیٹ مین تھی اُسیوقت سے معتقد ہون جب
ماں پر میری پیدائش کی مشکل ہوئی کئی دن برابر دردزہ رہا ماں نے بیقرار ہوکر کہا جو خداوند
اصلی ہون وہ اِسوقت آکے میری مدد کرین کہ یہ کٹھن آسان ہو فوراً مین پیدا ہوئی ماں کا بیان ہی
کہ مین جیسے ہی زمین پر آئی چھینک آئی مین نے یا خداوند جمشید کہا ماں سمجھی کہ یہی سامری و جمشید
جو ہین اِنکو بیٹی نے یاد کیا جب مین سن تمیز کو پہونچی تو روز کہا کرتی تھی کہ خداوند جمشید خود پرست کہان
ہین آخر آج مشرف ہوئی اب جب یہاں سے پلٹونگی تو خداوندی کا ذکر کرونگی فوراً دیوزاد و پریزاد دوڑینگے
جو آئیگا لاکھون روپے لیکر چڑھائیگا اور جواہرات تو ہمارے پردۂ قاف مین مثل کنکر و پتھر کے ہین مصاحبان
خداوند نے کہا ای پریزاد قدرت وہ جواہرات یہان لاؤ قدرت کو دکھاؤ قدرت پسند فرمائینگے
تمھاری آبرو بڑھائینگے پریزاد نے عرض کی اب مین امیدوار ہون کہ اپنی نذر پوری کرون سیب اپنے
ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جمشید نے ہنسکر کہا ای پریزاد تمھاری سب عرضین قبول ہین سب
نذرانہ و نیاز حصول ہین آج شب کو قدرت تمکو جانے نہ دینگے آج شب کو پاس قدرت کے رہو اور
عجائبات قدرت دکھائینگے عرش اعلی پر تمکو لیجائینگے وہانکے تماشے تمکو دکھائینگے پریزاد نے بڑھکر
گورے گورے ہاتھون سے طلائین سیب تھالی سے اُٹھاکر تراشا جمشید نے منھ کھولدیا پریزاد
نے سیب کا ٹکڑا منھ مین دیا جب جمشید ثانی کھا چکا تو کہا مصاحبان قدرت کو بھی کھلاؤن سب
مصاحب بول اُٹھے ہم سب راضی ہین قدرت کو کھلایا تو ہمین بھی کھلاؤ پریزاد نے سب کو کھلانا شروع
کیا اتنے سیب تھے کہ سب تے کئی نے سب تو سیب تھے کہ سب نے کھائے سب نہ سیب آئے پریزاد نے

دست بستہ عرض کی کچھ قدرت کے سامنے گاؤن جمشید نشے مین بیٹھا ہوا آنکھین غلاسی نکل آئین کہا ہان اے پریزاد گانا سُناؤ سازندے آئے ساز ملائے پریزاد نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے جمشید ثانی کے گانا شروع کیے

نظم

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہ گئے — اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہ گئے
صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے — چل چکے تھے منزل ہستی سے بارے رہ گئے
بالا پن اُس طفل کا گذرا بڑے منت کے طوق — کان مین بالے نہین پہ گوشوارے رہ گئے
شکر ہی کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون مین غیر — چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے
بزم خوبان اُسکے جانے سے ہوا آنکھون مین سیاہ — ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر — ہم سر راہِ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
زلف گلگون خوبرو کو خرامان دیکھکر — جو کڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہ گئے
اور ہی کترے ہین گلرویون نے اب کلیون مین گل — غنا دے سادے پاجامون کے غرارے رہ گئے
آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی — مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے
دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے — دیدہ گریان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

اس رنگ مین یہ غزل پریزاد نے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا دل سے باتین کر رہا ہے کہ اے جمشید کیا پریزاد دستیاب ہوئی نور قدرت اِسکے پیٹ مین اُتار دینگے اب پریزاد مین آیا کہ ہینگی قدرت سبکو مشرف کرینگے گانا سُنکر یکایک بلبلایا کہا اے پریزاد دیکھو ہمارے بھائی سب آئے ہین پریزاد نے کہا سب کو بلائیے جمشید ایسا نشے مین چور تھا کہ اپنے مقام پر سے گت بھرتا ہوا اٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا مصاحب وغیرہ لپٹا لیا گئے اُٹھے جو اُٹھا دہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش ہوے اب برق ثانی سوچنے لگا کہ اِسکو کیا کرون خنجر کھینچا کہ اِسکو قتل کرون پھر سوچا شاید اِس سے کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر زبان مین سوڑن دی دماغ پر پہنچی بیہوشی کی چڑھائی ایک صندوق کلان رکھا تھا اُسمین جمشید کو بند کیا جمشید کی شکل بنکر مسند پر چادر وتان کے سویا صبح کو جب ہوا ٹھنڈی چلی مصاحبون کی آنکھ کھلی دیکھا قدرت سو رہے ہین قدمون پر ہاتھ رکھا قدرت آنکھین ملتے ہوے اُٹھے اُٹھتے ہی پوچھا پریزاد کہان گئی سب نے عرض کی قدرت نے

کچھ اور ارادہ کیا تھا وہ اپنے کو بچا کے چلی گئی اب برق ثانی بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی لوگون سے پوچھتا ہی قدرت نے لوح طلسمی کہان رکھی سب نے کہا قدرت نے یاقوت سرخ پوش کو دی تھی وہ جا کر مر گیا عرض اُسکے عزیزونکی آئی تھی قدرت نے ملاحظہ فرمائی تھی اب برق ثانی کو تردد ہوا اس فکر مین بیٹھا تھا کہ مصاحبون نے عرض کی نور چکیدہ خالص قدرت آتی ہین سمجھا برق ثانی کہ جس نقابدار کے پانون دھلا کر پلائے تھے وہی اسکی بیٹی ہی سنبھل کے بیٹھا یہ بھی مصاحبونسے سن چکا ہی کہ طلسم کشا قید خانے سے غائب ہو گیا کہ سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آئی برق ثانی نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا سینے پر اُبھار پایا آنکھین پھٹی ہوئی مست ئے محبت پیر ڈالتی ہی کہین پڑتا ہی کہین ملکہ کو نگاہون مین تولا کیا نرگس نے آکر سلام کیا جمشید نقلی نے اسکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا نرگس کانپنے لگی سر جھکا کے بیٹھی جمشید طرف مصاحبونکے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو ہم تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین بخوبی جانتے ہین جو طلسم کشا کو لیگیا بڑا کلیجہ کیا کچھ قدرت کا خوف نہ ہوا ہم خاموش ہین لیجانے والا خود آکر قبولے کہ ہمارے پاس طلسم کشا ہی ورنہ ہم ظاہر کرینگے برق ثانی نے دیکھا نرگس کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دو چار باتین اسیطرح غصّے مین کہین نرگس سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ کیون اے نور چکیدہ خالص قدرت ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین نرگس نے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون مین آنسو بھر آئے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ پھر حاضر ہونگی برق ثانی نے رخصت کیا اب سوچا کہ آج شب کو اسکے مکان پر چلین وہان حال سب کھل جائیگا دن تو برق ثانی نے کاٹا شام کو کہا ہوادار لاؤ قدرت بیٹی کو دیکھنے جائینگے یہ کہکے ہوادار پر سوار ہوا کہارونسے کہا ہماری دختر کے مکان پر لیچلو یہان جو نرگس آئی کانپتی ہوئی حیران پریشان شاہزادے نے پوچھا کہا اے شہریار کیا عرض کرون آج قدرت نے مجھسے آنکھین ملا کر کہا کہ ہم کیا تیرے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جو طلسم کشا کو زندانخانۂ عشرت سے لیگیا ہم بخوبی جانتے ہین میرے تو ہوش اُڑ گئے شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اُسنے آمد سخن مین کہدیا تلاش نوکر رہا ہی تمھارے مکان پر کوئی نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور قدرت آتے ہین ہوادار پر سوار ہین چند مصاحب ساتھ ہین نرگس خونریز کے یہ سنکر ہوش اُڑ گئے شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار برائے خدا چند ساعت کو یہان سے ہٹ جائیے

شاہزادہ ناچار ہوکر سامنے کمرہ تھا اُسمین چلا گیا صحبت آراستہ تھی عاشق و معشوق بیٹھے تھے شراب و
کباب گزک سب چیزین موجود تھین اور ڈالیان پھولونکی کس کس چیز کو اُٹھائے چند چیزین اُٹھانے
پائی تھی کہ کنیز نے آکر خبر دی قدرت باغ مین آگئے نرگس خونریز براے استقبال اُٹھی کہ جمشید نقلی
سامنے سے آیا دیکھا چبوترے پر باغ کے اشیاے عیش و عشرت آراستہ ہین کل سامان عیش و نشاط
رکھا ہو برق ثانی سمجھ گیا کہ ہزار درجے تو شاہزادہ یہین ہی چھپا ہم اولائی ہو بیٹھتے ہی ہاتھ نرگس کا پکڑ لیا کہا
کیون نور نظر تمنے ہمارا خوف بالکل دلسے بھلادیا طلسم کشا کو جلد حاضر کرو اسی مین تمھارے واسطے
بہتر ہو ورنہ ابھی تقدیر کرونگا کہ خود طلسم کشا دوڑا ہوا چلا آئے دیوانہ اُسکو بنادون جسنے لعل مادر مین تو
جینے جگہ دی اور اُسکی حفاظت کی یہ ہم نہین جانتے کہ قید خانے سے کون لیگیا نرگس نے گھبرا کر سر جھکا لیا
اور کہا قدرت کو اختیار ہو مین نہین جانتی طلسم کشا کہان ہو اگر میرے ذمہ مین نکلے فوراً مجھے قتل کیجیے
مین کچھ عذر نہ کرونگی شاہزادے نے کمرے سے یہ معاملہ دیکھا کہ جمشید نرگس کا ہاتھ پکڑے ہوے
کچھ بہ غصہ کہ رہا ہو نرگس سر جھکاے بیٹھی ہو کچھ جواب نہین دیتی شاہزادہ سوچا کہ ایسا نہ ہو ہاتھ تلوار کا
مارے اور یہ نازنین قتل ہوجائے تو منھ دکھانے کی جگہ نہ رہے اِس سے بہتر یہ ہو کہ نکلو اسپر حملہ کرو
یہ خیال کرکے خسرو شیردل کمرے سے نکلا اور نعرہ کیا او بے ادب شعبدہ باز ذرا ادھر متوجہ ہو
مردان عالم سے آنکھ چار کر نعرہٗ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ✽ منم نور عینین صاحبقران ✽ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ✽ تزلزل فتد درمیان مصاف ✽ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ✽ نگاوزمین بیخ و
بن برکنم ✽ تلوار کھینچکر طرف جمشید کے دوڑا برق ثانی قہقہہ مار کے ہنسا کہا کیون او مفتری آفتاب
کا گھر یاد کیا میرے یہان بھی آگئے یہ فتور برپا کیا منم خداوند جمشید خود پرست تلوار کو پھینک کے
قدمونکو بوسہ دے ورنہ ابھی دیوانہ بنادونگا یہ شیر بیشہٗ جرأت یکتا زمید ان جلالت کب خوف
کرنے ہین قریب سر کے پہونچے جمشید نقلی کودکے الگ ہوا کہا علیحدہ رہو پاس کہان گھسا آتا ہو
اور رسالہ کا تب رہی ہو شاہزادے کو اشارہ لیسے منع کرتی ہو ابھی دو اشارہ کریگا دیوانے ہوجاؤگے
کیون قریب گھسے جاتے ہو الگ رہو شاہزادہ بھاگنے سے جمشید کے دلیر ہوا جمشید بھاگتا بھاگتا
پھرتا ہو جدھر جمشید جاتا ہو ادھر شاہزادہ پہونچتا ہو برق ثانی جست کرکے الگ ہوتا ہو یہ مقام
برق ذرا ایسا تھا کہ شاہزادہ تیغ بکف قریب پہونچا برق ثانی نے بائین آنکھ کا تل دکھایا ازل سے

دیکھتے ہی شاہزادہ سمجھا یار وفادار گلے لپٹ گیا ایام ہجر یاد کرکے دونون چیخین مار کر روئے ملکہ بھی شاہزادہ دیوانہ ہوگیا لپٹ کے جمشید سے روتا ہو شاہزادے نے پکار کر کہا اوٗ ملکۂ عالم مبارک ہو میرا عیار طرار ہو کیون ای برق ثانی واہ ای یار وفادار جمشید ثانی سے کیونکر پیش آئے کہا حضور مین اُسکو گرفتار کر چکا آج کئی دن سے اُسکی شکل پر انتظام کر رہا ہون مگر ای شہریار لوح طلسمی کا پتہ نہین ملتا یاقوت سرخ پوش کو لوح دیگئی تھی وہ جا کر مر گیا لوح کا پتہ نہین ملتا اب جمشید کو مین لاتا ہون اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ہا ورنہ قتل کرونگا شاید لوح کا پتہ ملے شاہزادے نے کہا جمشید کو لاؤ ملکہ حیران ہوگئین برق ثانی نے صورت اصلی دکھائی سب حیران تھین کہ اتنے بڑے شخص کو کیونکر گرفتار کیا برق ثانی نے سب حال بیان کیا کہ یون غلام جشن کے روز سے آوارہ پھر اکیا آخر اُسکے باغ کا پتہ پایا پریزادے بنکے بین نے گرفتار کیا صندوق مین بند ہی یہ کہکے برق پھر وہی صورت بنا ہوا اور پھر سوار ہو کے اُس باغ مین آیا صندوق اُٹھوایا جمشید ثانی کو لیکر باغ مین ملکہ کے آیا شاہزادہ برق ثانی کی عیاری پر وجد کر رہا ہی ملکہ کہتی ہی دیکھون باپ کیا کہے شاہزادے کا کہنا مانے یا نہ مانے برق ثانی نے جمشید کو صندوق سے نکالا ایک ستون سے باندھا پٹی دماغ سے اُتاری شاہزادے کو اور ملکہ کو سامنے بٹھایا آپ بصورت اصلی بنا جمشید کو ہوشیار کیا آنکھ جو جمشید کی کھلی اپنے کو گرفتار پایا شاہزادے و ملکہ کو پہلو بہ پہلو پایا حیران ہوگیا کہ مین کس آفت مین پھنسا برق ثانی نے پکار کر آواز دی ای جمشید خود پرست تونے خدا کی قدرت کو دیکھا دو پریزادہ بنکر مین ہی آیا تھا تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر معاذ اللہ خدا بنکر بیٹھا ہی جب وہ معبود سامنے بلائیگا اور صفت جباری و قہاری دکھائیگا اُسوقت کیا جواب دوگے پیدا کرنے والے کا سامنا کروگے ملکہ نرگس نے جو باپ کو بندھے ہوئے دیکھا اُٹھکر قدمون پر گری کہا ای بابا جان آپ کو یہ شرف کیا کم ہی کہ مین طلسم کشا کی کنیزون مین منسوب ہون اگر مناسب ہو تو طریقۂ خلاف سے ہاتھ کھینچیے شاہزادے نے بھی اُٹھکر دلائل مذہب بیان کیے پھر مقدمۂ حشر کی تفریح کی بس خوف سے جمشید کانپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہریار اب افعال قبیحہ سے توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی اسقدر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ کے رویا کہ قدم شاہزادے کے تر ہوگئے اسقدر خائف ہوا کہ دم بدم عرض کرتا تھا وائے ستم مین نے بڑی نادانی کی پیدا کرنے والے سے برابری کی

اُسکے سوال کا جواب کیا دونگا یہ کہکے کہا اے شہریار غلام کو کلمہ پڑھائیے شاہزادے نے تامّل کیا طرف برق ثانی کے دیکھا برق ثانی نے کہا اے جمشید سوچو ابھی معرکۂ عظیم باقی ہے تلاش لوح طلسم تمھارے ذمے ہے اگر آفتاب سرکشی کرے تو کون جواب دیگا جمشید نے کہا اے برق ثانی مجھپر ایک ایک لمحہ اور ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہے تو بےپردہ دنیا پر سے اُٹھون اور پیدا کرنے والا سوال کرے کہ کیون او نادان تو نے ہماری برابری کی سواے سر جھکانے کے کیا جواب دونگا اب مجھکو تائب ہونے دیجیے آفتاب پر نہین ظاہر ہوگا حضور کی لوح ملنے کی تدبیر کرونگا آپ صاحب اقبال ہین فورًا جاتے ہی لوح ملیگی آفتاب کو خبر نہ ہوگی بڑی خبر تو آفتاب کو ایک وجہ سے ہوگی کہ اُسکی بیٹی ہوش مین آئے اُسکے سردار اُس سے باغی ہون وہ سب میرے سحر مین ہین میری زندگی مین وہ ہوش مین نہ آئینگے اب حضور میرے باغ مین چلین مین ساحرونکو بلواکر قدمونپر گراؤن سوزن وغیرہ پہلے ہی نکال لی تھی بیٹی کو جمشید نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تمھاری وجہ سے یہ پیوند ہاتھ آیا اور یہ گوہر بیبہاے صاحبقرانی مجھے دستیاب ہوا بخوبی بیٹی کو سمجھایا اب جمشید ثانی دل و جان سے مطیع و منقاد ہوا کلمہ پڑھا سحر سے تائب ہوا شاہزادہ و برق ثانی کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آیا جو حاضر وقت تھے اُنکو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور نامہ لکھکر صندل جادو کو بلایا صندل نے آکر دنیا درسر دیکھا کارخانہ خدائی کے مٹ رہے ہین جمشید کہ رہا ہے یارو ان مکانون سے ایک مکان مثل عبادتخانے کے بناؤ کہ اُسمین بیٹھکر عبادت کرون آٹھ پہر توبہ مین مصروف رہون صندل نے آکر قدمون کو بوسہ دیا جمشید نے صندل کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور کہا اے صندل مین اب اپنی اصل و حقیقت کو سمجھا چند قطرات نجس سے جسکی پیدائش ہو وہ دعوی خودپرستی کرے مین تائب ہوا تم ایک کام کرو اوّل تو شاہزادے کی اطاعت مین بدل و جان مصروف رہو جو انکی اطاعت کریگا وہ آرام پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صندل جادو مطیع ہوئی کہا مین کنیزی سے سر نہ اُٹھاؤنگی جہان حکم ہو وہان شاہزادے کو لیجاؤن یا جو حکم ہو خدمت بجا لاؤن کہا اول شاہزادے کو شہر لالانیہ پر پہونچا اے شہریار وہان لالان شاہ بادشاہ احمر گلگون پوش اُسکا بیٹا باغ مین قید ہے شرارہ جادو وہان متسلط ہے اُسکو ہمارا اسلام پہونچایئے گا جب لالان پر احسان ہو اور وہ خواہان ہو کہ جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اُس سے کہیے گا کہ مجھے تا بہ گنبد جہان نما پہونچا دے گنبد مذکور مین جب پہونچیے

جو آرزو دل مین ہو اندر گنبد کے جاکر اظہار کیجیے دیکھیے لوح کہان دکھائی دیتی ہی جہان اسکا پتہ ملے وہان سے
جا کے لوح حاصل کیجیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ رنج و الم دل سے دور کرے بخوبی شاہزادے کو
سمجھایا کچھ کان مین مخفی بھی کہا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہوا صندل جادو نے شاہزادے کو تخت پر
سوار کیا جمشید نے دو تعویذ لکھکر شاہزادے کو دیے اُسکے موقع اور مقام تعلیم کر دیے برق کو
پاس ملکہ کے چھوڑا آپ تخت پر سوار ہوکر صندل جادو شاہزادے کو لیچلی اب ملکہ دار الامارۂ
شاہی مین داخل ہین جمشید خود پرست عبادت خانے مین آٹھ پہر توبہ توبہ کیا کرتا ہی کہ خطا میری معاف
ہو اسکا حال تو وقت پر لکھا جائیگا حال شاہزادے کا تحریر کرتا ہون کہ صندل جادو لیے ہوے
شاہزادے کو قریب لالا غنچہ پہونچی لالان شاہ کو خبر ہوئی براے استقبال نکلا شاہزادے نے پہچانا
کہا ای لالان شاہ ایسی کثرت کار تھی کہ تمھارے مقدمے کو بھولے مگر پروردگار نے سامان مہیا
کیا اب باغ مین چلو اور تماشا دیکھو صندل جادو کو رخصت کیا آپ لالان شاہ کو ساتھ لیکر
اُس باغ مین آئے ایک زرغے مین چھپکر لالان شاہ کو ہمراہ لیے ہوے آکر بیٹھے تعویذ دیا ہوا جمشید کا
بیخ نخل مین گاڑا رات کو اُس باغ مین روشنی ہوئی صندوق خود بخود نخل سے اُترا جس بیخ مین تعویذ
گاڑا تھا اُس بیخ سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی ہماری ہٹی کی فکر مین کون آیا ہو لیکن
شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر سنّاٹا ہوا شرارۂ جادو آکر پہونچی
آتے ہی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ملک احمر کو رہا کرو شرارہ نے صندوق
سے احمر گلگون پوش کو نکالا احمر نے آکر شاہزادے کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ سالہا
سال غلام مبتلاے مصیبت رہا امیدوار ہون کہ محبوب سے ملون شاہزادے نے شرارہ سے
کہا شرارہ معشوق کو لائی لالان شاہ بیٹے اور بہو کو لیکر شہر مین آیا شاہزادے کو لاکر دار الامارہ
مین پہونچایا عرض کی ایسا احسان ہوا کہ تا عمر ادا نہ ہوگا امیدوار ہون کچھ خدمت گوارا شاہ ہو
کچھ خدمت بجا لاؤن شاہزادے نے کہا کوئی کام تمسے ہمارا متعین ہی لیکن لوح طلسمی ہمارے
قبضے سے گئی اُسکا دریافت کرنا تمھاری کوشش پر موقوف ہی لالان شاہ نے کہا مین جان تک
نثار کرنے کو حاضر ہون فرمایا کہ ہمکو گنبد جہان نما مین پہونچاؤ لالان شاہ نے کہا ای شہریار گنبد
جہان نما مسکن ساحران جلیل ہی وہان جاکے کیا کیجیے گا شاہزادے نے کہا ہماری تو یہی ضرورت ہی

نہین

عرض کی اے شہریار اگر ساحر دن پر ثابت ہوا کہ ملک لالان شاہ کسی مسلمان کو لایا ہے تو وہ پے قتل
ہونگے شاہزادے نے کہا ہم ضرور جائینگے اگر ساتھ نہ چلو تو فقط رہبری کرو یا کسیکو ہمراہ کر کے
ہمکو وہان ضرور بھیجو احمر نے اُٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا اے شہریار اگر آپ کے کام ہماری جان بھی
آئے تو حاضر ہے باپ کو بھی سمجھایا کہ اگر اُنکے واسطے جان بھی جائے تو شرف حاصل ہو اُنکو جلد لے چلیے
شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملک لالان شاہ و احمر مع بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہوے منزلین طے
کرتے ہوے چلے کوہ و دشت سے جو گذر ہوا بڑے بڑے تاجدار ونکو دیکھا کہ صحراے ویران مین اُترے
ہین لالان نے بیان کیا کہ حضور یہ سب مراد مند ہین گنبد جہان نما پر جاتے ہین وہین ان سب سے ملاقات
ہوگی شاہزادے کو راہ مین بہت تاجدار بہت زمیندار بہت سے تاجران جلیل ملے لالان شاہ شاہزادے
کو دکھاتا ہوا منزلین طے کر رہا ہے بعد کئی دن کے ایک صحراے آباد نظر آیا کہ ہزارہا خیمہ و بارگاہ استادہ ہین سامنے
ایک گنبد دروازے پر اُسکے نگہبان مراد مند اندر جاتے ہین وہانسے مراد پا کے آتے ہین لالان نے
شاہزادے کو اشارہ کیا کہ یہ مقام آپ کے جانے کا ہے اندر جا کے بخورات روشن کیجیے خواہش دریافت
مقام لوح مین مصروف ہوجیے شاہزادہ تجدید وضو کر کے نہایت تکلف سے دروازے پر اُس مکان
کے گئے بسم اللہ کہکے اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان عجب پُرفضا ہے بخورات جابجا روشن
دیوار و در مین اسماے الٰہی لکھے ہین شاہزادے نے بیٹھکر خواہش کی کہ دریافت مقام لوح مین
مصروف ہون کہ خیال اُس کشتۂ آتش حسرت سوختۂ گرمیٔ اُلفت کا آگیا خیال مین آیا کہ اے خسروا اول
حال مرجان نیلم پوش دریافت کرون معلوم ہو کہ وہ کس مقام پر ہے یہ جو خیال آیا آنکھون مین آنسو
بھر آئے پہلے یہی نیت کی کہ اے گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی مجھکو معلوم ہو کہ مرجان نیلم پوش
کس حال مین ہے یہ جو نیت کی آنکھ بند ہوئی دیکھا ایک صحرا مین جاتا ہون کہ اُس صحرا مین کبھی گذر نہین ہوا
تھوڑی دیر مین صحرا کو طے کیا دروازے پر ایک باغ کے پہونچے اندر باغ کے داخل ہوے باغ سرسبز
و شاداب چمن ہاے لاجواب گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون باغ کو طے کر کے بارہ دری
مین پہونچے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب مسند پر بیٹھا ہے اور سامنے ایک قفس آہنی رکھا
ہے اُسمین مرجان نیلم پوش کو پایا شاہزادے نے پکار کر آواز دی اے سوختۂ آتش عشق و محبت و اے
افروختۂ نار مصیبت کس حال مین ہو مرجان نے کہا یہ ملعون مجھکو گرفتار کر کے لایا خواہان وصل ہے

کنیز نے بڑی جفا اُٹھائی ہی اب تک اسکا کہنا قبول نہین کیا لیکن یہ بے حیا مجھکو قتل کریگا اب زندہ کیونکر ملون کیونکر قدمون تک پہونچون شاہزادہ بیقرار ہو کر دوڑا اچانک نفس کو اُٹھا نون پیر فرش کی ٹھوکر لگی شاہزادہ منھ کے بھل گرا آنکھ کُھل گئی ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا لالان و احمر جو دروازے پر تھے آواز سنکر اندر آئے دیکھا شاہزادہ ایڑیان رگڑ رہا ہی دونون نے آکر شاہزادے کو اُٹھایا اور کہا ای شہریار خیر تو ہی کیا سحر کہ دیکھا کہ آپ اسقدر بیقرار ہوے شاہزادے نے حال پُرملال ملکہ مرجان نیلم پوش بیان کیا باپ بیٹون نے عرض کی ای شہریار سلطنت رہیے ملکہ کو زندہ پائیے گا معلوم ہوا وہ آگ مین نہین جلین کوئی ساحر اُٹھا کے لیگیا اُسی کے قبضے مین ہین اب حصول لوح کو دیکھیے شاہزادے نے نیت کی کہ ای گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی معلوم ہو کہ لوح کس مقام پر ہی پھر آنکھ بند ہوئی ایک صحرا دیکھا کہ گھاس وہانکی مثل ریشم کے نرم ہی اور نخل چھوٹے چھوٹے اُنپر گلہاے زعفرانی کمال تکلف سے آراستہ اُس صحرا کو شاہزادے نے طے کیا قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا اُسکے دروازے پر چند لوگ بیٹھے ہین فقیر فقرا ہزار ہا جمع ہین سدا برت بٹ رہا ہی سائلونکو دیتے ہین چند گئے اور چند آئے یہی آمد و رفت لگی ہی شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا خیال مین گذرا باغ بھی چلکے دیکھون اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا عروسان چمن کے بناؤ عندلیبان زمزمہ سرا پہلوے گُل مین بیٹھی ہین پھول پھول کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین نظم

ہوے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی	ملا یا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ	بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشے ہرن	تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اُڑائین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو	کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا	اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا	فنا جہان کو ہے پروردگار باقی ہی
اُڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتونکی	نشان تک نہین ای شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہی تو ڈر جور و ظلم عاشق سے	کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسیکی حسرت دیدار مین موا ہے عنا	کُھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایک نخل کے پہونچا باغبان پھرتا ہوا اُس مقام پر بھی آیا اُسنے کہا ای

نوجوان

نوجوان تو لوح طلسمی کی تلاش مین ہی اسی نخل کی بیخ مین ہی شاہزادے نے خنجر سے زمین کھودی ایک صندوقچی نکلی اُس صندوقچی مین لوح طلسم آفتاب نگار تھی شاہزادے نے دیکھکر لوح کو بڑی خوشی سے رکھا لوح لیکر چلے تھے وسط باغ مین آکر شاہزادہ ایک مقام پر گرا آنکھ کھلگئی اپنے کو اُسی گنبد مین پایا لالالان واحمر نے شاہزادے سے حال پوچھا شاہزادے نے سب حال بیان کیا لالالان نے کہا وہ صحراے آبریشم گیاہ ہی اور وہ باغ یاقوت سرخ پوش ہی حضور کو وہان جانا ہوگا وہ شاہزادے کو لیکر شہر مین آئے کئی دن مہمان کیا بعد کئی دن کے شاہزادہ طرف صحراے آبریشم گیاہ کے روانہ ہوا جب اُس صحرا مین پہونچے تو پہچانا کہ یہ وہی صحرا ہی جہان خواب مین گذر ہوا تھا اُس صحرا کو طی کرکے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا فقیرونکو سدابرت بٹ رہا ہی ہزارہا ساحر دروازے پر جمع ہین شاہزادہ سوچا کہ اگر دروازے سے باغ مین جاؤ گے نگہبان ضرور روکین گے دن کو تامل کیا شب کو پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ مین اُترے اُس نخل کو تلاش کرتے ہوے چلے وسط باغ مین اُسکو پایا بیخ نخل کو کھودا صندوقچی نکلی لوح پائی شاہزادے نے لوح گلے مین ڈالی ہی کہ آشیانون سے ہزارہا طائر نکلکر غل مچانے لگے کہ یارو دوڑو طلسم کشا لوح لیے جاتا ہی گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیکر پہونچے شاہزادے پر سحر کرنے لگے بہ سبب لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادہ رستمانہ لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک جانب دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی من سحر بہی کر رہا ہی اور سب کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو سب ملکر طلسم کشا کو لپٹ جاؤ لوح طلسم آفتاب نگار لیلو طلسم کشا نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا یہ اِس باغ کا باغبان جبتک قتل نہوگا مہلت نہ ملیگی خسرو نے اُسی جانب رخ کیا ساحر روکنے لگے دمبدم ساحر زیادہ ہوتے جاتے ہین گوشۂ باغ سے چلے آتے ہین طائر جو غل کر رہے تھے وہ زمین پر گرے غلطک ماری ساحر بنکر تیار ہوے طلسم کشا پر حربے لیکر متوجہ ہوے اُس ساحر تک نہین جانے دیتے سارا باغ ساحرون سے بھرا ہوا طلسم کشا نے جو یہ مجمع دیکھا پریشان ہوے کہ اُس مجمع کو کیونکر چھیلون ایک قتل ہوتا ہی تو دس اُسی مقام پر آجاتے ہین پلٹ کے دیکھا لاشے نہین معلوم ہوتے حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی ہزارون کو مین نے قتل کیا لاشہ ایک کا نہین معلوم ہوتا بیتاب ہوکر دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس بلا سے نجات دے بیتاب ہوکر جو دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا

ایک نقابدار بادلہ پوش تاج سر پہ رکھے ہوئے ہے کلغی تاج کی لچکتی ہوئی عکس تاج کا زمین پر پڑتا ہے
کہ زمین گلنار ہو جاتی ہے وہین سے نعرہ کیا اے فرزند صاحبقران نہ گھبرانا مین آپہونچا ان سب بچیا ڈن
سے سمجھونگا قریب آکے تلوار کھینچی بارہ ہزار جوانون سے آگرگرا شاہزادے کو اشارہ کیا اے شیر بیشہ
صاحبقران ماشاء اللہ کیا کہنا اس کمسنی مین کیا کار نمایان کیا اس طلسم کا فتح کرنا تمہارا ہی کام تھا بڑی
سختیان اٹھائین پروردگار ان سختیون سے تمھین نجات دے صاحبزادے نے یہ مہربانی جو نقابدار
کی دیکھی ڈرتا ہوا قریب آیا کہا اے برادر تو کون ہے تیری باتون سے مہر پدری کا مزا ملتا ہے نقابدار کے
زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے کہا اے برادر نام کیا بتائین عزیزو نسے جدا آوارۂ دشت ادبار
صاحبقران زمان اس آفت مین مبتلا ہین کہ خدا انکو غالب کرے مقام طلسم ہفت پیکر مین مع جلہ سردار
مبتلائے بلا ہین رستم ایسا شہسوار کیسا پریشان ہو رہا ہے مگر لاشہ ہائے ساحران کے انبار لگا دیے
خدا انکو لوح طلسمی دلائے فتاحی طلسم مین مصروف ہون ہفت پیکر کو جاکر مارین ہفت پیکر بہت بڑا
شعبدہ باز ہے خدا اسکے عجائب وغرائب سے اہل اسلام کو بچائے باطل کی جو خدائیان ہین اسکے
نمونے اپنے دروازے پہ دکھائے ہین کہ دیکھنے والے اسکا اعتبار کرین خدائی کو اسکی برحق جانین
چاہتا ہے عجائب وغرائب دکھا کر صاحبقران ایسے جلیل کو تسخیر کرون مگر وہ جانتے ہین کہ شعبدہ باز
نیرنگ ساز ہے اسکے شعبدون سے خدا بچائے چلا تھا کہ وہاں کی خبرلون تمھاری خبر پائی دل بیقرار
ہو گیا ادھر آ گیا تمکو اس بلا مین دیکھا آکے شریک ہوا مجھے اپنے نیازمندون مین تصور فرمائیے جس
مقام پہ پہونچ جائینگے خدمتگزاری کرینگے بعد مدت مدید ارادہ ہوا کہ جاکر عزیزونکو دیکھیے بزرگونکی
زیارت سے مشرف ہوجیے زمانہ خروج نوبرج بدرگ حرامی قریب ہے ہم بھی سرہتیلی پہ رکھے اسکے
مقابلے کی فکر مین ہین اسکے ہاتھ سے خدا شاہزادگان والاقدر کو صحیح وسالم رکھے شر سے اس ظالم کے
بچائے بہت برے حال اس بیچارے کے سنے ہین اسکا ذکر کرنا بیکار ہے خود آنکھو نسے دیکھو گے اب
مصروف جنگ ہو یہ جھگڑے کہانتک بیان کرینگے یہ کہکے نقابدار پہلو پہ خسرو کے شمشیرزنی کرنے
لگا مجمع ساحران منتفرق کرتا ہوا بارہ ہزار جوان بھی مصروف شمشیرزنی ہین جب یہ بارہ ہزار گرے
مجمع ساحران منتفرق ہوا نقابدار جنگ کرتا ہوا خسرو کو سامنے اس ساحر کے لایا کہا لیجیے اب
اس سے مقابلہ کیجیے آپ طلسم کشا ہین آپ ہی کے ہاتھ سے اسکا قتل زیبندہ ہے خسرو اس ساحر

جا پڑے اُسنے کئی گولے مارے خسرو نے لوح کو چمکایا سحر اُسکے باطل ہوے کئی سو ساحروںکو قتل کرکے
قریب اُسکے پہونچے اُسنے ہاتھہ تلوار کا مارا نقابدار کسیکو پشت پر خسرو کی نہین آنے دیتا ہو پشت
یا پہلو پر آیا اُسکو مار کر گرا دیا لاشے پھڑک رہے ہین شاہزادے نے اُلجھاوے سے ہاتھہ نکال کے
تیغۂ برق خاطف سلیمانی کا ہاتھہ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُس ساحر کے شعلہ ہاے
آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من باغبان جادو بود اب
شاہزادے نے دیکھا نخل تمام جلگئے چمنستان پامال ہوے دیوارین گر گئین لاشہ ہزارہا گرد پڑا ہوا ہی
نقابدار نے کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اب لوح طلسمی بمشکل آپ کو ملی ہر بدون اِسکے ملاحظے کے
کوئی کام نہ کیجیے گا ہم تو اب رخصت ہوتے ہین طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو جا کر شمشیر ثانی رستم کی دیکھین
بھائی صاحب سے ملین یہ کہکے نقابدار نے بارہ ہزار جوان اپنے جمع کیے خسرو سے رخصت ہوکے
ایک جانب روانہ ہوگئے خسرو کھڑے شوکت و شان نقابدار کو دیکھا کیے نہایت تردد ہی کہ یہ نقابدار
کیون مدد کو آیا کس شوکت سے نکلگیا نقابدار غائب ہوا خسرو نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا طرف
مشرق کے جاؤ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ اُسیطرف روانہ ہوا اب حال آفتاب کا عرض
کیا جاتا ہی کہ یہ خوشی خوشی بیٹی کو اور سرداروںکو ساتھہ لیے ہوے قلعۂ طلسمی مین آئی سلطنت کر رہی ہی
یکایک خبر پہونچی کہ جمشید خودپرست مسلمان ہوگیا طلسم کشا کو لوح کی ہدایت کی طلسم کشا لوح پاگیا
یہ سُنکر آفتاب گرم خو جلگئی کہا ارے یہ مکار بکر سے خدائی کرتا تھا ہاتھہ پر طلسم کشا کے مسلمان ہوا
خداے نادیدہ کا اعتقاد کر لیا بختیارہ جادو کو بُلایا کہا اے بختیارہ جا کے دیکھہ تو کہ اب جمشید کیا کر رہا ہی
اُسکا سر لا سزا کو پہونچا ہاے ہمارا مذہب یہ خراب ہی تصویر مین بیٹھکر ایک ساحر نے دھوکا دیا یہ جمشید
بھی نبیرۂ سامری مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز تھا طلسم کشا کے کہنے سے مسلمان ہوا بختیارہ نے ایک
طاؤس بنایا اُسپر سوار ہوکے چلا اُس قلعے پر آیا بشکل عقاب بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا جمشید ایک
مسجد مین بیٹھا ہی تسبیح حق مین تحلیل ہوگیا ہی آٹھہ پہر سجدے کرنا عذر بدرگاہ بے نیاز صحیفہ خوانون سے
صحبت ہی صحیفہ آگے رکھا پڑھ رہا ہی بختیارہ نے وہین سے للکارا او مکار یا خدائی کرتا تھا یا خداے
نادیدہ کی اطاعت کی اب سجدے کر رہا ہی چوتڑ اونچے کرتا ہی سر کو زمین پہ گھستا ہی یہ کہکے بختیارہ کودا
جمشید خودپرست نے پکار کر آواز دی او بختیارہ میرے قتل سے نفع نہ پائیگا طلسم کشا سے جا کر

سمجھے لیکن بختیار تیغہ برہنہ ہاتھ مین کھینچے ملازمون پر گولے مارتا ہوا قریب جمشید کے پہونچا جمشید نے سر صحیفہ پر رکھا آواز دی اگر میرے سر سے کچھ مراد حاصل ہو تو سر کاٹ لے بختیار ملعون نے کچھ صحیفے کا بھی پاس نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹکر اُس دیندار کا صحیفے پر گرا یہ خبر ملکہ نرگس نے سُنی برق ثانی گھبرایا ہوا آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد نے مردانہ جان دی بختیار نے قتل کیا شہر ویران کر رہا ہے اب یہانسے نکل چلیے یہان رہنا باعث خرابی ہوگا ملکہ نے کئی خواصون کو ساتھ لیا ایک خواص کی شکل بنکر برق ثانی بھی ساتھ ہوا ملکہ تو نکلکر شہر سے بھاگین لیکن آفتاب تخت پر بیٹھی تھی فرزانہ فیروزہ پوش کرسی پر بیٹھی تھین قریب یاقوت وغیرہ کرسی پر بیٹھے تھے جسوقت بختیار نے جمشید کو مارا یہ سب سردار زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے آفتاب نے کنیزونکو اشارہ کیا کہتی ہے میری بیٹی کو کیا ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑہ چھڑکا اب جو ہوشیار کیا گویا اپنے ہوش مین آئی زبان پر بڑائیان آفتاب کی شاہزادے کو سب یاد کر کے رونے لگے فرزانہ بیقرار ہوکر پکارتی ہے اے آفتاب شاہزادے کو کیا کیا جبر کیا مگر کیا تھا کہ مین تیری اطاعت کرتی تھی ہائے کیا ستم ہوا مین نے اطاعت سے اُس شاہزادے کی جب منہ پھیرا ہوگا اور شاہزادے نے دیکھا ہوگا کیسا قلق طبع اقدس پر گذرا ہوگا ہائے مین کس بلا مین پھنسی افسوس اب تو یہ کیفیت ہے **نظم**

جاؤن کیا بلبل مجھے لینے ہزار آیا کرے ۔۔۔ ہجر مین گلشن سے مجھکو کیا بہار آیا کرے
مر مٹا تیری اطاعت مین نہ دیکھا تیری سمت ۔۔۔ اب نہ جھپکے گی پلک اپنی غبار آیا کرے
آگ لگتی ہے لگا مین جو رقیب اے شعلہ رو ۔۔۔ گرم ہو مجھپر تمھین وہ اعتبار آیا کرے
ہون وہ مجذوب اُسکی پلکونکا تصور گر کرون ۔۔۔ تن مین چبھنے کو ہر اک جنگل کا خار آیا کرے
اپنے کوچے مین نہ لاشے کو پڑا رہنے دیا ۔۔۔ کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کرے
منصفی تیری گلی مین جا رہنا بیکار ہے ۔۔۔ مین نہ آؤن اور رقیب نابکار آیا کرے
تازہ مضمون کے ثمر ہین گو قلم ہے نخل خشک ۔۔۔ اُسطرف کا فیض ہے کیونکر نہ بار آیا کرے
مین جو کہتا ہون گلے لگ ہے بہت الفت کا جوش ۔۔۔ تا زہے کہتے ہین وہ چل دور پیار آیا کرے
دور اُس گل سے رہون لکھا تھا یہ تقدیر مین ۔۔۔ گلشن دل ہو خزان جسدم بہار آیا کرے
حُسن جانان نے شب بخت سیہ روشن نہ کی ۔۔۔ شمع ماہ و مہر کی لیسل و نہار آیا کرے

آنا معیان اُٹھا کرین ہر روز کوے یار سے	اُڑ کے سارا میری آنکھون مین غبار آیا کرے
دو ہی شکلین ہین ہماری زندگی کی اے قبول	یا بُلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

آفتاب نے جو یہ حال بیٹی کا دیکھا گھبرا گئی کُل سردار اِسی حال مین آفتاب گھبرا رہی تھی کہ بختیار آکر پہونچا اُسنے کہا اے ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جمشید بالکل بیکار ہو گیا تھا اُسنے سحر کا نام نہ لیا مین نے جا کر اُسکو عین عبادت مین قتل کیا خون اُسکا صحیفے پر گرا یہی باعث ہی کہ یہ سب اُسکے سحر مین تھے وہ قتل ہوا یہ سب ہوش مین آ گئے ان سب کو قید کیجیے ورنہ اپنی جان دینگے آخر ہتھکڑیان بیڑیان منگوا کے سب کو پھر قید کیا قید خانے مین بھیجدیا زنجیر و لنے سر ٹکرا رہے ہین چاہتے ہین اپنی جان دیدین یہ سب اِس حال مین ہین مگر شاہزادہ تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا آگے گنبد کے فرش بچھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین فرش تیار ہوا دروازہ گنبد کا کُھلا دیکھا ایک نازنین بہ تمکین تخت پر بیٹھی ہی گرد نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین تھوڑے عرصے مین اُس فرش پر آ کے ہزارہا آدمی جمع ہو گئے کوئی رقص کرتی ہی کوئی غزلین گا رہی ہی عجب طرح کا ہنگامہ ہی شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہی بعد تھوڑے عرصہ کے دیکھا وہی نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی اور باہر نکلی سب نے دوڑ کر گھیر لیا نازنین سبکے بیچ مین کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی اِس زور و شور سے گت ناچی کہ تمام اہل محفل وجد مین آ گئے تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین جو جو اِس پیشے کی تھین اُٹھ اُٹھ کے ہاتھون کو بوسہ دیتی ہین گرد اُسکے پھرتی ہین اور ہر ایک کہہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم آپ اُستاد فن ہین آپ کا مثل نہین ہم لوگ آپ سے تعلیم لیتے ہین اگر آپ کا قدم نہ ہو تو ہم لوگ ناقص رہجائین وہ نازنین ناچتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آ کے کھڑی ہو کے ناچنے لگی اِس اِس طرح بتا رہی ہی کہ اہالی محفل کے دل لبھا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی ہی اسطرح چلتی ہی کہ دلکو مسلتی ہی کبھی اشارہ کرتی ہی شاہزادے نے پرتلے سے تلوار نکالکر دیدی دوبارہ جو اُسنے اِشارہ کیا شاہزادے نے دوش سے سپر اُتار کے دیدی جب وہ نازنین ناچتی ہوئی آتی ہی اور اشارہ کرتی ہی شاہزادہ وہی شے اُتار کے دیدیتا ہی تیسری مرتبہ جو چمک کر آئی اِسطرح بتایا شاہزادے کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین گردش کر رہی ہی سر پھر رہا ہی یہ قول شاعر رباعی تصنیف مصنف کیون زر کی طلب مین دربدر پھرتا ہی ظالم کچھ سوچ تو کدھر پھرتا ہی الله رے پیری مین تلاش دنیا تھک جاتے ہین جب پاؤن تو سر پھرتا ہی شاہزادہ گھبرا کے

چاہتا ہی اُٹھوں تو اُٹھ نہین سکتا اُس نازنین نے بتانے بتانے چُپکے سے دامن شاہزادے کا تھاما اور لوح کی جانب اشارہ کیا شاہزادے نے بلا تکلف تختی گلے سے اُتاری اور ہاتھ مین بے تکلف اُس ظالم کے دیدی جیسے ہی تختی اُسکے ہاتھ مین گئی لوح کو جھولی مین رکھا چمک کے سامنے سے اُٹھی پکار کر آواز دی او طلسم کشا اسی منھ پر دعوی فتاحی طلسم آفتاب نگار ہی یون لوح لیلی ہیچ مارتے ہی اُس نازنین کے غبار اُڑا اگر اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحر سیہ رو تیرہ درون تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ سامنے مسلسل و مطوق کھڑا ہی زنجیر کو ہلا رہا ہی پکار کر اُس ساحر نے آواز دی مین رقاص جادو دیکھا یون لوح لے لیتے ہین اب تمھاری قید پاس آفتاب گرم خو کے پہونچیگی اب تمھارا خاتمہ ہوگا طلسم کشائی کر چکے بڑے بڑے ساحر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے اب تمھاری بھی ساحرونکے ہاتھ سے قضا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر مضطر و حیران یقین ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی اب زندگی دشوار ہی دل سے شاہزادہ دعا مانگ رہا ہی کہ اے مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کر دے اے سامع الدعوات رحم اپنا شریک کر عجب بلا مین پھنسے ہین اس سے بچالے

نظم

واردات حالات ہر بندہ خبر بندہ نواز
بندہ را می پرورد شام و سحر بندہ نواز

راضی از بندہ نمی گردد بغیر از بندگی
بندہ پرور خالق جن و بشر بندہ نواز

بندہ را ہر دم نگہ دارد ز فضل عام خویش
بر صلاحش ہر زمان دارد نظر بندہ نواز

ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند
مہربان گردد برین بندہ اگر بندہ نواز

بر عطاے ذات حق ہر آدمی دارد امید
ہست اطمینان ہر یک بندہ بر بندہ نواز

گشت رہبر بندگان را بہ طریق بندگی
لطف خود بر خاکیان کرد اینقدر بندہ نواز

شاہزادہ یہاں یہاں پاک کے دعائین کر رہا ہی رقاص جادو کا ارادہ ہی کہ قید شاہزادے کی لیکر طرف آفتاب گرم خو کے روانہ ہو قضاے کار ملکہ نرگس خونریز کہ ہاتھ سے بختیارک کے بھاگی تھین اسوقت اِدھر آکے پہونچین چند کنیزین ساتھ ایک مرکب پر سوار ایک کنیز کی شکل بنا ہوا برق بھی ساتھ ہی دور سے اُس گنبد کو دیکھکر کہا چلو اس گنبد مین چھپین برق ثانی نے کہا اگر اس گنبد مین رہنے کی جگہ ملے حضور کو اس مقام پر چھوڑ کے مین آقا کو تلاش کر لاؤن ملکہ گھوڑا اُڑا کر

چلین جب سامنے گنبد کے پہونچین ایک ساحر کو دیکھا بیٹھا ہی سامنے شاہزادہ مسلسل و مطوق کھڑا ہی ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے رقاص نے جو ملکہ کو دیکھا مدت سے عاشق ہی اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑا پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے برق ثانی نے پانون مین چٹکی لی اشارہ سے کہا چلیے ملکہ اندر گنبد کے آئین رقاص خوش ہو رہا ہی کہ آج ملکۂ عالم بعد مدت کے میرے مکان پر آئین اب کیا جانے دونگا وصل حاصل کرونگا تخت سے اُٹھا تخت پر لاکر ملکہ کو بٹھایا کہا حضور کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے کہا ارے شکار آئی تھی برق ثانی بڑھکر بول اُٹھا میان ساحر صاحب تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا غلام کو رقاص جادو کہتے ہین برق ثانی نے کہا میان رقاص صاحب ہمیشہ ملکہ تمھارا ذکر کیا کرتی ہین فرماتی ہین کہ ہمارا ایک چاہنے والا اس طلسم مین ہی کہ جسکا رقاص جادو نام ہی ملکہ آج راہ مین فرماتی تھین آج صحرا مین آئے ہین ای نسرین اپنے چاہنے والے کے پاس بھی چلینگے ملکہ خود تشریف لائین اس بات کو سُنکر رقاص جادو پھولا نہ سماتا تھا کہتا تھا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون نسرین نے کہا اس برباد کن خانمان ساحران عالم کو کیونکر گرفتار کیا اسنے سارا طلسم مٹا دیا رقاص جادو نے کہا حضور مین نے دام مکر پھیلایا میرے رقص مین یہ تعریف ہی کہ آدمی اپنے ہوش مین نہین رہتا لوح مین نے لیلی گرفتار کیا اب انکو لیکر آپ کے ساتھ خدمت خداوند مین چلونگا قدرت کو اختیار ہی کہ اسکو قتل کرین چاہین بخشین برق ثانی بشکل نسرین بنا ہوا باتین چمک چمک کے کر رہا ہی لوح کو اُٹھا لیا کہا کیون ای رقاص اس مین کیا لکھا ہی کہ ساحر گھبرا جاتے ہین رقاص نے کہا بی نسرین اسے نہ اُٹھاؤ اسکی چمک سے ہم سحر بھولتے ہین برق ثانی نے ہنسکر کہا ہم ضرور اسکو تمھارے سامنے چمکائینگے جبھین تم سحر بھولو ملکہ گلے مین طلسم کشا کے ڈالدینگے جس مین تمھین قتل کرے رقاص نے کہا ای نسرین ایسا نہ کھو برق ثانی لوح کو چمکانے لگا رقاص ہان ہان کرتا ہی برق ثانی نے جھپٹ کر لوح گلے مین خسرو کے ڈالدی قید ٹوٹ کر گری سحر شاہزادے سے اُترا چاہا رقاص نے نسرین کو پکڑلون نسرین جھپٹ کے پشت پر شاہزادے کی آئی شاہزادہ اُٹھکر رقاص پر جا پڑا اکلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر رقاص کا اُڑ گیا مرنا رقاص کا گنبد گرا شاہزادہ ملکہ کو ساتھ لیکر باہر آیا تمام صحرا جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رقاص جادو بود کئی سو جوان اُس مقام پر قید تھے

اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب مسلمان ہوے ایک بارگاہ اعلی بھی نکلی بارگاہ چھکڑے پر لدوائی
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اب قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہزادہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسمی
کے چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی وہ جوان جو قید خانے سے نکلے وہ بھی آکر شریک
ہوے شاہزادہ ان سب کو لیکر سامنے قلعۂ طلسمی کے آکر پہونچا نگہبانون نے آفتاب جادو کو خبر
پہونچائی کہ طلسم کشا آپہونچا ساحرون نے جو یہ خبر سُنی دو سو جمع ہوے اور قلعے سے نکل بھاگے خدمت
مین طلسم کشا کی حاضر ہوے آفتاب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہر چند روکتی ہو کوئی نہین رکتا ہزارہ دن
جادوگر نکل آگئے طلسم کشا کے پاس جماؤ ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین پندرہ بیس ہزار جادوگر آکر
پاس شاہزادے کے جمع ہوگئے شاہزادہ سوار ہوا طرف قلعے کے چلا آفتاب نے جو سُنا کہ شاہزادہ
آتا ہی گھبرا گئی بختیارہ سے کہا کیا قصد ہو اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی یہ ذکر تھا کہ ایک
طرف سے نعرہ شاہزادے کا ہوا الغرہ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ✤ منم نور عینین صاحبقران ✤ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ✤ تزلزل فتد در میان مصاف ✤ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ✤ زگاو زمین بیخ و
بن بر کنم ✤ قلعے کے اندر تلوار چلنے لگی آفتاب گرم خو بارگاہ سے نکلی دیکھا شاہزادے نے قید خانہ
توڑا یاقوت وکلیم وسلیم وگلگونہ وشہرت لڑتے ہوے نکلے یاقوت نے نکلکر وہ سحر کیے کہ
زمین ہلادی مکانون مین آگ لگادی ہزار ہا مکان جلنے لگے ملکہ فرزانہ کو تخت پر سوار کیا بختیار
لڑتا بھڑتا بڑھا ہوا آتا ہو شہرت جادو کو جو بختیار جادو نے دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام کہان
جاتا ہی بختیارہ نے چاہا شہرت کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیجاؤن گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا پشت پر سے
کار و سحر ماردی سینے کو توڑ کر پار گذر گئی بختیارہ لڑکھڑا کے گرا آوازہ بلند ہوئی کشتی مرا نام من بختیارہ جادو
بود آفتاب نے جو یہ سُنا گھبرا گئی ساحرون سے کہا ارے خبر تو لو میرے قوت بازو کو کسنے مارا
ہرکارون نے خبر دی کہ گلگونہ نے قتل کیا آفتاب تڑپ کے گری کہ نکلجاؤن پر پرواز پیدا کرکے
اُڑی گلگونہ نے پکار کر آواز دی او شہریارہ آفتاب نکلی جاتی ہو اگر نکلجائیگی تو بڑا فساد برپا کریگی
شاہزادے نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین جوڑکر مارا افوہ وہ سینے پر پڑا
پشت کو توڑکر پار گذرا جلکر خاک ہوئی گلگونہ نے پکار کر آواز دی صاحبو کیون جان دیتے ہو کیون
اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو سب نے اطاعت کی رئیسان شہر معرفت گلگونہ کے حاضر ہوے سب

مطیع اسلام ہوے شاہزادے نے سب کو دامن پناہ دیا بیرون شہر آفریدہ گلگونہ و شہرت
دونون بڑی سرگرمی سے منتظم لشکر ہین

دو کلمۂ داستان اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق مرجان نیلم پوش کا ذکر منظور ہی

کہ جب ملکہ مرجان نیلم پوش کو پیکر نے آگ پر بٹھایا بلبلا بلبلا کے روتی تھی جب بارہ ہیزم مین آگ لگائی اور شعلے بلند ہونے لگے عقاب جادو ایک سرحد کا حاکم آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اِسکی نگاہ جمال بیمثال پر جو پڑی بیقرار ہوگیا حیران تھا کہ یہ کون ظالم ہی کہ ایسی محبوبۂ معشوقہ کو جلاتا ہی کیسے سنگ دل ہین اِنکو کچھ خیال نہین جب دھوان بلند ہوا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ مین لاکے سامان عیش و عشرت مہیا کیا خواہان وصل ہوا ملکہ نے بہ قہر و غضب تمام جواب دیا اور بیجا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ہمین کیون اُٹھا کے لایا اگر یہ اِرادہ ہی تو قتل کر جب کئی دن اِسی طور سے گذرے کنیزو نے کہا حضور یہ کسی پر عاشق ہی اُسکا نام لیکر روتی ہی عقاب نے کہا اُسے کوٹھری مین بند کرو اور باہر سے سنو کسکا نام لیتی ہی وہی کیا کوٹھری مین بند کیا جب ملکہ اندھیرے مین بند ہوئی بیقرار ہو کر پکارنے لگی ای فرزند رشید صاحبقران ای شاہزادہ خسرو شیردل طلسم کو فتح کیا ہوگا ہمارے خون کا بدلہ لیا ہوگا کنیزون نے آکر عقاب سے اطلاع کی کہ خسرو شیردل فرزند صاحبقران پر عاشق ہی اور وہ فتاح طلسم آفتاب نگار ہین اُنھین کا نام لے لیکر روتی ہی کنیزو نے اسنے صلاح کی اِسکے معشوق کو لاکے اِسکے سامنے قتل کرون تو ضرور میرا وصل قبول کریگی ابھی تو اِسکو یہی بڑا گھمنڈ ہی کہ میرا معشوق آئیگا مجھے چھڑا کے لیجائیگا جب سامنے لاکے قتل کرون تب اِسکو تسکین ہو سب نے کہا بیشک جبکہ عقاب جادو چلا جس شب کو شاہزادے نے طلسم فتح کیا عقاب لشکر مین شاہزادے کے آیا لوح شاہزادے نے خزانے مین رکھدی بارگاہ مین آکر آرام کیا عقاب نے آکر لشکر مین دریافت کیا لوگون نے بتایا فلان بارگاہ مین شاہزادہ ہی نقب سحر دیکر عقاب بارگاہ مین شاہزادے کی پہونچا شاہزادہ سو رہا تھا عقاب نے سحر کرکے بیہوش کیا پنجہ دیکر لے اُڑا اپنے باغ مین لایا صبح کا وقت ہی ملکہ قفس مین بند عقاب نے پکار کر آواز دی لو ملکہ مین تمھارے چاہنے والے کو لایا اِسیکے واسطے جلائی گئی تھین آج اِسکو تمھارے سامنے قتل کرتا ہون ساحران طلسم

آفتاب نگار اِسکے شریک ہوے اُنھون نے یہ آفت کرائی کہ طلسم فتح کرا و یا مطلئن ہو کے قلعۂ طلسم پر اُترے تھے اس جوان کی صورت میرے ہاتھ بھی ملکہ یہ دیکھکر پیٹنے لگی کہتی تھی ای عقاب اگر اِسکا موے جسم بھی کم ہوگا تو تڑپ کے جان دیدونگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا قتل کرکے اس شیر کو کیا پائیگا جب عقاب جادو نے ملکہ کو بہت بیقرار پایا دیکھا ملکہ قفس سے سر ٹکرا رہی ہین عقاب نے شاہزادہ کو بھی قفس مین بند کیا آپ حیران پریشان اُٹھا در باغ پر ایک بنگلہ پڑا تھا اُسمین آکر بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ای عقاب کیا کرون دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک ضعیفہ سانولی صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوے محمودی کی چادر سر پر ہر چند کہ سینے پر اُبھار ہے مگر چادر محمودی کی اُسپر دُہری کرکے ڈالے ہوے جو تار زر دوزی بال بالکل سفید کچھ سیاہ بھی دو چار ہین ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر چادر منھ پر رکھکے ہاے فرزند ہاے فرزند کہکے رونے لگی عقاب کا دل دُکھ گیا کوٹھے سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب بڑھیا کے آیا قریب آکر پلے پر چادر کے ہاتھ ڈالکے کہا مادر مہربان کیون اِسقدر روتی ہو بڑھیا نے منھ کھولکر جو عقاب کو دیکھا بلائین لینے لگی کہا بیٹا آٹھ دن سے کہان تھے مین تمھارے فراق مین صحرا نورد ہوئی ماری ماری پھرتی ہون عقاب نے کہا مین اس صحرا کا حاکم ہون تمکو روتے دیکھا چلا آیا بڑھیا نے کہا ای فرزند فلان علاقے کے تعلقدار کی زوجہ ہون چالیس فرزند ہوے سب مر گئے عصاے پیری بس ایک فرزند تھا آج آٹھوان دن ہے اُسنے انتقال کیا اُسکی یاد مین جنگل جنگل روتی پھرتی ہون آج صورت کو دیکھا بالکل یہی صورت زیبا یہی طلعت جہان آرا دلکو ڈھارس ہوگئی فقط صورت دیکھنا چاہتی ہون جو خواہش ہو مجھسے تو کیسی کیسی عورتین ہین ڈھونڈھکر لاؤنگی تجھسے ملاؤنگی جو جو بہو بیٹیان میرے قبضے مین ہین اُنکو لاکے اپنے بچے سے ملائنگی عقاب جادو نے منھ پیٹ لیا اور کہا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون آج مہینہ بھر سے ایک عورت کو لایا ہون قفس مین بند کیا سب تدبیرین کین مگر وہ مجکو نہین قبول کرتی بڑھیا نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے وہ کون عورت بیہودہ ہے جو تجھ ایسے کو نہین قبول کرتی نہین معلوم تونے کیا حرکت کی ورنہ تو ایسا جوان ہے کہ عورت دیکھکر دیوانی ہوجائے ذرا مجھے دکھادے ایسی چار باتین سناؤن کہ مثل تیرے خواہش کرے لیکن میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا عقاب نے جواب دیا مادر مہربان تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرونگا عقاب

بڑھیا کو لیکر باغ مین آیا کنیزون سے کہا مادر مہربان کو قفس اُس نازنین کا دکھا دو کنیزون نے لا کر قفس
دکھا دیا بڑھیا نے کنیزون کو ہٹا دیا قفس مین منھ ڈالکے باتین کرنے لگی کنیزون نے دیکھا ملکہ ہنس ہنس بڑھیا
سے گھل مل کے باتین کر رہی ہین بڑھیا نے کہا بی بی لونڈی کو ابھی پہچانا تو ملکہ نے کہا مین نے نہین پہچانا
کہا غلام آپ کا برق ثانی شاہزادے نے طلسم فتح کیا آفتاب کو مار کر قلعے پر سے اُترے تخت کو
بستر خواب سے غائب ہوے مین تلاش مین نکلا ملکہ یاقوت و کلیم و سلیم ملک شہرت و ملکہ گلگونہ
سب تلاش مین شاہزادے کی نکلے ہین مین محفل مین تمکو بلواتا ہون اتنا کہدینا کہ میری خود جان جاتی
ہی تو نے ابتدا سے ایسا ظلم کیا کہ مجھکو نفرت ہوگئی ملکہ نے کہا کہ بھیا یہ مجھسے نہ کہا جائیگا تمھارے
آنے سے بڑی ڈھارس ہوئی برق ثانی نے کہا مین ابھی مارے لیتا ہون یہ تو کہنا کہ بڑی بی جو
کہینگی وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا بہتر برق ثانی پاس عقاب کے آیا کان پکڑ کے دو طمانچے مارے
کہ لنگوڑے وہ خود تجھپر جان دیتی ہے معشوق پر کوئی ایسا ظلم کرتا ہے جلسہ آراستہ کرو اسیوقت عقاب
کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی اُلٹ پلٹ کے رکھین چنگیر چوگھڑے پاندان اُگالدان عطردان
سب اسباب محفل مین رکھا قفس منگوایا قفس سے ملکہ کو نکالکر پہلو مین عقاب کے بٹھایا ملکہ
اشارے کرتی ہین بھیا یہ کیا کرتے ہو میری عصمت کا خیال رکھو ذرا ابھی فرق آئیگا تو جان دونگی
برق نے فوراً ابایان بجا کے اس لطف سے غزلین سامنے عقاب کے گائین کہ عقاب کہتا
جاتا ہے ای مادر مہربان کیا کہنا حقیقت مین بیتاب کر دیا مصر دل کو فوج غم و الم سے بھر دیا بڑھیا کہتی ہے
بیٹا ابھی کیا سنا ایسی تمھاری خدمت کرونگی کہ تا بہ جہنم یاد کروگے یہ کہکے جام بھرا ہاتھ مین ملکہ کے
دیا کہا لو اپنے عاشق کو پلاؤ ایسے مرگسکے ملتے ہین تم بڑی صاحب لغیب ہو ملکہ نے تھرا کے جام مسند
پر رکھدیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ عقاب اُٹھا کر جام پیگیا بڑھیا نے سب کنیزونکو پلایا جب
سب پی چکے ایک دو شعر تحریک کے گائے ہاتھ بڑھا کر کان عقاب کا پکڑ کر دو طمانچے مارے
کہا لے لنگوڑے معشوق عاشق خصال ملی خوب تیرے اسکے گذرے گی یہ تیری جان لیگی دیکھو
تخت خداوندوں کے آئے ہین انکو بھی محفل مین بلاؤ عقاب اپنے مقام سے اُٹھا چاہتا قدم پر جا کے
گرا برق ثانی نعرہ کر کے جا پڑا خنجر مارا سر عقاب جادو کا اُڑ گیا مرنے کی آواز جو اُس ساحر کے
بلند ہوئی گلگونہ و شہرت آسمان پر اُڑ رہے تھے آ کر پہونچے ساحران باغ کو قتل کیا ملکہ و شاہزادہ کو

لیکر قلعۂ طلسم پر آئے وہانسے شاہزادہ شہر مہرانیہ مین آیا مرنے سے آفتاب کے سب نے اُسکے سحر سے مہلت پائی بصورت اصلی ہوے شاہزادے نے خزانہ شنکل کا کُھلوایا ساٹھ ہزار خفتان مرصع نگار نکلین مع اسباب مرکب ورا کب ساٹھ ہزار جوان مرصع پوش تیار کیے سب مال و اسباب لیکر اُس قلعے پر آئے مان دیکھکر بہت خوش ہوئی کہا ای فرزند تم صاحب اقبال ہو شاہزادے نے کہا ای مادر مہربان اب مین طلسم ہفت پیکر پر جاؤنگا وہان قبلہ و کعبہ کا داخلہ ہی ہرچند مان نے منع بھی کیا خسرو نے نہ مانا تخت تیار کرا کے چار سو تیرہ ہاسے دیو سے کہا ہمکو طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین پہونچادو پھر قرین مرصع نگار دیوزادون کے ہاتھون مین ساٹھ ہزار مرصع پوشونکو ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا بھی وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیل تن کہ تلاش زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر مین چلے ہین و خواجہ عمرو و برق فرنگی صاحبقران سے رخصت ہوکر بخدمت رستم چلے ہین کہ ذکر انکا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ

نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر جام جم
کہ خاموش ہی بلکہ بیہوش ہی
سیاہ کب سعادت کی ہی دمبدم
نہ شیرین کی ہرگز کرے آرزو
کبھی نجد کا اُسکو جلوہ دکھا
کہین ناظرین رنگ پھر جمگیا
نہالان گلشن کو بھی وجد ہی
کہ حرفون کا بھی بانکپن دیکھنا
ہوا عندلیبان گلشن مین شور

کرون داستان مرصع رقم
ہلال مضامین چمکنے لگے
ترا نام ہی کلک شیرین کلام
چل ای لیلی کلک جادو رقم
یہ ہو غل کہ ای لیلی پا بہ سا
عروس مضامین کا دیکھین نکھار
کرین بلبلین اس چمن کو بھی طی
ہر اک سطر ہی سلک گوہر فشان
تماشا ہوا آج رقصان ہین مور

یہ تحریر کا کلک کو جوش ہی
کہ طائر چمن مین چہکنے لگے
جو فرہاد سن لے تری گفتگو
کہ مجنون بنے قیس سا محترم
جمال مضامین کی صورت دکھا
یہ ہین حرف یا صاف رنگ بہار
بہار عروس چمن دیکھنا
کہ موتی کی لڑیان ہوئی ہین عیان
اکڑتا ہی سرو چمن باغ مین

کہ سوزش ہوئی لالے کے داغ مین
قمر کلک کا زور مشہور ہے
کہ بیتابی عاشقان بڑھ گئی
مجھے نشۂ مے کی خواہش ہوئی
کہ سابق مین تھی جام سے عار بھی
جو مضمون لکھا ناظرین نے سنا
مضامین نو لطف سے سب لکھے
ہر اک ملک مین اُسکی شہرت ہوئی
مضامین عمدہ ہوے ہین بہم

کہا قمریون نے بصد شد و مد
کمال مضامین سے کیا دور ہی
قمر دورۂ جام کا وقت ہی
کہ ساقی کی پھر آج خواہش ہوئی
کھلا حال عاشق کا معشوق پر
کہا ای قمر مرحبا مرحبا
رہا ہوش ایسا فسانہ لکھا
اسیوجہ سے اپنی شوکت ہوئی
بہاہی ہفت پیکر کی اب داستان

کہ ای باغبان ازل کر مدد
کہین کھینچ گئی شکل معشوق کی
سمجھ لو کہ یہ نام کا وقت ہی
ہوے جمع رندان بیخوار بھی
چمن مین صبا کا بھی ہوگا گذر
تری نثر کے خوب در یا بہے
کہ سامع کو وہ لیے پسند آگیا
کیا فتنۂ نور افشان رقم
کرین وجد اسے دیکھکر ناظران

چہرہ محرران داستان شوکت بیان رستم پیل تن و کاتبان دفاتر مصیبت خیز رنج دمن شعر مصنف نگارند کہ داستان عجیب * چنین حی نگارد زکلک غریب * کہ رستم پیل تن صحرائے مینوسواد مین خوکش تھے کہ سماک نے آکر خبر دی کہ قید خانے سے صاحبقران وغیرہ چھوٹے فرستادگان حضور بڑے تکلف سے پہونچے صاحبقران صحرائے گرداب خیز کی جانب جاتے ہین اور آپ کے سردار بھی آتے ہین رستم نے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے دوسرے دن بوقت سحر دیکھا کہ مطیعان بادشاہ اسلام و مطیعان رستم صحرا سے بہ شوکت پیدا ہوے جب قریب نخلستان پہونچے درختون پر جو طائر بیٹھے تھے زمزمہ سرائی کرنے لگے سرداران نے جو زمزمہ سرائی طائرونکی سُنی گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملی دیوانہ وار صحرا مین پھرنے لگے خدمت مین سردار سب حاضر ہین کہ ملکہ سیماب نے جو ساحرہ بہت زبردست ہی اور رانڈ ہفت پیکر ہی یہ سحر کہ دیکھکر عرض کی ای شہریار یہ سردار آنے والے جو آتے آتے رُک گئے طائرونکی آواز سنکر دیوانے ہوے اس صحرا کا جو حاکم ہی اُسکا یہ سحر ہی کنیز ابھی جاتی ہی اس تاثیر کو جا کر مٹاتی ہی یہ کہکے سیماب اپنے مقام سے اُٹھی طائر جو درختون پر اُڑتے پھرتے ہین اُنپر سیماب نے سحر کیا کچھ طائر مر کر گرے ایک باز پیدا ہوا طائرون کو منقار مین دبا کے لیجاتا ہی بیرون صحرا چھوڑ آتا ہی کسی طائر کو پنجو لیے پکڑا اور چیر ڈالا وہ باز مارنے سے طائرون کے باز نہین آتا سیماب دستکین دیتی ہی جب

خون اپنا گوشت کاٹ کے پھینکتی ہی باز کو اور جوش و خروش زیادہ ہوتا ہی سیکڑون طائر چیر کر پھینکدیے زیر نخل طائر و نکے مردے پھڑک رہے ہین سیماب مصروف سحر خوانی جون جون سحر کرتی ہی باز کی قوت بڑھتی جاتی ہی یا ایک طائر کو پکڑتا تھا یا چار چار طائر پنجون مین پکڑ کر چیر ڈالتا ہی اور خون پی لیتا ہی سرداران دیوانہ کو ہوش آنے لگا قصد کیا سیماب کو آواز دین کہ یہ معشوقہ ہمکو نہین آنے دیتی اس معشوقہ کو ہٹاؤ تو ہم تم تک پہونچین مجبور و ناچار ہین بیتاب و بیقرار ہین سیماب نے سبکو قریب بلایا کسیکے منھ پر ہاتھ پھیرا کسیکی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن سبکو ہوش آیا سیماب کے ساتھ آکر کھڑے ہوے سیماب چاہتی ہی ان سبھونکو لیکر خدمت رستم مین آئے رستم دیکھ رہے ہین باز سر پر سیماب کے سایہ فگن ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بلند پرواز بلکہ عقاب کے سر پر ایک تاج جھپٹ کے باز پر گرا باز و عقاب سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن عقاب جب پنجہ مارتا ہی باز کے پر گرتے ہین اور باز جو منقار مارتا ہی تو عقاب تاج پر روکتا ہی باز چاہتا ہی تاج کو نوچکر پھینکدے لیکن عقاب تاج کو بچاتا ہی ایک مقام پر باز کی ذرا پلک جھپکی تھی کہ عقاب نے جھپٹ کر پنجہ آنکھ مین باز کی مارا آنکھین باز کی نکال لین باز جو تابینا ہوا پر مارتا ہی عقاب نے دونون پنجون سے دونون پانؤن باز کے پکڑ کے چیر ڈالے سیماب کے سر پر خون جو گرا سیماب نے گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان اپنا پھاڑا رستم گستاخی عقاب کی دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے قریب سیماب کے آئے آواز دی اے سیماب ہوشیار ہو گریبان کیون چاک کیا کوئی ایسا گھبرانا ہی وہ سردار جو ہوش مین آئے تھے سنھا را دیوانہ پن دیکھکر پھر دیوانہ پن کرنے لگے گریبان چاک کرتے ہین خاک منھ پر ملتے ہین رستم نے جو سیماب کو سمجھایا سیماب بے اختیار پکار اُٹھی اے شہریار میرے دل کے آپ حال سے آگاہ نہین کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی کنیز کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اصل کیفیت یہ ہی کہ لائق بیان کرنیکے نہین

نظم

بوسہ ہونٹھون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کے حق مین حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے یہ مُردونکو جلا دیتے ہین

کشتہ تیغ نگہ تک نہ نگین بھر کے نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا | شام جب ہوتی ہی ہم اُنکو دعا دیتے ہین

یہ اشعار جو سیماب نے پڑھے عقاب تڑپ کے گرا کلاہ ہفت گوشہ جو سر پر رستم کے تھی وہ اُتاری پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے کلاہ ہفت گوشہ منقار سے عقاب کی لے لی لیکر غائب ہوا رستم کے پانُون زمین نے تھام لیے عقاب نے جو اپنا عکس رستم پر ڈالا رستم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہرچند دل کو سنبھالتے ہین دل نہین سنبھلتا اور وہ طائر جو کلاہ لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے پیدا ہوا عقاب سے کچھ اشارے کیے عقاب نے طائر کو اشارہ کیا وہ طائر تڑپکے گرا رستم کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا اب یہ تمام سردار مع سیماب دیوانہ وار جو لشکر مین آئے کل اہل لشکر دیوانہ وار گریبان چاک کرنے لگے اور خاک منھ پر ملتے ہین جو سردار لشکر مین نہ تھے اُنھون نے یہ حال جو دیکھا کہ کل لشکر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ایک ایک کی زبان سے نکل رہا ہی کہ ہم عشق مین یار جانی کے مضطر و بیقرار ہین وہ سردار جو باہر سے آئے ہین سحر سے طائر و عقاب کے پیچھے ہین رستم کو جو نہ پایا بیقرار ہو کر پکار پکار دعائین مانگتے تھے کہ اے خالق بے نیاز و اے معبود چارہ ساز ہمارے آقا کو ہمسے ملا اے خالق ارض و سما کس اوج پر لشکر تھا افسر کا غائب ہونا ہم لوگون پر آسمان ٹوٹ پڑا اس گلزار بیخزان پر خزان آگئی اس آفت سے نجات دے نظم

کی کند اہل زبان شرح بیان عندلیب	مثل قمری تا نگردد ہم زبان عندلیب
گل بہ بند درخت زین گلزار بعد از چند روز	میشود بر لامکان آخر مکان عندلیب
گل چو گلچین کرد در گلزار از گلبن جدا	باغ ویران کرد و برد از جسم جان عندلیب
خاک این بستان رود بر باد چون وقت خزان	کی بماند در چمن باقی نشان عندلیب
مشتعل شد آتش از رخسار گل چون در چمن	سوخت جسم و جان و مغز استخوان عندلیب
گل چو شد پردہ نشین بلبل چو غنچہ لب بہ بست	چون خزان آمد برفت از تن توان عندلیب
کس نمیداند درین گلشن بغیر از باغبان	حالت سوز دل و راز نہان عندلیب
ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان	نالہ و شور و فغان بر پا بسان عندلیب

جو ہوش مین ہین وہ دعائین مانگ رہے ہین جنپر عکس طائر و عقاب کا پڑا وہ دیوانہ وار غل مچاتے پھرتے ہین سارا لشکر اس مصیبت مین لیکن خواجہ عمرو و منظر برق فرنگی جو تلاش مین

رستم کی پیچھے چلے تھے راہ مین آکر خواجہ نے کہا او بھوریئے میرے ساتھ نہ چل اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا
راگ برق نے کہا آپ کے ساتھ کون چلتا ہی یہ کہکے برق ایک جانب چلا خواجہ جو تنہا چلے
سامنے ایک گانوُن دکھائی دیا دیکھا ٹٹوؤن پر اکثر زمیندار کچھ گنوار دھوتیان باندھے ہوے
مرزائی گاڑھے کی پہنے ہوے اُس گانوُن کی طرف جاتے ہین خواجہ نے بڑھکر اُنسے پوچھا
اِس گانوُن مین آج کیا ہی سب نے کہا چوتھے دن بازار ہوتی ہی ہم لوگ براے خرید و فروخت
جاتے ہین خواجہ رنگ و روغن عیّاری کا لگاکر ایک اُسترہ ہاتھ مین لیکر گانوُن مین داخل ہوے
دو ایک چوکے لگائے پیسا دوکان تحصیل لیا جسکی دوکان پر گئے اُسترہ چمکایا اُسنے پیسا پھینکدیا
سب دوکانون سے تحصیل کے گانوُن سے نکلے پیسے کی جو اِکٹھائی اُسکے پھنکے لگاتے ہوے
راہ لی ادھر برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین ایک صحرا مین گذر ہوا تمام صحرا
پُر بہار ملا طائر مثل انسان کے باتین کرتے ہین غنچون کے چٹکنے سے لڑکون کی خون خان
کی صدا آتی ہی نرگس شہلا کی آنکھون کی گردش نظارگیان گلشن کو آنکھین دکھانے کی کوشش
سنبل نے موے مشکین کھولے دام بچھانے کی خوشی ہی کہ عروسان چمن کو پھنساؤن ہر پھول
شگفتہ ہر نخل سرسبز و شاداب بہار لاجواب برق فرنگی سیر پھولونکی دیکھتا ہوا اُس جنگل سے
نکلا لیکن بابٹ بابٹ کے بہار صحرا کو دیکھکر مبہوت ہو رہا ہی جب صحرا سے نکلا سامنے دیکھا دروازہ
ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی برق ایک جادوگر کی شکل بنا دروازے پر باغ کے آیا
ساحرون نے پوچھا میان ساحر صاحب کہانسے آتے ہو برق نے کہا خداوند ہفت پیکر
نے حکم دیا کہ یہ نامہ پاس رنگین گلشن آرا کے لیجاؤ مین مقام پوچھتا پھرتا ہون ساحرون
نے کہا اِسی باغ مین تشریف رکھتی ہین جیسے ہی برق فرنگی اندر باغ کے آیا طائر غل مچانے
لگے اور یہ صدا دینے لگے کہ ہمارے دماغ مین مسلمان کی بو آتی ہی رنگین گلشن آرا بارہ دری
مین بیٹھی تھین طائرونکی آواز سنکر اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے پوچھا آج یہ طائر کیون
غل مچاتے ہین کوئی باغ مین نیا آدمی آیا ہی اُسکے آنے سے طائر غل مچا رہے ہین کنیزون نے
عرض کی ایک ساحر فرستادہ خداوند آیا ہی اُسوقت سے طائر غل مچا رہے ہین کبھی اپنے مقام
سے اُڑتے ہین سر پر اُس ساحر کے سایہ ڈالتے ہین وہ ساحر آپ کا جویا ہی ملکہ نے حکم دیا

بلا لاؤ کنیز نے آکر برق فرنگی سے کہا چلو تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین برق فرنگی جھپٹ کر سامنے ملکہ کے آیا کہا غلام حاضر ہی نامہ سر سے کھولکر دیا رنگین گلشن آرا نے نامہ پڑھا لکھا تھا ای گلشن آرا طلسم کشا اصلی قلعۂ لالہ زار سے گذر گیا صحرائے مینو سواد مین پہونچا زرہ ہفت جوش دشنۂ ہفت جوہر کی فکر مین جاتا ہی کلاہ ہفت گوشہ اسکے سر پہ ہی فورًا گرفتار کرلو اور اپنی ساحری کی معرفت روانہ کرو رنگین نے کہا ای ساحر مجھے اچھی طرح حال طلسم کشا کا دریافت نہین کلاہ ہفت گوشہ اسنے کیونکر پائی لیکن طائر تمکو دیکھکر کیون غل مچاتے ہین برق نے کہا مین کیا جانون مین لشکر مسلمانان مین ہوتا ہوا آیا ہون اُنکا عکس مجھپر پڑا شاید یہ خرابی ہو رنگین نے کہا سچ کہتے ہو تم ٹھہر جاؤ مین اپنی بہن مینو سواد گلگون پوش سے دریافت کرون کہ اس صحرا کی وہی حاکم ہی اسنے کچھ تدبیر کی ہوگی یہ کہکے برق کو بارہ دری مین لائی آپ مسند پہ بیٹھی نام جو برق کا پوچھا برق نے کہا اُسی کاغذ مین لکھا ہی رنگین نے دیکھا اژدرہ جادو نام لکھا ہی صحبت مین رنگین کی گانا ہونے لگا دیکھا تو اژدرہ جادو منھ پھلائے بیٹھے ہین کسی گانے کی تعریف نہین کرتے رنگین نے کہا ای اژدرہ کیسی گائنین گا رہی ہین استاد فن جمع ہین ہم جانتے ہین تم صحبت خداوند مین رہتے ہو بڑی بڑی گائنون کو سنا ہوگا برق نے کہا ایک چیز مین گاؤن شاید پسند آئے یہ کہکے سامنے رنگین کے آبیٹھا ساز کے ساتھ گنگنایا اور یہ غزل شروع کی

نظم

جی تم پہ فدا کرتے ہین بیجا نہین کرتے
رنج آپ ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے

خیر و نکے چلے آتے ہین پیغام شب و روز
ہم وہ ہین کہ ان باتونکا چرچا نہین کرتے

ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گے
ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے

ای رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو
کشتہ ہون تمھارا ابھی زندہ نہین کرتے

گھونگھٹ کو اٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا
ای جان شب وصل مین پردا نہین کرتے

اس مزے سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ سب گائنین تعریفین کرنے لگین رنگین نے کہا یہ صحبت خداوند کے رہنے والے ہین برق فرنگی خوب خوب گایا رنگین نے ایک نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا کہا بہن کے پاس جاؤ جواب لیکر جلد آؤ وہ کنیز نامہ لیکر گئی ریخ ہوتے لاکر ہاتھ مین رنگین کے نامہ دیا رنگین نے نامہ پڑھا خوش ہو کر کہا ای اژدرہ بہن نے کلاہ ہفت گوشہ

چھین لی طلسم کشا پاس مینو سواد کے قید ہین پاس قدرت کے جانے کو ہین مین نے جو تمہارا
حال لکھا وہ ٹھہر گئین اب جب مین جاؤن تب وہ قید لیکر جائین برق نے کہا چلیے مین قید لیکر
طلسم کشا کی جاؤنگا کلاہ ہفت گوشہ جو پہونچے ہفت سر جادو کے پاس بھیجدی جائے رنگین
تخت پر سوار ہوئی برق فرنگی ساتھ ہوا چند کنیز ونکو بھی رنگین نے سوار کر لیا طرف مینو سواد
کے چلین مین پھر تخت اُڑا ایا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا کہ مثل برق
کے چمک رہا ہی جب ہوا چلتی ہی تو قصر ہلتا ہی بلکہ کل قصر مین جنبش ہوتی ہی صاف ظاہر ہی کہ قصر کو
اُڑ جانے کی کوشش ہی برق فرنگی نے پوچھا کیون ملکہ رنگین یہ قصر کیسا ہی رنگین نے کہا ہمشیرہ
صاحبہ نے اسوجہ سے ایسا قصر بنایا ہی کہ اگر کوئی عیار مکار آئے تو قصر کو جنبش ہو جان جائین کہ
عیار آیا ہی برق فرنگی نے عرض کی مین لشکر مسلمانان مین ہوکر آیا ہون مجھپر عکس مسلمانان پڑا
طائر باغ کے غل مچاتے تھے میرے آنے سے قصر کو بھی جنبش ہوئی رنگین نے کہا مین قصر کو
روکے دیتی ہون یہ کہکے کچھ ماش کے دانے قصر پہ پھینکے قصر کی جنبش موقوف ہوئی برق فرنگی
کو لیکر رنگین گلشن آرائش قصر مین آئی مینو سواد نے استقبال کیا جھولی سے نکالکر کلاہ دکھائی
کہا مین نے طائر بنا کے بھیجا اُسنے سر طلسم کشا سے کلاہ اُتار لی پھر طلسم کشا کو گرفتار کرایا ای
رنگین تمکو یہ بھی معلوم ہی کہ اس جوان نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اوّل تو بیٹا اسکا شاہزادہ
خاور سپاہ جسنے دس برس کے سن مین طلسم افراسیاب توڑا بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار پائین
اس شوکت سے لشکر صاحبقران مین آیا ہی کہ کوئی بیٹا امیر کا اس شوکت وشان سے نہ آیا تھا
پوتا اس جوان کا ایرج نوجوان کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی لڑتا بھڑتا تا بہ
قلعۂ ذوالامان پہونچا ہر روز قلعہ فتح کرتا تھا سرداران حمزہ سنجان والے نعرہ آفرین کرتے تھے اپنی
جان دیتے تھے ایرج کو ہٹا دیتے تھے یہ وہ شیر دلیر ہی کہ اسکی اولاد سب کی سب جری بہادر
صف شکن تیغ زن ہی اب آخر مین سکندر زرین علم بطن ملکہ تران دختر ملک کوکب روشن ضمیر
صلب ایرج نوجوان سے وہ شیر پیدا ہوا کہ جسنے طلسم نور افشان مین چہار طرف کھلبلی ڈالدی
زرین پوش زرین علم لقب پایا اسد کا بیٹا بطن مہ جبین وصلب اسد نوجوان فتاح طلسم ہوشربا سے
شاہزادہ تیمور شیر شکار پیدا ہوا قصہ نور افشان مین ان سب کے ذکر بالتفریح ہین اولاد

حمزہ سب جری و بہادر ہین قید خانے مین آٹھ پہر زنجیرین ہلاتا ہی نگہبانون کی نیند حرام ہو گئی
چاہتا ہی قید توڑ کے نکل جاؤن کہ رنگین نے رانہ دار کو پیش کیا کہا بہن یہ پاس سے قدرت
کے نامہ لایا ہی اِسکے قید حوالے کرو مینوسواد نے کہا بہن مین نے دفتر بھی ملاحظہ کیے ہین سب
پسران حمزہ کا حال معلوم ہی دفترین سب حالات لکھے ہین مین فوج اِسکے ساتھ کر دونگی کلاہ
ہفت گوشہ کیسکے ہاتھہ مین دینا نہین چاہیے ایسا نہ ہو مسلمانون سے میل کرے کوئی خرابی
پڑے نوجوان و ایمان کسی طرح سے نہ بچے اکثر سرحد دار ان ہفت پیکر شریک مسلمانان ہوئین
فرزندان حمزہ پہ عاشق ہوئین اب خوف آتا ہی قید سپرد کرنے کہ ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور
پڑے خداوند نے بڑی احتیاط سے فرمان بھیجا تھا کہ تمھارے جنگل مین طلسم کشا اُترا ہی بہت
جلد گرفتار کر کے روانہ کرو مین نے سامنا ابھی طلسم کشا کا نہین کیا یہین سے بیٹھے بیٹھے سحر تیار
کر کے بھیجا سیماب جادو نے وہ سحر دکھائے کہ صدہا ساحر مجبور ہو کر مارے گئے آخر مین نے
طائر سحر سامری بھیجا اُسنے جا کے سب کے ہوش اُڑائے اُسنے کلاہ ہفت گوشہ سر طلسم کشا
سے اُتار لی اور طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اِس مشقت سے تو مین نے گرفتار کیا اُسکو مین یون
بے انتظام حوالے کر دون برق فرنگی سب گانون مین بیٹھکر سامنے مینوسواد کے بھی گایا ایک
ٹھمری جو گائی اُس مین ایک لفظ تھا پیا چھوٹو جائے اِس لفظ کو سو سو طرح بتایا کبھی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے اور رو رو کے کہنا پیا چھوٹو جائے کبھی اپنی کمسنی کا اظہار کرنا اور کہنا
پیا چھوٹو جائے کبھی ویرانہ مکان دکھانا کبھی کلیجہ مسلنا کبھی وحشی بنتا جنگلون مین پھرنا کبھی رات
کو گھر سے نکلجانا اور کہنا پیا چھوٹو جائے کبھی بیمار پڑنا ہزارہا طرح سے اِس لفظ کو بتایا کہ مینوسواد
رونے لگی کہا ای رانہ دار کلیجے پر چھریان پھر گئین نقشہ کھینچکے دکھا دیا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی دروازے پہ ایک کلاونت مصیبت زدہ تنبورہ کاندھے پر لیے ہوے دعائین دے
رہا ہی اور پکارتا ہی کہ غلام کو اندر بلوائیے دو چیزین میری بھی سنیے تو آپ کو لطف ملے مینوسواد
نے کہا بلا لو دیکھا ایک مرد ضعیف کرتا چکن کا جسکا تانا ندارد کہ کیڑے کھا گئے بانا موجود تھا
مشروع کا پائجامہ زردوزی جوتا کہ کام جسکا اُڑ گیا صرف زرد سوت ظاہر ہی جیسے ہی بڑے
میان صاحب اندر بارہ دری کے آئے مینوسواد کو سلام کیا مینوسواد نے دیکھا قصر کو

خود بخود جنبش ہوئی کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے نکل پڑی محفل مین اُچھلنے لگی مینوسواد بہت گھبرائی کہتی ہی ای رنگین اس بڈھے کے آتے ہی قصر ہلنے لگا رنگین نے کہا ای بہن یہ نگوڑا جب میرے یہان آیا طائر عقل مچانے تھے یہان جب سامنے قصر کے آیا تو قصر کو جنبش تھی یہ گفتگو سنکر ازدر جادو فورا چوکنا ہوکر اُٹھا ہی کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم اگر غلام پر کوئی شک ہو تو نکال دالیے بڈھا بھی یہی کہ رہا ہی برق جاکر پہلو مین ایک جادوگر کے کھڑا ہوا مینوسواد نے چاہا کہ ازدر پر سحر کرے برق نے اُس جادوگر کو خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در لشکر پر پھیرا پھرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
ہر پر قدم غرب ہی شرق ہی

خواجہ نے بھی ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین دونون بھاگے بیرون باغ نکل گئے مگر جائین کیونکر سُن چکے ہین کہ رستم یہان قید ہین جب روشنی ہوئی مینوسواد نے رنگین سے کہا کیون بوا برق کو اپنے ساتھ لائین رنگین نے کہا بوا کل سے یہ میرے گھر مین تھا بلا تکلف آکے نامۂ خداوند دیا مین حیران ہون کہ یہ خداوند کی مُہر کہان سے لایا کسی شی مین فرق نہ تھا تمھارے قصر کو بھی سامنے آتے ہی ایک مرتبہ جنبش ہوئی تھی مین نے سحر کرکے ساکت کیا سار بان زادے کی شامت آئی کہ گویا بنگے گھس آیا نہین معلوم دونون ملکر کیا آفت برپا کرتے خداوند ہفت پیکر نے بچایا ان عیارون کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا لیکن خداوند ہفت پیکر کو آٹھ پہر اپنے بندونکا خیال ہی مینوسواد نے کہا مین نے قصر پر اسیواسطے یہ شعبدہ بنا رکھا ہی کہ جب غنیم آئیگا قصر مین جنبش ہوگی مکان گر پڑے تو عجب نہین کنیزونکو حکم ہوا اب باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کسی کنیز کو پکڑ لین اُسکی شکل پہ آئین عیار بلاے روزگار ہین ہزار طرحکی عیاری بیان کرتے ہین یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی برق فرنگی قریب ایک غار کے پہونچا اندر غار کے اُتر گیا وہان بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین آٹھ پہر وہان رہا عیاری خالی گئی اندر غار کے بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحرہ کی شکل بنا کہ ایسا نہ ہو پہچانا جاؤن اب غار سے نکلا طرف باغ کے چلا نگہبانون نے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہی بڑھکر پوچھا بی صندل

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ یہانسے قریب ایک قریہ ہی صندل جادو وہانکی حاکم و ناظم ہی برق اُسیکی صورت بنکر آیا ہی صندل کہنے پر حیران ہوا حیران ہو کر پوچھا سیان نگہبان صاحب تمنے مجھے کیونکر پہچانا نگہبانون نے کہا اکثر آپ کے گانون مین جاتے ہین سودا وہانسے لاتے ہین وہان آپکی حکومت دیکھی ہی صندل نقلی نے جواب دیا آج دو شخص ہمارے گانون مین آئے ایک مہاجن کہ دس بیس ہزار کا مقدور رکھتا ہی اُسکے ہاتھ جاکے چاندی سونے کا اسباب بیچا وہ بیٹھا رو رہا ہی فریاد کرتا ہی سب اسباب پیتل و تانبے کا نکلا میرے خیال مین آیا چلکے ملکہ مینوسواد سے اطلاع کرون کہ آپکی عملداری مین عیار آئے ہین ملکہ کہا کر رہی ہین جاکر اطلاع کرو کہ در دولت پر صندل جادو آئی ہی یا اُسکو بلائیے یا خود تشریف لائیے اب شہر والے آپ کے لٹین گے کنیزون نے جاکر اطلاع کی مینوسواد سنتے ہی باہر آئی صندل نقلی نے سلام کیا عرض کی حضور آپ کی حوالی مین دو عیار آئے ہین وہ رعایا کو لوٹتے پھرتے ہین اُنکا جلد انتظام کیجیے میرے گانون مین تشریف لیچلیے مین گرفتار کرادون مینوسواد نے کہا وہ سحر کرون جہان ہون دوڑے چلے آئین اپنا نام خود بتادین دم شمشیر پر گلا رکھین برق لگا کر مینوسواد کو لیچلا خواجہ ایک سائے مین نخل کے چھپے تھے اُنھون نے دیکھا کہ برق فرنگی مالک کو لگا کر لیچلا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا مینوسواد کی شکل بنکر کھڑے ہوے جب دیکھا کہ برق مینوسواد کو لیکر طرف گانون کے گیا خواجہ بہ شکل مینوسواد دوڑے سامنے آئے جادوگرون نے کہا حضور اسباب دلوا دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسباب لیکر وہ لوگ نکل گئے اب اُنکا ملنا دشوار ہی ہم ابھی جاکے طلسم کشا کو قتل کرتے ہین یہ کہتے ہوے باغ مین آئے کنیزون نے دیکھا سمجھین کہ ابھی گئی تھین ابھی تشریف لے آئین رنگین بارہ دری مین بیٹھی ہی کلاہ ہفت گوشہ اُلٹ پلٹ کر رہی ہی کہ مینوسواد نے آتے ہی اُسکے ہاتھ سے کلاہ لی کہا یون تمنے ایسے نامی عیار کو میری سرحد مین لاکر چھوڑا کہ اُسنے سارے گانون ویران کردیا ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہین کہین فقیر بنتے ہین کہین اپنے کو چور بناتے ہین ہر طرح صاحب خانہ کو لوٹ لیجاتے ہین مین نے بہت تلاش کیا سحر نے خبر دی کہ وہ بڑی دور نکل گئے ہین پھر کے یہان ضرور آئینگے سن گئے ہین کہ رستم یہان قید ہین چھڑانے آئینگے مین ابھی

قتل کرتی ہون کنیزون سے کہا کہ قیدی کو لاؤ دس پانچ کنیزین گئین رستم جس مقام پر قید تھے زنجیرین ہلا رہے ہین کنیزون نے زنجیر کو تھاما کہا چلیے ملکہ بلاتی ہین آپ کے قتل کا وقت آگیا عیار ایسا حیران کر گئے کہ انکو بھی کد ہوئی رستم کنیزونکے ساتھ جھومتے ہوے چلے یہان مینوا نقلی نے رنگین سے کہا بوا دیکھو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا ہی کوئی ساحر زبردست آتا ہی جیسے ہی رنگین اُس طرف پلٹی خواجہ تو برابر کھڑے تھے کوکھ پر خنجر مارا رنگین کا شکم چاک قصہ پاک پکار کر کہا یہ دشمن بہن تھی عیار کو نامہ دار بنا کر لائی میرے حوالی مین چھوڑا اُسنے تمام گانوُن لوٹ لیا گانوُن والے رو رہے ہین فریاد کرتے ہین مین کیا اُنکو جواب دون گھر سے روپیہ دونگی انکے لیے یہی مناسب تھا وہی نیچہ کھینچے ہوے رستم پر جا پڑی کنیزین دیکھ رہی ہین کہ نیچہ مارا رستم کی ہتھکڑی کٹی کلاہ ہفت گوشہ سر پہ پہنا دی رستم نے نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ❊ کہ بست علمشاہ چو رستم لقب ❊ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ❊ کہ بر تخت کرزوق افگندہ شور ❊ جس کنیز نے سحر کیا سحر اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اب عمرو نے زنبیل سے حقۂ آتشبازی نکالے ساحرون پر مارنے لگے سیکڑون کنیزین جلین عمرو نے کئی حقّے آتشبازی کے داغے دغا سے کئی سو جادوگرنیون کو مارا رنگین کے مرنے کی صدا بلند ہوئی یہان برق لیے ہوے مینوسواد کو جاتا ہی کہ مینوسواد نے گھبرا کر کہا ارے کسی نے رنگین میری بہن کو مارا امیر الکیجہ ہل رہا ہی وہ دیکھو آواز بھی آئی برق نے کہا دیکھیے وہ سامنے گھٹا اٹھی ہی مینوسواد پلٹی برق نے خنجر مارا مینوسواد کا شکم چاک قصہ پاک برق عقل سے سمجھا اُستاد نے رنگین کو مارا مین اسکے ساتھ آیا اُستاد کی وہان بن پڑی ہوگی مین مینوسواد کو یہان لگا لایا اسی کی شکل بنکے گئے ہونگے یہ سوچکر برق پلٹا اُسوقت آکے پہونچا کنیزونکے مرنے کی صدائین بلند ہین یہان مینوسواد جو مری وہان سیماب وغیرہ کو ہوش آیا سب لشکر دیوانے پن سے بری ہوا سیماب تڑپ کے بلند ہوئی اُسوقت آکے پہونچی کہ رستم جنگ رستمانہ کرنے مین مصروف ہین خواجہ حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کئی ہزار کو جلاکے گرا دیا سیماب بھی آکے شریک جنگ ہوئی ایک مٹھا ماش کے دالون کا مارا اکثر سحر جادوگرنیان ہاتھ باندھکر سامنے سیماب کے آئین عرض کی ہماری خطا طلسم کشا سے

معاف کرا دیجیے سیماب نے سب کو قدمون پہ رستم کے گرا دیا ساتوین دن وہ لڑائی فتح ہوئی بارہ
ہزار جادوگر مطیع ہوے اسی باغ مین مقام کیا سیماب سے پوچھا ہفت سر جادو کہان ہی
سیماب نے عرض کی صحراے مینوسواد سے راستہ ہی لشکر مین چلیے اسی طرف سے راستہ ملیگا
یہ جو دونون قتل ہوے ہین متعلقین ہفت سر جادو سے تھین ابھی راہ مین روکنے والے بہت ملینگے
آپ کے نزول اجلال وورود اقبال کی خبر ہفت سر جادو کو پہونچ گئی اُسنے حاکمان دربند کو
نامے لکھے ہین رستم نے کہا ایسا ہی ہوگا نوین دن باغ مینوسواد سے سوار ہوے خواجہ
نے خوب باغ کو لوٹا دمڑی کی شی نہ چھوڑی اب رستم سوار ہوے بارہ ہزار جادوگر جو نئے
مطیع ہوے ہین وہ ہمراہ سیماب رہبری کرتے ہوے چلے چار منزلین طی کرکے پانچوین دن ایک
صحراے ریگستان مین پہونچے لشکر والے حیران ہین کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ہرکارون
نے آکر خبر پہونچائی کہ طلسم کشا تشریف لاتے ہین سب سردار مسلح ہوکر سوار ہوے سمک
بن عمرو نے اپنے آقا کی خبر سنتے ہی گھوڑا اشنا ہزادے کا تیار کیا تیغہ کپتان بھی لیا سردار استقبال کو
نکلے راہ مین آکر آقا کو لیا سیماب اُڑتی ہوئی آتی تھی ابر سے نکلی سردار اپنے آقا کو دیکھکر بہت
خوش ہوے قدمونکو بوسے دیے سیماب نے عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا افضل شریک حال
کیا بڑے مکارون کے دام سحر مین پھنسے تھے ان دونون کے سبب سے کوئی اس سرحد سے
نکل نہ سکتا تھا راستہ بند تھا اب کل کوچ کیجیے رستم نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا آکر داخل
بارگاہ ہوے سب سردار بیٹھے ہین برق وخواجہ نے کہا ذرا ہم لشکر کی سیر کر آئین قنطور سے
وغیرہ آراستہ کرکے سیر کو نکلے لشکر سے نکل گئے صحرا مین پھر رہے ہین پہر رات آچکی ہی رستم
بارگاہ مین تھے کہ یکایک بارگاہ کو جنبش ہوئی زمین بھی ہلی رستم نے کہا اے سیماب دیکھتی ہو کہ
بارگاہ کو جنبش زمین ہل رہی ہی میرا اسوقت جی گھبراتا ہی یہ کہتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا
سارے لشکر مین ایک ہنگامہ ہی اہل لشکر غل مچا رہے ہین رستم نے دیکھا گرد لشکر کے ایک
دیوار خشتی کھنچی ہوئی ہی دیوار مین روزن ہین اُن روزنون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین
جس خیمے پر چنگاری گری آگ لگ گئی وہ خیمہ جلا اُس خیمے مین جتنے آدمی تھے وہ گھبرا کر اُٹھے
خیمہ جلکر گرا سب بندگان خدا جلکر رہگئے دیوارون سے شعلے نکل رہے ہین بندگان خدا اٹل

ہیں ہم خشک جل رہے ہیں فریاد کی صدا ہر طرف سے آتی ہے بعض بلبلا بلبلا کے دعائیں مانگ رہے ہیں
پکار رہے ہیں ای پروردگار وای کریم و رحیم وای سمیع و علیم رحمت اپنی شہر پر کر اس عذاب الیم
سے بچا لے اس جلنے کی بلا سے نجات دے رستم یہ آوازیں سُن رہے ہیں بیرون بارگاہ گھوڑے
ہیں سیماب کو آواز دے رہے ہیں بعد نکلنے شاہزادہ رستم کے سیماب بھی اُٹھی اور جھولی پر
ہاتھ ڈالا چاہا سحر کرے جہان پہ کھڑی تھی وہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا کمر میں سیماب کی پنجہ
دیا اور پکارا کہ ای زمین خوار لیا رستم نے جو یہ خبر سُنی بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوے کہ اے
سیماب کیا ہوا کون تمکو لیگیا سیماب توڑ کر زمین کو نکلی مگر پسینے پسینے چہرہ اُداس عالم یاس جھولی
شانے پر سے گر گئی معلوم ہوتا ہے کسی سے لڑ کر آئی ہے گھبرائی ہوئی نکلتے ہی ایک گولہ زمین پر مارا
گولہ جو پھٹا شعلہ ہاے آتش نکلے اُس شعلۂ آتش سے پنجے پیدا ہوے ایک پنجے نے سیماب
کی دستگیری کی اور ایک نے رستم کو اُٹھا لیا دونوں کو اُٹھا کر آسمان پر لیگئے اور ساحروں نے
جو اپنے آقا کو جاتے دیکھا گولے مارے ماش کے دانے پھینکے جسنے جو سحر کیا اُسی سحر سے سنہرے
پنجے پیدا ہوے اُن ساحروں کو بھی اُٹھا لیا آگے سب کے وہ دونوں پنجے رستم و سیماب
کو اُٹھاے ہوے پشت پر چالیس پنجے آہنی چالیس ساحروں کو لیے ہوے طرف صحرا کے جاتے
ہیں جنگل میں برق و خواجہ پھر رہے تھے اُنھوں نے لشکر کا ہُلّڑ سُنا پھر اُسکے بعد سُنا کہ ملازم
غُل مچا رہے ہیں کوئی آقا کو لیے جاتا ہے برق و خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ سنہرے پنجے
کمروں میں پڑے ہیں کشتان کشتان لیے جاتے ہیں خواجہ و برق تعاقب میں چلے کہ دیکھیں
رستم کو کہاں لیجائیں تین چار کوس راستہ طے کر کے ایک باغ میں پنجے اُترنے لگے خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کا لڑکا بنکر تیار ہوا خواجہ بھی
ایک بڈھے کی شکل بنے ڈھول گلے میں پڑا ہوا ہنگڑے ڈھول کے باندھتے ہوے برق تانیں
مارتا ہوا زیر دیوار باغ سے گذرے کہ باغ سے آواز آئی ارے گانے والو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ
تمکو بلاتی ہیں دیکھا سامنے سے ایک آہو آتا ہے سامنے ان دونوں کے آکر گرا غلطک مار کر
ایک جادوگرنی کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہیں
دیکھا گرد باغ کی دیوار کے آگ جل رہی ہے عمرو نے گھبرا کر کہا کیونکر چلیں اُس جادوگرنی نے

بڑھکر اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ شعلۂ آتش ہٹے برابر راستہ پیدا ہوا دیوار باغ کی گری ہوئی جادوگرنی جست کرکے آگ کو پھاند گئی اُسطرف جاکے آواز دی بڑے میان، ما تب آئیے خواجہ مع برق اندر آئے ساتھ اُس جادوگرنی کے چلے چمن ہاے طولانی کو طی کرکے دیکھا ایک بارہ دری اُس مین ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی تاج سر پر رُستم ایک جانب مسلسل و مطوق پڑے ہین ایک جانب چالیسون جادوگر پڑے ہین فرش خاک پر تڑپ رہے ہین وہ جادوگرنی جو خواجہ و برق کو لائی تھی اُسنے بڑھکر عرض کی کہ مین گانے والون کو لائی ہون ای ملکہ تزلزل جادو آج آپنے بڑا اکار نمایان کیا مین بھی وقت پر آگئی جیسے آپ نے آواز دی مین فوراً بیٹھے سے نکل آئی آگے مین نے انکو روکا یہ حیران تھے کہ باغ مین کیونکر آئین مین نے راستہ بنادیا آپکے سامنے پہونچادیا خواجہ بیٹھکے ڈھول بجانے لگے برق فرنگی نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یاد وہ برق جو برسات مین آجاتا ہی — منھ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر بوندیونسے آبلے پڑجاتے ہین — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی
ہجر مین خون نہ رُلوا تو برس کر مجھکو — ای گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی
چھینٹے دینے مجھے اُس شوخ کے یاد آتے ہین — کس بہانے سے مجھے ابر رُلاجاتا ہی
دیکھیون لگتی ہی یہ ساون کی جھڑی بھی کبتک — میرے بھی آنسوونکا تار بندھا جاتا ہی
دم گُھٹا جاتا ہی جب آگے گھٹا چھاتی ہی — دل پر ابر غم فرقت وہین چھا جاتا ہی
خوف اغیار سے مجھکو نہین زنہار قبول — دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہی

برق نے اِس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تزلزل جادو کی آنکھو نسے آنسو جاری ہوے کہا بڑے میان لڑکے کو خوب تعلیم کیا اور یہ فخر خداوند ہفت پیکر نے دیا ہی کہ خوش آواز ہی بڑے میان نے کہا اِس لڑکے نے ایک کمال خوب حاصل کیا ہی ساقی گری خوب کرتا ہی تزلزل نے کہا ساقی گری کیا بڑی بات ہی عمرو نے کہا حضور یہ منھ سے گائے ہاتھ سے بتائے پانؤن سے ناچے سر سے شراب پلائے اگر دس لاکھ آدمی ہون تھوڑے عرصے مین سب کی خدمت کرے انتہا یہ ہی کہ گانے مین تو مین اِسکا ساتھ دیتا ہون مگر یہ ساقی گری مین بے نظیر ہی مین نے قصد کیا مجھسے نہین ہو سکتا تزلزل نے کہا میان صاحب اوسے یہ کمال

ہمکو بھی دکھاؤ لڑکے نے کہا کنجی میخانے کی مجھے دیجیے سب کنیزون کو بُلا کر اپنی صحبت مین بٹھایئے تزلزل
نے آواز دی چار سو کنیزین بھاری جوڑے پہنے ہوے گلے مین گلوریان دبی ہوئی آئین ٹڈے پر
اور لڑکے پر پھبتیان کہنے لگین تزلزل نے منع کیا اور کنجی میخانے کی نکالکر لڑکے کو دی لڑکا اُٹھکر طرف
میخانے کے دوڑا جاتے ہی آواز دی یارو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا گلابیان کنٹر نکلے سب لیکر
جانے لگے باغ مین ساٹھ ہزار جادوگر رہتا ہو سب آکے شراب لیگئے بُتّل جسنے اُٹھایا برق نے
کہدیا اِسمین پچاس آدمیونکا حصہ ہو جسنے کنٹر لیا برق نے کہدیا اِسمین چار آدمی شریک ہونا جب سب
شراب لیکر جاچکے برق نے اَنّتی گلابیان بہت عمدہ چنین الماس نگار و یاقوت نگار اُنمین جو ارغوانی
بھری تھی ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے اِس تکلف سے دو کشتیان دونون ہاتھون پر رکھین عجب انداز
سے محفل مین لیکر آیا تزلزل تعریفین کرنے لگی کنیزونسے کہتی ہو دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہو اگر
زاہد بھی دیکھے رال ٹپک پڑے برق آکر محفل مین بیٹھا کہا ایک پشواز منگوا دیجیے تزلزل جادو نے
جامے خانے والی کو اشارہ کیا پشواز تزلزل کے پہننے کی لا کے دی برق نے وہ پشواز پہنی دوپٹہ
بھاری اوڑھا چوراسی گھنگرو پانوٗن مین باندھے خواجہ ڈھول بجا رہے ہین یکایک دیکھا دس بارہ کنیزین
آسمان سے اُترین کہا حضور مبارک ہو کہ سارا لشکر طلسم کُشا کا آفت مین پھنسا دیا گرد دریا پیچ ہین وہ
لوگ اُسمین ساحر بہت ہین جو ساحر سحر کرکے جاتے ہین آنکلین دریا سے مچھلی نکلتی ہو پکڑ کے اُس ساحر کو وہ
لیجاتی ہو دریا مین گرکر وہ ڈوبتا ہو ہزارہا ساحر دریا مین ڈوب کر مرگیا باقی جو خاموش بیٹھے ہین وہ مبتلاے
بلا ہین تزلزل نے کہا بیٹھو کنیزون نے عرض کی زمین بھی وہانکی کانپ رہی ہو برق جی مین کہتا ہو کہ ایسا
نہ ہو ہزار در ہزار مسلمان ضایع ہو جائین جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا ہر مقام پر توڑ
لیتا ہو بدن کو جنبش بھی ہوتی ہو لیکن کیا مجال ایک قطرہ بھی شراب کا جام سے گرے اِسطور سے برق
تڑپتا ہوا اشعار بمضمون مین شراب کے گاتا ہوا سامنے تزلزل کے پہونچا سر جھکایا کہا ابھی شاہزادیونکو
سر سے شراب پلانا چاہیے تزلزل نے ہاتھ بڑھا کے جام سر سے برق کے لیا سونیکا مالا گلے سے
اُتارا برق کے گلے مین ڈالدیا خواجہ سمجھے یہ برق فرنگی عیار بکرنگی ہو موتیون کا مالا لیکر بھاگ جائیگا
اُٹھ کھڑے ہوے عرض کی اے قدر شناس یہ بچہ کمسن ہو موتیونکی آبرو نہ جانے گا برق کہتا ہو مین باوا بیتا
مین بہت احتیاط سے رکھونگا خواجہ چاہتے ہین مالا لے لون برق نہین دیتا تزلزل کے جام ہاتھ

ہین ہی کہ رہی ہو ارے کیون آپس مین تکرار کرتے ہو نگاہ جو پڑ گئی اسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ منبر پر رکھا تھا
دیکھا گلدستہ مرجھا رہا ہی جام زمین پر رکھدیا آواز دی او خمار شکن شراب پیون یا نہ پیون ایک شعلہ
بھڑک کے گرا اُسنے شراب کو جلا دیا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تتر لزل نے کہا ارے تو کون ہی
برق نے چاہا خنجر پکڑکر بھاگے دونون کے پانوؤن زمین نے تھام لیے ایک شعلہ بھڑک کر دونونکے
چہرے پر گرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑا دیا تتر لزل نے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا
ضرور عیار آئینگے آج یقین نہین تھا مگر یہ گمان غالب تھا کہ عیار ضرور آئینگے ہفت سحر کی تلاش مین طلسم کشا
ہین بانو سواد و رنگین قتل ہوئین راستہ مقفل کیا مین جانتی تھی ہیرے قلعے پر ضرور آئینگے مین دشت ازلال
سے نہ گذرنے دونگی جب دشت ازلال مین وہ لوگ آکر اُترے خیر خواہان دولت نے یہی سمجھایا تھا کہ
مسلمانون نے جو بھڑ اوہ مار آگیا انکو چھیڑنا اچھا نہین مگر اسوقت گلدستے پر نگاہ نہ پڑتی کاہیکو پیدا ہوتی
گلدستے کو دیکھا مرجھایا ہوا پایا دلکو کھٹکا ہوا خمار شکن کو پکارا خمار شکن ہیرے ببر کا نام ہی اُسنے آتے ہی
شراب کو اُڑا دیا جام کا آغاز انجام بگاڑا پانوؤن ان ظالمونکے زمین نے تھام لیے ان دونون کو پاس
خداوند کے روانہ کرون ارے تم مین کوئی ایسا ہوشیار ہی کہ قیدیونکو انکی بہ حفاظت لیجائے قصر سحر نگار پر
ان دونون کو پہونچا دے سب کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ واری ہمکو خوف آتا ہی شاید یہ راہ
مین کوئی فتور نہ برپا کرین تتر لزل نے کہا کیا مجال مین کیا اسکی پابند ہون کہ تمھین لیجاؤ مین روانہ کرسکتی
ہون یہ کہکے دو قفس منگوائے سحر کیا دو ٹکڑے ابر کے آسمان سے پیدا ہوے ایک ٹکڑہ ابر پر دونون قفس
رکھے ایک ٹکڑہ اوپر ڈھانکا پکار کر آواز دی ای سحاب دریا بار بقدرت قصر سحر نگار مین ہونگے کوہ
ہفت پیکر پر دیکھ لینا اگر قدرت وہان ہون تو وہین اُتار دینا یہ کہکے دو کاغذ لکھے ان سب کا
حال لکھا ایک کاغذ قفس عمرو مین باندھا اور ایک کاغذ قفس برق مین باندھا سحر کیا ابر دونون
قفسونکو لیکر چلا قفس دونون ابر پر رکھے ہین چرخ مارتے ہوے جاتے ہین قضاے کار راہ مین
باغ فرتوت جادو ہی جو مصاحب ہفت پیکر ہی چاندنی رات تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین
جمع ہین گائن سامنے گا رہی ہی جام بادہ ارغوانی گردش مین اور ہر خرد و کلان عیش و نشاط کی کوشش مین
کہ ایک کنیز کی نگاہ اُٹھ گئی کہا واری دیکھیے چاندنی رات مین ٹکڑہ ابر ایک نیچے اور ایک اوپر بیچ مین دو
چیزین کالی کالی ہین کسی نے کہا کسی پر مستعد پہونکی ہی سحر جاتا ہی واری حضور کو تکلیف نہ ہو تو اسکو روک لیجیے

کسی بندہ خدا کی جان نہ جائے فرقوت نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی روکے لیتی ہون چھڑی یاقوت
کی آگے رنگی تھی اُٹھا کے زمین پر مار دی لگہ ابر نے قفسون کو چھوڑ دیا دیکھا دو قفس آہنی لہراتے ہوئے
چلے آتے ہین کنیزون نے عرض کی واری یہ تو کچھ بہتر نہ ہوا لکہ ابر الگ ہوگیا دو قفس باہر آئے یہ تو
ملاحظہ فرمایئے لکہ ابر مین کوئی ساحر مخفی ہی فرقوت نے چھڑی اُٹھائی اشارہ کیا ارے تو کون ہی
جوان قفسونکو لیے جاتا تھا آخر تو کسکا بھیجا ہوا ہی یہ قیدی کون ہین یہ کہکے چھڑی ہلائی برق تڑپ کر
ابر پر گری کہ ابر کے دو ٹکڑے ہوگئے پہلوے ابر سے ایک ساحرہ سفید کپڑے پہنے ہوے گال پھولے
پھولے گلوری گلے مین دبی ہوئی چاندی کے کڑے چاندی کے چھڑے چاندی کا طوق پہنے ہوے
ہنستی ہوئی نمایان ہوئی پکار کر اُس ساحرہ کو آواز دی بی فرقوت تمنے کیون تکلیف اُٹھائی کیون
راہ روکی یہ دونون عیاران اسلام ہین برق و عمرو انکو ملکہ تزلزل نے گرفتار کرکے خداوند کی
خدمت مین بھیجا تھا تمنے روک لیا اب انکو بہ حفاظت خدمت مین خداوند کی پہونچاؤ یہ وہ بلاے
روزگار ہین کہ تزلزل ایسی ہوشیار کو دام مکر مین پھنسایا تھا طلسم کشا طلسم مین آگیا تزلزل نے
سب کو گرفتار کرلیا اپنے سحر اسے نہین گذرنے دیا حکم قدرت ہی کہ اپنے اپنے دربند سے ہوشیار
رہو فرقوت نے عمرو و برق کو گرفتار کیا کہا ارے تزلزل کو کیونکر خبر پہونچے کہ تیرے قیدی
میرے پاس ہین وہ گھبرائیگی کہ میرا سحر جاتا تھا کسنے روکا ہین اب انکو خدمت خداوند مین روانہ
کردونگی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم مین گویا بیچارہ آپ لوگونسے مانگ کے کہاتا ہون گانے کو آیا
بی تزلزل خفا ہوئین حکم کیا کہ رات بھر گاؤ رات بھر گائے خوب ستایا حاضرین وقت کو خوش
کیا تو صبح کو چار آنے پیسے دیتی تھین ہمنے انکار کیا اُنھون نے گرفتار کرکے روانہ کردیا ہم وہی
گانے والے ہین آپ کے سامنے گائین ابھی رنگ جمائین تو ہمارا کمال آپ کو معلوم ہو فرقوت
اپنے مقام سے اُٹھی انتہا کا غصہ آیا ایک طمانچہ مارا عمرو طمانچہ کھا کے گرا زمین مین ایڑیان رگڑنے
لگا منھ سے کچھ نیلا نیلا پانی نکلا فرقوت نے دیکھا کہ دیدے کی آنکھین اُلٹ گئین کان کی لوین
پلٹین ناک کا بانسہ پھرا برق چیخین مارکر رونے لگا کہا آپ نے میرے باپ کو مار ڈالا مین
خداوند ہفت پیکر سے فریاد کرونگا فرقوت نے کنیزونسے یہ کہا کہ مرہی جا اسکا بہتر ہوا یہ وہ
شخص تھا کہ جسنے صدہا ملک ساحران برباد کیے لاش اسکی کھینچتی ہوئی لیجاؤ بیرون باغ پھینک آؤ

کنیزون نے ٹانگ پکڑی کھینچتی ہوئی لیچلین گلشن نامے ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ لاش پر لاتین مارتی ہی کبھی پتھر اُٹھا کے مارتی ہی خواجہ دیکھتے ہین کہ عیاری تو کی تھی مگر یہ مار ڈالیگی کئی لاتین مارین چاہتی ہی پتھر سے سر توڑ دون جب جنگل مین پہونچی اور کنیزون نے لاشہ اُسی مقام پر ڈال دیا گلشن نے کہا تم جاؤ مین اسکو دیکھونگی ہر مرتبہ ہاتھ پاؤن ہلتے ہین اسنے عیاری کی دم رو کا ہی مین پتھر دیکے اسکا سر توڑونگی سب تو چلی گئین گلشن ایک بڑا سا پتھر لائی بیٹھ گئی کہ پتھر سے سر توڑون جیسے ہی اسنے پتھر سر پر مارا خواجہ نے سر ہٹا لیا بول اُٹھے اری کچھ دیوانی ہوئی ہی گلشن جھجک کے پیچھے ہٹی خواجہ ہو کے اُٹھ بیٹھے گلشن کانپنے لگی خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے کہ اری چل تجھکو مامہ نے بلایا ہی دیکھ وہ سامنے کھڑی پکار رہی ہی جیسے ہی گلشن پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور جواب مارہ دیا کپڑے اور زیور اُسکا اُتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گلشن کی شکل بنے دوڑے ہوئے باغ مین فرتوت کے آئے کنیزین دروازے پر ملین اُنھون نے پوچھا کیون بوا گلشن کیا ہوا کہا سارا بیان زادے کی لاش پر ساحرونکا جماؤ ہی ایک طرف سے مامہ آئی ایک طرف سے مشمش آیا آپس مین لڑ رہے ہین منھ کھول کے میرے پیچھے دوڑے تھے کہتے ہین تجھکو کھا جائینگے مین جان بچا کے بھاگی تم سبھون کے پاس آگئی اب مجھے ملکہ فرتوت کے پاس لیچلو وہ ساحرہ زبردست ہین اُن جادوگرونکو مار کر بھگائینگی میری تو اُنکو دیکھکر جان نکلتی ہی وہ سحر کرکے اُنکو مٹائینگی ورنہ وہ سب یہان گھس آئینگے مجھکو پکڑ لیجائینگے کنیزین گلشن کو ساتھ لیکر اندر آئین مگر گلشن انتہا کی بیقرار ہی فرتوت نے کہا اے یہ کیسا ہلڑ ہی ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی گلشن نے لاش عمرو پر مشمش و مامہ کو دیکھا وہ روتی پیٹتی آئی ہی کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اُسکو صبر نہین آتا فرتوت نے کہا اُسے میرے سامنے لاؤ کنیزین جو گلشن کو سامنے لائین گلشن دوڑکر فرتوت کے قدمون سے لپٹ گئی اسقدر روئی کہ پاؤن فرتوت کے تر ہوگئے سر اُٹھا کے کہا اری مجھسے مفصل بیان کر کیا ماجرا گذرا گلشن نے کہا لاش پر عمرو کی بڑے بڑے ساحرونکا جماؤ ہی ذرا چلکر ملاحظہ تو کیجیے فرتوت نے کہا اُن ساحرونکی کیا حقیقت ہی کہ ہماری لونڈی کو ستائین مین جاکر سب کو جلادونگی گلشن نے کہا میرے ساتھ چلیے تو فرتوت گلشن کے ساتھ چلی کنیزونکو باغ مین چھوڑا گلشن فرتوت کو ساتھ لیکر جنگل مین

آئی گلشن بیہوش پڑی تھی برہنہ اُسے کردیا تھا آکہا دیکھیے وہ لاشہ عمرو کا پڑا ہی مشمش ودمامہ
بھی کھڑے ہین جیسے ہی فرتوت اُدھر بلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا
اور نذر زنبیل کردیا فرتوت کی شکل بنکر باغ مین آئے کنیزو لنے کہا مجھکو پاس تنزلزل کے لیچلو
کہ سب ماجرے اُس سے بیان کرون اِس قیدی کو بھی لیچلو اُس سے کہدینگے عمرو عیار مرگیا اب
اطمینان سے بیٹھو کوئی عیاری کرنے والا نرہا کنیزون نے ملکہ فرتوت نقلی کو تخت پر سوار کیا
یہان تنزلزل مجمع کنیزان مین بیٹھی ہی کہ رہی ہی کسی نے میرے سحر کو روک لیا قید اُنکی خدمت
خداوند مین نہین پہونچی کہ سامنے سے ابر نمایان ہوا دیکھا فرتوت تخت پر سوار چند کنیزین
ساتھہ برق بھی اُسی تخت پہ قید ہی تنزلزل کھڑی ہوگئی کہا بوا آؤ تمنے برق کو کیونکر پایا فرتوت
نے سب حال بیان کیا کہا بہن بیٹھکر چین کرو عمرو کا خاتمہ ہوا مشمش ودمامہ اُسکو لے گئے
اب وہ اُنھین کے ساتھہ رہیگا جہان جائینگے فوج کی فوج ساتھہ ہوگی جسپر جا گرینگے اُسکا ملک
تباہ کردینگے اب بیٹھ کے سحر کرو کہ روح عمرو قبضے مین آئے کنارے آؤ ہم تم صلاح کرکے سحر
تیار کرین ہاتھہ پکڑ کے تنزلزل کو کنارے لائی ایک انگیٹھی مین آگ سُلگائی لوبان پاس سے
نکالا کہا بوا اِسے آگ پر ڈالو بنگاہ غور دیکھو معلوم ہوگا کہ عمرو ساحرونکے ساتھہ پھر رہا ہی دیکھو تو
کسقدر مجمع ساتھہ ہی عمرو کو پکڑ لو پھر اختیار ہی تنزلزل نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو بلند ہوا
تنزلزل کانپی اور تھرا کے گری خواجہ نے اُسکو بھی زنبیل مین ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جھولی
سے نیلی دوڑے ہوے باہر آئے کنیزون نے کہا ہماری مالک کہان ہین فرتوت نقلی نے جوابدیا
برائے گرفتاری روح عمرو گئی ہین روح عمرو کو لیکر آئینگی تم سب بیٹھو مین تمکو گانا سُناؤن
سب کنیزون کو بٹھایا سازندو لنے کہا ساز درست کرو جب ساز درست ہوے تو یہ غزل گائی نظم

جب کہ وہ خط پڑھکے پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا — دل خطا والونکا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا
حسرت اُس مذبوح پر ہی تیرے کہ قاتل کوئی دم — نہ یہ تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا
پھر گیا کون آنکر در پہ ترے خانہ خراب — شب کو جو دردانہ کھٹکا اور کھٹک کر رہگیا
سُنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر — آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا
ہر نفس اُس دامن مژگان کی جنبش سے ظفر — دل مین اِک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

اس رنگ مین یہ غزل فرتوت نے گائی کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین ای فرتوت
کیا کہنا تم تو عمرو سے بہتر گاتی ہو فرتوت نقلی نے کہا اب شراب پیو یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی
قرابے وغیرہ سب حوالے کیے کہ سب ملکہ ہو سب کنیزون نے شراب پی سب کو بیہوش کیا رستم نے
سر پر کلاہ ہفت گوشہ پہنائی چالیسون جادوگرونکو مع برق رہا کیا کہا بس اب نکل چلو ساحرون نے
خواجہ و رستم کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر کے چلے گرد لشکر جو دیوار کھنچی تھی وہ دیوار گری تو سب کو
ہوش آیا باعث یہ ہوا کہ دونون زندہ ہین مگر کلاہ ہفت گوشہ رستم کے سر پر آئی رستم داخل لشکر ہوے
تنزلزل و فرتوت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا سامنے رستم کے ان دونون کو ستونون سے باندھا
سوزن دونون کی زبان مین ہو پکار کر آواز دی کہ ای تنزلزل و فرتوت تمنے اپنے سحر کی حفاظت بھی
کی لیکن باحکام قضا و قدر سے مجبور ہو مین مین نے تمکو گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کر ڈالونگا
دونون قدمون پر گرین اطاعت دین اسلام قبول کی دربار مین رستم کے دیکھا سیماب جادو و
دیگر ساحران زبردست موجود ہین سمجھین کہ یہ جوان صاحب اقبال ہی ان دونون کو بھی زنگل بیٹھنے کو
ملے صلاحین ہونے لگین فتاحی طلسم کی تدبیرین سب کرنے لگے ہفت سر قلعہ ہفت جوش مین
بیٹھا ہی کہ چند طائر آکے پہونچے تنزلزل اور فرتوت کا مطیع طلسم کشا ہونا بیان کیا ہفت سر نے کہا
اسی طرح طلسم کشا لڑتا بھڑتا فتح کرتا ہوا ہمارے ملک مین بھی آجائیگا تمکو امون نے بڑا سر اٹھایا ہی
کوئی ایسا ہو کہ جا کے سب کو گرفتار کر لائے بہن ہفت سر کی ملکہ سنبل ہفت گیسو نہایت حسین و
جمیل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہ ای برادر قلعہ تنزلزل و قلعہ فرتوت قبضے مین طلسم کشا کے
آئے مگر چند قلعے جو بیچ مین ہین انپر خوب تلوار چلے گی بعد قلعہ فرتوت نوجوان زور آور کہ نہایت
پہلوان زبردست ہی جب اُسکی سرحد مین پہونچینگے طلسم کشا کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی جب اُس سے مقابلہ
پڑیگا میدان زیر کریگا وہ مشکین باندھ کے بھیجے گا اُسکے نام فرمان مرحمت ہو کہ مین جاکر اُسکو آگاہ
کر دون کہ طلسم کشا اب تیرے قلعے پر آئیگا ہفت سر نے فرمان لکھکر اپنی بہن ملکہ سنبل ہفت گیسو
کو دیا سنبل طاؤس پر سوار ہوئی چار سو کنیزونکو ساتھ لیا ابر سیاہ تیار کیا اور اُس ابر مین چھپ کر
چلی نوجوان زور آور اپنے قلعے مین بیٹھا ہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی قلعہ فرتوت
و تنزلزل تسخیر ہو گیا اب طلسم کشا کا اسطرف رُخ ہی نوجوان کہہ رہا ہی اگر طلسم کشا کی قضا ہی تو خود

اسطرف آئیگا اور اگر اسطرف آئیگا تو چیر کر پھینک دونگا پوچھونگا تمھارا ارستم کسنے نام رکھا تھا بس نام بدلو اسی مین بہتر ہی اگر آنے سے پیر اکہنا مانا تو بہتر سمجھتا ہون سمجھلا بہادر رہی اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قدرت سے کسیکی خطا معاف کرا دونگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو سر کھینچکر پھینکدونگا میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے مین ساحر نہین ہون کہ بلاد ہفت گوشہ سے ڈرون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک نوجوان دیکھ رہا ہی کہ ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو سراپا خوب معشوق مرغوب پیشانی تختی نور ہفت گیسو شب دیجور سانپون کاکلین پشت پر پڑی ہین معلوم ہوتا ہی سات ناگنیان بل کہا رہی ہین گلو صراحی دار سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی گلوری جو کھائی رشتہ سرخی پان کا گلے مین یون معلوم ہوتا ہی گویا تار ریشم سرخ شیشۂ بلور مین چمک رہا ہی سینے پہ ابھار جیسے معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو مین ثمر آیا شکم صاف و شفاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ سیم ہی سوے میان تو تار نظر کہون عدم کا مضمون کیونکر لے خاموش رہنا بہتر ہی ایسی حسین مہ جبین نازنین کو نوجوان دیکھکر بیتاب ہوگیا پکار اٹھا او شہنشاہ خوبی داو سرو باغ محبوبی تشریف لائیے مین بہت مشتاق تھا ملکہ نے اس لفظ کا خیال نہ کیا نوجوان تخت سے اٹھا اور نہایت عجز سے کہا تشریف لائیے اور بے اختیار پکار اٹھا

نظم

نازہ آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است	بوالہوس بنشین کہ آن بدخو سراپا آتش است
تا نسوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے	مرغ آتش خوار دارد آرزوے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است وگر بود ماہی مزاج	در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
زد چنان تخمی محبت آتشے در دل مرا	گر حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اس طور سے نوجوان زور آور نے یہ غزل پڑھی کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بہت ناگوار ہوا سامنے اسکے کرسی پر آکے بیٹھین تکر تیوری پر بل پڑے ہوئے غرمان اپنے بھائی کا ہاتھ مین دیا نوجوان زور آور منتین کرنے لگا کہا آپ تشریف رکھین مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤن آپ گرفتار کرکے لیجائیے مین دل سے راضی ہون لیکن یہان دو چار روز تشریف رکھیے مین جلسہ آپکے لیے آراستہ کرون گا ناچ گانے والیون کو بلاؤن ملکہ نے تنکر جواب دیا ذرا سنبھلکر باتین کرو ہوش اپنے درست کرو تم کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو ہمارے مزاج کے خلاف گذرے اگر بھائی صاحب

اِن باتون کو سُنتے تو بہت بد دماغ ہوتے تھمین ملال پہونچتا سنبل کے کلام کرو آپ سے باہر نہو ایسا نہو بھائی صاحب کو خبر پہونچ جائے فوراً اگر جائینگے بڑے بڑے بادشاہون نے نامے لکھے بھائی صاحب نے نامے پھاڑ ڈالے اور جواب صاف دیا کہ ہم اپنی بہن کی شادی نکرینگے تم سر دربار ایسی باتین کہتے ہو شعر بھی دو چار ٹوٹے پھوٹے جو یاد تھے پڑھدیے پکار پکار کے یہ بھی کہتے ہو کہ دو چار دن نہ جائیے مین براے انتظام طلسم کشا آئی ہون جا کے گرفتار کرلائیگی یا جان دینے جاتی ہون طلسم کشا کا حسن عابد کش زاہد فریب مشہور ہی کئی شاہزادیان اُسکے دام زلف مین پھنسین کہ اُنکا نکلنا دشوار ہی کوچۂ تاریک مین بھٹکتی ہین یہ کہکے اُسیوقت اُٹھی طرف طلسم کشا کے روانہ ہوئی یہان رستم نے کوچ کیا ہی اِسی قلعۂ نوجوان پر آتے ہین سیماب نے ذکر بھی کردیا کہ اب آگے وہ قلعہ ہی کہ جسپر پہلوان نوجوان زور آور حاکم ہی کہ اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی گرد اپنی عملداری کے پہلوان نہین رہنے دیتا جتنے اکھاڑا اکھود آگیا اور اُسکو زیر کرلایا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر طلسم کشا اُترے ہین شب کا وقت ہی شب ماہ مین جو گھبرا اُٹھے وسط صحرا مین بارگاہ استادہ کرائی سماک البیاعیار پچین کا ساتھ مسند پر آگے رستم بیٹھے ایک جانب ملکہ سیماب اور ایک طرف لالہ عذار اور ایک جانب سیمتن یہ عاشقان جمال رستم کو گھیرے بیٹھی ہین سماک سے فرمایا کچھ گاؤ سماک نے چنگ مرصع نکالا اور غزل گانا شروع کردی

نظم

تمہارے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی — سخن کے وصف کا دل مین قیام رہتا ہی
مشام جان مین پہونچی ہی تیری بواے گل — ہوا سے کون سا خالی مقام رہتا ہی
فقط مجھی کو نکالا تو اِس سے کیا حاصل — تری گلی مین بڑا اژدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دل مین ہوتی ہی — نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین واعظونکی ضد سے فقط — مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی

اُسوقت کا سناٹا شب ماہ رستم مسند پر بیٹھے ہین چند کس مصاحب عاشق جمال بیمثال بیٹھے نظارۂ جمال کررہے ہین کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کا جو اُسطرف گذر ہوا صدا گانے کی کان مین پہونچی طاؤس پر سوار ہوگے آئی تھی ابر مین طاؤس چھپا ہوا تھا اشارہ کیا ابر شامیانہ مین پر آئین در بارگاہ پہ ٹھہرین گانا سُن سُنکے اور زیادہ شوق ہوا کہ اِس جلسے کو دیکھون رستم گانا سن رہے

ہین دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک مہ جبین چھڑی یاقوت احمر کی ہاتھ مین حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی اندر آئی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شمع روشن ہی چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی معلوم ہوتا ہی پردہ ابر ہٹا چاند نکل آیا بندے کان مین زمردنگار کشت حسن کو سر سبز کر رہے ہین عکس جو عارض پر پڑا گل مہتاب پھولا سبزہ نوخیز شاداب ہوا رستم کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی سماک نے ہاتھ روک لیا رستم نے کہا آئیے وہ مہ جبین مسکرائی براقی دانتون کی ایسی کہ برق چمک گئی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا رستم نے فرمایا تشریف لائیے آپ حیران کیا دیکھ رہی ہین سنبل نے جواب دیا صاحب ہم محل صحبت ہوے ہم گانا سننے آئے تھے سماک نے کہا آئیے تشریف رکھیے کرسی پر سنبل بیٹھ گئی سماک نے چنگ مرتعش کو پھر درست کیا آنکھ مین سنبل سے ملاکر پھر گانا شروع کیا سنبل گانا سنکر مبہوت ہوگئی ہوش و حواس باختہ لب پر مہر سکوت سماک کا گانا تو سن رہی ہی مگر زیر دیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی جاتی ہی آئینہ تیغ اصفہان سپر پر آگے رکھا ہی قبضہ اسکا زانو پر زرہ عمدہ پہنے ہوے جس سے نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی گرد چہرے کے ڈاڑھا نہ عنبر تر کے گویا سورج کے گرد کرن ہی یا چاند گہن ہی ایک ایک عضو کو دیکھ رہی ہی کہ جوان قوی تن قومی من شیر پیکر رشک قمر ہی رستم نے سماک کو اشارہ کیا کہ سیماب وغیرہ کو ہٹائیے اچھا تو سماک نے باتون مین سیماب کے چٹکی لی آنکھ سے اشارہ کیا کہ باہر جاؤ سیماب مجبور ہوکر اٹھی لالہ عذار تو غصے مین اکڑ اٹھین کہ شاہزادی ذوالاقتدار ہین ناگوار ہوا سماک کا اشارہ کرنا سمجھین کہ شاہزادے نے کہا ہی پلٹ کے سنبل سے پوچھا حضور آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کہان سے تشریف لائی ہین ہمین بھی بڑی خوشی ہی کہ آپ نے ہمین سرفراز کیا جو نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین سب پروانہ شمع جمال ہین لیکن آپ کا تشریف لانا باعث افتخار ہوا ہم کسی کار ضروری کو جاتے ہین ان باتون پر سنبل پریشان ہوگئی کہا بی بی تمھین یہ شمع مبارک ہم تو اتفاق سے ادھر آئے گانا سنکر توجہ ہوئی چلے آئے تمھاری خوشی ہو تو بیٹھین ورنہ چلے جائین رستم سمجھے کہ لالہ عذار رشک سے باتین کر رہی ہی خلاف مزاج اس حوروش کے نہ ہو لالہ عذار سے اشارہ کیا کہ آپ باہر چلکر بیٹھین ہم نام و نشان پوچھ لینگے لالہ عذار باہر گئی سیماب بھی باہر گئی سیمتن بھی اٹھ گئی سب شاہزادیان باہر آئین مگر گرد بارگاہ پھر رہی ہین یہ بڑا خیال ہی کہ ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو شاہزادے کو

دست اندازی کرے روزن سے جھانک رہی ہین جب سب جا چکے سماک بیٹھا ہی رستم نے ہرچند
سماک سے اشارہ کیا لیکن یہ اپنے مقام سے نہ اٹھا اسکو بڑا خیال ہی رستم نے پلٹ کر پوچھا اے شمع بزم
رعنائی و اے آفتاب آسمان زیبائی تمھارا نام نامی کیا ہی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا سنبل نے کہا
نام تو میرا سنبل ہفت گیسو ہی ہفت سر جادو کی بہن ہون کہ جو مالک تیغہ ہفت جوہر و صاحب
زرہ ہفت جوش ہی خداوند کی اسپر بڑی عنایت ہی خداوند کا فرمان آیا کہ طلسم کشا آتا ہی اسکا انتظام
کرو اگر تمھاری سرحد مین آئیگا تو فتور پڑیگا لہذا اپنی سرحد مین نہ آنے دو بھائی صاحب نے مجھکو تجویز کیا
کہ تم جاکر انتظام کرو مین برائے انتظام آئی تھی یہان گانا سنکر ایسا مزہ اٹھایا کہ سوچ رہی ہون کیون
آئی اپنے کو بیگانہ کیا بوقت شب مردانی صحبت مین آنا اسطرح صورت دکھانا ہمارے طریقے کے خلاف
تھا مگر اس عیار کے گانے نے دلکو بیقرار کردیا اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا اقرار پختہ کر آئی تھی کہ طلسم کشا
کو لاتی ہون وہ نہوا بلکہ اسیر دام گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی آپ اپنا نام نامی بتائیے رستم نے کہا وہی ہیکل
بے حقیقت آپ پر کیا موقوف ہی جسقدر ساحر طلسم کے ہین سب اسی فکر مین ہین کہ اس حقیر کو گرفتار
کرین مگر میرا مالک مجھکو بچاتا ہی اگر تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش دستیاب ہو تو لوح طلسمی کی
تلاش کرین قاعدہ جاننے والون نے کہدیا کہ جب تک یہ تحفہ جات نہ ملین تلاش لوح غیر ممکن ہی بلکہ
سنبل نے کہا آپ صاحب اقبال ہین ضرور آپ کو یہ اشیا ملینگی لوح کا حال بتانے والے بھی ملجائینگے
جسطرح ان اشیا کا پتہ ملتا جاتا ہی اسیطرح سے لوح کا نشان بھی ملیگا آپ حسین و جمیل اپنے ساتھ والو
کفیل ہین لوح طلسمی کے ملنے مین بڑے جھگڑے ہین لوح ایسے شخص کے پاس ہی جسکو لحاظ پاس نہ مروت
اور نہ انسانیت ساحر بلائے روزگار اسکی اقلیم مین جانا دشوار ہوگا اور تیغہ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوش کا ملنا سہل ہی ضرور پا جائیےگا پہلے یہان سے قلعہ پہلوانان ملیگا تو جوان زور آور
کہ اسکو اپنے زور پہ انتہا کا ناز ہی وہ حضور کا سد راہ ہوگا اگر آپ نے اسکو زیر کیا اور زیر ہوئے
غالب آئے تو وہ خود راہبر ہوگا تا بہ قلعہ ہفت سر پہونچا دیگا وہان پہونچکر تدبیر ملنے اشیاے مذکورہ
کی بن پڑیگی بلکہ جب اٹھنے کا ارادہ کرتی ہی رستم روکتے ہین فرماتے ہین اب رات کم ہی صبح کو جائیےگا
سنبل بیٹھی رہی شاہزادے نے کہا اب ہمارے بھی لیٹنے کا وقت ہی رات بھر بیدار رہے عیار کا
گانا سنا تم بھی پریشان ہو رہی ہو آنکھون پر نیند ظاہر ہی گھڑی دو گھڑی آرام کر لیجے صبح چلی جائیےگا

مگر وعدہ آپکا فرما گے جاہیے گا ہمکو دمبدم اشتیاق رہیگا یہ کہکے رستم زنگل سے اُٹھے اور ہاتھ سنبل
کا تھام لیا سنبل انکار نہ کرسکی سر جھکاکے اُٹھی پلنگ پر رستم آکے بیٹھے سنبل تھراتی ہوئی چاہتی ہی
مین الگ بیٹھون رستم نے اپنے پاس بٹھایا آپ لیٹے سنبل کو بھی پاس لٹا لیا سنبل شرم سے کانپ
رہی تھی کبھی کہتی ہی ای شہریار ایسا نہ ہو میرے بھائی کو خبر پہونچ جائے وہ پہلوان وضع نہایت صاحب
شرم و حجاب ہی فوراً در پئے قتل کا ہوگا کئی شاہون نے نامے لکھے اُنکو جواب سخت دیا رفقا نے جو سمجھایا
کہ حضور بیٹی کو کوئی گھر مین رکھ نہین سکتا اُس پر اُسنے جواب دیا کہ مین فنون سپاہ گری مین اس طلسم
مین مشہور ہون یہ مجھسے نہ ہوسکیگا کہ کسی شاہ کا سالا کہلاؤن بلکہ جب یہ کسی مرد سے اشارہ کریگی
اسے اور اُسے دونون کو مار ڈالونگا مجھکو تو اُسکا بڑا خیال ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا اور ہاتھ بڑھا کے
آغوش مین لیا سنبل منھ ہٹا لیتی ہی کہ ایسا نہ ہو بوے بد دماغ مین آئے رستم نے چاہا بوسہ لون
سنبل نے اسطرح منھ کو چھپایا کہ رستم کو خود ہی حجاب ہوا کہا کیون اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان اسقدر منھ کو چھپاتی ہو کیون شرماتی ہو کیا میری صورت سے نفرت ہی کہا اے شہریار دل کو
رغبت ہی کہ آپ کے پاس بیٹھون لیکن بھائی بلاے روزگار ہی آپ کی بھی جان کا خوف آتا ہی اپنا اُس
خیال سے قلب تھراتا ہی قدرت اُسپر بڑی مرحمت فرماتے ہین طلسم مین یہ انقلاب ہی کہ ساحر دکھا
اعتبار اُٹھگیا خواہ مرد ہو خواہ عورت جو آپ تک آیا آپ کا شریک ہوا مگر خداوند کا قول ہی کہ ہفت سحر
جہان دیکھا تحفہ جات کا اُس سے ملنا دشوار ہی مجھکو بھی بڑا تردد ہی ہرچند کہ یہ سبب پیدا ہوا مین کدوکاوش
کرونگی لیکن نہین معلوم اُسنے تحفہ جات کہان رکھے ہین کسی وزیر و امیر کو آگاہ نہین کیا اُسکو اپنی
حفاظت پر بڑا ناز ہی کئی سو برس سے اسی خاندان مین تحفے چلے آتے ہین کبھی اس خاندان سے
تمکیر ادی نہین ہوئی انھین حکایتون شکایتون مین رات گذری صبح کو اُٹھکر بیٹھے باتین ہو رہی ہین
سنبل یہی چاہتی ہی کہ پاس بیٹھی رہون باتین اس شہریار سے کیے جاؤن سیماب و لالہ عذار
بھی آئین دیکھا کہ سنبل ملی دلی بیٹھی ہین عارض پر نشان بوسونکے دوپٹہ مسکا ہوا کرتی بھی
آب رواں کی جا بجا سے مسکی ہوئی سماک طشت وغیرہ لایا منھ ہاتھ ملکہ کا دھلوایا جب دن چڑھا
سنبل نے عرض کی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مہلت ملیگی تو شب کو آؤنگی شاہزادے نے کہا خدا
حافظ سنبل طاؤس پر سوار ہوکے چلی قضاے کار نوجوان زور آور ملکہ کے آنے کے بعد

نہایت بیقرار ہوا گوشے مین آکر تنہائی مین رونے لگا عیار اسکا سلیم تیزرو حاضر ہوا آقا کو جو پریشان
دیکھا بہ محبت پوچھا کیون آقاے نامدار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
خاصہ بھی نہین نوش فرمایا کوئی راز و نیاز ایسا ہی کہ غلام کو آگاہ نہ کیجیے نوجوان زور آور نے رو رو کر
عاشق ہونا سنبل پر بیان کیا اور کہا مین نے بیقراری مین چند حرکتین خلاف مزاج کین وہ رنجیدہ
ہوکر میرے سامنے سے اٹھی ظاہر مین تو یہی کہگئی کہ مین طلسم کشا کو لینے جاتی ہون حسن و جمال طلسم کشا
سارے طلسم مین مشہور ہی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ وہان جاکر دام گیسوے طلسم کشا مین پھنسین یا نہین
رات بھر کہان رہین اگر یہ کہون کہ سحر کے زور سے اپنے قلعے پر پلٹ گئین تو وہ بعد عظیم ہی وہان وہ نہین
جاسکتین پھر شب کو کہان رہین سلیم تیزرو نے کہا مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون سلیم قنطور ہاے زرلفی
لگاکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلا فقیر بنا ہوا لشکر مین پھرتا ہوا قریب بارگاہ رستم کے آیا دیکھا سنبل
خیمے سے نکلین سلیم نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیار طلسم کشا کا گا رہا تھا شب بھر گانا سنا سلیم
وہان سے پلٹا ملکہ سنبل قلعہ نوجوان پر آئین دیکھا نوجوان پریشان بیٹھا تھا تخت سے اٹھا برائے
استقبال چند قدم آگے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ چاہا ڈالدون ملکہ کو اسکی صورت سے نفرت ہی ہاتھ
کھینچ لیا نوجوان کبھی ہاتھ باندھتا ہی کیون ملکہ عالم آخر غلام سے آپ کیون رنجیدہ ہین مین آپکا
تابعدار ہون میرا تو آپ کی مفارقت سے عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی یہ سنکر ملکہ کو نہایت غصہ
آیا کہا اے شخص تو میرے بھائی کے مزاج سے آگاہ نہین ہی کہ جسنے بڑے بڑے شاہان جہان کا
پیغام پھیر دیا اور جواب صاف دیدیا کہ اگر اب کبھی ایسا پیغام کروگے تو مین تمپر لشکر کشی کرونگا
مقابلے مین اسکے کوئی پہلوان ٹھہرتا نہین سنبل تو بگڑ بگڑ کے یہ باتین کر رہی ہی مگر نوجوان ہاتھ
باندھے کھڑا ہی ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ مین تو آپ کا تابعدار ہون اگر سرکشی فرمائیے گا عاشق صادق
کو زندہ نہ پائیے گا یہ ذکر تھا کہ سلیم عیار آکر پہونچا سلیم الگ بلاکر لیگیا نوجوان سے سب حال
کہا کہ ملکہ عالم لشکر مین طلسم کشا کے گئین شب بھر وہین رہین میرے سامنے انکی بارگاہ سے نکلین
آپ پوچھیے کہ طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیجیے گا یا مین لشکر کشی کرون طبل جنگی بجوا کر سرمیدان
لڑون اور یہ بھی کہدیجیے کہ مین کسیکی مدد کا خواہان نہین طلسم کشا کی میرے نزدیک کیا حقیقت
ہی اگر ایسے چار جوان ہون تو مین چارونکو زیر کرون وہ تو فقط اکیلے مین انکا بھی زیر کرنا کچھ

مشکل ہی مین یہ نہین خواہان ہون کہ تم میری مدد کرو تم جس واسطے آئی ہو اُس کام مین مصروف رہو
نوجوان غصّے مین باہر آیا کہا شب کو پاس طلسم کشا کے جانا اور رہنا اب نہایت غصّے مین پلٹا جب
باہر آیا ملکہ کو الگ بلا یا کہا کیون ملکۂ عالم ہمسے تو یہ انکار ہی کہ جسپر خداوندی کی نظر رحمت رہتی ہو اور مغضوب
درگاہ خداوندی کے سامنے بلا تکلف چلی گئین رات بھر وہین رہین یہ بھی مین نے سُنا کہ معشوقان
طلسم کشا تمسے رنجیدہ ہین بہتر یہ ہی کہ مجھکو قبول کرو ورنہ فساد برپا ہوگا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ او احمق ہمنے
تجھسے روز اوّل بھی کہا تھا کہ اپنے کو سنبھال تو نے کہنا ہمارا نہ مانا بلکہ صاف صاف ہمسے کہتا ہی مین
اِن مقدمات سے نابلد ہون بھائی کو مین نے اقرار نامہ لکھکر دیدیا ہی کہ اگر کبھی مین مرد کا نام لون تو فوراً
مجھکو قتل کرنا میرے جانے کی جو تمنے خبر پائی ایک سبب تھا عیار اُنکا چنگ مرصّع بجارہا تھا اُس آواز
نے دل کھینچا مین واسطے گانا سُننے کے گئی اور چلتے وقت یہ کہہ آئی کہ آپ اپنا لشکر مہیا کیے اُٹھائیے
ورنہ فساد برپا ہوگا نوجوان نے یہ باتین سُنکر جواب دیا او ملکۂ عالم اگر میرا کہنا نہ قبول کیجیے گا مین آپ کے
بھائی پر لشکر کشی کرونگا میرا کوئی ہم نبرد یہان نہین ہی جاکر قلعہ لوٹ لونگا سحر کا انگوٹھا اقبال ہی اکناف
مین میرے جو ساحر رہتے ہین وہ میرے مطیع ہین جب مین کوچ کرونگا وہ میرے ہمراہ ہونگے معرکہ سحر کا
پڑیگا اور مین میرا کوئی ہم نبرد نہین ہی ملکہ نے یہ سُنکر جواب سخت دیا کہا جو تمسے ہو سکے قصور نکرو یہ کہکے
ملکہ طاؤس پر سوار ہوئین طرف اپنے ملک کے چلی گئین ہر چند کہ فراق رستم شاق ہی دل دیدار کا مشتاق
پلٹ پلٹ کے طرف لشکر طلسم کشا کے دیکھتی جاتی ہو خیال ہی کہ بھائی سے جاکر کیا کہون پردہ بھی
رہے اور مطلب بھی نکلے یہ سوچتی ہوئی قلعہ ہفت سر پہونچی ہفت سر جادو تخت پر بیٹھا ہی رفیقون سے
کہہ رہا ہی کہ بہن میری گئی ہی طلسم کشا کو لانی ہوگی کہ سنبل آکر پہونچی لیکن چہرہ اُداس ہی ہفت سر نے
پوچھا کیون اے فرزند کیا ہوا تم ملول و حزین کیون ہو رہی ہو سنبل نے تمام کیفیت نوجوان کی بیان
کی کہ مین گئی تھی وہ لشکر کشی کریگا اور مین سحر کرکے گرفتار کرادونگی اُسنے میرے جاتے ہی وہ باتین
مجھسے کہین کہ مین نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا مین چلی آئی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر ہفت سر سے عرض
کی کہ در دولت پر نامہ دار نوجوان کا حاضر ہی ہفت سر نے کہا بلاؤ کیون اُسکو روکا ہی نامہ دار اندر
آیا اُسنے نامہ ہاتھ مین ہفت سر کے دیا لکھا تھا کہ اے صاحب خداوند مین تمھاری بہن پر عاشق ہوا
بہتر یہی ہی کہ اُسکو دولھن بناؤ ما بدولت آتے ہین محتشم و احتشام جادو زن و شوہر سا تمہین سحر کا

گھمنڈ نہ کرنا قلعہ تمھارا ویران کر دونگا ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھاؤ بطور ڈولے کے اُسے
پیش کش کرو تمھارے نام کے ڈنکے بجینگے طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کردونگا نامے مین درج کردونگا
کہ ہفت سر نے گرفتار کرکے بھیجا ہے تمھین کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائیگی سب بار جنگ وجدل مین اپنے
ذمے لونگا آپ کی جرأت وشوکت مشہور ہوجائیگی اگر تامل کیا اور بہن کو مجھے ندیا تو وہ آفت برپا کرونگا
کہ بہت پچھتاؤ گے سرحد چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے زور مین میرا کوئی مثل ونظیر نہین بہتر اسی مین ہے کہ معشوق
گل اندام کو روانہ کرو اور تامل وتساہل مابدولت پر شاق ہوگا دل میرا صورت زیبا وطلعت جہان آرا
کا اگر مشتاق ہوا اور ظلم عشق سہا تمکو کیا نفع ہوگا ہم آخر تو آفت برپا کرینگے اگر خداوند کو لکھون وہ بھی
منظور کرین خود بلوا کے شادی کرادین علاوہ اسکے تمھارے ملک کا نگہبان ہون جو کوئی تمھارے ملک
کا قصد کرے گا اُسکو روکونگا تمھارے قلعے تک نہ آنے دونگا ہر وقت جانبازی مین مصروف رہونگا
جفاے عشق نہ سہونگا یہ نامہ پڑھکر ہفت سر نے ساحرونکو اشارہ کیا کہ نامہ دار کی گردن مین ہاتھ دو
نامہ کو پھاڑ کر اُسکے گلے مین ڈالدو اُس بیحیا سے کہنا کیون شامتین آئی ہین وہ آفت برپا کرونگا کہ تجکو دیوانہ
سودائی بنادونگا اس خیال محال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ بہت پچتاؤ گے ساحرون نے نامہ دار کو نکالدیا
نامہ دار روتا ہوا سامنے نوجوان کے آیا سب کیفیت بیان کی نوجوان نے جو حال سُنا سردارونسے
اپنے حکم دیا لشکر تیار کرو مابدولت ہفت سر پہ لشکر کشی کرینگے چار لاکھ کا لشکر تیار ہوا گینڈے پر سوار
ہوا ایک نامہ طلب محتشم واحتشام کو لکھا ایک منزل چلا تھا کہ ناگاہ ابر سیاہ پیدا ہوا زن وشوہر ساتھ
ہزار جادوگر لئے آکر پہونچے زن وشوہر نے حال پوچھا سب کیفیت نوجوان نے زن وشوہر سے
بیان کی زن وشوہر نے کہا اے نوجوان نہ گھبراؤ وہ سحر کرین کہ ہفت سر کو دیوانہ بنادین اور بہن کو
اُسکی نکال لائین تمھارے ساتھ شادی کرین برات مین ہم بھی شریک ہون محتشم واحتشام اپنے
زور دکھاتے ہوے ساتھ ہین نوجوان نے اپنے بھائی کمیل نیزہ باز سے کہا کہ تم جاکر قلعے پر
ٹھہرو طلسم کشا کو نہ آنے دو کمیل نیزہ باز بالاے قلعہ آیا ہرکارے براے خبر طلسم کشا روانہ کیے
یہان طلسم کشا کو بعد جانے سُنبل ہفت گیسو کے پریشانی ہوئی سر دربار فرمایا کیون اے ملکہ
سیماب ہمارا ارادہ ہے کہ تا بہ ہفت سر پہونچین سیماب نے کہا حضور کو متغیر پاتی ہون سُنبل
کیا کر گئی اُس روز سے حضور نہایت پریشان ہین ابھی راہ مین بڑے پہلوان سے مقابلہ ہے پہلوان

نوجوان زور آور بڑی فکر کریگا دباؤ ڈالے گا کہ حضور پلٹ جائین رستم نے اسیوقت حکم دیا لشکر تیار ہوا اسیوقت لشکر تیار ہوا سیماب سے کہا تم الگ الگ آؤ سیماب نے ایک ابر تیار کیا لالہ عذار وسیمتن وغیرہ اُس ابر مین مخفی ہوئین اور آفتاب فلک سیر کا ہن تیر اعظم بنکر بالاے آسمان چمکتا ہوا چلا زیر ابر لشکر طلسم کشا روانہ ہوا ادہر کمیل نیزہ باز بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اور صحرا سے گرد اُڑی دیکھا طلسم کشا آگے آگے پشت پر دولاکھ کا لشکر پہلوان گینڈون پر سوار نیزہ دار نیزے چمکاتے ہوے اس گرد و فر سے لشکر ہویدا ہوا کمیل آمد لشکر رستم دیکھکر کانپ گیا قلعے سے باہر نکلا مقابلے مین طلسم کشا کے آکر اترا طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا پکار کہ آوازہ دی طلسم کشا کو بڑا اپنی جرأت پر ناز ہی میرے مقابلے مین آئین تو حال معلوم ہو رستم نے گھوڑا نکالا مرکب استر بالا کبود زیر ران طرارے بھرتا ہوا نیزہ ہلاتے ہوے مقابلے مین کمیل کے آئے کمیل نے جمال دیکھکر عرض کی آپ لایق مقابلہ بھائی صاحب کے تھے لیکن حربہ کیجیے اگر مین زیر کرونگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے کمیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چالیس طعنین ردوبدل ہوئی تھین کہ رستم نے گانٹھکر تھپیڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے کمیل کے نکلگیا کمیل نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار رکھکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار سر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون کمیل نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے گھوڑے سے اور گینڈے سے کودے کشتی ہونے لگی رستم نے دنگ کردیا جب پکڑ لاے دو تین گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوئی ناک سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے کمیل چاہتا ہی چت ہوجاؤن اس مصیبت سے بچون ورنہ طلسم کشا مار ڈالیگا پہر زن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے رستم لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکے ٹکر مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی کمیل نے کہا جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا کمیل کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اہالی فوج سے

پکار کر آواز دی یارو میں نے اطاعت کی جسکو مذہب لات ومنات کی خواہش ہو وہ میرے لشکر سے نکلجائے نہیں خداے نادیدہ کو سجدہ کرے سب افسر دوڑ پڑے سب نے بدل وجان اطاعت کی رستم کو کمیل لیے ہوے قلعے مین آیا تین دن رستم اُس قلعے مین رہے عملداری قایم کی چوتھے دن کمیل کو اُسی مقام پر چھوڑا کمیل نے کہا مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے کہا تمھارا قلعے پر رہنا مناسب ہی کمیل کو یہین چھوڑا کچھ سوار یہان نے لیے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے یہان نوجوان زور آور محتشم واحتشام کو ساتھ لیے ہوے قریب قلعۂ ہفت سر پہونچا ہفت سر نے جو سُنا چار لاکھ فوج لیکر باہر آیا طبل جنگی بجوایا یہ بھی کہلا بھیجا کہ اے نوجوان تجھکو قضا لیکر آئی ہی دیوانہ کر کے چھوڑونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوا کر دونون سردار بارگاہون مین بیٹھے ہین کہ صحراے گرد اُڑی طلسم کشا بھی آکر پہونچے ایک طرف لشکر طلسم کشا کا اُترا ملکہ سنبل ہفت گیسو جو بارگاہ مین بیٹھی تھین طلسم کشا کو دور سے دیکھا تاب صبر نہ رہی بھائی صاحب کے سامنے سے اُٹھین بھائی نے پوچھا بھی کہ بی بی کہان چلین دیکھو تمھارے واسطے یہ فساد برپا ہی نوجوان نے مجھپر بااعلان لشکر کشی کی ملکہ نے کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون نوجوان کو میرا سر کاٹ کے دیدیجیے اگر لڑائی پڑی تو ایسا پچتائیگا کہ رونا پیٹنا گھر جائیگا یہ کہکے ملکہ اُٹھکر چلین چند مصاحبین بھی اُٹھین ملکہ نے اُنکو اشارہ کیا کہ بیٹھو ایک مصاحب شیرین نژاد رشک قیس وفرہاد عاشق مزاج معشوقونکے سر کا تاج یہ سمجھ گئی اِسنے ساتھ نہ چھوڑا جب ملکہ قصر مین آئین شیرین نژاد نے پوچھا واری جسوقت سے لشکر طلسم کشا آیا اُسیوقت سے آپ کو پریشان پایا اگر اپنے مقام پر انصاف کیجیے تو نوجوان بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ ہی اگر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا چیر پھاڑ کے پھینک دیگا ملکہ نے کہا تو کیا جانے ذرہ انوشیروان نامہ دیکھ کہ لندھور کو زیر چرن کوہ سے ہاتھی اُٹھایا تھا وہ زور کیا کہ باپ اِنکے صاحبقران فرماتے تھے کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا ہرچند کہ صاحبقران اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیوزادون سے لڑے بڑے بڑے دیو نامی مارے مگر اُنھون نے یہ فرمایا کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا سات قدم تک لندھور کو اُٹھا کر لیگئے فیل میمونہ پر وہ سوار تھے اٹھارہ سو من کا گرز خواصی مین تھا پچاسی آرنج کا قد و قامت گویا تین پہاڑ جنبش مین تھے وہ بے لگاؤ زور کیا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جابجا ذکر

کرنے مین ایسا کوئی معرکہ نوجوان کو بھی پڑا کسی مقام پر اپنے برابر کے پہلوان سے لڑا کم زور ملے انکو زیر کر لیا مین تجھسے شرط بدتی ہون کہ اگر رستم سے مقابلہ پڑا نوجوان کو جان بچانا مشکل پڑیگی یہی ارادہ کریگا نہ جان بچا کر بھاگون شیرین نژاد نے کہا واہ ری کتابونکی باتون کا کیا اعتبار ہی شاعرون نے جو چاہا لکھدیا ملکہ نے کہا مورخ راست نویس ہوتے ہین یہی چاہتے ہین کہ معرکہ کا اصلی لکھین جو گذرا ہو اُس سے قدم نہ ہٹائین ملا فیضی وغیرہ مصاحبان شاہ دہلی اُن دفترونکے مصنف ہین سات آدمی مثل فیضی اِن دفاتر کے مصنف ہین وہ بھلا خلاف لکھینگے یہ باتین تھین کہ لشکر سے نوجوان کے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی شیرین نژاد نے کہا دیکھیے تین لشکر مقابل ہین کسیکا حوصلہ نہ پڑا مگر اسی نے طبل جنگی بجوایا اب خبر ہفت سر کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا اُدھر رستم نے زبانی نمک کی سُنا اُنھون نے نوازش طبل کو حکم دیا شیرین نژاد نے کہا اگر آپ رضامند ہون تو مین جا کر نوجوان کو روک دون ہم لوگون کے پاس اُسنے پیغام بھیجا تھا کہ کیسی مصاحبان خاص ہو کہ ملکہ کو نہین سمجھاتین جب میدان مین لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خداوند قتل ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سمجھا کر لے آؤ کل جو میدان مین آؤنگا بے حصول مطلب نہ واپس ہونگا اگر مناسب جانیے اُسکو سرفراز کیجیے ملکہ نے آہ کی کہا شیرین نژاد تو کیا جانے تجھے اِن باتون مین کیا دخل ہی فسانہ فرہاد و قیس سُنا معلوم ہوا کہ عاشق کو آرام نہین ملتا وہی کیفیت ہی تو ہمارے پاس سے جا جو ہمارے دل مین آئیگا وہ کرینگے ہمارا دلبر قابو نہین دیکھین یہ کمبخت کیا کراتا ہی انجام اسکا کیا ہو شیرین نژاد نے کہا مین جاتی ہون کہیے رستم کے پاس جاؤن کہیے نوجوان کے پاس ملکہ نے کہا تجھے اختیار ہی جہان تیرا جی چاہیے وہان جا مین کچھ پیغام نہین دیتی ہون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

یاد گھر مین تجھے کبھو نگر کوئی مضطر نہ کرے	اے پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نہ کرے
تیری پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو	اور بے خود مجھے فصاد کا نشتر نہ کرے
صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھولے وہ پری	آئنہ سامنے جب تک کہ سکندر نہ کرے
نوجوانو یہ وصیت ہی کسی عاشق کی	آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
بیوفا کے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی	دل کو شیرین کی طرح سے کوئی پتھر نہ کرے
کامیاب اور ہوے ہم رہے محروم قبول	کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اسطرح

اس طرح رو رو کر ملکہ نے شعر پڑھے شیرین نژاد ہر چند کہ سخت دل تھی مگر بے اختیار رونے لگی کہا کہ واری آپ کی باتون مین تاثیر ہی ایک ایک کلمہ تیر ہی لونڈی پاس رستم کے جاتی ہی ہر حال آپ کی بیتابی کا اُن تک پہونچاتی ہی آئندہ صبح کو جیسا ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے دل کو یقین ہی کہ وہ شیر اس فیل پیکر پر غالب آئے ہیٔ شیر کے فیل کو دو ٹکڑے کے مار کے بھگا دیتے ہین سب جانور تسخیر ہوتے ہین مگر شیر کسی کے قابو مین نہین آتا یہ شیر بیشۂ جرأت ہی شیرین نژاد اُڑکر چلی لشکر طلسم کشا مین پہونچی رستم دربار مین بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہین سماک دربار گاہ پر اسی فکر مین ٹہل رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک نازنین طاؤس اُڑاتی ہوئی آسمان سے آتی ہی دربارگاہ پر آکر اُتری سماک نے بڑھ کر سلام کیا شیرین نژاد نے پوچھا کہ آپکو طلسم کشا سے کیا توسل ہی سماک نے کہا کہ مین غلام قدیم شاطر اُس شہریار کا ہون یہ سُنکر شیرین نژاد نے کہا کہ ہماری طرف سے جاکر آداب عرض کرو اور کہو کہ ایک کنیز حضور کی مشتاق ہی سماک نے جاکر عرض کی رستم سمجھے کہ شاید ملکہ آئین خود اُٹھ کھڑے ہوے دربارگاہ پر ٹہلتے ہوے آئے شیرین نژاد نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہی کہا کنیز کو شیرین نژاد کہتے ہین ملکہ سنبل ہفت گیسو کی مصاحب ہون حضور ملکہ کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی پیغام لیکر آئی ہون اگر حضور تکلیف کرین چند ساعت کے لیے تشریف لے چلین رستم نے کہا کہ ہم تو سایہ نہ چلنے کو موجود ہین مگر وہ کیون نہ آئین شیرین نژاد نے کہا کہ اول تو خوف نوجوان زور آور دوسرے بھائی صاحب اُنکے نہایت بد مزاج ہین یہی خیال رکھتے ہین کہ کہان جاتی ہو دمبدم دریافت کرتے رہتے ہین اسوجہ سے کنیز کو بھیجا ہی شیرین نژاد نے ایک تخت تیار کیا اُسپر رستم کو بٹھا لیا لیکر چلی لیکن نوجوان جو بہت بیقرار ہوا محتشم جادو نے کہا کہ آپ بیقرار ہون مین جاکر ملکہ کو اُٹھائے لاتا ہون یہ کہکر محتشم جادو نوجوان کے سے رخصت ہوا اُڑتا ہوا آسمان پر چلا راہ مین اسنے دیکھا طلسم کشا تخت پر سوار ایک نازنین تخت اُڑائے ہوے جاتی ہی وہین سے اسنے للکارا کہ ای طلسم کشا اجل تمھاری گریبان گیر ہی منم محتشم جادو یہ کہکے جھپٹ کر قریب آیا اور ایک گولہ رستم پر مارا شیرین نژاد نے بڑھ کر گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا شیرین نژاد خاموش ہوئی زبان

بند ہو گئی اب تخت طرف زمین کے چلا محتشم سوچا کہ اگر یہ زمین پر گریگا تو ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے
اسنے بڑھکر پایۂ تخت کو سنبھالا لیکن شیرین نژاد نے وہ سحر کیا تھا کہ یہ طرف زمین کے چلی ہر چند
چاہتی ہی اپنے کو روکون مگر نہین رک سکتی محتشم جھپٹکر آسمان سے اُترا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا
رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کلمات سخت کہتا ہوا قریب آیا پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھکر
کلائی طلسم کشا کی پکڑی رستم نے بائین ہاتھ سے اُسکا ہاتھ تھاما داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار دیا
پانچون اُنگلیان جو پڑ گئین رستم کا دست زبردست سر جنبر گردن سے محتشم کا اُڑ گیا شیرین نژاد
سنبھلی قریب آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای شہریار دشمن کو آپ نے خوب مارا مین تو زمین پر
گرتی ہڈیان پسلیان چورا ہو جاتین رستم خاموش ہو رہے لیکن لاشۂ محتشم زمین پر گرا احتشام
اُسکی زوجہ اُدھر سے آتی تھی لاشہ شوہر کا دیکھکر مُنہ پیٹ لیا تڑپکر بلند ہوئی شیرین نژاد کو
دیکھکر برق بنکے گری کہ شیرین نژاد کے دو ٹکڑے ہو گیے طلسم کشا کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے
برباد کن خانمان ساحران عالم تو نے میرے شوہر کو مارا یہ کہکے گولہ مارا پہلو سے ایک سُنہرا
پنجہ پیدا ہوا پنجے نے اُس گولے کو تھپکی ماری گولہ زمین پہ گرا جو سحر احتشام کرتی ہی اُسکا دفعیہ
پیدا ہو جاتا ہی پانچ چار طور سے اسنے گولے مارے کوئی گولہ تا بہ طلسم کشا نہین پہونچا ہار کر جو ہوا
ہفت سر اپنے قصر سے نکل آیا زمین پر لاشۂ شیرین نژاد و محتشم دیکھا سر اُٹھا کے دیکھا احتشام
طلسم کشا پر سحر کر رہی ہی اور سحر تاثیر نہین کرتا جب قریب طلسم کشا کے پہونچتا ہی بارش کے دانے
جل جاتے ہین گولہ اگر مارتی ہی سُنہرہ پنجہ پیدا ہوتا ہی گولے کو ہٹا دیتا ہی ہفت سر نے آواز دی کہ
ای احتشام زمین پر طلسم کشا کو گرا دے مابدولت چیر پھاڑ کر کھا جائین احتشام برق بنکر چمکی
چاہا کہ تڑپکر گردن تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو طلسم کشا زمین پر گرے پہلو سے آواز آئی کہ خبردار ادر
ایک جال پڑا کہ جال مین احتشام پھنسی وہ جال بلند ہوا یہ نہ ثابت ہوا کہ جال کسنے مارا
ہفت سر نے ایک گولہ مارا کہ جال کو توڑ کر گولہ نکل گیا احتشام چھوٹی چاہا کہ کڑک کر گردن
تخت توڑ دون اس خیال سے چلی کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ طلسم کشا
کو بے وارث سمجھی ہی غلام اُسکے حاضر ہین ہم آفتاب فلک سیر دس پانچ خنجر احتشام نے توڑ کے
ایک خنجر مثل برق کے تڑپا گلوگاہ پہ پڑا سر کٹ کر اُسکا زمین پہ گرا آفتاب پایۂ تخت پہ ہاتھ ڈال کر

اُتنے عرصے مین تخت کوے بھاگا کہ احتشام کے مرنے کا اندھیرا ہو گیا تھا ہفت سر نے دیکھا کہ لاشۂ احتشام زمین پر تڑپ رہا ہی اور تخت غائب ہو گیا لاشۂ شیر بن نزاد اُٹھوا کر ہفت سر لایا ملکہ سے دریافت کیا کہ طلسم کشا کو یہ کیون لینے گئی تھی ملکہ نے کہا کہ شاید شیر بن نزاد جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہین لیے جاتی تھی زن و شوہر نے راہ مین گھیرا کاہن طلسم کہ ساحر زبردست اور تابعدار طلسم کشا کا ہی وہ اژدھا کر نکال لے گیا بھائی کے سامنے انکار کیا کہ نہین معلوم یہ لشکر طلسم مین کیونکر گئی اور کیون گئی مین نہین جانتی ہر چند ہفت سر نے دریافت کیا راز کی بات نہ ملی مشیرون نے عرض کی دن چڑھ آیا لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین اور نوجوان بڑے زور و شور سے اکڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا ہی کہتا ہی کہ مین دونون لشکرون کو جواب دونگا طلسم کشا کہ دشمن خداوند ہی اس باعث سے اُسکو قتل کرونگا اور ہفت سر تو خاص حریف ہی بادشاہی ہین کو دیگا یا قتل کرونگا مگر زن و شوہر کے مارے جانے سے مکدر ہی ملکہ نے کہا کہ بھائی صاحب ایسے رذیل سے دور ہی رہنا بہتر ہی آپ ملاحظہ کرینگے مین دور سے سحر کرونگی آپ ملاحظہ فرمائیے گا اسی وقت ہفت سر سوار ہوا ملکہ طاؤس زرین بال پر گئی لاکھ ساحر پشت پر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے گولے اُچھالتے ہوے میدان مین آ پہونچے اُدھر سے نوجوان آیا ہی صفین جما رہا ہی رستم کو جو کاہن لیکر آیا رستم کاہن پر خفا ہوے فرمایا کہ ای برادر ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو ہمکو بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای شہریار ساحر و غیر ساحر سے بڑا فرق ہی اگر غلام مصروف نہ ہوتا بندگان عالی کے واسطے بڑی مشکل تھی خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ دونون حریفون کے لشکر میدان مین آ گئے رستم نے فوراً سلاح ذات پر آراستہ کیے لشکر ساحران و غیر ساحران کے آگے آگے سماک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے میدان مین آ پہونچے دیکھا کہ ایک طرف لشکر زور آور اور ایک جانب لشکر ہفت سر لیکن زور آور نے جو طلسم کشا کو بہ این شوکت و شان دیکھا جل گیا گینڈے کو بڑھا کر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم نوجوان زور آور اگر ارادہ کرون تو پہاڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دون گاؤ زمین میری فوج کا بار نہ اُٹھا سکے سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے مرکب نکالا کاہن نے کئی مرتبہ عرض کی کہ غلام جائے لشکر ساحران جما کر اڑا ہی ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سحر کرین تو یا عیث

خرابی ہو رستم نے نہ مانا فرمایا ہمارے قبیلہ و کنبہ کا یہ قانون نہین جسکو حریف بلائے وہی میدان مین
جائے اب ہم مرکب نکال چکے ہمکو نہ روکو یہ فرما گھوڑا بڑھایا گھوڑے نے کنوتی بدلی آنکھین اول پرین
فرز تھنون سے صدا بلند طراے بھرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا براے مقابلۂ نوجوان
آپہونچے بہ نگاہ غور دیکھنے لگین آکر نگاور زن ہوے پانچ قدم گینڈا نوجوان کا اور تین قدم رستم کا
گھوڑا پیچھے ہٹا ملکہ خوش ہو گئین زور آور نے جو جمال رستم دیکھا جل گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ تو خود معشوق
ہی کیون نہ اسکو ناز نہ چاہیے ہم پہلوان سپاہی وضع لیکن لازم یہ ہی کہ سامنے معشوقہ کے اسکو چیر کر
پھینک دون کہ معلوم ہو سپہ گری یہ چیز ہی یہ کہکر طرف لشکر ہفت پیکر کے دیکھا نیزہ طلسم کشا پر
مارا طلسم کشا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر دیکھ رہے ہین اور ملکہ
سنبل بنگاہ غور دیکھ رہی ہین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ دیکھو طلسم کشا نے زیادتی کی کیا لطف سے بند نیزے
کے کھول رہے ہین ہر مرتبہ خانۂ زرہ مین سنان نیزہ رکھ دیتے ہین جسم سیاہ اسکا اُسپر قطرہ خون کا
اُبھر آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر سُرخ نقطے دیتے جاتے ہین دیکھنے والے تعریفین کرتے ہین
ہر ایک کا قول ہی یہ فرزند صاحبقران فنون سپہ گری مین طاق علوم و فنون مین شہرۂ آفاق انسے
کون سر بر ہو سکتا ہی چالیس طعنین رد و بدل ہوئین اکتالیسوین طعن پر وہ پیچھے ہٹ گیا رستم نے
نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ وہ تلوار ہی کہ اگر
پہاڑ پر مارون تو تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ کپیتان پر روکا ملکہ خوش
ہوکر اُچھل پڑین بے اختیار مُنھ سے نکل گیا فنون سپہ گری انکے ملازم ہین کیا وار روکا ہی اُلجھاو سے
ہاتھ نکال کر آواز دی کہ او مغرور خبردار ہاتھ تیغۂ کپیتان کا مارا اُسنے سپر کو جہرے کی پناہ کیا تیغۂ
کپیتان سات سی من کا تیغہ دست زبردست رستم سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر خود و زرہ و طغہ
عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر سر اسکے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب مندوق سینے
سے مانند سیماب اُتر کے بناے فساد کو ویران کرکے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ملازم اسکے چار پانچ
لاکھ لاش اپنے آقا کی دیکھکر تلوارین کھینچکر رستم پر آپڑے سحر کرتے ہوے جو یہ لوگ بڑھے سیماب تڑپکر
گری ایک طرف سے کاہن نے بڑھکر گولہ مارا کئی سے کے سر پھٹے ملازمان نوجوان بہ جانبازی لڑ رہے ہین
چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لین ساحرون نے آکر رستم کو گھیر لیا ملکہ سنبل نے بھائی سے کہا کہ اگر تمھاری خوشی ہو

تو ہم باغی کے لشکر کو تباہ کرین ہفت سر نے کہا کہ لبنان بجیاؤن کو مار لو ملکہ طاؤس اُڑا کے بیچ غول مین فوج کے پہونچین چار طرف چار گولے مارے ہر گولے مین دس پانچ کے سر بیٹھے اور سو دو سو کے سر اُڑ گئے قلب فوج مین انقباد جیاودکہ سپہ سالار لشکر ہی فوج کو ترغیب دیتا ہوا علمدار کو بڑھائے ہوے آتا ہی جہان علم ٹھہرا دیا اُسی نشان پہ فوج جم جاتی ہی انقباد بھی جم کے سحر کرتا ہی ہزارہا غیر ساحرون کو اسنے مارا جب گولہ پھینکا اُس سے دھوان نکلا سو دو سو نابینا ہوے زیر کوہ سر ٹکرا کر مر گئے رستم ملازمون کے مرنے پر کفِ افسوس ملکر رہجاتے ہین چاہتے ہین کہ جا کر انقباد کو قتل کرین فوجون کا اُسکے سامنہ جماؤ ہی ایک پلٹن کو ہٹایا دوسرا رسالہ آ کر جم گیا ایک رسالہ ہٹا دو پلٹنین آ کر جم گئین تا بہ انقباد پہونچنا دشوار ہی ملکہ نے جو کئی مرتبہ دور سے اُسکی بدعت دیکھی اور رستم کو کبیدہ دیکھا بہت ناگوار ہوا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او نامرد ساحر بے سحر غیر ساحرون کو قتل کیکے بہت پھولا ہی شوکت پر سحر کے اپنے کو بھولا ہی اسنے گولہ ملکہ پر مارا ملکہ نے اُس گولے کو ہاتھ پر روک لیا اپنا قطرہ خون کا اُسپر ڈالا آواز دی ای باغ و بہار رنگ بہار دکھا دے جیسے ہی گولہ مارا گولہ جا کر پھٹا نخل چھوٹے سرسبز ہونے لگے پتون نے تالیان بجائین رخ گل پر سُرخی آئی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرنے لگے گولہ جو پھٹا اُس سے دھوان جو نکلا ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا ابر سیاہ سے تلوارین برسنے لگین اُس ابر سے آواز آئی کہ ای انقباد صاحب بیداد ذرا سر اُٹھا کے دیکھو اسنے سر اُٹھایا دیکھا کہ ابر پھٹا ایک نازنین مہ جبین نے سر نکالا لاکھا ہونٹون پہ جما ہوا اُسپر سُرخی خون عاشق ہونٹون سے مسیحائی ظاہر دندان گوہر آبدار بلکہ آب گوہر پانی بھرے دہن غنچہ گلزار خوبی قد سرو باغ محبوبی کاکلین چہرے پر لہرا رہی ہین یہی چاہتی ہین کہ دل عاشق کو ڈسین یا زنجیر ہین کہ چاہنے والے کو اُسمین کسین انقباد گھبرا کر بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

اُسکا مقتول ہون مین جسکا بدن ٹھہرا ہی — گو اِک کھرا ہی مرا جسم کفن ٹھہرا ہی
ہمسے اقرار تھا آنے کا گیا غیر کے گھر — تجھسے شکوہ مجھے ای عہد شکن ٹھہرا ہی
رنگ ہی پہ نہ وہ پیچ اور نہ وہ بو تجھ مین — فوق اُن زلفون کو ای مشک ختن ٹھہرا ہی
کوے جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کوچ — روح ایک اور سفر ای اہل وطن ٹھہرا ہی
باغ مین سیر رخ یار بھی ہی مدت بعد — آج پھولا ہوا نظرون مین چمن ٹھہرا ہی

بکھری زلفون مین جو ہین چاند سے دونون عارض
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش
قدِ موزون سے مگر بار خجالت پایا
کان تک پہونچا تو عارض سے ملی او ر چمک
خارِ غم سینے مین اور پانون مین صحرا کے خار
کوے جانان کی فضا ہر نہ بیابان جانان ہی
شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہی قبول

ہم سمجھتے ہین کہ یہ چاند گہن دُھرا ہی
ایک ہی بہ مزہ سیب ذقن دُھرا ہی
آج تو کسلیے ای سرو چمن دُھرا ہی
آب مین آگے سے اب دُرِّ عدن دُھرا ہی
غم یادِ وطن و اہلِ وطن دُھرا ہی
وحشتِ غربت مین غم ای اہلِ وطن دُھرا ہی
گو کہ وہ ہر تلے پنہان وہ بدن دُھرا ہی

جب اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار انقباد سے سُنے ہنس کر آواز دی کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی ساتھ والون کو تو ساتھ لے دیکھ سمجھ کس بہار پر ہی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سُن ہائے کیا کیا غزلین گاتی ہین خاص تجھی کو سُناتی ہین تو کتنی فوج کا افسر ہی انقباد نے آواز دی ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہون اُس نازنین نے کہا کہ اُن سب کو ساتھ لے اپنے قلعے پر چل کمیل نیزہ باز سے جنگ کرنا لیکن جو کام کرنا ہماری یاد رہے بھول نہ جانا ہم منزلون سے تیرے مشتاق ہو کر آئے تجکو بھی کچھ خیال رہے یہ کہتا تھا کہ انقباد نے گھوڑا پھیرا پکار کر آواز دی کہ بھائیو آو اب اس کشاکش سے نکل چلو افسر نے ناحق جان دی طلسم کشا کو کیا سمجھا تھا طلسم کشا حقیقت مین رستم ہی دیکھو کس زور سے لڑ رہا ہی جس غول پر گیا افسری کو تاک کر مارا فوجون کو بے سردار کر دیا لاشون سے افسرون کے میدان بھر دیا اب اس جوان سے مقابلہ کیا ضرور اپنے قلعے پر جا کر سمجھ لین گے ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر آئے علم فوج بھی ساتھ ہی سب کو لیکر طرف قلعے کے چلا جب نظرون سے سب کی وہ نابود ہوا ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ اور وہ نازنین غائب جنگل مین پھر خاک اُڑنے لگی رنگ رخ بھولون کے متغیر ہفت سر نے طبل امان بجوایا رستم بھی اپنی فوج لیکر پلٹے کاہن ہنستا ہوا حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار آج جنگ مین ملکہ سنبل ہفت گیسو نے کیا کار نمایان کیا کہ انقباد کو دیوانہ کر کے طرف قلعے کے روانہ کیا اب وہ قلعے پر جا کر آفت برپا کریگا رستم نے کہا کہ وہ قلعہ تو اسلام آبادی کا ہی کاہن نے عرض کی کہ جو کچھ ہوا اب وہ پھرے تو پھرے ملکہ جو لیٹ کر آئین بھائی سے کہا کہ آپ نے دیکھا مین نے انقباد کو کہان روانہ کر دیا اب جا کر قلعہ ویران کریگا یہ سُنکر

ہفت سر نے کہا کہ طلسم کشا برائے حصول زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر آیا ہی اُسکے لیے کیا تدبیر کرون ملکہ نے کہا کہ آپ بیٹھیے ہم اسکی بھی تدبیر کرلینگے یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوئی طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان رستم بیٹھے ہین کہ ملکہ آکر پہونچین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مَین نے انقباد کو طرف قلعے کے روانہ کر دیا وہ جاکر وہان آفت برپا کریگا وہان کمیل نیزہ باز ہی وہ مسلمان ہو چکا ہی ہم اُس قلعے کو فتح کر آئے ہین اگر ہوسکے تو اُسکو روکو ملکہ نے کہا کہ کنیز ابھی روکتی ہی یہ کہکے ایک گولہ اُس طرف پھینکا اور آواز دی کہ ای بہار سپر انقباد کو چھوڑدے وقت وہ تھا کہ انقباد سامنے قلعے کے پہونچا تھا چاہتا تھا کہ قلعے پر یلغار کرے کہ ایک ہوائے سرد چلی انقباد رُک گیا کمیل کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ تمھارے آقا نے مجکو بھیجا ہی مین تمھارے ساتھ قلعے کی حفاظت کرونگا کمیل و انقباد قلعے مین رہنے لگے انتظار مین اپنے آقا کے بیٹھے ہین ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کر دیے کہ دیکھو آقا کس مقام پر ہین ہرکارے روانہ ہوگئے یہان ملکہ نے بعد انتظام انقباد رستم سے عرض کی کہ آپ لشکر کو لیے فروکش رہین ہفت سر کو خوف پیدا ہوا ہی اور کنیز فکر مین ہی نہین معلوم اُسنے زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کہان رکھا ہی اس قلعے مین نہین ہی اور ہفت سر آپ کے آنے سے کانپ رہا ہی جسدن اُسنے مجکو بتایا مین لاکر حاضر خدمت کرونگی کیا مجال ہی کہ کوئی اس مقدمۂ خاص مین دخل دے یہ کہکے ملکہ رخصت ہوئین اپنے قصر مین آئین اسباب سحر رکھکے باہر نکلین ہفت سر نے پوچھا کہ ای نور نظر کہان گئی تھین ملکہ نے کہا کہ کہین نہین مگر بھائی صاحب آٹھ پہر اسی فکر مین ہون کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون سیماب دکاہن آٹھ پہر اُسکے ساتھ رہتے ہین لیکن بھائی صاحب یہ تو بتائیے کہ آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش کہان رکھی ہی اگر مجکو معلوم ہو تو مین بھی اپنے مُوکل مقرر کرون وہان کوئی نہ جاسکے ہفت سر نے کہا کہ ای نور نظر یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ لقمان ثانی کہتے ہین لقمان بُردبار وہانکا حاکم و ناظم ہی اُسکے قبضے مین تیغہ ہی اور زرہ ہفت جوش وہانسے آگے بڑھکر بارہ کوس پر ایک اور قلعہ ہی قلعۂ زنّار یہ اُسکا لقب ہی ملکہ زنّار بالا افگن وہانکی حاکم و ناظم ہی جب یہ دونون قلعے فتح ہون تو یہ اشیا ملین مگر تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ ہفت سر حاکم اشیاے مذکور ہی طلسم کشا آیا ہی پڑا رہیگا آخر مجبور ہوکر چلا جائیگا مجسے ان اشیا کو کیونکر پائیگا ملکہ سنبل ہفت گیسو یہ سُنکر خاموش ہو رہین کہا

بھائی صاحب بھلا مین ذکر کرونگی بحر روانہ کرتی ہون قلعۂ لقمان ثانی پر کہ قلعے کو گھیرے رہے جو کوئی جانے کا قصد کرے اُسے روکے قلعے مین نہ جانے دے جس روز یہان یہ معرکہ درپیش ہوا لقمان ٹُرد بار کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچ گیا بعد استیصال ہفت سر طلسم کشا اس طرف کا رُخ کریگا اسنے چند نقاش مقرر کیے کہ طلسم کشا کی تصویر لاؤ نقاش روانہ ہوے لشکر رستم مین آئے ایک نقاش بہزاد نامے نہایت دلیر اور کاردان ہی وقت دربار بارگاہ طلسم کشا مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریارا امیدوار ہون سرکار کی تصویر کھینچون تمام طلسم مین تصویر آپ کی بھیجی جائیگی کہ تمام شاہان در بند دیکھین اور تصویر دیکھکر خائف ہون رستم نے کہا کہ کھینچ لو بہزاد نے تصویر کھینچی تصویر کھینچ کرکے گیا لاکے لقمان ٹُرد بار کو دی لقمان تصویر لیے ہوے اُٹھا بیٹی اسکی شعلۂ جوالہ نہایت حسین ہی اُسکو دیکر کہا کہ ای نور نظر اس شکل کے آدمی کو جو کوئی لائے قدرت پر احسان ہوگا شعلۂ جوالہ نے وہ تصویر ہاتھ مین لی بغور دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت رستم شوکت دنگل زرین پر بیٹھا ہی تیغہ کمر مین قریب دنگل زرین پشت پر ایک عیار مثل گلدستے کے کھڑا ہی مگس رانی کر رہا ہی گرد بڑے بڑے ساحر تصویر زیبا دیکھکر شعلۂ جوالہ بہت بھڑکی مگر کیا جواب دے دل پر صدمہ لیا رات بھر جاگی تڑپا کی اسی خیال مین کہ اس شیر تک کیونکر پہونچون آخر خیال مین آیا کہ سنبل ہفت گیسو قلعۂ ہفت سر پر موجود ہی وہ ہماری دوست ہی اُس سے چل کر بیان کرین وہ نہایت عقیل ہی شاید کوئی تدبیر بتلائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی طرف قلعۂ ہفت سر کے چلی یہان ملکہ سنبل ہفت گیسو اپنے قصر مین بیٹھی ہین کہ لکۂ ابر سامنے سے پیدا ہوا ملکہ سنبل کھڑی ہوگئین رفیقون سے کہا کہ ہماری بہن آتی ہین استقبال کرکے شعلۂ جوالہ کو مسند پر بٹھایا بعد شراب وکباب پوچھا مزاج کیسا ہی شعلۂ جوالہ نے آہ کی کہا کہ تم ہمارے رنج و راحت کی شریک ہو ہماری عجب کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی نظم

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اورونکے فسانے مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہی شہیدون کی پئے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کب شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہی قاصد نہ پھرا / سربکف آپ ہین لینے کو خبر جاتا ہون
نہ ملا مجھکو کہین عالمِ امکان مین پتا / اب عدم ڈھونڈنے کو اُنکی کمر جاتا ہون
ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اُنسے کچھ کم / بوسے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزمِ اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار / خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اُتر جاتا ہون
رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون / کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون
قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دینگے / منزلِ عشق مین مین اُنسے گذر جاتا ہون
جاکے کرتا ہون کبھی پیرِ مغان سے بیعت / توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون
شبِ معراج مجھے ہوتی ہی رعنا شبِ ہجر / روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

اس طرح سے یہ اشعار شعلۂ جوالہ نے پڑھے سنبل تو خود چوٹ کھائے ہوے تھی یہ اشعار سنکر بیقرار ہوگئی کہا کہ کیون شعلۂ جوالہ اسقدر گرم مزاج ہو رہی ہو کہ باتون مین دہن سے دھوان نکلتا ہی شاید کلیجہ جلتا ہی کس ظالم پر مائل ہوئین کسکے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئین ملکہ نے بغل سے تصویر نکالکر سامنے سنبل کے پیش کی کہا کہ اس ظالم نے متاعِ صبر و شکیبائی کو لوٹا سنبل نے دیکھا کہ تصویر طلسم کشا ہی گھبراگئی مگر سوچی کہ طلسم کشا تو اپنے زمانے کا یوسف ہی جو دیکھیگا وہ عاشق ہوگا لیکن یہ دخترِ لقمان پُر دبار ہی جو تحفے کا حاکم ہی اسکی ذات سے پتہ ملیگا یہ سوچ کر کہا کہ وہان دربار یوسفی ہی جسوقت چاہو چلی جاؤ وہان روک ٹوک نہین کئی عاشق پہلو مین بیٹھے ہین ملک و مال چھوڑکر ساتھ دیا سلطنت چھوڑی طلسم کشا بھی اُنپر مہربان ہین تم بھی چلی جاؤ دیکھو آؤ مین سفارش نامہ لکھدون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کیا تمکو طلسم کشا پہچانتے ہین سنبل نے کہا کہ تجربے سے آگاہ ہوجائینگے تمکو بھی پہچانینگے سنبل نے رقعہ لکھا کہ ای پروردۂ مہدِ کج ادائی و غزالِ صحرائے بے اعتنائی زاد اللہ حسنکم شعلۂ جوالہ طالبِ دیدارِ فیض آثار حاضرِ خدمت فیضدرجت ہوتی ہین دیدار سے انکو سرفراز فرمائے زرہ ہفت جوشن کا انسے پتہ ملیگا انپر سرفرازی فرمایے گا راقمۂ رقیمہ نیاز سنبل ہفت گیسو عاشق جمال یہ رقعہ شعلۂ جوالہ کو دیا کہا کہ اوہین اسکے ذریعہ سے جاؤ شعلۂ جوالہ طاؤس پر سوار ہوئی رقعہ لیکر چلی یہان دربار مین رستم بیٹھے ہین کاہن سے باتین کر رہے ہین یہ ذکر درپیش ہی کہ دیکھیے زرہ ہفت جوشن کیونکر ملے کہ برق چمکی شعلۂ جوالہ آکر پہونچی زمین پر آئی طلسم کشا کو دیکھا کہ دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین ہاتھ

تصویر دیکھی تھی یا صاحبِ تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی رستم نے بھی
جمال بیمثال شعلۂ جوالہ کا دیکھا کہ عارض رشک قمر ہین سیمبر سمن عذار سرو قد خورشید خد شیرین گفتار
موزون رفتار دانت گوہر لبون مین مسیحائی سراپا کی رعنائی و زیبائی دیکھکر فرمایا کہ ای محبوب لنواز
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شعلۂ جوالہ نے وہ رقعہ پیش کیا رستم نے وہ رقعہ پڑھکر کاہن کو دیا کاہن
نے بڑے اعزاز و اکرام سے شعلۂ جوالہ کو بٹھایا جب شعلۂ جوالہ بیٹھ چکی کاہن نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
تمہارے والد نامدار زرہ ہفت جوش کے حاکم ہین ہوسکتا ہی کہ زرہ ملے شعلہ نے کہا کہ
طلسم کشا میرے ساتھ چلین مین بیرون شہر ایک پہاڑ ہی اُسپر انکو ٹھہرا دون جاکے دریافت کرون
جس طرح بنے زرہ ہفت جوش لاکر شاہزادے تک پہونچاؤن اور تیغۂ ہفت جوہر کی بھی
تدبیر کرونگی طلسم کشا تیغہ تیار کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے اپنے ہمراہ طاؤس پر سوار کر لیا سماک نے
بھی اُچکر کے طاؤس کی دُم پکڑ لی شعلۂ جوالہ نے کہا بھی کہ تنہا آپ چلین کاہن نے کہا کہ آقا کو
اکیلا نہ جانے دینگے مقام خوف ہی ہم بھی ساتھ چلین گے لالہ عذار نے کہا کہ مین بھی چلون سیماب
جادو وغیرہ یہ سب ہمراہ طلسم کشا ہین شعلۂ جوالہ نے طاؤس اُڑایا اور عقب مین یہ لوگ بھی چلے
ایک طرف سے کاہن اور ایک طرف سے لالہ عذار اور ایک طرف سے سیماب اور ایک طرف سے
سمیتن روانہ ہوئین شعلۂ جوالہ کوہ عجائب پر آئی طلسم کشا کو لاکر مع عیار کوہ عجائب پر اُتارا
سماک ساتھ ہی شعلۂ جوالہ طرف قلعے کے گئی لقمان جو دربار میں بیٹھا تھا کہ بیٹی آکر پہونچی کہا کہ کیون والد
اب طلسم کشا جب قلعۂ ہفت سپر کو تسخیر کریگا اور وہان زرہ ہفت جوش نہ پائیگا تو پھر اسطرف
کا ارادہ کریگا اُس وقت مشکل پڑیگی زرہ ہفت جوش آپ نے کہان رکھی ہی لقمان نے کہا کہ ای
نور نظر تیری باتون سے مجھے کھٹکا ہوتا ہی نازنینان مہ جبینان نے ملک مٹائے مین نہ بتاؤنگا ملکہ
شعلہ خاموش بیٹھی ہین باپ کی بات کا جواب نہین دیتین کہ وزیر اعظم لقمان جو دربار کا آیا اُسنے
دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو خزانے سے زرہ کو نکال لاؤن ہر چند لقمان نے اشارہ کیا وزیر یہی
کہے جاتا ہی کہ خزانے مین رکھنا ایسے تحفۂ نایاب کا مناسب نہین شعلۂ جوالہ نے وزیر سے پوچھا وزیر
نے صاف کہدیا کہ زرہ ہفت جوش خزانے مین ہی آپ اُسکے لانے کا حکم دین تو مین وہان سے
اُٹھا لاؤن لقمان تو خاموش ہو رہا وزیر اعظم چلا کہ زرہ نکالون ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ زرہ

ہمارے پاس لاؤ باواجان کی عقل مین فتور ہوا اور یہ بات عقل سے سراسر دور ہی کہ زرہ ہفت جوش ایسے ہنگامے مین کسی اور کے پاس رہے وزیر نے جا کر زرہ نکالی پاس ملکہ کے آیا عرض کی کہ غلام زرہ نکال لایا ملکہ نے زرہ لے لی کہا کہ لشکر مین جاؤ لشکر کا انتظام کرو فوجین ہر وقت تیار رہین وزیر فوج مین گیا سردارون کو ہوشیار کرتا پھرتا ہی کہ یارو ہوشیار رہو جبھی فوج جسکے سپرد ہی شاہ کا حکم ہی کہ وہ تیار رہے اب ملکہ نے زرہ پائی خیال مین آیا کہ چل کر رستم کو دیدیجیے یہان رستم جس گوشے مین ملکہ بٹھا گئین وہین بیٹھے ہین سمک پھرنے لگا نخلستان کو دیکھتا پھرتا ہی قضا کار عجائب جادو جو اُس کوہ کی حاکم ہی اُسکی کنیز صندل نامے کسی کام کو نکلی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک عیار وضع قلندرہ زربفتی سے آراستہ بالاے کوہ پھر رہا ہی اسنے سحر کیا سمک چلتے چلتے رُکا سمک کو پکڑ کے پاس عجائب جادو کے لے گئی کہا کہ حضور یہ مکار کہانسے آیا آپ کے پہاڑ پر پھر رہا تھا بخوف صاف ظاہر تھا کہ یہ پہاڑ کے حاکم ہین عجائب نے پوچھا کہ ارے تو کسکے ساتھ آیا اس کوہ عجائب پر کہ کمند وہم و خیال بھی نہین پہونچتی تو کیونکر پہونچا سمک نے کہا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ بیٹی لقمان حُرد بار کی آسمان پر اُڑ کے لائین آقا کو بھی پہاڑ پر اُتارا مین اُنکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہی وہ زرہ لینے گئی ہین ہم اُنکا انتظار کرتے تھے اسوجہ سے پہاڑ پر پھر رہے تھے پوچھا اسنے کہ آقا تمہارے کہان ہین سمک نے کہا کہ وہین پہاڑ پر بیٹھے ہین چل کر گرفتار کر لو عجائب جادو اُٹھی آکے دور سے دیکھا کہ ایک جوان حور مثال آفتاب جمال مثل شیر کے بیٹھا ہوا ہی قضا کار عجائب نے ایک گوشے سے چھپ کر دیکھا کہ گھاٹی سے کوہ کی ایک شیر ببر نکلا دھڑ کا مار کر رستم پر آیا دونون پنجے مارے کہ گوشت جسم کا نوچ لون رستم نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونون اگلے ہاتھ شیر کے اُڑ گئے منہہ کے بل زمین پر گرا رستم نے اُٹھ کر دوسرا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوے شیر کو مار کر پھر بہ اطمینان بیٹھے عجائب جادو اس جرأت پر عاشق ہو گئی اسیر طرۂ گیسو و پیچ خم ابرو ہوئی نظارۂ جمال دور سے کرنے لگی اس عرصے مین شعلۂ جوالہ زرہ لیے ہوے آئی لا کر رستم کو دی رستم نے کہا کہ عیار ہمارا کہان ہی شعلۂ جوالہ پہاڑ پر ڈھونڈھتی ہوئی چلی عجائب نے دل مین کہا کہ اگر یہ میرے مکان پر پہونچ جائیگی وہان اُسکو قید دیکھیگی تو برہم ہوگی مین اسکو سحر کرکے گرفتار کرون رستم نے زرہ کو پہن لیا عجائب نے پشت پر آکر سحر کیا شعلۂ جوالہ رکی ایک نخل کے سائے مین شعلہ کو دیکھا

آپ یہاں سے بھاگی جا کر لقمان بُردبار سے خبر کی کہ آپ کی بیٹی نے غضب کیا طلسم کشا کو لائی طلسم کشا زرہ ہفت جوش پہنے ہوئے بالائے کوہ بیٹھے ہین عیار انکا میرے مکان پر قید ہی لیکن وہ شیر نہایت صاحب جرأت و شوکت ہی آپ کو چاہیے کہ مجھکو سحر کرکے بصورت ملکہ شعلہ جوالہ بنایئے مین زرہ و کلاہ ہفت گوشہ اُسنے لے لون تب آکے گرفتار کر لیجیے لقمان نے یہی کیا کہ سحر کرکے عجائب کو بشکل شعلہ بنا دیا عجائب سامنے رستم کے آئی کہا کہ ای شہریار ابھی تک عیار کا پتہ نہین لگا زرہ ذرا مجھے دیجیے مین باپ کو بھی گرفتار کر لون رستم نے بلا تکلف اُتار کے دیدی کہا کلاہ بھی برائے چند ساعت دیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ بھی دیدی دونون چیزین لیکر اسنے للکارا کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا تمھین لیکر یہان آئی تھی بی شعلہ جوالہ بھی گرفتار ہوگئین مین عجائب جادو عجائب کی آواز سُنکر لقمان بُردبار بھی آیا لقمان نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی زمین نے پانون تھام لیے لقمان نے عجائب سے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو اُٹھالے عجائب نے سحر کیا کہ آگے آگے عجائب پیچھے اُسکے رستم چلے مگر دعائین مانگتے ہوے کہ ای ربّ پاک ذات اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آئے تھے زرہ لینے گرفتار ہوے اب نہین معلوم کہ یہ کہان لیجائے تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی نظم

میرسد آخر بگوش حق صدائے مستغیث ❊ مرحبا گو ید خدا بر نالہ ہائے مستغیث
کوہ گردد کاہ از سوز صدائے مستغیث ❊ موم گردد سنگ خارا از نوائے مستغیث
حاکم از حال دل محکوم میدارد خبر ❊ قاضی الحاجات داند مقتضائے مستغیث
بار کے یابد بجز سایل بدربار شہان ❊ کے رسد بر درگہ دالا سوائے مستغیث
نشنود کس استغاثہ جز شہ فریاد رس ❊ کس بجز منصف نگردد آشنائے مستغیث

آنکھو ن سے آنسو بہ رہے ہین یہان سمک صحن مکان عجائب مین بیٹھا تھا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے کنیزین گرد گھیرے ہوے صندل ہر مرتبہ بڑھ بڑھکر مارتی ہی کہتی ہی دیکھ تھوڑی دیر مین تیرے آقا بھی گرفتار ہوکر آتے ہین زرہ و کلاہ بھی لے لی جائیگی بی شعلہ نے بڑی آگ لگائی جو سمک کچھ بولتا ہی تو صندل مار بیٹھتی ہی سمک اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کنیزین جاؤ ن جاؤن کر رہی ہین کہ لالہ عذار کا اُس طرف گذر ہوا سمک کو قید دیکھا سحر کیا کہ بجلی گری کنیزون کے سر اُڑنے لگے تھوڑے عرصے مین ملکہ لالہ عذار نے سب کو مار کر ڈالدیا سمک بلدائی کو رہا کر لیا سب حال جو گذرا تھا

سمک نے بیان کیا لالہ عذار نے سمک کو اُٹھا لیا کاہن جھومتا ہوا چلا دور سے دیکھا ایک ساحرہ
اشارے کرتی ہوئی آتی ہے رستم چلے آتے ہین کاہن دیکھکر جل گیا للکارا ارے تو کون ہے کہ جو ہمارے
آقائے نامدار کو یون لیسے جاتی ہے اب کہان جائے گی یہ کہکے کارد سحر کھینچ ماری لقمان سر دیار نے جو پشت پہ
تھا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا ایک ساحرہ نے عجائب جادو کو مار لیا رستم کو رہا کر لیا رستم فرماتے ہین ای
کاہن زرہ کی تلاش مین کلاہ بھی گئی اسی ملعونہ کے پاس ہے کاہن نے اُسکے پاس تلاش کیا زرہ و کلاہ کچھ نہ پائی کہا
کوئی اور بھی یہان ہوگا لقمان بردبار ایک نخل کی آڑ مین کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عجائب جادو قتل ہوئی
ایک ساحر زبردست چہار طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ رہا ہے لقمان بہ سبب سحر کے دیکھ کر پر پرواز پیدا کر کے
اُڑا کہ قلعے مین جاؤن جیسے ہی سرحد کوہ سے باہر نکلا دیکھا ایک ابر سیمابی گھرا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے
راستہ بند ہے دوسری جانب سے چاہا نکلون دیکھا چند پتلے چاندی کے پیچھے لیسے کھڑے ہوے ہین
پکار رہے ہین ارے آ اسطرف سے نکلجا یہ سمجھا کہ یہ سحر خداوند کا ہے یا کسی مددگار کو بھیجا ہے پتلون کی
جانب چلا چاہا کہ اسی جانب سے نکل جاؤن پتلون نے اُسے گھیر لیا نیچہ پڑنے لگا لقمان بیتاب
اور بیقرار ہے کہ کدھر سے نکلون پیچھے ہٹ کے بلند ہوا چاہتا ہے اپنے قلعے مین پہونچون بلند ہو کے
دیکھا کہ افسران فوج تیار کھڑے ہین اسنے پکار کر آواز دی ارے ہرا ے خداوند ہفت پیکر مجھکو آکر
ان ساحرون سے بچاؤ سب افسر دوڑ پڑے دیکھا ابر سیمابی گھرا ہے کدھر سے جائین ساحرون نے اُسکے
ابر پر گولے مارے ابر پھٹا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار ابر کے اندر سے ظاہر ہوئی پتلون کو
اشارہ کر رہی ہے جو پتلہ سامنے لقمان کے جاتا ہے لقمان گولہ مار دیتا ہے کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سینہ
کو توڑ کر پار گذرا کہ پہلو سے آواز آئی ہنم آفتاب فلک سیر آتے ہی کارد سحر ماردی لقمان نے کھڑا کے
گرالا کہ کارد کو روکا مگر وہ نہ رکی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام تھا
لقمان بردبار جادو بود شعلہ جوالہ جو سحر مین عجائب جادو کے بیٹا تھی یکایک پہاڑ کانپا اور شق ہوا
کہ کان مین آواز باپ کے مرنے کی آئی اور عجائب جادو کے مرنے کی صدا پہلے ہی سن چکی تھی سحر
اسیر سے دفع ہو چکا تھا ارادہ تھا کہ چلکر طلسم کشا سے ملون باپ کے مرنے کی آواز سن سکے اور زیادہ
ہوشیار ہوئی آکر طلسم کشا سے ملی اور افسران فوج لقمان کے مرنے کی صدا سنکر ہنسنے لگے شعلہ جوالہ
نے آکر رستم سے عرض کی آپ صاحب اقبال ہین مجھکو بلا لیا تھا اور عجائب میری شکل بنکر آپکے

ساتھ کے ساحرون نے سب کو مارا اسی کے پاس زرہ ہو گی رستم نے کاہن سے کہا کاہن نے
آکر نقش لقمان کی تلاش کی جھولی سے زرہ و کلاہ نکلی لا کر رستم کو پہنائی کلاہ سر پہ رکھی جا کر قلعے مین
غل مچا دیا کہ لقمان مارا گیا طلسم کشا آتا ہی جو استقبال کریگا وہ آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا عجب
طور سے زرہ انگوٹھی کسی کا احسان اٹھانا نہ ہوا لاکھون ساحر واسطے استقبال کے نکلے طلسم کشا پشت
مرکب پر سوار زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر انور سمک بن عمرو قنطورہائے
زرافشانی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا پشت پر آفتاب فلک سیر ایک جانب لالہ عذار ایک طرف
سیماب جادو واپس کردہ فرسے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا رئیسان شہر بڑھ کر قدمبوس ہوئے قضا رکا
مضمار الطلق سوار بھائی لقمان بر دربار کا اسنے جو خبر سنی کہ بھائی میرا مارا گیا طلسم کشا قلعہ مین آ گیا
تلوار کھینچکر چلا جب سحر کیا آگ برسادی دس بیس جل گئے برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے کاہن نے
بڑھکر اس سحر کو روکا بلکہ سحر الٹا پلٹا دیا مضمار تین لاکھ ساحر سے آتا تھا چلا کر آواز دی ای آتش افروز
یہ کیا بے ادبی ہی کہ میرے ساتھ والے قتل ہوتے ہین کیسی گرمی دکھائی تجھکو یہی بن آئی کاہن نے
دیکھا مضمار آتا ہی نعرہ کر کے جا پڑا سردار بھی لڑنے لگے رستم نعرہ کر کے جا پڑے لالہ عذار نے بڑھ کر
سحر کیا چراغ لالہ روشن ہوا اس روشنی سے ساتھ والے مضمار کے نابینا ہونے لگے بڑھکر مضمار
نے طلسم کشا کو تاکا گینڈے کو مہمیز کر کے قریب آیا کئی سحر کیے سحر نے تاثیر نہ کی جب تو اسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے تیغ کپتیان پر روک کے ہاتھ مار دیا کہ مضمار کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے اسکا مرنا کہ آندھی
سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا
نام مضمار جادو بود جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی رستم کو سب لیکر دار الامارہ شاہی مین آئے
رستم تخت پر بیٹھے مال یہان بہت کچھ لا اسی لشکر کو نامہ لکھا کہ تم سب لوگ یہان چلے آؤ ان سب نے
بارگاہ و سرا اٹھا لدوایا ہفت سحر نے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین ہم نہ جانے دینگے افسران نے
کہا ہمارے آقا نے جب قلعہ لقمان فتح کیا ہمارے پاس نامہ آیا جہان آقا وہان ملازم دن کو تو
ہفت سحر خاموش رہا رات کو آ کے شبخون مارا ساحر وغیر ساحر کی لڑائی لشکر رستم تباہی مین پڑا تھا کہ
سنبل ہفت گیسو بیدار ہوئی پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہی کنیزون نے عرض کی آپ کے بھائی صاحب نے
لشکر طلسم کشا پر شبخون مارا ہی سنبل اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئی بالائے آسمان

آئی دیکھا لشکر طلسم کشا گھرا ہوا ہو ساحر غیر ساحرون کو قتل کر رہے ہین سنبل نے کر سحر کیا لکۂ ابر
بھی چمکایا کہ وہ لکۂ ابر سحر ساحرون کا لپیٹے او پر لیتا ہی بجلی ابر سے ایسی برق چمکتی ہی اور ایسے سحر ہوتے
ہین کہ ہفت سر کو خوف پیدا ہوتا ہی بجلیان اسکے آگے پیچھے لوٹ رہی ہین ابر سر پر اہل اسلام کے سایہ فگن ہی
اکثر پہلوان آکر سامنے لڑ سکتے ہین کہا او ہفت سر گستاخی ہمکو ملکہ عالم نے بھیجا ہی اپنی جان بچا پلٹ جا
ورنہ مشکین باندھکر سامنے ملکہ کے لے جائینگے ہم چند کس اسی عہدے پر مقرر ہین کہ تجھکو ذلیل کرین اتنے مین
دانۂ قلعہ مین تلوار چلی ہفت سر دشمکین دیکر ان پہلوانون کو ہٹاتا ہی جمع ہوتے ہی چاہا لشکر کو الگ کرے
کہ آسمان سے ایک صدائے ہیبتناک آئی دیکھا آفتاب فلک سیر زمین سے نعرے کرتا ہوا آتا ہی ان
ساحرون کو مار لو ملکہ سنبل نے تیرا احسان کیا غیر ساحرون کو ان ساحران غدار کے ہاتھ سے بچا لیا
طلسم کشا نے ہمکو بھیجا ہی کہ ہمارا لشکر لاؤ یہ کہتا ہوا آتے ہی ایک گونہ مارا کئی سو ساحرون کے سر کٹے
چاہا کہ ہفت سر پر جا پڑون کہ بیچ مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اجل گرفتہ کہتا ہوا آتا ہی ای آفتاب
مجھے قدرت نے بھیجا ہی کہ کاہن کی مشکین باندھکر لاؤ یہ کہکے زنگی نے ہاتھ مارا کاہن نے روک کے
جھولی سے کارد سحر نکالی زنگی پر چیخ ماری زنگی تو مرا اور ساحرون پر بہتین گرین کہ ہزارون کے
سر بچے مگر ہفت سر نکل گیا کاہن نے بڑا افسوس کیا ملکہ سنبل نے بڑھکر کاہن سے پوچھا کہ یہ بچا یا
کہان بھاگ کر نکل گیا ملکہ نے سحر چھیکا کر کہا کہ اب یہ پاس زنار بلا انگن کے جائیگا تیغ ہفت جوہر کو
مخفی کرائیگا ہزارہا ساحر مسلمان ہوے کاہن و سنبل سب کو سرفراز کرتے ہوے قلعے مین آ گئے تین
روز یہان قیام کیا تین دن مین انتظام کر دیا ملکہ کو آٹھ پہر بہ شغم کی یاد ہی دل مائل فریاد ہی فرماتی ہین
ای کاہن اب جلد چلو دل گھبراتا ہی فراق میر طلسم کشا کے غضب کی غیبت ہی جو لائق بیان کے نہین **نظم**

فرقت مین مری آکے دل زار خبر لے	ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا	ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین ترے ہجر مین ان رات	دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے ہنس ہنس کے تری گرمی صحبت	جی جلتا ہی ای غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب مین اس ماہ کی صورت	بیچین ہی دل طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہی یہ وقت کہ ہی تیغ مین رعنا	یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے لشکر تیار ہوا کاہن کُل کا افسر ملکہ کو ہوادار پر سوار کیا کاہن کوہ شکہ کا بڑا پاس ہی راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ پی شعلہ جوالہ طلسم کشا کو لے گئین کوہ عجائب پر جاکے بٹھا دیا عجائب جادو وہان کی حاکم تھی اُسنے گرفتار کیا مگر لالہ عذار عین وقت پر پہونچین اُنھون نے جاکے سمک کو رہا کیا وہ لقمان بردبار کو بلا لائی تھی اب سب کو لیکر روانہ ہونیکو تھی کہ ہم لوگ پہونچ گئے آقا کو رہا کر لیا زرہ ہفت جوش آقا کو دستیاب ہوئی اب تیغہ ہفت جوہر کی فکر ہی وہ انشاءاللہ قلعہ زُنّار پر پہونچین تو اُسکی بھی فکر ہو یہ باتین کرتے ہوے داخل قلعہ ہوے تیسرے روز رستم نے فرمایا ای آفتاب فلک سیر اب کیا کرنا چاہیے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہانسے کوچ کیجیے رستم کا ارادہ ہی کہ اب کوچ کرین کُل لشکر اس قلعے پر جمع ہین لیکن ہفت سر جو بھاگا اسکے ساتھ کوئی نہین پہونچا اکیلا جاتا ہی یہی خیال ہی کہ زُنّار بلا افگن کا شریک ہون وہ کچھ طلسم کشا پر آفت برپا کرے مطلب نکلے زُنّار بلا افگن اپنے قلعے مین بیٹھی ہی سحر سے اسکو خبر ملی ہی کہ طلسم کشا کا رخ ان قلعہ جات کی طرف ہی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ہفت سر بدحواس آکر سامنے گرا کہا ہمشیرہ صاحبہ قلعہ ہمارا برباد ہوا ان چھوکریون نے آفتین برپا کین جسنے طلسم کشا کو دیکھا وہ عاشق ہوگئی زرہ نکل گئی طلسم کشا کے پاس پہونچ گئی زُنّار کا دربار جمع ہی پکار کر آواز دی تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو مع ساتھ والون کے گرفتار کر لائے اشتعاق فیل کن پہلوان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جا کے سب کو لاتا ہی مگر یہ خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ وہان جاکر کوئی اُفتاد پڑے اور آپ خبر نہ لین زُنّار نے کہا مین فوراً فوج بھیجونگی ایسے مقام پر طلسم کشا کو پھینکون کہ موت کا مزا ملے سارا بان زادہ بھی نہ پہونچ سکے اُسکو بڑا دعوی ہی منسوبات طلسم مین پھیر رہا ہی ہر ہر مقام پر گیا جادوگرنیون کو مارا حوصلہ اُسکا بڑھ گیا اب مین چاہتی ہون طلسم کشا کو گرفتار کر لون اور صحرائے خارکن مین پھینکدون تب مجھکو اطمینان ہو اشتعاق اُسی وقت چار لاکھ فوج لیکر روانہ ہوا تیسری منزل ہی ایک صحرائے خارستان مین پہونچا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہی اسّی ہزار جوان گھوڑے آگے چھوٹے ہوے دہانے چرتے ہوے جنگل مین چرا کر رہے ہین ادھر جابجا درختون کے نیچے جوانان خوش رو بیٹھے ہین دائرے ہاتھ مین غزلخوانیان کر رہے ہین کسی مقام پر دو سیلتنین ناچ رہی ہین اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب فروکش ہین یہ صحرائے خارستان اُس مین یون بہ اطمینان اُترے ہین ناچ ہو رہا ہی

کس اطمینان سے لوگ بیٹھے ہین ساحر آیا ایک جوان سے پوچھا کہ ہمارے افسر صاحب دریافت کرتے ہین کہ آپ کون لوگ ہین جو اس صحرائے خارستان مین یون بہ اطمینان فروکش ہین کوئی تردد نہین جب یہ ساحر نے پوچھا اُسنے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہا ابے بتا کہ تیرا افسر کون ہی کچھ مال بھی لیکے نکلا ہی ہم قزاق لوگ جہان چاہتے ہین وہان اُترتے ہین ہمین کون روک سکتا ہی ساحر کو اپنی جان کے بچانے کی فکر پڑ گئی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اشفاق بڑا پہلوان زبردست ہی چار لاکھ ساحرون کی جمعیت سے برائے گرفتاری طلسم کشا جاتا ہی یہ سنکر اُس قزاق نے ساحر کو گرفتار کیا اور کہا سامنے آقا کے چلو گرفتار کرکے اُسکو ایک بارگاہ مین لائے ساحر نے دیکھا ایک لڑکا بالکل کمسن بمقام صدر بیٹھا ہی قزاق نے جاکے سب کیفیت عرض کی پہلو مین اُس جوان کے ایک بوق ترکی رکھا تھا اُسنے اُٹھا کر بجایا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جنگل سے دوڑے اپنے اپنے مالک کے پاس جاکے کھڑے ہو گئے سر جھکائے کھڑے ہین راکب سے اشارے کر رہے ہین کہ زین ہم پر کسیے سوار دوسری آواز کے مشتاق ہین کہ دوسری آواز آئی سوارون نے مرکبون پر زین ڈالے تیسری صدا مین سب تیار ہوے در دولت پر آقا کے آئے کہ دیکھا اندر سے افسر صاحب نکلے گھوڑے پر سوار ہوے مرکب طرارے بھرنے لگا ایک مرتبہ بوق ترکی بجایا اُس مین آواز بھی ای قزاقان بزنید و ببندید و بکشید آگے آگے سردار پیچھے پیچھے پیدل و سوار طرف لشکر اشفاق کے چلے اشفاق اپنے گینڈے سے اُترا ہوا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی ساحر برائے خبر گیا تھا ابتک نہین آیا کہ دیکھا سامنے سے گرد آئی ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اُسکے ساتھ کے قزاق گرتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگے سائیسون نے فتیلے باروت کے خیمون پر پھینکے خیمے جلنے لگے خیمون مین آگ لگائی اور لوٹ لیا دم بھر مین سارا لشکر لٹنے لگا خیمے جل جل کے گر پڑے قزاقون نے وہ آفت مچائی کہ ساحر اپنی جان سے تنگ ہین سحر کرنا بھولے اشفاق یہ معرکہ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی جب دیکھا اُسنے کہ نصف لشکر ختم ہو چکا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ میرا باقی لشکر بھی قتل ہو جائیگا کوئی ساحر مہلت نہ پائیگا گینڈے پر سوار ہوا پکارتا ہوا چلا ای افسر قزاقان کیا تم خداوند ہفت پیکر کو نہین پہچانتے ہین نزار بلا افگن کا مصاحب ہون برائے گرفتاری طلسم کشا چلا ہون میرے لشکر پر یہ کیا مصیبت ہی مین نے کیا خطا کی کس بات پر آپ خفا ہین کیون

غصہ آیا مین نے ساحر کو دریافت حال کے واسطے بھیجا تھا کیا اُس سے کچھ خلاف ہوا جو تجسے حکم ہو وہ بجالاؤن یہ کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے تیغہ چمکایا اشفاق جا پڑا غضنفر نے نیزہ ہلا کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتر گیا گینڈے نے بلبلا کے جست کی اشفاق نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو پشت کر گردن پہ قائم رکھون آخر زمین پر گرا گرتے ہی اسکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے کودتے ہی برس پڑے اسقدر تلوارین مارین کہ آخر اشفاق اُٹھکر بھاگا تین کوس تک غضنفر نے بھگایا اشفاق کئی جگہ راہ مین گرا اور پھر اُٹھکے بھاگا اتنے عرصے مین قزاقون نے تمام لشکر کو لوٹ لیا خزانے پر قبضہ کیا ایک ایک توڑا اُٹھا کر اپنے اپنے گھوڑون پر رکھ لیا بنیے بقالون کے ہاتھ کاٹ لیے کہ اُنکے ہاتھون مین کڑے تھے عورتون کو گرفتار کیا زیور اُتروا لیا تب چھوڑا عورتون کے ہاتھ باندھ دیے جب غضنفر پلٹ کے چلے آئے اشفاق لشکر مین آیا یہ تباہی دیکھی چار لاکھ مین دس ہزار جوان بچے ایک عرضی اُسنے زُنّار کو لکھی کہ مین صحراے خارستان مین آکر لٹ گیا چار لاکھ مین دس ہزار باقی ہین زُنّار نے یہانسے برہمن جادو کو تین لاکھ فوج سے روانہ کیا اشفاق ابھی موجود تھا کہ برہمن جادو آکر پہونچا کہا اے پہلوان دوران مین تمھارے ساتھ ہون وہ کون ایسا گستاخ تھا جسنے تم ایسے پہلوان کو لوٹ لیا اُسنے پشت کے زخم دکھاے برہمن نے کہا کیا مجال کہ وہ قزاق اس طرف رُخ بھی کرین اگر وہ آجائین تو سب کو گرفتار کرون ایک سحر مین بھائی کو بھائی گرفتار کرلیگا اُنھین کے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین راہبر رہزن ہو جائین اس حال سے اُس لڑکے کو گرفتار کرون کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو بہت سا لاف و گزاف کر کے اشفاق کو سوار کرایا تین منزلین طے کی تھین کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ساٹھ ہزار جوانون سے آگے پہونچا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان مین آکر آواز دی تم لوگ کون ہو کسپر لشکر کشی کی کہا طلسم کشا پر جاتے ہین نقابدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج تلوارین کھینچکر لشکر ساحران پر آپڑی نقابدار کے مقابلے مین برہمن جادو نکلا ایک گولہ مارا نقابدار گلے مین ایک تختی پہنے تھا اُسکو چمکا دیا بجلی چمکی گولہ اُلٹا پلٹا پاؤن پر برہمن کے پڑا کہ پاؤن زخمی ہوا جو سحر کیے وہی زخم کھاے آخر تلوار کھینچکر جا پڑا آگئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے تختی کو چمکا دیا آنکھون مین برہمن کی

اندھیرا آگیا حیران ہوکر چاہا پیچھے ہٹون نقابدار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر جو
تڑپکر گری سپر کو کاٹ کر مع گھوڑے برہمن کے چار ٹکڑے ہوے لشکر ساحران کو فوج الوان
نے تباہ کر دیا اشفاق نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او نقابدار تو نے برہمن کو مارا مجھسے تو مقابلہ
کر نقابدار اشفاق پر جا پڑا اشفاق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے ہاتھ خالی
دیے بتق شمشیر چمکا کر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکے ساتھ والون کو لوٹ لیا
یہان زنار بلا افگن اپنے مقام پر بیٹھی ذکر کر رہی ہے کہ مین نے ایسے وقت پر فنکست کھائی کہ
اشفاق ایسا پہلوان نامہ طلسم کشا نہین پہونچا اب مین نے برہمن کو بھیجا ہے وہ طلسم کشا
کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی ہمراہیان برہمن لاشہ برہمن کا ہمراہیان اشفاق
لاشہ اشفاق کا لیکر آئے سامنے لا کر دونون لاشے رکھدیے کہا حضور ایک نقابدار بادلہ پوش
آیا اور آتے آگے گھیرا پہلوان بھی قتل ہوا اور برہمن کو مع لشکر مٹایا ہم چند کس بہ مشکل بچے
ہوا خواہان طلسم کشا جابجا جنگلون مین پھیلے ہوے ہین راہ مین گھیر لیتے ہین ایسے زبردست
ہین کہ اشفاق ایسے پہلوان کے بہ یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کیے خزانہ لوٹ لیا ہم لوگ بمشکل
بھاگ کے نکلے یہانتک جان بچا کے آئے اب سرکار کو اختیار ہے اول مرتبہ فراقون نے لوٹا
دوبارہ نقابدار نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر زنار اپنے مقام سے اٹھی کہا اب مین خود جاؤنگی
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤنگی بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے ساتھ جمع ہین ساحر وغیر ساحر
سب اُنکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت سر نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ملکۂ عالم آپ قصد نہ کیجیے ایسا نہ ہو وہ قزاق آپکو مل جائین تو جان بچانا مشکل
ہوگی زنار نے کہا قزاقون کو ہم آپ لوٹ لینگے مگر اے ہفت سر تمھارے کہنے سے رک گئی مین
مجھکو انتہا کا قلق ہے کہ دو سردار میرے مارے گئے جنکا مثل نہ تھا ارے اب کون چلے گا سلطان سر برہنہ
زنجیرین ہلاتا ہوا صف سے سردارون کی اٹھا کہا غلام جائیگا سب کو باندھ لائیگا جسپر چوبدست نارہ دل
پر اچھا ہو جائے یہان قزاق مفرور بھاگ جائینگے یہ کہکے دیوانے نے ایک چیخ ماری لاکھ دیوانے
آکے جمع ہوے زنجیرین ہلاتے ہوے سر برہنہ ننگے پاؤن کمر مین لنگر بندھے ہوے سامنے صف
جما کے کھڑے ہوے افسر نے زنار کے سامنے مجرا عجز کیا کہا اب غلام کو رخصت کیجیے چوتھے دن پلٹ کے آئیگا

طلسم کشا کو کیسے زندہ لاؤن کیسے مردہ زنّار نے کہا اختیار ہی دیوانے رخصت ہو کے چلے سب تیغین
کرتے ہوئے غل مچاتے ہوئے شاہزادہ غضنفر ایک گانون کو لوٹ کر پلٹے ہین اسی صحرائے خارستان
مین اُترے ہین کہ کان مین آواز دیوانون کی آئی سر اٹھا کے فرمایا ہمارے جنگل مین کون دیوانہ پن
کر رہا ہی کہ عیار نے خبر دی سلطان سربرہنہ کو ملکہ زنّار نے برائے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہی وہ سب
آنکر صحرا مین اترے ہین غل مچارہے ہین غضنفر نے حکم دیا ہان یارو تیار ہو جاؤ چلکے دیوانون کو
ہوشیار کر دو کہ وہ بھی جانین شہنشاہ قراقان ایسے ہوتے ہین اسی وقت سب تیار ہوئے غضنفر
گھوڑے پر سوار ہوئے نعرہ کر کے جنگل سے دیوانون کو قتل کرنے لگے وہ بھی بلاے روزگار ہین
چوبدستین لیکر اٹھے دیوانون سے جو غضنفر والون سے مقابلہ پڑا جب یہ چوبدست مارتے ہین وہ
جست کر کے الگ ہو جاتے ہین چوبدست زمین پر جو پڑی غبار بلند ہوا اسی غبار مین بڑھکر چوبدست
ماردی دیوانہ پر اٹھا ہو کے رہگیا دوسرا بھائی اُسکا قریب آیا اُسنے آواز دی بھائی اٹھو کیون زمین پر
پڑے ہو اپنے ہم صورتون سے اٹھکر لڑو اسکے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ہوئے گردن کا منکا شکست جواب
نہ دیا اُسنے اوپر سے ایک چوبدست اور ماردی تڑپ کے اُسکا کام تمام ہوا اندھیرے مین اپنے بیگانے
کو نہین پہچانتے ہین آپس مین لڑنے لگے ادھر ادھر چوبدستین پڑ رہی ہین سلطان سربرہنہ نے جو
یہ معرکہ دیکھا چوبدست لیکر اٹھا کہتا ہوا ہم دیوانون پر کون آیا ہی چوبدست ہلاتا ہوا بہت سے دیوانون
کو مارا دیوانون نے آواز دی ای افسر ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی جو ہمکو چوبدستین مارتا ہی دیوانہ اُسکا
اب دیکھکر لڑنے لگا کہ سامنے غضنفر کے پہونچا للکار کر آواز دی او آقا ہے سرخ تو کون ہی کہ ہم سے
دیوانون پر مقابلہ آیا یہ خود دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج آواز دی او بیحیا ہم شہنشاہ قراقان ہین
یون ہی سبکو قتل کرتے ہین اسی مین ہماری وجہ معاش ہی اگر یہ کام نہ کرین تو ہماری بسر کیونکر ہو بتا
تیرے ساتھ کچھ خزانہ بھی ہی سربرہنہ نے کہا کئی لاکھ روپیہ ساتھ ہی وہ جو سامنے بارگاہ استادہ
ہی اُسمین روپیہ بھرا ہی غضنفر نے بوق مین آواز دی انکے قزاقون نے پھریری لی اور دوڑ کر اُس
بارگاہ پر جا پڑے سب روپیہ لوٹ لیا اپنے اپنے گھوڑون پر دو دو توڑے رکھ لیے طرف اپنے لشکر
کے چلے غضنفر سے اور سربرہنہ سے مقابلہ ہوا اُسنے چوبدست لگائی غضنفر نے جست کر کے خالی
دی جیسے ہی وہ چوبدست مار کر پلٹا لپک کے ہاتھ مارا اُسنے سر آگے کر دیا تلوار ایسی پڑی کہ ٹانگون سے گذر گئی

بارگاہیں خیمے اُسکے اُٹھوا لیے اور لدوا کے اپنے مقام پر لائے قریب ایک قصبہ تھا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو ہماری دعوت کرو ہم تھک کر آئے ہین زمیندار نے اُسی وقت کھانا پکوایا جانتا تھا
کہ اگر نہ لیجاؤنگا یہ شہنشاہ قراقان ہین آپڑینگے خوان کسوا کر لایا حکم ہوا کہ رنڈیان نہین لائے ہمارے
قزاقون کو ناچ دیکھنے کی عادت ہی زمیندار نے کہا رنڈیان دوسرے گانون مین رہتی ہین حکم ہوا کہ
تم رنڈیون سے کہلا بھیجو کہ شہنشاہ قراقان فروکش ہین فورًا دوڑی آئینگی زمیندار نے یہی کیا پاسی سے
کہا جا کے پکار آ کہ شہنشاہ قراقان کی اِس گانون مین دعوت ہی جس رنڈی کے کان مین آواز پہونچی
آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ماما چاچا جو سارنگی طبلہ بجانے والے تھے اُنکو جگایا تیار ہو کر سو دو سو رنڈیان
حاضر ہوئین طبلہ ٹھنکنے لگا دوسرے دن غضنفر وہان اُترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی عیّار کو
بھیجا دریافت کرو کون آتا ہی عیّار نے خبر دی کہ طلسم کشا جاتے ہین رستم کو خبر ملی کہ میان غضنفر یہان
اُترے ہوے ہین ناچ ہو رہا ہی رستم سوار ہوے عیّار کو لیکر لشکر غضنفر مین آئے غضنفر نے خبر سنی
کہ ماموں جان آتے ہین واسطے استقبال کے نکلے آ کے سلام کیا پوچھا اے فرزند یہان کہان اُترے
ہو غضنفر نے مارنا برہمن جادو و اشفاق و سلطان سمر برہشہ کا بیان کیا رستم نے کہا تمنے کیون
روکا ہمتک آتے تو مقابلہ پڑتا غضنفر نے کہا وہ ایک چوبدست مین ٹکڑے اُڑا دیتا بھلا آپ
اُس سے کیا لڑ سکتے جب چوبدست اُسکی زمین پر پڑتی تھی پانی نکل آتا تھا رستم نے کہا کیا ہمارے
مسروق دیوانہ سے زیادہ زبردست تھا اُسکو تو بھگا لیا غضنفر نے کہا مین نے بہ یک ضرب
شمشیر دو پر کالے کیے رستم نے کہا اب ہمارے ساتھ چلو غضنفر نے کہا مین کسی کے ساتھ
نہین جاتا مین وقت پر آ جاؤنگا تین دن رستم یہان اُترے رہے غضنفر کو سمجھا لیکے کہا اے
فرزند ہم تم ملکر طلسم ہفت پیکر مین چلین ہم جا کر ہفت پیکر کو مارین تم دربند فتح کرنا منسوبات سے
ساحر نہ جمع ہونے پائین تیسرے دن رستم غضنفر کو اپنی بارگاہ مین لائے بڑی خاطر کی کہا اے
فرزند تمھارے باپ سُنینگے تو شکایت کرینگے کہا ماموں جان زمانے مین ہوش ربا کے مین آیا او
قبلہ و کعبہ ہوش ربا پر لڑا کیے مین نے سارے قریے لوٹ لیے کوئی قریہ ہوش ربا مین ایسا
نہین جہان ہم نہ پہونچے ہون نورافشان کے زمانے مین نانا جان طلسم مین رہے ہمنے بڑے بڑے
شاہون کو ٹوکا ہر چند رستم نے غضنفر کو سمجھایا غضنفر نے نہ مانا یہی کہا کہ ہم ایسے وقت پر آئینگے

جب اُنکو زندگی سے یاس ہوگی آخر رستم چوتھے دن لشکر تیار کرکے طرف قلعہ زُنّاریہ کے چلے تیسری منزل تھی رات کو ایک صحرا مین اُترے جب کھانا وغیرہ کھا کے لوگ بیٹھے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور لشکر پر رستم کے محیط ہونے لگا رستم باہر آئے سب ساحران زبردست ساتھ ہین کہتے ہین حضور ابر گرندہ بہار ہی اس سرحد مین برستا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد بوندیان پڑنے لگین اور ہوا ے تیز چلنے لگی برق چمک کر گرتی ہی ہر اہل لشکر کو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو کاٹ کے نکل جائے گی یہ شکل بیچ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے مینھ تیز ہوا برف پڑنے لگی جب گرتی سل گرتی سو دو سو اُسکے نیچے دبے فریاد فریاد کی صدائین بلند کر رہے ہین مگر مجبور و ناچار جدھر بھاگ کر جاتے ہین سل برف کی گرتی ہی اُسکے نیچے دب جاتے ہین ہزارون بندگان خدا زیر برف دبے رستم خسرونکو ساتھ لیے ہوے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین چاہتے ہین بارگاہ اُکھڑ واؤن شاہزادیون کو نکال لیجاؤن اب جو بارگاہ اُکھیڑی ہی کوئی اُٹھانے والا نہین آخر یہ ٹھہری رستم نے کہا تین طرف سے ہم بارگاہ کو اُٹھاتے ہین ایک طرف سے تم لوگ ہاتھ لگاؤ تین طرف کے ستون رستم نے شانون پر رکھے اور ایک طرف چند ہمراہیان نے ہاتھ لگایا شاہزادیان مع کنیزون کے کھڑی ہین بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار عالم ہمارے وارث کو بچالے ایسا زور کیا کہ تین طرف کے ستون کاندھے پر رکھ لیے لباس پارہ پارہ ہوگیا جوشن جو بازو و پر بندھے تھے اُنکے ڈورے ٹوٹ گئے ملکہ شعلہ جوالہ و ملکہ سنبل ہفت گیسو نے ابر پر ایک گولا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اندر سے ابر کے ایک تخت نمایان ہوا دیکھا تخت پر ایک جادوگرنی سحر کر رہی ہی ایک تاج سر پر رکھے ہوے ملکہ سنبل نے للکارا او مکارہ ظاہر مین آکر مقابلہ کر یہ چورون کی طرح شب تیرہ و تار مین کیا سحر کر رہی ہی ایک طرف سے سنبل نے اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے ایک طرف سے سیماب نے ایک طرف سے لالہ عذار نے گولے مارے تخت اُس ساحرہ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یقین تھا کہ تخت پر سے گرے کہ برق بنکر وہ آسمان پر چمکی وہان سے جلتے گولے پھینکنے لگی جب اُسنے گولا پھینکا ایک سل برف کی گرتی سو دو سو اُسکے نیچے دبے کاہن نے کہا اے ملکہ سنبل مین اسکو جاکر گراتا ہون تم سب اسکو گھیر کر مار لو ورنہ یہ آفت دفع نہ ہوگی سنبل نے کہا اگر ہمارے سامنے آجاے تو کیا اسکو زندہ چھوڑین کاہن پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا اسقدر اونچا ہوا کہ اُس جادوگرنی سے سو گز بلند ہوگیا وہان جاکر ایک سل

برف کی بھینگی کاندھے پر ساحرہ کے پڑی قریب تھا ٹھنڈی ہو کر سل کو توڑ کر کاہن پر گولہ مارا کاہن نے
گولہ کاٹا پھر ٹکرا برف کا اسپر گرایا تین ٹکڑے برف کے اسپر گرائے چوتھی مرتبہ خود تڑپ کے گرا تلوار کا
ہاتھ مارا سر ساحرہ کا زخمی ہوا سر سے جو قطرے خون کے گرے جس خیمے پر پڑے برف پانی ہو کے
بہ نکلی جو اسکے نیچے دبے تھے کلمہ پڑھتے ہوئے نکلے ہزارہا بندگان خدا اس آفت آسمانی سے
محفوظ ہوئے ساحرہ بھاگی بھاگی پھرتی ہی کاہن اسکے تعاقب مین ساحرہ ایکطرف ایک نخل کی
آڑ مین آئی شاخون مین چھپنے لگی شاخ نخل پر ایک طاؤس رقص کر رہا تھا پکار اٹھا ای برف بار کیون
بھاگی بھاگی پھرتی ہی خداوند ہفت پیکر کو پکار یہ سنتے ہی برف بار تڑپ کر پکار اٹھی یا خداوند اس کنیز کو
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لیجیے ملک کر جو برف بار جادو نے دعا کی کوہ زمرد پر تصویر سنگی مین بیٹھا
ہفت پیکر باتین کر رہا تھا تصویر کے منہ سے دھوان نکلا طرف آسمان کے چلا جون جون بلند ہوتا ہی
محیط ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین رستم نے دیکھا دھوین نے سارے لشکر کو گھیر لیا اسی دھوین
کا ابر بنکر تیار ہوا ابر کڑکا گرجا ہرچند کاہن چاہتا ہی برف بار کو پکڑلے برف بار پر سحر تاثیر نہین کرتا جو
سحر کرتا ہی وہ الٹا پلٹ آتا ہی کئی سحر کیے سب الٹے پلٹے سیماب نے جو دیکھا تڑپ کے برابر کاہن کے
پہونچی کہا آفتاب کیا سبب ہی جو سحر تاثیر نہین کرتا تم ہٹجاؤ مین گرفتار کیے لیتی ہون کاہن پیچھے ہٹا
سیماب کو منظور ہوا اسکو کشتہ کرے ان یہی سحر اکسیر ہی اب اپنے جھولی سے کارد نکالی انگلی کو تراش کر
اسپر خون ڈالا برف بار کے سینے پر جا کر کارد پڑی تو ٹکر پار گذری اس طاؤس نے آواز دی کیا خداوند
ہفت پیکر کو مردہ زندہ کرنیکا اختیار نہین ای برف بار اٹھ ظہور قدرت اس ابر سے ظاہر ہوگا رستم
بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ برف بار کا لاشہ بازمین پر آتا تھا یا زندہ ہو کر تڑپی آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
تو نے مجھکو دوبارہ زندہ کیا مین دیکھ رہی تھی کہ یا تو روح جسم سے نکل کے طرف ملک عدم کے جاتی تھی یا
آواز آئی ای ملک الموت قدرت اسکو زندہ کرینگے وہ فرشتہ جو روح کو لیے جاتا تھا اسنے لاکر روح
بدن مین ڈال دی مین زندہ ہو گئی اب مجھے کون مار سکتا ہی علمشاہ کھڑے تھے سمک تماشا دیکھ رہا
ہی کہ ابر سے ایک پنجہ گرا سمک کو اٹھالے گیا بعد تھوڑی دیر کے رستم نے دیکھا سمک سامنے آتا ہی
پکارتا ہوا آقا ادھر آئیے تماشا دیکھیے رستم اسطرف بڑھے پاس سمک کے آئے سمک نے کہا اس وقت
زرہ ہفت جوشن اتاریے اور کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجیے رستم نے زرہ جسم سے اتاری اور کلاہ سر سے

دونون جنین ہمناک کو دین ہمک نے نعرہ کیا ای رستم منم برف بار جادو ان دونون تختون پر تمکو اُتارا تھا رستم برف بار کے پیچھے دوڑے اسی ابر سے ایک پنجہ گرا رستم کو اٹھا لے گیا تھوڑے ہی عرصے مین پنجے آسمان سے گرنے لگے آفتاب وسیماب ولالہ عذار وشعلۂ جوالہ وسنبل وسمتین کو اُٹھا لے گئے سارا لشکر بے سردار ہوگیا تھوڑے عرصے مین لشکر رستم نے دیکھا کہ برف بار آسمان سے اُتری کئی لاکھ جادوگر ساتھ ہین سرداران اسلام مسلسل و مطوق کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن برف بار کی جھولی مین سب سردارون کو ارابے پر سوار کیا لشکر والون نے چاہا بلوہ کرکے اپنے سردارون کو چھڑائین برف بار نے طرف آسمان کے اشارہ کیا آسمان سے برف گرنے لگی جسپر برف گری وہ بیہوش ہوگئے گرا تھوڑے ہی عرصہ مین سارا لشکر بیہوش ہوگیا برف بار نے سب کو گرفتار کرلیا ایک ایک ارابے پر دو دو سو کو سوار کیا سردارون کو آگے ارابے پر رکھا آپ سب کے آگے ہوئی طاؤس پر سوار ہی رستم نے جو پلٹ کر دیکھا سب سرداران نامی ہمارے گرفتار ہین سب کی زبانون مین سوزن بدن مین مارسیاہ لپیٹے ہوے اپنی زندگی سے بیزار ہین رستم نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے پکارا

ای رحیم و کریم اپنا فضل و کرم ہمپر نازل کر نظم

کی شود در باغ دل از نور حق روشن چراغ
تا نگردد دل چو لالہ از محبت داغ داغ

مائل صورت نگردد مرد معنی حق پرست
زانکہ جلوہ میدہد بر پوست رنگ اندباغ

ہر زمان در چشم مردم می نماید تازہ رنگ
ہست آن صباغ ہر دم مشتغل در انصباغ

کی شود موصول در قرب وصال ایزدی
تا نہ دنیا دار از دنیا کند حاصل فراغ

دل صفا دارد چو آئینہ ز ہر گرد و غبار
مرد صافی سینہ و روشن دل و روشن دماغ

حق ادا کردہ ہست در تبلیغ حکم بندگی
بہر تادیب گروہ بندگان شرط بلاغ

بشکند مینا ہمان ساعت شود ساقی خموش
چون لبالب از شراب زندگی گردد ایاغ

گیرد از دل ہر کہ ترک لذت دنیاے دون
کی نشیند بر سر مردار مانند کلاغ

دیدۂ عبرت کشا و قدرت قادر ببین
در بہار گل چو بلبل سیر کن در باغ و راغ

بندہ ہر چہ در راہ محبت گشت گم
باز شد ظاہر بنزان در عالم فانی سراغ

باعث تفریح طبع خلق ہندی نظم ہست
زانکہ در وی ہست ہر مضمون شگفتہ مثل باغ

سب سردارون سے زیادہ سنبل ہفت گیسو پریشان ہی رستم کو دیکھ دیکھکر سردارون سے کہتی ہی کہ شاہزادہ زبردستی گرفتار ہوا سب سردار گرفتار ہو گئے کیا کہون پہلے مین اس مضمون کو نہ سمجھی ورنہ اس سحر کو دفع کرتی یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ برف بارہ کو زندہ کرکے دکھایا تاکہ دیکھنے والون کو اعتقاد ہو مقام افسوس ہی اگر یہ تحفے پاس ہفت پیکر کے پہونچ گئے تو پھر انکا ملنا دشوار ہوگا اس خیال سے عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون کہ دل کی کیفیت کیا ہی میری تو عجب کیفیت ہی یہ نوبت ہی نظم

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے
کیا کہون کیا غم پنہان نے دکھایا ہی مجھے
آتش شوق نہانی نے جلایا ہی مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے
چہرۂ زار سے پردہ نہ اٹھاؤن کب تک
گو غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤن کب تک

تاب پرخاش ستمہاے نہان کی حد بھی
کچھ فریب دل بے تاب و توان کی حد بھی
قوت کشمکش آہ و فغان کی حد بھی
ضبط سوزان نفس شعلہ فشان کی حد بھی
کیونکہ خالی نہ کرون جی کہ بھرا آتا ہی
پیش حلقی جو نہین غصہ چلا آتا ہی

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کب تلک لب نہ شرر ریز شکایت ہووے
کیجیے صبر اگر صبر کی غایت ہووے
کچھ زبان بھی تو نہین زور کہ چل ہی سکے
غم کچھ ارمان نہین ہی کہ نکل ہی نہ سکے

جب سے عاشق ہوے ہم رنج نہ پائے کیا کیا
کیا کہین آہ کہ خاطر مین نہ لائے کیا کیا
لب پہ آئے نہ گلے جی مین گر آئے کیا کیا
جب تلک تاب رہی ناز اٹھائے کیا کیا
پر نہین حوصلۂ ہم ستم بھی اب تو
بیوفا ہاے ہوے جاتے ہین ہم بھی اب تو

یہ چند بند پڑھکر ملکہ بہت روئین کہا صاحبو دعا کرو کہ یہ تحفہ جات تا بہ ہفت پیکر نہ پہونچین سب سردار اور جملہ اہل فوج ملک ملک کے دعائین کرنے لگے برف بارہ نے جو سب کو روتے دیکھا جلادون کو طلب کیا

چند جلاد با خنجر ہائے برہنہ حاضر ہوے آواز دی پہلے رستم کا سر کاٹ لے ایک جوان زنگی تلوار کھینچے ہوے
قریب رستم کے آیا آواز دی اے جوان تیرا کیا نام ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا سمجھ کر
جیسے جو کھانا ہو وہ کھا لے ہم منگا سکتے ہیں اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو بلا دیں چونکہ تم قتل ہوتے ہو
جو کہو وہی کریں دم بھر میں لاشہ تمھارا خاک و خون میں غلطان ہوگا ہمارے ہاتھ سے قتل کا سامان
ہوگا رستم نے کہا او بیحیا ہمیں کوئی خواہش نہیں جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جو تیرے مالک نے
حکم دیا وہ بجا لا یہ کہتا تھا کہ پشت سے برق یار نے آواز دی او جلاد صاحب بیداد فوراً سر کاٹ لے ایسے باغی
سے کیا پوچھتا ہے اس سے باتیں وہ بنایہ سنتے ہی جلاد نے ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی رستم نے
وہی ہتھکڑی سر پہ جلاد کے ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا رستم نے بیڑیاں اور طوق توڑا جھپٹ کر نعرہ کیا **نظم**

شعلہ شعلہ شبہ ریشان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است	بر سر دار فنا خانہ غوغاے من
باک نہ دارم ز دار چوب ستون من است	خانہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر خشت تار عنکبوت کے پھینک دیا جلاد کی تلوار اٹھا لی لڑنے لگے کئی جوان اس مقام پر مارے لاشے
پڑے ہوے پھڑک رہے ہیں ہاتھ جو برق یار نے دیکھا پلٹ کے آواز دی ارے سب ہٹ جاؤ میں اسکو گرفتار
کرونگی جھولی میں ہاتھ ڈالا کہ اسباب سحر نکالوں رستم پر سحر کروں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جوان بوق کی
بجاتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ صور اسرافیل پھونکا زمین کانپنے لگی گھوڑے الف ہونے لگے ساحر کانپنے لگے
دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر اسی ہزار دیوانوں سے آکر پہونچے بوق سونے کا کمر سے نکالا بجادیا کہ ای قزاقان
بزنید و بکشید قزاقوں نے گھوڑے دوڑائے لشکر ساحران پر آپڑے جس ساحر نے منہ کھولا کہ اسماے سحر پڑھے
دو سو نے ناک کے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار ہو گیا کسی نے پہلو سے خنجر مارا کسی نے جھپٹ کر نیزہ مارا شاہزادہ
غضنفر لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ماموں جان آداب عرض ہم عین وقت پر آئے ورنہ آپ قتل ہو جاتے لیکن
سب سے بیغیرت نہیں رکھتے ہمیشہ دوست راستی مصیبت میں دوست پیارے والوں کی مدد کرتے ہیں ماموں جان
شاہزادہ بدیع الزماں ہر مقام پر غالب رہے قاسم کی بیغیرتی کی حد ہے کہ آنسے چشمک رکھتے ہیں یہ کہکے غضنفر
گھوڑے سے کود پڑے ایک سوار کو ٹھوکر مارا وہ گھوڑا رستم کے سامنے پیش کیا عرض کی اسپر سوار ہو جیسے
رستم پشت مرکب پر سوار ہوے کہا تیرے دیے ہوے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوے ڈر معلوم ہوتا ہے تو
سیکڑوں جگہ ذکر کریگا غضنفر نے کہا ماموں جان آپ قاسم کو منع کر دیجیے کہ وہ اب نام دنگل رستم کا ہرگز نہ لیں

آپکو مین نے اسی واسطے آکے بچایا ایک زمیندار نے سامان دعوت کیا ہی وہین جاتا تھا راہ مین آپکی خبر ملی آپڑا یہ کہکے قریب سنبل ہفت گیسو کے آیا زبان سے سوزن نکالی کہا میرا نام شاہزادہ غضنفر ہی ہمیشہ دعا مین دینا کہ ہمکو خدا سلامت رکھے جسپر مصیبت پڑے گی ہمین کام آئینگے یہ کہکے اور سردارون کی زبانون سے سوزن لی رستم کو بڑا قلق ہی کہ یہ دیوانا احسان کر رہا ہی جابجا ذکر کریگا کہ رستم کو مین نے رہا کیا اسکے احسان سے خدا بچائے مگر غضنفر اسپ بادپا کو اڑاتا ہوا قریب برف بار کے پہونچا برف بار نے خوب برف برسائی اس برف سے اُسی کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے برف کے انبار ہوگئے لیکن غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر گھوڑا اڑاتا ہوا قریب پہونچا برف بار نے جب دیکھا کہ اس شیر دلیر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہر چند برف برسائی کچھ نہ ہوا تلوار کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ مارے غضنفر نے بھی تیغہ روئین شگاف کا ہاتھ مارا کہ برف بار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی برف بار کے سب لشکر نے رہائی پائی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے لشکر ساحران ہفت پیکر کا نام لیتا ہوا بھاگا یہان ہفت پیکر جادو کوہ یاقوت پر ہی زیر کوہ لاکھون آدمی جمع ہین مرادین مانگ رہے ہین غلغلہ کر رہے ہین یا خداوند بیمار ہین صحت دیجیے اک برق چمک کر اُسپر گرتی ہی یا تو ڈولی مین پڑ کے آیا تھا اور یا ہاتھ پیرون مین طاقت آگئی بعض پکار رہے ہین یا خداوند زوجہ میری جو میرے ساتھ ہی اسکے یہان لڑکا ہو تب مجھے اعتقاد ہو ایک برق چمکی وہ عورت برق مین چھپ گئی اب جو ظاہر ہوئی تعریفین خداوند ہفت پیکر کی کرنے لگی پکار کر آواز دی صاحب مجکو پورا مہینہ ہی دیکھو پیٹ مین لڑکا پھر رہا ہی شوہر خوش ہو گیا تصوریہ یہ شعبدے سب کو دکھا رہی ہی سب کو مرادین مل رہی ہین یکایک تصوریہ کے کان مین آواز آئی کشتی ملا نام من برف بار جادو بود تصوریہ نے مثل انسان کے پکار اٹھی کہ برف بار جادو قتل ہو گیا اے ضیغم تم اپنے کو صحرائے حیران مین پہونچاؤ وہان بڑی خونریزی ہوئی طلسم کشا کو پکڑ لاؤ کوہ شق ہوا ایک شیر ظاہر ہوا شیر پر ایک ساحر عجیب شکل مہیب سوار تیغہ خون آلود ہاتھ مین آواز دی کہ یا خداوند غلام جاتا ہی اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہی یہ کہکے وہ شیر پہاڑ سے کودا در کوہ سے بارہ ہزار ضیغم نکلے ہر ایک کی پشت پر ایک ایک ساحر سوار تھا جست و خیز کرتے ہوے یہ بارہ ہزار ساحر چلے یہان رستم لڑائی فتح کر کے زرہ ہفت جوش زیب جسم کر چکے اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھ چکے اُسی صحرا مین اُتر پڑے خود بارگاہ مین آ گئے ہین سردار اپنی اپنی بارگاہین استادہ کرا رہے ہین کہ صحرا سے بارہ ہزار شیر منہ کھولے ہوے آکے لشکر پر گرے لشکر مین رستم کے ہنگامہ ہوا سمک نے آکے رستم کو خبر دی کہ بارہ ہزار شیر سوار آپ کے لشکر پر آ گرے ہین

تمام لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی کاہن کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر کوئی مراد نہین حاصل ہوتی ساحر جو سحر کرتے ہین
شیر سوار نہین ٹلتے سنبل ہفت گیسو آگ برسا رہی ہی مگر اُنکا لشکر ہٹتا ہوا دامن مین ایک پہاڑ کے آگیا درۂ
کوہ سے ایک شعلہ بھڑکتا ہی جو شیر سوار مارا گیا وہ لاشہ اُس شعلہ مین غائب ہو جاتا ہی صدہا شیر سوار مارے گئے
لاشہ شیر سوار کا نہین معلوم ہوتا رستم تلوار کھینچکر جا پڑے جس شیر سوار کے ہاتھ مارا اُسکے مع شیر دو ٹکڑے ہوے
رستم سب کو قتل کرتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے آواز دی ای فوج خداوندی طلسم کشا دہ
پہونچا سب ملکر اُسے گرفتار کر لاؤ دیکھا سب شیر سوار سمٹ کر اُسی مقام پر آئے سنبل نے دیکھا طلسم کشا پر
ہنگامہ ہی چاہتے ہین کہ لپٹ جائین رستم نے کسی کو گھونسہ مارا کسی پر قبضہ مارا گرد شیر سواروں کے لاشے بیچ مین
رستم لڑ رہے ہین سنبل نے سرداروں کو آواز دی آفتاب فلک سیر کاہن وغیرہ آگرے جب سحر کیا
گولے مارے دو چار شیر سوار مرے رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے آواز دی او نامرد سامنے مردوں
کے آ افسر قریب آیا اُسنے کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجیے رستم نے جواب دیا ٹھہر جا دیتے ہین شیر اُ
نے کہا ابھی لونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کیتیان پر گانٹھا اُجھلاوے سے ہاتھ نکالکر مارا افسر کے
مع شیر چار ٹکڑے ہوے ان سب کا افسر جو مرا اندھیرا ہوا دیر تک آگ برسی آواز آئی گشتی مرا نام سن
شیر سوار جادو بود لاشے مین شیر سوار کے غبار لپٹا ہوا طرف کوہ یاقوت کے اُڑتا ہوا چلا کوہ یاقوت
پر خدائی کے سامان ہفت پیکر کی درست ہو رہے ہین مرادمند جمع ہین ہر طرف سے آوازین بلند ہین کہ
یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے جو مراد مانگی وہی حاصل ہوئی ہوائین سرد چل رہی ہین اور
پھول برس رہے ہین جتنے کھڑے ہین سب جھوم رہے ہین کہ یکایک آسمان سے آکر شیر سوار کا لاشہ
پہاڑ پہ گرا لاشے کا پہاڑ پر گرنا یا تو سب کے سامنے یہ شیر درۂ کوہ سے نکلے اور ڈکارتے ہوے روانہ ہوے تھے
یا لاشہ جو آگرا سب نے حیرت ہو کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا ایک غل بلند ہوا سب پکار اُٹھے یا خداوند
یہ نقص قدرت ہی کہ جسکو تو روانہ کرے وہ یون مارا جاے آپ کیا زندہ نہین کر سکتے ماں کے پیٹ مین
نطفہ فوراً عطا کرتے ہین تصویر سنگی نے آواز دی ای شیر سوار زندہ ہو اپنے قاتل کا نام بیان کر یکایک
وہ شیر اور شیر سوار غلطک مار کر اُٹھے سامنے تصویر کے کھڑے ہوے پکار کر آواز دی یا خداوند کیا دریافت
کرتے ہین طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہین اگر کسی پہاڑ پر آپڑین تو زمین ہلادین اُنسے مین نہین یا
اُن سب پر حملہ کیا مگر کسی کو قتل نہین کر سکا اور لشکر طلسم کشا کے لوگ بہت سے کھاے کہ روحین اُنکی

پیٹ مین ہمارے چٹکرک رہی ہین جب کسی ساحر نامی کے سامنے گیا اُسنے ایسا سحر کیا کہ مین مُنھ پھیر کر بھاگتا تھا آخر ناچار ہوکر طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے جسم مین زرہ ہفت جوشن تھی پھر اُسکا زور نہ چلا آواز آئی جو گذرا وہ گذرا اپنے مقام پر جاؤ وہ شیر سوار پہاڑ سے پھاندا درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا حاضرین وقت کو بڑی حیرت ہوئی ہر ایک کا قول تھا مسلمان بڑے زبردست ہین جسدن سے قدم مسلمانون کا طلسم مین آیا کوہ نیرنگ تک صاحبقران پہونچ گئے تصویر کو توڑ ڈالا اگر کسی دن قدرت کی موجودگی مین کسی پہاڑ کے اوپر آگئے تو قدرت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہین جب اسم اعظم پڑھتے ہین ساحر کے ہونٹھ بند ہوجاتے ہین شاید ایسا ہو کہ کوئی ساحر زبردست تصویر مین آکر بیٹھا ہو اپنے کو خداوند بنایا ہو زرہ ہفت جوشن و کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا پاچکا اب تیغۂ ہفت جوہر باقی ہی مشہور ہی کہ زنار بلا افگن نے کیسے کیسے ساحر بھیجے ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے بعضے طلسم کشا تک پہونچ بھی نہ سکے مسلمان سارے طلسم مین پھیلے ہوئے ہین ایک لڑکا کمسن اُسکے ساتھ اسّی ہزار دیوانے ہین تمام قریات اُسنے لوٹ لیے جب ان پہاڑون پر گذر ہوگا تو ہم لوگ کہان جائینگے کہین ہمارے جانیکا ٹھکانا نہین ہی قصبے والے بھاگ کر جنگل مین چلے جاتے ہین یون جان بچاتے ہین ہم لوگ کہان جائینگے لاشۂ شیر سوار دیکھکر اعتقاد مین فرق آگیا آپس مین یہ باتین کرتے ہوئے اپنے اپنے گھرون مین آئے ملک یاقوت شاہ جو اپنے گھر مین آیا تخت پر آکے بیٹھا وزرا امیر جمع ہوئے یاقوت شاہ نے یہ بھی مقدمہ پیش کیا سب نے عرض کی ہم سب کو تردد ہی جو خداوند قدیم تھے دس بیس برس سے انکو چھوڑا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ان خداوند کی خدائی مین بھی فرق معلوم ہوتا ہی مسلمانون نے آکے گھیر لیا یاقوت نے کہا سلطنت کیونکر بچے جن بادشاہون کو طلسم کشا نے گھیرا اُنکے ملک لے لیے جو لوگ اُنکے شریک ہین اُنکو سلطنت دیتے ہین سیکڑون ملک قبضۂ مسلمانان مین آگئے اسلام آباد ہوے کوئی وہان ہفت پیکر کا نام بھی نہین لیتا اگر تم سب کی صلاح ہو قبل از فتح ہونے طلسم کے طلسم کشا کے جاکے شریک ہون اُنکے ساتھ شریک لشکر کشی رہین طلسم کشا شاید ہمارا ملک و مال نہ لے اور ہمین کو سلطنت دے آج خوب ظاہر ہوگیا ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہی رنگ اُسنے اپنا باندھ لیا ہی ہفتے مین سات دن ہوتے ہین ان تصویرون مین آکر سحر سے قدرت نمایان کرتا ہی آج مجھپر حال کھُلا کہ شیر سوار اُسی وقت گیا اُسی وقت اسکا لاشہ آیا یہ بھی شعبدہ تھا کہ آواز دیکر اُسے زندہ کیا اور کہدیا کہ اپنے مقام پر جاکر سکونت اختیار کر نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی آفتاب فلک سیر

کیمیا ساحر زبردست ہی نجوم بمثل جانتا ہی کیمیا جا کر طلسم کشا کا شریک ہوا سنتے ہین کہ طلسم کشا اُسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور تقاضاے جرأت یہ ہی کہ ہر وقت منع کرتے ہین سحر نہ کرو ہم سحر کے خواہان نہین ہم چھوٹے ساحر ہین خداوند بڑے ساحر ہین جسدن طلسم کشا آجائیگا بھاگتے رستہ نہ ملیگا زرہ ہفت جوش کلاہ ہفت گوشہ پا چکے اب صرف تیغۂ ہفت جوہر لینے کو باقی ہی مجھے یقین ہی کہ فکر لوح کریگا صاحب اقبال ہی جو نشان لوح جانتا ہوگا وہ جا کر بتادیگا لوح لے لینگے لوح ملی اور طلسم کشا ہم لوگون کو شریک بھی نہ کریگا وزیرون نے یہ باتین سُنکر سر جھکا لیا کوئی بادشاہ کی بات کا جواب نہ دے سکا بعض نے یہ بھی کہا کہ جو حضور فرماتے ہین یہی ہماری بھی راے مین آتا ہی کہ حضور کی تدبیر سے تیغہ ہفت جوہر حاصل ہو اور طلسم کشا کے پاس لے کے چلین یاقوت نے کہا مین اپنے گھر مین ذکر کرلون میری زوجہ سے اور زنار بلا الگن سے دوپٹہ بدلا ہوا ہی وزیر اُسے صلاح کر کے گھر مین آیا زوجہ اسکی الماس جادو اُس سے اُسنے سب حال بیان کیا زوجہ نے کہا مین زنار کو بلا بھیجون اُسکو مار کر تیغۂ ہفت جوہر لے لیجیے یاقوت بہت خوش ہوا کہا صاحب نامہ لکھو زنار آوے اُسکی دعوت کرو تیغۂ ہفت جوہر لے لو الماس نے اُسی وقت نامہ لکھا ہمشیرہ زنار تمکو مدت سے نہین دیکھا لہذا آؤ آنکر ہمسے ملو تمھارے پاس تیغۂ ہفت جوہر ہی طلسم کشا تمھاری فکر مین ہی ایسا نہ ہو کہ اُس سے تمھارا سامنا ہو جاے ہم تمھارے دیدار سے محروم رہین کل سرداران طلسم کشا تمھاری فکر مین ہین ایسا نہ ہو کوئی سردار تمکو دھوکہ دے خبردار کسی کے یہان مہمان نہ جانا یہان جو آنا تیغۂ ہفت جوہر لیتی آنا ایک شب کی یہان تکلیف ہوگی یہ نامہ لکھکر ماہیار نامے کنیز کو دیا اُسنے جھولی مین رکھا اُڑتی ہوئی طرف قلعۂ زنار یہ کے پہونچی قضاے کار ملکہ سنبل ہفت گیسو شیر سوار کی لڑائی سے فراغت کر کے داخل بارگاہ طلسم کشا ہوئی بیٹھے بیٹھے گھبرائی عرض کی ای شہریار کنیز کا اسوقت دل گھبراتا ہی دل کہ رہا ہی اگر کنیز فکر کرے کیا عجب ہی کہ تیغۂ ہفت جوہر کا پتہ مل جاے رستم نے کہا ملکہ ہفت پیکر کے سردار تمھاری فکر مین ہونگے ایسا نہ ہو لشکر سے نکلو اور کسی بلا مین مبتلا ہو سب مین مشہور ہی کہ سنبل ہفت گیسو نے زرہ ہفت جوش دلوائی باپ کو قتل کرایا سنبل نے عرض کی کہ کنیز کی جان تک سرکار کے کام پر نثار ہی یہ شیر سوار وغیرہ جو آئے ہفت پیکر کے بھیجے ہوئے تھے یہ کہکے باہر آئی آتے ہی ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہو کے چلی ایک پہاڑ پایا کر ٹھہری ماہیار نامے جو نامہ لیکر چلی تھی اُڑتے اُڑتے تھک گئی خیال مین آیا اس پہاڑ پر اُترون چشمے پر پانی پیکر اپنے کو

سرو تازہ کرون ابھی جواڑونگی تو قلعۂ زنّاریہ مین جاکر ٹھہرونگی یہ حیح کر اسی پہاڑ پہ آتری چشمہ پہ پانی پیا
اور ٹہلنے لگی زیر نخل ملکہ سنبل بیٹھی تھین اُنھون نے دیکھا ایک ساحرہ آئی پانی پی کر ٹہلنے لگی طرف قلعہ زنّاریہ
کے منھ کرکے دیکھ رہی ہی ملکہ کو گمان غالب ہوا کہ یہ کسی کی بھیجی ہوئی ہی کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اسم سحر
پڑھا جب ہاتھ سے چھوڑا کارد مثل شعلۂ جوالہ کے چلی ملکہ نے پکارکر آواز دی اوساحرہ ہوشیار ہوجا وہ پلٹی
کارد سینہ پر پڑی توڑکر پشت کو پار گذری سنگ باری برف باری ہونے لگی طائر اُس کوہ کے پرون سے
سر پیٹ رہے ہین ملکہ چاہتی ہین کہ یہ ہنگامے موقوف ہون تو مین اُسکی نعش کی تلاشی لون جب تھوڑی
دیر مین ہنگامہ دفع ہوا اقتضائے کار اِس کوہ کے حاکم شقائق جادو و حقائق جادو درۂ کوہ مین پڑے
ہوئے سو رہے ہین کوہ پر تڑاقا ہوا دونون بیدار ہوے شقائق نے حقائق سے کہا کون ساحر ایسا
زبردست آیا کہ جسنے ہمارے پہاڑ پر آکر یہ ہنگامہ برپا کیا آنکھین ملتے ہوے دونون اُٹھے درۂ کوہ سے
جھانک کے دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر طلعت گاتی دوپٹے کی باندھے ہوے ایک نازنین کا لاشہ برابر
اُسکے پڑا ہوا ہی حقائق نے کہا ای برادر مین اس مہ جبین کو پہچانتا ہون اتنا جانتا ہون کہ طلسم کشا
کی طرفدار ہی ایک طرف سے تم سحر کرو اور ایک طرف سے مین سحر کرون ورنہ یہ تڑپ کے نکل جائے گی یہ
بڑی نامی ساحرہ ہی حقائق و شقائق دونون آپس مین صلاح کرکے چلے سنبل نے دیکھا بیچ مین سے
کوہ شق ہوا دو ساحر داہنے بائین سے پیدا ہوے آواز دیتے ہوے او نازنین کہان جاتی ہی
ایک نے داہنے پر سے گولہ مارا ایک نے بائین پر سے ملکہ نے داہنی طرف کا گولہ روک لیا بائین طرف والا
گولہ جو پھٹا دھوان اُسکا آنکھون مین لگا وہ گولہ جو ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا شقائق کا سر پھٹا بائین
طرف سے دھوان جو لگا ملکہ غش کھاکے گرین حقائق نے گرفتار کرلیا آکر اُس کنیز کی تلاشی لی جھولی
مین سے نامہ نکلا الماس زوجۂ یاقوت کا لکھا ہوا سونچا کہ یہ گنہگار ہی سنبل کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا
طرف قلعہ زنّاریہ کے چلا یہان شمیم گھبرائے جب سنبل کو عرصہ ہوا گھبراکر یمک سے فرمایا نہین معلوم کہ
سنبل کو کیون عرصہ ہوا ذرا جاکر تلاش تو کرو جسوقت سے وہ گئی ہین دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اپنی تو

عجب کیفیت ہی نظم

ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی	پیرہن تن پہ مرے گرد مین بالاپوش ہی
دور ہون یکجائی پہ بھی صورت فانوس شمع	ہی بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہی

کشور خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین آ
جان جاتی ہی ولیکن آہ دل کرا نہین
کوچہ و بازار مین رسوا کر عاشق کو تو
عاقل اسقدر تو یہ کار خویش ہم دیوانے ہین
حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوشی
روتے روتے پانی ہوکر بہ گیا آخر کو مین
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہی قد داستان کا خم
درد دل کہنے کی خو مجھکو نہ سننے کی اُسے
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہی جسکو زندگی
موت کا سامان ہی فریاد سامان نشاط
گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
ناگوار آتش ہی اپنی ہمت مردانہ کو

بار خاطر زندہ ہی مردہ وبال دوش ہی
ناقہ لیلی روان ہی پر جرس خاموش ہی
ای صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہی
موسم گل تک گریبان پھاڑنیکا ہوش ہی
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہی
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہی
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہی
عہد مین میرے زبان نایاب و عقل و گوش ہی
طوق کا حلقہ پری کا حلقہ آغوش ہی
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہی
رات اندھیری ہی چراغ خانہ تک خاموش ہی
باندھنا مضمون غیر اتری ہوئی پاپوش ہی

رستم کو جو سمک نے بیقرار پایا عرض کی غلام ابھی تلاش کو جاتا ہی یہ کہکے رستم سے سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس پہاڑ کے آیا دیکھا ایک مرد کا لاشہ پڑا ہی اور ایک عورت کا لاشہ پڑا ہی ساحر بنکر پھرنے لگا کہ درہ کوہ سے دو چار جادوگر نکلے سمک نے اُنسے ملاقات کی صاحب سلامت کرکے پوچھا اس کوہ کا حاکم کون ہی ساحر رونے لگے کہا شقائق و حقائق دو بھائی تھے ایک کو سامری و جمشید نے بلا لیا ایک طرف قلعہ زناریہ کے گیا ہی اب تو سمک نے باتون مین سب حال دریافت کیا پوچھا کہ اب یہان کا حاکم کون ہی کہا زنبیل جادو سمک نے کہا میان زنبیل کو ہم دیکھ بھی سکتے ہین اُن ساحرون نے کہا اندر درہ کوہ کے بیٹھے ہین صورت زنبیل کی پہچان کر سمک آگے بڑھا ایک مقام پر بیٹھکر زنبیل کی شکل بنا قلعہ زناریہ پوچھتا ہوا چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا اُسی شکل پر داخل قلعہ ہوا پوچھتا ہوا حقائق جادو کہان ہی یہان حقائق ملکہ سنبل کو لیے ہوے پاس ملکہ زنارہ کے آیا زنار سنبل کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا تو طلسم کشا کے بہت بڑے دوست کو گرفتار کرکے لایا حقائق نے کہا ایک کنیز نامہ لیے ہوے تمھارے پاس آتی تھی سنبل نے اُسکو مارا میرے

کان مین جو آواز آئی ہم دونون بھائی جا پڑے ایک بھائی کو تو اُسنے مار لیا مین نے گولہ سحر کا پھینکا میرے
گولے سے یہ بیہوش ہوئی ہر چند کہ جمال اسکا دیکھتے ہی مین بیتاب ہوگیا مگر دل نے کہا کہ اسکی صورت
ظاہری پر مائل ہونا اچھا نہین خدمت مین زُنّار کی لیچلو ملکہ زنار اسکو سزا دیگی زنار نے رات کو قید کیا صبح کو
دربار مین آکر ابھی حقائق سے باتین کر رہی ہی زنار کہہ رہی ہی کہ اسکے قتل سے طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا اسکے
قاتل کو بچنا دشوار ہو جائیگا کہ ساحرون نے آکر خبر دی ای حقائق تمہارا ملازم زنبیل جادو دروازے پر آیا ہی
اسنے گھبرا کے کہا بلاؤ سمک بشکل زنبیل اندر آیا پہلے زنار کو سلام کیا پھر حقائق سے متوجہ ہوا کہا حضور ساحرہ کو
یہان لیکر چلے آئے طلسم کشا کو نہین معلوم کیونکر خبر پہونچی کاہن کو بھیجا بیابان آفتاب نے آکے گرمی دکھائی ہوا کو گرایا
نوکرون کو آپکے قتل کیا مین پہلے ہی بھاگ آیا تھا بیرون کوہ سے سب معاملہ دیکھا کیا جب وہ قتل و غارت
کرکے پلٹ گئے تب مین نے کہا چلکر مالک کو اطلاع دون ابھی اسکو قتل نہ کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا سن پائے مین
ہماری خبر پہلے لشکر طلسم کشا مین گیا سنا کہ طلسم کشا کو اسقدر ملال ہی کہ خاصہ نوش نہین فرمایا اور سب صاحب
تلاش مین اسی ظالم کی نکلے ہین کہ جہان ملے اُسے لاؤ اگر میرے نام حکم ہو تو مین اسے قتل کرون وعدہ کرتا ہون
کہ سر اسکا سامنے طلسم کشا کے لیجاؤن بڑے لطف سے سر پہونچاؤن بعد اسکے آپ لوگون کو اختیار ہی اپنے کو
سحر سے مخفی کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا آپ لوگون کو پا جاے زنار نے کہا ہم ایسے مقام پر چھپینگے کہ طلسم کشا تو
کیا ہی یک خیال نہ پہونچ سکے جو اس مقام پر آ کے مارا جائے سمک نے پوچھا آپنے تیغہ ہفت جوہر کہان
رکھا ہی اسنے دکھلا کر کہا تیغہ ہر وقت کمر مین رہتا ہی کسکی مجال ہی کہ تیغے پر نگاہ ڈالے سمک نیچہ کھینچکر اُٹھا ملکہ
سنبل سے اشارہ کیا وہ گنہگار سر جھکا کر بیٹھ حقائق تو حال قتل اپنے عزیز و لنکا سنکر خاموش ہی جوش ہی کہ
بدلہ اسکا طلسم کشا سے جا کر لون کہ سمک نیچہ کھینچکر سر پر سنبل کے آیا سر زنجیر کو تھام کر جھٹکا مارا کہا اپنے غلام
کو چاہئے مین ہون سمک بن عمرو آپکی زبان سے سوزن نکالون آپ نکل جائیے گا سنبل نے اشارہ کیا کہ
مین تجھکو لیجاؤنگی بارگاہ مین آگ برسانے لگی سمک پیترے بدلنے لگا پکار کر آواز دی معشوق طلسم کشا کو قتل
کرتا ہون زنار و حقائق نے اشارہ کیا ارے سر کاٹ لے اسی کی وجہ سے زرہ ہفت جوش ملی اگر طلسم کشا
عمر بھر کوشش کرتا تو زرہ نہ ملتی سمک نے باتون مین زنار و حقائق کو لگا کر زبان سے سنبل کی سوزن نکالی
سنبل نے سوزن نکلتے ہی اشارہ کیا کہ ماران سیاہ جو جسم مین لپٹے تھے وہ جل کر گرے تڑپ کے بلند ہوئی
ایک گولہ مارا بارگاہ مین زنار کی آگ لگا دی سمک کو جو ساحرون نے گھیرا سمک نیچہ کھینچکر لڑ رہا ہی کہ

ساحرات سے مارے سنبل نے دیکھا زنار پنجہ کھینچکر سمک پر چلی سنبل سمجھی کہ اب سمک قتل ہو جائیگا جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک پرچہ کاغذ کا پھینکا وہ سنہرہ پنجہ بنکر گرا کمر مین سمک کی پڑگیا لیکر بلند ہوا اب سنبل لڑتی بھی جاتی ہی اور پیچھے ہٹتی آتی ہی دروازے پر لاکھون جادوگر تھے انھون نے سحر کی آگ برسائی تلوارین گرائین یہ چاہتے تھے کہ سنبل کو زخم پہونچائین لیکن سنبل آتش سحر سے مثل شعلۂ جوالہ نکلتی ہی تلوارون سے یون نکلی گویا جوہر تیغون کا ظاہر ہوا کوئی حال اسکے نہ ظاہر ہوا لڑتی ہوئی بیرون قلعہ پہونچی ہزارون جادوگر آئے آگے کوچون مین لاشہاے ساحران کا انبار کردیا مکان سیکڑون گرادیے اسمین بھی ساحر دبکے مرے جو ساحرون کے اندھیرا ہوا سنبل بیرون قلعہ آئی اب سنبل کر سحر کر رہی ہو مطلب یہ تھا کہ زنار کو قتل کرون مگر پنجہ قابو نہ ہوتا تھا کیسے سحر زنار وغیرہ لیے ہے مگر سنبل زخمی لڑتی بھڑتی نکلی چیخ مارکر بلند ہوئی ستارہ بنکر آسمان مین ڈوبی وہان سمک کو پنجہ لیے ہوے جاتا تھا لمعان سحر بند کو لمعان پیچھے پیچھا کر رہی تھی کہ اسنے دیکھا ایک سنہرہ پنجہ ایک عیار کو لیے جاتا ہی لمعان نے سحر کیا سمک زمین پر گرا سمک نے گرتے ہی آواز دی ہمیشہ دلبر سے سجان مبارک باشد لمعان نے پوچھا ارے تو کون ہی کہا منصور کا بچہ گویا ایک ساحر نے رات کو واسطے تجربے کے بلایا صبح کو جو سوا سیر ہوتا تھا مین نے نکال لیا ایک کاغذ میری کمر مین لپٹا دیا کہا جاکے کسی جنگل مین اسے چھوڑ آ یہ غلام کی کیفیت ہی صبح کا وقت ہی کچھ بھیرون مین سناؤن یہ کہکے بایان کھینچا سید معا تھپکا چھیڑنے لگا لمعان سے آنکھین لڑاکر غزل انشا گانا شروع کی

نظم

یہ قدرت نقب ہی تیرے کلک گوہر افشان کا	بہار صبح اک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا
مری باد نفس سے گر ہو پران پردۂ غفلت	بشر فرقہ کے چشم تر قطرہ ہو لعل عرفان کا
ریاض قدس ہریالی مرے صحن سرا کی ہی	بہار انس گلدستہ ہی میرے طاق ایوان کا
سحاب ملک جان ہون گر مین برسون کشت گردون پر	روان ہو جوے خشک کہکشان مین چشمۂ حیوان کا
دلون مین شاعرون کے گوہر معنی نہ پیدا ہون	ٹپکے گر صدف مین آنکے قطرہ میرے نیسان کا
نہیں پیدا ہوا مین اس باد و خاک و آب و آتش سے	کہ مرکز چار عنصر سے ہی باہر میرے ارکان کا
بشر کے قالب خاکی مین جو مین جلوہ فرما ہون	تماشا دیکھنا منظور ہی بزم امکان کا
مرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت مین	وہان کے دام و دد کو عار ہی منصب سلیمان کا

رہا مین دہر مین اندیشۂ آسیب سے ایمن گہر کو کیا خطر ہی لطمۂ دریاے عمان کا
جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ ہی میرا مجھے ہی مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا
مری خاک قدم سے تاج خسرو استقامت ہی مری نعلین کو ہے سربلندی تاج سلطان کا
فنا فی المرتضے کے رتبے سے ہو جسکو آگاہی مقام اُس شخص پر ہو کشف میری عزت و شان کا
عروس بن کو میرے عقد سے سو سو تفاخر ہون شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا

یہ غزل سمک نے اس رنگ مین گائی کہ لمعان رونے لگی گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا ارے تو تو اس لائق ہی کہ تجھکو تعویذ بازو بنائے ایک کنیز نے عرض کی واری اسکے دام کر مین نہ آئیے کا یہ طلسم کشا کا عیار ہی اسنے قلعہ آتش مین جا کر قیامت برپا کی ملکہ سنبل کو جا کر رہا کیا میرے ایک عزیز وہان نوکر تھے انکے سامنے یہ سب معرکہ گذرا یہ تصویر سنبل کا تھا اسکو حرات اپنے لشکر کے لیے جاتا تھا سمک نے کہا حضور اصل کیفیت یہ ہی کہ مین نہین جانتا نہ تارے کہان ہی لمعان نے کہا ابھی کہ تو کٹورے مین تجھے قتل کرونگی کنیز مین اُٹھین عرض کی واری آپ قتل کیون کرین کنیزین قتل کرینگی ایک کنیز نیچہ کھینچکر سر پر آئی چاہا کہ ہاتھ مارے کہ آسمان پر سنبل ہفت گیسو چمکی دیکھا سمک زیر تیغ بیٹھا ہی ایک کنیز چاہتی ہی نیچہ مارے اور لمعان جادو اشارے کر رہی ہی کہ جلد اس مکار کو قتل کر اسکا زندہ رہنا بہتر نہین وہین سے سنبل نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کنیز کا سر اُڑ گیا کڑک سے جو گری کی سر آزادیے لمعان نے سحر کیا گولا اُٹھا کر مارا سنبل نے گولہ کا اُس سے ایک برق چمکی کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے لمعان نے دوسرا گولہ مارا قریب سنبل کے گولہ پہونچا سنبل نے منھ سے دھوان چھوڑا گولہ پھٹا پھٹکر گرا ایک برق چمکی سامنے لمعان کی آنکھون کے برق آئی پلک اسکی جھپکی اُس عالم مین سنبل نے زلف کو ہلایا ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی لمعان کے سر پر پڑی کہ سر لمعان کا پھٹ گیا مار کر لمعان کو پہاڑ کو ویران کیا خزانہ لوٹ لیا سمک نے پہلے روپے لوٹے جب اشرفیان دیکھین روپے پھینکے اشرفیان اُٹھائین کمر مین رکھین سنبل نے سمک کو اُٹھا لیا لیکر لشکر مین آئین یہان طلسم کشا پریشان بیٹھے تھے سنبل نے آکے سلام کیا سمک کو حاضر کر دیا رستم بہت خوش ہوے مگر وہان زوجہ یاقوت ماہیار کنیز کو جو روانہ کر چکی تھی جب کئی دن گذر گئے یاقوت نے گھبرا کر کہا کیون صاحب جواب ملنے کا نہ آیا یاقوت نے کہا اور نامہ روانہ کرو الماس نے اور نامہ لکھا شقائق نامے کنیز نامہ لیکر چلی صبح کا وقت ہی ہواے سرد چل رہی ہی جنگل پر عالم بہار گل خودرو سے جنگل بنا گلشن ہی نخل سرسبز و شاداب نہرون مین پانی لاجواب شقائق ہر جگہ ٹھہرتی ہوئی جاتی ہی کبھی کسی چشمہ پر ٹھہرتی

گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی شخص بھیروین کے سرون مین اس غزل بے بدل کو گارہا ہی **غزل**

مرا خون اُسپہ تا ثابت نہ ہو سکا رروتا ہی — مجھے مارا ہی یہ ظاہر مین وہ عیار روتا ہی
مین اس صحراے وحشت مین ہون برگشتہ ای دلبر — کہ چشم آبلہ سے ہر قدم اک خار روتا ہی
بلا بھیجا ہی محبوب حقیقی نے چلا ہون مین — ہنسی آتی ہی مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہی
مرض الفت کا ہی تو مانع گریہ نہ ہونا صح — مسلط چشمہ ہوجاتا ہی یہ آزار روتا ہی
مری گردن جھکا دینے سے رحم آیا ہی قاتل کو — وہ خود سر خم کیے کھینچے ہوے تلوار روتا ہی
بہت اُس کوچے مین نالان رہا لیکن نہ یہ پوچھا — کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہی
ہمیشہ ہجر کا غم ہر تصور وصل کا کا ہے — جو دل اکبار ہنس دیتا ہی تو سو بار روتا ہی
مری حالت پہ دل بگڑا ہی تیور ہین مگر گڑے — زخم سے گلے ملتا نہیں پر یار روتا ہی
ترے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے — مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہین ناچار روتا ہی
مقابل ہو کے رہتا ہی تو پھر تھم تھم کے کیون روون — ہمارے کھیل مین کیا ابر دریا بار روتا ہی
دعائین مانگ کر ہنسنے پر اُسکے موت مانگی تھی — خدایا اب جلا مجھکو مراد لدا ار روتا ہی
قبول اس دہر کو غفلت کدہ جان اور نہ خوش رہنا — جو غافل ہی وہ ہنستا ہی یہان ہُشیار روتا ہی

یہ غزل سنکر شقاقل طرف صدا کے متوجہ ہوئی دیکھا ایک نازنین ایک نخل کے سایے مین لباس تیز زیب پہنے ہوے بیٹھی ہی پھولون کے زیور مین لدی ہوئی آسن مارے ہوے تن تن کے یہ اشعار گارہی ہی طائر ہر طرف زمزمہ سرائی کرتے ہین گانے پر محو ہو رہے ہین شقاقل قریب پہونچی جھک کر اُسکو سلام کیا اُس نازنین نے اشارے سے سلام لیا اشارہ کیا بیٹھ جاؤ شقاقل بیٹھ گئی گانے لگی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا درخت سے پھول برسنے لگے شقاقل کے آگے انبار ہوگیا اشارہ کرکے اُس نازنین نے پھول اُٹھا کر سونگھے شقاقل نے بھی مٹھی مین پھول اُٹھائے اُٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی آنکھین سرخ ہوئین گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری اُس نازنین نے اُٹھکر شقاقل کا سر کاٹ لیا جھولی سے نامہ نکالا نعرہ کیا منم سنبل ہفت گیسو بارگرا ہسکو نامہ اُسکی جھولی سے لیا خدمت مین رستم کی آئی عرض کی کہ حضور کوچ کرین اور کوہ یاقوت کو تشریف لیچلین طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ یاقوت جادو آپ کے ملنے کا خواہان ہی دو کنیزین اُسکی زوجہ کی بھیجی ہوئی قتل ہوئین دونون کے پاس اِسی مضمون کے نامے نکلے رستم نے بلاکر مقدمۃ الجیش کو حکم دیا کہ بموجب حکم ملکہ سنبل کے اُتالا بارگاہ کا

طرف کوہ یاقوت کے روانہ ہو دوسرے دن سے پیشیرو لشکر طرف کوہ یاقوت کے لیچلا ملکہ الماس جادو زوجۂ
یاقوت نے جو دو نامے بھیجا اور جواب ایک کا بھی نہ پایا حیران ہو کر کنیزون سے کہنے لگی کہ مقام حیرت ہی کہ دو
کنیزان معتبر حیثیت و چالاک سحر مین بھی بیباک گئین اور پلٹ کر نہ آئین مین خود جاؤن شوہر کو بلا بھیجا ملک یاقوت سے
سب حال کہا یاقوت نے کہا صاحب تمھین جاؤ ہم بھی چاہتے ہین کہ طلسم کشا سے ملین مگر یہ آبرو ملین سارے
طلسم مین آبرو ہو کہ شاہان ہفت کوہ مین سے ملک یاقوت شاہ بادشاہ کوہ یاقوت شریک طلسم کشا ہوا
الماس اسی وقت روانہ ہوئی بادشاہ کوہ یاقوت کی زوجہ دریاے جواہر مین غوطہ زن سحر و ساحری مین یرفن
لباس معقول پہنے ہوے روانہ ہوئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا کہ ایک لشکر کی آمد ہی اور
سب کے آگے آفتاب فلک سیر گھوڑے پہ سوار پیشیرو لشکر ہی سات ہزار سوار پرے اسکی پشت پر جمائے ہوے
اور وردیان برنگ مختلف پہنے ہوے اس ساز و سامان سے سامنے سے گذر گیا اس لشکر کو دیکھکر الماس
حیران ہوگئی بعد اسکے دیکھا سیماب جادو و سات ہزار ساحر اسکی پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے
سے گذر گئین اسکے بعد ملکہ لالہ عذار ساٹھ ہزار فوج سے یہ بھی گذر گئین اسکے بعد سنبل ہفت گیسو تخت پر سوار
گرد ڈیڑھ لاکھ عورتین اسکے تخت کو گھیرے ہوے سقے آب پاشی کرتے ہوے کہ گرد نہ اوڑے ایسا نہ ہو کہ
عارض انور پر گرد و غبار پڑے آئینۂ رخسار مکدر ہو سب شاہ و شہریار اسی کے تخت کو گھیرے ہوے اسکے
ساتھ بےحساب فوج ہی اژدرون پر اٹالے بارگاہ کے لدے ہوے اژدر منہ سے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے
تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہی اسکے بعد دیکھا ملکہ شعلۂ جوالہ و سیمتن بڑے زور و شور سے ہمراہ لشکر گران
گذر گئین اسکے بعد دیکھا اجماع عالم انبوہ خلایق علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ایک ہزار
نشل دیو کے جھومتا ہوا علم زرنگار کی جھڑ کاندھے پر سائے مین علم کے ایک جوان رعنا بلند بالا خود سر پر
رکھے ہوے زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہزار ہا نقیب آوازین دیتے ہوے
کہ بار و ادب سے چلو جو جوان کہ حسن و شوکت مین یکتا یعنی طلسم کشا ہی اسکی سواری مین خوش آواز نقیب
دعائین دیتے ہوے پشت پر بہیر بنگاہ بازارین لشکر کی جمی ہوئی منزلون تک آثار لشکر طلسم کشا کا ہی
جہان تک نگاہ جاتی ہی علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے یہ شوکت و شان دیکھکر ملکہ الماس کو
پسینہ آگیا دل بیقرار ہو گیا آنکھین نفس برسات کا ابر بنگئین جی مین کہتی ہی اے الماس یہ لشکر جس ملک پر جاکر
گریگا کوئی ذیحیات نہ بچیگا حقیقت مین یہ شاہزادیان بڑے عیش مین ہین یہ مجمع عام ساحران زبردست طلسم کشا

جری و بہادر انکو کون روکیگا اب کون روک سکتا ہی اجماع لشکر پر ثابت و سیارہ کو سکتا ہی کیا لشکر ہی اور کیا تاجدار ہی جاکر شوہر کو سمجھاؤن ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد ہو ای الماس اب مین قلعہ زناریہ پر جاؤن یا اپنے قلعے مین جاؤن اس فکر مین حیران کھڑی ہی آخر یہ سوچی کہ زنار کو جا کر لاؤن طرف قلعۂ زناریہ کے چلی مگر چوٹ کھائی ہوئی آہ آہ کی صدا دل سے بلند کرتی ہوئی کبھی بیقرار ہو کر پکار اُٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ

نظم

ٹھوکرین مار کے مُردون کو جلاتے نہ چلو — رشک سے خاک مین زندون کو مِلاتے نہ چلو
اُنکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا — فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو
باغ مین آئے ہو ساتھ اُنکے بھی پھر لو دو گام — کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چُکاتے نہ چلو
برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی — راہ کو کاٹتے جاوے کو جلاتے نہ چلو
سائل بوسہ کو منھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ — نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو
گرے پڑتے ہین کنوین اور گڑھون مین رہگیر — ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو
دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے — یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو
گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے — طفل غنچہ ہی غریب اُسکو ڈراتے نہ چلو
پُر مشقت ہی رہِ عشق نہ طی ہو دو گام — کو سون دریا کو پسینے کے بہاتے نہ چلو
منھ چھپا کر یہ تمھارا ہی نکلنا اندھیر — رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی — کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو
بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤ گے — قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو
اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹوا ؤ — یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو
کوے معشوق مین ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ — یہ شگون نیک نہین خاک اُڑاتے نہ چلو
اُنسے کہدو کوئی آتے ہین جو یہ لکّہ ابر — چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی الماس زوجۂ یاقوت قلعۂ زناریہ مین پہونچی ملکہ زنار بلا افگن کو خبر ہوئی براے استقبال نکل آئی آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن کیونکر آنیکا اتفاق ہوا الماس نے کہا مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ تمنے ایک کنیز کو بھیجا نامہ اپنا مُہری دیا اُسمین یہ مرقوم تھا کہ بہن ہمین سرفراز کرو حال نہ کھلا کہ اُس کنیز پر کیا گذری زنار نے کہا تمھاری کنیز کو سنبل ہفت گیسو نے قتل کیا خقائق و شقائق مالک اُسکو کے

نکلے سنبل پر سحر کیا سنبل نے شقائق کو مارا حقائق نے سحر کرکے سنبل کو گرفتار کر لیا گرفتار کرکے یہان لایا عیار طلسم کشا بھی برابر پہونچا آکر اُسنے سنبل کو رہا کیا اُس دن دس بیس ہزار ساحر بیہا لنکا مارا گیا اگر وہ نکل گئی اور عیار کو بھی لے گئی دوسری کنیز کا حال نہین معلوم غرضکہ استقبال کرکے الماس کو بارگاہ مین لائی الماس نے تعریف لشکر طلسم کشا کی شروع کی اور کہا ایسے ایسے ساحر شریک طلسم کشا ہین کہ زمین ہلا دینگے کائنات طلسم ہین زنار کہتی ہی بوا تم تو اسقدر تعریفین کرتی ہو کہ اُنکے آگے قدرت کی کچھ حقیقت نہین ہی ایسے لشکر قدرت نے سالہا سال مشقت کی تب ممکن ہوے جسدن ارادہ کرینگے ایک دن مین لشکر طلسم کشا مٹا دینگے منھ سے اُف کرین سارا جنگل دھوین سے بھر دین کون قدرت کا سامنا کر سکتا ہی باتین کرتے کرتے الماس نے جام و صراحی کو اُٹھایا ایک جام آپ پیا دوسرا زنار کو دیا کہا لو بوا جام پیو جیسے ہی جام زنار نے ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی شعلہ بھڑکا اُڑی زنار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون الماس یہ کیا حرکت تھی الماس کانپنے لگی کہا بوا مین نے کچھ نہین ملایا یہ کہکے ہاتھ چھڑایا اُٹھکے بھاگی زنار نے کہا لینا یہ جانے نہ پاے ہزارہا جادوگر پیچھے الماس کے چلا جب دروازۂ قلعہ پر یہ پہونچی چاہا خندق کے پار جاؤن خندق سے ایک شعلۂ آتش بھڑکا برابر منھ کے آکر پھٹا کہ اُس شعلے سے دھوان نکلا بیہوش ہوکر الماس گری ساحرون نے گرفتار کر لیا سامنے زنار کے لائے زنار نے زبان مین سوزن دی مسلسل و مطوق کیا ہاران سیاہ ہم مین لپیٹا کر کہا انکو لیجا کر قیدخانے مین قید کر دین انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی الماس کو جب کئی دن گذرے یاقوت شاہ فراق زوجہ مین گھبرایا شکار کے حیلے سے صحرا مین آیا گل لالہ کو دیکھکر عارض محبوب یاد آئے بیقرار ہوکر گھوڑے سے کود ا پا دین اپنی زوجہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے — عاشق بزرگ لوگ ہین اِس خوردسال کے
ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید — سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے
مضمون رنگان ہی طبیعت کو اپنی تنگ — گاہک تھو وین ہم کبھی قمرے کے بال کے
شان و شکوہ نے ہمین برباد کر دیا — مثل حباب اُڑ گئے خیمے نکال کے
رنج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے — پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ — منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی — تودے لگاے خاک شہیدان کرال کے

سرمہ نہیں ہوا ہی تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے ہوے جو گو
آتی ہوئی بلا گئے سر پہ سے ٹال کے

اُس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے

افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مہرہ سا
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر انہین
سرمہ ہوے جو پیسے ہوے تیری چال کے

اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہیے
یوسف کی فکر مین جو پھرین گرگ پال کے

معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر کھنچ گئے پتلے خیال کے

سودائی جا نکر تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدۂ غزال کے

شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو ہم قلم
پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

یاقوت بیقرار کھڑا ہوا ہی زوجہ کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی زیر نخل آتر پڑا اشکار وغیرہ موقوف کیا ابھی گمان ہین دل پر تیر چل رہے ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی بھی آواز آئی یاقوت دیکھنے لگا پشت مرکب باد رفتار پر ایک جوان با شوکت و شان سطوت و صولت مثل ملازم ہمراہ رکاب گرد ساحران لاجواب کاہن طلسم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ملکہ سنبل ہفت گیسو و سیماب و لالہ عذار و ملکہ شعلۂ جوالہ و سیمتن وغیرہ گرد گھیرے ہوے شاہزادے کو گویا گرد ہجوم ثوابت و سیارگان بیچ مین وہ ماہتاب تابان پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی اُسپر مرقوم آمد فوج کی دھوم یاقوت حیران حیران دیکھ رہا ہی رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک تاجدار جلیل پریشان پریشان ایک نخل کے سائے مین کھڑا رو رہا ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آنکھون سے دریا جاری رستم نے گھوڑے کو دوڑایا رحم دل انتہا کے ہین رونا اسکا دیکھکر دل بیتاب ہوگیا صاحب سلامت کی تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا رستم نے ہاتھ پکڑکے ہلایا کہا ای کشتۂ تیغ حسرت و یاس کیون اسقدر ملول و حزین ہی اُس تاجدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا دل کو سنبھال کر جواب دیا ای شہریار کیا حال بیان کرون مقام شرم و حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی اگر حضور علحدہ ہون تو کل کیفیت عرض کرون رستم ہاتھ پکڑکر کنارے لاے یاقوت نے رو کر کہا ای شہریار جس روز شیر سوار

ا آگیا اعتقاد مین ہزارون کے فرق آگیا عجب معرکہ گذرا ہی مین نے زوجہ سے صلاح کی کہ تیغۂ ہفت جوہر لے تو بیاکر طلسم کشا کو دین اِس حیلے سے اُس شہریار سے ملین زوجہ نے کہا زُنّار سے اور مجھسے بڑی دوستی ہی دو کنیزون کو نامہ دیکر بھیجا تھا ایک کا حال تو مجملاً کھلا آپکا بالکل نہ معلوم ہوا شوق ملاقات طلسم کشا دل مین بھرا تھا وہ خود یہان سے گئین کہ مین اُسکو مع تیغۂ ہفت جوہر لاؤن مکان پر لاکے دعوت کرون تیغہ لیکر طلسم کشا سے ملون آج کئی دن کا زمانہ گذرا وہ واپس نہین آئی اگر قیدخانے مین آنکی قضا ہی تو مجبور ہون سوچ رہا ہون کہ طلسم کشا کے پاس کیونکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر تیغۂ ہفت جوہر ملتا تو غنچۂ آرزو کھلتا فلک نے نہین چاہا رستم نے کہا مین خود جاؤنگا زرہ ہفت جوش زیب جسم ہی اور کلاہ ہفت گوشہ بالاے سر ہی انشاءاللہ تعالیٰ ضرور رہا کرکے لاؤنگا لشکر طرف کوہ یاقوت کے چلتا ہی مین الماس کو رہا کرکے لاتا ہون تم اگر مناسب جانو لشکر کے ساتھ رہو یا الگ رہو جیسا مناسب جانو وہ گرد مین وقت پر آجاؤنگا بہ منّت وخوش آمد رستم یاقوت کو بارگاہ مین لائے آپ مرکب تیار کرایا فرمایا بھائیو تم لوگ طرف کوہ یاقوت کے چلو ہم قلعۂ زناریہ سے ہوکے آتے ہین آفتاب فلک سپہر اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی حضور یہ کیون تکلیف اُٹھائین مین جاتا ہون ہرچند رستم نے منع کیا لیکن یہ پرپرواز پیدا کرکے طرف قلعۂ زناریہ کے چلا سنبل ہفت گیسو بھی اپنے مقام سے اُٹھین یہ کہتی ہوئین اونکا ہن ٹھہرو مین بھی آئی سمک قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپ تامل فرمائین مین جاتا ہون جس حال مین اُسکی زوجہ ہوگی اُسی رنگ سے لاؤنگا یہ کہکے سمک نے قطورۂ عیاری لگا لئے یہ بھی چلا یہان زُنّار نے دوسرے دن الماس کو ارابے پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے لیچلی کہ خدمت خداوند مین اسکو پہونچاؤن اسکو سزا ملے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نکرے خود بھی طاؤس پر سوار ہوکر ساتھ چلی بارہ ہزار ساحر بھی اپنے ہمراہ لیے زنار قیدِ الماس کی لیکر چلی قلعے سے بارہ کوس پر ایک مقام پر چاہ پختہ تھا وہان اُترکر ملازم اسکے ٹھہرنے لگے زُنّار بھی ٹھہری کوئی پانی بھر رہا ہی کوئی نہا رہا ہی کہ ایک افسر نے پانی بھرا دوسرے افسر نے ڈول اٹھا لیا آپس مین تلوار چلنے لگی زُنّار نے دیکھا پیدل سوارون پر جا پڑے اور سوار پیدلون کو مار رہے ہین تھوڑے عرصہ مین نصف فوج تمام ہوئی زُنّار ہرچند غل مچاتی ہی کہ ارے کمبختو کیون آپس مین لڑتے ہو لاکھ کہتی ہی مگر کوئی نہین سُنتا دیکھا زُنّار نے چھ ہزار مرکر گرے چھ ہزار باقی ہین زُنّار افسرون کو تڑپ تڑپ کے روکتی ہی افسر اسپر سحر کرتے ہین جتنا وہ اپنے کو بچاتی ہی اُتنا ہی افسر حملہ کرکے چاہتے ہین کہ اسکو پکڑ کر قتل کرین نگاہ آسمان پر سر اُٹھاکے دیکھا چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا اُٹھا ہی

بوندیان گر رہی ہین جسکے سر پہ وہ بوندی گری اُسکو زُنار سے دشمنی زیادہ ہوئی جب زُنار نے دیکھا کہ آسمان پہ
جو ابر ہی اُس سے قطرات آب گر رہے ہین وہی قطرات جوش مزاج سرداران بڑھا رہے ہین اُٹھاکے ایک گولہ
ابر پہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین تاج سر پہ رکھے ہوے پشت پہ وزیر نادی مگس رانی کر رہی ہی
ایک جوان سبز رنگ خود سر پہ جھولی بائین ہاتھ پہ سحر کر رہا ہی زُنار ان ساحرون کو دیکھکر گھبرا گئی اُس جوان نے
للکارا کہ او زُنار مجھے پہچانتی ہی منم آفتاب فلک سبز ایک مہ جبین نازنین نے آواز دی منم سنبل ہفت گیسو
جس نازنین کے سر پہ تاج تھا اُسنے آواز دی منم شعلہ جوالہ ان سب نے آکر زُنار کو گھیرا آفتاب نے تابڑتا
برابر ابرے پہونچا آگے الماس کو رہا کیا الماس جو اُٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی سو کے سر اُڑا دیے
زُنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دیکھا کہ سب میرے سر کے خواہان ہین نکل بھاگی دونون پاؤن زمین مین مارے غرق
زمین ہو گئی یہ سب سردار فتح کر کے الماس کے پاس آئے الماس رونے لگی کہا کہ ای سرداران نامی مجھکو
خود بخود طلسم کشا سے محبت پیدا ہوئی مین نے چاہا تھا جا کر زُنار کو قتل کرون اور تیغۂ ہفت جوہر لاؤن نہین معلوم
وہ کیونکر آگاہ ہوئی شراب کا یہ انجام ہوا کہ جام سے شعلہ بنکر اُڑ گئی اُسنے میرا ہاتھ پکڑ لیا مین تڑپ کے لڑتی ہوئی
چلی بیرون قلعہ آکر گرفتار ہوئی اب پاس ہفت پیکر کے چلی تھی آپ لوگون نے آکر رہا کیا اب مین پاس شوہر کے
جاتی ہون اُسکو لیکر آپ لوگون کی خدمت مین آتی ہون اُسکو غیرت ہی کہ ایسی تدبیر سے پاس طلسم کشا کے جاؤن
کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ یاقوت ایسا شخص شریک ہوا کاہن نے کہا ای شاہزادی یہ خیال محال ہی دل سے
نکال ڈالو طلسم کشا پر کوئی احسان نہین کر سکتا طلسم کشا پر خدا مہربان ہی ہر مشکل اُسکی آسان ہی آپ تشریف لیچلین
آپ کے شوہر بھی وہان موجود ہین الماس بھی ان سب کے ساتھ ہوئی یہ سب سردار طرف لشکر طلسم کشا کے
چلے رستم یاقوت کو لیکر تھوڑی دور آئے تھے کہ یاقوت نے عرض کی آج جس منزل پر آپ اُترینگے یہان سے
بارہ کوس کے فاصلہ پر کوہ یاقوت ہی اگر گھڑی دو گھڑی رات سے آپ کوچ کرین تو کل کا دن اُسکا عجائب و
غرائب دکھانیکا ہی مجھکو رخصت کیجیے مین آپ کے آنیکا اہتمام کرون فوج کو آپکی ملازمت پر ترغیب دون
جسوقت آپ پہونچین مین بھی شریک ہون طلسم کشا نے یاقوت کو رخصت کیا یاقوت شہر مین آیا افسران
فوج کو بلایا اُنسے بیان کیا کہ اب وقت زوال ہفت پیکر آ گیا طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہی زرد آسکے
زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اور ساحر عمدہ اُسکو تمکین ہو گئے ہین کل کوہ یاقوت پر ہنگامہ ہوگا یا تو
آپ لوگ میرا ساتھ دین یا مجھکو جواب دے سب نے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہین جس سے آپ لڑینگے ہم بھی لڑینگے

یاقوت مطمئن ہوا یہان یہ سروادان مذکور الماس کو ساتھ لیے ہوے خدمت طلسم کشا مین آئے سب کیفیت
بیان کی طلسم کشا نے الماس کو بھی رخصت کیا کہا اب جاؤ جا کر شوہر سے ملو شوہر تمھارا بہت بیقرار ہی اسکو
تمھاری جدائی شاق ہی اہتمام میلے کا کر لینا ہم کل عین وقت پر پہونچین گے گھبرانا نہین الماس طلسم کشا
سے رخصت ہوئی وعدہ کر کے پاس اپنے شوہر کے آئی دیکھا یاقوت اسباب طلسمی نکال رہا ہی اور تحفہ جات
جسم پر آراستہ کر رہا ہی زوجہ نے آکے سب کیفیت بیان کی یاقوت اور زیادہ محجوب ہوا کہ طلسم کشا نے
احسان کیا اگر ہم گرفتار ہو کر سامنے آتے ہم دو کے جاتین نہین معلوم کیونکر پیش آتا کل ہم ساتھ طلسم کشا
کے جانبازی کرینگے کہ تصویر کا حال کھلے یہ مکار بندگان خدا کو اپنی پرستش پر ترغیب دیتا ہی دیکھین کیا ہو اس
رات بھر مین زیر کوہ میلہ جمع ہوا یاقوت نے صبح کو اٹھکر زوجہ کو تخت پر سوار کر لیا اول بالاے کوہ آیا
تصویر کے سامنے کھڑا رہا غصے مین سجدہ نہ کیا برہمنون کو دیر مین مقرر کیا تصویر سے آواز آئی کیون ای
یاقوت آج تمھارا مزاج کیسا ہی تختہ قدرت کو سجدہ نہین کیا یاقوت نے جواب دیا دل سجدہ کر رہا ہی ظاہرا
سجدہ کیا نہ کیا برابر ہی اب یاقوت کوہ سے اترا فوج کو جا کر تا عرصے سے کھڑا ہوا انتظار طلسم کشا کر رہا ہی
مرادمند حاضر ہونے لگے مرادین سب کی ملنے لگین جو جو کچھ مانگتا ہی وہی مراد ملتی ہی یاقوت فوج کو لیے ہوے
انتظار کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی آمد لشکر طلسم کشا شروع ہوئی آگے آگے سب کے کاہن فوج کو ترغیب
دیتا ہوا سب ساحر ایک تخت پر طلسم کشا پشت مرکب پر یاقوت آگے بڑھا کاہن سے کہا آمد فوج کو اپنی
چھپائیے تصویر پر ظاہر نہ ہو مین طلسم کشا کو بالاے کوہ لیے جاتا ہون کاہن نے نشان فوج مخفی کرائے
یہ نہ کوئی کہ سکے کہ لشکر طلسم کشا آیا بارہ کوس تک اجتماع عالم انبوہ خلایق اُسی جماؤ مین لشکر طلسم کشا بھی
ٹھہرا یاقوت نے قریب آکر کہا کیون شہریار کچھ مراد مانگیے گا طلسم کشا نے سر ہلایا یاقوت نے طلسم کشا کو
ساتھ لیا راہ مین لوگون سے کہتا ہوا یہ سوداگر بڑی دور سے آئے ہین مراد مانگین گے جو مانگین گے وہ ملیگا
قدرت کا فیض جاری ہی دا ہنے پر خود بائین پر طلسم کشا کے الماس زوجہ یاقوت وزیرزادیان الماس کی
گرد طلسم کشا کے جمال بیمثال دیکھکر دل ہی دل مین لیتی ہین کوئی آہ کرتی ہی کوئی واہ کرتی ہی وزیر بھی یاقوت
کی پشت پر شاہزادے کے ساتھ ساتھ سمک بھی آتا ہی کاہن نے تڑپ کے اپنے مقام پر کہا ای ملکہ سنبل تم
انتظام لشکر کرو مین پاس طلسم کشا کے جاؤن وہ اکیلے پہاڑ پر جاتے ہین غیر لوگ ساتھ ہین ایک تو اپنا
ملازم خاص ساتھ ہو سنبل نے کہا مین جاؤن آفتاب فلک سحر نے کہا مین جاتا ہون سب شاہزادو تم

آگاہ کرکے آفتاب اسوقت قریب طلسم کشا کے پہونچا آپ پہاڑ پہ چڑھ رہے ہین یاقوت راستہ بتاتا ہوا
لاتا ہے گھاٹیون کو طی کر رہے ہین کہ آفتاب آکر پہونچا سلام کرکے پشت پر ہولیا سمک بن عمرو سمجھاتا ہوا
ای شہریار جب تصویر پہ ہاتھ ڈالیے گا کلاہ سے بہت ہوشیار رہیے گا سب ہی طرح کے فتور کریگا چاہیگا کہ
کلاہ ہفت گوشہ آپ کے سر سے لے لون آفتاب کہتا ہے مہتر صاحب یہ سب حفاظتین میرے پیش نظر ہین
بہت اچھے دن آئے ہین ساعت بھی نیک ہے انشاء اللہ کوہ یاقوت پر قبضہ کرتے ہین رستم گھاٹیان
طی کرکے بالاے کوہ پہونچے جب سامنے دیر کے پہونچے کشتیان جواہرات کی سامنے تصویر کے رکھین
یاقوت نے آواز دی یا خداوند یہ تاجر بری دور سے آیا ہے تصویر نے بہ قہر و غضب آواز دی او یاقوت
قدرت کو دھوکھا دیتا ہے طلسم کشا کو ساتھ لایا ہے ابھی اسکو پتھر کا کردون طلسم کشا نے یہ آواز سنتے ہی تلوار
کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ جو رستم لقب * نعرۂ دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق آگندہ شور
تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ کین برکشم از غلاف

سرداروں نے سحر کرنا شروع کردیے تصویر نے منھ کھولا صدہا طائر
اسکے دہن سے نکلے گرد طلسم کشا کے چرخ مار رہے ہین چاؤن چاؤن کر رہے ہین علمشاہ نے جو تیغہ کو
ہلایا طائرون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے یہان زیر کوہ جو سرداروں نے نعرے کی آواز اپنے آقا کی سنی
فوراً برابر لڑنے لگے فوج یاقوت کی لڑ رہی ہے بالاے کوہ آگ برس رہی ہے آفتاب فلک سیر جب
ہاتھ کے ولنے مارتا ہے طائر جلکر گرتے ہین یاقوت دلداس ہر چند کہ صداے طائران سے کانپ جاتے
ہین لیکن یاقوت سب کے آگے بڑھا ہوا گوے تصویر پہ وار رہا ہے آواز آئی او مکار اب کیون فتور کرتا ہے جلد
قدرت کو سجدہ کر قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تو طلسم کشا کو لیکر آیا ہے عین گرمی جنگ ہے کہ زنار جو اس
مجمع سے نکلی تھی جیسون پہاڑ پر گئی سنا کہ ظہور قدرت کوہ یاقوت پر ہے اسی وقت آکر پہونچی دیکھا وہ قیامت ہے
کہ طلسم کشا لڑتے ہوے برابر تصویر کے پہونچے ہین لیکن وہ جادو ہے کہ ہمالنس اپنا مشکل ہے آخر ہاتھ
بڑھا کر تلوار ماری وہ جو طائر اڑ رہے تھے انمین سے ایک طائر کلان قریب تصویر کے آیا پکار کر آواز دی
یا خداوند مجکو زندہ کیجیے گا آواز آئی تجھکو زندۂ جاوید کیا ہے تجھے کون مار سکتا ہے طائر نے گلا اپنا دم شمشیر پر
رکھدیا رستم نے ہاتھ مارا کہ سر طائر کا کٹ کر گرا سر تو غائب ہوگیا لیکن طائر کے حلق بریدہ سے دھوان نکلنے لگا
اسقدر دھوان نکلا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا رستم نے آفتاب کی طرف دیکھا آفتاب نے آواز دی

کہا

ای ساکنان صحرا شعلۂ خیر جلد حاضر ہو تامل نہ کرو چند جوان مشعلین ہاتھ مین آکر حاضر ہوئے مشعلون کی روشنی
سے سارا پہاڑ روشن ہوگیا آفتاب لڑنے لگا طلسم کشا نے کئی ہاتھ تصویر پر لگائے طائرون نے
اپنے سر کٹوائے سر تصویر کو بچایا جب طلسم کشا تلوار کھینچکر قریب پہونچتے ہین زمین کانپتی ہی پانون جمتا نہین
ہاتھ بہکتا ہی بمشکل ہاتھ مارتے ہین طائر مر مر کر گر پڑتے ہین آفتاب فلک سیر نے طرف یاقوت کے
دیکھا یاقوت نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسکو بشکل عقاب کاٹا پکار کر آواز دی ای عقاب
جہان گرد ان طائرون کو لینا کئی عقاب تیز پر آکر حاضر ہوئے طائرون پر گرے چیر کر پھینکنا شروع کیا
طائرون کا خون جو پہاڑون پر گرا پتھر پھٹنے لگے وہ صدا سے ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی صدہا آدمی بہرے
ہوگئے یہ جو آفتاب نے دیکھا کہ وزیر اور وزیر زادیان اشارے کرتی ہین کہ ہمین سنائی نہین دیتا کانون سے
وہ پتھر زمین پر مارا یا تو دریائے خون جوش مار رہا تھا یا وہ دریا سا کم ہونے لگا غرض اٹھا کر کے اُنھین پتھرون مین
غائب ہونے لگا طائر عقابون کے خوف سے چیخ مارتے ہوئے بھاگے آسمان مین ڈوب گئے عقاب اسی طرح
اُڑتے پھرتے ہین تصویر جب منھ کھولتی ہی طائر اُسکے دہن سے نکلتے ہین وہی عقاب شکار کر لیتے ہین
برہمنون نے جھککر تصویر کے سامنے فریاد کی یا خداوند مراد مند قتل ہوئے زیر کوہ اہل میمنہ قتل ہو رہے ہین
قدرت اُنکو بچائین تصویر نے آواز دی ارے برہمنو دیکھتے ہو کہ قدرت کی جان پر بنی ہی طلسم کشا قبلہ ہوا
کھڑا ہی تلوار کے ہاتھ مارے خیر خواہان دولت نے بچایا ورنہ اتبک قدرت کا خاتمہ ہوا تھا یہ جو یاقوت نے سنا
ہنس کر زوجہ سے کہا لو صاحب سنو یہ کیسے قدرت کہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ مذہب باطل ہی
یاقوت والماس کو ایک جوش ہوا جمکر لڑنے لگے جب گولہ مارا دس کے سر اڑ گئے طلسم کشا کو ساتھ لیکر
لڑتے ہوئے سامنے تصویر کے آئے تصویر نے آواز دی او یاقوت کیون تیری قضا آئی ہی ابھی یہ کہکر دفعۃً
یاقوت نے کہا او مکار تو اپنی جان بچا یہ کہکے ایک گولہ مارا کہ تصویر کا سر پھٹگیا سر سے تصویر کے دھوان
نکلا وہ دھوان بلند ہوا دیکھا ایک جوان سیہ فام نعرے کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر ہاتھ جو ہلاتا ہی ہاتھ سے
برقین گرتی ہین سیکڑون کے سر اڑ گئے سیکڑون پہاڑ پر سے گر پڑے آواز دیتا ہوا وہ جوان بھاگا جاتا ہی
کہ ای بندگان من اپنے کو سرداران طلسم کشا سے بچاؤ یاقوت تاجدار علمشاہ کے ساتھ لڑتا ہوا ایک طرف
کاہن مثل شیر کے جھومتا ہوا پہاڑ سے یہ سب اُترے ہین کہ پہاڑ پھٹا تین لاکھ سوار و پیدل آستین سے
تلوار کھینچے ہوئے نکلے رستم کو سب نے گھوڑے پر سوار کرلیا سمک نے حقۂ آتشبازی ایسے رستم

تیغہ کھینچکر گرے غول مین انکے جا کر گھسے بڑھکر افسر کو مارا اوج والے فریاد کرتے ہوے چاہتے ہین درہ کوہ مین گھس جائین مگر رستہ نہین ملتا یہان تک سنبل و لالہ زار و سمن و سیماب و شعلہ جوالہ وغیرہ نے بیٹھے مین ہنگامہ ڈالدیا دو کا مین لٹنے لگین سارے بیلے کو قتل کیا سنبل نے ساتون گیسو ہلاے ساحرون کی آنکھ مین اندھیرا آجاتا ہی نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین سنبل نے ہاتھ ہلادیے برق چمکی اندھون کے سر آنکھ نے لگا لالہ عذار جس غول برآتین عارض انور شکل ماہتاب کے چمکے ہزار ہا دیوانے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین نظم

کوئی بس اسکو نشہ ہی بوے شراب کا — ہو بوجہ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے — نقش قدم مین جلوہ ہی چشم پر آب کا
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر — بالاے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا
دیکھی جو اسکی زلف ہوا مجھ داغ دل — ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا
آتا ہی رشک ای دل پر آبلہ مجھے — کیا جلد پھوٹتا ہی پھپولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دوریٔ — محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہی خشک وتر سے مجھے بوے زلف یار — ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر — ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا
پیری بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح — گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
آتا نہین ہی دنکو بجز شب وہ ماہ رو — بدلا ہی شیرہ سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار نے یہ اڑاے گلون کے رنگ — دن رات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا
مارا ہی چشم مست نے تیرے سوم مین ہون — نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر مین ہمکو نامہ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے مین بازیٔ گنجفہ — چو تھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا
سیر تری مین کی جو سکندر کی ہمنے ندی — تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا
ابھی غزل یہ آپ مین لکھتا ہون اب غزل — دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

اشعار عاشقانہ پڑھے اور درہ کوہ مین پہونچے پتھرون سے سر ٹکرانے لگے بعض تڑپکے جھیل مین گرتے ہین اور نام لیکر پکارتے ہین ای ملکہ لالہ عذار جمال اپنا ہمکو دکھاؤ دم بھر کو نگاہ کے سامنے آؤ عاشق جمال

بیتاب ہیں ہم لوگ محو جمال ہیں کسی جانب چند کس بھاگے جوش محبت مین جھیل مین جا گرے شعلۂ جوالہ
نے ایک سحر کیا کہ نخل بنکر گرے انبار ہیزم ہوے جس غول کو اشارہ کردیا ہزارہا اُس آگ مین گر پڑے
رستم آکر مجمع مین پہونچے تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین جسکے ہاتھ ماردیا اُسکا سر اڑ گیا آفتاب فلک سحر نے
وسنگ دی نیر اعظم کی گرمی بڑھی بھیجے دماغ سے نکلنے لگے مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے چہار
جانب سے اِن ساحرون نے سحر کی بوچھار کردی سمیتن کا دریاے سحر جوش مار رہا ہی جو قریب دریا
پہونچا مچھلیان تڑپ کے نکلیں جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو پار گذرین بعض جوش دریا دیکھکر آپ
ڈوبنے کو پھاند پڑے صاف ظاہر ہی کہ حباب لب دریا مثل چشم معشوق اشارے کر رہے ہین کہ ہمارے
پاس آؤ جو قریب گیا وہ گرفتار سحر ہوا پانچ چھ شاہزادیان و آفتاب فلک سیر و یاقوت والماس کے
سحر سے پناہ نہین لتی یاقوت والماس تاک تاک کے گولے پہاڑ پر مار رہے ہین اور سنبل وغیرہ کو
تعلیم کرتے ہین کہ اِس پہاڑ سے متعلق ہفت پیکر کی جان ہی اُسکو صدمے پہونچتے ہونگے تین پہر
ایک طور پر جنگ ہوئی پہاڑ روکنے والا پہاڑ کا یاقوت تاجدار تھا وہ شریک طلسم کشا ہوا جس مقام پر
تصویر گری ہی پتھر کی تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی مگر ایک مقام کو گھیرے ہوے ہی ہاتھ پھیلاے
تو قاعدے سے پاؤن پھیلاے تو قرینے سے یاقوت نے آکر چاہا تصویر کو ہٹاؤن اُس
مقام کو کھدواؤن شاید کچھ عجائب وغرائب طلسم نکلے گھنٹ نواز ناقوس نواز جو اِن مقام پر
مقرر تھے وہ دوڑے ہوے آئے کہا ای یاقوت تم بادشاہ ہوکر قاعدے کے خلاف کرتے ہو
جب طلسم کشا لوح طلسمی پائیگا اور اِن مقامون کو مٹائیگا تب تحفہ جات نکلین گے آثار سحر اور
کسی شی سے دفع نہ ہونگے جب تک کہ لوح طلسمی کا عکس نہ پڑے لیس ا بے سیلہ برباد کر چکے بارہ کوس تک
آدمی نہین معلوم دیتا ہی دکانین لٹی ہوئی پڑی ہین لاکھون لاشے پڑے ہین اب طلسم کشا کو لیا لیجیو
یاقوت نے نہ مانا برہمنون کو ہٹا دیا جا بجا اور کی دیوارین توڑین بت جو چھوٹے رکھے تھے انکو اٹھوا لین
کہ ایک صداے ہیبتناک ایسی بلند ہوئی کہ زمین کانپ گئی آواز آئی او یاقوت کیا فساد انگیز ہی ایسے
مقام پر قید کرونگا کہ آب ودانہ ممکن نہ ہوگا کاہن یاقوت کے ساتھ ہوا کاہن و یاقوت والماس
ملکر بتون کو اٹھانے لگے جسم سے اُن بتون کے زنجیرین لوہے کی نکلین ایک گردن مین یاقوت کی
ایک گلے مین الماس کے ایک گلے مین کاہن کے یہ تینون زنجیرین پڑگئین کاہن کے اُڑنے حواس بجا تھے

کہ آواز دی ای شہریار غلام کو بچایئے رستم یہ صدا سنکر دوڑے ایک زنجیر انکی جانب بھی چلی لالہ عذار
نے آواز دی ای شہریار اپنے کو بچایئے طلسم کشا نے زنجیر پہ ہاتھ مارا تیغہ کپتیان کا وار آیا اور کلاہ
ہفت گوشہ کو گردش دی خود نخود کلاہ پہ ہاتھ پڑ گیا وہ زنجیر تڑپ کے گلے مین سمک کے پڑی
چارون زنجیرین چارون آدمیون کے گلے مین پڑین اور لیکر طرف آسمان کے غائب ہوگئین
اور پہاڑ پھٹکر گرا و صداے مہیب پیدا ہوئی اور برق چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی
دیر کے جو آنکھین کھلین اپنے کو اُس مقام پہ نہ پایا دیکھا ایک صحراے وسیع بارگاہین رفیع اژدر و نکی
پشت سے گری ہوئین اژدر مرے ہوے سب لشکر ہمراہ طلسم کشا اُسی مقام پر کمر کھولے کھڑا ہی
بعض جوان نخلستان کے سایے مین فروکش طلسم کشا سب سردارون کو لیکر بارگاہین آئے سردار بھی آکر
بیٹھے طلسم کشا نے ملکہ سنبل سے کہا یہ کیا معرکہ گذرا وہ پہاڑ وہ قلعہ سرخ پوشان جسمین یاقوت تاجدار
رہتے تھے وہ سب مقام کیا ہوے سنبل نے عرض کی حضور زنار بلا افگن ابھی وقت برائی تھی
مگر یہ ہنگامہ دیکھکر نکل گئی تصویر جو ٹوٹی ہفت پیکر اُسکے سر سے نکلا جاکر اُسنے انتظام کیا اس صحرا مین
آپکو پہونچایا اِس صحرا کی جو حاکم ہی بہار لال پوش وہ ملعونہ اب سرکار کے مٹانے کی کد و کوشش کریگی
وہان سے اُسنے ہٹا دیا اس صحرا مین آپکو اُتارا ہی بہار لال پوش کے شعبدے چلینگے چارون سردار
جو آپ کے قید مین میرے نزدیک تو یہ صورت ہی کہ بعد فتح طلسم وہ لوگ چھوٹینگے اور اگر کوشش ہو دیا
کہ بہار لال پوش پر قبضہ ہو تو کیا کہنا ہی اِس صحرا مین جابجا پھریئے کیا عجب ہی کہ بہار لال پوش آپکو
دیکھکر مائل ہوا اور اپنی خوشی سے آکر ملے اب مصنف تحریر کرتا ہی کہ حقیقت مین جب ہفت پیکر
تصویر سے نکلا اور بالاے آسمان پہونچا تو اُسنے جگر سحر کیا کہ اتنے بڑے لشکر کو بارہ کوس پھینکدیا
کہ طلسم کشا پر کرامت ظاہر ہو بہار لال پوش کا اِسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ بہار کا داغ ہی اُس باغ
مین بیٹھی تھی کہ ایک آواز کان مین آئی ای بہار لال پوش ہوشیار ہوجاؤ تمھارے صحرا مین طلسم کشا
کو بھیجا ہی چار سرداران قیدی پہونچتے ہین بہار لال پوش یہ صدا سنکر گھبرائی سر اُٹھاکے جو دیکھا ایک
زنجیر مین بندھے ہوے یاقوت و الماس ایک مین سمک و آفتاب فلک سیر کا ہن آسمان
سے اُترے بہار لال پوش نے حکم دیا ان چارون گنہگارون کو ہمارے سامنے لاؤ کنیزین گلشان
گلشان چارون کو سامنے لائین بہار لال پوش نے اپنے ہاتھ کے گجرے سے چار پھول نکالے

چارون کے سر پر ڈالدیے اور کہدیا کہ جاؤ جنگل کی سیر کرو چارون ہو حق کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے باغ سے نکلے جا بجا نخلستان مین ٹھہرتے ہین اور اشعار عاشقانہ اپنی اپنی دھن مین پڑھتے ہین نظم

بخش ہی زاہد مے گلرنگ کا جام ایسا ہی ‎ ‎ ہوگیا زہد حلال آب حرام ایسا ہی
یا علیؑ تھام لو ہاتھ اپنے اِس اُفتادہ کا ‎ ‎ لب کافر سے نکلتا ہی یہ نام ایسا ہی
خدمت حیدر صفدر ہوئی قنبر کو نصیب ‎ ‎ کیجیے آقا جسے سمجھا وہ غلام ایسا ہی
راز پوشی کی ہی اُمید دل وحشی سے ‎ ‎ دیکھیے کیا ہو سپرد ایسے کے کام ایسا ہی
پر خطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتے ہین جری ‎ ‎ عین جرأت ہی جو بھاگین یہ مقام ایسا ہی
مین تری زلف کا کیا وصف کرون ای خوشخط ‎ ‎ چشم حافظ کو ملے نور یہ لام ایسا ہی
عشق ہی سارے زمانے کو تری زلفون سے ‎ ‎ پھنستے ہین طائر جان جسمین یہ دام ایسا ہی
کیسی نادر ہی زمین جسپہ گذرتے ہین سب ‎ ‎ غصہ کھا لیتا ہی عالم جسے آم ایسا ہی
مہر و مہ عارضون کی یاد مین تڑپاتے ہین ‎ ‎ رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی
رکھدے سر پہلے در حیدر صفدر پہ قبول ‎ ‎ سب اماموں سے ہی اوّل وہ امام ایسا ہی

یاقوت تاجدار ایسا زوجہ کا عاشق زوجہ کو نگاہ بھر کے نہین دیکھتا اس خیال مین ہی نہین معلوم کہ زوجہ کس حال مین ہی گریبان چاک چہرے پر خاک دیوانہ وار پھر رہے ہین کہاں عاشق زار نام طلسم کشا کا ہی مگر سمک سے کہتا ہی مین تجھے قتل کرونگا سمک سامنے سے کہاں کے بھاگ جاتا ہی جہان سامنے آیا کاہن ڈھیلا لیکر دوڑا سمک پھر بھاگتا ہی اسطرح یہ چارون پھر رہے ہین اکثر ملازمون نے خبر دی کہ ای شہریار چارون سردار آپ کے جنگل مین پھر رہے ہین ایک کو ایک کی خبر نہین رستم نے سامنے آکے دیکھا کہ چارون دیوانہ وار پھر رہے ہین سمک کا حال بہت ابتر ہی کہ کاہن نے ڈھیلے مارے ہین سر سے خون بہتا ہوا لباس پھٹا ہوا جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ہر چند رستم نے پکارا سمک انکی آواز پر متوجہ نہ ہوا جو سامنے سے گذرا اُسے بہ محبت رستم نے پکارا کسی نے جواب نہ دیا رستم خاموش ہو رہے جنگل سے پلٹے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو و برق سامنے سے آتے ہین رستم نے خواجہ کو سلام کیا بارگاہ مین لائے تمام کیفیت جنگ کو وہ یاقوت کی بیان کی اور کہا چار سردار دیوانہ وار جنگل مین پھر رہے ہین انکا کچھ علاج کیجیے عمرو نے کہا ای نور نظر

اخلاص میں کوئی کام نہیں ہو سکتا مثل مشہور ہی فرد کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ٭ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ٭ ای فرزند میں تو پریشان ہوں چاہتا ہوں زمانہ تنخواہ کا قریب آیا خدمت میں آقائے نامدار کی پہونچوں ہر چند کہ تنخواہ کے ملنے سے رفع عسرت نہ ہوگی چند ساعت کی تسکین ہی تم خود پریشانی میں ہو رستم نے کہا دادا جان سب کچھ موجود ہی مگر کام کرنے پر ہی سردار میرے میرے قبضے میں آئین میں دس ہزار روپے حاضر کرونگا خواجہ نام روپیوں کا سنکر ہنس پڑے کہا ای نور نظر مجھے تمھارے کام سے کیا انکار ہی مگر رقم منگوا دو رستم نے دس توڑے کے بدلے پندرہ توڑے کی قیمت کا جواہرات ایک خیمہ میں رکھدیا کہا میرے سرداروں کو لاکر مجھسے ملائیے یہ جواہرات حاضر ہی لیجائیے اور اگر وہ ہوش میں نہ آئیں تو اسکو چھوڑ سکیے گا میں یہاں چوکی پہرہ مقرر کرتا ہوں آپکا فرزند ارجمند بھی مبتلائے مصیبت ہی خواجہ نے کہا وہ میرا فرزند نہیں پڑوسی دعوے کرتے ہیں میں تو چار پیسے کی وجہ سے اس کام کو جاتا ہوں برق یہ سنتے ہی بھاگا خواجہ نے کہا دیکھو یہ جاکر انکو ہوشیار کردیگا برق چھپتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں یہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں برق نے انکا پیچھا کیا دیکھا ایک عندلیب خوش نوا آتی ہی ان چاروں کے گرد پھرتی ہی اشعار عاشقانہ سُناجاتی ہی ٭ نظم

لیچلی تھی الفتِ احباب محفل کی طرف ، کھینچ لائی آرزوے قتل قاتل کی طرف
ای جنون ہی کون اس عن غیرت لیلی سوار مثل مجنون دل کھنچا جاتا ہی محمل کی طرف
تیغ ابرو خنجر مژگان سے ہیں دونون فگار فکر پہلو کیجیے یا دیکھیے دل کی طرف
حلقۂ کاکل سے اُلفت زلف پیچان سے ہی ربط طوق کو یارب میں دیکھوں یا سلاسل کی طرف
کہکشان کو طاق پر رکھدے ابھی پیر فلک ای قمر دیکھے اگر تیری حمائل کی طرف
پھر گئی آنکھون میں اُسکے گردش نجم زحل جس سیہ رخ نے نظر کی آپکے تل کی طرف
کیا عجب مقصود حاصل ہو کمال شاعری ہی رجوع قلب اک اُستاد کامل کی طرف

برق نے دیکھا عندلیب نے چاروں کے گرد سر پھر کر یہ اشعار پڑھے اور غائب ہوئی چاروں کی وحشتین بڑھین ولولۂ جنون کی زیادتی ہوئی غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے دن بھر برق انکے پیچھے پیچھے پھرا کئی مرتبہ عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری شام کو دیکھا وہی عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری اور یہ بھی آواز دی ای وحشیو چلے آؤ برق نے دیکھا آگے عندلیب جاتی ہی پیچھے چاروں قیدی چلے جاتے ہیں

خاکِ اُڑاتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے آتے یہ چارون سردار زیر سایۂ دیوار ایک باغ کے آکے پہونچے برق نے سُنا کہ اندر گانا ہو رہا ہی دیوار باغ شق ہوئی چارون باغ مین داخل ہوے اندر آکے دیکھا ایک چبوترہ پر فرش بچھا ہی ایک نازنین تاجدار مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز نے اُٹھکر عرض کی چارون قیدی حاضر ہین اُس تاجدار نے سر اُٹھا کر کہا دیکھو گل اندام خوش نوا کہان ہی ایک کنیز نے آواز دی سامنے نخل تھا اُسپر سے عندلیب اُتری غلغلک مار کر شکل انسان کے ہتکڑی ہاتھ باندھکر سامنے اُس تاجدار کے آئی عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی تاجدار نے حکم دیا اپنے دیوانون کو لیجا کر قید خانے مین قید کرو اُس نازنین نے اشارہ کیا ایک نخل کے سایے مین چارون کو لائی شاخ شجر پر ہاتھ ڈالا چارون قیدی غائب ہو گئے صاحب صحبت نے کہا صاحبو قدرت نے طلسم کشا کو اس صحرا مین بھیجا ہی مراد یہ ہی کہ سزا و تکلیف پہونچاؤ عاجز کرکے گرفتار کرلو سب کنیزین اُٹھین وہ خوشنوا یہ کہکر چلی کہ مین جاکر ابھی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرتی ہون جیسے ہی یہ چلی برق بھی اسکے پیچھے ہوا اور کئی کنیزین اسکے پیچھے تھین برق فرنگی اُنکے پیچھے پیچھے صحرا مین آیا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا جب وہ کنیز قریب آئی کہا دیکھو پہلوے صحرا سے ہرا ہوا آتے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی برق نے حلقۂ کمند گلے مین ڈالدیے جھٹکا مار احباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو کنارے لایا چاہا اِسکی شکل بنون کپڑے اُتارے اُسی کنیز کی شکل بنکر دوڑتا ہوا پاس گل اندام کے آیا کہا ای ملکہ عالم طلسم کشا اکیلا آتا ہی آپ چلیے تو گرفتار کرلین گل اندام نے کہا صدہا طلسم کشا کے رفیق ہین اکیلا اُسے کون آنے دیتا برق نے کہا آپ میرے ساتھ چلین مین آپکو دکھاؤن گل اندام نے کہا نرگس کچھ دیوانی ہوئی ہی مجھے تجھپر شک ہوتا ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا مُنھ پر برق کے ہاتھ پھیر دیا برق کا رنگ و روغن عیاری اُتر گیا گل اندام نے دریافت کیا کہا پاس ملکہ بہار لال پوش کے لیجاؤ کنیزین کشان کشان لیچلین تین کنیزین ساتھ ہین برق کو مارتی ہوئی لیے جاتی ہین کوئی کہتی ہی او انگریز ہمارے ساتھ یہ مکاری ایک کہتی ہی کہ یہ عمرو کا شاگرد رشید ہی اُسنے اسکو عیاری سکھائی برق نے توبڑہ گلے سے اُتار کے پھینکدیا کہا مین نے عیاری ترک کی مجھکو بہار لال پوش کے پاس نوکر رکھادو اب آج سے عیاری نکرونگا کنیزون نے توبڑہ کھولا دیکھا مٹھائی ترکاری دھری ہی برق نے کہا یہ ترکاری اُستاد نے میرے منگائی تھی ایک ایک نارنگی تینون کنیزون نے اٹھالی چھیل کر کھانے لگین برق نے کئی مرتبہ پکار کر کہا ہماری

ترکاری نہ کھاؤ مجھسے آستاد اِسکی جمع لے لینگے کنیزون نے نہ مانا نارنگیان کھاگئین کھاتے ہی گرین
برق نے انکو قتل کیا کہ سامنے سے گل اندام آگئی برق ایک جانب بھاگا گل اندام دوڑی تو مگر
برق کو نہ پایا موے سر توڑ کر پھینکا برق بھاگا جاتا تھا ایک مقام پر جھناٹے کی آواز آئی دیکھا
زنجیر آکے گردن مین لپٹ گئی کشان کشان برق کو لیچلی گل اندام کے پاس برق کو پہونچایا گل اندام
نے کہا ای زنجیر سحر موسوم بہ زُلف آرا یہان برق کو کہان لائی پاس آنھین چارون کے لیجا اُس زنجیر
سے تڑاقا ہوا ایک ساحرہ بال سر کے بڑے بڑے زمین پر لٹکتے ہوے پیدا ہوئی برق کو موے
زلف مین باندھ لیا کشان کشان لیچلی تو بڑہ برق کا دیکھکر راہ مین زلف آرا نے پوچھا ارے
اِسمین کیا ہی برق نے کہا وجہ معاش کا ٹھیکرا ہی ذرا اسے ملاحظہ فرمائیے آسنے جو تو بڑے کو کھولا
ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی چمکتی ہوئی نکلی زلف آرا نے چاہا اِسکو کھولون برق نے منع کیا کہ اِسکو
نہ کھولو زلف آرا نے نہ مانا جیسے ہی کھولا اُسمین سے بیہوشی اُڑی زلف آرا بیہوش ہو کر گری
برق نے اسکا بھی سر کاٹا ایک جانب بھاگا پھر گل اندام کی فکر مین چلا گل اندام آتی ہی چاہتی ہی طرف
لشکر طلسم کشا کے جاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای گل اندام قدرت کو دیکھ گل اندام پلٹی دیکھا
ایک بیخ نخل بیچ سے شق ہوئی ہی اُسمین ایک شخص کھڑا ہی سر سے پا تک برقع پوش لال برقع اُس سے
جسم کو چھپائے ہوے گل اندام قریب پہونچی ایک طرف سے برقع ہٹایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین
نتھ بڑی سی ناک مین پڑی ہوئی رسیلی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا وہ حسن و جمال ہی کہ ہاتھ پانون مین
دیکھکر رعشہ آگیا اُس نازنین نے اُدھر سے نقاب ڈال لی دوسری طرف کا چہرہ دکھایا ایک جوان
آفتاب مثال کھڑا ہی تیغہ کمر سے لگا ہی آنکھ مثل برق کے چمک رہی ہی کہ آنکھ ملانے سے خوف آتا ہی
قلب تھرّاتا ہی گل اندام نے پکار کر آواز دی آپ کون بزرگ ہین لونڈی نے جمال دونون طرف سے
دیکھا آواز دی ہم تمہارے پرانے خداوند سامری ہین ہفت پیکر کو سجدہ کیا اِتنے بندے ہمارے
ہمسے چھوٹے اسی صحرا مین رہتے ہین خوراک ہماری یہ بیخ نخل تھی تھوڑا تھوڑا کرکے اسی کو کھاگئے
ہفت پیکر پر مسلمانون کا خروج کرادیا وہ بے مارے اُسکو نہ چھوڑینگے ہم بھی مدد مسلمانان کو
جانتے ہین اگر تمسے ہوسکے تو بہر حال بہار لال پوش کو سمجھاؤ کہ بصدق دل اطاعت مسلمانان
کرے خداے آسمان سے اور ہمسے معاملہ ہوگیا جتنے نئے بندے ہمارے اُسکو سجدہ کرینگے نصف سجدہ

ہم لینگے نصف خداے آسمانی ہربات مین آدہے آدہے کا فیصلہ ہو گیا نصف ارزق نام ہم بہشت مین نصف
خداے آسمان یہ کہکر آواز دی کیا تونے برق کو گرفتار کیا تھا جسنے یا آمدد کی ایک مرتبہ اُسنے تین
کنیزون کو مارا ایک مرتبہ ایک کو مارا برق ہمارا بندۂ خاص ہی عمرو تو اب بڈہا ہو گیا اُس سے کچھ
نہین ہو سکتا پہلو کی جانب اشارہ کیا کہ کابُل مین ہمارا ایک بندہ مر گیا تھا اُسکے عزیزون نے نذر
دلوائی تھی قدرت ایک طباق حلوے کا اُٹھا لاے اب تو اسکو اُٹھا لے یہ تیرا حصہ ہی ساحر جُھکی
دیکھا چینی کی قاب مین حلواے گرم رکھا ہی دھوان نکل رہا ہی گل اندام نے اُٹھا لیا آواز آئی اسکو
یہین رکھو کچھ تھوڑا سا کھا لو گل اندام نے کنیزونکو دیا جب کھا چکی تو آواز آئی جاؤ جب قدرت کو ڈھونڈھوگی
اسی مقام پر پاؤگی گل اندام چلی چند قدم پر جاکے گری اُس پر تیغ پوش نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو گر ست دم
دوندہ جہانگرد طرار ہون
ڈرے کرسے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون
تراشندۂ ریش کفار ہون
اُڑا دون جہا کے بھی مین ہوش کو
زمانے کا مکار و غدار ہون
نہ پاے مری گرد پاپوش کو

یہ کہکے خنجر مارا کنیزون کے کپڑے آتارے یہان تو
عمرو نے انکو قتل کیا وہان برق عیاری کر کے کنیز بنا ہوا پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا ہی کانے کا
رنگ جمایا ہی برق کی بچپنی کبھی پایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ بجاتا ہی گلے مین ہاتھ ڈال کے کہتا ہی ہی ہی
اس شمع جمال کا کوئی پروانہ نہین ماہ حسن کا چکور نہین ملکہ عالم مجھکو بڑا قلق ہی بہار لال پوش
کتنی ہوائی نرگس آج تجھے کیا ہو گیا ہی اپنے جوبن پہ پھٹی پڑتی ہی قدرت کے سامنے چلون تو تیری
لیے شوہر تجویز کرون کہ مرنے کی گل اندام کے کان مین آواز آئی بہار لال پوش سر پیٹنے لگی کہا ارے
میری مصاحب خاص کو کسی نے مار لیا چاہتی ہی اپنے مقام سے اُٹھے انتظام سحر گل اندام کرے کہ
سامنے جو نخل تھا اُسکی جڑ مین سے آگے آفتاب فلک سیر ایک طرف یاقوت ایک طرف الماس
پشت پر ان سب کے سمک بن عمرو آفتاب نے اپنے نام کا نعرہ کیا یاقوت و الماس نے
لپک کے گولے مارے بہار لال پوش نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے انکو مارو کنیزین سب
اسباب سحر لیکے چلین آپ سرک کے بلند ہوئی مشل بوے گل کے نکل گئی آفتاب نے کنیزون کو قتل کیا
یہان رستم صبح کا وقت ہی بارگاہ سے نکلے ہین کرسی پر بیٹھے ہین سردار گرد کہ پہلے نعرۂ خواجہ کی آواز
کان مین آئی رستم نے کہا ہمارے عم نامدار نے کسی کو مارا کہ آسمان سے آگ برسی دیکھا تیغون سر دام

سمکت کی بغچے بین دبائے ہوے آگے پہونچے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا خواجہ وہ برق گر برق منھ
پھلائے ہوئے آکے پہونچے رستم نے پوچھا کیون میان برق ستاتے ہین کیون ہو عرض کی غلام نے
راستہ پیدا کیا چار کنیزون کو مارا اگر نہین معلوم خواجہ کیونکر پا گئے جھٹ پٹ اڑ لیا خواجہ نے کہا
ہماری دعا ہی میان برق کو پتہ تو خوب لگاتے ہین کہا حضور جب یہ سردار نکلے ہین تو مین پہلو مین
بہار لال پوش کے بیٹھا تھا اگر تھوڑی دیر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو بہار لال پوش کو مار لیا تھا اُستاد نے
جلدی کر کے معاملہ بگاڑ دیا روپیہ آدھا انکو ملے اور آدھا مجھے ملے آفتاب نے بھی گواہی دی کہ
بیشک برق فرنگی پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا تھا رستم نے کہا آدھا آدھا روپیہ بانٹ دو
نصف برق کو اور نصف عمرو کو وہ جب تو خواجہ بگڑے کہا ای رستم ابھی بڑے معاملے باقی ہین
تیغ ہفت جوہر کا ملنا تلاش لوح مین سرگردان رہو گے ہین کبھی تمھارے لشکر مین نہ آونگا اپنے خزانہ
سے برق کو دلوایئے رستم نے خواجہ کو تو پندرہ ہزار روپے دیے برق کے لیے حکم ہوا کہ دو ہزار روپیہ
ہمارے خزانے سے دو برق نے بہت اشارے رستم سے کیے کہ اُستاد کے سامنے نہ دیجیے اور خواجہ نے
کہنا شروع کیا بیٹا تم دو دو ہزار بھی اور یہ پندرہ ہزار بھی لے لو جانتا ہون کہ تمھارا خرچ بڑا ہی برق
نے کہا اُستاد اب اس مین سے ایک پیسہ نہ دونگا خواجہ فرماتے ہین بیٹا برق روپیہ پاس رکھو گے چار
دشمن پیدا ہونگے کتنے تمھارے پاس آئینگے وہ لگا کے رنڈیون کے پاس لیجائینگے میرے فرزند ہو
یہ زنبیل کسکو ملیگی چالاک سے مجھے رنج رہتا ہی مین زنبیل تجھی کو دونگا ایسے دم دیے کہ وہ دو ہزار
بھی برق سے لے لیے کہا جب گھر جاؤ گے تو دیدونگا برق نے کہا لیجیے یہ حاضر ہین مین تو جانتا تھا
کہ آپ کے سامنے روپیہ کیونکر ہضم ہوگا اب بھلا آپ کیا دینگے رستم نے دیکھا خواجہ نے روپے برق
سے لے لیے خدمت مین حاضر ہین کہ رنگ صحرا دگرگون ہوا چشمے خشک ہوے نخل سوکھنے لگے پھول
درختون کے مرجھا کر گرے پتے بشکل مدفوق زرد ہو کر درختون سے گرے ہر نخل کے نیچے زر دیتے
اُڑتے پھرتے ہین عمرو نے کہا ای شہریار یہ صحرا متعلق بہ صحراے گل اندام تھا اُسکے مرنے سے رنگ صحرا
بدل گیا اب یہان سے کوچ کیجیے رستم نے آفتاب کو اشارہ کیا لشکر تیار ہونے لگا رات بھر لشکر مین
گُھر بندی ہوئی صبح کو یاقوت کو تخت پر سوار کیا سردار فرداً فرداً اپنا اپنا لشکر لیکر چلے ایک صحراے
خارستان مین آکر اُترے مگر بہار لال پوش جو باغ سے بھاگی سوچی کہ پاس زنار بلا افگن کے چلون

دیکھوں وہ کس فکر مین ہی یہ پرواز پیدا کرکے اُڑی اُڑتی ہوئی قلعۂ زنّار پہ پڑائی دیکھا زنار مبہوت ہو رہی ہی
کہتی ہی بوا تم حقیقت مین بہار لال پوش ہو کوئی عیار تو بنکر تمہاری صورت نہین آیا یہی مجھے خوف
معلوم ہوتا ہی بہار لال پوش نے کہا سحر کرو حال کھلجائیگا جب زنار نے بہار لال پوش کا امتحان
لیا تب باتین کرنے لگی مگر کھٹکا دل مین لگا ہی بہار لال پوش نے شراب مانگی زنّار نے گلابی ہٹا دی
کہا بوا تم پیو مین تو نہ پیونگی بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم نہ پیوگی تو مین بھی نہ پیونگی اصرار کرکے
دونون نے شراب پی آپس مین باتین ہونے لگین بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم میرا ساتھ دو تو
ہم تم چل کے طلسم کشا کو گرفتار کرین گل اندام کے مرنیکا مجکو داغ ہی میری مصاحب خاص سحر مین وہی
شریک ہوتی تھی اُسکا قتل ہونا مجھپر بہت شاق ہی سحر صحرا اُسنے اپنے ذمّے لیا تھا قیدِ سرداران اُسی کے
متعلق تھی زنّار نے کہا بوا چلو بہار لال پوش اور زنار بلا افگن دونون نے اپنے اپنے سحر تیار کیے
بتلاش لشکر طلسم کشا چلین پہلے اُس صحرا مین آئین دیکھا رنگ صحرا بدل گیا بہار لال پوش بہت روئی اور
کہا بوا میرا زور جاتا رہا مین آگے بڑھوں تم صحرا کو دیکھتی ہوئی آؤ زنار تو سیر صحرا کرنے لگی لال پوش
ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنکر چلی بارہ کوس راستہ طی کیا کہ وہی جنگل کانٹون کا ملا دیکھا سارا صحرا آباد ہی
عندلیب ایک نخل پر آکے بیٹھی صبح کو دیکھا لشکر طلسم کشا مین کمر بندی ہونے لگی عندلیب دیکھا کی جب
نیّر اعظم برآمد ہوا دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی تمام صحرا گونج گیا بہار لال پوش اُڑکر
دوسرے نخل پر آئی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی دیکھا ایک جوان بارگاہ سے برآمد ہوا شیر صولت رستم ہیبت
ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوا کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرہ ہفت جوش زیب جسم سپر بپشت تیغ
مثل قرص قمر تیغہ زیب کمر نہایت حسین وجمیل سب سردار گھیرے ہوے سنبل ہفت گیسو رکاب پہ
ہاتھ ڈالے ہوے ایک جانب سیماب جادو آگے مرکب کے آفتاب چمکتا ہوا اسباب سحر ہاتھ مین
چہار جانب دیکھتا ہوا ایک طرف لالہ عذار سب عاشق تن گھیرے ہوے جملہ کمیدان رسالہ دار
مرکب کو گھیرے ہوے سمک بن عمرو اسباب عیاری آراستہ کیے ہوے نگاہ جو بہار لال پوش
کی پڑی جمال بیمثال رستم دیکھکر پسینہ آگیا ہاتھ پیرون مین رعشہ پڑا قلب تھرّایا کلیجہ منہ کو آیا بیقرار ہوکر
پکار اُٹھی فردم از کشتی وتدبیرے نہ گفتی ٭ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ٭ لشکر طلسم کشا چلا یہ بھی اُڑتی ہوئی
نظارہ بازی کرتی ہوئی چلی آتی ہی زنار بلا افگن سیر صحرا کرکے بڑھی پشت لشکر طلسم کشا پر پہونچی

دیکھتے ہی اُسنے سحر کرنا شروع کیا ایک ٹکڑہ ابر نمایان ہوا ہاتھ سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا لشکر مین طلسم کشا کے تلاطم ہوا بہار لال پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے قریب ابر کے آئی پھولون کا گجرا ہاتھ سے آتار کر مارا ابر پھٹ گیا جنگل مین جا کر برسنے لگا زنار نے جو بڑھکے دیکھا کہ بہار لال پوش میرے سحر کو مٹایا چاہتی ہی پکار کر آواز دی بوا بہار لال پوش مین تھوڑے ہی عرصے مین لشکر مسلمانان کو مٹائے دیتی ہون دیکھو کئی ہزار لاشے تڑپ رہے ہین بلکہ ابھی پورا حال نہ ہوا تھا ابر بلند ہو رہا تھا تھوڑے عرصے مین ڈھیلا ہو کر برستا اکیلا طلسم کشا رہجاتا بہار لال پوش نے کہا بوا مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہی ہون دیکھو کون کون سردار ساتھ ہین جب اُنپر حال کھلتا اس ابر کو اشارون مین مٹاتے آفتاب فلک سیر کیسا ساحر زبردست ہی سنبل کہ اگر زلف عنبرین کو ہلا دے زمین کو آسمان پر پہونچاوے اِنھین سب سردارون کی مدد سے کوہ یاقوت کو لوٹ لیا کوئی زندہ نہ بچا اگر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ آؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤگی یہان بعد دفع ہونے ابر سحر کے آفتاب نے کہا ای شہریار یہ کسی کا سحر تھا مگر کسی نے بڑے لطف سے مٹایا دیکھیے ابر جنگل مین جا کے برسا نخل سرسبز و شاداب ہوے چشمے جوش مار کر لاجواب ہوے ابھی ابر برس رہا ہی سحر کرنے والا اسی حوالی مین ہی یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اُسکے پہلو مین ایک حسینہ آپس مین باتین کرتی ہوئی اُڑی ہوئی جاتی ہین آفتاب نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر حسینہ پر مارا گولہ قریب آکے پھٹا ایک خنجر دھوین سے نکلا سر پر حسینہ کے پڑا حسینہ کا سر اُڑ گیا لاشہ اُلٹا پلٹتا ہوا چلا کمر مین تیغہ ہفت جوہر بہار لال پوش نے جھپٹ کے تیغہ کمر سے زنار کی لیا ابکہ بلند ہوئی آفتاب نے یہ سب معاملے دیکھے حیران ہو گیا رستم سے عرض کی نہین معلوم یہ حسینہ کون تھی اور عندلیب کون ہی کمر مین حسینہ کی تیغہ تھا آکر دیکھا لاشہ ایک عورت کا زمین پر گرا سردارون نے پہچانا یہ لاشہ زنار بلا انگیز کا ہی آفتاب نے کہا ای شہریار یقین ہی کہ عندلیب خیر خواہ دولت ہی کیا عجب ہی کہ تیغہ آپکو پہونچے تیغہ آتشے کمر سے ہی کمر سے لیا اور آسمان مین ڈوب گئی مگر بہار لال پوش تیغہ لیے ہوے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری اس انتظار مین کہ شام کو جہان لشکر طلسم کشا کا اُترے گا رات کو جا کر تیغہ نذر کرونگی مین بھی سردارون مین منسوب رہونگی ہفت پیکر نے کوہ زبرجدی پر آکے اپنا انتظام کیا میثاق جادو

کہ پہلو مین رہتا ہی اُسکو حکم دیا کہ جا کر زنار بلا افگن کو بلا لاؤ کہ تیغہ کو بہ انتظام رکھا جاے ایسا نہو طلسم کشا لیلیے میثاق آسمان پر اُڑا ہوا جاتا ہی نگاہ اُسکی جمال باکمال بہار لال پوش پر پڑی دیکھا ایک مہ جبین سایۂ نخل مین بیٹھی ہی مگر سرنگون کلیجہ غم سے خون دل آزاس عالم حسرت دیاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہار جانب دیکھ رہی ہی ایک تیغہ سامنے رکھا ہی دل سے یہی باتین کہ جب شام کو لشکر طلسم کشا کسی مقام پر اُترے مین جا کر حاضر ہون اور تیغہ بہ تکلف نذر دون میثاق جو کڑک کر گرا تیغہ اُٹھا لیگیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مین کوہ زبرجدی پر جاتا ہون یہ تو تیغۂ ہفت جوہر ہی اسکی فکر مین طلسم کشا سے نامور ہی معلوم ہوتا ہی تونے زنار کو مارا اور تیغہ اُس سے لیا پاس طلسم کشا کے جانے کی فکر مین تھی اگر پرستار خداوند ہی تو خدمت مین آکر حاضر ہو کیا عجب ہی کہ خداوند سرفراز کرین ورنہ مین تیری سفارش کرونگا یہ کہتا ہوا ایک گولہ بہار پر پھینکتا ہوا بھاگا وہ گولہ جو پھٹا اندھیرا ہو گیا آنکھون کے نیچے بہار لال پوش کی تاریکی آئی ٹٹولنے لگی پہلے تیغہ ہی کو ڈھونڈھا تیغہ نہ پایا کلیجہ پر چھری پھر گئی گولہ جو زمین پر پڑا تھا اُسے اُٹھایا دیکھا پوچھا تو کسکا سحر ہی آواز آئی کہ مین سحر ہون میثاق جادو کا وہی تیغہ اُٹھا کر لے گیا اب تو بہار لال پوش غصے مین اُٹھی کہ میثاق کو کیا مطلب تھا کہ اُسنے میرے ساتھ کد کی تیغہ اُٹھا کے لے گیا جہان ملیگا وہان اُسکو مارونگی بڑا افسوس ہی بہار لال پوش کو کہ مین نے زنار کے ساتھ کیا حرکت کی اُسکو کاہن نے مارا مین نے کسی بات کا خیال نہ کیا صرف تیغہ لیا یہ سوچ کر تلاش مین میثاق کی چلی لیکن فراق مین طلسم کشا کے بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین
جیسے آتے ہین نظر ترتے کنول تالاب مین

اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کسنے چہرے سے اُٹھائی ہی لب دریا نقاب
کوندتی ہین بجلیان لہرون کے بدلے آب مین

استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرے
کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین

اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہی
کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین

جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کے تلے
شمع روشن جس طرح رکھدے کوئی محراب مین

دانے ہین انگیا کی چڑیا کو بنت کی چیونٹیان
پلتی ہی بالے کی مچھلی موتیون کی آب مین

رشک کے معنی یہ ہین سوتے ہین جیسے میرے بخت
سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

خفا نظر آتا ہی گرد اُسکے ذقن پر کیا عجب ۔ جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین
چشم تر مین ہو تصور روے جانان کا مدام ۔ پھنس گیا ہو عکس یہ خورشید کا گرداب مین
ہو گئے ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا ۔ نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

بہار لالہ پوش تو اس حال مین جاتی ہی کہ میثاق کو تلاش کرون ملتے ہی اُسیر سحر کرون مگر میثاق جو چلا گھبرایا ہوا کہ تیغہ ہفت جوہر میرے پاس ہی کہان جاکر ٹھہرون آخر سوچا کہ زنہار جادوگر میری قدیم آشنا ہی وہ دریا کے بیچ مین رہتی ہی وہان کوئی نہ جا سکیگا یہ سوچکر دریا پر آیا آواز دی کہ ملکہ زنہار جادو کیا کرتی ہین بیچ دریا مین ایک قصر ظاہر ہوا دیکھا زنہار جادو مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین اسباب عیش مہیا آواز دی ای میثاق آؤ میثاق اُترا زنہار نے پوچھا اِسوقت گھبراے ہوے کیون ہو میثاق نے کہا بہار لالہ پوش تیغہ ہفت جوہر لیے جاتی تھی اُسکی صورت ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ اُسکو تو نہ قتل کیا تیغہ ہفت جوہر اُٹھا لایا ہون یہی خوف ہی کہ اب وہ بیدار ہو کر میری تلاش مین آئے گی ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن اسی سبب گھبرایا ہوا تمھارے پاس آیا تمنے قصر اپنا ظاہر کر دیا ظاہر مین بیٹھی ہو ایسا نہ ہو بہار لالہ پوش آجائے زنہار سمجھاتی ہی کہ کیون اسقدر گھبراتے ہو وہ آئے گی تو کیا ہم اُس سے سحر مین کم ہین آئیگی تو مقابلہ پڑیگا تمکو لیجا نہ سکیگی اور تیغہ تو میرے قبضے مین ہی اب تیغہ کون لے سکتا ہی میثاق نے کہا تیغہ مین لایا اور تم کہتی ہو کہ تیغہ میرے قبضے مین ہی اِسکے کیا معنی زنہار نے کہا یہ وہ تیغہ ہی کہ کل طلسم کے رہنے والے اِسکی فکر مین ہین جو طلسم کشا کو دیگا بڑا مرتبہ پائیگا پھر مین تیغہ لیجانے دونگی مین طلسم کشا کو دیکر اپنا مرتبہ بڑھاؤنگی اپنی جان بچاؤنگی بھلا یہ مجھے کب گوارا ہی کہ تیغہ تم میرے سامنے سے لیجاؤ یہ کہکے زنہار نے تیغہ اُٹھا لیا اور کہا کہ اب تو تیغہ کا نام لو اِسی تیغہ کا ایک ہاتھ ماردون اگر سامری و جمشید بھی ہون تو اِس تیغہ سے نہ بچین یہ تیغہ وہ بلاے روزگار ہی میثاق جھنجھلا کر اُٹھا اِسنے گولہ مارا زنہار نے پکار کر آواز دی ای ماہیان دریا و ای نہنگان خون آشام یہ ایک شخص مجھپر ظلم کرتا ہی تم سب دریا سے دیکھ رہے ہو اِسکو مار نہین لیتے میثاق نے دیکھا دریا مین کھولن ہوئی ہزارون مچھلیان و نہنگان کلان مُنھ کھولے ہوے دریا سے نکلے آوازین دیتے ہوے ای ملکہ زنہار ہم حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجالائین زنہار نے اشارہ کیا کہ میثاق کو مار لو مچھلیون نے آکے میثاق کو گھیرا مثل آدمیون کے مچھلیان غل کر رہی ہین

کہ میثاق کو مارلو میثاق پر جو سب گرین تمام بدن اسکا غربال کردیا میثاق حیران ہی کہ کیونکر جان بچاؤن اور
کیا کرون سامری و جمشید کو پکارتا ہی اپنا تیغہ ہلا رہا ہی جان اپنی بچا رہا ہی کبھی گولہ مارتا ہی صدہا مچھلیان
مر کر گرتی ہین مگر دریا سے تار بندھا ہوا ہی ایک مچھلی مرتی ہی تو دس مچھلیان نکلتی ہین میثاق پر حملہ کرتی ہین
میثاق بھاگتا ہی حیران ہی کہ مین کس آفت مین آکر پھنسا قضائے کار بہار لال پوش ساحرہ نکی
صدا سنکر آسمان پر آکر جھکی دیکھا میثاق مچھلیون سے لڑ رہا ہی مچھلیون نے اسکے بدن کا گوشت
نوچ کر پھینکدیا ہی اور تیغہ مسند پر زنہار کی رکھا ہی اب بہار لال پوش تڑپ کے گری تیغہ اپنے اٹھالیا
میثاق و زنہار اسکی جانب دوڑے مچھلیون نے بھی اسکو گھیرا ہی بہار لال پوش نے تیغہ نیام
سے کھینچا تیغہ کو جو جنبش دی تیغے سے برقین چمکنے لگین برقین مچھلیون پر گرین مچھلیان کٹ کٹ کے
دریا مین گرنے لگین ان دونون نے چاہا کہ سحر کرین بہار لال پوش نے تیغے کو جنبش دی دو طائر
دونون کے سامنے پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے دونون طائرون کی آواز پر متوجہ ہوگئے بہار
کا تعاقب نہ کرسکے بہار لال پوش مثل بوے گل کے نکلی جب بہار لال پوش نکل گئی تو میثاق
نے کہا کیون زنہار ہم تو مقام محفوظ سمجھکر تمھارے پاس آئے تمنے یہ فساد برپا کیا کہ تیغہ ہاتھ سے
کھویا اب مین کیا کرون بہار لال پوش اڑی ہوئی جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا ایک نہر جوش مار رہی ہی
جیسے ہی قریب نہر کے پہونچی نہر نے حبابون کی آنکھین نکالین موجین خنجر بکف ہوئین گرداب چیخ مارتے
تھے ناگاہ دیکھا ایک ساحر گرداب سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای بہار لال پوش کیا تحفہ تیرے
پاس ہی دل کو بیتابی ہوئی مین گھبرا کر نکل آیا منم گرداب دریا نشین اگر خداوند سے باغی ہوئی ہی
تو آمجھسے مقابلہ کر اگر موافق ہی خداوند سے تو حال مفصل بیان کر ورنہ مین تجکو جانے نہ دونگا بہار نے
کہا ای گرداب کیون دیوانہ ہوا ہی مین نہین معلوم کہان سے آتی ہون کہان جاتی ہون میرا سد راہ
نہ ہو ورنہ بہت پچھتائیگا گرداب نے کہا مین ایسا تہ آب بیقرار ہوا کہ نکلکر باہر آیا اب مجھسے کہان تال کر
اب مین لڑونگا یہ سنکے بہار لال پوش بڑھی کہ نکل جاؤن گرداب نے نہر پر اشارہ کیا ہزارون مچھلیان
سد راہ ہوئین پانی نہر کا بڑھنے لگا بہار لال پوش نے تیغہ کھینچا پکار اٹھی ای تیغہ ہفت جوہر
مجھے اس ظالم کے روکنے سے نجات دے کہ مین تا بہ طلسم کشا جاؤن یہ کہکے جو تیغہ کو جنبش دی عکس تیغہ کا
نہر مین جو پڑا ایک دانا ہوا نہر سمٹ کر اپنے شکم مین آئی ہرچند گرداب اشارے کرتا ہی حبابون سے

آنکھین لڑاتا ہی کچھ نہین ہوتا تیغ ہفت جوہر سے ایک برق چمکی کہ نہر بالکل خشک ہوگئی وہی برق
تڑپ کر گرداب پر پڑی کہ گرداب دریانشین کے دو ٹکڑے ہوے گرداب کا مرنا کہ صحرا مین اندھیرا
ہوگیا فضاے کار ہفت پیکر آج تین دن سے کوہ زبرجدی پر ہی لوگ حیران ہین کہ قدرت آٹھوین دن
میلہ کرتے تھے آج کیا ہی کہ تین دن سے اِسی مقام پر ظہور ہی ادھر گرداب مرا تصویر سنگی کا سر شق ہوا
کوہ زبرجدی والون نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تصویر سنگی کے سر سے نکلا یہ کہتا ہوا چلا کہ ارے
غضب بہار لال پوش نے گرداب جادو کو مارا تیغ ہفت جوہر لیے ہوے پاس طلسم کشا کے
جاتی ہی بہار لال پوش گرداب کو مار کر آگے بڑھی ہی کہ دیکھا ایک پہاڑ بیچ مین حائل ہی رستہ نہین ملتا
جدھر جاتی ہی اُدھر پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہی اِسنے تیغ ہفت جوہر چمکایا پہاڑ بیچ مین سے شق ہوا
بہار لال پوش کو راستہ ملا پہاڑ سے نکلنا پہاڑ ہوگیا پہاڑ سے آوازین آتی ہین ای بہار لال پوش
کہان جاتی ہی یہ سحر قدرت کا تھا ہمکو قدرت نے تیرے روکنے کو بھیجا تھا تونے غضب کیا بہار نے
دیکھا سامنے لشکر طلسم کشا اترا ہی سنبل ہفت گیسو طلایہ پھر کر آئی ہی انتظام لشکر کر رہی ہی بہار
نے پکار کر آواز دی ای سنبل مین تیغ ہفت جوہر لائی ہون بڑی بڑی آفتین اِس تیغ کے لیے
اُٹھائی ہین یہ سنتے ہی سنبل نے جھپٹ کے چاہا بہار لال پوش سے تیغ لون کہ ہفت پیکر آسمان سے
گرا ہاتھ پہ بہار کے ایک تھپکی ماری کہ تیغ اِسکے ہاتھ سے نکل گیا سنبل تڑپ کر گری کہ تیغ اُٹھالون
ہفت پیکر نے آواز دی او نمک حرام بد انجام خبردار تیغ نہ اُٹھانا یہ کہکے ایک چیخ ماری آفتاب
فلک سیر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اِسنے گھبرا کے کہا ارے ہفت پیکر آگیا بارگاہ سے گھبرا کے
نکلا دیکھا سنبل ہفت گیسو گیسو ہلا رہی ہی جب گیسو ہلے سات برقین چمک کر ہفت پیکر پر گرین
ہفت پیکر اُن ساتون برقون سے بچتا ہی چاہتا ہی تیغ اُٹھالون مگر سنبل کا سحر محیط ہو رہا ہی
کڑک کر آفتاب گرا جنگل مین روشنی ہوئی ہفت پیکر چہار جانب دیکھ رہا ہی آفتاب نے تیغ اُٹھا لیا
مگر جس مقام پر کھڑا ہی وہان سے بڑھ نہین سکتا ہی سنبل بھی سحر کر رہی ہی ہفت پیکر ہاتھ ہلاتا ہی
آواز دیتا ہی ای آفتاب کیون بغاوت پر کمر باندھی ہی ارے طلسم تباہ ہوجائیگا طلسم کشا کا ایک
مذہب ہوجائیگا میرا تو کیا خداوندان قدیم سامری و جمشید کا کوئی نام نہ لیگا گھر بار تم سبھون کے تمام
لُٹ جائینگے دیکھ تیغ نہ لیجا آفتاب تیغ لیے کھڑا ہی طلسم کشا جھپٹ کر قریب آفتاب کے آئے آفتاب نے ۲۰:

تیغہ پھینکا پکار کر کہا لیجیے طلسم کشا نے چاہا جھپٹ کے تیغہ اُٹھا لون مگر تیغہ پر ہاتھ نہ پڑا ہفت پیکر نے ہاتھ چمکایا برق گری کہ بہار لال پوش کے دو ٹکڑے ہوے بہار لال پوش کام ناکر آفتاب تھرا گیا ہفت پیکر تڑپ کر گرا تیغہ اُٹھا لیا برق چمکائی آفتاب کا سر زخمی ہوا سنبل ہفت گیسو نے کیسے کیسے سحر کیے لالہ عذار بھی آئین جمال بمثال اپنا ہفت پیکر کو دکھایا ہفت پیکر جھوم گیا مگر آفتاب فلک سیر زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ہفت پیکر نے موے گیسو توڑ کر آفتاب کی جانب اشارہ کیا زنجیر آہنی گلے مین آفتاب کے پڑی تیغہ تو اُسنے کمر سے لگایا آفتاب کو لٹکاتا ہوا لے اُڑا سنبل نے چاہا اسکا پیچھا کرون طلسم کشا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای سنبل ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اس سے مقابلہ دشوار ہی اسکے پیچھے نہ جاؤ ہفت پیکر تیغہ ہفت جوہر و آفتاب فلک سیر کو لیے ہوے جاتا ہی قریب کوہ ہفت جوش کے پہونچا ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش بناؤ کیے ہوے بیچ مین کنیزون کے بیٹھی تھی کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ہفت پیکر تیغہ کمر مین آفتاب فلک سیر زنجیر آہنی مین لٹکا ہوا بعجلت تمام لیے آتا ہی ہفت رنگ گلگون پوش واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی یا خداوند تقدیر میری کہ آپکا ادھر گذر ہوا چند ساعت کو یہان تشریف لائیے اس قیدی گنہگار کو میرے سپرد کیجیے اِسکا نازو نیاز سے ہفت رنگ گلگون پوش نے کلام کیا کہ ہفت پیکر بیقرار ہو گیا آواز دی ای بندی خاص الخاص قدرت نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسوقت تمکو دیکھکر اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفاے آب دُر سخن کا — دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہی نخل ماتم ہر ایک جوا ہی پُر آب دیدہ — جو زخم گل میرے باغ کا ہی تو داغ پتہ مرے چمن کا
نظر جو آجاے بید مجنون تو رو دون مجنون کی یاد مین — جو دیکھون شیشہ تو سر کو پھوڑون خیال بندھ جاے کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو — نہ بوے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا — لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم مے گون یہ رنگ محفل کرے دگرگون — وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوارون کی انجمن کا
خراب ہتی نہ ہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو — جدا ہوا شاخ سے جو پتہ غبار خاطر ہوا چمن کا
جو حال پروانہ عشق مین ہی وہی محبت مین عالم اب — وہ شمع فانوس کا ہی کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو بیچ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اس پر — عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش | جو ہار پھولون کا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

ہفت رنگ گلگون پوش ان اشعار کو سُنکر ہنسی کہا یا خداوند یہ شعر ابھی نظم کیے آپنے تشریف لائیے
ہفت پیکر نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج قدرت بصورت اصلی ہین کبھی کسی
بندے نے قدرت کو اِس صورت سے نہین دیکھا اِسوقت قدرت نہ ٹھہرینگے ہفت رنگ
گلگون پوش نے عرض کی اب تو کنیز جمال قدرت دیکھ چکی کنیزون کو ہٹادون ہفت پیکر نے اشارہ
کیا تنہا قصر مین چلو تو قدرت آئین ہفت رنگ گلگون پوش ایک کمرے مین آئی ہفت پیکر اُتر پڑا
تیغۂ ہفت جوہر دکھایا کہا قدرت اِسکے واسطے گئے تھے بہار لال پوش کو مارا اِس ظالم کو پکڑ لایا
تیغۂ ہفت جوہر لیا اب کوئی نہ پاسکیگا اصل یہ ہی کہ دو تحفے طلسم کشا پا گیا تیغۂ ہفت جوہر اگر نہ ملیگا تو
پھر وہ دونون تحفے ناقص رہینگے ہفت رنگ نے گلابی اناری جام شراب پلایا دو تین جام پی کے
ہفت پیکر اُٹھا کہا ای ملکہ اب تمھارے یہان قدرت ہو چلے تیغہ اپنے پاس رکھو لیکن ای ہفت رنگ
خبردار تیغے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اِس قیدی کو بھی احتیاط سے رکھنا یہ کہکے ہفت پیکر تو روانہ ہوا
ہفت رنگ ٹہلتی ہوئی قریب آفتاب کے آئی کہا کیون ای آفتاب مقام افسوس ہی کہ تم ایسا ساحر
ہوشیار یون شریک طلسم کشا ہو آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم طلسم کشا خلق مین اخلاق مین حسن مین جمال مین
یکتا ہی طلسم کشا نے وہ آبرو کی اپنے ایک ایک خدمتگار کے واسطے کد وکوشش کی زنار کے واسطے
کیا کیا فکر ہوئی سنبل گرفتار ہوگئی عیار کو بھیجا شب کو خاصہ نوش نہ کیا جب تک سنبل نہ آلین اُس
شیر دلیر کو آرام نہ تھا جب سنبل آئین عیار رہا کر کے لایا تب خاصہ نوش فرمایا کتاب ہفت پیکر تو
تمھارے پاس بھی ضرور ہوگی اُس مین صاف صاف قدرت لکھ چکے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہی عمر
طلسم تمام ہوئی رستم بیٹا صاحبقران کا آکے طلسم کو فتح کریگا ساحران نامی شریک ہونگے جنکو قدرت
اپنا دوست سمجھینگے وہی قدرت کے دشمن ہونگے جسکو راہبر سمجھا ہی وہ راہزن ہوگا طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اس مزے سے اِسنے اوصاف طلسم کشا بیان کیے کہ ہفت رنگ بھی مشتاق ہوئی کہا ای
آفتاب اصل یہ ہی کہ جو لڑکے ہفت پیکر پرست ہوے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ وہ سواے ہفت پیکر
کے کسی کا نام نہین جانتے بڑی مشکل کی بات ہی طلسم کشا کو کیونکر دیکھون آفتاب نے کہا آجکل
سفر مین ہین کسی پہاڑ پر جاکے شہر و آبادی لشکر دیکھو دیکھو کون کون سے معشوقان پری چہرہ ساتھ مین

ہفت رنگ نے کہا مین نہایت مشتاق ہوئی بیشک جاکر دیکھونگی ہفت رنگ ایک طاؤس پر سوار ہوئی واسطے دیکھنے طلسم کشا کے روانہ ہوئی کوہ زبرجد پر آئی زبرجد جادو اپنے شہر مین تھا تھوڑے عرصے تک ہفت رنگ ٹھہری وہان سے آگے بڑھکے کوہ گلگون پر زیر نخل ٹھہری ذرا دن چڑھا تھا کہ گل آفتاب چمن چرخ نیلگون مین شاخ ضیا و شعاع پر پھولا عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ ہفت رنگ نے دیکھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی صحرا سے گرد اڑتی دیکھی سب کے آگے سنبل ہفت گیسو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک طرف نکل گئی پھر دوسری گرد اڑتی دیکھا ملکہ سیماب اسی ہزار کنیزین پشت پر اہتمام کرتی نکل گئین اسکے بعد لالہ عذار طاؤس زرین بال پر سوار ساٹھ ہزار کنیزین پشت پر یہ بھی نکل گئین اسکے بعد دیکھا خوب نوبت نقارے بجے بیچ مین طلسم کشا گرد و گل سردار عاشق وغیر عاشق گلچینی گلشن جمال کی کرتے ہوئے سامنے سے گذرے علمہائے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوئے انپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم غرضکہ پندرہ لاکھ ساحر وغیر ساحر کا لشکر پشت پر صحرا تمام گلزار ہوگیا ہفت رنگ کی جو نگاہ جمال بیمثال پر پڑی بیقرار ہوگئی بے اختیار پکار اٹھی نظم

اسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا … بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین … دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جانکلا جو مین تو کوہ کن … اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق مین پایا ہون نہ عاشق مین جذب … کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
واہ ای اندھیر بہر روشنی شہر مصر … دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشہ ہی مین پا اتھی میکشون کو موت دے … کیا گھر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا
اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا … درد دل پیدا ہوا نہ رد جب جگر جاتا رہا
حسن کھو کر آشنا ہمسے ہوا وہ نونہال … پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون نے نہین … کب تپ غیر اتری کس دن دردسر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار … وہ ہی دل مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

اسی وقت ایک صحرائے سبزہ زار رستم کو ملا بیٹت آکر سنبل نے عرض کی آج کئی دن کے بعد صحرائے سبزہ زار

ولہٰذا لشکر کو اسی مقام پر اُتار رہے ایک دن تو لشکر کو آرام ملے ایسا نہ ہو کسی مقام پر کوئی حریف آ جائے
اور لشکر کو لڑنا پڑے ایسے گھبرائے ہوئے ہیں کہ فوراً قدم اُٹھ جائینگے ستم نے کہا بہتر ہو اُسی
مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی سردار اُترنے لگے ہفت رنگ اپنے مکان پر آئی پہلے اسنے آفتاب
کو رہا کیا اور گوشے میں لاکے کہا اے آفتاب ہماری طرف سے جاکر طلسم کشا سے سفارش کرو
میں تیغۂ ہفت جوہر لیکر حاضر ہوتی ہوں آفتاب نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو کہا تیغہ میں نے
خزانے میں رکھا ہے وہاں سے نکالوں اب جو میں آؤنگی آپ ہی کے ساتھ رہونگی وہ وہ شاہزادیان
ساتھ لشکر کے دیکھیں کہ دل کو تسکین ہوگئی جو اُن پر گذرے گی وہ ہمپر گذرے گی آفتاب رخصت ہوا
یہاں ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش خزانے میں گھسی اپنی ہم شبیہ پتلیاں جواہرات کی جتنی
اُٹھوا اپنی جھولی میں رکھ جا بجا سے تحفہ جات اُٹھاتی ہوئی اُس مقام پر آئی جہاں تیغۂ ہفت جوہر
رکھا تھا تیغہ اُس مقام پر نہ پایا ہوش اُڑ گئے کہ اے ہفت رنگ یہ کیا ستم ہوا تیغہ کون لے گیا وہاں سے
جھلا کے باہر نکلی کنیزوں کو بلایا کہا ارے تم میں سے کسی نے تیغۂ ہفت جوہر اُٹھایا ہو اُنھوں نے
کہا واری ہمارا خزانے میں کب گذر ہوسکتا ہے کنیزیں تو کبھی جاتی بھی نہیں اگر ہم لوگوں کے ذمے
ثابت ہو تو گردن اُڑا دو بار یک تر اُسی وقت قتل کیجیے ہفت رنگ ناچار ہوئی سوچی کہ میں آفتاب
کو رہا کر چکی اگر قدرت آکر پوچھیں تو میں کیا جواب دوں اب نہیں رہ سکتی یہ کہکر کنیزوں کو اشارہ کیا
سارے گھر کو تم سب لوٹ لو ہم جاتے ہیں لیکن دریائے سحر میں ڈوبی ہوئی ہی ہم شبیہ پتلیاں جوہر کی
جھولی میں پڑی ہوئی ہیں اشیائے سحر ذات پر آراستہ طاؤس پر سوار ہوکے بلند ہوئی تیغۂ ہفت جوہر
پر یہ سحر کر گذرا کہ ہفت پیکر کو وہ زبرجدی پر کئی دن سے ساکن ہے اسکو معلوم ہوا کہ ہفت رنگ
طلسم کشا پر عاشق ہوئی سوچا کہ ابھی تیغۂ ہفت جوہر جاکے دیدے گی وہ پہر رات گئے تصویر سے
نکلا زیر کوہ آیا سحر کرکے عرق زمین ہوا زمین کو کاٹتا ہوا خزانے کے اندر آیا زمین سے نکلا تیغہ اُٹھا لیا
اُسی طرح نقب سے نکلکر شب ماہ تھی آسمان پر چلا ہوا کو کاٹتا ہوا آتا ہے کہ باغ میں بوے خوش آئی
معلوم ہوا کہ عطار صبا نے قرابۂ خوشبو کے لنڈھا دیے جوں جوں آگے بڑھتا ہے خوشبو بڑھتی جاتی ہے
دیکھا ایک باغ جنت نظیر آسمین لالۂ رنگین بہار پر ہے باغ میں ایک چبوترہ ہے ڈالیاں اُسپر جھولتی لگی
ہوئیں اُن ڈالیوں میں گلہاے رنگا رنگ خوشبودار ایک جانب اُڑتیں اور تو نیز گجرے اور بدھیان

نہایت شگفتہ پڑی ہین انجمن کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی رنگین بہار پیرا پیچ مین بوے گل سے باغ معطر
کنیزین قسبرین ونسترن وغنچہ دہن اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین اور سامنے تصویر ہفت پیکر
پھولون مین لدی ہوئی رکھی ہی کہہ رہی ہی ای خداوند میری مرادین پوری ہون تو آپکو پھولون مین تولون
ہفت پیکر نے جو اعتقاد رنگین بہار پیرا کا دیکھا مبہوت ہو گیا سمجھا کہ یہ ہماری بڑی چاہنے والی ہی
اور نازنین پری پیکر چہرۂ رشک قمر اسنے اشارہ کیا تصویر باتین کرنے لگی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای
رنگین بہار پیرا تیری کل مرادین حاصل ہین جو مانگ وہ دلوا دون مراد دلی تیری پوری کردون
کبھی کسی وقت تجھکو رنج والم نہ ہو بہار تیرے باغ مین ساکن رہے تو اسم بامسمی ہی رنگین بہار پیرا
تیرا نام ہی بہار کا اسی باغ مین رہنا کام ہی یہ باتین تصویر کو کراکے ہفت پیکر خود اترا آواز دی ای
رنگین اسوقت تونے اس خضوع وخشوع سے تصویر سے باتین کین کہ فرشتون نے عرش اعلی
تک پہونچائین دیکھ جب زمین پر آئے تو دوست دشمن کو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہفت رنگ نے
طلسم کشاے عشق کیا ہی آفتاب فلک سیر باغی قدیم کو اسنے رہا کیا اب فکر مین تھی کہ تیغہ
ہفت جوہر لیکر جاؤن اسی کے ذریعے سے ملون قدرت نے تیغہ اُسکے خزانے سے نکال لیا لو یہ تیغہ
اپنے پاس رکھو قدرت تمکو بالاے عرش بلائینگے رتبۂ معراج عطا کرینگے وہ مرتبہ دینگے کہ سارے
طلسم کے شاہ وشہریار رشک کرین یہ کہکے تیغہ پاس تصویر کے رکھدیا کہا بس زیادہ قدرت کا
ٹھہرنا مناسب نہین جہان قدرت وہانسے ہٹے عرش متزلزل اور متحرک ہوتا ہی ڈر ہی کہ میری قدسیون
کی ہوس مین زمین نہ آجاے یہ کہکے ایک سحر کیا کہ نظرون سے رنگین بہار پیرا کی غائب ہو گئی
کوہ زبرجدی پر پہونچا دیر مین تصویر سنگی ہی اُس مین داخل ہو گیا گھنٹ نواز و ناقوس نواز
گھنٹ وناقوس بجانے لگے ہڑہوا ظہور قدرت ہو گیا میلہ جو زیر کوہ جمع تھا مرادین مانگنے لگے
مگر ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش جو مکان اپنا مٹا کر نکلی کنیزون کو بلایا سب ملازمون نے
لوٹ لیا اب ہفت رنگ طاؤس پر سوار ہو کر انتہا کی بلند ہوئی سر جھکا کے دیکھا ایک باغ پر بہار
اسمین ایک نازنین گلگون پوش مسند پہ بیٹھی تصویر ہفت پیکر سے باتین کر رہی ہی ہفت رنگ نے
جو تیغہ دیکھا شگفتہ ہوئی جھولی سے پتلی ہم شبیہ اپنی نکالی یہ کہکے پھینکا کہ ای ہمشبیہ اس نازنین کو
اپنی جانب ایسا متوجہ کر کہ مین تیغہ لے لون پتلی زمین پر آتے آتے ایک نازنین چہار دہ سالہ بنکر تیار ہوئی

سر بلاتی ہوئی سامنے رنگین بہار پیرا کے آئی آواز دی کہ بی بی واری جاؤن شاہزادی رنگین مزاج ہو
پھولون کے سر کا تاج ہو ذرا ادھر متوجہ ہو یہ کہکے غزل عاشقانہ شروع کی نظم

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

جین بر جبین نہ او بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی
سن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹانہ کو چۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھر گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

ویران سے اور رو ہمارا ہوا وچند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا
گل وہ جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح
منزل مین زنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کنہ کو
یہ جان لے کہ راستہ مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشونکو عاشقون کے نہ اُٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اُجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
رنگ فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رو کو وصل مین
دیو فراق گشتی مین مجھسے پچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

اس نوع سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین ناچنے لگین رنگین بہار پیرا ہان ہان
کرتی ہوگئی ہے ارے کیون دیوانی ہوئی ہو دیکھو تاچو نہین گر وہ نازنین اس طرح کے اشارے

کرتی ہی کہ کنیزین پانٔون بجانے لگتی ہین آخر اپنے مقام سے رنگین بہار پیرا بھی اُٹھی کنیزون کو گالیان دیتی ہوئی او نالائقو بے تمیزو اُسکا رنگ مٹاتی ہو ہین دیکھو بتاؤن جس طرح وہ پانٔون زمین پر رکھتی ہی اُسی طرح پیر رکھو دیکھو نقش قدم اُسکا تاج سرِ گلعذاران ہی عندلیب چمن مثل آئینہ حیران ہی یہ کہکر ناچنے لگی گرد کنیزین بیچ مین رنگین بہار پیرا آگے سب کے وہ ٹیکی ہی یہ تو سب ناچ مین مصروف ہوے ہفت رنگ گلگون پوش جو تڑپ کر گری تیغہ اُٹھا لیا لیکر ڈوب گئی ہفت رنگ گلگون پوش تیغہ ہفت جوہر لیکر بھاگی رنگین بہار پیرا کو ایک عندلیب نے آواز دی ای رنگین بہار پیرا ایسی غفلت تیغہ ہفت جوہر کیا ہوا ذرا خیال کر کے دیکھ یہ کہکے پھڑ کی سر پر اُس پتلی کے سایہ ڈالا برق گری پتلی کے دو ٹکڑے ہوے رنگین بہار پیرا کو اب ہوش آیا دیکھا قصور یہ خداوند سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی ای شاہزادی والا قدر دشمن نے اپنا کام کیا تیغہ لے گئی ہفت رنگ کے دل مین آتش عشق شعلہ ور ہی طلسم کشا کے پاس جاتی ہی کہ پہونچے یہان طلسم کشا بر سر راہ ہین ایک مقام پر لشکر رکا سنبل نے بڑھکے عرض کی حضور ٹھہر جائین ایسی خوشی پہونچا چاہتی ہی کہ حضور تلاش لوح کرین رستم نے آفتاب سے پوچھا کہ سنبل کیا کہتی ہین آفتاب نے ورق جیب سے نکالا ہنستا ہوا سامنے آیا کہا تیغہ ہفت جوہر ابھی آتا ہی طلسم کشا گھوڑے سے اُترے سب سردار گرد آگئے لیکن ہفت رنگ جو چلی راہ مین ایک مقام پر دیکھا جنگل مین ایک نخل بلند و مرتفع اُس مین جھولا پڑا ہی بارہ تیرہ نازنینان مہ جبین تانے لگا رہی ہین پینگ بڑھ رہا ہی ایک نے تان لگائی دوسری اُس سے بڑھ گئی تیسری نے کہا بوا جسکے لیے یہ مشقت کی وہ آپہونچی چوتھی نے گنگنا کے عارض پہ ہاتھ رکھا گورے گورے ہاتھ عارض رشک قمر پہ اشعار عبرت خیز گانے لگی

نظم

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو — جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
نکلتا ہی نہین آئینہ خانے سے باہر — غرور حُسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہی مشتاق — کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور کھوتی ہی تعلیم خاکسارون کی — اگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین — ہماری کفش سے موزے کو بھی گزند نہ ہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہی — وہ زہر ہی یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

بہا بر اُسکے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہی	الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے	وہ گوش کر ہون جو آتش سخن پسند نہ ہو

سب اس نازنین کی تعریفین کرنے لگین ہفت رنگ کھڑے ہوکے تماشا دیکھنے لگی کہ تیغہ کو یکایک جنبش ہوئی ہوش مین آگئی سوچی کہ ای ہفت رنگ اس مشقت عظیم سے یہ تیغہ حاصل ہوا ایسا نہو کہ شعبدے مین رہ جاؤن اور یہ تیغہ ہاتھ سے جاتا رہے اُن گانے والیون کی جانب سے منھ پھیرا ہرچند کہ گانا اُنکا دل کو کھینچ رہا ہی قدم وہان سے نہین اُٹھتا اور حیران ہی کہ مشرق و مغرب یا جنوب و شمال کسطرف جاؤن کہ طلسم کشا کو پاؤن اور نذر پیش کرون شاید قبول ہو آخر ایک جانب چلی گانے والیان آواز دیتی تھین ای ہفت رنگ ہمارا گانا تو سُن لے مقام افسوس ہی کہ ہم ایسی گانے والیان کہ جنکا گانا قدرت سنتے ہین لولی فلک کو ہمارے گانے پر سکتا ہی کسی سے ایسا کمال کیا ہو سکتا ہی ہفت رنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا تیغہ نیام سے نکالا چمکاتی ہوئی چلی جیسے ہی تیغہ چمکا وہ جو پریشانی اِسکے قلب پر تھی وہ دفع ہوئی اب ایک جانب چلی یہان رستم تھل رہے ہین لشکر اُسی صحرائے سبزہ زار مین اُترا ہی کمرین سب کی کھل رہی ہین آفتاب فلک سیر قریب کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ تیغۂ ہفت جوہر حضور کے پاس آیا چاہتا ہی بڑی تیغہ پر کد تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین یا ہفت رنگ تیغہ لاتی ہی اب انشاء اللہ تلاش لوح مین مصروف ہوجیے گا یہی قواعد مین درج ہی کہ معرفت ہفت رنگ گلگون پوش کی تیغہ سرکار کو پہونچیگا سرکار کو تیغہ ملا اور فتاحی طلسم کی تدبیرین ہوئین یا اسی طرح لوح بھی آپ کو غیب سے ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہوائے سرد چلی آفتاب نے کہا یہ علامت آمد آمد ہفت رنگ ہی سب شاہزادیان نام ہفت رنگ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئین اور برائے استقبال بڑھین آپس مین کہتی تھین کہ ہفت رنگ کیا صاحب اقبال ہی کہ جسکا احسان طلسم کشا پر ہوگا کہ دیکھا ملکہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار موے مشکین چہرۂ زیبا پر پریشان تیغہ کھینچے ہوئے اُسکو جنبش دیتی ہوئی تیغہ سے برقین چمکتی ہوئی ہین وہ برقین ہفت رنگ کو گھیرے ہوئے گرد ماہ تابان جیسے ہالہ ہوتا ہی پہلے سب سے سنبل ہفت گیسو بڑھی جا کر گرد طاؤس کے پھرنے لگی اور کہتی تھی کہ میری ہزار جان تیرے نام پر نثار ہو کہ تو تیغۂ ہفت جوہر لائی ہفت پیکر ہماری فکر مین ہی ایک ہفتہ اُسکو گذرا کہ کوہ زبرجدی سے نہین ملتا وہین سے بیٹھے بیٹھے فکرین کر رہا ہی ہم لوگون کی گرفتاری کی فکر مین ہی

مگر خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے جس مقام پر جو قید ہوا قبل فکر فتاحی طلسم اسکی رہائی کی تدبیر کی مقتر سمک برابر پہونچے خواجہ عمرو و برق بھی اسی فکر مین ہین یہ کہکے پایۂ طاؤس پر ہاتھ ڈالا سب شاہزادیون نے آکر گھیر لیا آفتاب فلک سیر قریب آیا آفتاب کا سر پر سایہ کیا اس اعزاز و اکرام سے ہفت رنگ کو سامنے طلسم کشا کے لائے ہفت رنگ نے جو قریب سے جمال رستم کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا دست لگا رین پر تیغہ رکھکے مسکرا کر کہا کنیز کی نذر قبول ہو کنیز نے بڑی بڑی جفا اٹھائی آپکا اقبال تھا کہ آپ تک پہونچی پروردگار اسے مبارک کرے طلسم کشا نے تیغہ کمر سے لگایا اب شاہزادیون کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی عارض مثل قرص قمر آنکھین نرگس شہلا صاف ثابت ہی کہ رعب و دبدبہ تہوّر و شجاعت سطوت و صولت مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہین سب ترقی حسن و جمال و جاہ و جلال کی دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ خدا اس آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شہمت افروز جہانداری کا سایہ ہم سب کے سر پر رکھے ہفت پیکر کی شعبدہ بازیون سے خدا بچاے روز سیاہ نہ دکھاے قضاے کار آفتاب فلک سیر کا ایک غلام ہی کہ کہباد بدباطن اُسکا نام ہی جاہ و جلال طلسم کشا دیکھکر جل گیا چار سی سر دار جو گرد دیکھے جاہ و جلال اُنکا دیکھکر آتش رشک مین پُھنکا خیال مین آیا بڑے افسوس کا مقام ہی کہ طلسم کشا فرزند مجاور خانۂ کعبہ اس جاہ و جلال پر ہو اور خدائی ہفت پیکر کی مٹے مین جا کر قدرت سے اطلاع کرون یہان تو لشکر مین مبارک سلامت کی صدا بلند ہی کہباد بدباطن کنارے آیا پر پرواز پیدا کر کے طرف کوہ زبرجدی کے چلا ہفت رنگ کی زبانی سن لیا تھا کہ قدرت ایک ہفتہ سے کوہ زبرجدی پر جسم تصویر مین سمایا ہوا بیٹھا ہی مراد مند جمع ہین تقدیرین بگھار رہا ہی زبرجد شاہ جو یہان کا بادشاہ ہی اُسکے وزیر و امیر گرد تصویر کے جمع ہین غلغلہ کر رہے ہین قدرت نے کرامت دکھائی جو جسطرح کی آرزو رکھتا ہی وہی مراد ملتی ہی دیکھو پانچ عورتون کے لڑکے ہوے جو قدرت سے باغی ہو گا سنگ سیاہ ہو جائیگا آرام نہ پائیگا اور جو طلسم کشا کے پاس جائیگا دیوانہ ہو جائیگا اپنے ہوش مین نہ رہنے پائیگا زبرجد شاہ سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا کہباد بدباطن آکر پہونچا کہا ای زبرجد شاہ قدرت عرض کرو کہ جلد کوئی تقدیر کرین کہ تیغۂ ہفت جوہر پاس طلسم کشا کے پہونچ گیا اسوقت لشکر مین بڑی خوشیان ہو رہی ہین اور بی ہفت رنگ کی بڑی خاطرین ہین بڑی آبروپائی زبرجد شاہ آگے بڑھا دست بستہ ہو کر عرض کی یا خداوند قدرت آگاہ ہوے تیغۂ ہفت جوہر ہفت رنگ نے طلسم کشا کو جا کر دیا

لشکر طلسم کشا مین بڑے ہنگامے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اسی طرح لوح بھی ملیگی نقشو یہ نے آواز دی
ای زبرجد شاہ مسلمانون کو ایسی سزا ملے گی کہ کبھی مسلمان جنگ کا نام نہ لین اور اب بھی لشکر جلیل مقابلے
طلسم کشا مین پہونچا ہی طلسم کشا آرام نہ پائیگا اُس پہلوان کو بھیجا ہی کہ جس سے طلسم کشا مہلت نہ پائیگا
فیلان مردار خوار اُسکا نام ہی وہ جاتے ہی آفتین برپا کریگا اور ای زبرجد شاہ کیاد بد باطن کو اپنا
وزیر کرو اور تین لاکھ فوج اِسکے ساتھ ہو عیاری کے بانے اسکو دو مقابلۂ طلسم کشا مین جانے کیاد
یہ احکام سُنکر پھول گیا کہا ای زبرجد شاہ مین عہدۂ وزارت جب لونگا کہ طلسم کشا کو لے آؤن فوج میرے
ساتھ ہو کہ جاتے ہی آفت برپا کرو ورنہ طلسم کشا کو مین مع بی ہفت رنگ کے لاؤن زبرجد شاہ کیاد کو
ساتھ لیے ہوے شہر مین آیا تین لاکھ فوج جمع کی تخت طاؤس خزانہ سے نکلوایا اُسپر کیاد کو سوار کیا
تاج جو سر پر رکھا گیا کیاد پھول گیا اکڑنے لگا وزیر زبرجد کے گرد آکر بیٹھے اس زور و شور سے لشکر
لیکر چلا کہتا ہی سب سردارون کو پکڑ لاؤنگا اور بی ہفت رنگ کے ہاتھ کاٹونگا اور بی سنبل کے ہفت گیسو
قلم کرونگا دیکھو آفتاب کا کیا حال کرتا ہون ایک ایک کو قتل کرتا ہون اس زور و شور سے کیاد چلا
وہان لشکر اسلام مین صدائے مبارک سلامت بلند تھی طلسم کشا نے فرمایا تین دن کا لشکر مین جشن ہو بڑی خوشی
کرنا ملکہ ہفت رنگ نے بڑا احسان کیا مگر زیادہ جشن کی مہلت نہین ہی تین دن مین سب درجے جشن کے
طے ہون جشن لشکر مین ہو رہا ہی جہان ایک سپاہی کا بستر ہی وہان بھی ایک نازنین ناچ رہی ہی ہر مقام پر
صحبت جشن و عیش آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین معشوقان پری چہرہ گرد بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال
کی کر رہی ہین سنبل ہفت گیسو کہتی ہین دیکھین کیا تدبیر ہو طلسم کشائی کیونکر ہو اور فرما رہی ہین اس جشن مین
خواجہ عمرو و برق نہین ہین سمک تلاش کرا دو سمک عرض کرتا ہی کل سے تشریف نہین رکھتے برق
نے جورو پی پائے ہین خواجہ اسی فکر مین ہین اگر ہفت پیکر کو پا جاؤن تو اُسے بھی پکڑ لاؤن رستم یہ باتین
کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار ایک ران کسی جانور کی ہاتھ مین
اُسے چباتا ہوا اسقدر تسمین بو ہی کہ خود دُنھ بناتا ہی مگر نری چرچر چبا رہا ہی پشت پر دو اڑھائی لاکھ پہلوان
گینڈون پر دور کا بلے مرکبون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے چمکاتے ہوے مقابلے مین
طلسم کشا کے آکے پہونچے اُترتے اُترتے اُس پہلوان نے آواز دی منم فیلان مردار خوار ای طلسم کشا
اِس ذلت سے قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے طلسم کشا نے فوراً سامان جشن موقوف کیا

فیلان نے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو فیلان مردارخوار گردن مست پر سوار فوج کو لیکر میدان مین پہونچا طلسم کشا نے اپنے لشکر کے ساٹھ ہزار آدمی پندرہ لاکھ مین سے غیر ساحر چھانٹے اُنکو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین کہ صحرا سے گرد اُڑی آفتاب فلک سیر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ایک گھوڑے پر سوار سپر شمشیر لگی ہوئی پشت پر تین لاکھ فوج لشکر اسلام سے ایک طرف آگے ٹھہرا کہ فیلان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر پہونچا نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ جو اُسنے للکارا کیا وہ بد باطن مقابلہ فیلان مین آیا فیلان نے آواز دی او غلام بد انجام تو کیا سمجھ کے نکلا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر ملا تو آفتاب کے پیر دباتا تھا پانی پلاتا تھا خدمتگاری مین رہتا تھا اب یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کیا وُنے کہا مین نے خبر قدرت کو پہونچائی یہ عہدہ ملا براے قتل طلسم کشا آیا ہون تونے یہ کہکے پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھکو ناگوار ہوا یہ سُنکر فیلان نے ایک نیزہ مارا کیا وُنے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال دیا نیزہ اُسکا توڑ ڈالا فیلان نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کیا وُ گھوڑے سے کود پڑا اینٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ چارون پیر گینڈے کے کٹے فیلان گینڈے سے گرا اوپر سے کیا وُنے ہاتھ مارا گلوگاہ پر پڑا کہ سر فیلان مردارخوار کا کٹ کر گرا کیا وُنے اپنی فوج کو اشارہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے فوج پر فیلان کی جا پڑا تمام فوج کو تہ و بالا کیا بارگاہین خیمے لوٹ لیے فوج والے شکست کھاکے بھاگے دور تک کیا وُنے پیچھا کیا تلوار سے خون ٹپکتا ہوا پلٹ کر آیا طلسم کشا کے لشکر کو آواز دی ای آفتاب جنگ کو میری دیکھا مجھے قدرت نے سرفراز کر دیا زور عطا کیا فنون سپاہ گری تمام سے اب مجھسے کون لڑسکتا ہی یہی تم سبھون کا حال کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو دیکھا تمنے مین نے اِس مغرور کا کیا حال کیا لشکر طلسم کشا کی بھی یہی کیفیت کرونگا اتفاقاً صحرا سے شیرون کی آواز آئی جھلا کے کہنے لگا کہ بندگان خداوند ہفت پیکر جو اس طرف آئے ہونگے شیرون کے ہاتھ سے کیونکر امان پاتے ہونگے اسباب صید و شکار تیار کرو ما بدولت واسطے شکار کے جائینگے شیرون کے کان پکڑ کے لائینگے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو یہ کہکے سوار ہوا واسطے شکار کے صحرا مین آیا طائران پرند کا شکار کھیل رہا ہی جدھر کو شیر ہین اُدھر نہین جاتا ہی ایک نخل کے سایے مین زین پوش بچھا کر

بیٹھا صحرا کی سیر کرنے لگا کہ کان مین رونے کی آواز آئی پھر آواز آئی کہ کوئی قہقہے مار رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی

نظم

ای جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا ۔ جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا
منھ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے ای خورشید رو ۔ چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا
مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین ۔ عشق غارت گر نے میرے دل کو گورستان کیا
نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا ۔ مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
جلد نہلا مجھکو میرے خون سے ای شمشیر یار ۔ دامن دل سا لہا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر ۔ آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
ای فلک مرہون احسان تو نہ مین تیرا ہوا ۔ شکر ہی مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو ۔ نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا
آتش دل خستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا ۔ قطرۂ ناچیز کو دریاے بے پایان کیا

اسنے گھبرا کر سہیلیون سے کہا ارے یہ کون ہی کبھی رونے کی آواز آتی ہی کبھی ہنسنے کی آواز آتی ہی اشعار کیا غضب کے پڑھے ہین کہ دل پر تاثیر کر گئے کوئی پریزاد ہی مگر جو کوئی ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ضرور ہی سہیلیے تلاش کو چلے تھے کہ دیکھا نخلستان سے ایک نازنین مہ جبین آوارہ و سرگشتہ دیوانہ وار وحشی مثال پائچون پر گرد پڑی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا گرتی آب روان کی سسکی ہوئی آئی کیاد کو دیکھکر دوڑی پکار کر آواز دی او ظالم گم شدہ کہان تھا آج کیون صورت دکھائی تجھکو شرم نہ آئی ذرا میرے پاس آ کلیجے سے لپٹ جا دل کی دھڑکن موقوف ہو دل تر دو منزل عیش وصل مین مصروف ہو یہ باتین سنکر کیاد دوڑا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے بہ نگاہ غور اُسکو دیکھا چرخ کھا کر زمین پر گری ایڑیان رگڑنے لگی بغل سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا اُسکو اُٹھا کر کیاد نے دیکھا میری ہی تصویر ہی اُسکے نیچے لکھا ہی خداوند ہفت پیکر نے یہ عاشق و معشوق قرار دیے کہ دونون آپس مین ملین ایک مہینے مین تیس لڑکے پیدا ہون اِن دونون کے نام کا ایک شہر بسے سال مین اسی تعداد کا تصور کیا جاے عورت کسی دن مہلت نہ پاے کیاد یہ معاملہ دیکھکر سامنے سہیلیون کے آیا کہا یارو دیکھو یہ معشوقہ خوبرو قدرت نے مجھکو مرحمت کی ہی قدرت پر ہفت پیکر کی ناز کرتا ہون

تم لوگ ہٹجاؤ مین اپنی معشوقہ کو اُٹھاؤن سب ہٹ گئے فرش خاک پہ پاسنے بیٹھکر سر اُٹھاکر زانو پر رکھا بیٹھکر رونے لگا اشک گرم جو عارض پر پڑے اُس ماہ رخسار نے آنکھ کھولدی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا سر کو عرش اعلیٰ پہ پہونچا پایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھی کیا و نے پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی کس ملک کی رہنے والی ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُسکو خورشید نگار کہتے ہین خورشید وش میرا نام ہی اپنے قصر پر مین سوتی تھی کہ خداوند ہفت پیکر تشریف لاے تم ساتھ تھے مین جو کہ مائل ہوئی تصویر تمھاری قدرت نے مجھکو دی اور یہ مضمون لکھدیا اور مجسے کہا جاکر صحرا مین تلاش کرو مین آوارہ ہو کر نکلی جنگل جنگل ڈھونڈھتی تھی آج یہ شرف ہاتھ آیا کہ تمکو پایا قدرت تمھاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہمارا بندۂ خاص الخاص ہی رستم جو اپنی بارگاہ مین آئے تو قصد کیا کہ صحرا مین جاکر اسکی گردن لون برق نے منع کیا کہا حضور نہ جائین اُسکا سر آتا ہوگا اُستاد فکر مین گئے ہین آتے ہونگے سر اُس خود سر کا لاتے ہونگے رستم انتظار مین بیٹھے ہین یہان اُس نازنین نے کیا و سے کہا او نامرد میرا اشتیاق دیکھتا ہی جاکر ایک گلابی شراب کی لا نہین تو مین خود جاؤن دوپٹہ گرو رکھکر شراب لاؤن کیا و یہ سنکر طرف بھٹی کے دوڑا کورے لوٹے مین شراب لایا لاکے سامنے رکھدی کہا لو جان جہان اُس نازنین نے شراب اُلٹ پلٹ کر کے جام لبریز کیا کہا پہلے تم پیو کیا و جام پی گیا اور دو تین جام پی در پے کہا کہو اب کیا معلوم ہوتا ہی کیا و نے کہا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اُس نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر تم ٹہلو سامنے دیکھو قدرت آتے ہین اشعار ون مین تحسین جاتے ہین کیا و بلبلا کے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری تلبیس سے گر پیدا ہوا
مرا کر ہر گلستن قیل و قال
مرا افسر زنجشم نامدار

مرے نام پر بند رشید اہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اُڑاتا ہون کفار کے مین صفین
فلک کی ہو گردش کا سامان ہوا
ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون شمشین کو ہر م کنون
نشان تمھاری گردیا پوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کر کے خنجر مارا سر کیا و کا کاٹ لیا کپڑے اُتار لیے رومال مین باندھا لیکر بھاگے بعد تھوڑی دیر کے جیلے قراولون نے کہا چلکے اپنے آقا کو لائین ابتو معشوق سے وصل حاصل کر چکے ہونگے آکے دیکھا دریاے خون جاری لاشہ برہنہ پڑا ہی سر کوئی کاٹ لیگیا جیلیون نے لاشہ اُٹھا لیا گانون سے چارپائی لا کے لاشے کو اُس چارپائی پر ڈال کے لے کے چلے جہان لشکر اسکا پڑا تھا وہان جو لیکر آئے سب کو معلوم ہو گیا

بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسر مارا گیا جو آتا وہ بھاگتا آخر سبنے صلاح کی چلکر قدرت کو خبر کرین
کہ آپ کے بندۂ خاص کو کسی نے مارا لاکھ سوار و پیدل ایک جگہ ہو کر کوہ زبرجدی پر آئے اور رو کر
فریاد کی کہ یا خداوند غضب ہوا افسر ہمارا جنگل مین بے سبب مارا گیا پہلے دن تو اس جرأت سے لڑا
کہ فیلان مردار خوار کو مارا اور کہتا تھا یہی حال طلسم کشا کا کروںگا جنگل مین واسطے شکار کے گئے صحرا مین
ایک عورت ملی پھر جو ہمنے جا کے دیکھا تو لاشہ بے سر پایا تصویر سے آواز آئی چونکہ اُسنے فیلان کو
مارا اُسکے بدلے مین اورکو اُسپر مسلط کیا عمرو نے اُسکو شراب پلا کر مارا لیکن عمرو کو قدرت نے جنگل مین
آوارہ کر دیا اُسکو راستہ نہین ملتا زبرجد سے کہو گل خیز جادو کو روانہ کرے وہ جا کے پکڑ لائے
جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی زبرجد شاہ نے آواز دی ارے گلخیز صحراے اسپان مین جاؤ عمرو وہان
مارا مارا پھر رہا ہی جاتے ہی پکڑ لا گلخیز جادو چلی پر پرواز پیدا کر کے کنارے پر صحراے اسپان کے
آئی دیکھا ہزار ون گھوڑے گھوڑیان جنگل مین پھر رہی ہین تلاش عمرو مین چلی عمرو کا حال اسطرح سے
عرض کرتا ہون کہ جسوقت خواجہ نے کیا دکو مارا ایک دنناتا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا
حرکت کی اب اس جنگل سے کیونکر نکلیگا یہین مارا مارا پھریگا قدرت نے تجھپر راستہ بند کیا ہی خواجہ
جدھر جاتے ہین گھوڑے گھوڑیان ملتی ہین اور وہ گھوڑے انپر دوڑتے ہین گھوڑیان چاہتی ہین
گردن پکڑ کے اُٹھالین مرکب قصد کرتے ہین چبا ڈالین خواجہ نے جیب سے گھانس نکالی اگر گھوڑے
گھانس کھلا کے مارے اگر چار مارے تو دس اور پیدا ہوے خواجہ ایک مسافر کی صورت بنے ہوے
ایک نخل کے سایے مین آکر بیٹھے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ نے دیکھا
ایک جادوگرنی دوڑی ہوئی آئی دم جو اُسکا چڑھتا تھا آمد و شد نفس سے یہ آندھی چلی ہی خواجہ کو
دیکھکر قریب آئی کہا ای مسافر تو اس جنگل مین کیونکر آیا خواجہ نے جواب دیا گستیان آج تیسرا دن ہی
اس جنگل مین بھٹک کر آ گیا اب جدھر جاتا ہون گھوڑے اور گھوڑیان ملتی ہین ایک نیا معرکہ دیکھا
دیکھو وہ سامنے جو درخت ہی ایک شخص دُبلا سا آکر بیٹھا خداوند ہفت پیکر کہکر پکارنے لگا کہ آسمان سے
ایک سنہرہ پتلہ آیا اس پتلے نے آکر پوچھا کہ عمرو عیار تو ہی ہی عمرو نے اول تو انکار کیا بعد اُسکے
سوچا کہ شاید قدرت نے بلایا ہو پتلے نے پھر کہا تیرا عمرو عیار نام ہی یہ کہکر اُس پتلے نے کاندھے پر
سوار کیا اور لے بھاگا آسمان پر جا کے آواز دی منم فرستادۂ قدرت یہ سنکر گلخیز جادو یہ کہکر پلٹی

کہ قدرت بھی لغو ہین مجھکو تو روانہ کیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤ اور پتلے کو بھیجکر یون بلوا لیا جاکر قدرت سے شکایت کرونگی یہ کہکے بلند ہوئی عمرو وہان سے اُٹھکے اور طرف جا بیٹھے گلچیز اُڑتی ہوئی کوہ زبرجد پر آئی شام قریب ہی دوکاندار اُٹھ رہے ہین تصویر کے سامنے زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی قدرت مرادین دے رہے ہین کہ گلچیز آکے پہونچی غل مچانے لگی کہ یا خداوند آپنے عجب فریب کیا مجھکو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا اور عمرو کو پتلہ بھیجکر بلوا لیا تصویر سے آواز آئی اے نادان کیون اپنے اعتقاد مین فتور ڈالتی ہی جس سے تونے جاکے پوچھا وہی عمرو عیار تھا سیکڑون گھوڑے اُسنے مار ڈالے ابھی اُسی جنگل مین ہی کسی سے پوچھنا نہین اُس جنگل مین کبھی انسان کا گذر نہین ہوا گلچیز پھر تڑپکر بلند ہوئی صحراے اسپان مین پہونچی کہ یکایک کسی کے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی مصیبت کا مارا وشت غربت کا آوارہ یہ اشعار پہار رو رو کے گا رہا ہی اس گانے مین حال دل سنا رہا ہی نظم

وحشتِ دل نے کیا ہی وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورتِ انسان پیدا

سحرِ وصل کریگی شبِ ہجران پیدا
صلب کافر سے بھی ہوتا ہی مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خار دامن مین اُلجھتے ہین بہار آئی ہی
چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دست نگارین سے نہین کچھ ہمکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

فتنۂ می مین کھُلی دشمنی دوست مجھے
آبِ انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغ سنسان نہ کر انکو پکڑکر صیاد
بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

روکے آنکھون سے نکالون مین بخار دل کو
کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا

نعرہ زن گنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آبِ آہن نے کیا ہی یہ گلستان پیدا

نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منھ مین ہوے تجھے کیلیے دندان پیدا

خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے
نگاو خر ہونے لگے صورتِ انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہی
جسم خاکی سمجھ اُسکو جو ہو زندان پیدا

بیٹھا ہون کا گر شہر ہی اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہی وہ عریان پیدا

موجد اسکی ہی سیہ روزی ہماری اتنش	ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گلچہر بیتاب ہوگئی اسی صدا کی جانب چلی آگے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین ایک جوگن بیٹھی جنگلہ گا رہی ہی گلچہر بیٹھکر سننے لگی جوگن نے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھ سے بین کو رکھدیا اور گلچہر کو دیکھکر خاموش ہوئی گلچہر نے کہا بی جوگن اس صحرا مین تم کیونکر آئین جوگن نے کہا ہم دشت پیما صحرا نورد ہین ادھر بھی آنکلے اب چلے جائینگے یہ کہکے خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ لی گلچہر پکارنے لگی بی جوگن صاحب کہان گئین صورت تو دکھاؤ خواجہ نے گلیم اُتاری دیکھا میرے پہلو مین کھڑی ہی کہا ای گلچہر تو عمرو کے واسطے آئی تھی دیکھ عمرو کو وہ قدرت لیے جاتے ہین عمرو کیسا تڑپ رہا ہی یہی دعا ہی کرتا ہی کہ قدرت مجکو رہا کرین اور مین صحرائے اسپان سے نکلون گلچہر نے کہا کہان عمرو نے کہا وہ دیکھ جیسے ہی گلچہر پلٹی عمرو تو برابر کھڑا تھا ایک خنجر مارا شکم چاک ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی چہار طرف سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من گلچہر جادو بود کوہ زبرجدی پر شام کا وقت ہی لوگ رخصت ہو رہے ہین میلہ برخاست ہوا چند دوکانین باقی رہین کو توال اُٹھوا تا پھرتا ہی پیادے غل مچا رہے ہین ارے دو کانین اُٹھاؤ قدرت اب آسمان پر جاتے ہین زبرجد شاہ سامنے تصویر کے کھڑا ہی جواہرات جسقدر نذر چڑھا ہی سمیٹ رہا ہی صندوق جو ہی آمین بھر رہا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک طائر قوی الجثہ زمین سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند گلچہر جادو کو عمرو نے مارا اُس کے سر مین میرا مقام سکونت تھا تصویر نے آواز دی ای سر سام جادو عمرو کو جا کر پکڑ لاؤ سر سام اُسی طرح غرق زمین ہوا صحرائے اسپان مین پہونچا عمرو کو ڈھونڈھنے لگا ایک طرف سے رونے کی آواز آئی صدا ایسی تھی کہ تیر دل دوز اُس صدا پر سر سام چلا پانون مین گویا کمند بندھ گئی تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک جوان دیوانہ وار زیر درخت بیٹھا ہوا شکوے فلک کے کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر سامری جمشید ولات ومنات سبکو چھوڑا آپکا مذہب اختیار کیا اسپر یہ سختیان فرزند کو میرے مجھسے ملائیے جہان میرے نور نظر کا مجھکو دکھائیے اس طرح سے بلک رہا ہی تڑپ رہا ہی کہ سر سام جادو بیتاب ہوگیا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی مفصل حال بیان کر اُس شخص نے پوچھا آخر تو کس فکر مین ہی سر سام نے کہا میرا سر سام جادو نام ہی مجھکو لیے گرفتاری عمرو خداوند

ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی مجکو گلچہر نے اپنی سرحد مین جگہ دی تھی اُسکو عمرو نے مارا مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون نوجوان نے کہا قدرت نے پچاس برس کے سن تک اولاد سے محروم رکھا پچاس برس کے سن مین ایک اولاد عطا کی مین ایک قریے کا حاکم تھا قدرت سے حکم ہوا کہ اسکا نام منصور زرین کمر رکھو مین نے منصور نام رکھا قریب میرے گانون کے شہر تھا نمونہ فردوس اُسکا نام تھا بادشاہ وہان کا خلد برکان میرا فرزند چالیس پاسی ساتھ لیکر اُس ملک پر چڑھ گیا بادشاہ کو مار ملک پر قبضہ کیا کئی دن بعد اُسکے محلات مین گیا اُسکی بیٹی خلدانہ ماہرو اُسپر عاشق ہوا اُسنے شرط کی کہ صحراے اسپان فتح کرو تو میرے ساتھ شادی کرو وہ اِس جنگل مین آیا مہینون اِن گھوڑون سے لڑا صدہا مرکب قتل کیے ایک طرف سے مرکب کوہ سرین کوہ کفل پیدا ہوا یہ گھوڑے پر جا پڑا اُسنے اِسکو منھ مین دبا لیا لیکر آسمان پر اڑ گیا مین اُسکی تلاش مین بیتاب و بیقرار ہون خداوند ہفت پیکر سے دعا کرتا ہون کہ وہ مرکب کون تھا کہ ایسے شیر دل کو لیگیا پتہ نہین ملتا اِس وجہ سے مین مضطر و حیران ہون اور مثل زلف محبوب پریشان ہون خداوند میری نہین سنتے دعا کرتے کرتے زبان گھس گئی کیا کیکے دعا کرون سرسام نے یہ حال سُنکر کہا ای جوان نہ گھبرا اگر مجھکو عمرو ملجاے تو مین تجکو سامنے خداوند کے لیچلون خدرت کے قدمون پر تجھکو گرادون جوان نے کہا عمرو عیار سامنے جو جھاڑیان ہین اُسی مین چھپا ہی مسافرون کو لوٹ لیتا ہی آپ سحر تیار کرکے میرے ساتھ چلیے مین بتلادون سحر کرکے گرفتار کر لیجیے مجکو آسکو دونون کو خدمت خداوند مین لیچلیے سرسام نے کہا بڑا احسان ہو جو ہمکو بتاو جوان نے کہا آئیے تھوڑی دور آکر کہا وہ دیکھو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہی سرسام جھکا جوان نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے آواز دی اب عمرو کو دیکھا یہ کیکے جھٹکا مارا سرسام منھ کے بھل گرا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کُشتی مرا نام من سرسام جادو بود ایک بونڈلہ گرد کا لاش کو اِسکی لیکر چلا خواجہ بھی اُس گرد کے پیچھے چلے کئی کوس جا کر سرحد صحراے اسپان سے باہر نکلے طرف لشکر طلسم کشا کے چلے خواجہ نے آکے رستم سے ملاقات کی رستم تو خود انتظار مین بیٹھے تھے کہا ای عم نامدار آپکی عنایت سے تیغہ ہفت جوہر لا تینون تحفے ایک مقام پر ہوے اب تلاش لوح کی صلاح کیجیے خواجہ نے اپنا پہونچنا صحراے اسپان مین بیان کیا اور سب جادوگرون کا مارنا ذکر کیا رستم نے اُس شب کو انجمن مشاورت منعقد کی سب سردار جمع ہوکر بیٹھے اپنے اپنے

طور پر صلاحین رہنے لگے رستم حرث کاہن کے متوجہ ہوئے فرمایا آفتاب لوح کیونکر تلاش کرین
آفتاب نے عرض کی کیا گذارش کرون غلام نے حاضر ہونے مین جلدی کی ورنہ ہفت پیکر کا
صلاح کار تھا اب جب آپکو یہ تحفہ جات مل چکے تھے تو ضرور لوح کا ذکر نکلتا مجکو بھی خبر ہوتی کہ
فلان مقام سے لوح کا پتہ لگیگا خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمہارے بزرگو نکا طریقہ ہی وہ کرو کہ
عبادتخانہ آراستہ ہو پروردگار سے دعا کرو دیکھو بزرگان دین سے کیا ہدایت ہوتی ہی رستم نے
حکم دیا عبادتخانہ آراستہ ہو فوراً ایک خیمہ مقام پاکیزہ پر نصب کیا گیا سجادہ بچھادیا رستم آکے بیٹھے
بعد ادائے نماز مغرب خشوع و خضوع دعا کرنے لگے پکار رہے ہین ای معبود حقیقی امر مشکل کو حل کر نظم

هر طلبگار خدا مشتاق ذات
می نماید از وجود کائنات
نسبت کامل بذات خالق است
گاه بخشد مرده را نور حیات
خامه در تسطیر وصفش سرنگون
گردن گردون برای کوثبات
هست یا پیش خدا کن التجا

ذات را بینید ز انوار صفات
از طریق حق نمی لغزد قدم
جسم و جان را در حیات و در ممات
میدهد نام خداوند کریم
خشک در تحریر تعریفش دوات
بهر هر بنده به قربان خدا
در زمانه بهر حل مشکلات

اہل بینش از وجود پاک ذات
گر بود بر جای خود پای ثبات
گاه خالق زنده در امرت کشد
بر زبان ها لذت قند و نبات
خم به درگاه جناب ذوالجلال
هست گاه بندگی از واجبات

آخر بہر رات رہے روتے روتے
بیہوش ہوکے گرے دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا ایک بزرگ
تشریف لائے فرمایا ای نور نظر کیا خواہش ہی رستم نے عرض کی آپکی عنایت سے تینون تحفے پہونچے
اب تلاش لوح کی خواہش ہی فرمایا ای نور نظر لوح کی تلاش مین بڑی تکلیفین ہین صحرائے بادانگیز
پر بہار مین اپنے کو پہونچاؤ وہان سے نشان لوح ملینگے رستم چاہتے تھے کچھ اور پوچھین کہ فوراً
آنکھ کھل گئی دیکھا وقت نماز ہی مکان تمام از خوشبو معلوم ہوتا ہی از زمین تا آسمان ایک نور سا طلع
اور لامع ہی فوراً وضو کرکے نماز صبح پڑھی باہر آئے خواجہ وکاہن حاضر تھے تمام کیفیت خواب
کی بیان کی آفتاب نے عرض کی صحرائے بادانگیز پر بہار صدہا کوس پر واقع ہی ہر منزل پر بڑے
بڑے جادوگرون کے مقام ہین آن سب کو معلوم ہوگا کہ طلسم کشا صحرائے بادانگیز پر بہار مین
جاتے ہین روکنے مین سرکار کے کد و کاوش کرینگے رستم نے کہا خدا مالک ہی لشکر تیار کرو اسی وقت

لشکر تیار ہو طلسم کشا طرف صحراے باد انگیز کے چلے راہ مین ایک مقام ہی کہ وہان کی حاکم ملکہ نیرنگ سحر طراز ہو اپنے باغ مین بیٹھی ہی کہ چند بلبلیان خوشنوا درخت پر آکے بیٹھین ایک نے پکار کر آواز دی ای نیرنگ اب زمانے کا نیا رنگ ہی اور ہفت پیکر ابھی جان سے تنگ ہی ہوشیار ہو یہ کہکے وہ جانور اڑ گئے نیرنگ نے کنیزون سے کہا کیا نیا رنگ ہی یہ جانور کیا کہہ گئے دیکھا آسمان پر ایک کاغذ پیدا ہوا آواز آئی ای نیرنگ یہ طائر قدرت نے بھیجے تھے کل لشکر طلسم کشا تیری سرحد سے گذریگا جو ہو سکے وہ تدبیر کر قدرت سے عیش و راحت چھوٹ گیا مقامات کہ وہ دشت برباد ہوے تجھسے جو کچھ کہ ہو کوشش ہو سکے وہ کر اور طلسم کشا کو روکدے صحراے باد انگیز پر بہار مین جائیگا وہان سے لوح کا پتہ لگا لیگا قدرت تقدیر کرتے ہین کہ جاتے ہی باد انگیز مسلمان ہوگی ای نیرنگ یہ نیا رنگ ہی کہ قدرت مبتلاے خلق ہین تغییر قدرت کے حق ہین عمدہ ملک و مال دیا باغ مین تیرے بہار کا مسکن نسرین و نسترن تیری کنیزین ہین یہ سنکر نیرنگ اپنے مقام سے اٹھی چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان لشکر طلسم کشا صحراے نوریہ مین اترا ہی طلسم کشا شب کو سوئے صبح کو سوار ہوے دیکھا سامنے سے آفتاب فلک سیر و ہفت رنگ و گلگون پوش کچھ باتین کرتے ہوے آئے سامنے طلسم کشا کے پہونچے آفتاب نے دست بستہ عرض کی ملکہ ہفت رنگ چاہتی ہین کہ سرکار میرے ساتھ شادی کرین مین نے جواب دیا کہ بدون فتح طلسم یہ امر نہوگا طلسم کشا نے کہا کہ ای آفتاب بہت معقول جواب دیا یہ سب شاہزادیان جو مشتاق وصل ہین بعد فتح طلسم جواب باصواب ملیگا یہ سنکر ہفت رنگ نے گریبان پھاڑ ڈالا اور پکار اٹھی ای شہریار کیا خلاف جواب دیا لونڈی کی تو یہ کیفیت ہی کیونکر ضبط کرون

نظم

بندھا خیال جنون بعد ترک یار مجھے	کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے
نہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون	دیا ہی کیا تپش دل نے اختیار مجھے
وہ شام وعدہ جو آئے تو بیچ دو صد منت	رہا وصال مین بھی وہ ہی انتظار مجھے
وہ رند خمکدہ کش ہون کہ زہر دیتے ہین	جو تنگ آکے حریفان بادہ خوار مجھے
نہ ہو وہ بات کہ جس سے دنا مین آئے خلل	کہین نہ کھینچ نا صبح سے شرمسار مجھے
بقدر جوش تڑپنے کو تھا وسے پس قتل	وہ بیقرار ہوے آگیا قرار مجھے

امید مرگ پہ ہر فتنہ راحت جان ہی / شب فراق مین کیا بیم روزگار مجھے
قران انجم سیارہ برج آبی مین / ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے
اگر حساب وفا امتحان کے بعد نہ ہو / قبول عذر ستمہاے بیشمار مجھے
شب وصال مین سب قطرہ قطرہ پی لی / رہا نہ وسوسۂ چارۂ خمار مجھے
رقیب کھاے قسم تو وفا کا آئے یقین / تو میری جان ہی کیا تیرا اعتبار مجھے
نہ سیر گل نہ قدح نوشی اسکے ساتھ ہوئی / غم خزان ہی نہ کچھ حسرت بہار مجھے
پس شکستن خم زجر محتسب معقول / گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے
لبو نپہ جان ہی ایسی بھی کیا ہی بیدردی / نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
نہ کام زور سے نکلا نہ عجز کام آیا / بس اب تو چین دے اے شوق ہرزہ کار مجھے
خدا کرے ملک الموت انسے پہلے آئے / بہت سی لینی ہین جانین پئے نثار مجھے
کیے ہین طول امل نے تمام کام خراب / ہمیشہ نظم جہان کے ہین کاروبار مجھے
ہر آن آن دگر کا ہوا مین عاشق زار / وہ سادہ ایسے کہ سمجھے وفا شعار مجھے
ثواب ترک صنم سچ سہی ولے مومن / یہ کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

ملکہ ہفت رنگ یہ بیقرار بیان کر رہی ہین کہ سامنے سے سیماب آئی آتے ہی گولہ جلدی سے نکالا کہا بی ہفت رنگ خاموش رہو ابھی کتنے دن ہوے لشکر مین آئے ہوے پہلے میرے ساتھ شادی ہوگی یہ کہکے گولہ مارا ہفت رنگ نے کاٹا کہ سنبل ہفت گیسو ائین انھون نے بھی یہی دعوی کیا آپس مین گولے چلے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب معشوقین جمع ہوگئین آپس مین گولے و ترنج و نارنج چلنے لگے شاہزادہ فرماتا ہی کہ اے آفتاب انکو جدا کرو اکثر آفتاب بعضون کے سحر دفع کر دیتا ہی تھوڑے عرصے مین کئی ہزار سردار طلسم کشا کے سامنے آئے اپنے اپنے حقوق ظاہر کرکے آپس مین لڑنے لگے لشکر مین طلسم کشا کے غدر ہو گیا سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین اور افسرون کی جانب سے لڑنے لگے سارے لشکر مین غدر ہو گیا گولہ ترنج نارنج چلی ہاہا ہزارہا آدمی مر کر گرے ہر چند طلسم کشا کد و کوشش کر رہے ہین کوئی نہین مانتا سارے لشکر مین ساحرون کا جماؤ ہی طلسم کشا کے سامنے آتے ہین اپنے اپنے حق ظاہر کرکے لڑنے لگتے ہین مگر سنبل ہفت گیسو نے

سب معشوقون کو زخمی کیا سنبل کی شوکت دیکھکر آفتاب بھی بگڑا کہا ای سنبل تمنے کیا ان شاہزادیون کو ایسا حقیر سمجھا کہ سبکو زخمی کیا خبردار اب سحر نکرنا سنبل نے کہا ای آفتاب تم نجوم کے جاننے والے تمھین سحر مین کیا دخل ہی ان شاہزادیون کو مثل میرے مرتبہ نہین میرے سمجھ لگتے ہو یہ کہکے آفتاب پر گولہ مارا آفتاب نے اپنے کو بچایا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہوکے کہا ای شہریار ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے یہ سنبل قتل ہون طلسم کشا نے سنبل کو منع کیا اُسنے عرض کی ای شہریار آپکے لشکر مین انصاف نہین ہر سیان آفتاب کو منع کیجیے ان شاہزادیون کو بھی مین نے یہی کہکے منع کیا کہ اپنے مرتبے کو خیال کرو میرے مرتبے کو حضور نے خیال نہین کیا میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی یہ لوگ میرے سامنے کلام نہین کر سکتے یہ کہکے سنبل رونے لگی بچھوا کمر سے کھینچا کہا مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی سب کی سب شاہزادیون نے بھی کھینچ لیے علمشاد نے بڑھکر سنبل کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر کبیدہ و رنجیدہ نہ ہو مین خود جان دینے کو موجود ہون برای خدا لشکر کو دیکھو آپ لوگون کی طرفداری کی وجہ سے جان دینے پر آمادہ ہین کئی لاکھ آدمی مر کر چکے اب جو سحر چلیگا لاکھون کی جان جائیگی یہ کہکے طلسم کشا نے جو سنبل کا ہاتھ تھاما کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش کا جو عکس پڑا سنبل کو ہوش آگیا کہا ای شہریار چھوڑ دیجیے ان سب پر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالیے یہ سب سحر مین مبتلا ہین کسی مکار نے آکے سحر کیا ہماری یہ مجال ہوئی کہ آپ کے سامنے ایسے امورات مہمل کا ذکر کرین اور آپس مین لڑین مگر سحر سے مجبور ہین ہمارے دل اپنے قابو مین نہ تھے تیغۂ ہفت جوہر کو طلسم کشا نے نیام سے کھینچا چمکا کر سب پر عکس ڈالا تب سبکو ہوش آیا اب تو آپس مین کلام کرنے لگے کہ چل کے اس سحر کرنیوالے کو تلاش کرین کسنے ہمکو سامنے طلسم کشا کے بے ادب کیا آگے آفتاب اُسکے پیچھے سنبل ہفت گیسو اُسکے پیچھے ہفت رنگ اسطرح مجمع کر کے یہ پندرہ سولہ ساحر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا مین ہوا نہین ہی مگر اس کوہ کے قریب ہوائے گرم چل رہی ہی جب ہوائے گرم بدن مین لگتی ہی تو ایک جوش پیدا ہوتا ہی سنبل نے کہا ای آفتاب اسی پہاڑ سے کوئی آفت برپا ہوئی ہی یہ سنکے آفتاب جھپٹ کر پہاڑ پر آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزین ماہرو اسباب سحر سامنے رکھا ہی سحر کر رہی ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دیتی ہین کہ خوب لڑائی ہو رہی ہی یہ نیک جواب دیتی ہی کہ اچھا کیا ہی اگر طلسم کشا کے قبضہ مین تبرکات نہ ہوتے تو یہ سب ملکے طلسم کشا کو قتل کرتے

شب کو جب طلسم کشا آرام کرینگے اور تحفہ جات جسم سے جدا ہونگے سنبل ہفت گیسو جاکر سر کاٹ لیگی یہ
میرا سحر خالی نہ جائیگا طلسم کشا اِس سحر سے مارا جائیگا کون اس سحر کو روکیگا کنیزین کہتی ہین واری
سنبل ہفت گیسو سب پر غالب آئی اور سب کو اُسنے زخمی کیا نیرنگ نے کہا یہ سحر وہ ہین جو کہ
ہفت پیکر نے اپنی ذات سے تیار کیے ہین اِنکا جواب ممکن نہین کہ سنبل نے نعرہ کیا او گیسو بریدہ
او مکارہ کیا ہین تجھسے پایہ کمی کا رکھتی ہون یہ کہکے ساتون کاکلین ہلائین سات برقین چمکین سب
کنیزون کے سر اُڑ گئے نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھی آفتاب نے اپنا سحر چمکایا آفتاب جو چمکا نیرنگ
کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پشت پر سے ہفت رنگ نے آکے ہاتھ ہلا دیا برق سر
نیرنگ کے گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سب شاہزادیون نے آکر گھیرا آخر نیرنگ بھاگی کبھی آسمان مین
ڈوب جاتی ہی یہ شاہزادیان سحر کرتی ہین تو زمین پر آتی ہی چاہتی ہی غرق زمین ہو جاؤن آفتاب نے
زمین پر سحر کیا زمین سخت ہوگئی بہ قول شخصے زمین سخت آسمان دور نیرنگ ناچار مجبور بھاگی ہوئی جاتی
ہی تا در باغ پہونچی اِن سب ساحرون نے سحر کرکے دیوارین گرادین باغ مین آگ لگادی یا تو نخل
سر سبز و شاداب تھے یا اُسکی بیخ سے شعلے پیدا ہوے نخل آتش بنگئے ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہی
دیوارین گر پڑین مکان جل رہے ہین دھڑا دھڑ گر رہے ہین آخر نیرنگ اسقدر ناچار ہوئی کہ طرف
ہفت پیکر کے بھاگی مطلب یہ تھا کہ دریاے خون مین نہائی ہون شاید خداوند یہ حال دیکھکر کچھ رحم
کرین کچھ تقدیر فرمائین ہاتھ سے اِن ظالمون کے بچائین تین کوس تک ان سب نے اِسکا پیچھا کیا
ہر مقام پر زخم لگائے پشت و پہلو زخمی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی ایک طرف سے سحر
ہفت رنگ آیا اُسنے پشت کو زخمی کیا ایک طرف سے سات پتلے سنبل کے دوڑے ہوے
آتے ہین پکارتے ہوے او مکارہ ٹھہر تو جا ایک ایک وار ہمارا قبول کرلے پھر تجکو اختیار ہی سیماب
کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ کشتہ ہونا اکسیر ہی آخر تین کوس پر جاکر ایک درۂ کوہ مین آکے چھپ گئی ان
ساحرون نے جہانتک تلاش کیا اُسکا کہین نشان نہ پایا ناچار ہوکر پلٹے یہان رستم بارگاہ مین آکر
بیٹھے ہین لیکن ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے سردار نہایت غصے مین گئے ہین مخفی سحر کرنے والے کو
ڈھونڈھ لینگے کہ سمک نے بڑھکر خبر دی سب سردار آتے ہین رستم دنگل پر بیٹھے ہین تیغہ ہفت جوہر
و کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش دنگل پر چھوڑ کر باہر آئے سرداروں کو دیکھکر پوچھا کیون صاحبو

کون سحر کرتا تھا آفتاب نے بڑھکر عرض کی حضور نیرنگ سحر طراز ایک ساحرہ حسینہ اس سرحد کی حاکم ہی اُسنے آکے سحر کیا لیکن خدا نے ہمین بچا لیا آخر غلام و کنیزان شاہی نے جا کر اُسکی کنیزون کو مارا چاہتی تھی کہ باغ مین جلاے باغ کو جلا دیا دیوارین گرا دین بھاگ کر بخدمت ہفت پیکر گئی ہی سب کی صلاح یہی تھی کہ جہان ہفت پیکر ہی وہان چلکر گرین ہفت پیکر کو پکڑ کر مار لین پھر طلسم ہفت پیکر کو کون پوچھیگا اگر غلام سب کو پھیر لایا ہفت پیکر بلاے روزگار ہی جسوقت وہ نکلکر لڑیگا زمین ہلا دیگا اُسنے بڑے بڑے سحر بناے ہین سنبل ہفت گیسو نے کہا ای آفتاب یہ خیال نہ کرو جو علم سحر سے ماہر ہی اُسپر حال ہفت پیکر بخوبی ظاہر ہی اُسنے کتاب علم سحر بہت دیکھی الٹی سیدھی پڑھتا ہی اُسکا سحر دم بدم بڑھتا ہی یہی چاہتا ہی کہ حریف پر غالب آؤن ہماتھ والون کو دشمن کے مٹاؤن طلسم کشا کیتے ہین اسکی شکایت کیا اپنے دشمن کو سب مٹانا چاہتے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ کل اس سرحد سے نکل چلین لیکن خواجہ عمرو کا ذکر کرنا واجب و لازم ہی جب نیرنگ یہانسے شکست کھاکے بھاگی خواجہ درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا بھاگی ہوئی نیرنگ آتی ہی خواجہ درۂ کوہ مین گھس گئے کمند مارکے نیرنگ کو گرفتار کیا نیرنگ کو زنبیل مین ڈال لیا اُسکی شکل بنکر طرف کوہ زبرجدی کے چلے باحال خستہ سر پر زخم پشت و پہلو پر زخم تخت زبرجدی پر سوار بارگاہ دانیالی کا اُسپر سایہ کر لیا تخت اڑاتے ہوے چلے کوہ زبرجدی پر اُسوقت پہونچے کہ صبح کا وقت ہی دیر کا دروازہ کھلا ہوا زبرجد شاہ یہانکا بادشاہ مع وزرا و امرا باہر کھڑا ہی کہ آسمان پر سے رونے کی آواز آئی زبرجد شاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا نیرنگ جادو تخت پر بلبلین باحال ابتر سر پر زخم پشت و پہلو بھی زخمی وہین سے پکارتی ہوئی کہ یا خداوند فریاد ہی یہ کہکے تخت اُترا تخت سمیت نیرنگ اندر آئی تصویر کی پشت پر ایک دوہتڑ مارا اور کہا یا خداوند تیری خدائی مین آگ لگے تیرا طرفدار ایسا ذلیل ہو کہ بھاگتے رستہ نہ ملے بمشکل کنیز یہانتک پہونچی تصویر نے نگاہ دروازے پر ڈالی دروازہ بند ہو گیا عمرو نے دیکھا تصویر شق ہوئی اُسکے اندر سے ایک تاجدار سیہ فام بد انجام یہ کہتا ہوا نکلا ارے بندہ قدرت کیون گھبراتی ہی ہوا کو حکم دون مسلمانون کو اڑا دے سر ٹکرا کر مرین زمین سے کہون جتنے غار ہین مثل اژدر منہ کھولین اور مسلمانون کو نگل جائین جو تجھکو صدمہ پہونچا قدرت اُس سے بخوبی آگاہ ہین خواجہ ڈر کے مارے تخت سے نہین اُترتے بارگاہ دانیالی مثل چھتری کے سر پر سایہ فگن ہی یہی تدبیر بچنے کی سوچی کہ شاید یہ مجھکو پہچان جائے تو تخت اڑا کر نکل جاؤن دروازہ بھی دیر کا بند ہو گیا نکلنا بھی

دشوار ہی یہ سوچ کر باتین ہفت پیکر سے کرنے لگے ہفت پیکر تسکین دے رہا ہی کہ ای نیر نگ نہ گھبرا تیرے ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کرادونگا تیرا باغ جو جل گیا تھا اب جا کے دیکھنا باغ اسی طرح درست ہی عمارتین عمدہ قصر رفیع کیون اسقدر گھبراتی ہو خواجہ نے کلیجہ پر پتھر رکھ کے اپنے مقام سے اٹھکے قدرت کی بلائین لین ترقی نمااو ندی کی دعائین دین عرض کی قدرت بیٹھ جائین تو حال مفصل عرض کرون وہ طرار نامی کہ جو جان طلسم ہین انھون نے بڑے شدومد سے مجھیر بلوہ کیا بمشکل ہفت رنگ کے سحر کو روکا سنبل نے وہ سحر کیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آفتاب کے سحر سے کلیجہ تھرا گیا چاہتی تھی مین کہ آسمان مین ڈوب جاؤن ایک ایک انمین شہرۂ طاق عجائب وغرائب مین شہرۂ آفاق آسمان پر جانے دیتے تھے چاہا کہ غرق زمین ہو جاؤن زمین سخت تھی پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی تھی آخر طرف جنگل کے بھاگی کبھی درختون مین چھپی کبھی کانٹون مین مخفی ہوئی اس مشکل سے تابکوہ ویران پہونچی اس پہاڑ مین پہر بھر کامل چھپی رہی وہ لوگ ڈھونڈھا کیے سب کو مجھے قلق کرکے قلب الٹ دیے تھے مگر طلسم کشا یہ تختہ اباب اگر نہ رکھتا ہوتا تو عمر بھر وہ لوگ ہوش مین نہ آتے اب مین بمشکل انسے جان بچا کر آپ تک آئی ہون امیدوار ہون کوئی سحر ایسا ملے کہ جاتے ہی سب کو قتل کرون کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے ہفت پیکر نے کہا انگیٹھی منگاؤ کوئلے روشن کرو عمرو نے کہا انگیٹھی میرے پاس موجود ہی یہ کہکے خواجہ نے انگیٹھی نکالی ہفت پیکر نے اپنی کمر سے لوبان نکال کر دیا خواجہ نے اپنے پاس سے لوبان لیا بیہوشی اسمین ملائی ہفت پیکر نے کہا اسکو آگ پر ڈالو ایک پتلی پیدا ہوگی وہ حفاظت کو تمھارے ساتھ رہیگی خواجہ نے وہ لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو اس سے نکلا ہفت پیکر کے دماغ مین پہونچا ارسے کہکے آنکھا کھڑائے گرا عمرو نے زبان مین سوزن بلکہ سوزن کے اوپر تکلہ زبان پر جڑ دیا دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی تخت پر ڈال لیا اندر سے آواز آئی ای بندگان من ہٹ جاؤ قدرت باہر آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی جل جائے فرشتے ساتھ ہین زبرجد شاہ جو باہر کھڑا تھا اسنے سب کو ہٹایا خواجہ نے سفید مہرہ زنبیل سے نکالا دروازے کو کھول کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
ہرے کرنے کا فنا ہی جہان

تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانہ کا مکار و غدار ہون

ہر اک تیز رفتار ہو گر تو دم
صبا کھو کرین کھاے بیترہ

اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو
نپائے مری گرد پاپوش کو

دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو نے تخت جو بلند کیا اور جادوگرون نے دیکھا

کہ بیہوش پڑے ہین عمرو تنا ہوا بیٹھا ہی دو گرگے زنبیل سے نکالے وہ سونٹے لیے ہوے سر پر ہفت پیکر
کے کھڑے ہین کہ سر ہلاے تو سونٹا مارین جادوگر جھٹ جھٹ تخت سے لپٹنے لگے جو تخت کے قریب پہونچا
اور تخت پر ہاتھ رکھا کسی نے اُٹھا کے دے مارا بارگاہ دانیالی مین لپٹ گیا اسی طرح سیکڑون ساحر طناب مین
لپٹے ہوے ہین عمرو اُنکے سر کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی کل مردمان کوہ زبرجدی نے دیکھا کہ عمرو
قدرت کو لیے جاتا ہی محبت مین اپنے خداوند کی دوکاندار اُٹھ کھڑے ہوے سحر کر کے جب قریب تخت
پہونچتے ہین طناب مین لپٹجاتے ہین گرگونکا سونٹا الگ چل رہا ہی کوئی بھائی کا نام لیکر پکارتا ہی کوئی
کہتا ہی میرا فرزند گرفتار ہوا عورتین شوہر کا نام لیکر پکار رہی ہین کوئی پکارتا ہی یا خداوند یہ کیا تقدیر کی
آپ بندے کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ایسے مجبور و ناچار ہوے آپ تو یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے تھے
سیکڑون کوس کا حال بتاتے تھے یا عمرو آپ کے پاس آیا آپ کو نہ سوجھا ہمنے آپکا مذہب اختیار کیا تھا
اب کیا کرین کہان آپکو ڈھونڈین صدہا زیر تخت دوڑے جاتے ہین کوئی نام لیکر پکارتا ہی کوئی زیر تخت
دوڑا جاتا ہی تمام کوہ زبرجدی والے آگاہ ہوے کہ قدرت آج گرفتار ہو گئے عمرو کس تدبیر سے آیا
اور کیونکر کوٹھری مین گھس گیا قدرت تصویر مین رہتے تھے آج کیونکر باہر نکلے کیا عمرو نے دم دیا کہ باہر
نکل آئے عمرو نے یون گرفتار کر لیا سارے پہاڑ پر ہُلّڑ رہا زیر کوہ بھی ہنگامہ ہی عمرو لیکر نکل گیا لشکر رستم
مین پہونچا تمام جادوگرنیان مثل سنبل ہفت گیسو و ہفت رنگ وغیرہ دیکھنے لگین کہ قدرت تخت پر
بیہوش پڑے ہین دو گرگے سونٹے لیے سر پر کھڑے ہین اور سیکڑون جادوگر طناب مین لپٹے ہین عمرو
بارگاہ رستم مین آیا کہا ای نور نظر میرا روپیہ بہت سا صرف ہوا مگر مین اسکو پکڑ لایا سب جادوگرنیان
خواجہ کی تعریفین کر رہی ہین خواجہ کہتے ہین روپے سے کام نکلتا ہی لاکھون روپے صرف کیے تب مین آنتک
پہونچا خزانہ کھلوا دیجیے اب مرحمت فرمائیے رستم نے کہا ای عم نامدار یہان جو کچھ ہی حق غازیون کا ہی خواجہ نے
کہا غازی تھان پر پہنا کرتے ہین بمشکل رستم نے دس توڑے منگوا کر دیے خواجہ نے اسکو غنیمت جانا
اور سمجھے کہ یہ فرزند مجاور خانہ کعبہ ہی جو ملا اسکو غنیمت جانو ہفت پیکر کو ستون سے باندھا اُسوقت
سب جادوگرنیان اسباب سحر لیکر گرد کھڑی ہوئین خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا آنکھ جو ہفت پیکر کی
کھلی دیکھا گرد صدہا جادوگرنیان کھڑی ہین آفتاب فلک سپیر تیغہ لیے سر پر کھڑا ہی کہہ رہا ہو کہ او
ہفت پیکر تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تجھکو فلک نے کیسا ذلیل کرایا گرفتار ہو کر دربار طلسم کشا مین آیا

بہتر ہو کہ دعوی یکتائی سے باز آ۔ پیدا کرنے والے کو سجدہ کر رستم نے بھی یہی سمجھا یا سنبل وغیرہ بھی یہی کہ رہی ہین یا
اسوقت ہفت پیکر نے ان سب پر آنکھین نکالین بشکل زبان کو جنبش دی پکار کر آواز دی ای نگہبان خداوند
اسوقت کہان ہو یہ جو ہفت پیکر نے کہا ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب کے منھ پر
ایک طمانچہ پڑا سب جادوگرنیان گرین اور گر کر بیہوش ہوئین سواے رستم کے سب کے منھ پر طمانچے پڑے کسی کو
معلوم ہوا کسی نے دھکا دیا اور گر کر بیہوش ہوا خواجہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور ایک آواز ہیبتناک آئی باشید
ای مسلمانان اب تمکو یہ حوصلہ ہوا کہ قدرت کے ساتھ بے ادبی کی سواے رستم کے کہ تینون تحفے انکے جسم پر
آراستہ تھے یہ تو ہوشیار رہے اور باقی سب بیہوش ہو گئے مع ستون بارگاہ کوئی ہفت پیکر کو اٹھا لے گیا
سمک وبرق جب ہوشیار ہوے دیکھا ایک آندھی سیاہ چلتی ہوئی اُس مین ہفت پیکر اور ایک ساحرہ
سیہ فام ہفت پیکر کو لیے جاتی ہی اور اُسکے نفس سے آندھی چل رہی ہی پیچھے اُسی آندھی کے برق بھی دوڑا
ہوا جاتا ہی کہ ذرا اُسکا وقت پر تحریر ہوگا برق جاتا ہی لیکن بعد نکلجانے ہفت پیکر کے رستم نے سب ساحرہ کو
تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈال کے ہوشیار کیا جو اٹھا افسوس کرتا ہوا اٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے
اختیارات ہفت پیکر دیکھے زبان مین سوزن تھی اُسپر یہ اختیار ہو اخود سحر نہین کر سکا آفتاب نے کہا
ایک ساحرہ موسوم بہ اکلیل جادو اُسپر عاشق ہی اُسی کی وجہ سے سارا اسکا عظم وشان ہی وہی آ کے
لیگئی اگر مناسب ہو تو آپ حضور بھی اُس سے ہاتھ اٹھائین رستم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یارو
اگر اسی وجہ مین قضا ہی تو ہم انشاءاللہ اپنا دل یہ کہتا ہی کہ اس طلسم کو توڑینگے ہفت پیکر کو زندہ چھوڑینگے
یا اپنی جان دینگے بہ قول شاعر شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ٭ دست از طلب نہ دارم تا کار من
بر آید ٭ علاوہ اسکے خواجہ گرفتار ہوے ہین قبلہ وکعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگا فرمائینگے تمھارے واسطے
خواجہ گئے انکو تم پھنسا کر چلے آئے خواجہ کی تو رہائی ہو آفتاب نے کہا مین جاتا ہون یا خواجہ کو لاؤنگا
یا جان دونگا یہ کہکر آفتاب فلک سیر اور ہفت رنگ دونون اُسی وقت اٹھکر روانہ ہوے خواجہ کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا مین ایک قصر بنا ہوا ہی اُس مین تخت بچھا ہی ایک ساحرہ کالی اُسکی صورت ہی
گویا کالی مورت تخت پر بیٹھی ہی اور ہفت پیکر تاج سر پر ندارد پہلو مین اُس ساحرہ کے بیٹھا ہی اُس
ساحرہ نے پانچ کوڑے ہفت پیکر کو مارے کہ ہفت پیکر بلبلا گیا توبہ توبہ کرنے لگا کہتا تھا ای
محسن وای جان جہان تو نے مجھکو اس مرتبۂ اعلی پر پہونچایا آج بڑا کار نمایان کیا کہ مجھکو دربار مسلمانان سے

لے آئی اب ایسی مدد کر کہ بلوہ مسلمانان ہیرے اوپر سے موقوف ہو بسر حمزہ کو قتل کرون میری خدائی کا نور و شور ظاہر ہو اُس ساحرہ نے کہا او بیحیا مین نے تجکو ہمیشہ سمجھایا کہ مسلمانون سے بگڑ ہی نہ اُلجھا نا تو نے اُنھین سے مقابلہ شروع کیا یہ ساربان زادہ جو بیٹھا ہی اِسکے رگ و ریشہ مین مکر ہی اگر تو نے اسکو قتل کیا تو مدعائے دلی حاصل ہوا اور نہ یہی تیرا رنگ خدائی مٹائیگا کوہ زبرجدی پر اب تیرا جانا بالکل بیکار ہی سب نے تجھکو اِس خرابی سے دیکھا اب وہ کیونکر تجکو سجدہ کرینگے یہ کہکے طرف خواجہ کے پلٹی کہا او ساربان زادے تو نے میرے معشوق سے یہ کیا حرکت کی ہی شرط کہ تجکو چیر پھاڑ کر کھا جاؤن یا ایسی جگہ پہ قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے وہانسے نکل نہ سکے یہ کہکے خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی وہی آندھی سیاہ لیکر چلی خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین ای ملکۂ عالم مجھپر رحم کیجیے مین آپکا غلام ہون ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا مین نے کوئی کام نہین کیا اگر مجکو آپ چھوڑ دیجیے تو ایک دن مین رستم کو قتل کرون اور حمزہ کو پکڑ لاؤن ایک دن مین سب کا خاتمہ کرادونگا اِتنے مین آسمان سے اُس ساحرہ نے خواجہ کو پھینکا خواجہ بیتاب ہو گئے خیال مین تھا کہ اب جو زمین پر گرونگا ہڈیان چورا ہو جائینگی دعائین مانگتے ہوے طرف زمین کے جاتے ہین کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا اِس زور سے جھٹکا دیا کہ خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی دیکھا ایک کانٹون کا جنگل ہی بوٹے گرد کے اُٹھ رہے ہین کانٹون کے درخت بڑے بڑے کانٹے گویا اُنگلیان اُٹھاتے ہین کہ خواجہ کو قتل کرو خواجہ اُن کانٹون کو دیکھکر کانپ رہے ہین اُس ساحرہ نے عمرو کے کپڑے اُتار لیے برہنہ خواجہ کو اُس جنگل مین چھوڑ دیا اور آپ اُسی نخل مین غائب ہوئی خواجہ حیران ہین کہ کس بلا مین پھنسا اُس صحراے ہول خیز مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی حال پوچھنے والا نہین برق جو پیچھے پیچھے تھا ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ اُستاد جنگل مین برہنہ دوڑتے پھرتے ہین برق پہاڑ سے اُترا ایک ساحرہ کی شکل بنکر تیار ہوا ایک دائرہ ہاتھ مین لیکر اُسی کانٹون کے جنگل مین زیر درخت بیٹھا دائرہ بجانے لگا یہ اشعار عاشقانہ اُسی درخت کے نیچے بیٹھکر گانے لگا نظم

کیا لگا دست دلارام سے ہاتھ
نہین ہوتا دلِ ناکام سے ہاتھ
ہاتھ دیتے تو ہوا اب ہاتھ مین پھر
مہر کا دست گل اندام سے ہاتھ
کیا کہون آہ بقول مومن
دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ
بخت مغزان جنون سے ہون مین
کان پر رکھیے گا پھر نام سے ہاتھ
ہاے پہونچے نہین اُس پاؤن تلک
دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ
کسکے ہاتھون سے لگا تھا کہ جدا
کیون اُٹھاؤن طمعِ خام سے ہاتھ
دھوکے شبنم سے نہ ہوگا ہمرنگ
ایک دن گردش ایام سے ہاتھ
اس رنگ مین بیٹھکر یہ غزل گانے لگا

دیکھا یخ نخل شق ہوئی ایک ساحرہ گیا ستی ہوئی نکلی منم خارستان جادو ارے گانے والی تجھکو کیا سامری
وجمشید نے بھیجا ہی یا ہفت پیکر نے تو یہان کس خیال سے آئی برق نے کچھ جواب نہ دیا وہ ساحرہ قریب
آبیٹھی جب برق خاموش ہوا کہا ارے تو یہان کب آئی برق نے کانپ کے کہا میرے شوہر کو عیاران اسلام نے
مار ڈالا مین بلک بلک کے روتی تھی ایک رات کو سامری وسامرن خواب مین آئے سامرن نے کہا ای سامری
اسکا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا اسکو کوئی کمال دو کہ اُس حیلے سے کما کھاے سامری نے میرے گلے پر
ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اب صحراے خارستان مین جا وہان ہماری بندی خاص الخاص
رہتی ہی وہ ضرور تجھکو سرفراز کریگی تیری قدر بھی کریگی اب جو میری آنکھ کھلی اپنے کو مین نے اس مقام پہ
پایا آبھی کا خارستان نام ہی ساحرہ نے کہا ہان برق قدمونسے لپٹ گیا کہا ای ملکۂ عالم جہان خداوند
ہفت پیکر رہتے ہین کوہ زبرجدی اُسکا نام ہی مجکو وہان پہونچا دیجیے تو مین قدرت سے ملون -
خارستان نے کہا ای دائرہ نواز آج تجھکو اپنے باغ مین لیچلو نگی کنیزون کو گانا سنواؤنگی یہ کہکے خارستان
نے ہاتھ برق کا تھاما اور لیچلی ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی گوشۂ صحراسے چند کنیزین حاضر ہوئین اُنسے
خارستان نے کہا چلکر باغ مین جلسہ جماؤ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین باغ مین پہونچین خارستان
مسند پر آکے بیٹھی برق کو سامنے جگہ دی برق نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ ننگا لچا کون شخص ہی جو جنگل مین مارا
مارا پھر رہا ہی ساحرہ نے کہا یہ ملکہ اکلیل شعبدہ باز کا گنہگار ہی یہان حکم ہوا ہی کہ اسکو قید کرو مگر ایسے صدمے
دو کہ تڑپ تڑپ کے جان دے مین نے اسکو ننگا کرکے جنگل مین چھوڑدیا اسقدر پسینہ آئیگا کہ دل اسکا تر آئیگا
جون جون پسینہ آئیگا دون دون ہڈیان گھلتی جائینگی بائیس دن مین پانی ہوکر بہ جائیگا پھر کبھی کوئی بھی
مسلمان خداوند ہفت پیکر سے دعوی سرکشی نہ کریگا برق نے کہا کیا مجال برق نے دائرہ درست کیا
آنکھین ملاکر ہاتھون سے بتا بتا کر ٹھمریان غزلین گانا شروع کین مگر دیکھتا ہی کہ کنیزین جو گتا بیٹھی ہین زمین ہل رہی ہی
درختون پر طائرون نے آشیانون سے سر نکال دیے گانا سنکر رو رہے ہین کوئی طائر پرون سے سر پیٹتا ہی
برق ہر مرتبہ جب تان مارتا ہی خارستان پھڑک جاتی ہی موتیون کا مالا نکال کر دیتی ہی یہ سلام کرکے پہن لیتا ہی
ایک چمن کی جانب ایک آہو پیدا ہوا پاس خارستان کے آیا منھ کھول کر کچھ خارستان سے بیان کیا
خارستان سمجھی وہ آہو کچھ اسکے کان مین کہکر غائب ہوگیا اُسکا غائب ہونا کہ خارستان نے کہا
ارے تو صاف صاف نام نہین بتاتی تو کوئی عیار مکار ہی یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرے برق کے قریب ایک

کنیز جو بیٹھی تھی اُسکو خنجر مار کے بھاگا اور اپنے نام کی نعرہ کرتا گیا
نعرہ برق بہ لقب ہی مرا برق خنجر گزار

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار	ترے بیچ مین ہون برق رفتار ہون	کہ کون مکار و عیار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہو	ور نکر یہ میرا پیمرا ہے ہا
ترپ سے مری چرخ ہی سر اپا	ہنر پر قدم شریف ہی عزیب ہو	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خارستان پیچھے دوڑی برق بھاگکر ایک غار مین چھپا کمندین لگا دین خارستان ڈھونڈھتی ہوئی جو اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا خارستان آگئی برق نے جھٹکا مارا کمند مین جکڑی برق تڑپ کر نکلا ایک حباب مارا دیکھا خارستان بیہوش ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ سامنے سے آئے ہین برق نے تڑپ کر خنجر مارا کہ سر خارستان کا کٹ گیا خواجہ نے دوڑ کر برق کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند مین اپنے ہوش مین نہ تھا اس جنگل مین تین دن گذرے تین دن مین دُبلا ہو گیا اُستخوان نکل گئے دو تین دن مین پانی ہو کر بہا تا پھینکے اُسکے کپڑے اُتار لیے خواجہ و برق ایک جانب بھاگے پشت سے آواز آتی ہے ارے خارستان کو مارے ہوئے جاتے ہین انکو لینا جانے نہ پائین کہ برق نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی وہی آہو جو خارستان کے پاس آیا تھا کر جیا لین بھرتا ہوا آتا ہے بشکل انسان کے پکارتا ہوا اے عمرو و برق کہان جاتے ہو عمرو جھپٹ کر قریب پہونچا دونون ہاتھ بڑھا دیے مُنہ پر آہو کے حباب پڑے بیہوش ہو کے گرا برق نے خنجر مارا آہو کا سر کٹا شعلے بلند ہوے برق نے کہا اُستاد بھاگیے کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہے عمرو و برق بھاگے شعلہ ہاے آتش دوڑتے ہوے آتے ہین اُن شعلون سے آواز آتی ہے اے عمرو و برق خارستان و آہوان کو مار کر کہان جاتے ہو خواجہ تو آگے نکل گئے برق پیچھے رہگیا تھا ایک شعلہ اُسپر گرا ایک بچہ اُٹھا کر لے گیا برق نے آواز دی اُستاد غلام کو بچایے خواجہ تھم گئے اور ڈھکر پیچھے اُس شعلے کے چلے وہ شعلہ جا کر ایک باغ مین اُترا خواجہ پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر آئے دیکھا برق بندھا ہوا بیٹھا ہے سینہ پر ایک شعلہ چمک رہا ہے اُس سے آواز آتی ہے او برق تیرا اُستاد کہان گیا کہ اُسنے میرے سامنے آہوان کو مارا اُسکا پتہ بتا دے تجھکو رہا کر دون برق منتین کر رہا ہے کہ حضور مجھے رہا کر دیجیے مین خواجہ عمرو کو پکڑ لاؤن شعلے سے آواز آتی ہے تو بھاگ جائیگا برق کہتا ہے آپ ایسا قدردان مجھکو کہان ملیگا آپکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا وہ شعلہ تھرایا اُسکے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی رقص کرتی ہوئی چاہا پنجہ کھینچکر مارون سر اُستاد کا توڑون کہ خواجہ نے بشکل ساحرہ دیوار سے کود کے آواز دیتے ہوے

ارے خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ ہمارا مقبول بارگاہ ہی اسوقت اسکا حال تباہ ہی یہ کہکے قریب آئے کہا یہ
کاغذ لیجیے کاغذ ہاتھ مین دیا سرہانے پر اُسکے مہر ہفت پیکر کی پائی وہ ساحرہ کاغذ پڑھنے لگی خواجہ نے
جلدی کرنے کے مارے جھٹکا مارا حباب مار دیا گرتے گرتے خنجر مارا کہ اُس ساحرہ کا شکم چاک نعرۂ پاک
برق سے کہا بھاگ ایکطرف برق بھاگا خواجہ بھی چھپتے باغ مین غل ہوا ارے عیار جاتے ہین لینا
شعلہ بار کو مارے جاتے ہین پلٹ کے عمرو و برق نہین دیکھتے باغ سے نکل گئے اب صحرائے مرد ملا
اُس صحرا کو طے کرتے ہوے چلے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ لشکر طلسم کشا چلا آتا ہی خواجہ و
برق کو جو آفتاب نے دیکھا دوڑ کر خواجہ سے ملاقات کی کہا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی
پائی خواجہ نے کہا مجھکو صحرائے خارستان مین قید کیا تھا وہان برق پہونچا خارستان کو مار این نے
آہوان کو مارا پھر شعلہ بار جادو برق کو پکڑ لے گئی اُسکو بھی جا کر ہم نے مارا آفتاب نے کہا ہم اور
ہفت رنگ آپکی تلاش مین نکلے تھے مگر آپکو بخیر و عافیت پایا اب صحرائے باد انگیز مین چلتے ہین یا پل
باد انگیز کو مارا یا قتل ہوے یہ ذکر تھا کہ رستم بھی آ پہونچے عمرو نے رستم کا دامن تھاما کہا ای رستم
مجھکو گرفتار کر کے ساحرہ لے گئی میری کمر مین ڈبے جواہرات کے تھے وہ گر گئے اب مجھکو خزانے سے
دلوائیے رستم نے کہا میرے پاس آپکے دینے کو نہین ہی خواجہ نے کہا مین اپنی جان دونگا ورنہ خداوند
مجھکو گرفتار کرینگے اُس ذلت سے جان دینا بہتر ہی اتنا لشکر تمھارے ساتھ ہی اگر ایک ایک پیسہ
دین تو ہزار ہا روپے ہو جائین زبان نہین ہلاتے ہمارا افلاس بڑھتا جاتا ہی یہ کہکے خواجہ نے چادر بچھا دی
پکار کر آواز دی ہان بھائیو سخی داتا جسکو جو دینا ہو وہ دیوے انگوٹھی چھلے پیسے دوانیان چوانیان
سب نے دینا شروع کین امیرون نے پانچ پانچ سو روپے منگوا کر دیے خواجہ نے مبلغ خطیر جمع کیا
اب لشکر رستم صلاح کر کے طرف صحرائے باد انگیز کے بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی روانہ ہوا مگر
خواجہ و برق نے آفتاب فلک سیر سے پتہ و نشان صحرائے باد انگیز کا پوچھا آگے خواجہ و برق
روانہ ہوے بعد جانے عمرو و برق کے فرداً فرداً ہمراہیان رستم نے اسباب و خیم پیراستہ کیے اور بتدریج
اپنے اپنے قاعدے سے چلے اُن سب کے بعد رستم سوار ہوے سمک ہمراہ رکاب ہی دو کوس
لشکر رستم چلا تھا ایک بلندی پر رستم کھڑے ہین اپنے لشکر کی روا روی دیکھ رہے ہین علمہاے
زرنگاری کھلے ہوے اُنپر نعت الٰہی و تعریف رسالت پناہی مرقوم ہی لشکر کی روا روی کی دھوم ہی

کہ دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی سامنے آکر دامنِ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج سامنے لشکر اسلام کے آکے پہونچا پکار کر آواز دی رستم ٹھہر جاؤ جس صحرا کو جاتے ہو اُسی صحرا سے آتا ہون صحراے بادانگیز جانیکا مقصد ہی بادانگیز کرگدن سوار میرا نام ہی اہل اسلام کو قتل کرنا میرا کام ہی کیا مجال کہ میری سرحد مین مسلمان قدم رکھین قدرت کا حکم میرے نام آیا کہ راہ مین جاکے طلسم کشا کو روک لے اگر اپنی جان بری منظور ہی تو پلٹ جاؤ جواب مین رستم نے جواب دیا ہم ایک شیر بیشۂ جرأت ہین اور نہنگ دریاے ہمت ہین انشاء اللہ صحراے بادانگیز مین پہونچینگے بادانگیز جادو کی فکر ہو جائیگی یہ کہکے رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر رک گیا بادانگیز کرگدن مست پر سوار جرأت و جلالت رستم دیکھکر بہت نادم ہوا کہ قدرت نے مجھے کس دلیر پر بھیجا ہی ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین یہ کیونکر قبضے مین آئے طلسم کشا نے یہ سردار کیونکر پاے یہ نازنینان جنہین طلسم کشا پر عاشق ہین کیسی طلسم کشا سے موافق ہین یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا عیار اسکا ہماے دوندہ بھی آکر بیٹھا بادانگیز کرگدن سوار نے اُس نا عیار سے کہا اے ہماے دوندہ جسوقت سے لشکر طلسم کشا فرداً فرداً آتا میری نگاہ جمال بیمثال سنبل پر پڑی تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا ہلال ابرو کی تلوار کلیجے پر چل گئی عجب میری کیفیت ہی نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا　　لبِ جان بخش دکھا یا کیے اعجاز اپنا
سرو گر جائینگے گل خاک مین مل جائینگے　　پانون رکھے تو چمن مین وہ سرافراز اپنا
خندہ زن ہین کبھی گریان ہین کبھی نالان ہین　　ناز خوبان سے ہوا ہی عجب انداز اپنا
یہی اللہ سے خواہش ہی ہماری اے بت　　کور بدبین ہو ترا گنگ ہو غماز اپنا
سوزش دل سے زبان کو نہ ہوئی آگاہی　　اُف کیا منھ سے نہ ہمنے نہ کھلا راز اپنا
خون ہوتا ہی جگر زمزمہ سنکر بے یار　　دل دُکھاتی ہی مغنّی تری آواز اپنا
نہ سنی یار نے اک بات سخن سازون کی　　رہ گئے کھول کے منھ مفسدہ پرداز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے　　قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ　　بند رہنے کا نہین کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہین ادائین جو تری اے محبوب　　بھول جاتے ہین حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق ہوا ہی دیکھین
طعمہ کرتا ہی اسے کونسا شہباز اپنا

رو ٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہی ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہی معلوم نہ آغاز اپنا

یہ اشعار جو سامنے عیار کے رو رو کے پڑھے عیار نے کہا حضور نہ گھبرائیے مین رات کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے باہمہ عیاری اُسی وقت جسم پر آراستہ کیے اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنکر رستم کے لشکر مین آیا دریافت ہوا پہلوے لشکر مین بارگاہ سنبل ہفت گیسو استادہ ہی گرد کنیزین حلقہ زن دروازے پر طلدار پُرفن دیکھکر اپنے مقام تاکا جب کنیزین کسی کام کو نکلین ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلایا جب نخل کی آڑ مین کنیز آئی حباب مار کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر ملکہ سنبل کی بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو انتظام مین جنگ کے مصروف ہین۔ ہمارے دوندہ نے دن بھر تامل کیا شب کو جب ملکہ سوئین یہ چپی پر آیا تین کنیزین اور تھین جو تھا یہ جب رات زیادہ جا چکی تب اپنے تینون کنیزون کو گلوریان کھلا کے بیہوش کیا پشتارہ باندھ لیا اور لیکر بھاگا مہتر سمک پڑا سو رہا تھا کہ اپنے خواب مین دیکھا ایک سگ سیاہ سنبل پر حملہ کر رہا ہی سمک گھبرا کے اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ سنبل ہفت گیسو مین گیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا خیر و عافیت ہی اندر بارگاہ کے جو گیا دیکھا روشنی گل ہی تین کنیزین بیہوش پڑی ہین ملکہ سنبل اپنے پلنگ پر ندارد سمک نے ایک چیخ ماری قریب ہی بارگاہ ملکہ ہفت رنگ تھی صدا سمک کی سنکر دوڑین دیکھا سمک پیٹ رہا ہی نگہبانو نپر غصہ کر رہا ہی لوگون نے کہا باد انگیز پہلوان کا عیار ہی کہ ہمارے دوندہ اُسکا نام ہی وہی لیگیا دن کو بازارون مین بصورت مبتذل پھیر رہا تھا یہ سنکر سمک چلا ملکہ ہفت رنگ کے پاس اور بھی شاہزادیان آئین مثل ملکہ لالہ عذار وغیرہ کے ہر ایک کا یہی قول تھا ای مہتر والا گہر تم نہ جاؤ ہم جا کر بارگاہ مین اُسکی آگ لگائے دیتے ہین اور ملکہ کو لاتی ہین سمک نے کہا آپ لوگ تامل کرین سب جادوگرنیون کو روکا مگر لالہ عذار نہ رکین چمک کر بلند ہوئین طرف بارگاہ پہلوان کے چلین مگر اوّل اوّل سمک بن عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مین باد انگیز کے آیا جا بجا پھرنے لگا جہان صبح کو باد انگیز کرگدن سوار رات بھر فراق مین ملکہ سنبل کے تڑپا ہی صبح کو آنسو بھرے ہوئے بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار ملکہ کو لیکر آیا پشتارہ اپنے سامنے لاکے ڈال دیا

٦١

سمک نشبکل ساحر اندر آیا عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ حضور سنبل ہفت گیسو اسکا لقب ہی ساتھ بلا مین نازل کردیگی جان بچانا مشکل پڑیگا اسنے کہا آخر کیونکر ہوشیار کرین اب عیار بھی حیران ہی کہ کیا کرین بعض کہتے ہین عیار سچ کہتا ہی ہوشیار ہوتے ہی بگڑ جائیگی جان پہ آپ کی آفت لائیگی آخر کو سمک نے بڑھکے عرض کی غلام ایک تدبیر بتاتا ہی ساحر کو جب قید کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ سحر سے مجبور کرین تو زبان مین سوزن دیتے ہین تب ہوشیار کرتے ہین اگر حکم ہو تو مین ہوشیار کرون ناچار شب تو ہو ہی رہی تھی آخر سمک سے کہا سمک قریب پشتارے کے آیا جھک کر اسنے ظاہر مین سب کے سوزن دی باطن مین صاف رکھا ملکہ کے کان مین کہا آپ گرفتار ہوکے آئی ہین سنبھل کر اٹھیے مین ہون سمک رستم بیقرار ہو رہے ہین یہ کہکر اسنے ہوشیار کیا ملکہ تڑپکر آنکھین اٹھتے اٹھتے ایک گیسو کو ہلا دیا معلوم ہوا کہ ناگن لہرا رہی ہی بارگاہ مین اندھیرا ہوا آواز دی منم سنبل ہفت گیسو او بیحیا تجھکو دیوانہ کرکے مارتی مگر دعادے رستم کو کہ انکی ممانعت ہی کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرو تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا یہ حوصلہ پیدا کیا کہ ہمارا نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہی یہ کہکے ان چہ کاکلون کو جو ہلایا صاف ظاہر تھا چہ مار سیاہ لہرا گئے قلب کافرون کے تھرا گئے سمک کو گرفتار کرنے چلے باد انگیز کرگدن سوار نے کہا ہان اس دبلے ساحر کو مار لو پانچ ہزار غیر ساحر طرف سمک کے چلے سنبل نے کہا اگر کوئی پریشانی واسطے سمک کے ہوئی تو رستم کو کیا منھ دکھاؤنگی آخر نگاہ سحر ڈالی وہ پانچ ہزار یا تو سمک کو پکڑنے چلے تھے یا نگاہ پڑتے ہی جھومنے لگے اور جھوم جھوم کر بہ ذوق تمام یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا
لیتا قلم سے کام ہلال ہین نیزہ باز کا
اللہ رے صفاے بیان حدیث دست
اڑتا ہی رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا
ظاہر ہی گرمجوشی پروانہ کا اثر
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سرخ

طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا
ساقی سملے اسمین ہزار دن خم شراب
دم بند ہی فصاحت اہل حجاز کا
کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
روشن ہی حال شمع کے سوز و گداز کا
ہوجائے حسن معنی بصورت آشکار
سوز جگر کو شغل ہی دل کے گداز کا

لکھتا ہون وصف یار کے قد دراز کا
کشتی می کو ظرف خدا دے جہاز کا
ہوتا ہی شعبدہ نسے تیرے آسمان سفید
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہی ناز کا
ساقی زلال دور جو توفیق ہو وہ دے
روے حقیقت اٹھے جو پردہ مجاز کا
ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر

مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا
سودائے عشق مین نہ رہی شان نیچ اونچ کی
دھیان نہ زمین کے نشیب و فراز کا
حسن و جمال تو وہ جو اسلام کا کھلے
دھوون پیئے جو یار کی زلف دراز کا
بیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
پھل پھول کھلے گے افشائے راز کا
پھینکا کیا ہی قتل مجھے تیغ یار نے
پیر مغان کا حکم ہی اسمین جواز کا

ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
ساحل سمجھتے ہین تہ دریائے عشق کو
دیوانہ جری ہو مقید نماز کا
اللہ کے غضب کا دل کی بیخ کنی
بیکار کوئی فعل نہین کارساز کا
بیمار عشق کے لیے ممکن نہین شفا
کشتہ ہی دل مرا شرفِ امتیاز کا
آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو

ایذائے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا
پتلون سے خاک کے یہ گرے بجز کمین
طوفان نا خدا ہی ہماری جہاز کا
عمر خضر سے آپکی زیادہ ہو زندگی
تکیہ ہو کیسے خسرو مسکین نواز کا
عشق نہفتہ ہووے گا افسون آپکا
پرہیز سے مقام ہی یہ احتراز کا
مجھ رند کو حلال ہی کوئی حرام ہو
کم زہر سے اثر نہین اس زہر آز کا

یہ اشعار پڑھتے ہوے سب طرف جنگل کے بھاگے سمک پر ہاتھ نہ ڈالا سمک ایک جانب بھاگا
باد انگیز گرگدن سوار نے جا پا بچیا کردن وہ پانچ ہزار ملیٹ کے اسی کے قتل کے درپے ہوے مگر باد انگیز
بڑا بہادر تھا تلوار کھینچ انکو قتل کرنے لگا وہ لوگ کچھ اسکے ہاتھ سے قتل ہوے کچھ صحرا مین آوارہ ہو گئے
اسکر کے پھرتے تھے اور سنبل کا نام زبان پر جاری تھا یہی باعث بیقراری تھا آخر سب یون ہی
تباہ ہوے سمک و سنبل سامنے رستم کے پہونچے رستم تو خوشیان کرنے لگے لیکن لالہ عذار جو
لگی تھین یہ بارگاہ پر جانے باد انگیز کی چمکین کچھ سامان سنبل کا نہ دیکھا سمجھین کہ شاید سنبل کو مار ڈالا
یہ سوچکر نعرہ کیا او باد انگیز تونے غضب کیا کہ ہماری بہن کو قتل کر ڈالا یہ کہکے کچھ پھول پھینکے پھول
جو بارگاہ مین گرے بوے خوش آئی سب تالیان بجانے لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای ہمشیرہ زیادہ کدو
کاوش نہ کرو مین بچکر نکل آئی لالہ عذار نے جو دیکھا کہ سنبل پکار رہی ہین لالہ عذار سنبل کے ساتھ واپس
ہوئین یہان دو گھڑی کامل سب سرداران باد انگیز اچھلے کودے تالیان بجائین باد انگیز نے آٹھ کئی کو
قتل کیا کئی جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے تب جا کر وہ لوگ ساکت ہوے جھنجلا کر اسنے حکم دیا کہ طبل
جنگی بجے اور کہا کہ سر میدان رستم سے سمجھونگا ہرکارے جو بہر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر چلے گے
خدمت رستم مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ لالہ عذار کی وجہ سے
دو چند کس بان مارے گئے اب اُسنے غصے مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ ہی کہ کل نکل کر معرکہ آرا ہو آتش عناد کو

دوبالا کردے یہ سنکر رستم نے سمک کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای برادر ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدی و
بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گونج گیا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کل باد انگیز سے
سر میدان مقابلہ ہوگا تیاریان ہونے لگین نیزے درست ہوے ہین تیغے چرخ چڑھے ہین کہ عقل
پیر چرخ کی چرخ مین ہی چار پہر رات تیاری رہی رستم نے ایوان برخاست دربار سمک کو حکم دیا غیر ساحر
ہمارے ساتھ چلینگے سمک نے حکم پہونچایا سب شاہزادیون کو ملال ہوا کہ شاہزادے نے ہمکو ساتھ نہ لیا
مگر آفتاب فلک سیر نے کہا مین ضرور ساتھ جاؤنگا یہ بھیجا ہوا ہفت پیکر کا آیا ہی شاید ساحر ہو تو مین
فکر رکھونگا بوقت سحر جب ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے
شکست کھائی اور وہ کٹ زبرجدی پر آکر بیٹھا فوج ضیا و شعاع ساتھ ہی تمام دنیا روشن ہوئی لیلی شب
داخل حجاب مغرب ہوئی و مجنون روز بہ صد سوز و گداز صحراے نجد اشتیاق مین آیا زمانہ روشن ہوا
ہواے سرو سے خارستان جہان مثل گلشن ہوا رستم تانپڑہ کے سوار ہوے اوچی بنکر آفتاب آنکر حاضر ہوا
رستم نے کہا ای آفتاب تمنے کہا تھا کہ کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے تم کیون آئے آفتاب نے عرض کی
یہ پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا ہی شاید کوئی شعبدہ کرے تو غلام اسکی فکر رکھے یہ کہکے ساتھ ہوا رستم
خاموش ہو رہے بس ساٹھ ہزار جوان سوار و پیدل غیر ساحر ہمراہ ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے
دیکھا سامنے سے گرد اڑی باد انگیز کرگدن سوار بڑے کر و فر سے مع تین لاکھ فوج کے میدان کارزار مین
آکر پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کوکا کہکے ہٹے باد انگیز کرگدن سوار نے گیندا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا نیزہ اپنا ہلایا فنون سپاہ گری دکھاے جب خوب غرق عرق ہوا دونون
پہرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین طرف لشکر رستم کے رخ کیا پکار کر آواز دی
ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم
نے گھوڑا پھیرا گھوڑے سے کودے سامنے یاقوت تاجدار کے آنے فرمایا ای شہریار اجازت میدان
یاقوت نے تخت رکھوا دیا گرد پھر کر عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ غلام کو تاجدار قرار دیا بسم اللہ
پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے رستم دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوے
سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا سراپا میدان کا دکھاتے ہوے سامنے باد انگیز کے پہونچے باد انگیز
کرگدن سوار نے جو جمال بے مثال اور صولت اور شوکت دیکھی رنگ ہو گیا اٹھا اٹھا کر سلام کیا کہا ای طلسم کشا

مین قہر خداوندی ہوں میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہین بچتا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ای باد انگیز تجھ ایسا پہلوان صاحب شوکت ولیاقت افسوس کا مقام یہ ہی کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانے اگر اسلام اختیار کرو تو تمکو رونق بارگاہ کرین لات ومنات پر لعنت کرو یہ سنکر باد انگیز جھنجلایا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین اور آفتاب بدل وجان متوجہ ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھکر نیزہ ہاتھ سے باد انگیز کے نکالا باد انگیز نے جھنجلاکر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے وار بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالا باد انگیز گینڈے سے کود اکشتی ہونے لگی رستم ریل ریل کے لیجاتے ہین باد انگیز چاہتا ہی اپنے کو زور سے رستم کے بچاؤن مگر جنگ کشتی مین رستم سے دبا ہوا تر رہا ہی پسینے پسینے بے اختیار پکار اٹھایا خداوند مدد کیجیے یہ جواسنے پکارکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر جیسے ہی اسنے کہا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ درخت پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا مگر رستم سے آنکھ ملاے ہوے پکار رہا ہی ای رستم ذی شوکت ولیاقت ذرا ہمسے آنکھ ملائیے جیسے ہی رستم نے سر اٹھایا طائر پکارنے لگا

نظم

پھر محبت مین مزا آتا ہے
سیمتن کو نہ ہاتھ آتا ہے
دل سے مطبوع مکان ہین ہر دم
ولولہ ناک مین دم لاتا ہی
ہی غم پردہ نشین جو ناصح
میرے ملنے کی قسم کھاتا ہی
پھر دل اک بت کو دیا مومن نے

کیون نہ کھائین ہمین غم بھاتا ہی
مدد ای کشمکش شوق کہ پھر
جی پھر اب صبر کا گھبراتا ہی
کسکی چشمک سے ہی اختر تری
پھر زبان کھولتے شرماتا ہی
پھر ہون دیوانہ نیخود کس کا
کب وہ ان باتون سے باز آتا ہی

پھر کھجاتی ہی ہتھیلی دمکھون
دل کہین کھینچے لیے جاتا ہی
عشق کی زمزمہ سنجی ہے ہے
فلک آنکھین مجھے دکھلاتا ہی
کس سے پھر وعدۂ وصلت ہی کہ دل
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

یہ جو طائر نے آواز دی رستم کا زور کم ہونے لگا بنگاہ حسرت طرف آفتاب کے دیکھا آفتاب نے نگاہ اٹھاکے طائر کو دیکھا سمک سے کہا یہ طائر براے مدد باد انگیز آیا ہی مین اسے مارتا ہون جسوقت سے یہ آیا ہی دیکھو رستم کے زور مین کمی ہی الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین یہ کہکے آفتاب فلک سیر نے جھولی سے کاغذ نکالا اسکو بشکل باز کاٹا اس طائر کی طرف اشارہ کرکے چھوڑ دیا دیکھا سب نے کہ باز جاکر طائر پر گرا پنجون سے پکڑ کے اسے چیر ڈالا ادھر تو آفتاب نے طائر کو مارا ادھر رستم نے باد انگیز کر گردن سوار کے دونون

مونڈھے پکڑے ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم بڑھکر ہنکا مارا دونون گھٹنے بادانگیز کے آشنا بہ زمین ہوئے
بادانگیز نے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا سر سے
بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے کندۂ زانو سے دبا کے
ارشاد فرمایا حالا درشناختن پروردگار چہ میگوئی بادانگیز سوچا کہ جان کا بچانا واجب و لازم ہے اہی
پکارا اٹھا مین تابعدار ہون رستم نے کلمۂ طیب تعلیم فرمایا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر بادانگیز
مسلمان ہوا سوچا جسدن پنجہ قابض ہوگا اُسی دن مار لونگا رستم اسکو ساتھ لیکر پلٹے سمک نے
عرض کی اسکی پیشانی پر نور اسلام نہین چمکا رستم نے کہا تم بڑے عیار مکار ہو اور کو بھی مکار جانتے ہو وہ
کیون نہ مسلمان ہوتا مین نے سر میدان زیر کیا اب یہ پہلوان لشکر اسلام مین رہیگا لشکر والون
بہ اشارہ کہدیا ہے تم لوگ ٹھہرے رہو مین اسی ہفتے عشرے مین آتا ہون ایک دن اسکا طلایہ بارگاہ
رستم پر مقرر ہوا دو پہر رات گئے دربارگاہ پر آیا پردہ اٹھا کے دیکھا رستم آرام کرتے ہین چہرۂ مثل آفتاب
روشن ہے پلنگ عکس چہرۂ گلگون سے رشک گلشن ہے اگرچہ بادانگیز کو رحم آیا مگر کہتا ہے جو یہ زندہ
رہیگا تو خدائی خداوند ہفت پیکر کی مٹیگی اسکا سر کاٹ لینا بہتر ہے یہ سوچکر اپنے تلوار کھینچی ہاتھ اٹھا
رستم کی حیات باقی تھی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش نے ہاتھ مارا اپنے کو پلنگ سے گرا دیا تلوار
سے پٹی کٹی رستم نے نعرہ کیا اسکو لینا نعرۂ رستم سنکر بادانگیز بھاگا باہر آیا گھوڑا سواری کا موجود
تھا سائیس کو مارکر مرکب پر سوار ہوا رستم جو نکلے دیکھا بادانگیز بھاگا جاتا ہے یہ نعرے کرتے ہوئے
پیچھے چلے اور ایک سوار کا گھوڑا لے لیا پڑی جو جمائی گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا بادانگیز پہلے
اپنے لشکر مین آیا آواز دی یارو میرے پیچھے یہ جوان آتا ہے اسے روکو لشکر والے تیار ہوئے آگے
بادانگیز پیچھے اسکا لشکر اُسکے پیچھے رستم نعرے کرتے ہوئے ہر مرتبہ آواز دیتے ہین او بے حیا اگر
آسمان پر جائیگا تو وہین آکر مارونگا مثل آہ مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو مثل
قطرۂ آب جذب ہونگا اور وہین آکر تجھے قتل کرونگا بادانگیز کرگدن سوار بدحواس جان لیے
ہوے بھاگا جاتا ہے نعرۂ رستم سے تھراتا ہے قضاے کار کطلان بن فسق و فجور پہلوان ملقب بہ
مغرور فیل کش اسکو فرمان ہفت پیکر پہونچا تھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤ تین لاکھ فوج
جنگی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا ہے زیر کوہ تین لاکھ فوج سے فروکش ہے اب لکھو تا خاطر عاطر ہے

ر فیل کن جو لقب اُسکا ہی سبب یہ ہی کہ صبح کو اکھاڑے مین جو آتا ہی سات سو پہلوان شاگرد اِسکے ہین
ایک ایک فیل تن فیل مثال دیو خصال اُن سبکو زور دلاتا ہی جب اُن سبکو زور دلا چکتا ہی تو کنارے پر
کھڑا ہو کے چیخین مارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر سات سو شاگرد جو آپنے مجکو عطا کیے اِنسے زور میرا
نہین پورا ہوتا ہی یہ کہکے آواز دیتا ہی کہ یا خداوند میرے زور کے پورے ہونے کی تدبیر کیجیے اُسوقت
جنگل سے ایک فیل مست پیدا ہوتا ہی جھومتا ہوا بھسونڈا اُٹھائے ہوے آتا ہی آکے مغرور سے
متوجہ ہوتا ہی مغرور اُس سے مقابلہ کرتا ہی فیل بڑے بڑے زور کرتا ہی دو گھنٹے عاجز ہوکر جہان
سُست ہوا مغرور نے گھونسہ مار دیا سر اُس فیل خود سر کا پھٹگیا آج جسوقت مغرور نے
فیل کو مارا اور اُسکو اکھاڑے سے باہر پھکوایا درخت جو بڑے بڑے قریب تھے کسی پر دوڑکر
ٹکر ماری کسی درخت کا ڈالا پکڑکر چھاڑ ڈالا درختون کو گرا رہا ہی کہ نعرۂ رستم کی آواز اِسکے کان مین
آئی دیکھا آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار بھاگا ہوا آتا ہی اور پیچھے ایک جوان آفتاب مثال خورشید
تمثال پشت مرکب پر سوار نعرۂ شیرانہ کرتا ہوا چلا آتا ہی مغرور نے پکار کے آواز دی خبردار
او جوان ٹھہر جا در ندگی سے مل ڈالونگا رستم نے آواز دی او بے حیا اِن درختون کے گرانے پر
نہایت مغرور ہی مقابلے مین تو مردان عالم کے آ زور بازو دکھا تو ہم جانین کہ تو کیسا دلیر ہی
یہ سُنکر مغرور نے آواز دی او کرگدن سوار یہ تیرا قد و قامت اور معشوق سے یہ ہیبت خبردار
اب نہ بھاگ باد انگیز نے پکار کے آواز دی مین اسکے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہون وہی خوف میرے
دل مین بھرا ہی لیکن تیرے کہنے سے پلٹتا ہون علاوہ ازین اِی مغرور فیل کن شاید تو اِسپر
غالب ہو کہ خداوند ہفت پیکر نے زور کوٹ کوٹ کے تجھمین بھرا ہی مغرور فیل کن جھپٹ کے
بیچ مین آیا باد انگیز کو ہٹا دیا آپ روبرو رستم کے آیا کہا اِی معشوق پری چہرہ میرے پاس آ میرے
پہلو مین بیٹھ کہ مین سات لاکھ فوج کا افسر ہون اب اُسپر تجھکو افسر کرونگا شراب مجکو پلایا کرنا ساقی
خوش رو تیرا نام رکھونگا رستم نے جواب دیا مین ساقی جام اجل ہون یہ سُنکر مغرور فیل کن نے
ایک چیخ ماری کہ کُل فوج کو اِسکی خبر ہو گئی سب مسلح و مکمل ہو کے اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوے
آکے جمگئے دیکھا ایک طرف ایک پہلوان مثل شاخ نخل گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج اُسکی پشت پر
سب ہتھیار بند مسلح و مکمل کھڑے ہین اور اپنے افسر کو دیکھا کہ سامنے جوان خوش رو کے کھڑا ہوا نعرے

مار رہا ہی وہ بھی اسکو للکار رہا ہی کہ مغرور نے ہاتھ بڑھایا کہ مع گھوڑے اُٹھا لون رستم گھوڑے سے
کود پڑے کلائی کو مغرور کی تھام کر بہ قوت صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا یا تو مغرور مثل الف کے
سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا رستم نے ایک گھونسہ مارا کہ شقیقہ مغرور کا شق ہوگیا اب تو وہ لپٹ پڑا
رستم نے اور دو تین گھونسے ایسے مارے کہ مغرور چیخین مارنے لگا رستم سے اور مغرور سے کشتی ہونی
شروع ہوگئی رستم نے کولے پر لاد کر مغرور کو دے مارا کہ لشے کا لٹھا زمین پر گرا زمین تھرائی جست کر کے
رستم چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون او مغرور عقل و فراست سے دور ساقی خوش رو کے ہاتھ سے
اب جام اجل پیے گا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ہفت پیکر پر لعنت کر مین تیرے
ہفت پیکر کا قاتل ہون انشاء اللہ مثل لقا کے یہ بھیا بھاگا بھاگا پھریگا کہین مہلت نہ ملیگی وہ
بہت دنون خدائی کرچکا اب اُسکا وقت فراق قریب ہی ہر چند رستم نے سمجھایا اُس بیحیا پر تاثیر نہ ہوئی
جواب دیا کہ لاکھ جان میری تمام پر خداوند ہفت پیکر کے نثار ہی رستم اُسکے سینے سے اُترے ایک
پانون دونون ہاتھونسے تھاما اور ایک پانون کو دونون پانون سے دبایا ایک جھٹکا مارا تین
جھٹکون مین چیر کر اُسکو مثل کرباس کہنہ کے پھینکدیا فوج والے لینا لینا کہکر دوڑے رستم پر آپڑے
یہی سبکا قول تھا کہ اس جوان نے ہمکو بے افسر کردیا اِسکو قتل کرو تین لاکھ یہ اور تین لاکھ باد انگیز
کے چھ لاکھ پر رستم دوڑ پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مارا عین
گرمی جنگ مین باد انگیز بھی گینڈا چمکا کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو اِسکی تیغ کیچتان پر
کانٹھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا باد انگیز کر گردن سوار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر باد انگیز کو
رستم چھ لاکھ مین مصروف جنگ ہوے مگر بلوے سے فوج کے تنگ ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
آفتاب فلک سیر سات ہزار جوانون سے آکے پہونچا رستم ہان ہان کرتے رہگئے آفتاب نے
آگے ایسے چار گولے مارے کہ فوج والے الامان الامان کرنے لگے چھ لاکھ فوج کا جماؤ سات ہزار
جوانون سے آکر گرا زمین ہلا دی اب تو سب بھاگنے لگے کوئی آبرو ڈبونے کو دریا مین گرا کوئی سنگدل سر
اپنا پتھرون سے ٹکرانے لگا کچھ قلعے کی طرف بھاگے آفتاب فلک سیر نے بڑھکے آواز دی
اُس طرف نہ جاؤ تمھارا مسکن دشت و بیابان ہی وقت امتحان ہی اُدھر سے لوگ پلٹے صحرا کا
رُخ کیا سب جنگل مین جا کے مخفی ہوے قلعے مین جانا ترک کیا رستم نے بڑھکے آفتاب فلک سیر سا

انھ پڑا کہا برادر تمنے ہمارے قانون کے کیون خلاف کیا کہا ای شہریار چھ سات لاکھ سے آپ اکیلے لڑ رہے تھے میرے دل کو تاب نہ رہی آخر غلام نے سحر کیا سب کو تباہ کر دیا حضور اگر دو چار دن لڑتے تو شنا یہ بچپا بھاگتے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی اب قلعے مین چلیے عجب شخص آپ نے ہاتھ سے مارا گیا جسکا مثل ونظیر زور و شور مین تمامی طلسم مین نہ تھا رستم داخل قلعہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سردار فرداً فرداً آئے داخل قلعہ ہوے اب یہان رستم نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ و برق کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری سمک نے عرض کی ثابت ہوتا ہی کہ صحراے باد انگیز مین پہونچے وہ جاتے ہی ہنگامہ برپا کر دینگے اب مصنف حال خواجہ عمرو و برق کا لکھتا ہی کہ خواجہ و برق جو رستم سے جدا ہوے کئی کوس تو ساتھ ساتھ آئے بعد اُسکے ایک صحراے پُر بہار مین پہونچے خواجہ نے فرمایا بھئی برق اب ہمارے ساتھ سے جاؤ ظاہر مین یہ صحراے پُر بہار ہی عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقام ساحران غدار ہی برق نے کہا اُستاد اگر مقام ساحران ہی تو جاے امتحان ہی حضور کو ساحر لینگے غلام بھی کام آئیگا عیاری کرکے جان لگائیگا خواجہ نے کہا آپ الگ جانبازی کیجیے برق نے کہا اچھا غلام رخصت ہوتا ہی یہ کہکے برق تو ایک جانب کو روانہ ہوا دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی پھول کچھ اُچھال رہی ہی اُنھین پھولون کی وجہ سے صحرا تمام پُر بہار ہی غنچے چٹک رہے ہین پھول آنکھین اپنی کھول رہے ہین شاخین بار اثمار سے سر بسجود قدرت معبود طائر جوش مین پھول پھول کر شاخہاے گل پر بیٹھتے ہین مصروف زمزمہ سرائی ہوتے ہین درختون کی رعنائی زیبائی برق نے کنارے آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک عورت کی صورت بنا حسین کمسن پھولون کا زیور زیب جسم خراماں خراماں یہ غزل گاتی ہوئی سامنے آئی نظم

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا	لگی اک آگ تلوونسے کہ بس سر سے دھوان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیری سرو ای قمری	خراماں باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا
فلک کے ہاتھ سے جس سر زمین پہ بھاگ کر پہونچا	وہی وان بھی زمین پائی وہی وان آسمان نکلا
نہ دیکھی سر زمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا	مگر طبقہ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا
نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے	ترا چاہ ذقن ای جان جان اندھا کنوان نکلا
ہوا کس وقت پر آفت مین تنہا پیچلا مجھکو	کبھی اس راہ مین ہوکر سلامت کاروان نکلا

بڑا زنبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا — کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستان نکلا
ترے عشاق کو پرواہ دیکھی فقر والون کی — مقام بخجستہ کاران محبت لا مکان نکلا
جہان تک ہو سکے تجھسے ستم کر آسمان مجھپر — زبان کو کاٹ ڈالون گا جو حرف الامان نکلا
خوشا طالع ترے ای پیر کنعان واہ ری قسمت — کہ تیری صلب کی دولت سے یوسف ساجوان نکلا
تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہی — گمان تھا صاحب خانہ کا جسپر میہمان نکلا
خلش موجود ہی سینے مین اُسکے تیر مژگان کی — جگر سے رند کے عیسیٰ نفس کانٹا کہان نکلا

اسطرح یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے پکارکر آواز دی بی گل اندام صاحب میرے سامنے آؤ اس صحرا مین تمھارا کیونکر گذر ہوا جب برق قریب آیا اور قریب آگے بیٹھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور مین مقبول سامری وجمشید ہون شب کو سامری آتے ہین مصروف اختلاط ہوتے ہین کہ اُنکے بڑے بھائی صاحب جمشید آجاتے ہین وہ بھی مائل ہوتے ہین چاہتے ہین مصروف اختلاط ہون دونون بھائی آپس مین تکرار کرتے ہین دونون رات بھر لڑتے ہین مین چین سے آرام کیا کرتی ہون کوئی پانون دباتا ہی کوئی عارض پہ عارض رکھتا ہی شب بھر یہی حکایتین شکایتین رہتی ہین صبح کو دیکھتی ہون ہاتھی گھوڑے کھڑے ہین سامری وجمشید ندارد آج مین بھی اُنکی تلاش مین نکلی ہون سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین تم اُنکی آشنا تو نہین ہو اُس عورت نے کہا ای گل اندام جب تیرا ایسا حسن وجمال ہو تب کہین سامری مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون مین اس صحرا کی نگہبان ہون گل فروش میرا نام ہی مجھے بڑا تعجب ہوتا ہی کہ تو یہان کیونکر آئی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کیا تمھاری سماعت مین فرق ہی مین نے تو تمسے کہا کہ یہان سامری مجکو لائے ہین اس صحرا مین چھوڑکر چلے گئے اب مین اُنھین تلاش کرتی پھرتی ہون وہ نہین ملتے یا تو وہ دن تھا کہ وہ میری تلاش کرتے تھے مین جھاڑیون کی جھنڈیون مین چھپ رہتی تھی وہ ڈھونڈھکر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے بہن گل اندام آؤ مین کہتی تھی بھیا ہوش مین آؤ جمشید کا آجانا محبت واخلاص کا بڑھانا یا اب یہ رنگ ہی کہ ہم اُنھین ڈھونڈھتے ہین دیکھو وہ سامنے آتے ہین پشت پر تمھاری کھڑے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند مار دیے گردن مین ساحرہ کی پڑے اُرے کینکہ پلٹی برق نے حباب مارا ساحرہ بیہوش ہوکے گری برق خنجر کڑکے چھاتی پرچڑھ بیٹھا

چاہا سر کاٹ لون کہ آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی خبردار خبردار خنجر نہ مارنا ایک ساحر قریب آپہونچا برق کو ایک لات ماری برق نیچے گرا اُس ساحر نے ہاتھ اُس ساحرہ کا تھام لیا آواز دی بی گل فروش آنکھین کھول لو مین اس نالایق کی عیاری کو دیکھ رہا تھا اب اُس ساحرہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق عیار پڑا ایک جانب تڑپ رہا ہی خار صحرا ہے وقاحت مجکو بیدار کر رہا ہو ساحرہ نے آواز دی ارے خار تو کیونکر آیا اسکے کلیجے مین سنان بنکر نہ گھسا اِسے کیون زندہ چھوڑا اُس ساحر نے برق کا ہاتھ پکڑا کشان کشان اسکو ایک جانب لیچلا برق غل مچاتا ہی کہ ای گل فروش یہ ظالم مجھے قتل کریگا تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برق نے غل مچایا خواجہ ایک گوشے مین کھڑے تھے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر برق کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی خواجہ ایک ساحر کی صورت بنکر دوڑے پکارتے ہوے ای ساحر ٹھہر جا مین قریب آلون تو جانا ابھی اِسکے گلے سے خنجر نہ ملانا سامری و جمشید اسکو بہت چاہتے ہین عرش اعلیٰ پر ہمکو حکم دیا ہمارے پرستار کو جاکر بچالو یا وہ جو اُسکو قتل کرتا ہی اُسکو مٹا دو جاکر راہ عدم کی بتا دو مین چشم زدن مین آپہونچا شکر ہی کہ تمکو راہ مین پایا اگر تم اسکو قتل کر چکے ہوتے تو مین سر تمھارا خدمت خداوندین لیجاتا یہ کہکر قریب اُس ساحر کے آئے برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اسے چھوڑ دے ساحر نے نہ چھوڑا خواجہ نے کہا دیکھ خداوند کیا کہتے ہین جیسے ہی ساحر پلٹا خواجہ نے خنجر مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان اڑاتا ہون کفار کے مین دھوین فلک کی جو گردش کا سامان ہی یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	عمرو ذی حشم معتبر معتبران جھکاتا ہون کفار کو مین کنوین نشان تمھاری گریباپوش کا کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی	مری نسل سے مکر پیدا ہوا مرا مکر ہی گلشن قیل و قال مرا افسر ذی حشم تاجدار	مرے نام پر غدر شیدا ہوا مری چال سے ہی حسبا پامال امیر عرب شیر پروردگار

ساحر کا شکم چاک قصہ پاک برق کا کان پکڑ کے اُٹھایا اور ایک طمانچہ مارا کہا کیون او بچہ جہان جاتا ہی وہان گرفتار ہی ہو جاتا ہی مین نہ سُن لیتا تو بچہ مارے گئے تھے برق فرنگی نے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اُستاد آپ کے تو قبضے مین میری جان ہی آپ کا آٹھ پہر میری گردن پر احسان ہی اب چلکر گل فروش کو مارین نہین تو اسی جنگل مین مست ہو ہو کے رہ جائیے گا بو سے پھولون کی دماغ پریشان ہوتا ہی وحشت بڑھتی ہی دل چاہتا ہی اُسکے پاس چلے جائیے خواجہ نے اُسی وقت جس ساحر کو مارا تھا رنگ و روغن عیاری کا

لاکر اسی کی شکل بنکر تیار ہوے برق کی مشکین باندہ لین کشان کشان لیکر سامنے گل فروش کے آئے
گل فروش کو دیکھا دہی بیٹھی ہوئی پھول اُچھال رہی ہی جون جون پھول اُچھالتی ہی بہار صحرا بڑھتی جاتی ہی
گل فروش نے آواز دی ای خار صحرائی کیون پلٹ آیا برق کو قتل نہ کیا عمرو نے عرض کی ای ملکۂ عالم
یہ غل مچاتا ہی راہگیر رُکتے ہین اسکو خاموش کر دیجیے گل فروش نے کہا میرے پاس لاؤ اسکی زبان
بند کر دون خواجہ برق کو لیے ہوے سامنے اُس ساحرہ کے آئے گل فروش نے منہ پہ ہاتھ پھیر دیا
کہا ارے لیجا اب یہ نہ بولیگا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم صحرا کی بہار کم ہوئی جاتی ہی گل فروش تو کہتی ہی جاؤ
اسے لیجاؤ لیجا کر اسے قتل کرو خواجہ باتین مٹھار رہے ہین کبھی کہتے ہین بہار کم ہوگئی کبھی کہتے ہین درختون کا
وجد کم ہوگیا دیکھیے تو یہ کیا سبب ہی کبھی کہتے ہین دیکھیے پھول نہین نکلتے ہین آخر گل فروش نے جھلا کے
کہا ای خار جاتا نہین کیا میرے قلب مین کانٹا لگائیگا خواجہ نے کہا مجھے ایک امر اور عرض کرنا ہی ملکہ
مین اسوجہ سے اسکو لیکر پلٹ آیا کہ جب یہ غل مچانے لگا تو گانون سے ایک زمیندار دوڑا آیا اُسنے
آکے کہا اس قیدی کو چھوڑ دو مین نے جواب دیا کہ یہ قیدی ملکہ گل فروش جادو کا ہی اُسنے مجھکو ایک
ڈبیہ دی اور کہا ملکۂ عالم کو دینا دیکھیے تو اس ڈبیہ مین کیا ہی یہ کہکے کمر سے ڈبیہ نکالی یاقوت کی
ڈبیہ کام اُسپر بنا ہوا کہا ملکۂ عالم دیکھیے تو اس مین کیا رکھا ہی کہ جو اسکو ایسے وقت مین دے گیا
اور یہ کہگیا کہ اس مین تحفۂ نایاب ہی خداوند نے عطا فرمایا ہی گل فروش ڈبیہ کو دیکھکر خوش ہوگئی
کہا دیکھ تو نہ کھولنا مین کھولونگی قدرت نے کچھ میرے واسطے بھیجا ہی خط ہدایت حفاظت صحرا
اسمین ہوگا یہ کہکے ڈبیہ کو ہاتھ سے لیا کہا ارے میرا دل دھڑکتا ہی اس ڈبیہ مین کیا چیز ہی
خواجہ نے کہا حضور جانین راز خداوندی کو پہچانین مین بیچارہ جنگل کا رہنے والا کیا جانون آخر
گل فروش نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ نہ کھلتی تھی زور کرکے جو کھولا دھوان اُس سے نکلا ارے
کہکے گری خواجہ نے خنجر کھینچا درختون سے طائر آواز دینے لگے ای شخص کیا کرتا ہی گل فروش کے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا ارے ہمکو بے وارث کرتا ہی اس صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی یہی
سالک ہی اسی کے سحر سے صحرا پُر بہار ہی ہر طرف صحرا مین یہی پکار ہی خواجہ نے کسی کی بات کا
جواب نہ دیا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک پھول درختون سے گرے برگ مثل برگ خزان دیدہ
زرد ہوکر درختون سے گرتے تھے شاخین سرنگون عندلیبان خوشنوا کا کلیجہ غم سے خون ہوگیا

تھرا کے گرے بعض درختون سے قمریون نے بیقرار ہوکر آواز دی او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو مارا قمریان درخت سے گرین اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئین ہزارہا طائر مرنے سے گل فروش کے تمام ہوگئے کباب ہوکر درختون سے گرے اور تڑپ کر تمام ہوے برق نے پڑے پڑے تاک لیا تھا کہ یہ ساحرہ انگوٹھیان پہنے ہوے ہو اُٹھتے ہی انگوٹھیان اُسکی ہاتھ سے اُتار لین اور ایک جانب بھاگا خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے مگر برق کو کب پاتے ہین ایک نخل پر کچھ طائر بیٹھے چاؤن چپ اُنون کر رہے تھے برق کو جو آتے دیکھا کہ بانہاے عیاری لگاے ہوے چلا آتا ہو ایک طائر اُن مین سے تڑپ کر برق پر گرا کمر مین پنجہ ڈیکرلے اُڑا برق نے آواز دی اُستاد آپ بچیے غلام کو یہ لیے جاتا ہی خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے غلام کو روز سیہ نہ دکھائے غلام آپکا بالکل بے دست و پا ہی یہ سنتے ہی خواجہ نے فوراً گلیم اوڑھ لی وہ طائر تڑپ تڑپ کے زمین پر گرے پرون سے ڈھونڈھتے تھے عمرو کو کب دیکھ سکتے ہین عمرو کو نہ پایا وہ طائر جو لیکر برق کو بھاگا راہ مین برق نے دیکھا ایک ساحرہ عجیب بشکل مہیب مجکو اپنے پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہو تڑپنے لگا جب دیکھا کہ وہ کسی طرح نہین چھوڑتی کہتی ہو ارے تونے گل فروش کو مارا صحراے پُر بہار ہمارا ویران کردیا جلد تجھے خداوند ہفت پیکر غارت کرے این ایسی کمسن نازنین پری پیکر حسن مین رشک قمر کیا اُسکو عاجز کرکے مارا ہی کہ جسکو دفن و کفن تک نہ ملیگا صحرا ویران ہوا خار صحرا کو بھی پامال کیا برق نے دیکھکر کہا ای ملکۂ عالم مجکو آپ کہان لیے جاتی ہین اُسنے کہا تونے گل فروش کو مارا اُسکے خون کا بدلہ تجھسے لیا جائیگا اب تو زندہ نہ بچیگا برق نے کہا اسی مقام پر ٹھہر جائیے تو مین اپنا درد دل اظہار کرون اصل یہ ہی کہ مین نے بہت ساحرون کو مارا مسلمان قدر نہین کرتے جب کسی ساحر کو مارا اُسکے پاس جو کچھ مال نکلا وہ مین نے لے لیا اب وہ تمام مال مجھسے آپ لے لیجیے مگر مجکو چھوڑ دیجیے مال کا نام سنکر ساحرہ نے کہا سامنے درۂ کوہ ہی مین وہان ٹھہرتی ہون دیکھون مال کیا ہی دل مین سوچی کہ مال بھی لون اور لنگوٹے کو قتل بھی کرون یہ کہکے پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی یا سامری و جمشید پلٹ کے ساحرہ نے دیکھا ایک مقام پر گیندے کا چمن ہی ایک ساحر سیاہ فام تیرہ اندام بیٹھا ہوا پوجا کر رہا ہی بوتھی کھلی ہوئی ہو اُس سے نام نکال نکال کر پڑھ رہا ہی ایک درخت مین ایک گھڑا پانی کا لٹک رہا ہو پیندے مین اُسکے ایک چھید ہو نہین معلوم کیا بھید ہی کہ قطرے پانی کے

سر بر تصویر سنگی کے ٹپک رہا ہی تصویر سنگی کے جب قطرہ منھ پر پڑتا ہی تو منھ کھول دیتی ہی قطرہ پانی کا منھ مین لیتی ہی ساحرہ نے برق کو ایک گوشے مین ڈال دیا سمجھی کہ یہ مقبول بارگاہ سامری ہی اس سے ملاقات کرنا واجب و لازم ہی برق کو کنارے ڈالکر آپ سامنے آئی سامری کا نام لیا ان دیبے لگا کہ او ملعونہ یہان کہان آتی ہی کیا تیری شامت آئی ہی لوٹک لوٹا و جھوٹک جھوٹا و آرل خرل و سامری جمشید وغیرہ یہان آتے ہین سیر صحرا کر کے چلے جاتے ہین یہ تصویر خداوندکان لگی ہی ساری کہت اسی کی ہی اگر تیرا جی چاہے گھڑے سے منھ لگا کے تھوڑا پانی پی لے پھر کسی طرح تیری آبرو نہ جائیگی ساحرہ جھپٹ کر قریب گھڑے کے پہونچی اپنے منھ گھڑے سے لگایا پانی دل کھول کر پیا تھوڑی دور چلی تھی کہ لڑکھڑائی لڑکھڑا کے گری ساحر نے کھڑے ہو کے اپنے نام کا نعرہ کہا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری — بہان سرہنگ در خنجر گزاری — بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکے بغدہ مارا ساحرہ کے سر کے دو ٹکڑے ہوے برق نے چاہا اٹھکر بھاگون قران نے آگے ہاتھ پکڑا کہا کیون بچہ کیونکر پکڑے گئے اور کیونکر گرفتار ہوے برق نے سب کیفیت بیان کی کہا استاد میرے تعاقب مین آتے ہین اگر مجھکو پائینگے مار ڈالینگے قران نے کہا ای برق جب تمکو یہ ساحرہ لیکر چلی تھی مین اسیوقت یہان آکر بیٹھا تھا شکر ہی کہ یہ بھی ادھر آئی تقدیر نے اسکو یہ صورت دکھائی برق و قران یہ باتین کر رہے تھے مگر برق یہ چاہتا تھا کہ مین قران کے ہاتھ سے چھوٹون تو بھاگون مگر قران ہاتھ نہین چھوڑتے دیکھا زنگ کی آواز پیدا ہوئی اور خواجہ عمرو سامنے سے دوڑے ہوے چلے آتے ہین قران نے پکار کر کہا استاد ادھر آئیے مین نے میان برق کو پکڑا ہی خواجہ جھپٹ کر پہاڑ پر آئے ایک لات برق کو ماری کہا او بھورے بدنصیب وہ انگوٹھیان تو مجھے دے ورنہ آج تجھے قتل کرونگا ہنسے تو تیری جان بچائی آپ انگوٹھیان لیکر بھاگے عمرو نے کمر سے برق کی انگوٹھیان نکالین دو انگوٹھیان کم تھین عمرو نے کہا وہ بھی دونون انگوٹھیان نکال یہ کہکے ایک طمانچہ مارا برق کے منھ سے انگوٹھیان نکل پڑین خواجہ نے اٹھا لین برق نے کہا استاد یہ نہ لیجیے خواجہ بھلا کب مانتے تھے وہ بھی انگوٹھیان لے لین برق ایک جانب بھاگا کہا اب جا کے تدبیر کرتا ہون برق چلا خواجہ اسکے پیچھے چلے برق جو بھاگا ایک صحرا مین پہونچا جیسے ہی اس صحرا مین قدم رکھا آہو وہان کے

برق کو گھیرنے لگے ہرچند برق چاہتا ہی اُنسے بھاگون لیکن جدھر یہ جاتا ہی وہ آہو اُسی طرف اِسکو آکے گھیرتے ہین بمشکل برق اِنکے بیچ سے نکلا ایک جھنڈی مین جاکے چھپا تو بڑے سے اپنے آہو کی کھال نکالی جسم پر اپنے آراستہ کی آہو بنکے نکلا اب آہوون مین ملا لیکن آہو ستاتے ہین اب بھی پیچھا نہین چھوڑتے گھبرائے ایک جانب کو لیچلے آخر یہ بیچارہ اُن سب کے ساتھ چلا کئی جنگل خارستان کے طی کیے دیکھا جنگل مین ایک عمارت بنی ہی نہایت بلند و مرتفع دروازہ اُس مکان کا بند ہی ایک آہوے کلان جو اُنمین تھا اُسنے دروازے پر جاکے ٹکر ماری دروازہ کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نیمچہ ہاتھ مین لیے ہوے پہرہ دے رہی ہی اُسنے اُس آہو کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی آہو کے حسین عورتین گوشۂ مکان مین سے پیدا ہوئین دس بیس نے آکر اُس آہو کو گھیر لیا آہو چینین مار کر طرف برق کے اشارہ کرتا ہی کنیزون نے آکر آہوون کو گھیر لیا برق چاہتا ہی اِنکے درمیان سے نکلون وہ کنیزین گھیرے ہوے چلین برق ہرچند چاہتا ہی کہ اِنکے بیچ سے نکلون مگر آہو نکلنے نہین دیتے ناچار سرنگون و پریشان برق اُن سب کے بیچ مین چلا جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ طبلے سارنگی کی آواز کان مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُس باغ مین کوئی ستمدیدہ یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار احسان مرے سر پہ کہ سبکدوش کیا

بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی
تیرے سوداے محبت نے اگر جوش کیا

مژدہ اے شوق کہ لیلیٰ رہی اب صحرا مین
شہر کی راہ نے ناقے کو فراموش کیا

مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریان زمین
میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو
مُردے کی طرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا

واہ رے عشق زہے تیری کشش مجنون کو
شاہدی سے تہ خاک ہم آغوش کیا

مین وہ محروم محبت ہون لڑکپن مین بھی
دا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

پوچھنے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی
چشم مخمور نے اک مست کو بیہوش کیا

وہ کنیزین سب آہوون کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئین جیسے ہی برق فرنگی آہو بنا ہوا اندر باغ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین اندر باغ کے مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزان معقول ایک گائن بیٹھی گا رہی ہی ساز آپس مین ساز کیے ہوے وہ آہو جسنے وہان ٹکر لگائی تھی اور آواز دی تھی اُسی آہو کو نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا اور زبان سے یہ کلمہ کہا کہ خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی اُس آہو نے طرف برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر کودتا ہوا محفل مین آیا پاؤن بجانے لگا سم پٹ آ چکتا اور کودتا ہی جب گائنین چپ ہوجاتی ہین برق بھی خاموش ہوجاتا ہی اُس نازنین نے برق فرنگی کو قریب آنیکا اِشارہ کیا برق نے دوڑ کر قدمون پر سر رکھدیا اُسنے پیشانی پہ ہاتھ پھیرا برق فرنگی زمین پہ گر کے تڑپنے لگا خود بخود گھنڈیان کھلین کھال الگ ہوگئی جب برق فرنگی ظاہر ہوا تو آہوون کو اُس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اِسکو پامال کرو آہو سینگ جھکا جھکا کر دوڑے جاتے ہین برق کو مارین برق تڑپ تڑپ کے پشت نخلستان پر چھپتا ہی اور بیقرار ہو ہو کے پکار رہا ہی کہ ای بینیاز و ای بندہ نواز و ای کارساز اِس آفت سے بچالے اور وہ ساحرہ دمبدم آہوون کو اشارہ کرتی ہی آہو بیقرار ہو کر دوڑتے ہین برق تڑپ کے پشت نخل پر چھپتا ہی برق پکارنے لگتا ہی ای حاکم حقیقی و ای مالک تحقیقی اِن ظالمون کے ظلم سے مجکو نجات دے نظم

خداست مالک ملک و خداست بندہ نواز — خداست بے مثل و لاشریک و بے انباز
بظاہر است خدا پردہ پوش و عذر پذیر — بباطن ست دلارام و مونس و ہمراز
بہ ہر کرشمہ رباید دل از جہان جانان — ز دلبران جہان دل برد بہر انداز
فقیر گشت بفرمانش صاحب دولت — گدا نشست ز حکمش بہ مسند اعزاز
کسے بہ شوق رخش ہمچو بت کند سجدہ — کسے نہادہ بخاک حرم جبین نیاز

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر جا کے پہونچا بقدرت سبحان لم یزل گوشۂ باغ سے ایک شیر ببر پیدا ہوا دھڑوکا مار کر اُن آہوون پر جا پڑا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کے طمانچہ مارا یا کئی آہوون کو اِسی طرح مارا ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی شیر پر سحر کرون لیکن جیسے ہی اُسنے جھولی پہ ہاتھ ڈالا شیر غرا کر ساحرہ پر جا پڑا اہاؤ کر کے جو ایک دھڑوکا مارا ساحرہ تھرا کے گری شیر نے ساحرہ کے گلے سے منھ لگایا معلوم ہوا کہ خون پی رہا ہی گلے مین ہاتھ ڈالکر

چیر ڈالا کنیزون پہ جا پڑا کسی کنیز کو چیر ڈالا کسی کو طمانچہ مارا آخر کنیزین پر پرواز پیدا کر کے بھاگین شیر
جھومتا ہوا قریب برق کے آیا برق ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ بیشۂ جرأت وای حاکم
اقلیم دبدبہ وشوکت ای باہنروای شیر بیشۂ ربّ اکبر مجھ غریب سے کیا فائدہ مین اپنی جان سے بیزار ہون
شیر ہنس پڑا کھال جسم سے جدا کی برق نے دیکھا مہتر قران نامدار ہین برق سے کہا تو بدنصیب ہی
عیاری کر کے بہونچ تو جاتا ہی مگر گرفتار ہونا تیرا کام ہی مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ اُستاد نے زنبیل بجا کے
مجھے بلایا کہا برق باغ مین قتل ہوا چاہتا ہی ای قران اگر ہوسکے تو اپنے کو بہونچاؤ مجھے جلدی مین
کچھ بن نہ پڑا شیر بنکے پھاند پڑا شکر ہو کہ ساحرہ کو مارا اب آگے بڑھو مین جا کر اُستاد کو خبر کرون یہ کہکے
مہتر قران بھاگے طائرون نے غل مچایا آخر دیوار باغ تھرا کر گری دم بھر مین باغ ویران ہو گیا
پھول سب جلے غنچۂ سربستہ جل جل کے گرنے لگے تھوڑی دیر مین یا تو وہ باغ سرسبز وشاداب
تھا یا جا بجا خاک اُڑنے لگی مہتر قران پاس اُستاد کے پہونچے جا کے عرض کی اُستاد برق بچا
غلام نے جا کے ساحرہ کو مارا برق کو رہا کیا برق آگے بڑھا سُنا ہی کہ کئی جنگل ملینگے جادوگرنیان
نگہبان ہین حضور جو مناسب جانین وہ کرین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مہتر قران نے
ایک جانب توجہ کی اوّل اوّل حال کیفیت مآل مہتر برق فرنگی کا لکھا جاتا ہی کہ برق فرنگی
جو یہان سے بھاگا دس بارہ کوس راستہ طی کر کے ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران و پریشان
ہی بونڈلے پیچ و تاب کھا کے برائے تعظیم اُٹھتے ہین جنکا غبار دیکھکر دل بیٹھا جاتا ہی ریتی کا میدان
خاک اُڑا رہا ہی کچھ آہو زبانین منھ سے نکالے ہوے کنارے پر صحرا کے پھر رہے ہین برق کو
دیکھکر وہ آہو غل مچانے لگے برق سمجھا کسی کو پکارتے ہین اپنی جان بچاؤ یہ سوچکر ایک طرف بھاگا
ایک جھاڑی مین آکے چھپا آہو بدستور غل مچا رہے ہین دیکھا برق نے سامنے سے گرد اُڑی
بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک ساحرہ چہار جانب دیکھتی ہوئی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی
اِس طرح سے چلی آتی ہی آہوون نے آنکھون سے اشارے کیے اُسی جھاڑی کے گرد اُس ساحرہ نے
پھرنا شروع کیا اب برق کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو پکڑ لے پکارتا ہوا جھاڑی سے نکل پڑا ہاتھ
باندھکر سامنے آیا کہا ای ملکۂ عالم مین آپکی تلاش مین آیا تھا شکر ہی کہ غلام نے آپکو پایا یہ کہکے
ہاتھ باندھے عرض کی دیکھیے آہو غل مچا رہے ہین اُس ساحرہ نے مُنھ پھیرا برق نے حلقے کمند کے اُسکے

جھٹکا مارا گرتے گرتے اتنی جلدی خنجر مار دیا کہ زبان نہ ہلا سکی مار کر اُس ساحرہ کو برق آگے بڑھا خواجہ اس صحرا مین پہونچے ایک ساحرہ کا لاشہ دیکھا سمجھے کہ برق کا یہان گذر ہوا کہ راہ مین قران سے ملاقات ہوئی قران نے بیان کیا کہ برق یہان سے بہ لطف گذرا ساحرہ کو مار کر نکل گیا خواجہ الگ چلے قران بھی آگے بڑھے لیکن برق جو چلا بھاگا ہوا جاتا ہے ذرا کسی طائر نے آواز دی اور یہ سنبھل کر دیکھنے لگا پتہ کھڑکا بندہ بھڑکا اس جنگل کو طی کر کے ایک نئے رنگ کے صحرا مین پہونچا دیکھا ایک طرف خاک اُڑ رہی ہے بونڈرے گرد کے اُٹھتے ہین طائر جو اُس طرف پہونچا شدت سے دھوپ کی گرا جلنے لگا مُنہ پھول کے رہگیا ایک طرف ہوا ٹھنڈھی چل رہی ہے کہ اُدھر کے طائر شاخہاے گل پر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین شاخین پُربہار ثمر بے شمار تختے سبز و شاداب صحرا لاجواب برق اس حال کو دیکھکر گھبرایا سوچا کہ ایک طرف بہار اور ایک طرف خزان یہ صورت بیوجہ نہین ہے کسی ساحرہ نے دام خزان و بہار پھیلایا ہے ہر گوشے مین دیکھتا پھرتا ہے آخر تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک باغ ویران معلوم ہوا دیوارین ٹوٹی ہوئین دروازہ گرا پڑا ہے اینٹون کا جا بجا انبار طائر کا چمن مین نشان نہین درخت پھولون کے مرجھائے ہوے پھول سوکھے ہوے درختون کے نیچے پڑے ہین برق ڈرتا ہوا اُس باغ مین آیا چار جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک گوشے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے ایک طرف پھول رکھے ہین اُن پھولون کو اُچھالتی ہے ہوا ٹھنڈھی چلتی ہے ایک طرف کانٹے رکھے ہین پھر اُن پھولون کو رکھ دیتی ہے اور کانٹون کو جب گردش دیتی ہے ہوا گرم چلتی ہے برق یہ حال دیکھکر فکر مین ہوا کہ اس ساحرہ کو مارون ایک گوشے مین بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک جوان حسین کی صورت بنکر تیار ہوا تلوار کمر سے لگی ہوئی سپر پشت پر خود سر پر زرہ پہنے ہوے مسلح ہو کر سامنے اُس ساحرہ کے آیا جب اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا تو برق فرنگی نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گائے

نظم

تجھ سوا اور کس سے الفت ہے
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہے
مرض عشق کی شفا ہے موت
اور پھر کوئی آدمیت ہے

جب سے تو مستور ہے خلوت ہے
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہے
جان مدت سے نذر فرقت کی
غسل میت بھی غسل صحت ہے
روڑھی روڑھی نہ کیجیے باتین

یار کوئی بھی وقت فرصت ہے
خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
اے اجل تجھسے کیا ندامت ہے
اپنے دیوانون سے یہ اُٹھ چلنا
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی | سچ یہ ہی کتنا بیمروت ہی | لاکھ بار اُسطرف سے گذرا تو
دفن جس جا شہید الفت ہی | فاتحہ در کنار یہ نہ کہا | مرگیا کون کسکی تربت ہی
یار صورت نہین دکھاتا رند | کونسی زندگی کی صورت ہی

اس طرح کے یہ اشعار برق لے پڑھے کہ اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا پکارکر آواز دی کہ میان برق فرنگی کیا کہنا آؤ ہم تو تمہارے مشتاق تھے یہ کہکے پھول رکھدیے کانٹون کو گردش دی برق بدحواس ہو گیا خود اُتار کر سر سے پھینکا زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے سپر پھینکی تلوار کمر مین رہنے دی معلوم ہوا کوئی طرف ساحرہ کے کھینچے لیے جاتا ہی آخر جھپٹ کر قریب آیا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ مجھے معاف فرمائیے مین آپ کا نیازمند ہون لیکن مرتبے مین خود پسند ہون مجھے اپنی خدمت مین قبول کیجیے مدت سے اس کالی صورت کا مشتاق تھا یہ کہکے کچھ ڈھیلے اُٹھائے اُن سے سر پھوڑنے لگا جب تو اُس ساحرہ نے اُٹھکر برق کی گوری گوری صورت جو دیکھی پھسل گئی دوڑکر ہاتھ پکڑلیا کہا کہ میان برق بیٹھو برق بیٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو نے میری بہنون کو مارا مین تجھسے بدلہ لونگی اب تجھے قتل کرونگی برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا غلام ہون جو سزا میرے واسطے تجویز کیجیے وہ زیبندہ ہی عمرو و قران آتے ہین وہ تمہاری خدمت کرینگے ساحرہ کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالائق تو اپنے کو بڑا عیار جانتا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی باغ پُربہار سرسبز و شاداب ہو گیا گوشہ باغ سے کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے عرض کی کہ فرش وغیرہ تیار ہی اب محفل مین تشریف لے چلیے وہ ساحرہ زیر نخل سے اُٹھی مسند پر آکر بیٹھی شراب و کباب کا چرچا ہونے لگا برق بندھا ہوا سامنے بیٹھا ہی یکایک اُس ساحرہ نے آواز دی ارے یہ نامے لیکر جاؤ ہماری بہنون کو بلا کے لاؤ کہنا کہ صحراے خزان و بہار مین آج برق قتل کیا جائیگا تم بھی آکے شریک ہو یہ وہ عیار ہی کہ جسنے صدہا جادوگرنیون کو مارا آج یہان پھنسا ہی ایک نوجوان کی شکل بنکر آئے تھے مجکو دام مکر مین پھنساتے تھے سات سو برس گذرے اس صحرا کی حفاظت ہمارے بزرگون کے سپرد رہی ہمین کیا دھوکا دیگا ہمنے گرفتار کیا تم سب کے آنے کے مشتاق ہین یہ کہکے خارستان و نیستان جادو اپنی بہنون کو نامے لکھے کنیزون کو دیے کہا اسے جلد لیجاؤ دونون کنیزین نامے لیکر چلین جب سرحد باغ سے باہر آئین ایسے

جدا ہوئین ایک داہنی جانب اور ایک بائین جانب چلی جو نیستان جادو کی طرف چلی
اُسکا نام زخار جادو ہی زخار طرف نیستان کے چلی خواجہ راہ مین آتے تھے دیکھا کہ ایک
ساحرہ اُڑی ہوئی جاتی ہی عمرو نے ایک ساحر بنکر آواز دی وہ ساحرہ زمین پر آئی خواجہ
نے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی جھولی کی تلاشی لی نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھا
مضمون اصلی پایا اُس ساحرہ کو وہین زندہ درگور کیا اور اُسی کی شکل بنکر پتہ مکان نیستان
کا پوچھتے ہوے چلے کئی کوس کے بعد ایک قصر دکھائی دیا دروازے پر اُسکے چند ساحر ٹہل رہے
تھے عمرو نے اُنسے پوچھا معلوم ہوا کہ اسی مکان مین نیستان رہتی ہی خواجہ اُسی کنیز کی شکل پر
قصر مین داخل ہوے آگے نیستان جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحب
نے یہ نامہ بھیجا ہی نیستان نے نامہ پڑھا پڑھ کر کہا کہ مین ابھی چلتی ہون یہ کہ کے تخت تیار کیا
اُسپر سوار ہوئی زخار نقلی کو پاس بٹھا لیا طرف صحراے بہار وخزان کے چلی اُدھر خارستان
کو نامہ پہونچا وہ بھی فوراً روانہ ہوئی یہان خزان بہار جادو برق کی قید لیے بیٹھی ہی کہ
آسمان پر برق چمکی اول خارستان آئی خزان بہار نے برق کا ذکر کیا کہ مین نے اسکو
گرفتار کیا ہی یہ باتین تھین کہ نیستان بھی آکر پہونچی دونون نے تعظیم کی اب تینون جادوگرنیان
آکر مسند پر بیٹھین خزان بہار جادو کی تعریفین کرنے لگین کہ اس عیار طرار کو خوب گرفتار کیا
اس ظالم نے سب جنگل ویران کیے کیسی کیسی ہوشیار جادوگرنیان ماری گئین وہ جنگل ویران
پڑے ہین بہن اسکا اُستاد بھی آتا ہی آج قواعد کی کتاب مین نے اُٹھاکے دیکھی ہی اُسمین لکھا تھا
کہ آج کی شب باغ مین خزان بہار کے اُستاد وشاگرد جمع ہونگے شاگرد تو آیا اُستاد بھی آتا ہوگا
خواجہ بشکل زخار ساتھ نیستان کے جو آکر پہونچے آتے ہی تیغہ کھینچا کہا کہ حضور کنیز اسکو قتل کرے
ایسا نہ ہو کہ اُستاد اسکا آجائے محفل کو درہم وبرہم کرے یہ کسی طرح جلد قتل ہو جائے خزان بہار
جادو نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو ای زخار سامان عیش ونشاط مہیا ہو کہ نشے مین اس ظالم
کو قتل کرین بجاے گزک اسکے کباب کھائین غیر ساحر کے بدن کا گوشت کھانا ساحرون کا کام
ہی آج یہی تدبیر ہوگی سب جادوگرنیان اس امر پر آمادہ ومستعد ہوئین سب جم کر بیٹھین
زخار نے سازندون کو اشارہ کیا سازِ طرب زخار نے بیچ مین بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اُس تک کی ثنا مین جو صرف رقم ہوا — خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردنِ دلبر مین خم ہوا — حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا — پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا — دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا
دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا امتیاز — کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل — کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا
چرخ دنی نے داغ کیا نذر دل مدام — دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ — چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا
جھکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز — قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان — بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا
راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق مین بسر — غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار — یہ آج کل وہ صاحبِ طبل و علم ہوا

زخار نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ای زخار کیا کہنا خزان بہار جادو نے کہا کہ ای زخار مقام تعجب ہی کہ تو دس برس سے ہماری خدمت مین ہی کبھی تیرا گانا نہین سنا آج تو تو نے دل کے ٹکڑے کر دیے جی چاہتا ہی کہ تیری بلائین لون اسکا کیا باعث زخار نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم جو کچھ آپ سے ہمنے پایا اُستاد ان فن کو دیا آپ سے اس امر کو مخفی کیا کہ آپ خفا ہونگی اس وجہ سے ظاہر نہین کیا آپ کو اس حال سے ماہر نہین کیا آج چونکہ روز جشن تھا آپ کی بہنین بھی آئین مین نے اپنا ہنر ظاہر کیا یہ سُنکر خزان بہار نے نیستان و خارستان سے کہا کہ کیون کیا صلاح ہی زخار پر شک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ خلاف نکلے اور یہ قواعد مین قدرت تحریر کر چکے ہین کہ اس جشن مین عمرو و برق ضرور ہونگے لہذا برق تو پکڑا گیا عمرو کیون نہین آیا زخار کی چرب زبانی کبھی نیستان کے آگے بڑھکر ہاتھ جوڑتی ہی کبھی خارستان کے پاس گھس کر بیٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ بی بی اگر مجھپر شک ہی تو سب کے سامنے میری آبرو نہ لینا دونون جادوگرنیون نے خزان بہار سے کہا کہ تو انھین

ناحق کا شک ہی قدرت کے ہاتھ مین قلم تھا جو دل مین آیا وہ لکھدیا اُسکا اعتبار کیا اب زخّار بدگمان نہ کرو یہ سُنتے ہی خزان بہار نے کہا کہ ای زخّار آج تمھین سب کو شراب پلاؤ اب تو سب سر جُھکا کے بیٹھے کوئی کہتا ہی کہ زخّار تبدیل ہو گی ابھی کانٹا دل مین چبھیگا ضرور دو چار کی آبرو لیگا خواجہ بشکل زخّار ایک ایک کو جواب دیتے ہین چاہتے ہین کہ یہ سب شراب پئین تو برق کو رہا کرون اور ان سب کو مار کر نکلون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر نے سارے باغ کو گھیر لیا خزان بہار اُس ابر کو دیکھکر ہنسی کہا کہ میری بہن نیسان جادو آتی ہین وہ ابر شق ہوا عمرو تو گھبرا گئے مگر شراب کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہین ابر جو پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی سو جادوگرنیان گھیرے ہوئے ابر سے نکل کر آئی آتے ہی دو تھپڑ خزان بہار کو لگائے کہا کہ کیون بُوا طلسم مین تو یہ انقلاب اور تمنے صحبت عیش آراستہ کی ہی خداوند فرماتے ہین کہ آج کل پوجا پاٹ کرو خداوند کی یاد مین رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مقدمہ قدرت کے خلاف گذرے یہ کہکے خارستان و نمیستان کے بھی دو دو طمانچے لگائے اور کہا کہ اری کمبختو تم اس محفل مین کہان آن کے گھس پڑی ہو یہ سمجھین کہ زمانہ انقلاب ہی مسلمانون نے لشکر کشی کی ہر طرف صحرائے باد انگیز کے جاتے ہین ہم سب کی فکر مین آتے ہین طلسم کشا کے پاس تین تحفے ہین کہ جنکو سابق کے بادشاہ جان طلسم و روح طلسم کہتے تھے یہی ہر ایک کا قول ہی کہ طلسم کشا تحفہ جات کو پائیگا طلسم کو مٹائیگا کوئی کوشش کام نہ آئیگی رہنے والے طلسم کے خوب جین کر چکے اب وقت مصیبت ہی طلسم کے ٹوٹنے کا وقت آگیا عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ ای مالکۂ عالم ذرا دریافت تو کیجیے کہ ہم لوگ رات بھر پوجا پاٹ کرتے ہین آج چونکہ برق فرنگی گرفتار ہوا دل کو سرور ہی چاہتے ہین شراب پی کر نشے مین اسکو قتل کرین نیسان نے کہا کہ بُوا زخّار تمنے تو گاکر ایسا رنگ جمایا کہ سب آمادہ ہین شراب پئین بعد اُسکے برق کو قتل کرین اگر یہ عیار مارا گیا تو عمرو بیدست و پا ہو جائیگا بیٹا اُسکا چالاک بن عمرو مارا مارا پھرتا ہی اور یہ ظالم سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے گھس پڑتا ہی خزان بہار نے بڑا کمال کیا کہ اس متفنی کو پہچانا انجام کا سحر کر رکھا تھا کہ جیسے ہی یہ آیا پکار کر آواز دی میان برق آؤ اب سب یہ باتین سُنکر خواجہ نے سب بہنون کو مسند پہ بٹھایا پایان چھیڑا اور یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی

نظــم

سادہ رو ایک بتِ غنچہ دہن مجکو دیا — میرے اللہ نے بیخار چمن مجکو دیا
کی لبِ از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب — گور ہی دی مجھے اُسنے نہ کفن مجکو دیا
بوسۂ خال پری لونگا یہی ہی تعبیر — خواب میں حور نے ہی مشکِ ختن مجکو دیا
مالکِ سلطنت و ملک کیا اور دل کو — بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجکو دیا
شکر کس منہ سے ادا ہو ترا اے ربِ کریم — لاکھ احسان کیے جو عضوِ بدن مجکو دیا
اور اللہ سے کیا دولتِ دنیا مانگوں — یہ عطا کم ہی بتِ سیم بدن مجکو دیا
گور سے میٹھ نہیں لگتے کی سب حسن رنگین — بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجکو دیا
سر پہ رکھا اُسے مین پھول سے بہتر سمجھا — گر کسی دوست نے اک خارِ وطن مجکو دیا
نونہالِ چمنِ حسن جسے سب کہتے — ایسا اک یار نہ اے چرخِ کہن مجکو دیا
رند کی ہی یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو — ربنا تو نے اگر ذوقِ سخن مجکو دیا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ چارون بہنین تعریفین کرنے لگین نیسان نے کہا کہ اب جلدی کرو فوراً یہ ظالم قتل ہو جائے تو دل کو آرام آئے عمرو نے جام بھر کر پہلے نیسان ہی کو دیا نیسان فوراً جام پی گئی دوسرا جام خزان بہار کو دیا تیسرا خارستان کو چوتھا نیستان کو اب طرف کنیزون کے متوجہ ہوئے کہ لو تم بھی پیو کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کسی کے منہ پہ منہ رکھدیا برق بیٹھا دیکھ رہا ہی اکثر کہتا ہی کہ اے نابکار میرا وقت آخر ہی مجکو بھی ایک جام پلادو خواجہ ایک لات ماردیتے ہین کہتے ہین کہ او بھیا تجکو شراب پلائین گے تیرے قتل کا سارا انتظام ہی کہ نیسان نے اشارہ کیا ایک جام مجھے اور دے عمرو نے اور ایک جام زیادہ بھی پی گئی خواجہ نے جب کئی مرتبہ برق کو لات ماری برق تڑپ تڑپ گیا اشارے کرتا ہی کہ اُستاد جلدی کیجیے خواجہ اشارے کرتے ہین کہ ارے کیون گھبراتا ہی سب کو پلا چکا اب رنگ ہوا چاہتا ہے اور ہمنے تمھین اسقدر ذلیل کیا کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہو اب نہ گھبراؤ وقت رہائی آگیا کہ دیکھا ایک جادوگر پکارتا ہوا آتا ہی عمرو نے طرف نیسان کے دیکھا اشارہ کیا کہ ملکہ ذرا ہاتھ ہلادو نیسان نے جھولی پر ہاتھ ڈال کر چند دانے موتی کے نکالے اور اُس ساحر پر کھینچ مارے جیسے ہی اُس ساحر کے سینے پر جاکے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے اُس ساحر نے مرتے مرتے آواز دی

کہ اے تیسان بربادی طلسم کا وقت آگیا اپنے خیر خواہ دولت کو مارا مین تم سب کو بچانے آیا تھا تمنے مجھکو یہ کہنے بھی نہ دیا تیسان جھلا کر اُٹھی کہ زرخار کو مارون اُٹھتے اُٹھتے گری تینون بہنین ہان ہان کہکے اُٹھین یہ بھی گرین کنیزون کو عمرو نے ڈھکیلنا شروع کیا پہلو پر ہاتھ رکھکر کہا کہ تُوا الگ کھڑی ہو کنیزین بھی گرنے لگین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو گرین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے ہین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خوجہ خواجگان
مرے نام پر عمد رشیدا ہوا
مرا لگر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو نے پہلے چارون افسرون کو قتل کیا برق تڑپ رہا ہی کہ اُستاد پہلے مجھے رہا کیجیے عمرو نہین رہا کرتا سحر کے اشیا جو تھے وہ تو جسم سے برق کے گر گئے مگر رسن سے جو مشکین بندھی ہین برق چاہتا ہی کہ دانت سے رسی کھولون اُستاد لوٹ رہے ہین ہین بھی زیور لون سب عورتین زیور پہنے ہین خواجہ نے جسے قتل کیا اُسکا زیور اُتارا لباس بھی اُتار لیا لاشہ برہنہ پڑا رہنے دیا اس طرح عمرو نے سب کو لوٹا جاکر بارہ دری مین جال مارا وہان کا فرش وغیرہ لیا پردے بھی کاٹ لیے چقین نوچ لین جب خواجہ ان باتون سے مہلت پا چکے تب طرف برق کے آئے چاہتے ہین کہ برق کو رہا کرین کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی وہ صدا ہیبتناک تھی آواز آئی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ کل خانمان ہمارا ویران کر دیا چار بیٹیون کو مارا اب مین اُنکو کہان ڈھونڈھون ایسی ہوشیار تھین مگر موت نے ناچار کیا عمرو نے چاہا کہ کود کر بھاگون برق نے دامن پکڑ لیا کہا کہ اُستاد ان چارون کی مان آئی ہی مجھکو تو رہا کرتے جائیے اتنے عرصے مین دیکھا کہ دروازۂ باغ سے ایک جادوگرنی بصورت عجیب و غریب سیہ فام بد انجام ایک طاوس پر سوار پیدا ہوئی عمرو ہر چند چیخا پیٹا برق نے دامن نہ چھوڑا اپنی رہائی کی ہوس مین رہا اُس ساحرہ نے آکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اگری آواز دی خواجہ زمین پر مثل مرغ بسمل گرے تڑپنے لگے اُس ساحرہ نے جو بیٹیون کے لاشے دیکھے ہر ایک کی

لاش پر خوب روتی پکار کر آواز دیتی ہی کہ ای فرزند ابھی تمھارا کیا سن تھا جو سب مین چھوٹی تھی اُسکا ساڑھے تین سو برس کا سن تھا دنیا کا تمنے کیا تماشا دیکھا باغ عالم سے کچھ پھل نہ پایا قاتل کو تمھاری صورتون پر رحم نہ آیا چلا کر جو ساحرہ روئی ہر طرف سے باغ کے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین تین ہزار جادوگرنیان جمع ہوگئین سمجھاتی ہین کہ بی بی صبر کرو ای چمن پیرا آج تیری کمائی لٹ گئی قاتلون کو قتل کرو لاشے انکے خدمت خداوند مین لے چلو اور عرض کرو کہ سب کو زندہ کیجیے قدرت صاحب کرامات ہین فوراً زندہ کرینگے یہان رونے سے کیا فائدہ سب نے مل کر دار پر استادہ کین خواجہ کہ رہے ہین کہ او برق تو نے مجھکو زبردستی گرفتار کرایا ورنہ مین نکل جاتا برق کہتا ہی کہ اُستاد آپ کی وجہ سے مین بھی بچ جاؤنگا تھوڑے عرصے مین خدا مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا اگر مین اکیلا ہوتا تو بڑی مشکل تھی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا ان دونون کو دار پر کھینچو کنیزون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا چمن پیرا نے جھولی سے سینگ کا تیر و کمان نکالا سب نے ایک ایک کمان ہاتھ مین لی تیرون کو جوڑا مشتاق ہین کہ چمن پیرا تیر کو چھوڑے تو ہم بھی برق و عمرو کو شکار کرین اُس وقت خواجہ و برق کی بے تابی کہ ملک الموت کا سامنا تیر و کمان لیے سب جادوگرنیان کھڑی ہین یہی خواہش ہی کہ چمن پیرا تیر مارے تو ہم بھی سب عمرو و برق کے سینے پر لگائین یہ دونون اپنے خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ہاتھ سے ان جادوگرنیون کے بچا لے نظم

ہر آنکہ گشت بہ دنیا اسیر نفس شریر ۔۔ بچشم اہل نظر ہست خوار و زار و حقیر
خدا ایکلک لطافت کشیدہ ہر یک نقش ۔۔ خدا بخانہ قدرت نوشت ہر تصویر
خلاف حکم خدا در جہان مکن کارے ۔۔ شوی وگرنہ گنہگار لائق تعزیر
زجرم ہندی عاصی تو درگذر یارب ۔۔ گناہ بخش الٰہی معاف کن تقصیر

بیقرار ہو کر جو دونون نے دعا کی رجوع قلب سے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز یزلے بدل صحرا سے گرد اُڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا آفتاب فلک سپہر سالار لشکر ستم آگے آگے لشکر کے چمکتا ہوا آتا ہی اُسکی جو نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین کئی ہزار جادوگرنیان تیر مارا چاہتی ہین آفتاب وہین سے نعرہ کرکے جا پڑا اسکے بعد ملکہ سنبل اُسکے پیچھے

لالہ عذار آفتاب کو سنبل نے دیکھا کہ بیتاب ہو کر ایک طرف گرا سنبل بھی جھپٹی مگر آفتاب نے جاتے ہی دار کو کاٹا زنجیر کو توڑا خواجہ و برق کو رہا کیا الگ لا کے آفتاب نے خواجہ و برق کو چھوڑا لیکن کل جادوگرنیوں نے آفتاب کو گھیر لیا چمن پیرا پکار رہی ہے کہ ارے اس ظالم کو پکڑ لو ہمارے خونی کو لیے جاتا ہے قیدی جانے نہ پائیں سب جادوگرنیاں آکے آفتاب پر گریں اسقدر سحر کیے آگ برسائی تلواریں گرائیں چھریاں پھینکیں کہ آفتاب کھڑا ورد کر رہا ہے مگر مجمع سے اُنکے نکل نہیں سکتا کئی زخم آفتاب نے کھائے ملکہ سنبل نے آکر ہفت گیسو کھولے کچھ زبان سے بھی پکار کر کہا ماران سیاہ برسنے لگے جس پر سانپ گرا دُم ماردی وہ کنیز پانی ہو کے بہ گئی کفچہ بڑھا کر مار سیاہ نے دوسری کو کاٹا وہ بھی پانی ہو کر بہ گئی ہزاروں جادوگرنیوں کو ماران سیاہ نے کاٹا وہ پانی ہو ہو کر بہ گئیں چمن پیرا نے ہاتھ ہلائے آسمان سے طاؤس پیدا ہوئے وہ ماران سیاہ کو نگل گئے ملکہ سنبل نے آکر پھر زلفیں ہلائیں چمن پیرا پر جو عکس پڑا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملنے لگی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی

نظم

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے | پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے
پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر | پھر پہنی پڑی زنار خدا خیر کرے
ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسے دُکھنے گھیرا | پھر گرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے
پھر نہ آجائے مری جان کہیں آنکھوں میں | پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے
ہائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے | پھر ہوا ہے وہی آزار خدا خیر کرے
دیکھوں کس کس کی قضا کھیل رہی ہے سر پہ | لگے جاتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے
آج صیاد کے تیور نظر آتے ہیں برے | جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے
بیطرح ابروِ قاتل کے اشارے ہیں ادھر | اُگلی پڑتی ہے یہ تلوار خدا خیر کرے
بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا | بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے
دل کی بیتابی سے ہے زلزلہ سارے گھر کو | ہیں لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے
فتنہ پردازی پہ مائل ہے طبیعت اُسکی | شہر پہ آمادہ ہے دلدار خدا خیر کرے
جرم الفت نہ کسی پر ہوا ثابت اے رند | ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی چاہا تھا کہ بڑھے اور سنبل کے سامنے جاکر پریشانی اپنی ظاہر کرے
کہ وزیرزادی اسکی گلشن آرا بڑھ کر اُسنے دستک دی ایک طائر ظاہر ہوا گرد سر چمن پیرا کے
چرخ مارنے لگا سات چرخ مارے چمن پیرا کو ہوش آگیا چاہا کہ سنبل پر جا پڑون اُدھر سے لڑتی ہوئی
ملکہ لالہ عذار آتی تھی لالہ عذار نے پھر اُسکو داغ دیا صورت جو دکھائی اپنے عارض پر اشارہ کیا
جیسے ہی عارض پر نگاہ پڑی چمن پیرا مثل آئینہ حیران مثل زلف محبوب پریشان سحر کرنا موقوف کیا
چاہا کہ نیمچہ کھینچ کر سنبل پر جا پڑون سنبل نے زلفون کو پھر جنبش دی پیٹنے کاکل کو پیچ و تاب دیا پیچ و تاب
چمن پیرا کا بڑھنے لگا گلشن آرا نے پھر دستک دی طائر پیدا ہوا چاہا اُسنے کہ عکس ڈالون ملکہ
سنبل نے ایک کاکل کو کھولدیا ایک جال آسمان سے پیدا ہوا اُس جال مین وہ طائر پھنسا
چمن پیرا و گلشن آرا کوشش کر رہی ہین ہاتھ بھی چمکاتی ہین چاہتی ہین کہ جال کو توڑین پھر جال
تک نہین جاتا تھوڑے عرصے تک کشاکش رہی کبھی چمن پیرا جال کو اپنے جانب کھینچتی ہی کبھی
جال طائر کو پھنسائے ہوے بلند ہوتا ہی آخر ملکہ سنبل نے جس زلف کو کھولا تھا اُس زلف کو
جنبش دی ایک برق پیدا ہوئی اُسنے جال کو کاٹا اور طائر کے بھی دو ٹکڑے ہوے طائر کے جو دو
ٹکڑے ہوے اُسکا خون سر پر چمن پیرا کے گرا چمن پیرا کے دو ٹکڑے ہوے بس مرنا چمن پیرا کا
کہ گلشن آرا لڑنے لگی گلشن آرا سے بڑھ کر آفتاب نے سامنا کیا آفتاب اپنا چمکایا اسقدر
گرمی ہوئی کہ گلشن آرا اُف اُف کرنے لگی دوپٹہ اُتار کر پھینکا خواجہ و برق لوٹتے پھرتے ہین جو
کنیز مر کے گری اُسکا لباس اُتار لیا آفتاب پکارتا ہی کہ خواجہ مُردون کو نہ چھوڑ ایسا نہ ہو کوئی
کنیز نیم بسمل ہو بھوت پلید بنکر لپٹ جائے تو مشکل ہو خواجہ آواز دیتے ہین کہ ای آفتاب مفلس کو کچھ
نہین سوجھتا قرضدارون نے بہت حیران کیا ہی انکا تقاضا تو کم کرون حمزہ تنخواہ نہین دیتا ہم
یہان جانبازی کر رہے ہین وہان غیر حاضری کٹ رہی ہوگی آخر کیا کرین ہمارا آقا ہی اب تو ہم
رستم کے ساتھ ہین رستم ہمارا قرضہ ادا کرینگے رستم نے آواز دی کہ ای عمر نامدار میرے یہان
خزانے مین روپیہ نہین اگر ہو بھی تو آپکو نہ دون یہ حق غازیون کا ہی اس مہینے مین تنخواہ نہین بٹی
اسکا بڑا خیال ہی آپ لوٹیے جہان تک لوٹا جائے آپ کی یہی بسر اوقات ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے
رستم تلوار کھینچے ہوے لڑ رہے ہین جب گلشن آرا و چمن پیرا قتل ہوئین صحرا سے گرد اُڑی ایک

ساحر سیہ فام بد انجام اژدر پر سوار سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا آواز دی کہ ارے طلسم کشا کو
ارے لو زندہ نہ چھوڑو اب طلسم کشا سیدھا صحراے باد انگیز کو جائیگا وہان یہ گیا اور لوح کا پتہ لگا
سات لاکھ ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام پر آگ برسنے لگی ہزار ہا لا زبان
طلسم کشا مارے گئے دریاے خون بہنے لگے آفتاب ساحرون کو لیکر پلٹا اور طلسم کشا سے عرض کی
کہ اژدران فیل پیکر آگیا حضور بڑھکر اسکو ٹوکین دیکھیے جب وہ تازیانہ مار آتشین کا سر اژدر
پر مارتا ہے اژدر دم کھینچتا ہے ہزار ہا ساحر و غیر ساحرون کو نگل لیتا ہے ہزار ہا بندگان خدا پامال
ہوے دیکھیے اتنے ہی عرصے مین لشکر کو کیا ملال ہوے اب بے بھاگے نہین بنتا لیکن آپ کو
صحراے باد انگیز تک جانا ہے لہذا لشکر کا ہٹانا مناسب نہین رستم نے آستین چڑھائی تیغہ
ہفت جوہر کھینچکر لشکر اژدران پر گرے جس ساحر تک پہونچگئے اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
صد ہا ساحر مارے آخر کار اژدران پکار اُٹھا کہ ای طلسم کشا اب نکل جاؤ اپنے کو جلد صحراے
باد انگیز مین پہونچاؤ ہمارے قتل کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا آفتاب بھی سحر کر رہا ہے جب سحر کیا
آفتاب چمکا گرمی بڑھی اژدران اُف اُف کرنے لگتا ہے اژدر بھی اسکا مُنہ پھیر کر زبان دکھاتا ہے
مراد اس سے یہ ہے کہ پیاسا ہون اژدران سر پر اژدر کے ہاتھ رکھکر تسکین دیتا ہے جھپٹ جھپٹ کے
لوٹتا ہے ایک مقام پر گھبرا کے اژدر سے اُترا اژدر کے سر پر تازیانہ مار آتشین کا مارا اژدر نے مُنہ سے
شعلۂ آتش چھوڑا شعلہ چھوڑکر اژدر نے دم کھینچا کئی ہزار جادوگر پشت ہاے مرکب سے گرے لوٹتے ہوے
طرف دہان اژدر کے چلے آفتاب نے بڑھکر اُن سب کو روکا سب کو فرش خاک سے اُٹھایا خود اپنے کو
گرایا لوٹتا ہوا قریب دہن اژدر آیا گلے پکڑ کر اژدر کو چیر ڈالا جیسے ہی اژدر چیرا گیا اژدران نے
آواز دی کہ او آفتاب بڑا غضب کیا میرا اژدر تو نے مارا یہ کہکے برقین آفتاب پر گرائین
آفتاب نے برقون کو دفع کیا جھومتا ہوا قریب اُس خونخوار کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
آفتاب نے تلوار کو تلوار پر روکا اژدران نے کہا کہ ای آفتاب دیکھ تیرا آفتاب نہین چمکتا
آفتاب نے طرف اپنے آفتاب کے دیکھا اودہر سے اژدران نے ہاتھ تلوار کا مارا چاہا کہ سر کاٹ لون
آفتاب کا سر زخمی ہوا دھار لہو کی نکلنے لگی چاہتا ہے کہ تلوار اُٹھاکے سر کاٹون پہلو سے آواز آئی کہ
او مردود کیا کرتا ہے خبردار آفتاب کا سر نہ کاٹنا دیکھا اژدران نے کہ رستم پیلتن شیرانہ لڑتے ہوے

آتے ہین اژدران نے بڑھ کر مقابلہ کیا رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغے کو تیغے پر روکا جیسے ہی وہ
تلوار مار کر پلٹا تیغۂ ہفت جوہر کا ہاتھ چمکا کر مار دیا اژدران نے سپر سحر کو سامنے کیا لیکن تیغۂ
ہفت جوہر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا
گردا اُڑی لاشہ اژدران کا زمین پر گرا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا اُسنے دہن مین لاشۂ
اژدران کو لیا طرف آسمان کے اُڑ گیا ساتھ والے اسکے بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین
سب بھاگ گئے بارگاہین خیمے لوٹ لیے فتح کر کے پلٹے اُسی دشت مین بارگاہ رستم استادہ ہوئی اہل
اسلام جابجا اُترے لیکن آفتاب کہ رہا ہی کہ ای شہریار کوئی آفت آیا چاہتی ہی اژدر زمین سے
پیدا ہوا لاشۂ اژدران کو لے گیا آج کئی دن سے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پر جشن کر رہا ہی
وہی سامان خدائی آراستہ ہین مراد مند حاضر ہین مرادین سب کی مل رہی ہین وہ بیچارہ نہین جانتا
کہ سب انکے دل سے اعتبار اُسکا کم ہوا حضور نے لوح پائی اور یہ بھاگا دیکھیے کہان جا کے
مقام کرے خدا وہ دن دکھائے کہ حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو تخفہ جات تو پروردگار نے دلوائے
کیا کیا سختیان پڑین مگر یہ سب اشیا آپ تک پہونچین یہان تو یہ ذکر تھا مگر وہ اژدر کہ جو لاشۂ اژدران
لیکر چلا کوہ زنگار رنگ پر آیا وہی تصویر سنگی حکم لگا رہی ہی مراد مند غل مچاتے ہین اپنی مرادین
پاتے ہین میلے مین ہنگامہ ہی کہ آسمان سے وہ اژدر اُترا لاشہ اژدران کا سامنے ڈال دیا
مثل انسان کے آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ آپ کا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا
تیغۂ ہفت جوہر کا وار پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے غلام فوراً اُٹھا لایا تصویر سے آواز آئی کہ جاؤ اپنے
مقام پر بیٹھو مہلال سرکش کو ہمارے پاس بھیجو سامنے ایک کنوان تھا اُسمین سے ایک ساحر
حاضر حاضر کہتا سامنے آیا آواز آئی کہ ای مہلال سرکش فوج گران لیکر جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کر کے
لاؤ طرف صحراے باد انگیز کے نہ جانے دو اُس ساحر نے تصویر کو سجدہ کیا اور پھر کنوئین مین پھاند پڑا
تھوڑے عرصے مین کنوئین کا پانی اُبلنے لگا یہان تک پانی اُبلا کہ تمام صحرا مملو از آب ہو گیا پانی
سے ایک ساحر نکلا اٹالہ بارگاہ کا مچھلیون پر لدا ہوا دس لاکھ ساحر اُس دریا سے نکلے مہلال
تخت پر سوار چار اژدہے تخت کاندھون پر اُٹھائے نوبت و نقارے بجتے ہوے اس زور و شور
سے مہلال سرکش براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہی کہ جا کر روکے اور طرف صحراے باد انگیز کے

نہ جانے دے اور یہ بھی حکم ہے کہ طلسم کشا تلاش لوح نہ کرنے پائے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا رستم صحراے کیمیا مین اُترے ہین ارادہ ہے کہ طرف صحراے باد انگیز کے کوچ کرین دیکھیے کیا کیفیت ہو اب اس جلد کو اس مقام پر تمام کرتا ہون دوسری جلد سے داستان صاحبقران شروع کیجائیگی ناظرین پر حال ظاہر ہوگا۔ تمام شد جلد اول طلسم ہفت پیکر اب دوسری جلد شروع کیجائیگی عجائب و غرائب طلسم ہفت پیکر کا حال سامعان و ناظران کو ظاہر ہوگا کہ صاحبقران سے کیا مقدمات اس طلسم مین سرزد ہوتے ہین سب لشکر امیر کے ساتھ ہے

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند مصنف

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضےٰ حقیر کیا صفت مصنف صاحب کی تحریر کرے بروقت تحریر و تقریر دریاے زخار جوش مارتا ہے ماشاء اللہ رستم کو کس ترکیب سے تحفجات ملے کیا کیا کوشش ہوئی آخر کوشش کا یہ انجام ہوا کہ تحفہ جات رستم کو حاصل ہوے فرزندان صاحبقران کی داستانین کس لطف سے لکھین کہ جس سے جلالت صاحبقران ظاہر ہوتی ہے ناظرین پر واضح ہو کہ انکا فرزند طلسم کشا ہے جابجا یہی چرچا ہے کہ طلسم کشا رستم فتاح کل طلسم ہفت پیکر ہے صاحبقران کے ہاتھ سے کفار زیر و زبر ہین دو پہاڑ فتح ہوے پانچ پہاڑ اور باقی ہین اُنپر جانا صاحبقران کا بہ تصریح تحریر ہوگا انشاء اللہ جو عجائب و غرائب قبلہ و کعبہ نے تجویز فرمائے ہین ناظرین پر ظاہر ہوگا ہر پہاڑ پر رسائی صاحبقران کا باعث ظاہر ہوگا عین وقت میلے کے صاحبقران پہونچینگے اور وہ پہاڑ فتح ہوگا ناظرین و احباب دیکھین گے یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین بخوشی مرحمت فرمائین مصنف صاحب کی آبرو بڑھائین ہر ایک کا قول یہ تھا کہ بعد تحریر طلسم ہوش ربا اب منشی صاحب کیا قلم اُٹھائین گے تمام عالم کے معاملات ہوش ربا مین صرف کیے مگر ماشاء اللہ کیا ذہانت و متانت ہے کہ بعد ہوش ربا ایسی کتاب کے سوا دوسری جزو مین فتنہ نورافشان کس لطف سے تحریر فرمایا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا اُسکے بعد بانوے جزو مین بقیۂ طلسم ہوش ربا تحریر فرمایا اب طلسم ہفت پیکر زیر تصنیف ہے یہی بڑی تعریف ہے کہ کوئی داستان کسی مقام پر سست نہین ہوئی اپنے اپنے موافق

ہر داستان رنگ پر ہی اب ہوش ربا سے منتخبات ہوش ربا طلسم خیال سکندری وغیرہ باقی ہین اگر جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ نے اُنکو تحریر کرایا تو ناظرین والاتمکین بہت محظوظ ہونگے فرمائین گے کہ بعد ہوش ربا بقیۂ طلسم ہوش ربا منتخبات کیا خوب لکھے ہین عجائب وغرائب تمام منتخبات مین جمع ہونگے دو جلدین منتخبات کی ہون تب ناظرین حظ اُٹھائین تعریف فرمائین اور اپنے مقام پر کہین کہ سبحان اللہ کیا زبان ہی اور کیا بیان ہی حقیقت مین آجتک ایسے طلسمات زبان اُردو مین تصنیف نہین ہوے تھے و دیگر نہ طاق ہفت کنگرہ بعد طلسم ہفت پیکر قرار پایا ہی یا طلسم خیال سکندری اگر نظر عنایت جناب منشی صاحب کی والد ماجد پر ہوئی اور لکھوایا تو ناظرین بہت محظوظ ہونگے کچھ داستانین طلسم خیال سکندری کی جلد سوم طلسم ہفت پیکر مین لکھ دینگے کہ ناظرین آگاہ ہون کہ طلسم خیال سکندری کیا چیز ہی اسکے ملاحظے سے ناظرین کا دماغ لطف اُٹھائیگا لطف تصنیف عجب کیفیت دکھائیگا میرے تو دالد نامدار ہین مین کیا اوصاف لکھون یقین ہی ناظرین خود آگاہ ہون زیادہ والسلام والاکرام فقط

تاریخ طبع از مصنف کتاب در صنعت توشیح

یہ خالق کی رحمت قسم ہی ہوئی
جو ہین ناظرین خجستہ مقال
عجب لطف سے یہ فسانہ لکھا
عجب لطف کی داستانین لکھین
شرافت لیاقت سے معمور ہو
خیال آگیا مجکو یہ برمحل
قمر رحمت حق کا کیا شکر ہو
ہوا سال توشیح کا اختتام
سر مصرعہ سے جو لو ایک حرف

۱۳۲۵ھ

گہ ٹھی منزل ہفت پیکر ہوئی
نگارین یہ نثار ہی بے مثال
قمر آفرین مرحبا مرحبا
قیامت کی ہر جا زبانین لکھین
یہ نزدیک ہی تم بہت دو دہو
لکھو اسکی تاریخ بھی بے بدل
عنایت کا اُسکی کجا شکر ہو
قمر تیرا روشن ہی سارا کلام
نکل آئے تاریخ سال شگرف

الحمد للہ کہ جلد اول طلسم ہفت پیکر نولکشور پریس مین بماہ دسمبر ۱۹۰۷ء طبع ہوئی۔

داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر اِنھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اِس قصہ عجیب کیواسطے ہوا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اِسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلےٰ کے اِسکا رواج جاتا رہا۔ اِس زمانہ مین کسواے اُردو کے فارسی کا درس و تدریس کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا اِن اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے اُنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۸ا جلدین ہین اور ترجمہ کی ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین ہین۔

الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور فسانہ ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر ہی۔

فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علیخانصاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ع

قصہ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ

کامروپ کا جادو اُردو۔

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حید علیخان

فسانۂ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔

سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

ایضاً بلا تصویر۔ حسب مراتب بالا۔

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر۔

ایضاً بلاتصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔

آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔

ایضاً بلاتصویر حسب مراتب بالا۔

مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔

نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔

بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان۔

سیر اب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور۔

فسانۂ دلپذیر مصنفۂ منشی احمد علی خان تائب و عجیب فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ۔

فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین۔

قصۂ سیاہ پوش از عنایت اللہ تخلص قیس۔

فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔

فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب۔

قصۂ زاہد شمسی مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد۔

سنگاسن بتیسی۔

ناٹک نل دمیتی۔ مولفۂ منشی بنایک پرشاد۔

قصۂ موتی و ببولہ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ۔

بیتال پچیسی باتصویر۔ قصۂ مشہور۔

گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔

طوطا کہانی باتصویر۔ مصنفۂ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر۔

قصۂ گل صنوبر۔ از منشی ہیم چند۔

ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ ترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب۔

نور تن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔

قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔

سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔

قصۂ گوپی چند بھرتری۔

لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد

قصۂ سورج پور حصۂ اول۔ از منشی چرونجی لال۔

قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال۔

ریاض تحقیق نادر شرح سکندر نامہ بری از مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت۔